

# **TIGHT BINGING BOOK**

BROWN BOOK

UNIVERSAL  
LIBRARY

**OU\_226392**

UNIVERSAL  
LIBRARY



**OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY**

Call No. Y 72 5 4 2

Accession No. 1-221

Author

10771

Title

10771

This book should be returned on or before the date last marked below.

---





# فہرست مضامین تذکرہ اولیا ہند جلد اول

Checked 1965

نمبر شمار	۱۔ اسماء اولیا اللہ	جلد اول صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیا اللہ	جلد اول صفحہ
	تمہید	۲	۱۲	مولانا سعدوقا ضی	۵۰
	سلسلہ چشتیہ		۱۳	شیخ نظام الدین ابوالموئید	"
	خواجہ بزرگ معین الدین امیر	۴	۱۴	شیخ معز الدین دہلوی	۵۱
	قصیدہ در بیان حضرت اجیر	۱۹	۱۵	خواجہ محمود موئینہ دوز	"
۱	خواجہ قطب الدین ادشی	۲۴	۱۶	شیخ فرید الدین ناگوری	"
۲	مولانا جلال الدین بٹامی د	۲۶	۱۷	حضرت دانی من میل	۵۲
۳	شیخ نجم الدین صغیر شیخ الاسلام	۲۷	۱۸	شیخ احمد رئیس	"
۴	بابا فرید الدین گنجشکر	۲۸	۱۹	شیخ امام الدین ابدال	"
۵	سلطان شمس الدین انمش	۲۹	۲۰	شیخ شہاب الدین عاشق خدا	۵۳
۶	مولانا بدر الدین غزنوی	۳۰	۲۱	شیخ حسن دانا	"
۷	قاضی حمید الدین ناگوری	۳۱	۲۲	خواجہ حسن خیاط	"
۸	شیخ علی سنجر	۳۲	۲۳	سید امجد و سید زین الدین	"
۹	صاحبزادہ عالیقدر خواجہ احمد	۳۳	۲۴	شیخ احمد ہنسروانی	۵۴
	بابا حاجی روزبہ	"	۲۵	شیخ جلال الدین تبریزی	"
			۲۶	شیخ محمد ترک نارنولی	۵۵
			۲۷	خواجہ فرید الدین گنجشکر	۵۶

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد اول صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد اول صفحہ
۲۸	شیخ نجیب الدین متوکل	۸۲	۴۹	مولانا ضیاء الدین برنی	۰۸
۲۹	شیخ داؤد بالہی	۸۳	۵۰	شیخ برہان الدین غریب	۱۱۰
۳۰	سید امام علی لاحق بالکوثی	۸۵	۵۱	شیخ حسام الدین سوختہ	۱۱۱
۳۱	شیخ برہان الدین محمود ابی الخیر	۸۵	۵۲	شیخ عزیز الدین صوفی	۱۱۲
۳۲	شیخ بدر الدین بن علی اسحاق	۸۶	۵۳	شیخ شمس الدین یحییٰ	۱۱۳
۳۳	شیخ منتخب الدین چشتی	۸۶	۵۴	شیخ اخراجی سراج الدین بدایونی	۱۱۴
۳۴	سید محمد بن سید محمود کرمانی	۸۷	۵۵	شیخ حمید قلندر	۱۱۵
۳۵	خواجہ علاء الدین بن شیخ بدر الدین	۸۷	۵۶	شیخ علاء الدین بینلی	۱۱۶
۳۶	شیخ ضیاء الدین بخشی	۸۸	۵۷	مولانا فخر الدین زراوی	۱۱۷
۳۷	شیخ جمال الدین طباطبائی	۸۹	۵۸	قاضی محی الدین کاشانی	۱۱۸
۳۸	سلطان المشائخ نظام الدین اولیا	۹۰	۵۹	خواجہ شمس الدین باہرہ	۱۱۹
۳۹	شاہ عبداللہ کرمانی بنگالی	۹۱	۶۰	مولانا جلال الدین اودھی	۱۲۰
۴۰	حضرت پیر کریم سیلوئی	۹۲	۶۱	شیخ نظام الدین شیرازی	۱۲۱
۴۱	شیخ برہان الدین صوفی بن شیخ جمال	۹۳	۶۲	خواجہ شمس الدین دہاری	۱۲۲
۴۲	خواجہ امیر خسرو دہلوی	۹۴	۶۳	خواجہ احمد بدایونی	۱۲۳
۴۳	میر حسن علانی سجری	۹۵	۶۴	شیخ شہاب الدین حق گوئی	۱۲۴
۴۴	مولانا موید الدین	۹۶	۶۵	پیر مولانا فخر الدین زراوی	۱۲۵
۴۵	شیخ وجیبہ الدین یوسف	۹۷	۶۶	شیخ وجیبہ الدین یاسینی	۱۲۶
۴۶	خواجہ محمد امام	۹۸	۶۷	شیخ شہاب الدین امام مسجد	۱۲۷
۴۷	شیخ حسام الدین ملتانی	۹۹	۶۸	شیخ حیدر	۱۲۸
۴۸	حضرت خواجہ فخر الدین بزمی	۱۰۰	۶۹	شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین	۱۲۹

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلداول صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلداول صفحہ
۶۹	حضرت مسعود بک	۱۱۶	۹۰	حضرت قاضی سعدی چشتی	۱۳۵
۷۰	سید الحجاب	"	۹۱	شیخ سعد الدیکبہ دار	"
۷۱	شیخ قطب الدین منور ہنسوی	۱۱۷	۹۲	حضرت مولانا خواجگی	۱۳۶
۷۲	مولانا علی شاہ جاندار	۱۱۹	۹۳	شیخ احمد صاحب تھانیسری	"
۷۳	خواجہ تقی الدین نوح	"	۹۴	میر سید محمد گیسو دراز دہلوی	۱۳۷
۷۴	خواجہ علاء الدین بن شیخ بد الدین سلیمان	"	۹۵	شیخ محمد متوکل کفوری	۱۳۸
۷۵	قاضی ضیا الدین بخش	۱۲۰	۹۶	شیخ قوام الدین چشتی	۱۳۹
۷۶	شیخ محمد صاحب	"	۹۷	حضرت سید جعفر مکی	۱۴۰
۷۷	شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر بانی	"	۹۸	شیخ حمید الدین صوفی ناگوری	۱۴۱
۷۸	مولانا ماسع الدین	۱۲۳	۹۹	شیخ عبدالعزیز علی	۱۴۲
۷۹	حضرت شاہ خضر	"	۱۰۰	شیخ محمد صابر چشتی	"
۸۰	شیخ نصیر الدین محمد جیلانی دہلی	۱۲۴	۱۰۱	سید تاج الدین شیر سوار	"
۸۱	مولانا خواجہ کمال الدین غنیہ عظیم	۱۳۲	۱۰۲	حضرت شیخ ابدال	"
۸۲	خواجہ ملک زادہ احمد	"	۱۰۳	شیخ علاء الدین علاء الحق	۱۴۳
۸۳	حضرت شیخ دانیال	۱۳۳	۱۰۴	میر سید اشرف جہانگیری سمنانی	۱۴۴
۸۴	شیخ صدر الدین حکیم	"	۱۰۵	مخدوم حسام الدین فتحپوری	۱۴۹
۸۵	خواجہ معین الدین خرد	۱۳۴	۱۰۶	شیخ اختیار الدین عمر ارجی	۱۵۰
۸۶	شیخ سراج الدین چشتی	"	۱۰۷	شیخ فتح الداد مری	"
۸۷	سید محمد بن سید مبارک	"	۱۰۸	شیخ عین الدین قتال	"
۸۸	شیخ یوسف چشتی	۱۳۵	۱۰۹	شیخ یوسف بدہ ارجی	۱۵۱
۸۹	شیخ عبدالمقدر	"	۱۱۰	شیخ شیر خاں بک	"

تذکرہ اولیائے ہند  
فہرست مضامین جلد دوم

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱	مخدوم علاء الدین علی احمد صاحب کبریٰ	۲	۱۹	شیخ علم الحق والدین	۳۷
۲	شیخ شمس الدین ترک	۹	۲۰	شیخ محمود راجن	"
۳	شیخ جلال الدین کبیر لاویا پانی پتی	۱۳	۲۱	شیخ جمال الدین عرف جنم	۳۸
۴	شیخ احمد عبد الحق توشہ رودوی	۲۵	۲۲	شیخ سعد الدین خیر آبادی	"
۵	شیخ قوام الدین سازنگ چشتی	۳۰	۲۳	شاہ میانجی بیگ	"
۶	قاضی شہاب الدین دولت آبادی	۳۱	۲۴	شیخ ملا ملاوہ	۳۹
۷	میر سدید اللہ نیرہ سید محمد گیسو دراز	"	۲۵	شیخ جنید حصاری	۴۰
۸	شیخ نور الدین قطب عالم بنگالی	۳۲	۲۶	شیخ حسین ناگوری	"
۹	شیخ علاء الدین قریشی	"	۲۷	راجی حامد شاہ	۴۱
۱۰	شیخ کبیر چشتی	۳۳	۲۸	شیخ حسن طاہر	۴۲
۱۱	شیخ ابوالفتح جونپوری	"	۲۹	شیخ بختیار	"
۱۲	شیخ عارف نرزد شیخ احمد عبد الحق	"	۳۰	شیخ محمد علی جونپوری	۴۳
۱۳	شیخ ابوالفتح علانی قریشی	۳۴	۳۱	شیخ عزیز اللہ متوکل	"
۱۴	شیخ مینا چشتی لکھنوی	۳۵	۳۲	مولانا الہ داد	۴۴
۱۵	شیخ شمس الدین طاہر	۳۶	۳۳	شیخ احمد مجدد شیبانی	"
۱۶	شاہ جلال الدین گجراتی	"	۳۴	حضرت شاہ سید	۴۵
۱۷	حضرت شاہ کاکو	"	۳۵	شیخ محمد حسن	"
۱۸	شیخ دھام الدین ناکیپوری	"	۳۶	شیخ محمد بن شیخ عارف	۴۶

نمبر	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۳۷	شیخ ابویاعف شیخ بدھ	۴۸	۵۸	شیخ محمد عظیم حشتی نظامی	۷۱
۳۸	شیخ عبد القدوس گنگوہی	۴۹	۵۹	شیخ سلیم حشتی بن بہاء الدین حشتی	۷۲
۳۹	شیخ بہاء الدین جوہوری	۵۵	۶۰	شیخ تقی چاکب	۷۳
۴۰	شیخ خانوگوا باری	۵۶	۶۱	شیخ محمد طاہر گجراتی	۷۴
۴۱	شیخ علاء الدین بن شیخ نور الدین	"	۶۲	شیخ نظام الدین بکھاری	۷۵
۴۲	سلطان جلال الدین قریشی	"	۶۳	شیخ پیارا حشتی	۷۶
۴۳	سید سلطان بھراچی	۵۷	۶۴	شیخ رزق اللہ	۷۷
۴۴	سید علی قوام	۵۸	۶۵	شیخ اسحاق	۷۸
۴۵	شیخ عبد الرزاق جھنجھانہ	"	۶۶	شیخ زندہ پیر	۷۹
۴۶	شیخ یوسف مصروف بہ شاہ جوہی	"	۶۷	شیخ دانیال	۸۰
۴۷	شیخ جلال تھانیسری	۵۹	۶۸	شیخ فتح اللہ تر بن سنبلی	۸۱
۴۸	شیخ نظام الدین عبد الشکور	۶۱	۶۹	شیخ نظام الدین نازولی	۸۲
۴۹	شیخ امان پانی پتی	۶۵	۷۰	شیخ طاہر حشتی	۸۳
۵۰	شیخ حمزہ ہر سو قریشی	۶۶	۷۱	شیخ مٹھہ گارڈنی	۸۴
۵۱	شیخ حسام الدین متقی	۶۷	۷۲	شیخ کبیر جولاہہ	۸۵
۵۲	میر سید عبد الاول بن سید علانی	۶۸	۷۳	شیخ دلی حشتی	۸۶
۵۳	شیخ قاضی خان ظفر آبادی	"	۷۴	مولانا عبد اللہ انصاری	۸۷
۵۴	شیخ عبد الغفر بن شیخ صن طاہر	"	۷۵	شیخ اختیار الدین مردانی	۸۸
۵۵	شیخ علی متقی بن حسام الدین	۶۹	۷۶	شیخ جلال الدین کاسی	۸۹
۵۶	شیخ ابو دھن جوہوری	۷۱	۷۷	شیخ منزل حشتی	۹۰
۵۷	شیخ صن محمد حشتی	"	۷۸	شیخ سید چوہدری	۹۱

نمبر شمار	اسماء کے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء کے اولیا اللہ	جلد دوم صفحہ
۷۹	شاہ نعمان چشتی	۸۶	۱۰۰	میر سید احمد گیسو دراز	۹۷
۸۰	شیخ حاجی ادیس دلوڑی	۸۷	۱۰۱	مولانا تقی الدین اودھی	۱۰۰
۸۱	اخوند سعید شور یانی	۸۷	۱۰۲	شیخ ابوسعید چشتی صابری	۱۰۱
۸۲	شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ	۸۸	۱۰۳	حضرت بندگی شیخ محمد صادق گٹوئی	۱۰۰
۸۳	شیخ رحمت شور یانے	۸۸	۱۰۴	شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق	۱۰۱
۸۴	شیخ محمد بن فضل الد	۸۸	۱۰۵	شاہ ابوالمعالی چشتی صابری	۱۰۸
۸۵	مولانا شیخ احمد شور یانی	۸۹	۱۰۶	شیخ عبدالحق چشتی لاہوری	۱۱۰
۸۶	شیخ محمد سلیم صابری	۸۹	۱۰۷	شیخ عارف لاہوری	۱۱۰
۸۷	میر سید محمد کالیدی	۸۹	۱۰۸	شیخ اسماعیل چشتی اکبر آبادی	۱۱۰
۸۸	شاہ اعلیٰ چشتی پانی پتی	۹۰	۱۰۹	حضرت سعید خاں سیانہ چشتی	۱۱۰
۸۹	حضرت بایزید تیک زئی	۹۲	۱۱۰	شیخ پھوگی افغان عزیز زئی	۱۰۹
۹۰	شیخ جان اللہ لاہوری	۹۳	۱۱۱	شیخ عارف صابری لاہوری	۱۱۰
۹۱	سید علی غواص ترمذی	۹۳	۱۱۲	مولانا عبد الکریم پشاور	۱۱۱
۹۲	مولانا درویشی پشاور	۹۳	۱۱۳	شیخ پنجو پشاور	۱۱۱
۹۳	سید محمد بھدی	۹۳	۱۱۴	شیخ پیر محمد سدن	۱۱۲
۹۴	شیخ حاجی لکن شور یانی فغوری	۹۴	۱۱۵	شیخ یحییٰ گجراتی	۱۱۲
۹۵	حاجی عبد الجلیل چشتی کھنوی	۹۵	۱۱۶	شیخ جنید دہانی چشتی	۱۱۲
۹۶	شیخ حاجی عبد الکریم چشتی لاہوری	۹۵	۱۱۷	شیخ حبیب چنبری	۱۱۲
۹۷	شیخ الہ داد دلوڑے	۹۶	۱۱۸	شیخ پیر محمد لکھنوی	۱۱۲
۹۸	ملک محمد جاسی	۹۶	۱۱۹	شیخ محمد صدیق چشتی	۱۱۳
۹۹	محمد دم شیخ عبدالرشید	۹۶	۱۲۰	شیخ محمد چشتی صابری دہلی	۱۱۳

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۲۱	شیخ عبدالرشید جالندھری	۱۱۳	۱۴۲	سید محمد اعظم روپڑی	۱۳۲
۱۲۲	سید میراں بھیکہ	۱۱۴	۱۴۳	شاہ نصیر کوکہ ذکر اللہ	"
۱۲۳	شاہ ببلول برکی صابری	۱۱۸	۱۴۴	شاہ غلام حسینی صابری	"
۱۲۴	شیخ شاہ لطف اللہ	"	۱۴۵	سید صابر علی شاہ حسینی دہلوی	۱۴۳
۱۲۵	شیخ محمد سلیم صابرے	"	۱۴۶	سید میر عبد اللہ شاہ	"
۱۲۶	شیخ یحییٰ مدنی	"	۱۴۷	مولانا قاضی محمد عاقل حسینی فخری نظامی	"
۱۲۷	شیخ کلیم الدین جہاں آبادی	۱۱۹	۱۴۸	مولانا خواجہ قاضی خدابخش	۱۴۴
۱۲۸	شیخ نظام الدین دلی اندونگ آبادی	۱۲۰	۱۴۹	مولانا خواجہ فخر الدین	"
۱۲۹	مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی	۱۲۳	۱۵۰	خواجہ محمد سلیمان حسینی	۱۴۶
۱۳۰	مولوی کریم خلیفہ مولانا فخر	۱۲۴	۱۵۱	مولانا غلام نصیر الدین مہر دکانیہ	۱۴۸
۱۳۱	مولانا نور محمد بھیل مہاروی	۱۳۵	۱۵۲	شیخ حاجی رمضان حسینی	"
۱۳۲	مولانا ضیا الدین چیمپوری	۱۳۶	۱۵۳	حضرت بندگی حافظ مولوی حسینی	"
۱۳۳	مولانا سید عہاد الدین میر محمدی دہلوی	۱۳۷	۱۵۴	مولوی امانت علی حسینی	۱۴۹
۱۳۴	مولانا سید شاہ نیاز احمد حسینی	۱۳۸	۱۵۵	محمد حسن عرف حافظ بانکے	"
۱۳۵	مخدوم زادہ شیخ یار علی	۱۳۹	۱۵۶	سید غلام معین الدین شاہ خاموش	"
۱۳۶	سید علیم اللہ بن سید عتیق اللہ	"	۱۵۷	میاں گھوڑا شاہ سردو سنجی	۱۵۰
۱۳۷	سید علی شاہ حسینی جالندھری	۱۴۰	۱۵۸	مولوی غلام مصطفیٰ وزیر آبادی	۱۵۱
۱۳۸	شیخ محمد سعید حسینی	"	۱۵۹	شیخ فیض بخش لاہوری	۱۵۲
۱۳۹	شیخ محمد سعید صابری مشرقپوری	"	۱۶۰	مرزا روشن بخت گورگانی	"
۱۴۰	شیخ خیر الدین خیر شاہ حسینی	۱۴۱	۱۶۱	مولانا ظہیر الدین کیراڑی	۱۴۳۰
۱۴۱	شیخ محمد سالم روپڑی	"	۱۶۲	مرزا ولی شاہ	"
			۱۶۳	مولوی رحمت اللہ آنندی پوری	۱۶۵



تذکرہ اولیائے ہند  
فہرست مضامین جلد سویم

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد سویم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد سویم صفحہ
۱۵	حنا زادہ	۱۶	۱	سلسلہ خواجگان قادریہ	
۱۷	حضرت شاہ نعمت اللہ ولی	۱۷	۲	غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانی	۲
۱۸	شیخ بہاء الدین جنیدی	۱۸	۳	فرزند ان غوث پاک	۳
۱۹	سید محمد غوث گیلانی	۱۹	۴	سید سیف الدین عبدالوہاب	۴
۲۰	میر سید شاہ فیروز	۲۰	۵	شیخ شرف الدین علی	۵
۲۱	سید عبدالقادر ثنائی	۲۱	۶	شیخ شمس الدین ابوبکر	۶
۲۲	سید محمود حسنوری لاہوری	۲۲	۷	شیخ سراج الدین عبدالجبار	۷
۲۳	سید عبدالقادر گیلانی لاہوری	۲۳	۸	شیخ تاج الدین ابوبکر	۸
۲۴	سید عبدالرزاق گیلانی	۲۴	۹	شیخ ابواسحاق ابراہیم	۹
۲۵	میران سید مبارک حقانی اوچی	۲۵	۱۰	شیخ ابو الفضل محمد	۱۰
۲۶	سید محمد غوث بالا بیر	۲۶	۱۱	شیخ عبدالرحمن	۱۱
۲۷	سید بہاء الدین گیلانی	۲۷	۱۲	شیخ ابو فکر یا یحییٰ	۱۲
۲۸	حضرت مخدوم جی قادری	۲۸	۱۳	شیخ ابو نصر موسیٰ	۱۳
۲۹	سید عبداللہ ربانی	۲۹	۱۴	خلفائے حضرت غوث الثقلین	۱۴
۳۰	سید اسماعیل گیلانی	۳۰	۱۵	ذکر نیرگان حضرت غوث الثقلین	۱۵
۳۱	حضرت سید ماند (حامد گنج بخش)	۳۱	۱۶	دوستان و محبان حضرت غوث پاک	۱۶
۳۲	شیخ مہلول دریائی	۳۲	۱۷	سلسلہ پیران حضرت محبوب بجان	۱۷
۳۳	شیخ ابواسحاق قادری لاہوری	۳۳			

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ
۳۴	سید میر سیراں	۲۶	۵۵	سید جیو عبد القادر ثالث	۳۷
۳۵	شاہ معروف حشتی	"	۵۶	سید خیر الدین ابوالمعالی	۳۸
۳۶	سید محمد نور	۲۷	۵۷	میان نعمت شاہ قادری	"
۳۷	حضرت شاہ قمیص	"	۵۸	حاجی مصطفیٰ سرہندی	۴۰
۳۸	سید اسماعیل بن سید ابدال	"	۵۹	سید عبد الوہاب گیلانی	"
۳۹	سید الہ بخش گیلانی	۲۸	۶۰	سید شیخ عبد اللہ	"
۴۰	شیخ نصر سیستانی	"	۶۱	حضرت ملا حامد قادری	"
۴۱	سید شاہ نور حضورے	۲۹	۶۲	شیخ محمد میر میاں بالاپیر	"
۴۲	سید موسیٰ پاک شہید	"	۶۳	سید غلام غوث شاہ حاکم	۴۷
۴۳	حضرت سید حسین	"	۶۴	سید شاہ بلاول لاہوری	۴۸
۴۴	شیخ عبد الوہاب تنقی قادری	"	۶۵	سید عبد القادر بخاری اکبر آبادی	۴۹
۴۵	سید عبد الوہاب محبوب کری	۳۲	۶۶	مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی	"
۴۶	سید ابراہیم حسینی	"	۶۷	سید محمد مقیم محکم الدین	۵۰
۴۷	شیخ محمد حسن قادری	"	۶۸	شیخ مادہ صوفی اورے لاہوری	۵۱
۴۸	سید صوفی بن سید بدر الدین	"	۶۹	حضرت خواجہ بہاری	۵۳
۴۹	سید کامل شاہ لاہوری	"	۷۰	حضرت شاہ سلیمان قادری	"
۵۰	شیخ سید حسین لاہوری	۳۳	۷۱	سید جان محمد حضور	۵۵
۵۱	شیخ حسین قادری	۳۶	۷۲	حضرت محمد صالح اکبر آبادی	"
۵۲	شیخ نعمت اللہ سرہندی	"	۷۳	سید عبد الزاق شاہ چراغ لاہوری	"
۵۳	حضرت شاہ بزرگ گیلانی	۳۷	۷۴	شاہ محمد ملا شاہ قادری	"
۵۴	شاہ شمس الدین قادری لاہوری	"	۷۵	حضرت داراشکوہ قادری خلیفہ شاہ چچاں شاہ	۵۷

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد سوم صفحہ
۷۶	سید شاہ کردیر	۵۷	۹۶	سید ناصر الدین محمود نوشہ	۶۹
۷۷	حضرت سید مولا	۵۸	۹۷	سید سرور دین لاہوری	۷۰
۷۸	شیخ وجہیہ الدین	۵۹	۹۸	سید محمد امیر	۷۱
۷۹	شاہ عبد اللہ قریشی	۶۰	۹۹	حاجی بنو شاہ گنج بخش	۷۲
۸۰	سید رفیع الدین صوفی	۶۱	۱۰۰	حضرت میان غیاث	۷۳
۸۱	حضرت مخدوم جیو قادری دکنی	۶۲	۱۰۱	شیخ عبد اللہ و شیخ رحمت اللہ	۷۴
۸۲	شاہ عصفی اللہ سیف الرحمن	۶۳	۱۰۲	سید جعفر ہاشم	۷۵
۸۳	حاجی عبد الجلیل لاہوری	۶۴	۱۰۳	سید عبد الحکیم گیلانی	۷۶
۸۴	حاجی محمد ہاشم گیلانی	۶۵	۱۰۴	سید محمد فاضل متوکل	۷۷
۸۵	میر سید طاہر قطب الدین کوتانوی	۶۶	۱۰۵	خواجہ محمد فیصل قادری نوشاہی	۷۸
۸۶	ذکر ان حضرات کا جو فیضانِ صحبت سید طاہر سے با کمال ہوئے	۶۷	۱۰۶	شیخ رحیم داد قادری	۷۹
۸۷	ذکر میران سلسلہ سید طاہر کوتانوی	۶۸	۱۰۷	حضرت سید عمر گیلانی	۸۰
۸۸	میر سید حسین بخاری	۶۹	۱۰۸	سید حسن گیلانی پشاور	۸۱
۸۹	میر سید علاء الدین	۷۰	۱۰۹	شاہ رضا قادری شکاری	۸۲
۹۰	شیخ عبد الغفور اعظم پوری	۷۱	۱۱۰	سید محمد صالح قادری	۸۳
۹۱	میر سید عبد الباقی	۷۲	۱۱۱	شیخ صدر الدین قادری	۸۴
۹۲	سید عبد اللہ قطب شکار پوری	۷۳	۱۱۲	حضرت شاہ درگاہی قادری لاہوری	۸۵
۹۳	سید صدر الدین سلطان	۷۴	۱۱۳	شیخ تاج محمد قادری	۸۶
۹۴	سید فضل اللہ	۷۵	۱۱۴	شیخ عبد الحمید قادری نوشاہی	۸۷
۹۵	سید حامد قطب نوبہار	۷۶	۱۱۵	سید نور محمد گیلانی	۸۸
			۱۱۶	شیخ خوش محمد قادری	۸۹

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۱۷	حضرت حافظ برخوردار	۷۶	۱۳۸	سید شاہ حسین بن سید نور محمد سجاد پٹن	۸۳
۱۱۸	سید عبدالوہاب بن سید سرور الدین	۷۷	۱۳۹	میاں رحمت اللہ بن حافظ برخوردار	"
۱۱۹	شیخ محمد تقی نوشاہی	۷۸	۱۴۰	شاہ نصرت اللہ نوشاہی	"
۱۲۰	خواجہ پاشتم دیال	۷۹	۱۴۱	حضرت میر پہلی شاہ قصوری	"
۱۲۱	سید احمد شیخ الہند گیلانی	۸۰	۱۴۲	شیخ سعد اللہ نوشاہی	"
۱۲۲	سید بدر الدین گیلانی	۸۱	۱۴۳	شیخ محمد عظیم قادری	"
۱۲۳	شیخ عصمت اللہ نوشاہی	۸۲	۱۴۴	حضرت غلام شاہ سردار	"
۱۲۴	شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری	۸۳	۱۴۵	سید محمد شاہ رزاق گیلانی	"
۱۲۵	شیخ احمد بیگ نوشاہی	۸۴	۱۴۶	شیخ مصباح شاہ خورولاہوری	"
۱۲۶	شاہ عنایت قادری شطاری	۸۵	۱۴۷	شاہ صدر الدین	۸۴
۱۲۷	سید حاجی عبداللہ گیلانی	۸۶	۱۴۸	سید سعد الدین حجبہ	"
۱۲۸	شیخ جمال اللہ نوشاہی	۸۷	۱۴۹	شیخ جان محمد لاہوری	"
۱۲۹	حضرت حافظ مہموری نوشاہی	۸۸	۱۵۰	شیخ عبداللہ شاہ بلوچ	"
۱۳۰	شاہ محمد غوث لاہوری گیلانی	۸۹	۱۵۱	حضرت شیخ محمود	"
۱۳۱	شیخ پیر محمد المشہور بسچیار	۹۰	۱۵۲	سید عادل شاہ گیلانی	"
۱۳۲	شیخ عبدالرحمن المشہور پاک رحمان	۹۱	۱۵۳	سید شادی شاہ قادری	"
۱۳۳	سید عبدالقادر شاہ گدا گیلانی	۹۲	۱۵۴	حضرت شاہ سردار قادری	"
۱۳۴	حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری	۹۳	۱۵۵	سید علی شاہ قادری	۸۵
۱۳۵	شیخ فتح محمد نوشاہی	۹۴	۱۵۶	سید سردار علی شہید	"
۱۳۶	شیخ غیاث بن حافظ برخوردار	۹۵	۱۵۷	حضرت شاہ غلام نبی	"
۱۳۷	شیخ محمد سلطان لاہوری	۹۶	۱۵۸	سید قطب الدین گیلانی	"

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۱۵۹	شیخ مسلم خان	۸۵	۱۸۰	شیخ محمد سلطان پوری	۱۰۷
۱۶۰	سید شاہ طرے صاحب دہلوی	۸۶	۱۸۱	شیخ محمد مصوم	۱۰۸
۱۶۱	حضرت حافظ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی	۸۷	۱۸۲	سید علیم اللہ	۱۰۹
۱۶۲	مولانا سید غوث علی شاہ قادری	۸۸	۱۸۳	شیخ محمد انبالوی	۱۱۰
۱۶۳	حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی	۸۹	۱۸۴	شیخ محمد شریف شاہ آبادی	۱۱۱
۱۶۴	نقشبہ سلسلہ پیران حضرت خواجہ باقی باللہ	۹۰	۱۸۵	خواجہ معین الدین بن خواجہ خاوند محمد	۱۱۲
۱۶۵	دوسرا سلسلہ پیران خواجہ باقی باللہ	۹۱	۱۸۶	شیخ عبدالحق حصوری	۱۱۳
۱۶۶	شیخ احمد مجدد الف ثانی فاروقی کابلی	۹۲	۱۸۷	خواجہ داؤد مشکوکی	۱۱۴
۱۶۷	شیخ محمد طاہر لاہوری نقشبندی	۹۳	۱۸۸	شیخ محمد امین کشمیری	۱۱۵
۱۶۸	حضرت خواجہ سیرنگ	۹۴	۱۸۹	شیخ یوسف الدین	۱۱۶
۱۶۹	اخوند ملا حسین خباز کشمیری مجدد	۹۵	۱۹۰	شیخ سعدی مجددی لاہوری	۱۱۷
۱۷۰	خواجہ خاوند حضرت ایشان	۹۶	۱۹۱	مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری	۱۱۸
۱۷۱	حاجی خضر اوعالی	۹۷	۱۹۲	مخدوم حافظ عبد الغفور پشاور	۱۱۹
۱۷۲	خواجہ سید آدم بنوری	۹۸	۱۹۳	خواجہ حافظ تونسوی	۱۲۰
۱۷۳	شیخ حامد لاہوری	۹۹	۱۹۴	شیخ محمد مراد کشمیری	۱۲۱
۱۷۴	شیخ نور محمد پٹنہ دری	۱۰۰	۱۹۵	سید نواز محمد بدایونی	۱۲۲
۱۷۵	حضرت میر نعمان مجددی	۱۰۱	۱۹۶	خواجہ محمد صدیق مجددی	۱۲۳
۱۷۶	سید امیر ابو العلی نقشبندی	۱۰۲	۱۹۷	خواجہ عبد اللہ بلخی	۱۲۴
۱۷۷	شیخ ابوالفتح	۱۰۳	۱۹۸	خواجہ عبد اللہ بخاری	۱۲۵
۱۷۸	شیخ عبد الحی	۱۰۴	۱۹۹	شیخ عبد الاحد بن احمد سمیع	۱۲۶
۱۷۹	شیخ احمد سمیع	۱۰۵	۲۰۰	شیخ محمد فرخ	۱۲۷

نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسمائے اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۲۰۱	حاجی محمد افضل	۱۱۳	۲۲۱	مولوی علیم اللہ گنگوہی	۲۲۱
۲۰۲	حافظ محمد حسن نقشبندی	۱۱۴	۲۲۲	مولوی ثناء اللہ پانی پتی	۱۲۱
۲۰۳	سید محرم علی نقشبندی	۱۱۵	۲۲۳	حضرت مشاہد گاہی	۱۲۲
۲۰۴	نواب کرم خاں مجددی	۱۱۶	۲۲۴	مولوی صفی اللہ صفی القدر	۱۲۳
۲۰۵	شیخ محمد فاضل پٹیلوی	۱۱۷	۲۲۵	شاہ عبد اللہ غلام علی شاہ دہلوی	۱۲۴
۲۰۶	خواجہ حافظ سعد اللہ	۱۱۸	۲۲۶	مولانا خالد مجددی	۱۲۵
۲۰۷	شیخ محمد زبیر	۱۱۹	۲۲۷	شاہ ابوسعید مجددی	۱۲۶
۲۰۸	خواجہ شاہ گلشن	۱۲۰	۲۲۸	حضرت شاہ رؤف	۱۲۷
۲۰۹	شیخ عبد الرشید مجددی	۱۲۱	۲۲۹	شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید	۱۲۸
۲۱۰	خواجہ نور الدین محمد آفتاب کشمیری	۱۲۲	۲۳۰	نقشہ باقی بزرگان مشہور مجددیہ	۱۲۹
۲۱۱	حافظ محمد عابد	۱۲۳	سلسلہ سحروردیہ		
۲۱۲	حاجی محمد سعید لاہوری	۱۲۴			
۲۱۳	خواجہ عبد السلام کشمیری	۱۲۵	۲۳۱	شیخ شہاب الدین ابوصفی عمر سحروردی	۱۳۰
۲۱۴	شاہ محمد صادق قلندر کشمیری	۱۲۶	۲۳۲	نقشہ پیران عظام شیخ شہاب الدین	۱۳۱
۲۱۵	شیخ محمد رضا الہامی	۱۲۷	۲۳۳	خلقاء	۱۳۲
۲۱۶	خواجہ محمد اعظم دوسری	۱۲۸	۲۳۴	سید نور الدین مبارک غزنوی	۱۳۳
۲۱۷	خواجہ کمال الدین	۱۲۹	۲۳۵	شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی دہلوی	۱۳۴
۲۱۸	شاہ شمس الدین حبیب اللہ	۱۳۰	۲۳۶	شیخ بہا الدین ذکریا ملتانی	۱۳۵
۲۱۹	مولوی احمد اللہ مجددی	۱۳۱	۲۳۷	حضرت صدر الدین عارف	۱۳۶
۲۲۰	شیخ محمد احسان	۱۳۲	۲۳۸	شیخ جمال خنداں رد	۱۳۷
۲۲۱	مولوی علیم اللہ گنگوہی	۱۳۳	۲۳۹	شیخ حسن افغان	۱۳۸
			۲۴۰	سید جلال الدین میر شاہ	۱۳۹

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	جلد دوم صفحہ
۲۴۱	شیخ احمد عشق	۱۳۱	۲۶۱	ابوالبرکات سید شاہ عالم	۱۵۳
۲۴۲	شیخ ضیاء الدین رومی	۱۳۲	۲۶۲	شیخ عبداللطیف داور الملک	۱۵۴
۲۴۳	حضرت لال شہباز سندھی بہائی	۱۳۳	۲۶۳	سید کبیر الدین حسن	۱۵۵
۲۴۴	شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی	۱۳۴	۲۶۴	شاہ عبد اللہ قسری ملتان	۱۵۶
۲۴۵	شیخ حمید الدین ابوالحاکم	۱۳۵	۲۶۵	شیخ سماء الدین سہروردی	۱۵۷
۲۴۶	تسریٰ انکار	۱۳۶	۲۶۶	شیخ عبدالجلیل قطب عالم چوہدری	۱۵۸
۲۴۷	شیخ وجیبہ الدین عثمان سیاح سنائی	۱۳۷	۲۶۷	قاضی نجسم الدین گجراتی	۱۵۹
۲۴۸	شیخ صلاح الدین	۱۳۸	۲۶۸	سید عثمان شاہ جہول لاہوری	۱۶۰
۲۴۹	شیخ علاء الدین ملتان	۱۳۹	۲۶۹	حضرت علیم الدین	۱۶۱
۲۵۰	سید میراہ سہروردی	۱۴۰	۲۷۰	قاضی محمود گجراتی	۱۶۲
۲۵۱	شیخ حاجی چہر غ ہند	۱۴۱	۲۷۱	حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری	۱۶۳
۲۵۲	میر سید جلال الدین مخدوم	۱۴۲	۲۷۲	سید حاجی عبد الوہاب	۱۶۴
۲۵۳	جہانیاں جہاں گشت بخاری	۱۴۳	۲۷۳	شیخ عبد اللہ بیابانی	۱۶۵
۲۵۴	حضرت شاہ کرک سہروردی	۱۴۴	۲۷۴	حضرت شیخ جمال	۱۶۶
۲۵۵	مخدوم شیخ اختری راجگری	۱۴۵	۲۷۵	شیخ اودھن زین العابدین	۱۶۷
۲۵۶	سید علم الدین یلاٹین	۱۴۶	۲۷۶	سید جمال الدین	۱۶۸
۲۵۷	شیخ کبیر الدین اسماعیل سہروردی	۱۴۷	۲۷۷	ملا فیروز مفتی کشمیری	۱۶۹
۲۵۸	سید صدر الدین راجو قنطال	۱۴۸	۲۷۸	مخدوم سلطان شیخ حمزہ کشمیری	۱۷۰
۲۵۹	شیخ سراج الدین حافظ	۱۴۹	۲۷۹	شیخ نوروز ریشی کشمیری	۱۷۱
۲۶۰	سید برہان الدین قطب عالم	۱۵۰	۲۸۰	بازا داؤد خاکی کشمیری	۱۷۲
۲۶۱	حضرت شاہ موسیٰ سہاگ	۱۵۱	۲۸۱	سید جہولن شاہ گھوڑی بخاری لاہوری	۱۷۳

نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ	نمبر شمار	اسماء اولیاء اللہ
۲۸۲	سید شاہ محمد والد سید محمد بن شاہ	۳۰۳	شیخ عبد الرحیم کشمیری
۲۸۳	شیخ حسن کنجدی لاہوری	۳۰۴	حضرت بابا عبد اللہ
۲۸۴	میراں محمد شاہ موج دریا بخاری	۳۰۵	شیخ جان محمد لاہوری
۲۸۵	سید سلطان جلال الدین حیدر	۳۰۶	شیخ حادث تادری
۲۸۶	خواجہ مسعود کشمیری	۳۰۷	شیخ کرم شاہ قریشی
۲۸۷	بابا ربوبی ریشی کشمیری	۳۰۸	شیخ سکندر شاہ بن کرم شاہ
۲۸۸	سید عمار علی الملک	۳۰۹	شاہ مراد بن کرم شاہ
۲۸۹	شاہ ارزاقی تادری	۳۱۰	شیخ قلندر شاہ قریشی حارثی مہار
۲۹۰	بابا نصیر الدین کشمیری	۳۱۱	سائیں پوٹن شاہ سداہک
۲۹۱	سید شہاب الدین نہر	۳۱۲	خواجہ نجم الدین مہدائی دہلوی
۲۹۲	سید عبدالرزاق مکی	۳۱۳	حضرت خاکی شاہ
۲۹۳	شاہ جمال قادری	۳۱۴	حضرت سرد شہید مجذوب
۲۹۴	سید محمود شاہ نورنگ		
۲۹۵	مولانا حمید کشمیری نقشبندی		
۲۹۶	شاہ دولہ دریائی کجراتی پنجابی		
۲۹۷	حضرت شیخ جان بہروردی لاہوری		
۲۹۸	شیخ محمد اسماعیل مدرکس		
۲۹۹	شیخ حسن لاک کشمیری		
۳۰۰	شیخ بہرام کشمیری		
۳۰۱	شیخ یحییٰ کشمیری		
۳۰۲	سید زندہ علی		

تمت



# شکریہ

صدر وزارت کمرس پروردگار بانی کا جس نے اپنا نور بذریعہ انبیاء و اولیاء اہل دنیا پر ظاہر فرمایا اور صدر ہزار مرجا ان چشمنہائے بصیرت کو جنہوں نے فانی ہونے کے باوجود اس نور کا شاہدہ کیا جو کل عالم پر پرتو لگن نیز ساری و طاری ہے۔

صدر آفریں اس ذی وقار ہستی کو جس نے بنام جسدی مرزا احمد اختر صاحب قدس ہندوستان میں پیدا ہو کر اہل ہند و دیگر ممالک کے خدا پرست اصحاب کے سکون طبع کے لئے اُن بزرگان حق نما کے حالات بصورت کتاب محنتِ شاقہ برداشت کر کے یکجا کیے۔ جو بظاہر فنا ہو چکے ہیں مگر یہ باطن اُس نور سے جو باقی ہے اہل دنیا کو فیضیاب کرتے رہے ہیں اور تا ابد طالبان حق کے لئے شمع ہدایت بنے رہیں گے۔

نیز شکریہ والد ماجد منشی بلال فی واس صاحب آنجنہانی کا جنہوں نے صوفیانہ طبعیت کی بدولت اس کتاب کو یہ صرف زرِ کثیر طبع کر اکر عوام تک پہنچایا اور عوام نے خیال سحرِ زیادہ اس کو شرفِ قبولیت بخشا۔

خیانچہ یہ چوتھا ایڈیشن تذکرہ اولیائے ہند کا آپ کے ہاتھوں میں ہے جن اصحاب نے سابقہ ایڈیشن کو ملاحظہ فرمایا ہے وہ اسکی موجودہ اور کامل حالت کی بنا پر ان کوششوں کی قدر فرمائیں گے جن کو مد نظر کھل کر کتاب ہذا کو زمانہ موجودہ کے حسبِ پسند بنانے کی امکانی جدوجہد کی گئی ہے۔

بشن دیال۔ جولائی ۱۹۲۹ء

# سندھ اور ولایت ہندو

جزء

من تالیف مرزا محمد اختر صاحب ہلوی

جس کو

حب ایماے منشی بلاتی واس صاحب مالک مطبع تالیفیا

اور

بغرض فائدہ رسانی عوام

کتبخانہ میسور پریس ہلی محلہ پیل مہا دیویں باہتمام

منشی بشن دیال مالک کتب خانہ چھپکر

تازگی بخش خاص عام ہوا

قیمت چار روپے (لگہ)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

ناظرین کتاب پر واضح ہے کہ جملہ ارباب تصوف متفق ہیں کہ خرقہ درویشی درگاہ رب العالمین  
 یہ شب معراج حضرت رسالت پناہ صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا۔ جب حضرت معراج سے وہیں  
 تشریف لائے صبح کو محفل صحاب میں بموجب فرمان الہی کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو عطا فرما کر علم معرفت  
 کی تعلیم فرمائی وہ خرقہ گلیم سیاہ تھا حضرت نے ستر ضاجوئی مرید فرمایا اور چاروں صاحبو کی اپنا خلیفہ کیا وہ چار بزر  
 کہلاتے ہیں۔ اول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیسرے خواجہ کبیر  
 بن زیاد قدس سرہ جو تھے حضرت خواجہ حسن بصری کہ ان حضرت کو امیر المؤمنینؑ وہ خرقہ رویشی عطیہ سول مقبول  
 عنایت فرما کر مقتدلے مشائخ فرمایا جب وہ خرقہ خواجگان چشت میں منتقل ہوئے خرقہ خواجگان چشت کہلایا چنانچہ  
 حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی تک سلسلہ دار پہنچا اُن حضرت نے اُس کو اپنے ہمراہ اپنے مرقد مقدس  
 میں رکھوایا اور کیفیت ہفت گرد کی اس طرح برہے کہ جب فقر پڑھا اُس وقت سات گردہ شہوہ پڑے  
 اول گردہ کیلیہ خواجہ کبیر بن زیاد سے دوسرا گردہ بصریہ خواجہ حسن بصری سے تیسرا گردہ دہلی خواجہ  
 اویس قرنی سے چوتھا گردہ قلندرہ خواجہ بدالبونی قلندر یہ سے بدایون مکہ معظمہ میں ایک محلہ کا نام ہے  
 یہ اُس محلہ کے رہنے والے تھے انہوں نے گردہ سلیمانہ خواجہ سلمان فارسی سے جاری ہوا چھٹا گردہ دینپور  
 خواجہ امین الدین شامی سے جاری ہوا کہ یہ بھی مرید اور اجازت یافتہ جناب علی کرم اللہ وجہہ کے تھے ساتواں گردہ نقشبندیہ  
 حضرت قاسم بن محمد بابا کہ صدیق رضی اللہ عنہ سے جاری ہوا اور چودہ خالواہوں کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری  
 مسبوق الذکر آپ کے دو خلیفہ اکل ہوئے یعنی خواجہ حبیب سی کہ ان سے جو خوانوارہ ہیں وہ عموماً قادر یہ کہلاتے ہیں

اول حبیبہ خواجہ حبیب عجمی سے دوسرا طیفور یہ خواجہ بایزید بسطامی طیفور شامی سے جاری ہوا۔  
تیسرا خوانوادہ کرخیزہ معروف کرخی سے جاری ہوا، چوتھا خوانوادہ سقیطہ خواجہ حسن سری سقطی سے جاری ہوا۔  
پانچواں خوانوادہ جنید یہ خواجہ جنید بغدادی سے، چھٹا خوانوادہ گزرونہ خواجہ ابواسحاق گزرونی سے  
ساتواں خوانوادہ طوسی خواجہ ابوالغریح طوسی سے آٹھواں خوانوادہ فردوسیہ شیخ نجیب الدین کبر فردوسی  
سے نواں خوانوادہ شیخ شہاب الدین سہروردی سے جاری ہوا، مفصلاً جن کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آویگا  
اور خواجہ عبدالواحد بن زید خلیفہ کلاں خواجہ جن بصری کہ ان سے پانچ خوانوادہ جاری ہوئے عموماً پشت  
کہلاتے ہیں۔ اول خوانوادہ زید یہ خواجہ عبدالواحد بن زید سے دوسرا خوانوادہ عیاضیان خواجہ فضیل بن عیاض سے  
تیسرا خوانوادہ ادہیمہ خواجہ ابراہیم بن خواجہ ادہم ہلمی سے، چوتھا خوانوادہ ہیرہ البصری سے پانچواں خوانوادہ حشیشہ  
خواجہ ابواسحاق حشیشی سے نقب پایا، درختم حضرت خواجہ بزرگ معین الدین حسن بنجرچی حشیشی شام جمہیری تک ہوا بعد میں  
ہر ایک خوانوادہ سے کئی کئی گروہ جاری ہوئے۔ چنانچہ خوانوادہ ادہیمہ سے گروہ خضر یہ کلاں اور خوانوادہ حشیشہ سے  
چودہ گروہ نکلے یہ ہیں حشیشہ کرمانیہ، کریمیہ، صابریہ، قلندر یہ، نظامیہ، مخدومیہ، حاتمہ، نظام شاہی، قلندر شاہی  
حمزہ شاہی، مخزنیہ، جلیلیہ، چوکھا شاہی اور وہ فرقتے کہ جو خوانوادوں قادری سے جاری ہوئے ان کی تفصیل یہ ہے  
کہ خوانوادہ طیفور یہ سے چھٹا گروہ جاری ہوئے۔ یہ دوسرے طبقات میں جس کے پیچھے جز ہیں۔  
سات عاشقان کہلاتے ہیں چار خادمان دو طالبان باون دیوان گان مشہور ہیں۔ خوانوادہ جنید یہ  
تین فرقتے انصاریہ، رفی، بسویہ جاری ہوئے۔ خوانوادہ گزرونہ سے دو گروہ جاری ہوئے، زہرا ہر اور  
اولیائے اور خوانوادہ سقیطہ سے گروہ نوریہ جاری ہوا۔ خوانوادہ طوسی سے اکیس گروہ نکلے۔ اول قادریہ دوم  
رزاقیہ سوم دایہ چہارم قیشیہ پنجم میان خیل ششم محمد شاہی ہفتم خورشائی، ہشتم نعمت اللہ شاہی  
نہم سید شاہی، دہم بہلول شاہی، گیارہویں قبصیہ، بارہویں میان خلیل، تیرہویں حسین شاہی، چودھویں  
باشم شاہی، پندرہویں مقیم شاہی، سولہویں نوشاہی، سترہویں جباریہ، اٹھارہویں محمود شاہی، انیسویں  
سید شاہی، بیسویں خاکسار شاہی، اکیسویں قاسم شاہی خوانوادہ فردوسیہ سے ایک گروہ دونام سے  
مشہور ہوا، سند شاہی اور جڑ بن شاہی خوانوادہ سہروردیہ سے سترہ گروہ جاری ہوئے۔ پہلا صونیہ  
دوسرا جلایہ، تیسرا اعلیٰ شہبازیہ، چوتھا مخدومیہ، پانچواں کرم علی جلی، چھٹا موسیٰ شاہی کہ سدا سہاگ شہو  
ہیں۔ ساتواں رسول شاہی، آٹھواں میراں شاہی، نواں عدروسید، دسواں قاسم شاہی، گیارہواں

رزاق شاہی، بارہواں دولا شاہی، تیرھویں سید شاہی، چودھویں اسماعیل شاہی، پندرھویں حبیب شاہی، سولہویں مرتضیٰ شاہی، سترھویں ناتہ شاہی اور خاندان نقشبندیہ اہل ہفت گروہ اولیٰ ہی۔ اس میں تین فریق ہیں نقشبندیہ نقشبندیہ مجددیہ نقشبندیہ ابو العلاءؒ۔ واضح ہو کہ اس کتاب میں ان اولیاء اللہ کا ذکر کیا ہے کہ جو ہندوستان میں گئے ہیں یا ہندوستان سے کرامت حاصل کر کے دیگر ممالک میں چلے گئے ہیں۔ علاوہ ان کے جو اور بزرگوں کا ذکر ہوا ہے ضمیمہ ہوا ہے۔

## حصہ تذکرہ اولیاء الشیختیہ میں کہ جن کی تعداد ستمائیں ہو

ذکر حضرت سلطان العارفین سراج الاسالکین خواجہ بزرگ معین الدین جن بنجری ہند اولیٰ عظمائے رسول نام احمدی قدس اللہ سرہ العزیز کے عظمائے اولیاء و کبریٰ مثل شمس چشتیؒ ہیں۔ اوصاف جمیدہ و کرامات عجیبہ مشہور و دور نزدیک ہیں۔ آپ کے مرید اور مریدوں کے مریدوں کے ہزاروں ویسا ہندوستان میں آسودہ ہیں اور موجود ہیں۔ روضہ متبرکہ حضرت خواجہ اور ان کے غلامان سے فیض عام جاری ہیں۔ حضرت صاحب النسب اہل حنفی حسینی ہیں یعنی حضرت خواجہ بزرگ معین الدین بن حضرت غیاث الدین بن سید کمال الدین بن سید احمد حسین بن سید طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن حضرت امام علی موسیٰ رضا بن حضرت امام موسیٰ کاظم بن حضرت امام جعفر بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن سید الکونین حضرت امام حسین بن حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ولادت باسعادت حضرت خواجہ بزرگ کی بمقام بنجرستان بنجاء سید غیاث الدین جن بنجری ۷۷۵ھ میں ہوئی آثار ولادت و کرامت یمانی نورانی حضرت سے ہویدا تھے، گیارہ برس تک نہایت ناز و نعمت پرورش پائی جب عمر شریف گیارہ برس کی بقولے چودہ برس کی ہوئی آپ کے والد بزرگوار سید غیاث الدین نے رحلت فرمائی، آپ یتیم ہو گئے، آپ کے دادا اور برادر حقیقی تھے جائدا پدر آپس میں تقسیم ہوئی، حضرت کے ترکہ میں ایک باغ اور پچھلی آبی، جس کی آمدنی سے حضرت نے چندے ایام گذاری کی، ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت اپنے باغ میں تشریف فرما تھے ایک مجذوب سمس بابر ابراہیم قلندر اُس باغ میں آگئے، حضرت نے اُن کو دیکھتے ہی کھڑے ہو کر سلام کیا اور اُن کے دست مبارک پر بوسہ دیا اور ایک سایہ اردوخت کے نیچے لاکھان کو بٹھایا اور خوشہ انگور کے پیش کئے اُن مجذوب نے بر غبت تمام اُن کو کھائے، اور تھوڑی سی کھلی اپنی بغل میں سے نکال کر اپنے منہ میں لی۔

اور اس کو قدسے چاکر اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ کے دہن مبارک میں دی۔ معاً اُس کے کھاتے ہی انوارِ آہی جلوہ گر ہوئے اور دنیا سے تنفر ہوا، اُسی وقت اُس بنا اور تمام جائیداد منقولہ وغیرہ منقولہ کو فروخت کر کے مساکین کو تقسیم فرما کر طلبِ معبود حقیقی میں مسافر ہو کر اولِ رزق بخشِ سمرقند ہوئے اور چندے قیام فرما کر علومِ ظاہری کی تکمیل کر کے عراق و عرب کی طرف توجہ ہوئے اور اہلِ شہر کی زیارت سے مشرف ہوئے ہوئے لوحِ نیشاپور میں وارد در قصبہ ہارون ہوئے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمتِ ابرکت میں پہنچ کر شرفِ حضوری حاصل کیا اور مرید ہوئے۔ اور ساہا سال خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر رہ کر خدماتِ شائستہ بجا لاکر اور محنتِ شاقہ فرما کر علمِ آہی کی تکمیل کی۔ لکھا ہے کہ بیس سال چہلہ اپنے مرشد برحق کی خدمت میں رہے اور ساٹھ برس کے سفر میں مرشدِ کامل سامانِ سفر اپنے کندے پر لے کر اور اس عرصہ میں کئی ج ج بھی گئے اور بعض نے تحریر کیا ہے کہ مرید ہونے کے ڈھائی برس بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خرقہ خلافت عطا کر دیا تھا۔ الغرض قصبہ ہارون سے پہلا سفر قصبہ سبجان کا ہوا اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات ہوئی، ڈھائی ماہ وہاں رہ کر بغداد شریف میں گئے وہاں کوہِ جودی پر آئے۔ یہ وہ کوہ ہے کہ بعد طوفان کے کشتی نوح علیہ السلام اسی کوہ پر قائم ہوئی تھی وہاں حضرت غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور ہم صحبت رہے، پانچ ماہ سات روز ایک جدی حجہ میں مقیم رہے وہ حجہ زیارت گاہِ خاص عام ہے اور حضرت غوثِ پاک کے ہمراہ جیلان اور بغداد کی سیر کی اور بغداد میں حضرت شیخ ضیاء الدین سے ملے اور شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ سے بہت کچھ ربط و ضبط رہا، اور وہاں سے حضرت ہمدان بن شریف اور محبوب جانی خواجہ و احد الدین کرمانی کی صحبت میں چندے رہ کر حضرت یوسف ہمدانی سے ملاقات فرمائی، وہاں سے عازمِ تبریز ہوئے اور حضرت ابوسعید تبریزی کے ہم صحبت رہے، بعدہ اصفہان میں تشریف لاکر خواجہ محمود اصفہانی سے ملے اُس کے بعد چند میں رونق افروز ہوئے اور خواجہ ابوسعید ہمدانی سے ملے وہاں سے استرآبادی کی زیارت سے مشرف ہوئے جہاں خواجہ ناصر الدین صاحبِ ولایت جو حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے تھے اور اُس وقت اُن کی شریکِ سوتائیس برس کی تھی وہاں سے چلکر غزنی میں تشریف لائے، چند ایام حضرت شمس العارفین شیخ عبدلہ غزنوی سے ملائی ہوئے، علاوہ ازیں صد ہا اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کیں بعض سے فیضانِ مہل کیا

اُس کے بعد عازم طرف ہندوستان کے ہوئے۔ وجہ عزم ہندوستان کی انیس لارواح میں تحریر ہے کہ حضرت نے خود فرمایا کہ ایک بار دعا گو ہمراہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی مکہ معظمہ میں پہنچا۔ خواجہ عثمان قدس سترہ نے زیرِ نادران کعبہ کے میرے واسطے دعا کی اور میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں پکڑ کر سپردِ بخدا کیا غیب سے آواز آئی کہ معین الدین ہم نے قبول کیا اس آواز کو سننے سے شیخ شکر بدرگاہ حجاز بجالائے بعد ازاں حج مدینہ طیبہ میں آئے جب دعا گو نے روضہ مطہر و رسول مقبول پر سلام عرض کیا، آواز آئی علیک السلام یا قطبِ لیلۃ النجوم ہند کی ولایت تجھ کو دی۔ یہ آواز سن کر میرے شیخ بہت خوش ہوئے اور دعا گو سے فرمایا کہ جاؤ کمال کو پہنچا بعدہ ہمراہ شیخ پھر بغداد شریف میں آیا حضرت خواجہ عثمان نے خلوت قبول کی اور بندہ کو بامر رسول علیہ السلام واسطے اجر لے دین متین ہندوستان کی طرف مخص فرمایا

خواجہ اپنے پیرِ رشید سے حضرت ہو کر تبریز استر آباد اور ہرات میں چند مدت قیام پذیر ہے اکثر شب کو شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ شریف میں بہتے تھے دن بھر سیر فرمایا کرتے تھے اکثر قبرستانوں میں بہتے اپنی خوارق اور اظہارِ کرامت نہ فرماتے تھے اگر کہیں کسی پر کچھ حال کھن جانا تو وہاں سے چلے جاتے تھے ہمیشہ ایک خادم ہمراہ رکھتے تھے اور صبح کی نماز عشا کے وضو سے ادا فرماتے تھے اور ایک دن میں دو قرآن ختم فرماتے جب ہرات میں حضرت کا شہرہ کرامت بلند ہوا وہاں سے شہر سبز میں تشریف لائے اس شہر میں یادگار میرزا کا شیعہ تھا اور کاتبِ لحروف کا مسجد تھا اس کا تعصب یہاں تک بڑھا ہوا تھا کہ اس کی رعایا سے جو شخص نبی اولاد کا نام ابو بکر یا عمر رکھتا فوراً قتل کر دیتا تھا ایک روز حضرت خواجہ بھی یادگار میرزا کے باغ میں تشریف فرما ہوئے اور کنارہ حوض پر جلوہ افروز تھے قدرتِ خدا سے وہ بھی آگیا حضرت کو دیکھتے ہی اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور بیوی ہو کر گر پڑا اور جو ملازم اور ملائے دولت اُس کے ہمراہ تھے سب پر خون طاری تھا۔ حضرت نے اپنے دست مبارک سے قدمے پانی اُسی حوض سے لیکر یادگار میرزا کے منہ پر چھڑکا۔ وہ ہوش میں آیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تو نے توبہ کی اُس نے قدموں پر سر رکھا باعجز عرض کیا کہ میں اپنے افعالِ ماضیہ سے توبہ کرتا ہوں اور صدقِ دل سے حضور کا غلام بنتا ہوں آخر یادگار میرزا اور تمام ارکین سلطنت نائب ہو کر بیعت میں آئے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین اوشی ہی حضرت کے ہمراہ تھے

الغرض یادگار میزرائے تمام خزانہ اور غلام اور باندیاں آ کر اوسیں اسباب ظاہری جس قدر تھارہ خدا میں  
 بذل درویشاں کیا چند ہی روز میں کمال لایت فائز ہو کر فرقہ حاصل کر کے خلافت ظاہری اور باطنی ملک ہر  
 پر معمر رہا، حضرت ہرات کے بلخ میں تشریف فرما ہوئے، چندے حضرت شیخ احمد حضور کے مہمان رہے، اُس شہر  
 حکیم ضیاء الدین بہت بڑا عالم اور درویشوں کا منکر تھا، ایک بار موقع شکار میں حضرت درت مبارک سے ایک کلنگ کا  
 شکار کر کے کباب تیار کئے اُسی وقت حکیم ضیاء الدین بھی وہاں گیا اور حضرت کے نزدیک بیٹھا، حضرت نے کسی قدر  
 کباب حکیم کو عنایت فرمائے کہاتے ہی حکیم بیہوش ہو کر زمین پر گر گیا جب ہوشیار ہوا خلوص دل سے معقد ہوا اور  
 کتب ہائے فلاسفہ دریا میں ڈالیں چند عرصہ تک اکل وقت ہوا، بعدہ حضرت بار دیگر رونق افروز بلخ ہوئے  
 چندے قیام فرما کر کوہستان افغانستان کی سیر فرماتے ہوئے شہر لاہور میں رونق افروز ہوئے اور دو ماہ تک مرا گھبرا  
 حضرت مخدوم علی غلوی بھجوری داتا گنج بخش قدس سرہ پر متکفل رہ کر بعد حصول فواید باطنی عازم طرف  
 شہر دہلی کے ہوئے، بعد قطع مراحل منازل بہر اسی چل اشخاص اُٹل دہلی ہوئے اور چندے قیام فرمایا،  
 مورخان صادق نے لکھا ہے کہ جب حضرت اپنے مرشد کے ہمراہ مدینہ طیبہ میں تھے اور سلام عرض کیا تو  
 آواز ہوئی کہ علیک السلام یا قطب الشیخ اے معین الدین تو ہمارے دین کا معین ہو، ہندوستان کی  
 ولایت تجھ کو دی، جمیر میں جا کر اقامت کرو، ہاں کفر کا غلبہ ہو تیرے جانے سے اسلام ہوگا۔ یہ سن کر  
 حضرت کو تحیر تہا کہ جمیر کدہر ہے، اسی فکر میں آپ کو کچھ غنودگی آگئی، حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم  
 کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ معین الدین کچھ تمام مشرق اور مغرب کے دروازے تیرے کھلے ہیں، جمیر اور وہاں کے  
 تمام پہاڑوں کے نشان دئے، اور ایک امار عطا کیا، اور فرمایا کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا، اور یہ بھی لکھا کہ  
 حضرت کو فرقہ خلافت جب ملا تو عمر شریف حضرت کی باؤن سال کی تھی، الغرض دہلی سے کوچ فرما کر  
 دسویں محرم الحرام ۷۱۵ ہجری میں رونق افروز دارالخیر جمیر ہوئے، جمیر کی کیفیت یہ ہے کہ حاکم جمیر  
 راجہ پر بھی راج تھا، اُس کی والدہ بہت بڑی نجومی تھی، اس نے بارہ برس پہلے حضرت کی تشریف آوری  
 سے اپنے فرزند سے کہا تھا کہ ایک مرد بزرگ پیدا ہوگا جس کے سبب تیری دولت اور سلطنت زوال پڑے  
 ہوگی، بعض نے لکھا ہے کہ رانی محل پر ایک مرغ آکر بیٹھا اور اُس نے بانگ دی یہ کچھ جانوروں کی  
 بولی بھی سمجھتی تھی اس نے چاہا کہ اُس مرغ کو ہلاک کر لے، مگر وہ ہاتھ نہ لگا، اُس وقت اس نے کہا تھا  
 کہ اب یہاں دوسرا سلام ہوگا اور ہمارا راج جاوے گا، اور طیبہ شریف حضرت خواجہ کا لکھ کر اپنے فرزند پر بھی راج کو



دیا تھا، پر تھی راج ہمیشہ متفکر رہا کرتا تھا۔ اور اُس نے حکم جاری کیا تھا کہ جو شخص اس علیہ کے آدمی کو گرفتار کر لے گا وہ ہمارے دربار سے انعام جاگیر یا دیگا، لکھا ہے کہ جب حضور بمقام سمانہ پہنچے ملازمان راجہ مطابق حلیہ شہرہ کے پا کر ازراہ فریب عرض کیا کہ آپ بزرگ شخص معلوم ہوتے ہیں، آپ کے ٹھہرنے کو معقول جگہ بتاتے ہیں آپ وہاں ٹھہریں حضرت نے اُسی وقت مراقبہ کیا، معلوم ہوا کہ حضرت رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ معین الدین اس گروہ کا اعتبار نہ کرنا یہ تجھ کو تکلیف دینا چاہتے ہیں، حضرت نے اس امر سے آگاہ ہوتے ہی اپنے ہمراہیوں کو مطلع فرمایا اور بطرت اجیر راہی ہوئے، جب اجیر میں داخل ہوئے چاہا کہ ایک درخت کے نیچے استراحت فرادیں۔ معاً ایک شخص نے آواز دی کہ اس جگہ ہمالج کے شتر بہتے ہیں یہاں نہ ٹھہرو، حضرت وہاں سے اٹھ کر اتنا سا گریز تشریف لائے، اُس جگہ صدا بت خانہ تھے، وہاں مقام فرمایا جب رات گزری اور صبح ہوئی شتر بانان سرکاری نے چاہا کہ شتروں کو اٹھا کر چراگاہ پر لے جا دیں، ہر چند شتر دکن اٹھایا وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے گویا سینے اُن کے زمین سے چپک گئے تھے، آخر سب مشورہ کیا کہ جس فقیر کو ہم نے یہاں نہ ٹھہر دیا تھا اُس کی بد دعا لگی یہ جھکے حضور کی خدمت میں گئے اور عذر چاہا، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ جگہ خدا تھا اُسے شتر کھڑے ہو جاویں گے جس وقت ساربان لگہ میں گئے فوراً شتر کھڑے ہو گئے۔ پس یہ خبر تمام شہر میں شہور ہوئی، جو لوگ دشمن اسلام تھے راجہ کے پاس گئے اور عرض کیا کہ یہ شخص پر دسی غیر مذہب قریب ہماری پرستش گاہ کے ٹھہرا ہے یہ نامناسب ہے۔ یہ سن کر راجہ نے حکم دیا کہ اُس وہاں سے نکال دو، اس امر پر چند سرہنگان راجہ مقرر ہوئے کہ اُس فقیر کو تالاب پر لے آٹھا دیں اور ہماری مملکت سے بدر کریں، الغرض وہ لوگ باجماع کثیر نزدیک حضرت خواجہ کے پہنچے چاہتے تھے کہ حضرت کو تجھ تکلیف دیں حضرت نے قدمے خاک اٹھا کر اُس پر آیت الکرسی دم کر کے اُن کے منہ پر ڈالی جس پر وہ خاک پڑی اُسی وقت جسم اُس کا خشک ہو گیا، اور وہ سجس و حرکت ہو گیا، باقی بہاگ کر شہر میں آئے، دو سو روز راجہ اور تمام مخلوق اجیر واسطے پرستش کے تالاب پر آئے، اور اُس وقت رام دیو جہنت مجمع کثیر لیکر حضرت کے نزدیک آیا مگر جمال جہاں لپ نظر پڑتے ہی سب کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا مثل بید کا پھٹنے لگے۔ مگر جہنت مذکور حضور کے نزدیک آیا اور مشرف باسلام ہوا، اور مخالفوں سے مقابلہ کر کے اُن کو پریشان کیا، حضرت نے جب جہنت مذکور کی یہ جانفشانی دیکھی ایک پیالہ پانی کا اُس کو

مرحمت فرما کر حکم کیا کہ اس کو پی لے، اُس پانی کے پیتے ہی زنگ کفر دور ہوا، اور آئینہ دل اس کی رون اور مٹجی ہوا اور بارادست تمام مرید ہوا، حضرت نے اس کا نام شادی دیور کہا اور اس کی تکمیل علم الہی کی کرادی۔ جب اہل جمیر نے کیفیت دیکھی کہنے لگے یہ بہت بڑا جادوگر ہے اس سے مقابلہ کوئی ٹرا ہی جادوگر کرے گا۔ یہ سمجھ کر جیپال جوگی کہ ہندوستان میں اپنا تانی نہ رکھتا تھا لے پتھور لے اُس کو بلایا، جیپال اپنے ڈیڑھ ہزار اُن چیلوں کو کہ جو اُس کے ہم پلہ تھے ہمراہ لیکر راجا جمیر کے پاس آیا، آخر با جمیع کثیر انا ساگر کی طرف چلا، جب حضرت اُس کے آنے سے آگاہ ہوئے پہلے وضو کیا اور گرد اپنے ہمارے اپنے عصائے مبارک سے دائرہ حصار کیا، اور زبان فیض ترجان سے ارشاد کیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ دشمن اِس دائرہ کے اندر نہ آسکیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب جیپال نزدیک آیا اُس کے ہمارے جس کپڑے پر اُس دائرہ کے اندر پڑا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا، اور اُنہوں نے یہ بندوبست کیا کہ ہمارے یہاں حضرت کو تالاب ناساگر سے پانی نہ لانے دیں، یہ حرکت اُن کی معائنہ فرما کر شادی کو حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو ایک پیالہ پانی اس تالاب میں سے لے چنانچہ بموجب حکم عالی شادی نے پیالہ بھر لیا، پیالہ کے بھرتے ہی تمام پانی تالاب کی ایسا گم ہوا کہ گویا کہی اس میں پانی ہی نہ تھا اور پیالہ کی کیفیت تھی کہ ہر چند اس میں سے پانی خرچ ہوتا تھا کہ گم نہ ہوتا تھا، بعض نے لکھا ہے کہ پانی کی چٹاگل بھرتے ہی جب پانی تالاب گم ہوا دشمنوں کی بہت تکلیف ہوئی، جیپال یہ حال دیکھ کر قریب اُترہ حصار کے آیا اور کھڑے ہو کر آواز دی کہ بندگان خدا پیالہ سے مرے جاتے ہیں اور تو اپنے کو فیر کہتا ہے، فقیر کو رحم اور کرم چاہیے نہ کہ ظلم فقیروں کا، نفع پہنچانا اور ہر قسم کی پیاس بندگان خدا کی بجھانا ہے یا بندگان خدا کا ستانا، مردانگی سے یہ بعید ہے، یہ کلام جیپال کے سن کر شادی کو حکم دیا کہ وہ چھاگل پانی کی پھر تالاب میں ڈال دے، معاً تالاب بدستور لہریں مارنے لگا۔ اب جادوگروں نے جادو کرنا شروع کیا، یہ کیفیت بہم پہنچی کہ پہاڑ سے ہزار ہا ماریاہ کلکر حضرت کی طرف آنے شروع ہو گئے مگر جو سب قریب اُترہ کے آیا لیکر دایرہ پر سر رکھ کر رہ گیا، جب یہ عمل کار گر نہ ہوا تو پھر آسمان سے آگ برسی شروع ہوئی، آگ کے ڈھیر لگ گئے ہزاروں درخت سبز جل گئے مگر دایرہ حصار میں کچھ آسیب نہ پہنچا، آخر جیپال نے اپنا مرگ چھلا ہوا پرچہ ڈالا اور اُس پر سوار ہو کر نظر سے غائب ہوا، حضرت نے جو یہ کیفیت دیکھی اپنی کھڑاؤں چوٹی سے فرمایا کہ جیپال جوگی کو گوشالی کر کے بلا معاوہ کھڑاؤں ہوا پڑاؤ، سر جیپال کو کوٹتی ہوئی نزدیک خواجہ کے لائی، جیپال اپنا حال لیکھ کر دیا اور حضرت کے قدموں پر ڈاؤ بصدق دل

مسلمان ہوا اور عرض کی کہ یا حضرت دعا کیجئے کہ میں مر ہو جاؤں یعنی تاقیامت زندہ رہوں، حضرت نے اُس کے واسطے دعا کی کہ الہی اس بندہ کی دعا قبول فرما۔ تھوڑی دیر بعد جب شراجا بت دعا حضرت کو معلوم ہوا، جیپال سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہکو حیات دائمی بخشی مگر پوشیدہ رہ، چنانچہ جیپال اجیر کے پہاڑوں میں موجود ہے، جو زیارتی راہ گم کر جاتا ہے جیپال رہبری کرتا ہے، بھوکے زیارتی کو کھانا پہنچاتا ہے۔ ہر شب جمعہ روضہ معلیٰ کی زیارت سے مشرف ہوا کرتا ہے، حضرت نے اُس کا نام عبداللہ رکھا، القصہ جب رائے پتھورائے جیپال کی یہ کیفیت دیکھی بہت شرمندہ ہو کر شہر میں آیا اور خواجہ کے ستانے سے باز آیا۔ جب یہ حال اُس کی والدہ کو معلوم ہوا اُس نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کی خبر میں بارہ برس پہلے دی تھی۔ صاحب منسل للروح نے لکھا ہے کہ جب قریب پرستش گاہ اُن کے کے اذانیں ہوتیں اہل جمیر کو جوش پیدا ہوتا تھا، بعض نے لکھا ہے کہ یہ شادی جنت نہ تھا اصل میں یہ جرن تھا کہ اہل شہر سے پوجا رہا کرتا تھا، چنانچہ شادی دیو آج تک حضور کے مُریدوں کی خدات بجالاتا ہے، یمنے کچشم خود بیڈولی شریف ضلع مظفرنگر میں جو حضرت بہرام جتشی کا مزار ہے دیکھا ہے سینکڑوں مجنوں اور سحر اود آتے ہیں اور اپنے اپنے وقت پر گریہ و بکا کرتے ہیں اور خود چڑھ کر درختوں پر اُن کی شاخیں پکڑ کر ٹٹک جاتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں کہ شادی دیو تیرا ناس جائے کوڑے مار مار کر کھال اڑا دی اور آگ لگا دی اور یہ بھی لکھا ہے کہ راجہ پریتی راج جیپال کے لینے کو خود گیا تھا، راستہ میں جب حضرت کی ایذا رسانی کا خیال کرتا آنکھوں سے دکھائی دینا موقوف ہو جاتا تھا۔ جب اس ارادہ سے باز آتا پھر بدستور دکھائی دینے لگتا۔ اس طرح سات بار اندھا اور بینا ہوا۔ صاحب منسل للروح سے روایت ہے کہ جیپال لاچار ہوا عرض کرنے لگا کہ حضرت کو سیر مقامات میں کہا تک سائی ہے، آپ نے مراقبہ کیا اور روح پاک کو عالم ملکوت میں داخل کیا، جیپال بھی مجاہد سے کٹے ہوئے تھا، اُس کی روح بھی روح اقدس کے پیچھے چلی یہاں تک کہ آسمان اول تک پہنچی، روح جیپال رہ گئی آگے نہ جاسکی اس وقت اس کی روح نے روح پاک سے الحاح کی کہ تنہا نہ چھوڑیے میں بھی قدرت حق کا تماشہ دیکھوں روح اقدس نے اس کی روح کو ہمراہ لے دیکھا کہ خستہ روح مبارک کی تکمیل کرتے ہیں، عرش معلیٰ کا جال بٹھ گیا تھا، جب روح پاک منزل قرب پر پہنچی پھر جیپال کی روح رہ گئی پھر اس نے گریہ و زاری سے عرض کی حضرت نے فرمایا کہ یہ مقام محمدی ہو تا وقتیکہ

صدق دل سے کلمہ طیبہ نہ کیگی دخل نہ پائیگی، اُس وقت اس کی روح صدق دل سے مسلمان ہوئی۔ آخر کار تمام اہل شہر اور راجہ ہنسنت وغیرہ حضور کو شہر میں لائے ایک مکان واسطے پہنچے حضور کے تیار ہوا اب جس جگہ حضرت کار و صنفہ مطہرہ ہے یہاں حضرت کا باورچی خانہ تھا، حضرت راجہ کو اکثر فہمائش فرمایا کرتے تھے وہ مانتا تھا۔ ایک بزرگ سے روایت ہے کہ میں بینا برس حضور کی خدمت میں رہا، حضرت کبھی کسی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیتے تھے ہمیشہ اخفائے کرامت کرتے تھے نہ کسی سے کچھ لیتے تھے جب بھنڈا میں کچھ نہ رہتا اور خادم عرض کرتا کہ آج خراج نہیں ہے آپ مُصلّے کے نیچے سے نکال کر موافق حاجت کے مرحمت فرماتے۔

**حضرت قطب لا قطاب** سے روایت ہے کہ ملازمانِ امرائے رائے پتھور سے ایک شخص مرید ہونے آیا، حضرت نے اُس کو مرید نہ فرمایا وہ بد دل ہو کر راجہ کے پاس گیا اور حضرت کا شکوہ کیا، راجہ نے ایک شخص کو حضور کی خدمت میں بھیجا اور پیغام دیا کہ اپنے اس کو مرید کیوں نہ کیا، جواب میں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ایک تو یہ بہت گنہگار ہے، دوسرے ہم اس کو کلاہ درویشی نہیں دیتے جو سولے خدا کے دوسرے کے آگے سر جھکا تا ہے، تیسرے ہم نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہے کہ وہ اس جہاں فانی ہو جائے، چارواں یہ جو اب سن کر غصہ ہوا اور کہا کہ یہ فقیر غیب کی باتیں بتاتا ہے، اس کو کہہ دو کہ ہمارے شہر سے نکل جاوے، جب یہ حکم حضور کے گوش زد ہوا تب مکر کے فرمایا کہ راجہ سے کہہ دو کہ تیرے کی مہلت ہے یا فقیر اجیر سے نکل جاوے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ۵۵۸ھ ہجری میں سلطان شہاب الدین غوری بادشاہ غزنوی اجیر پر آپہنچا، راجہ زندہ گرفتار ہوا ہانسی کے قلعہ میں قید کیا گیا۔ جو شخص کو مرید ہونے آیا تھا اسی تہلکہ میں دریا میں ڈوب کر مر گیا، بعض نے لکھا ہے کہ راجہ پر بھی راج نے ایک مسلمان پر ظلم کیا تھا، حضرت نے راجہ کو اس حرکت سے منع فرمایا، جب اُس سے باز نہ آیا حضرت نے غصہ ہو کر فرمایا کہ ہم نے پر بھی راج کو زندہ گرفتار کر دیا، اُسی عرصہ میں سلطان سے مقابلہ ہوا، راجہ زندہ گرفتار ہوا۔ جاننا چاہیے کہ آدم علیہ السلام سے تا قدمِ مہمنت لزوم حضرت خواجہ بزرگ کے کوئی انبیاء علیہ السلام اور اولیاء کرام سے وارد ہندوستان نہیں ہوا۔ تمام ہند ظلمت کفر سے تیرہ و تاریک تھا، حضرت نے بحکم رسول مقبول و حرقت ولایت خود گرامان ہند کو راہ راست پر لا کر اُن کے دلوں کو نور ایمان سے نور فرمایا۔ انظم از فیض و بجائے صلیب کلیساؤں در و در کفر

محرابِ ممبر است، آجاکہ بود نعرہ فرماید مشرکاں، انکو خروش نغمہ السد کبر است؛ صاحب  
اقتباس الانوار قطر از میں کہ جب حضرت ہندوستان آئے لگے اُس وقت دوبارہ حضرت غوث پاک سے  
ملاقات کی اور حضرت غوث پاک نے بھی حضرت کے واسطے جناب باری میں غاکر کے رخصت فرمایا تھا اور صاحب  
سیر الاقطاب لکھا ہے کہ جب حضرت بغداد شریف میں آئے تھے وہاں سات شخص کہ آشکدے میں معبد  
اور مشہور زمانہ تھے ایک بار حضرت کے لئے روئے انور پر نظر پڑتے ہی بدن اُن کا نپ اٹھا اور  
حضرت کے قدموں پر گرے اور حضرت نے ارشاد فرمایا کہ تم عابد کہلاتے ہو سو اُسے خدا کے مخلوق کو  
سجدہ کرتے ہو بڑی شرم کی بات ہے، انہوں نے عرض کیا کہ آتش کو اس جگہ سجدہ کرتے ہیں کہ یہ ہم کو  
جلاتے، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ بے حکم خدا کے یہ بیچاری کیا کر سکتی ہو، دیکھو یہ ہماری جوتی کو بھی نہیں  
جلاسکتی، یہ فرما کر جوتی اگ میں ڈال کر ارشاد کیا کہ لے آتش ہماری جوتی کو نگاہ رکھنا، الغرض وہ پاپوش اگ سیا  
سے سلامت نکلی وہ سب سلمان ہو کر کامل ہوئے، اور صاحب اقتباس الانوار زبدۃ الحقائق سے ناقل  
ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ نے حکم رسول مقبول جناب غوث پاک سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ صاحب  
اقتباس الانوار راقم ہیں کہ جب حضرت ٹہلی میں پہلے پہل تشریف فرما ہوئے ایک شخص چھری بغل میں  
چھپا کر واسطے ہلاکی حضور کے آیا، حضرت نے ازراہ کشف معلوم فرما کر فرمایا کہ فلاں کیا قصد رکھتا ہو  
بندہ حاضر ہے یہ کہتے ہی وہ کانپ اٹھا اور قدموں پر گرا اور سلمان ہوا اس عرصہ میں ہزاروں سلمان  
ہوئے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت ہر شخص کے ساتھ ہر بانی سے پیش آتے تھے جو غالب سلام تا اس کی ارکان اسلام  
تعلیم فرماتے جو طلب حق میں حاضر ہوتا اس کو کمالِ لایت پہنچاتے تھے چنانچہ مریدان حضور سے اکثر صاحب  
ملک ہند میں صاحبِ لایت ہیں، بعضے دوسرے سلسلوں کے ہی حضرات ہیں جو روحانی طور پر حضرت سے  
فیضیاب ہوئے اور حضرت کے خاندان سے جتنے صاحبِ سجادہ ہوئے ہیں سب صاحبِ لایت گندے ہیں۔  
اُمید ہے کہ تا قیام قیامت یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ جو ولی اللہ دیگر ولایت سے وارہند سچے ہیں سب نے  
روح پاک حضرت سے استفادہ حاصل کیا ہو۔ چنانچہ حضرت سید بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ جب  
وارد ہندوستان ہوئے ہیں کوکلا پہاڑی پر متکلف رہ کر حسبِ جازت وصول استفادہ کے کاپی اور  
کمن پور میں رونق افروز ہوئے۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ مکہ معظمہ میں مشغول تھے  
کہ آواز ہونی کہ لے معین الدین ہم تجھ سے بہت خوش ہیں ہم نے تجھ کو بخشا جو انگنا ہوا، انک حضرت نے

عرض کی کہ اہی مریدان معین الدین و مریدان مرید معین الدین کو کہ سلسلہ معین میں ملتے ہیں بخش دے۔  
فران ہوا کہ اے معین الدین بختا تیری دعا قبول کی جو تیرے سلسلہ میں پہنچا گیا ہم نے بختا۔ چنانچہ حضرت نے  
بھی کئی بار زبان مبارک سے فرمایا کہ جب تک مریدان مرید بہشت میں نہ جائیں گے ہرگز معین الدین جنت  
میں قدم نہ رکھیگا۔ صاحب مرآۃ الاسرار نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت خواجہ بزرگ کے مرتبہ اور کرامات کا ذکر  
کیا جائے تو ایک کتاب کلاں تیار ہو کر جو کیفیت کہ مجھ پر گزری ہو یہ حضرت کی کرامات کا ثمرہ ہے۔ یعنی مینے  
عالم باطن میں کیا کہ حضرت نے کمال ذرہ پردہری سے دست حق پرست اپنا میرے دست پر رکھا اور فرمایا کہ  
اگرچہ تو میرے سلسلہ میں ہوا لا الہ الا میں سمجھو جو واسطہ مرید اپنا کرتا ہوں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب  
خواجہ عثمان ہارنی نے حضرت کو مرید فرمایا کہ مظہر میں لیجا کر دعا کی تھی جس کے جواب میں آواز ہوئی تھی کہ معین  
ہم نے قبول کیا اسی وقت روحانیت خواجہ نے بندہ پر تصرف کیا کہ مینے اپنے کو حرم شریف میں پایا زیارت خانہ کعبہ  
سے مشرف ہوا اور ایک صاحب دقار کو چاہہ فرمزم پر دیکھا، انہوں نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تیرے  
تئیں بھی مینے قبول کیا، اُس وقت میں یہ بزرگی اور کمال حضرت خواجہ کا دیکھ کر متحیر ہوا اور سجدہ شکر بحال کیا۔  
صاحب اسرار الکلین ناقل ہیں کہ حضرت کو ہمیشہ استغراق رہتا تھا کچھ خبر نہ رہتی تھی نماز کے وقت  
حضرت خواجہ قطب الدین یا قاضی حمید الدین روبرو استادہ ہو کر آواز بلند صلوٰۃ کہتے حضرت کہ  
کچھ معلوم نہ ہوتا، دوسری بار حضور کے کان میں صلوٰۃ پڑھتے اس پر بھی حضرت کو کچھ آگاہی نہ ہوتی  
تو پھر حضرت کے دوش مبارک کو جنبش دیتے جب چشم وا ہوتیں اس وقت ارشاد کرتے شرع محمدی سے  
چارہ نہیں سبحان اللہ کہاں سے کہاں آتے تھے اور پھر منور کے نماز گزار لیتے۔ جس وقت حالت  
مستولی ہوتی دروازہ حجرہ بند کر کے مشغول ہوتے۔ اُس وقت حضرت خواجہ قطب الدین و قاضی حمید الدین  
یہ دونوں صاحب درجہ حجرہ کے آگے سنگ خارہ ڈال دیتے اور خود پس حجرہ بہتے جس وقت حضرت حجرہ سے  
باہر تشریف لاتے تھے اول نظر اُن پتھروں پر پڑتی تھی معاوہ خاکسار ہو جاتے تھے صاحب اقتباس الانوار لکھتے  
ہیں کہ مینے پیروں سے سُنا ہے کہ ایک روز حضور مراقبہ میں مشغول تھے عالم تنزیہ جہد منور پر ہوا اور  
چالینسی روز تک جہد مبارک کسی کو نظر نہ آیا، بعد چالیس روز کے ظاہر ہوا شیخ قطب الدین بندگی  
شیخ سوند صاحبی اس حکایت سے اتفاق تمام کہتے ہیں۔ صاحب اقتباس الانوار ناقل ہیں  
کہ ایک روز میرے شیخ کے روبرو قوال حاضر تھے۔ عین سماع میں سر میرے شیخ کا نظر مردان

سے غائب ہو گیا تھا، تیسرے روز ظاہر ہوا، پس جب غلامان غلام حضور کے یہ رتبہ عالی مقامات متعالیٰ ہیں تو حضور کو سمجھ لینا چاہیے کہ شیخ المشائخ اور بادشاہ ہست مدین۔

صاحب یہ لاقطاب ناقل ہیں کہ حضرت کے باورچی خانہ میں اس قدر رکھانا تیار ہوتا تھا کہ تمام شہر اور مسافران کو کافی اور دانی ہوتا تھا جو خراج درکار ہوتا تھا خاصہ پز کو زیر مصکی سے مرحمت ہوتا تھا، دوستہ کہ ایک روز ایک عورت گریہ کن خدمت خواجہ میں آئی اور عرض کیا کہ یا حضرت میرے فرزند کو حاکم شہر نے ناحق قتل کیا، اس کا سر کٹوا دیا، حضرت کو اُس عورت پر رحم آیا اور عصلے مبارک لیکر بھرا ہی چند خادمان قتل گاہ میں تشریف لائے اور سر مقتول اس کا دہڑے ملا کر فرمایا کہ اے مظلوم اگر تجھے بیگناہ مارا ہے تو حکم خدا کھڑا ہو بچہ و ارشاد والا مقتول کو جنبش ہوئی اور کہڑے ہو کر اُس نے اپنے سر کو حضرت کے قدموں پر رکھا اور اپنی ماں کے ہمراہ اپنے گھر گیا۔ حضرت نے بطریق خانقاہ شریف مراجعت فرمائی، نقل ہے کہ ایک روز حضرت اور شیخ شہاب الدین سہروردی اور شیخ واحد الدین کرمانی ایک جگہ دہلی میں قیام پذیر تھے، ناگاہ ایک لڑکا شمس الدین نام تیرو کمان ہاتھ میں لئے سامنے سے نکلا حضرت نے اُسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ لڑکا بادشاہ دہلی ہوگا، کس واسطے کہ میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا ہی اور میرے سلسلہ میں نامزد ہوگا۔ چنانچہ بعد چند مدت کے اُس کا ظہور وہی ہوا، طفل شمس الدین بادشاہ دہلی ہو کر سلطان شمس الدین لٹش ہوا اور داخل غلامان حضور ہو کر سعادت دارین حاصل کی یہ بادشاہ ۱۲۱۰ء میں تختِ دہلی پر بیٹھا اور ۲۶ سال حکمرانی کر کے داخل جنت ہوا۔

نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز کی خدمت میں آیا اور عرض کی ایک بار بندہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ بزرگ نے چہرہ روٹیاں عنایت فرمیں اُس روز سے آج تک کہ عرصہ ساٹھ برس کا گذر تا ہے ہر روز خراج مل جاتا ہے، کبھی کسی تم کی تنگی نہیں ہوتی، تمام اہل خانہ آسودگی سے ایام گذاری کرتے ہیں، حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا اللہ کا کرم تھا کہ سرِ علقہ اولیا نے تجھ پر مہربان ہو کر توجہ خاص فرمائی، مقام خوشی کا ہو۔ صاحب تذکرۃ المتعلق بھی ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی حق تعالیٰ کے مقام انبساط میں تھے کہ ہاتھ غیبی نے ندادی کسے عثمان کچھ جانتا ہے کہ مقصود ہمارا پیدا کرنے تیرے اور جملہ مخلوقات سے کیا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ خداوند میں نہیں جانتا تو ہی عالم الغیب ہے، اپنی حکمتوں کو تو ہی خوب جانتا ہے، پھر فرمان ہوا

مقصود ہمارا وجود معین الدین ہے، اگر اُس کو نہ پیدا کرتا سوائے محمد علیہ السلام کے کسی کو پیدا نہ کرتا، اور راقم نے اپنے بادی سے نقل اس طرح سنی ہو کہ خواجہ عثمان مارونی سے ارشاد ہوا کہ ہم نے اپنے گنج مخفی کو تجھ پر اور دیگر اولیاء پر انہما کیا۔ اس سے ہمارا کیا مقصد تھا انہوں نے عرض کیا کہ مالا علم فرماں ہوا کہ مقصد ہمارا انہما کرنا گنج مخفی کا معین الدین کی ذات پر تھا اگر ہم اس پر انہما نہ کرتے تو کوئی ہمارے سر مخفی سے آگاہ نہ ہوتا صاحبِ مراء الاسرار تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ بزرگ معین الدین تمام مقامات غوثی اور قطبی اور قطبِ لائطابی گذر کر بمقام قطبِ حدت یعنی مرتبہ عبودیت کے فائز تھے، اور نہایت استغراق فنا کے امدیت یا دورست حقیقی ہو ایک رنگ ہو چکے تھے نقل ہے کہ ایک روز حضرت قربت حق میں بہت محو تھے، عالم علوی منکشف تھا کہ ایک مرید آیا اور حاکم وقت کا شکوہ کیا کہ بندہ کو شہر بدر کرنا ہے، آپ نے ارشاد کیا کہ وہ کہاں ہو اُس نے عرض کیا کہ سہا ہو کر باہر گیا ہے، فرمایا وہ تو گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ جب وہ مرید حضرت کے پاس باہر آیا اُس کا حاکم فوت ہوا حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ میرے شیخ اکبر دعا کیا کرتے تھے کہ اگلی جو درد رنج ہو معین الدین کے نام کرینے اس کا سبب ریافت کیا فرمایا کہ مبتلا ہونا بللے سخت و در بیماری میں لیل صحت یمان کی ہو، اور حضرت کی ازواج اور اولاد مطہرات کا ذکر انہما در اقبال نامہ جہانگیری مفوضہ لے پیرانِ چشت کا ظاہر ہے مگر حضرت سلطان العارفین شیخ حمید الدین ناگوری کو خلیفہ حضرت کے تھے اس طرح تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار عالم رویا میں حضرت نے رسول مقبول علیہ السلام کو دیکھا فرماتے ہیں کہ اے معین الدین تو ہمارے دین کا معین ہے ہماوی سنّت عقد و نکاح کو نہیں ادا کرتا، شب کو تو یہ باجر اگذا راجع اُس جگہ کے حاکم قلعہ ٹلی کہ حضرت کے مریدوں میں سے تھا اُس نے ایک خزن نیک اختر کو کہ اُن کا نام بی بی امۃ اللہ تھا حضور کی خدمت میں بھیجا، حضرت نے واسطے ادا کے سنّت نبوی یا شاہ شب اُن سے نکاح کیا، اُن سے حضرت بی بی حافظہ جمال تولد ہوئیں۔ یہ بی بی نہایت پارسا صائمہ الدہر قائم المیل تھیں اور اپنے والد کی مرید تھیں اُن کو حضرت نے خرقہ خلافت عطا فرما کر برائے تعلیم ستورات ارشاد فرمایا تھا، ان کی توجہ سے ہزاروں ستورات صاحبِ لایت ہوئیں اور شیخ رضی الدین سے اُن کی شادی ہوئی تھی، اور لکھا ہو کہ حاکم قلعہ ٹلی کا ملک خطاب تھا، اور یہ کسی راجہ کی دختر تھیں کسی معرکہ میں اس کے ہاتھ اُگئیں تھیں اُسے عالی نسب سمجھ کر حضور کی خدمت میں اُن کو ارسال کیا تھا، مزار ان عفت مابک قریب رودھہ مقدس کے ہے اور مزار شیخ رضی الدین کا بمقام ناگور حوض منڈلا پر ہے، ان بی بی کے دو فرزند تولد ہوئے، اور دونوں نے خود دوسالی میں انتقال کیا، اور



دوسری اہلیہ کا نام جنابہ بی بی عصمت تھا اور یہ دخترید وجیلہ الدین عم سید حسین خٹک سوار کی تھیں اس کی کیفیت یہ ہو کہ اُن کے والد سید وجیلہ الدین حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر کا نکاح خواجہ بزرگ سے کر دے۔ سید وجیلہ الدین بھی صاحب باطن تھے انہوں نے یہ کیفیت حضور کے روبرو عرض کی حضرت نے تعمیل حکم امام برحق ان بی بی سے نکاح ثانی کیا اُن تین فرزند تولد ہوئے اول حضرت خواجہ ابوسعید دوم خواجہ فخر الدین سوم خواجہ حسام الدین <sup>مصلیٰ علیہ السلام</sup> چوتھا خواجہ یوسفید <sup>علیہ السلام</sup> میں دیگر غائب ہو گئے اُن سے کچھ تولد اور تناسل وقوع میں نہ آیا اور شیخ فخر الدین حضرت کو بہت محبوب تھے یہ حضرت بکسب زراعت ایک موضع میں قریب جمیر کے تشریف فرما تھے یہ جیلہ اُن کا بہت بڑا پردہ تھا اولیائے جاہ کو ترک کیا ہے ہمیشہ مشقت گذران کی جو کس واسطے کہ اللہ صاحب ل کو دیکھتے ہیں نہ کہ افعال کو یہ حضرت بھی صاحب لایت تھے اور بعد وفات خواجہ کے بیس سال زندہ رہے عمر شریف ان کی ساٹھ برس کی ہوئی اور اُن کے پانچ فرزند تھے جن میں شیخ حسام الدین سوختہ کال لکھل ہوئے ہیں اور حضرت سلطان المصلح کے صحبت سے ہیں اور خواجہ معین الدین خولہ اور خواجہ قیام الدین یہ دونوں صاحب بھی فرزند خواجہ فخر الدین کے تھے بڑے اکمال گذرے ہیں مزار خواجہ فخر الدین کا جمیر سے سولہ کوس کے فاصلہ پقبضہ سردار میں ہے اور مزار خواجہ حسام الدین کا قصبہ سانچہ میں بطون غرب سر راہ واقع ہے اور خواجہ معین الدین خور و فرزند خواجہ فخر الدین کی یہ کیفیت ہو کہ مرید ہونے سے پہلے اپنے کسب درویشی کو یہاں تک بڑھایا تھا کہ روحانی طور پر حضرت جد بزرگ اپنے نعمت معرفت کے فائز ہوئے آخر میں حضرت شیخ ضیاء الدین چراغ دہلوی کے خرقہ خلافت پہنچا اور نواید الفوائد سے نقل ہو کہ خواجہ احمد میرہ حضرت خواجہ بزرگ بڑے صالح ہوئے ہیں اُن کے دو سر براہ حقیقی خواجہ وحید ایک بابا صاحب کے پاس مرید ہوئے آئے حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ میں نے یہ نعمت تمہارے خاندان کے ذریعہ کی ہے میری کیا مجال کہ میں تمہارا ہاتھ پکڑوں آخر بہت اسرار سے مرید ہوئے صاحب سیر الاقطاب نقل ہیں کہ خواجہ شیخ بایزید خلف خواجہ قیام الدین بن خواجہ حسام الدین سوختہ بن خواجہ فخر الدین بن حضرت خواجہ بزرگ خور و سالی میں کہیں غائب ہو گئے تھے چندے سلطان محمود غازی کے محل میں رہے بعد میں جمیلہ ہوئے جو لوگ بد عقیدہ تھے انہوں نے اس خاندان عالیہ میں ہونے سے انکار کیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی بادشاہ نے مولانا رام کو کہہ دیا کہ اہل تھے اور شیخ حسین ناگوری اور دیگر علماء و اصفیہ کو جمع کیا سب نے بالاتفاق گواہی دی کہ یہ حضرت خواجہ بزرگ کا اولاد ہیں مسیح انبیا میں اور شیخ حسین ناگوری نے اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا اور اولاد خواجہ قیام الدین بن خواجہ حسام الدین احمد شریف میں کونٹ پذیر رہی اور صاحب سجادہ ہوتی رہی اور خواجہ قیام الدین کی سوبرس کی ہی بعد ان کے

ان کے برادر زادہ شیخ معین الدین صاحب سجادہ ہوئے اُن کے بعد شیخ علاؤ الدین اُن کے برادر صاحب سجادہ ہوئے اور حضرت شاہ عالم بہادر شاہ کے عہد میں شیخ سراج الدین صاحب سجادہ تھے اور آج تک صاحب سجادہ اسی دودمان والا سان میں چلی آتی ہے۔

صاحب قنباں لالوار و مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ مجاوران آستانہ حضرت خواجہ دلدسہ سید فخر الدین ہیں سید فخر الدین اکابر سادات عالی نسب در پہنے والے قصبہ کر کے تھے اور سید صاحب موصوف کو روح پاک حضرت خواجہ سے نہایت ارادت و محبت تھی بعد انتقال حضرت کے اپنا وطن ترک کر کے اجیر شریف آئے تھے۔ چنانچہ آج تک ولاد حضرت سید صاحب کی خدمات آستانہ شریف بجالاتی ہے صاحب اخبار الاخبار وجہ تسمیہ جمیر کی اسطرح تحریر فرماتے ہیں کہ آج نام ایک راجہ کا تھا اُس کے نام پر یہ شہر آباد ہے ہندستان میں پہلی دیوار وہ دیوار ہے کہ جو کوہ واقع ہے اور پہلا تالاب پسکر راج ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار رقم ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ عمر میں حضرت خواجہ زرنگ ہلی سے مسلطے زیارت حضرت کے اجیر شریف میں گئے ایک بار بہت محقق مجلس عالی میں جمع تھے حضرت نے فرمایا اے درویشان میرا ارادہ ہے کہ میرا دفن اسی جگہ ہو اور شیخ علی سنجری کو فرمایا کہ ایک فرمان خلافت نامہ تحریر کرو کہ اپنی خلافت اور سجادگی قطب الدین بختیار کاکی کو دیتا ہوں ہلی اُس کا مقام ہے حضرت خواجہ قطب الدین فرماتے ہیں کہ جب وہ کتبہ تحریر ہو چکا اس کو دستخط خاص خزانہ فرما کر بندہ کو دیا میں داب بجالایا پھر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرے پاس آج میں نے نزدیک ہوا کلاہ اور دستار میرے سر پر رکھی اور عصائے خواجہ عثمان میرے ہاتھ میں یا اور حرۃ محمدی لہجی خرۃ عطیہ پروردگار عالم چوشت درشت چلا آتا تھا اور قرآن مجید قدیم اور مصلیٰ اور غلین چوبین جگو عطا کر کے فرمایا کہ یہ امانت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ جو میرے مرشدوں کو پہنچی تھی میں تم کو دیتا ہوں جس طرح خواجگان چشت اس کی خدمات بجالاتے ہے تو بھی بجالانائے وہ عطیہ مہرہ پسکر پھر آداب کیا اور زمین خدمت کی چوٹی پھر فرمایا کہ جاکو خدا کو سونپا میرے حق میں فاتحہ خیر پڑھ کر فرمایا جہاں رہ مر درہ پھر آداب بجالا کرو وہاں رخصت ہو کر وہی آیا اور مقیم ہوا۔ چالیس روزہ گزے تھے کہ ایک شخص جمیر شریف سے آیا اور بیان کیا کہ تمہارے آنے سے بیس روز بعد حضرت خواجہ نے اس دارنایاں دار سے سفر فرمایا اللہ وانا الیہ راجعون اس شب بندہ کو بہت نوح تھا اُسی پریشانی میں سر میرا مصلے پر جھک گیا غفلت آگئی۔ حال مبارک حضرت خواجہ کو دیکھا کہ زیر عرش کے کھڑے ہیں میں نے سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور حال دریافت کیا کہا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بخش دیا اور نزدیک ساکنان عرش کے مجھ کو جگہ دی اس جگہ رہتا ہوں۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ شب انتقال

حضرت میں چند بزرگان مین نے خواب میں دیکھا کہ جناب سرور انبیاء علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرے  
 دین کا مصلح جن بخیری آتا ہے میں اس کی پیشوائی کو آیا ہوں۔ سبحان اللہ کیا رتبہ عالی ہے صاحب سیر الاقطاب مدظلہ  
 ہیں جس شب حضور نے اس جہان پر لال سے انتقال فرمایا بعد از نماز عشاء حجرہ شریفہ بند کر کے ہمہ یوں کنی نعت  
 فرمائی کہ کوئی اس جگہ نہ آئے، خاصان حضور علی گرد حجرہ کے موجود تھے انہوں نے تمام شب حجرہ میں سے  
 آدھ یوں کے پیروں کی آہٹ سنی کہ جیسے عاشقانِ خدا وجد کرتے ہیں خرشبہ آواز بند ہو گئی، جس وقت نماز صبح میریدوں نے  
 بہ چند تکبیریں آواز میں کچھ جواب ملا، ناچار دروازہ کھولا، دیکھا کہ حضرت نے انتقال فرمایا اور یہائی نورانی پر یہ عبارت  
 بخط طلی دیکھی ہذا حبیب اللہ مافی حب اللہ ولادت باسعادت حضرت کی ششہ ہجری میں در وفات حضرت کی دوشنبہ  
 ششم ماہ جب سترہ برس بعد سلطان شمس الدین التمش قلعہ میں آئی۔ روضہ مطہرہ دارالخیر اجمیر میں زیارت گاہ  
 خلافتی ہے، اول خواجہ حسین ناگوری نے عمارت روضہ عالی کی تعمیر کرائی، بعد میں در بادشاہوں نے عمارت عالی بنائیں، پھر  
 حضرت شاہجہاں بادشاہ نے روضہ عالی کے پہلو میں مسجد تعمیر کرائی جو موجود ہے ہزاروں اشخاص جو زیارت روضہ کو جاتے  
 ہیں مقصد ان کے دل کا حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پور کرتا ہے۔ خلفاء حضرت کے یہ ہیں حضرت خواجہ فخر الدین فرزند حضرت  
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ قاضی حمید الدین ناگوری، شیخ حبیب الدین صوفی، کنسلبان کا عشرہ مبشرہ میں حضرت شیخ  
 ملتان کا شیخ وجیل الدین شیخ برہان الدین شیخ احمد شیخ حسن شیخ شمس الدین خواجہ سلمان، خواجہ حسن خیاط، شیخ وجیل الدین کرانی  
 پیر کریم سلونی، شیخ وحید شیخ مناکا، شیخ محسن، جوگی حبیب الدین، شیخ معروند عبد اللہ، شیخ صدر الدین کرانی، شیخ محمد ترک نارنولی،  
 شیخ علی بخاری، خواجہ یادگار سلطان سودہ بی بی حافظہ، ابہ کلمات طبابت حضور کر جو صاحب قتباس لاناوار اور صاحب  
 سونل لارواح نے اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کی ہیں تبرکات تحریر کرتا ہوں یعنی حضرت خواجہ قدس اللہ سرہ رحم نے زبان فیض  
 از جہان فرمایا کہ اہل عشق وہ ہو کہ اگر صبح کی نماز ادا کرے تو دوسری صبح کی نماز تک خیال دوست میں محو ہے دیگر فرمایا کہ عاشق  
 ہوشیہ عشق محبوب میں محو رہتا ہو کھڑا ہو تو اس کے ذکر میں ہی بیٹھا ہو تو اسی کا ذکر ہو اگر طواف میں ہو اس کی عصمت کی نسبت  
 میں ہو۔ یہ فرمایا کہ خانہ کعبہ میں طواف کیا، اب وہ میرا طواف کرتا ہو پھر فرمایا کہ عارف وہ ہو کہ دل میں گونجیں بر داشتہ ہو  
 پھر فرمایا کہ عارف آفتاب صفت ہیں تمام عالم پر چمکتے ہیں تمام جہان نور ولایت ان کے سے منور ہے پھر فرمایا کہ جب میں  
 دوست باہر آنا نگاہ کر کے جو دیکھا تو عاشق و معشوق اور شوق و تنہا ایک ہیں یعنی عالم توحید میں سب ایک ہو پھر فرمایا کہ  
 محبت کی آگ سے زیادہ کوئی آگ نہیں جس میں محبت ہو اس میں جو کچھ دیکھا جائیگا، اور جو طائفہ نبات حق میں وصل  
 ہو جاتا ہو خاموش ہو جاتا ہو، اور فرمایا کہ جو خدا کا دوست اور چاہنے والا ہو گا اس میں چار باتیں ہوں گی۔ اول تواضع، دوسرے

شفقتِ تیسرے سخاوت، چوتھے اختیار صحبت صالحین، پھر فرمایا مرید ثابت قدم وہ ہوتا ہو کہ جس سے بیشِ برس تک کوئی گناہ صادر نہ ہو اور زرقامِ فقر کا وہ صوفی مستحق ہو کہ جس کلم عالم فانی میں کچھ باقی نہ رہا، اور ایک عجب کی علامت یہ ہو کہ ہر حال اور مہال میں مطیع اور فرمانبردار ہو، اور فرمایا کہ بھائی! مسلمانوں کو ذلیل جانا بہت نقصان کرتا ہو، اور فرمایا کہ جب تک الگ ذکر حق سے دل کی میل کو دور نہ کر لیا اور غیر کی ہستی درمیان سے اٹھلکی واصل حق نہ ہوگا اور فرمایا کہ جو خدا کا بیچا نہ والا ہے وہ ہمیشہ خلقت سے متفرک رہتا ہو اور معرفت کے حال میں خاموش رہتا ہو پھر فرمایا کہ جس کے دل سے غیر حق اٹھ گیا وہ عارف ہو، اور جس بندہ اور حق کے درمیان سے حجاب اٹھ جاتا ہو وہ بندہ اہل حق ہوتا ہو، اور فرمایا کہ چار چیزیں گوہرِ نفس ہیں۔ دشمن سے دوستی کرنا اپنے افلاس کو چھپانا، اپنا دکھ کسی سے نہ کہنا، اور فرمایا کہ جو شخص فقر اور فاقہ اور بیماری اور موت کو دوست رکھتا ہو اللہ تعالیٰ اُس کو دوست رکھتا ہو اور مشکل بخدا ہے کسی سے کچھ غرض نہ رکھے، نقل ہو کہ حضرت شہرِ برس تک شبِ کب نہیں سوئے، دن کو صائم رہا کرتے تھے، اور ہر روز دو قرآن ختم کیا کرتے تھے، اس دو دمان میں تعلیم ہو کہ زحمت کو رحمت اور غم کو خوشی برابر اور فاقہ کو فقر اور بچ و راحت کو یکساں جانے، صلحا سے صحبت رکھے غریبوں سے محبت رکھے اہل دنیا سے محتر ہے، امیروں کے دروازے پر نہ جائے جو حاجت ہو خدا سے چاہے، اپنے کو خدا کے سپرد کرے، کل کار اپنے توکل پر چھوڑ دے، جھوٹ اور غیبت سے بچے مرشد کی صحبت میں رہے، کلام او یا اللہ دیکھا کرے اور تھلیل بہت پڑھے، درویشِ شریف پڑھنے کی کثرت کرے، اذکارِ اشغال جو معمولی ہیں اُن کی تکمیل مرشد کے روبرو کرے، جو واقعہ گدے اُس کو سوائے مرشد کے کسی سے نہ کہے اور سات مکتوب کہ جو اس کتاب الحروف کو دستیاب ہوئے حصہ اول تذکرۃ الفقراء میں دیکھیں۔

## قصیدہ شانِ حضرت خواجہ معین الدین نجم جمیری قدس سرہ الغریزہ

نہے مقبول سبحانی معین الدین جمیری  
بحسب خلقِ رحمانی معین الدین جمیری  
طیب مرہر روحانی معین الدین جمیری  
شدہ روضِ مسلمان معین الدین جمیری  
توئی ہادی حقانی معین الدین جمیری  
سزد بر تو جہاں بانی معین الدین جمیری

حبیبِ پاک بزدانی معین الدین جمیری  
بصورتِ یوسف ثانی بسیرتِ شاہِ مہرانی  
ظہورِ خاص ربّانی بری از شرِ نفسانی  
طفیلِ مقدمِ پاک دریں قلمِ ہندوستانی  
بغیر از فضلِ تو را ہی نہ حی یابد کے ہرگز  
مرادِ ہر کہ میخواست ز دربارِ تو سے یابد

وسیلہ خود بجز ذاتِ نبوی ام و شاہ  
تصدق خواجگان چشتا گدیں احمد خیرا  
چنان بر خوش تن بالہ صنم خویش و گذر  
شوم دور از پریشانی معین الدین اجیری  
گد گاہ گردانی معین الدین اجیری  
بفخر ظل سبحانی معین الدین اجیری

دیگر

بصیری علم حقانی معین الدین اجیری  
غریقی بحر بردانی بسیط فقر عمسانی  
مبارک منزل معانی جہاں را جلہ فیضانی  
دلیل فرد فزوانی امام سلک ارکانی  
جید نبات سبحانی جمال اسد زوانی  
بشیر النظر من رانی بصیر القدر رحمانی  
شہا این احمد اختر را کجا قوت شنا خوانی  
خیر سر یزدانی معین الدین اجیری  
ابن ملک عرفانی معین الدین اجیری  
بتخت فقر سلطانی معین الدین اجیری  
کریم الحال عطانی معین الدین اجیری  
فنائی اذات ربانی معین الدین اجیری  
ولی مطلق برحق دانی معین الدین اجیری  
تو براز تو شاخوانی معین الدین اجیری

ذکر سلسلہ پیران حضرت خواجہ معین الدین حسن بھری چشتی قدس سرہ العزیز جاننا چاہیے کہ حضرت  
مرید اور خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے تھے مولد شریف خواجہ عثمان کی قصبہ ہارون قلاع خراسان  
ہیں کہ حضرت کی ظاہری کہ حضرت خواجہ معین الدین سات شاہ باز قید تربیت آپ کے میں ہے بہت سی سیر کی گئی  
جج کے آخر عمر میں خانہ کعبہ میں متعین ہوئے اور چھٹی شوال ۷۱۳ ہجری میں انتقال کیا کہ مغلہ میں مزار ہے۔  
حضرت خواجہ عثمان ہارونی مرید حضرت خواجہ حاجی شریف زبیدی کے تصرفات ظاہری اور باطنی حضرت  
کے مدح و تحریسے زیادہ ہیں چنانچہ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ سلطان بھری کو بعد اُس کے مرنے کے کسی شخص نے  
خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا کیا سلطان نے جواب دیا کہ فرشتے دوزخ کے مجھ پر  
عذاب کرنا چاہتے تھے کہ حکم خدا ہوا کہ اس شخص نے مجھ و شوق میں ایک بار حاجی شریف زبیدی کی تہنیتی کی جو اسی  
برکت سے ہم نے اسے بخشا، کس واسطے کہ اُس کو میں نے اپنی دوستی میں قبول کر کے پیشوائے عالم کیا تھا تیسری رجب  
۷۲۱ھ میں وفات ہوئی، مزار زندہ بلاد بخارا میں ہوا اور حاجی شریف مرید حضرت خواجہ مودود چشتی کے تھے، صاحب  
سیر الاولیاء ناقل ہیں کہ جب خواجہ مودود چشتی پر زحمت موت شروع ہوئی ایک مرد باہر بیت و عظمت ایک خطا بٹھیں لے ہوئے  
آیا اور حضرت کے ہاتھ میں دیکر دوستِ حقیقی کی طرف سے مبارکباد دی حضرت نے اُس کو پڑھ کر فرمایا زہے سعادت اور

وہ خط آنکھوں سے نکلیا اور جان کو مشاہدہ دوست میں آیا، اجازت جنازہ تیار کر کے چاہا کہ اٹھاؤں اٹھا کے اس وقت غیب سے آواز آئی کہ تم سب دور ہو جاؤ، جب یہ صاحب دور ہو گئے مردان غیب آئے اور نماز جنازہ حضرت بڑھکر غایب ہوئے، وفات حضرت کی غرہ رجب ۲۵۰ ہجری میں ہوئی، مزار قبۃ حشمت میں ہی حضرت خواجہ مودود چشتی مرید حضرت خواجہ ناصر الدین کے تھے، خواجہ ناصر الدین ہمیشہ غرابا سے صحبت رکھتے تھے، آپ کے والد کا نام خواجہ ابو یوسف چشتی تھا، وہ ابن خواجہ محمد سمان بن سید ابراہیم بن سید محمد بن سید حسین بن سید عبداللہ بن امام علی نقی بن امام محمد تقی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر بن امام باقر بن امام زین العابدین رضوان اللہ علیہم اجمعین، تصرفات آپ کے زیادہ حد بیان سے ہیں، جب بچکے وقت وصال نزدیک پہنچا آپ نے پسر بزرگ خواجہ مودود کو اپنا جانشین فرمایا۔ وفات حضرت کی ۴۴ ربیع الآخر ۵۸۹ھ میں آئی، بعض نے تیسری رجب لکھا ہے، عمر شریف حضرت کی ۴۴ سال کی ہوئی، مزار قبۃ حشمت میں ہی حضرت خواجہ ناصر الدین کے پیر حضرت خواجہ ابو محمد چشتی تھے، شان عظیم و مرتبہ بلند رکھتے تھے، حضرت پر توجہ رہتا تھا، اور برسوں پہلو زین سے نہ نکلیا، ہر شب اپنے گہر کے چاہ میں سرنگوں لٹک کر تمام شب یاد خدا میں بہتے تھے، لکھا ہے کہ جس روز حضرت تولد ہوئے شب عاشورہ تھی، آپ کے والد کو خواب ہوا دیکھا کہ حضرت رسول مقبول تشریف فرما ہیں، در فرماتے ہیں اے احمد تیرے گھر فرزند تولد ہوا میرے نام پر، اس کی نام رکھنا میرا سلام کہنا، جس وقت آپ تولد ہوئے قبل از غسل سات بار کلمہ پڑھا، جب والد حضرت نے سنا تجدد و صدور کے آپ کے نزدیک کر فرمایا سلام علیک، آپ نے جواب سلام دیا، پھر آپ کے والد نے آپ کے کان میں کہا کہ رسول مقبول نے سلام فرمایا ہے اور جناب باری میں عاکی کہ ابھی ابو محمد کو ولی کامل نہ لکھا ہے کہ شب کو آپ تولد ہوئے عاشورہ کے تمام دن دودھ نہ پیا، حبشام ہوئی اس وقت حضرت نے دودھ نوش فرمایا، آپ کے والد فرماتے ہیں کہ ڈھائی برس کی عمر تک آپ نے اشاروں کے نماز ادا کی، اور کلمہ بہت پڑھتے تھے اور تا ایام شیر خواری دودھ نوش کیا، اور لکھا ہے کہ ایک دفع حضرت کتب میں جاتے تھے کہ خضر علیہ السلام نے اور حکم خدا اسم اعظم تعلیم فرمایا، جس کی وجہ سے تمام علوم دینی دنیا کھل گئے، اور لکھا ہے کہ حضرت سلطان محمود بہمراہی ہندوستان میں تشریف لائے اور سمانوں کی امداد فرمائی۔ غرہ رجب ۲۵۰ھ میں داخل جنت ہوئے، مزار قبۃ حشمت میں ہی۔ ان کے پیر حضرت خواجہ ابوالواحد ابدال چشتی تھے اور بیٹے سلطان فرسافہ کے وہ سید ابراہیم کے وہ ابن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید ناصر الدین بن سید نور اللہ بن سید حسن ثانی حضرت ابراہیم کے وہ ابن سید یحییٰ بن سید محمد بن سید ناصر الدین بن سید نور اللہ بن سید حسن ثانی حضرت کے تھے اور لکھا ہے کہ حضرت کی عمر بیس برس کی تھی ایک بار اپنے والد کے ہمراہ گھوڑے پر سوار جاتے تھے راستہ میں

حضرت خواجہ ابوالفتح بل گئے دیکھتے ہی گھوٹے سے کوٹے اور قدموں پر گرے، اسی وقت سے ترک لباس کیا، اُن کے والد اور دیگر اکابرین نے سمجھایا، آپ نے نہانا ثابت قدم ہے جب حضرت کی تربیت پوری ہو چکی حضرت خواجہ ابوالفتح بطرف دیگر تشریف لے گئے، حضرت قصبہ حشت میں بہدایت خلق اللہ شہنشاہ رخ وفات حضرت کی غرہ جمادی الثانی ۸۳۵ ہجری میں ہوئی، مزار قصبہ حشت میں ہے۔ ان کے پیر حضرت خواجہ ابوالفتح شرف الدین تھے۔ صاحب بظائف اشرفی ناقل ہیں کہ حضرت بامراکھی ادا اہل عمر میں بہ نیت ارادت وطن مالدہ ملک شام سے بغداد شریف میں پہنچے وہاں پر حضرت خواجہ مشاد علودینوری قدس اللہ سرہ کے مرید ہوئے حضرت نے بوجھاکہ تمہارا کیا نام ہے انہوں نے عرض کیا کہ ابوالفتح شامی، آپ نے فرمایا آج سے تم ابوالفتح حشتی ہو گئے کیونکہ خلقت قصبہ حشت کی تم سے حدایت پائیگی اور تم قیام قیامت تمہارے مریض حشتی کہلاؤ گے۔ اور لکھا کہ حضرت بعد ایک ہفتہ کے روزہ افطار کرتے تھے ہمیشہ ذکر اللہ میں ایام بسر فرماتے اور گوشتہ نشین ہوتے تھے۔ ۱۴ ربیع الثانی ۸۵۵ میں وفات ہوئی، مزار شہر عکہ میں ہے خواجہ ابوالفتح حشتی مرید حضرت خواجہ مشاد علودینوری تھے۔ حضرت قصبہ بنور میں کہ ایک پہاڑی مقام ہے پیدا ہوئے اور بغداد میں نشوونما پائی یہ اپنے گھر سے امیر تھے جب شہنشاہی پیدا ہوا تمام مال منال راہ خدا میں بیکر حضرت خواجہ ہیرۃ البصری کے مرید ہوئے اور کارفرما تمام پہنچا کر خرقہ خلا حاصل کیا۔ ایک مرتبہ حضرت کے پیر مرشد کے عرس میں سماع ہو رہا تھا ایک شخص یا اور سوال کیا کہ عرس کے روز سماع کی کیا خصوصیت ہے یہ جہانداری اور سماع دوسکر روز نہیں ہو سکتا، سماع کے سننے میں تو بھلا علماء کا اختلاف ہے اور ایک روز معین کر کے فاتحہ کرنے کو بدعت کہتے ہیں، جواب میں آپ نے ارشاد کیا کہ خصوصیت یہ ہے کہ اس روز سماع دوست میسر ہو جائے الموت حسر ہوصل الجیببالی الجیبب میں اپنے پیروں کے وصال کے دن خوشی اس واسطے کرتا ہوں کہ اُن کی وجہ وصل میسر ہو۔ بعض نے لکھا کہ حضرت خواجہ مشاد علودینوری اور مشاد علودینوری اور تھے یہ غلط ہے بندہ نے اس کی خوب تحقیق کی ہے، مشاد علودینوری ایک ہی گندے ہیں۔ یہی ہیں مذاہن ختیہ اور قادریہ کے مقتدا حضرت کو خرقہ خلافت خواجہ جنید بغدادیؒ بھی پہنچا تھا، اور خلیفہ حضرت کے خواجہ ابوالفتح اسود احمد بنوری تھے کہ سلسلہ ہروردیہ جنیدیلہ و قادریہ کے پیشوا ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۴ محرم ۸۹۸ھ کو ہوئی۔ مزار قصبہ بنور میں ہے خواجہ مشاد علودینوری مرید خواجہ ہیرۃ البصری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے، ان کے کرامات مشہور ہیں۔ آپ صاحب خاندانہ ہیں مرید خواجہ خدیفۃ المرستی کے ان کے مرید ہمیشہ با وضو ہا کرتے تھے، اور حضرت جو تھے روز جنگل کے کسی ثمر یا کاہ برگ سے افطار فرماتے تھے، اور جنگلوں میں ہمیشہ یاد دوست میں یا مگدائے

وفات حضرت کی، شوال کو ہوئی کہ ۲۸۴ھ ہجری تھے مزار بصرہ میں اور پیدائش حضرت کی ۱۶۷ھ میں فی  
 تھی۔ آپ کے پیر خواجہ خدیفۃ المرحشی کہ اصلی نام ان کا سید یدر الدین ہے اور حضرت خواجہ ابراہیم بن ادم کے  
 مرید ہو کر خرقہ خلافت پہنا، اور سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے، اور خواجہ فضیل بن عیاض اور  
 بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی دیکھا تھا۔ صاحب سیر الاقطاب سے نقل ہے کہ شہر برس مسلی شریف سے  
 پیر نے اٹھایا مگر ہر سال واسطے زیارت روضہ مطہر حضرت سالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آتے اور چندے اپنے  
 پیر کے ہمراہ بھی سفر فرمایا ہے۔ ۳۲۰ شوال ۳۲۰ھ ہجری میں وفات پائی۔ ان کے مرشد حضرت خواجہ ابراہیم بن ادم  
 قدس اللہ سرہ العزیز تھے، ان کے کوائف عمری اور مجاہد مشہور ہیں۔ صاحب لطائف اشرفی ناقل ہیں کہ  
 رسول مقبول علیہ السلام نے ان کو سلطنت جدا کر کے روحی طور پر علم الہی ان کے سینہ میں بھردیا اور خرقہ خلافت  
 عطا فرمایا۔ بعد حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کی خدمت میں مرید ہوئے اور خرقہ خلافت پہنا، جن کے بعد حضرت  
 جنید بغدادی سید الطائیفہ نے فرمایا کہ کلید علمہائے درویشی کی ابراہیم ہے اور ہمیشہ حضرت کے احوال یاد کر کے رویا  
 کرتے تھے! وروستہ سلسلہ حضرت کا اس طرح پر ہے کہ خواجہ ابراہیم کو خرقہ ارادت حضرت عمران سوسی بن زید را  
 ہے پہنچا کہ ان کو خواجہ اویس قرنی سے اُن کو معمر حلی سے کہ صحابہ رسول سے تھے ملا جیلان میں ان کا مزار ہے  
 چنانچہ آپ کے حالات تمام کمال لطائف اشرفی سیر الاقطاب، نفاحات مرآۃ الاسرار شرح ادب المریدین رونق الحجاب  
 سیر الاولیاء حکایت الصالحین چیل مجلس غیرہ کتابوں میں درج ہیں حضرت ۱۶۷ھ میں پیدا ہوئے، اور شہر جمع  
 ۲۸۰ھ جمادی الاول ۲۶۲ھ میں وفات پائی مزار شریف ملک شام میں نزدیک مزار لوط علیہ السلام کے ہی۔ حضرت کے  
 پیر مرشد خواجہ فضیل بن عیاض سمرقند میں پیدا ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ کوہ میں پیدا ہوئے اور ماوراء النہر میں  
 پایا۔ حضرت کی حکایات بھی کتب ہائے صوفیہ میں بخوبی درج ہیں آخر عمر میں مکہ معظمہ میں متکلف ہوئے۔ ۱۰۰ مرحوم کو  
 آپ کی وفات ہوئی بعض نے جمعہ اور ۱۳ ربیع الاول ۱۸۷ھ لکھا ہے۔ آپ کے پیر حضرت خواجہ عبد الواحد بن یحییٰ  
 مدینہ منورہ میں تولد ہوئے اور حضرت خواجہ جن بصری کے مرید ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا حضرت کی وفات  
 ۲۸۰ھ صفر ۲۶۲ھ میں ہوئی مزار بصرہ میں ہے۔ آپ کے پیر حضرت خواجہ جن بصری گنیت اُن کی ابو سعید ابو محمد ہے  
 آپ کا بڑا بھائی اور امام الحرمین تھے خلیفہ جناب علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت امام حسن علیہ السلام آپ سے بہت  
 مانوس تھے، اور جملہ علوم اپنے پیر جناب علی رضی سے حاصل کئے، بلکہ حضرت امیر المومنین ان کا پناہ فرمایا  
 تھے اور کتاب حبیب السیر سے معلوم ہوا کہ حضرت نے تربیت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پائی ہے





والدہ سے پایہ تحقیق پر پہنچا یا ہے اور والدہ حضرت کی فراتی تھیں کہ جس روز آپ تولد ہوئے ہیں دہی رات  
 تھی کہ میں ٹھٹی دیکھا کہ زمین سے آسمان تک تمام گھر روشن ہو میں ٹھٹی اور اپنے پروردگار کی درگاہ میں مناجات  
 کی کہ الہی کیا بعید ہے اس بندی پر ظاہر فرما عیب سے ندا ہوئی کہ یہ وقت پیدائش تیرے فرزند کا ہے۔ یہ  
 روشنی اُس کے نور دل کی ہے اُسی وقت دروازہ شروع ہوا اور حضرت تولد ہوئے شب و شبہ و رشتہ تھی جب  
 آپ بمقام اوش توابع فرغانہ میں تولد ہوئے پہلے ہی سرانجام سجدہ میں چلا دیا اور سر اہم ذات جہر کے ساتھ شروع  
 کیا کہ تمام اہل محلہ سنتے تھے اور متعجب ہوتے تھے جوں جوں صبح ہونے لگی وہ نور بھی کم ہونے لگا اور پیدا  
 ہوتے ہی کلمہ پڑھا "شرڈھا نکتے کا حکم کیا اور فرما کہ جلد غسل دو یہ کلمہ پھر چپ ہو گئے اور طفولیت میں ہی حضرت  
 کی یک کیفیت تھی کہ جو زبان نکلتا فوراً ظہور ہوتا اور جب عمر ڈھائی برس کی ہوئی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا فقط  
 آپ کی والدہ ہی پرورش فرماتی رہیں جب عمر شریف پانچ برس کی ہوئی پڑھنے بیٹھنے اور صاحب جوامع اکلم  
 راوی ہیں کہ جب عمر شریف چار سال چار ماہ کی ہوئی آپ کی والدہ ماجدہ نے بڑی دھوم دھام سے آپ کی  
 بمقام اللہ کی اور ایک غلام اور ایک کنیز اور کچھ نقد اور کچھ شیرینی ہمراہ کر کے محلہ کے مکتب میں روانہ کیا "انگاہ راستہ میں  
 ایک مولانا اور اُس نے غلام سے دریافت کیا کہ اس نیک کردار کو کہاں لئے جاتا ہے غلام نے کہا کہ محلہ کے مکتب میں  
 بٹھائے جاتا ہوں اس مرد نے کہا کہ اس سعید زلی کو مولانا اباحفص کے مکتب میں لجا کہ وہ عارف کامل ہے بغرض  
 وہ مرد بھی ہمراہ ہوا اور حضرت کو لیکر مولانا مذکور کے پاس آئے۔ واسطے تربیت سپرد کیا اور وہ مرد چلا گیا۔ اس وقت  
 مولانا نے اس مرد غلام سے پوچھا کہ اُس مرد کو کہ جو تیرے ہمراہ ہو تو جانتا ہے اُس نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا مولانا  
 فرمایا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے صاحب سیر الاقطاب ناقل ہیں کہ حضرت نے تکمیل علوم ظاہری اور باطنی کی مولانا  
 ابو حفص سے کی اور صاحب سائل ناقل ہیں کہ ایام مکتب خواجہ حضرت خواجہ عین الدین چشتی سیر کرتے ہوئے  
 داخل اوش ہوئے حضرت قطب القطاب پہلے ہی صحبت میں مرید ہوئے اور سچ سائل میں ہو کر جب عمر شریف حضرت کی  
 پانچ برس کی ہوئی ایام مکتب ب تھے کہ خواجہ بزرگ داخل اوش ہوئے حضرت قطب القطاب کی والدہ نے ان کو خواجہ  
 بزرگ کی خدمت میں بھیجا۔ آپ نے تختہ دست مبارک میں لیکر چاہا کہ کچھ تحریریں غیب سے ندا ہوئی کہ ملا ٹھہر حمید الدین  
 آتا ہے وہ تعلیم کرے گا اور قاضی حمید الدین نے ناگور میں واز سنی کہ اوش میں جا کر ہمارے قطب کی تعلیم کر۔ قاضی جی  
 چشم بنکیں معافانے کو اوش میں محفل خواجہ میں پایا حضرت فرمایا تمہارے واسطے کیا لکھوں۔ آپ نے فرمایا  
 سبحان الذی اسر عبیدہ لیلۃ من المسجد الحرام قاضی جی نے ہمایہ پندرہویں پارہ میں جو تونے پہلے کس سے

پڑ کر فرمایا کہ میری والدہ کو اول کے پدرہ پارہ یاد تھے وہ پڑھا کرتی تھیں میں یاد کیا کرتا تھا 'الغرض کہ اپنے چار روز میں قرآن شریف تمام کیا۔ صاحب سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ آپ نے ۲۳ ماہ و ۲۳ شب بمقام مسجد امام ابوحنیفہ سمرقند میں شہر بغداد میں و بزرگ شیخ شہاب الدین سہروردی و شیخ ابو عبد اللہ الدین کرمانی و شیخ برہان الدین شہستانی و شیخ محمود اصفہانی کے حضرت خواجہ بزرگ سے بیعت کی اور بتدریج فرقہ خلافت پایا اور بہرہ خواجہ بزرگ بغداد شریف میں ریاضت اور ہدایت خلق اللہ میں مصروف رہے۔ پھر چندے خواجہ بزرگ سے جدا ہو کر سیر کیا اور بزرگوں سے ہم صحبت ہوئے کس واسطے کہ حضرت خواجہ بزرگ حکیم رسول مقبول ہندوستان میں تشریف لے آئے تھے جب حضرت نے سنا کہ حضرت خواجہ بزرگ بمقام اجیمہ مقیم ہیں شہر بغداد سے واسطے زیارت پیر مرشد کے ملاز ہندوستان ہوئے۔ اول لٹان تشریف لاکر شیخ بہاؤ الدین ذکر کیا اور شیخ جلال الدین تبریزی سے ملے اور بہت کچھ اتحاد پیدا ہوا 'چندے قیام فرما کر رونق افزہ دہلی ہوئے اور ایک عرضی شوق قدم پوسی میں محو کر کے حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں ارسال کی 'حضرت خواجہ بزرگ نے اس عرضی کو ملاحظہ فرما کر کہا کہ قریب طانی میں بعد مکانی ہرگز مانع نہیں ہو اور زبانی فرمایا کہ بابا مجتہد کو دہلی میں رہنا چاہیے جب یہ جواب آیا حضرت نے دہلی میں قیام فرمایا اگر دو تین بار واسطے زیارت حضرت بزرگ کے اجیمہ شریف میں تشریف لے گئے۔ حساب دلیل اعارفین کہتے ہیں کہ حضرت کی تشریف ورگی سلطان شمس الدین بادشاہ دہلی نے غنیمت جانا اور پیشوا کی کی اور شہر میں لاکھا

## حالات لانا جلال الدین مجاہد بسطامی شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام

شمس الدین دیکھتے ہی معتقد ہوئے اور باہمی نہایت اتحاد پڑھا 'اور سلطان بھی ہر منفعہ میں دو بار حضرت کی زیارت کے مشرف ہو نیکو حاضر خدمت ہوتا تھا 'محل بادشاہی مہرلی میں تھا وہاں سے کیلواکھڑی کو جہاں اب مقبرہ ہمایوں بادشاہ باج کو سکے بعد ہے آخر سلطان نے بہت منت لاکر شہر میں اپنے قریب کھا۔ لاؤ و سرے کے جنگل میں قربات سلطان شمس الدین تمش حضرت کی حویلی کے نشان مشہور ہیں متقدم وہاں بھی جیبہ سانی کرتے ہیں اور مسجد اعز الدین آپ کے پیردگی کہ حمان بیٹھ کر حضور عبادت خلق میں مصروف رہتے تھے اور بزرگان اولیائے شہر سب حضرت کی خدمت میں رات عقیقت کہتے تھے بلکہ سنے مبارک کے خیرات تھے 'اُسی عرصہ میں مولانا ناصر الدین غزنوی نے حضرت کے بیعت کی اور بجز خلافت حاصل کی۔ عہد اب میرا عارفین ناقل ہیں کہ جب مولانا جلال الدین کی انتقال ہوا تو سلطان نے چاہا کہ حضرت کو شیخ الاسلام بنائے حضرت نے قبول کیا تب اپنا ہر کو شیخ نجم الدین صغریٰ کو

شیخ الاسلام بنایا، اس عہدہ جلیلِ تقدیر کے ملتے ہی قلب ان کا کمدر ہوا اور غرور پیدا ہو گیا، اور منجا حضرت کے رنج پیدا ہوا، ایک بار حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے آگے میری کوئی عزت نہیں کرتا، الغرض دینا حد بڑھا کہ خود ماسد شہور ہوئے۔ سیر لاویا سے نقل ہو کہ ایک بار حضرت خواجہ بزرگ واسطے کسی کار ضروری اولاد کے دہلی میں تشریف لائے، اور حضرت قطب لاقطاب کے مکان پر فروش ہوئے، حضرت اپنے مرشد کی تشریف آوری کے سبب کم عرض کیا کہ آپ بادشاہ کے پاس جانے سے کیا فائدہ خود دولت سر لے بادشاہ پر تشریف لے گئے بادشاہ آپ کے آنیکی خبر من کر خوش ہوا اور اپنی سعادت سمجھی کہ نبی طالع کہ حضرت نے میرے گھر کو قدمِ میننت لزوم سے منفر فرمایا اور بہت کچھ پیش کیا اور فوراً کار بر آری ہو گئی، اسی مجلس میں رکن الدین حلوانی حاکم اودھ حاضر ہوا اور حضرت سے بالادست بیٹھا، بادشاہ کو یہ حرکت اُس کی ناگوار معلوم ہوئی، حضرت نے فوراً ملوک دریافت فرمایا انرا کیا کہ جب حلوا اور کاک موجود ہوں گر کاک پر حلوا بیٹھے تو کیا غلطی ہو حضرت سلطان الشان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہو کہ جب حضرت بزرگ رونق افروز دہلی ہوئے ہیں تو شیخ نجم الدین صغریٰ شیخ الاسلام دہلی تھے ان میں اور حضرت خواجہ بزرگ میں بہت دوستی تھی، بلکہ خراسان کی ملاقات تھی، خواجہ بزرگ مکان شیخ نجم الدین پر تشریف لائے، یہ اپنے مکان کے صحن میں کچھ نواہے تھے، حضرت خواجہ بزرگ کی طرف متوجہ نہ ہوئے، حضرت نزدیک پہنچ کر سلام علیک کی اور فرمایا کہ شیخ الاسلام دہلی نے تیرا داغ بگاڑ دیا کہ جو تو قدیم دوست ہے بھی نہیں ملتا، شیخ الاسلام نے کہا میں تو آپ کا معتقد اور نیاز مند ہوں تم نے اس شہر میں اپنے مرید کو چھوڑا ہے۔ اُس کے آگے میری شیخی کو کوئی نہیں پوچھتا، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ میں قطب الدین کو اپنے ہمراہ اجیر لجاؤ، جب حضرت قیام گاہ پر تشریف لائے تو خواجہ قطب الدین کو اپنے روبرو بلا یا اور فرمایا کہ بابا قطب الدین اس شہر بعض لوگ تیرے شاکی ہیں میرے ہمراہ اجیر میں چل دو وہاں کی منشیوخت پر بیٹھیں تیرے رشتہ حاضر رہوں گا اور خدمت کرونگا۔ قطب لاقطاب دست بستہ عرض کی جو ارشاد ہو حضور کی بندہ نوازی ہو میری مجال تو آپ کے روبرو دکھڑے ہوئی بھی نہیں چلے کہ مجھوں صبح حضرت خواجہ قطب الدین کو ہمراہ بیکطرف اجیر کے چلے یہ حال سن کر تمام شہر میں غل بچا، سب کی آنکھوں میں جہاں تیرہ و تار یک ہو گیا سلطان اور تمام ہمراہ ہو کر بچے دوڑے، آپ کے قدموں کی خاک چہروں سے ملتے اور رونے چلے جاتے تھے جب حضرت خواجہ بزرگ خلق دہلی کی یہ حالت دیکھی فرمایا کہ بابا قطب الدین جادہلی میں رہ کہ یہ تمام دہلی تیرے جانے سے بہت رنجیدہ ہے لہٰذا دلائل کو دکھانا نہ چاہیے، جا تمکو خدا کے سپرد کیا اور دہلی کو تیرے حفظِ امان میں چھوڑا، حضرت

خواجہ بزرگ راہی طرف اجیرکے ہوئے اور بادشاہ اور رعایا نے مقدم حضرت قطب قطاب کو غنیمت سمجھا بہت خوشی کہتے ہوئے ہمراہ حضرت کے شہر میں آئے۔ لکھا کہ جس وقت خواجہ بزرگ شیخ نجم الدین صغریٰ کے مکان پر رونق بخش ہوئے تھے تو وہ بوجہ حد قطب لاقطار کے بیرونی سیویش آئے۔ خواجہ بزرگ نے اُس وقت فرمایا تھا کہ نجم الدین تو بہت رسوا ہو گا آخر دیسا ہی ہوا اس کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ جلال الدین تبریزی کو خلیفہ شیخ شہاب الدین کے اور پیر بھائی شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی کے تھے جن وقت شیخ شہاب الدین نے بغداد سے شیخ بہاؤ الدین کو طرف ملتان کے روانہ کیا تو شیخ جلال الدین نے بھی بوجہ محبت اپنے پیر بھائی کے اپنے پیر سے رخصت لیکر دونوں صاحب ہمراہ وارد ہندوستان ہوئے۔ شیخ بہاؤ الدین ملتان میں ٹھہرے اور شیخ جلال الدین سیر کرتے ہوئے دہلی میں آئے جب ان کی خبر سلطان کو پہنچی شہر سے باہر آکر ان کا استقبال کیا۔ کس واسطے کہ یہ وارد ہندوستان ہوئے ہی شہر آفاق ہو گئے تھے جب شیخ کا اور سلطان کا مقابلہ ہوا سلطان نے اپنا گھوڑا خالی کیا اور مصافحہ کیا اور باعزاز تمام لیکر شہر میں آیا۔ یہ امر شیخ نجم الدین کو اچانک معلوم ہوا احد کی آگ بھڑکی کس واسطے کہ ان کی کرمان تو پہلے ہی بادشاہ شاہ ولایت ہند صلب فرما چکے تھے یہ خالی رہ گئے تھے سلطان نے شیخ نجم الدین سے دریافت کیا کہ شیخ جلال الدین کو کس جگہ ٹھہرنا چاہیے انہوں نے کہا یہ جو محل محل سلطانی کے قریب ہی خالی ہے اس میں قیام کر لیجئے۔ ان کا مدعا یہ تھا کہ اس مکان میں جن رہتا ہے وہ کسی کو ٹھہرنے نہیں دیتا اس میں شیخ کی قلعی کھل جائیگی۔ شیخ جلال الدین نے نور باطن سے اس امر کو دریافت فرما کر کہا کہ اس مکان کی گنجی دو تاکہ میں اس مکان میں قیام کروں جب گنجی شیخ کو ملی اپنے خادم تراب کو گنجی دیکر فرمایا کہ اس مکان میں آؤ اور بلند آواز سے کہہ دے کہ اس مکان میں جلال الدین تبریزی آتا ہے جلد اس مکان سے نکل جاؤ۔ پس اس آواز کے سننے ہی جن ہاں سے فرار ہوئے اور شیخ جلال الدین ہاں آکر قیام پذیر ہوئے۔ جب غم گذری اپنے وظائف سے فارغ ہو کر واسطے ملاقات قطب لاقطار کے چلے۔ حضرت کو نور باطن سے ان کا آنا معلوم ہوا دروازہ سے پیشوائی کر کے مکان میں لائے۔ اُس روز آپ کے یہاں مجلس سماع تھی تمام درویش حاضر تھے۔ درویشوں کو اس بیت پر وجد ہو رہا تھا۔ درمیکدہ وحدت ہشتیار گئی گنجند: در عالم نیرنگی جز یار نمی گنجند: او وہ دن بھی جمعہ کا تھا۔ دونوں بزرگوں نے نماز بعد ادا کی اور پھر اپنے قیام گاہ کو واپس آئے۔ لکھا کہ شیخ غوثا کے وضو سے نماز صبح کی ہمیشہ ادا کیا کرتے تھے اور بعد نماز چاشت کے بلنگ پر لیٹ جاتے تھے اور غلام کو سہلایا کرتے تھے غلام ترکی صاحب جمال تھا اس کو شیخ نے ایک ہزار دینار دیکر خرید لیا تھا اور شیخ کو بہت عزیز تھا ایک دن

شیخ جلال الدین معمولی طور پر صحن مکان میں پینگ پر دراز تھے اور یہی غلام چچی کرہا تھا اور شیخ نجم الدین واسطی امامت صبح کے بالاخانہ محل سلطانی پر تھے ان کی نظر بھی شیخ پر پڑی، اُسی وقت بادشاہ سے کہا کہ جس کے آپ مقدم میں دیکھئے نماز فجر بھی ادا نہیں کی، اور اس صاحبِ جمال سے خلوت رکھتا ہو، شیخ جلال الدین نے اپنے شفیع معلوم کیا اور باواز بند کہا کہ نجم الدین اگر پہلے دیکھتا اس لڑکے کو میری بغل میں دیکھتا۔ اس بات سے سلطان شرمندہ ہوا اور شیخ نجم الدین کو بہت کچھ جہڑکا مگر یہ اس پر بھی باز نہ آیا، اس کا حسد اور زیادہ ہوا اور اس فکر میں ہوا کہ کسی طرح شیخ کو زک دیکھے، اتفاقاً شہر میں ایک گائینوالی عورت بہت حسین تھی کبھی کبھی شیخ جلال الدین کے رو برو بھی گانے آتی تھی اور شیخ نجم الدین کے پاس بھی جاتی تھی شیخ نجم الدین نے ڈھائی سودینار اس کو نقد دئے اور ڈھائی سو کسی دوکاندار کے پاس جمع کرانے اور کہا کہ شیخ جلال الدین بزرگ کی تہمت لگائے، جب تو یہ کام کر دگی تو ڈھائی سودینار اس دوکاندار سے لے لینا اس عورت نے ایسا ہی کیا یعنی مشہور کیا کہ جلال الدین نے بوجہ سے عوام کیا جب یہ خبر سلطان کو پہنچی نہایت متفکر ہو کر اطرافِ جوانب سے علما اور شیخ روڑگار مثل شیخ بہاؤ الدین ملتانی کو ملتان سے شیخ حمید الدین سواتی کو ناگور سے طلب کیا اور ایک مجلس جمع کئے اُس عورت اور شیخ جلال الدین کو بلایا، شیخ بہاؤ الدین نے اس مجمع میں فرمایا کہ اہلِ سد پر کچھ پوشیدہ نہیں ہو تو چچ کہدے ورنہ تو اپنے گئے کو پہنچگی۔ اس عورت نے عرض کیا کہ اگر انجم الدین صغیر کا ہے اس نے مجھ کو پانچ سودینار فلاں دوکاندار کے رو برو دیکر یہ بات غلط کہوائی تھی، اور شیخ جلال الدین باکل پاک ہیں جب دوکاندار سے دریافت کیا تو اُس نے بھی سچی گواہی دی سلطان نجم الدین پر بہت خفا ہوا اور شیخ الاسلامی جدا کیا چنانچہ خواجہ بزرگ کی خشکی اور قطب لاقطاب کے حد کا یہ ثمرہ ہوا۔ صاحبِ باجرت المحبین ناقل ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین جن کو مرید کرتے کامل بناتے تھے، اور ارشاد فرماتے تھے کہ فقر کی خدمت کرنا بادشاہوں و امیروں سے دور رہنا ایک یہ کرامت تھی کہ جس کو تعلیم فرمائی وہ تمام عمر عمل کرتا تھا لکھا ہو کہ حضرت نے سب سے پہلے حضرت بابا فرید الدین گنجشکر کو مرید اور حلیفہ فرمایا، چنانچہ جب بابا صاحب کو حضرت کی خدمت میں لکھا تو خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ بابا اختیار تو نے بہت بڑے شاہباز کو قید کیا کہ جس کا اشتیاء صدقہ المہنتی ہو گا یہ فرید شمع ہو اس سے ہمارا خاندان روشن اور منور ہو گا۔ یہ ذکر اُس وقت کا ہے جب حضرت خواجہ بزرگ دوبارہ دہلی تشریف لائے تھے صاحبِ عہدہ الاسلامی ناقل ہیں کہ حضرت سلطان المثل نے فرمایا کہ عہد سلطان شمس الدین ایش میں ایک درویش کے یہاں علی علی تھی، اور حضرت خواجہ قطب الدین قاضی حمید الدین بھی موجود تھے کہ شیخ علی غل مچاتے ہوئے گئے اور

اور حضرت کہا کہ مولانا رکن الدین سمرقندی بہت علماء کو ہمراہ لئے آتا ہے کہ درویشوں کو سماع سے باز رکھے۔ حضرت قاضی حمید الدین نے صاحب خانہ سے بلا کر کہا کہ تو دروہ نہ آنا اگر وہ بے اجازت ہماری آویگا تو ہم سمجھ لیں گے، اور پھر سماع میں مشغول ہوئے اور مولانا مذکور درازہ پر گئے اور صاحب خانہ کو بلایا جب اُس کا نشان نہ ملنا چاہا ہوئے اور اُن کے دل بے لکھت ہوئے چاہی آخرواپس پھر گئے، اور بحر المعانی میں لکھا ہے کہ جب حضرت دہلی میں مقیم ہوئے تو اُس وقت مقتداۓ شہر خواجہ سید مبارک تھے، دو روز تک نے باہم نماز جمعا داکئی بعدہ حضرت نے سید مبارک سے فرمایا کہ ہم تم دونوں سماع سنیں۔ سید صاحب نے کہا بے اجازت رسول مقبول میں کچھ نہیں کہہ سکتا، آپ نے فرمایا آج کی شب تم کو اجازت ہو جائیگی، چنانچہ سید صاحب اُسی شب خواب میں دیکھا کہ رسول مقبول فرماتے ہیں کہ اے فرزند قطب الدین کی مجلس میں حاضر ہو، صبح سید صاحب اگر شریک سماع ہوئے۔ اور سماع کی کیفیت یہ ہے کہ جب قاضی حمید الدین ناگوری بعد تعلیم قطب قطاب دہلی کو آئے تھے کہ راستہ میں ایک مرغ طویس کہ اُس کی تھنیں بھی کہتے ہیں اُس کی چونچ میں دو سو روپے ہوتے ہیں، جب وہ مست ہو کر آواز دیتا ہے ہر سوراخ سے صد گونا گوں نکلتی ہر وہ ایک جگہ بیٹھا تھا اور قاضی صاحب کا وہاں سے گزر ہوا اور وہ سستی کے عالم میں صدا میں سے رہا تھا، اُس کی آواز حضرت کی گوش زد ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے، بعدہ وجد کرنے لگے، ہر چند مرید شیخ شہاب الدین ہروردی کے تھے کہ گزیر گئی حضرت خواجہ بزرگ کی صحبت کے اثر سے پیدا ہوئی، جب کہ بیہوش ہوا تو خضر علیہ السلام کو اپنے پاس کھڑا پایا کہ فرماتے ہیں کہ اے حمید الدین تو نے سماع سنا اور شایخ چونچ بھی سنا ہے۔ اُس روز سے قاضی بخلاف اپنے پیروں کے سماع سُننے رہے۔ شاہ اشرف جہانگیر نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ حضرت قطب قلمائے اتمان میں تشریف لاکر ایک مسجد میں ٹہرے۔ شیخ بہاؤ الدین فوکر نے اور بالمن سے دریافت کر کے ایک خادم کو حضرت کی خدمت میں بھیجا، حضرت وضو کر رہے تھے۔ خادم نے دیکھا کہ جو قطرہ پانی کا زمین پر گرتا ہے اُس کو ملا لک اٹھا لیتے ہیں، چونکہ خادم بھی اہل نظر تھا یہ حال دیکھ کر خدمت شیخ میں جا کر عرض کی شیخ اُسی وقت پہنچے، اور حضرت کو سوار کر کر اپنی خانقاہ میں لئے اور بہت دہوم سے ضیافت کی جب حضرت کھاتے سے فارغ ہوئے تب ہم کر کے فرمایا، بہاؤ الدین ضیافت تو کی لیکن خشک کی، شیخ حضرت اشاروں سمجھ گئے اور والوں کو طلب کیا اور سماع شروع ہوا، عاشقانِ لہو وحنہ کو وجد ہوا، آواز بلند ہوئی، بغلغل مکرر تمام درویشان ہروردی جج ہو کر آئے، اور اس راہ سے شیخ کو منع کیا۔ شیخ نے کہا کہ ایک بزرگ چشتیہ ہماں ہے

اُس کی خاطر یہ سماع ہے۔ جب وہ لوگ نزدیک حضرت کے آئے اُن پر بھی آتش عشق شعلہ زن ہوئی اور اُن کے دلوں کو آتش عشق چشتیہ نے کباب کر دیا، سب ذوق اور شوق وجد ہوا، جب اُن کو افاقہ ہوئی بعضے اُن میں سے مرید ہوئے، بعض نے خرقہ خلافت حاصل کیا، اور ہانسی تک سب حضرت کے ہمراہ آئے۔ صبا نوید اسکین ناقل ہیں کہ بندہ ایک بار واسطے پاوسی حضرت قطب الدین کے حاضر ہوا، اُس وقت اکثر واصلان حق خدمت عالی میں حاضر تھے مثل قاضی حمید الدین، سید نور الدین مبارک و مولانا علاؤ الدین کرانی کہ کچھس حج ذکر ایگیا حضرت نے زبان مبارک سے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندگان خاص کے واسطے اگرچہ وہ کہیں بیٹھے ہوں خانہ کعبہ کو واسطے طواف کرنے اُن کے کے بھیج دیتا ہے۔ اس بات کو سنتے ہی اہل مجلس کو عالم پہنچی طاری ہوئی اور کعبہ کو اپنے رو برو دیکھا پس جو شرائط طواف کعبہ تھے ہم سب بجالائے پس غیب سے آواز ہوئی کہ اے عزیزو حج تمہارا قبول ہوا اس کے بعد مجلس برخاست ہوئی بندہ بھی اٹھا اور طرٹ ہانسی کے چلنے کا ارادہ کیا میری طرف دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ ! فرید تو جاتا ہے سینے پھر آداب کیا اور عرض کی جو ارشاد ہو فرمایا کہ جاتقدیر میں ایسا ہی لکھا ہو کہ وقت نقل خواجہ بزرگ کے میں حاضر نہ تھا، میرے سفر آخرت کے وقت تو حاضر نہو، اور اہل مجلس سے فرمایا کہ گنجشکر کے واسطے فاتحہ اور اخلاص پڑھو، اور مصیٰ اور عصا بندہ کو غائب کر کے فرمایا کہ دو گانہ ادا کرو، اور فرمایا باقی تبرکات تیری امانت قاضی حمید الدین کے سپرد کر دوں گا، میری نقل پانچ چار روز بعد تھیکو دیں گے، میری جگہ تیری جگہ ہے، فرمایا کہ مرید کو چاہیے کہ پیر کے قدم بقدم رہے۔ اُس سے تجاوز نہ کرے پھر بندہ کو گلے لگایا اور فرمایا کہ تجھ کو خدا کے سپرد کیا۔ بندہ عرض ہو کر ہانسی کی طرف روانہ ہوا۔ فوائد الفوائد سے منقول ہے کہ حضرت کو ہر وقت استغفار رہتا تھا، اگر کوئی ملنے آتا بدیر خبر ہوتی اور غدر کر کے جلدی رخصت فرماتے، یہاں تک فنا کے احدیت میں مستغرق رہتے تھے کہ فرزند کا انتقال ہو گیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔ اس کی مفصل کیفیت یہ ہے کہ حضرت پسر خواجہ محمد نے سات سال عمر میں فات پائی، اُن کی والدہ کے رونے کی آواز جب گوش زد حضرت ہوئی دریافت فرمایا کہ یہ کیا شور ہے عرض ہوئی کہ حضرت کے صاحبزادہ خواجہ محمد صاحب نے انتقال کیا، ان کی والدہ روتی ہیں، یس کن کر فرمایا اللہ وانا الیہ راجعون اگر اُس کی بیماری کی پہلے سے خبر ہوتی تو اُس کو صحت ہوتی اور صاحبزادہ الاسرار نے لکھا کہ ایک بار حضرت ہلی سو حیر گئے تھے نقل از سیر الاولیاء کہ جن دنوں میں حضرت بمقام ملتان شیخ بہاؤ الدین کے مہمان تھے ایک شب انولج کفار زیر حصار ملتان آئے اور چاہا کہ شہر کو لوٹیں۔ اُسی وقت حاکم ملتان حضرت کی خدمت میں آیا، اور حضرت اور



شیخ بہاؤ الدین اور شیخ جلال الدین تینوں صاحبوں کے دفع کی دعا چاہی، اسی وقت حضرت کے دست مبارک میں ایک تیر تھا، وہ حاکم غنایت فرما کر کہا کہ اس کو اپنے گھر لیجا اور فوج غنیم کی طرف چکا، اُس نے ایسا ہی کیا، اُسی وقت اُس فوج پر کبلی ہی چکی، جس کی ہدیت سے اُن کے دل کانپ اٹھے اور فرار ہوئے لکھا ہے کہ ایک روز قطب الدین ابیک چند توڑہ زریکر حضرت کی خدمت میں آیا، حضرت نے اُن کو قبول نہ فرمایا اور تبسم کر کے فرمایا کہ اس کی بندہ کو حاجت نہیں یہ بات اُس کو ناگوار گذری، آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر جس بور یہ پرفروش تھے اُس کا کوڑا کٹ کر فرمایا کہ دیکھ جب اُس نے نظر کی دیکھا کہ ایک یا بہرہ ہا ہے جس میں بیشمار توڑہ ہائے زرد فقرہ بہتے چلے جاتے ہیں، وہ یہ حال دیکھ کر شرمندہ ہوا اور اپنی حیرت پر استغفار کی حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں کہ ایک بار میں حضرت کے ہمراہ سا فر تھا کہ ایک دریا کے کنارے پر پہنچے اُس کے کنارہ پر جھاڑی تھی دھاں شیر لگتا تھا اور کشتی بھی موجود نہ تھی حضرت نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ کہو کیونکر اس دریا کے پار ہوں جو شیر کی آفت سے بچیں، میں حیران تھا کچھ جواب نہ دیا کہ تبسم فرما کر سوچو اخلاص پڑھنی شرف کی ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی تھی کہ پانی ادھر ادھر ہو گیا بیچ میں راستہ دیدیا، آپ نے پلیر ہاتھ پکڑا اور دریا سے پار آئے نقل ہو کر ایک پیر زال شکستہ حال حضرت کی خدمت میں آئی اور آداب بجالا کر عرض پڑا ز ہونی کہ تیرہ برس کا عرصہ گذرا کہ میرا فرزند جس کی عمر نو برس کی تھی غایب ہو گیا ہے اس کی کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوا آپ نے چندے مراقبہ فرمایا بعدہ سر اٹھا کر فرمایا کہ وہ تیرے مکان پر موجود ہے۔ آپ یہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص دوڑا آیا اور اُس پیر زال سے کہا کہ تیرا فرزند ابھی تیرے گھر آیا وہ سنتے ہی دوڑی آئی اور فرزند سے ملی اور اُس سے حال دریافت کیا کہ تو کہاں تھا اور کیونکر آیا، اُس نے بیان کیا کہ ملک روم میں تھا ایک سے داگر مجھ کو اپنے ہمراہ لے گیا تھا، اسی وقت کا ذکر ہے کہ ایک مرد بزرگ مجھ سے ملا اور کہا کہ تیری ماں تیرے فراق میں روتی ہو اُس سے چل کر مل بیٹے کہا کہ وہ کہاں ہو اُس نے کہا کہ وہ قریب ہے۔ میں اس کے ہمراہ شہر کے باہر آیا اُس نے کہا آؤ آنکھیں بند کر بیٹے آنکھیں بندیں جب تک کھلے کھولی اپنے کو اس گھر میں پایا۔ جو اہر فریدی سے نقل ہے کہ غلغلہ سخا و عطا سلطان شمس الدین کا بلند ہوا تو ماضی شاعر ایک قصیدہ سلطان کی شان میں لکھ کر لایا یہاں حضرت خواجہ قطب الدین کی کرامات کا شہرہ مستنا، ایک قصیدہ حضرت کی شان میں بھی کہا اور حضرت کی خدمت میں آیا۔ قصیدہ پڑھ کر دعا چاہی کہ بادشاہ کی سرکار سے مجھ کو بہت زر ملے حضرت نے دعا کی اور فرمایا کہ تجھ کو بہت کچھ ملیگا جب دربار سلطان میں حاضر ہوا قصیدہ پڑھا سلطان اُسکی سنتے سنتے دوسری طرف متوجہ

ہوئے، اس نے اس وقت حضرت کی طرف رجوع کیا باوٹا دے پھر متوجہ ہوئے۔ فرمایا کہ پھر بڑھ اس طرف  
 پھر بڑھنا شروع کیا، سلطان بہت خوش ہوا اور چہین ہزار روپیہ عنایت کیا، صاحب سیر الاولیاء نقل  
 ہیں کہ حضرت نے خود فرمایا کہ ایک بار بندہ اور قاضی حمید الدین مسافر تھے کنارہ دریا پر پہنچے اور زمین کے بھٹکے  
 تھے ایک بکری پیدا ہوئی، جو کہ دو روٹیاں اُس کے منہ میں تھیں ہمارے آگے رکھ کر چلی گئی، اُس وقت وہ خدا  
 سمجھ کر ہم نے کھایا اور شکریہ خدا ادا کیا، اُسی عرسہ میں ایک بچہ گھبراہوا ہوا ہمارے روبرو آیا اور دریا کی طرف چلا  
 ہم بھی اُس کے پیچھے چلے جب کنارہ پانی کے پہنچے دریا نے راستہ دیدیا، جب دوسرے کنارہ پر گئے دیکھا کہ ایک  
 شخص بچل مردہ پڑا ہے اور ایک ثردھا اُس کو کھانا چاہتا ہے، اس بچہ نے اس ثردھے کے ایک ٹک مار کر ہلا  
 کیا اور ناپید ہوا، جب ہم نے قریب جا کر دیکھا تو وہ ایک شرابی تھا جو مست و بدہوش پڑا تھا، ہلکے تعجب ہوا کہ ایسے  
 نافرمان پر یہ مہربانی، پس کس دوازہ ہوئی کہ اسے عزیز و نیکوں ہم نگاہ کہیں بڑوں کی محافطت کون کرے پھر وہ مرد ہوشیار  
 ہوا اور یہ ماجرا سن کر شرمندہ ہوا اور توبہ کی سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت کے گھر میں تین فاقے گئے آپ کے  
 گھر میں شرف الدین بقال کی عورت کے کسی فرض لے لیا کرتی تھیں، وہ ہمسایہ تھا ایک روز اسکی عورت نے ازراہ  
 غرور و خوجہ کے گھر میں کہا کہ اگر تمہارے ہمسایہ نہ ہوتے، تو تم کہاں سے کھانے، کیونکہ اوقات بستی کرتے، یہ  
 خبر حضرت کو بھی ہوئی، آپ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ آج سے جس قدر کافی ہو میرے حجرہ کے طاق میں سے کاک  
 لے لیا کر داس روٹ سے ایسا ہی ہوا، دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت کے زیر مصلے سے کاک برآمد ہوتے تھے، اس  
 سے کاک لے لیا تھا، وایت یہ ہے کہ آپ حضرت خواجہ بزرگ کے ہمراہ تھے ایک روز بجز نماز صبح کے قطب لقا  
 کو خواہش کھانے کی ہوئی، مگر ایک طباق پر از کاک آسمان کی طرف سے معنی آتا ہوا معلوم ہوا، جب قیام آیا  
 حضرت خواجہ بزرگ نے اور اہل اہل اللہ کو کہ جو اس وقت موجود تھے فرمایا کہ ایک مرتبہ ہاتھ بڑھا کر توبہ جی قیمت ہو گا، اسکی  
 لیکھا، الغرض ہر شخص نے ہاتھ اونچا کیا جو ہاتھ اونچا کرتا وہ طباق اور اونچا ہو جاتا، پھر نیچا ہوتا یہاں تک کہ حضرت  
 قطب لقا قطب بنے جب دست دراز کیا وہ آپ کے دست مبارک میں آیا، حضرت نے اپنے پیر کے روبرو رکھ دیا،  
 حضرت نے تبسم کر کے فرمایا کہ بابا بھتیجا! اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے تم کو اس وقت اشتہائے طعام تھی خداوند تعالیٰ  
 نے تم کو اپنی قدرت سے مرحمت فرمایا کہاؤ اور دو تو کوں دو تاکہ یہ بھی محروم نہ رہیں، اس روز کاک لے لیا تھا، قیمت ہو گا، ایک  
 امیر خسرو نے حضرت سلطان لٹل خان سے دریافت کیا کہ یا حضرت، حضرت خواجہ قطب الدین کو کاک کی کیونکر کہتے ہیں  
 آپ نے فرمایا ایک وقت حضرت یاروں سمیت حوض شمسی پر تشریف لے گئے تھے اور ہوا سرد چل رہی تھی،

یاروں نے عسمرض کی کہ خواجہ اگر اس وقت کا کہاے گرم ملیں تو کیا خوب ہو، فرمایا کیا کر گئے انہوں نے عرض کی کہ کھا دینگے حضرت اُس جگہ سے اُٹھے اور جو من میں گئے اور کاک ہائے گرم جو من میں لاکر یا دو کھ مرحمت فرمائے، اُس روز سے کاک مشہور ہوئے، بعض اہل تاریخ نے ایک نقل بدین مضمون تحریر کی ہے کہ علمائے دہلی کو بوجہ سماع کے حضرت سے کشیدگی ہوئی اور شیخ جلال الدین کو بلایا کہ ولایت دہلی کے قابل ہو چنانچہ غوث بہاؤ الدین ذکر کیا آئے اور حضرت خواجہ بزرگ تشریف لائے، انہوں نے فرمایا کہ ولایت رسول مقبول نے مجھے دی ہے، جلال الدین تو یہاں سے چلا جا آگے تیرا سلسلہ نہ رہیگا نہ معلوم اس کی سند کہاں سے ہوگی، اُس نے ایک تو حضرت خواجہ قطب الدین اور شیخ جلال میں بہت اتحاد تھا اور میر بھی تھے، دوسرے اہل اندر سب کثافات اور ایک نگہ میں حد و بعض ورایے مناقشہ سے پاک ہیں، اور صاحب سیر الاقطاب اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت ہلی میں تشریف لائے ہیں اتفاقاً قاضی حمید الدین سماع سنتے تھے سلطان شہاب الدین کو جب یہ خبر ہوئی اُس نے منع کرا بھیجا، حضرت نے اس کے جواب میں فرمایا کہ کہہ دو اُس سیاہ درون سے تو کیا جانے قدر سماع کی، بھیکو حرام اور ہیکو مباح ہے، سلطان یہ سنکر بہت خنگیں ہوا اور قسم کھائی کہ اگر آپ سماع ہوا تو میں خواجہ کو دار پر کھینچوں گا، جب اس ارادہ شہاب الدین کی خبر حضرت کو ہوئی تو کہا کہ عین نقصات نہ بانہ کہ اُس کو چلوادیا اگر تو سلامت رہا تو دار پر کھینچا، پس اسی جہنم میں سلطان نے دہلی سے نقل کی اور سلطان شہاب الدین بادشاہ ہوئے، کآخر حضرت کے مریدا و خلیفہ ہوئے، مگر قاضی عماد اور قاضی صادق دونوں کو حضرت کے مخالف تھے، انہوں نے سلطان سے کہا کہ خواجہ قطب الدین اور قاضی حمید الدین شب روز سماع سنتے ہیں، اُسے سماع کی خبر حضرت پر پہنچانے لگتے ہو گیا، اور خیال ہوا کہ کسی طرح دونوں قاضی سماع میں شریک ہوں اتفاقاً ایک روز دونوں قاضی واسطے تہنیت کے خالقہ حضرت پر آئے، وہاں سماع ہوا تھا قاضی حمید الدین کو وجہ تھا حضرت دست بستہ کھڑے تھے قاضی عماد نے حضرت کو دیکھ کر کھپا اشارہ کیا اور کہا کہ امر کو نہ چاہئے کہ حاضر سماع ہو، آپے قسم کیا اور دونوں ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر کر فرمایا کہ دیکھ امر کو نہ چاہئے ان دونوں نے دیکھا کہ ریش موجود ہے، اس کرامت کو دیکھ کر حیران رہے اور سلطان کے سارا حال بیان کیا، سلطان کو اور بھی عقیدت زیادہ ہوئی، مگر قاضیوں نے کہا کہ سلطان اس کا بند و بست کرے کہ یہ فتنہ عظیم ہے سلطان نے فرمایا کہ وہ لائق اس کار کے ہیں چشم پوشی چاہیے، پھر انہوں نے کہا کہ ہم اہل شرع ہیں اس کو روانہ کر دیں گے، سلطان نے کہا مجھ سے کیا پاس ہے ہو، انہوں نے عرض کی کہ اختیارات جزا و سزا سلطان

ہم کو شے تاکہ ہم ان پر حکم شروع جاری کریں سلطان نے بیاس شریعت مسند قضا ان کو عنایت کی انہوں نے حضرت کو لکھا کہ تم ہمارے محکمہ میں حاضر ہو کر حرمت سماع میں جو کچھ گفتگو کرنی ہو پیش کرو حضرت نے کہا ہاں ہوا کر کل فاتحہ عرس ہمارے پیر کی ہو فرصت دو کہ سماع و عرس پیر کے فایع ہو کر تمہارے محکمہ میں حاضر ہونے یہ سنکر انہوں نے منظور کیا اور ایک ایک سو سو پانچویں دونوں دروازوں خانقاہ خواجہ پر متعین کئے کوئی نظر ان سے اندر خانقاہ کے دروازہ نہ ہونے پائے یہاں وقت عیسند پر مجلس شروع ہوئی خادم خواجہ نے یہ اجزا بیان کیا حضرت نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ جس وقت رکھنا ہمیشہ تیار ہو اگر آتا ہے اُس سے دو چند تیار کرو خلق خدا کو ہماری مجلس سے کون منع کر سکتا ہے خادم نے بوجہ مرد اللادنی بخت کی تیاری کی قدرت خدا سے اسی وقت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی باجماعت کثیر ملتان سے تشریف لائے اور داخل خانقاہ خواجہ ہوئے حاجیان دروازہ نے کسی کو اندر جاتے نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے تصرفات خواجہ سے سب کو کور فرمایا اب تو یہ کیفیت ہوئی جس نے چاہا بید ہرک چلا آیا تھوڑی دیر میں شیخ جلال الدین تبریزی جماعت کثیر کے ہمراہ دروازہ شرقی سے داخل خانقاہ ہوئے جب مجلس گرم ہوئی یہ خبر قاضی کو پہنچی بدر الدین کو ہر ایک خانقاہ میں آئے بدر الدین نے روئے مبارک کو دیکھتے ہی اگلی باتوں سے توبہ کی اور حضرت کے قدموں پر سر رکھا اور عرض کیا کہ بندہ سلک مریداں میں داخل ہونا چاہتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اسے بدر الدین اسکی شب تجھ کو وغیرہ خدا نے میرے سپرد کیا سینے تجھ کو اپنی مریدی میں قبول کیا اور اسی وقت بیت ظاہری سے بھی مشرف فرمایا نقل ہو کہ ایک بار کعبہ حضرت قوال حاضر ہوئے اور راگ شروع کیا پہلی بیت یہ تھی 'سرود بیت اک چندیں فوں عشق در دوست' سرود محرم عشقت و عشق محرم دوست اس پر حضرت کو یہ حالت ہوئی کہ سات شبانہ روز بہوش ہے مگر جب وقت نماز کا آتا ہو سستہ رہو کر نماز ادا فرما کر پھر بہوش ہو جاتے تھے صاحب جوامع اکلم ناقل ہیں کہ ایک روز خدمت خواجہ میں بابا صاحب اور قاضی حمید الدین و شیخ جلال الدین وغیرہ بزرگ حاضر تھے کہ قوال بھی آگئے اور سماع شروع ہوا حضرت کو وہ جد ہوا اور کہہ رہے ہوئے حاضر بھی استاد ہوئے مگر سب پر حالت خاری تھی حضرت بابا صاحب حکم دیا تھا کہ جو لوگ میرے قدم پر سر رکھتے ہیں ان کو جھا کر دیا کرو اور آپ حالت شوق میں کبھی درجہ پر آتے اور کبھی معن میں آتے اور بار بار سجہ کرتے اور روتے جاتے تھے اور ناہائے بلند فرماتے صاحب داسبالسا لکین لکیتے ہیں کہ مشکوٰی پیران چشت کے دو رکن ہیں اول رکن کہ نماز دار کاں اُس کی بہ ہوش آکر لے چاہیے کہ خادم نہ ہو چاہیے

دوسرا رکن سماع کہ وہ تمام بخودی ہو، صاحب سماع کو چاہیے کہ خودی کو دل سے دور کر دے کہ اعلیٰ مرتبہ سماع کا جاننا مرتبہ اللہ کا ہی یعنی جو صوفی سماع میں آئے سوائے محبت حق اس کے دل میں اور کچھ نہ ہو، کس واسطے کہ مرتبہ خودی اور بخودی میں بڑا فرق ہو، صاحب کتاب فردوسیہ ناقل ہیں کہ ایک بار نان پڑے کا کہائے بادشاہی سوختہ ہو گئے تھے، وہ بیچارہ نہایت متفکر تھا کہ حضرت بھی وہاں تشریف لے گئے، اُس کی پریشانی دیکھ کر ازراہ مہربانی دریافت فرمایا کہ کیا دیکھتا ہے، بسم اللہ کہہ کر تنور میں ہاتھ ڈال، 'ان پڑے بوجہ ما حضرت بسم اللہ کہہ کر پناہ تھ تنور میں ڈالا اور کاک عمدہ نکالنے شروع کئے، اور حضرت کی کرامات پر متحیر اور معتقد ہوا اہل امت نے کہا ہیکہ کاک لفظ فارسی ہو، یعنی کلچہ، نان تنوری اور عربی میں کلک کہتے ہیں، صاحب مفتاح السعادت بیان کرتے ہیں کہ سعد الدین تبنولی بھانجہ شمس الدین کا جو جس سلطان نے اپنا متبے کیا تھا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں مرید ہونا چاہتا ہوں، فرمایا ابھی تجھ میں قابلیت مرید ہونیکی نہیں ہے تو ہمیشہ خدمت فقیروں میں آتا ہو اور دنیا جمع کرتا ہو، تجھ کو محبت فقر سے کیا نفع ہو، وہ شخص واپس اپنے مکان پر آیا اور جو نقد جنس تھا سب درختوں کو دیکر تارک رکھ دیا، صبح دو سکر روز کچھ شیرینی کچھ پان ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں آیا، اور امداد تے چاہی، آپ نے قاضی حمید الدین سے فرمایا کہ اس مرد تارک دنیا کو بیعت کرو، قاضی جلد ہی نے اُس کو حکم حضرت بیعت کیا، اور کدورت سینہ اُس کی کو صاف کیا، حضرت نے اُس کو فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھ، جب اُس نے آسمان وزمین کی طرف دیکھا عرض کر سی اور تحت السریٰ تک روشن معلوم ہونے لگا، قاضی حمید الدین نے اُس کو فرمایا کہ آج تجھ کو اتنا ہی کافی ہو، انشاء اللہ بعد اس کے مقامات عالی کا مشاہدہ کرے گا اور کہیں جو کمونہا کہ جو آپ کے پاس تھا اُس کے کندھے پر ڈال دیا، اُسی وقت سے دنیاوی امور سے اس کا دل سرزد ہوا، واپس اپنے مکان پر آکر مشغول بن گیا اور فقر و فاقہ اختیار کیا کہ ایک روز کا ذکر ہے کہ سعد الدین خدمت حضور میں حاضر تھا، اور سلطان بھی فسطح زیارت کیا، راستہ میں اپنے دل میں یہ خیال کیا تھا کہ اگر فقیروں میں کچھ کرا ہے تو میرے واسطے کھا، حاضر درموزہ کریں گے، آتم ہی حضرت عرض کیا کہ بندہ بھوکا ہے، حضرت نے دست مبارک کو سیدھا کیا، سلطان کی موجودگی میں کاک عمدہ گرم آگئے، سلطان اس کرامت سے بہت حیران ہوا اور پھر عرض کی کہ اکیلی روٹی کس طرح کھائی جائیگی، آپ نے قاضی حمید الدین کی طرف اشارہ فرمایا، انہوں نے گیلی مٹی وضو حضرت کی اٹھا کر کاک پر رکھی، کہتے ہی حلو ہو گیا، سلطان سعد الدین کے کہا تو نے بھی ان بزرگوں کی صحبت سے کچھ پایا، آپ نے سعد الدین کی طرف دیکھا، اس نے اپنی انفل میں پان کی ٹھوڑیاں نکال کر دیا۔

سلطان کو اپنے بھانجے کی کرامت پر بھی یقین ہوا، پھر سلطان نے عرض کیا کہ ہم لڑی سپاہ میری سب خواہشمند رہا  
 کی ہے، قاضی اور سعد الدین اُسٹے تمام فوج کا کھانا اور پان تقسیم کئے، اُس روز سے سعد الدین تینویں شہر  
 ہوئے، سلطان کو یہ کرامت دیکھ کر نہایت اعتقاد ہوا، اُسی روز حضرت بیعت کی، بعض نے لکھا ہے کہ خواجہ  
 نے دو کاک قاضی نے علو سعد الدین نے پان تقسیم کئے صاحب سیرالقطاب ذکر کرتے ہیں ہندوستان  
 میں قاضی حمید الدین سہروردی تم شہنشاہ ناگوری سماع کا رواج ہے اور یہ سن دلاتے ہیں کہ حضرت خواجہ  
 عثمان ہارونی سماع سے باز رکھتے تھے، ایک روز مریدوں نے عرض کی کہ مخدوم آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت  
 کچھ قوت اور نصرت عطا کی آپ سماع کیوں نہیں سنتے، آپ نے فرمایا ہندوستان میں قاضی حمید الدین ناگوری  
 علم شریعت اور طریقت میں شیخ ہوگا، بنا کے سماع اُس سے ہوگی، اگرچہ سہروردی ہوگا اُن کے سلسلہ میں سماع  
 منع ہے وہ بتا کر گھٹا تاکہ چشتیوں کی قدر معلوم ہو اور لطایع اشرفی میں لکھا ہے کہ قاضی حمید الدین کے شوق و  
 کاسبب یہ ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین نے اُن کو خرقہ خلافت عطا فرمایا تھا صاحب سیرالاولیاء نقل  
 ہیں کہ حضرت کے گھر میں فاقہ تھا اور اکثر فاقے ہوا کرتے تھے آپ کسی پر اظہار نہ فرماتے، اگر کسی کو خبر ہوتی اور  
 کچھ پیش کرنا آپ قبول نہ فرماتے، ایک روز سلطان نے بہت سے توڑے روپیہ اشرفی کے حضرت کی خدمت  
 میں بھیجے اور بہت منت کر لی بھیجی کہ حضور اس کو قبول فرادیں، آپنے اُنکی طرف نظر بھی نہ کی، اور فرمایا کہ اس کو لجا کر  
 بادشاہ کے سپرد کر دو اور کہہ دو کہ میں تجھے اپنا دوست سمجھتا ہوں تو میرا دشمن ہے کہ ایسی چیز جس کو خدا نے دشمن فرمایا  
 اُس کو اپنے دوستوں کو دے دیتا ہے، حضرت بابا صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت حضرت میں تھا کہ  
 سلطان چہ گاوٹا کراں اور ایک شہنشاہی طلائی اشرفیوں سے بھری ہوئی اُس پر تو سے پوش زر بفت کا پڑا ہوا  
 لیکر حضور کی خدمت میں آیا اور بہت ادب سے عرض کیا کہ سلطان نے بڑے اخراجات خادمان ثنوم المکان کے  
 بھیجا ہے اور بہت عجز سے عرض کیا ہے کہ حضور اس کو قبول فرادیں، آپنے تبسم فرما کر ارشاد کیا میرے پیروں نے  
 ایسی چیزیں کبھی قبول نہیں کیں ہیں بھی قبول نہیں کر سکتا اگر آج میں انکی متابعت نہ کروں تو فردا کیا منہ دکھاؤں گا  
 پس اس کے طالب بہت سے ہیں اُن کو دوہر چنڈا اُس نے عرض معروض کی جب قبول نہ فرمایا ناچار اُس نے  
 پھر لاکر بادشاہ کے سپرد کیا صاحب رفیق العارفین نقل ہیں کہ حضرت کے گھر میں تین فاقہ پیہم گذر چکے  
 اتفاقاً آپ کے صاحبزادہ نے کسی سے اُس کا اظہار فرمادیا، اُس نے کھانا کسانا کر کے حضور کی خدمت میں  
 حاضر کیا اور عرض کیا کہ بھائی کو معلوم نہ تھا کہ تین روز سے آپ کے گھر میں فاقہ ہے، آپنے ارشاد کیا کہ جس نے میرا

راز فاش کیا اُس کی گردن ہی ٹوٹے معاً یہ فرماتے ہی صاحبزادہ حضرت کے بالاخانہ پر سے گرے اور منگہ گردن کا ٹوٹ گیا جبکہ پگھر میں تشریف لائے تو اُسکی والدہ رورہی تھیں آپنے افسوس کہہ کے فرمایا کہ اگر پہلے مجکو خبر ہوتی تو اُسکی زندگی خدا سے چاہتا، راحت القلوب سے نقل ہو کر بارہا ایسا ہوتا کہ حضرت کے تمام اہل خانہ اور خادمان اور درویشوں پر خاتمہ ہوتا تھا اگر کوئی مسافر آجاتا تھا تو مولانا بدر الدین غزنوی سے فرماتے کہ ایک پیالہ پانی کا سبک پہنچا **فصل فیہ** سے نقل ہے کہ حضرت خواجہ ہمیشہ در عالم سکر اور شوق میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نے راقم میں قدم رکھا منزل مقصود کو پہنچا جس نے تعریف اُسکی کی شکلم ہوا جس نے اپنی چشم سے اُس کا جمال دیکھا مینا ہوا جس نے اُس کی شربتِ حدت نوش کی مرد کامل ہوا نقل ہے کہ اول ہی اول جب حضرت کو عشق الہی پیدا ہوا تو ذکر الہی میں مشغول اور مصیبت پر شوق میں پڑے بہتے تھے آدابِ لمریدین سے نقل ہے کہ حضرت حافظ قرآن تھے ہمیشہ وردِ قرآن کہتے تھے جب آیات یا سن ہارس پر پہنچتے گریبان چاک کرتے سینہ کو نوچتے اور روتے اور بیہوش ہو جاتے تھے پھر تلاوت میں مشغول ہو جاتے جب آیات رضا اور رحمت پر آتے تبسم فرما کر کھڑے ہو کر توبہ کرتے پھر تلاوت میں مشغول ہوتے کہیں عالم بحر میں ہوتے۔ صاحب وضعۃ الاقطاب نقل ہیں کہ حضرت بمقام اوش سجت ہونے سے پہلے تین ہزار بار درود شریف پڑھا کرتے تھے اللهم صلی محمد عبدک تیک جبکہ رسولک الی الامی والدہ سلم اتفاقاً آپنے نکاح کیا تو تین روز اُسکی صحبت میں رہے تیسری شب ایک شخص رئیس نام تھا اُس نے خواب میں کچھا کہ ایک بہت بڑا قبہ ہے اور بہت آدمی جمع ہیں ایک مرد کو تاہ قد اُس قبہ میں آتا جاتا ہے اور آدمیوں کا جواب سوال پہنچاتا ہے اسی خواب میں اس نے ایک مرد سے پوچھا کہ مرد کو تاہ قد کون ہو اور یہ قبہ کیسے۔ اُس نے جواب دیا کہ قبہ رسول علیہ السلام کا ہو اور یہ کو تاہ قد عبد اللہ بن مسعود ہے یہ شخص سنی رئیس حالت خواب ہی میں عبد اللہ کے پاس گیا اور کہا کہ میرا سلام رسول مقبول کو پہنچا اور عرض کر کہ رئیس بھی آپ کی زیارت مشرف ہونا چاہتا ہے عبد اللہ نے یہ پیام رسول مقبول کی خدمت میں عرض کیا رسول خدا نے فرمایا کہ اس کو ایاق ت میرے دیکھنے کی نہیں ہو مگر جا کر میرا سلام بختیار کا کی کو پہنچا دے اور کہہ کہ ہر شب تو مجھے پرتختہ بھینتا تھا مجھ کو آرام پہنچتا بناتین روزے ایسے کار میں مشغول ہوا کہ بھل گیا عبد اللہ نے یہ حکم رئیس کو پہنچا دیا یہ بیدار ہوا اور صبح کو حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا خواب بیان کیا آپنے اُسی وقت اُس عورت کا مہر دیکر اُس کو طلاق دی اور درمیسرہ میں مشغول ہوئے سبحان اللہ جس کو چاہتے ہیں خود اپنی طرف کہینچ لیتے ہیں۔ سیر العارفین سے نقل ہے کہ اوائل عمر میں

قدیمے قلیل ستراحت فرما۔ آخر میں وہ بھی چوڑا ہوتا تھا۔ سیر العارفین میں لکھا ہے کہ حضرت شب فرما  
مراقبہ میں بہتے تھے جب وقت نماز آتا آنکھیں کھولتے غسل تازہ فرما کر تجدید وضو کرتے اور نماز ادا کرتے  
راحت القلوب سے نقل ہے کہ خواجہ وحید الدین مولانا بدر الدین غزنوی جامع مسجد ملی میں معتکف تھے ہر صاحب  
شب روز میں دو قرآن ختم کرتے، ایک شب یہ تہیہ کیا کہ ابھی شب زندہ رکھیں اور ایک پیر پر کھڑے ہو کر تمام  
میں دو رکعت نماز ادا کریں، چنانچہ بعد نماز عشاء و وظیفہ معمولی کے قاضی حید الدین کو امام کیا اور دونو صاحب پیچھے  
کھڑے ہوئے، قاضی صاحب نے پہلی رکعت میں ایک قرآن اور چار سیپاے پڑھے، دوسری رکعت میں  
دوسرا قرآن ختم کیا، مگر ایک ہی پیر سے بعد اس کے استاد ہو کر درگاہ الہی میں مناجات کی کہ الہی ہم سے  
تیری کچھ عبادت ادا نہیں ہو سکتی، جیسا کہ حق ہو تو ہمو اپنی رحمت سے بخش دے گوشہ مسجد سے آواز آئی کہ آ  
دوستو ہم نے تمکو بخشا، تمہاری عبادت قبول کی اور تم کو اپنے عاشقوں میں قبول کیا حضرت شیخ نسیم الدین  
چراغ دہلی سے نقل ہے کہ حضرت فرید الدین کو لوگ اول اول قاضی بچہ دیوانہ کہا کرتے تھے  
اس وقت قیام آپکا کوہ سولی پر قریب اجدہن کے تھا، ناگاد شیخ جلال الدین تبریزی کا بھی اس نظر  
گذر ہوا، وہاں کے لوگوں سے آپ نے دریافت کیا کہ یہاں کوئی فقیر بھی ہو لوگوں نے بیان کیا کہ ایک قاضی بچہ  
دیوانہ ہے فلاں جگہ رہتا ہے، شیخ آپ کی ملاقات کو آئے اور ایک انار آپ کو دیا، چونکہ آپ روز سے  
تھے کل حاضرین کو تقسیم کر دیا ایک دانہ دستار میں رکھ لیا، شام کو اس دانہ سے روزہ افطار کیا کہا  
ہی نور باطن چمکا، آپ کو خیال ہوا کہ اگر کل دانے کہا تا تو بہت کچھ نفع ہوتا، جبکہ پٹ پٹی آئے تو بوقت  
خواجہ نے فرمایا کہ بابا فرید اس انار میں یہی ایک دانہ تھا جو بچے نصیب ہوا افسوس کی کیا بات ہو اخبار الاخبار  
سے نقل ہے کہ ایک روز حضرت چنڈول میں سوار ہوئے چلے جاتے تھے جب اس جگہ پہنچے جہاں روضہ علیہ  
ہے چنڈول سے اتر کر تھوڑی دیر مراقبہ میں ہے بعدہ فرمایا کہ اس زمین سے بوسے محبت آتی ہو اور مالک  
زمین کو طلب فرما کر اس کے منہ مانگے دم دیکر اس جگہ کو خریدا اور فرمایا کہ میرا مرقدا اسی جگہ ہوگا، اس جگہ کی  
نسبت یہی مشہور ہے کہ زمانہ سلیمان علیہ السلام میں کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان تخت پر سوار چلے جا  
تھے جب اس جگہ پر گندرا ہوا دیکھا کہ فرشتہ طبق مانے نور لاکر اس زمین میں بھرتے ہیں آپ نے یا جبرائیل  
عرض کی کہ اگلی کیا ماجرا ہے آگاہی بخش، فرمان ہوا کہ اسے دوست یہ احترام و اعتنا اس واسطے ہو کہ  
نئی آخر الزماں کی امت میں ایک قطب لاقطاب ہوگا اسکا مافن اس جگہ ہوگا۔ سیر الاقطاب میں لکھا ہے کہ



اختیار الدین کچھ اشتیاق کچھ حضور کی خدمت میں لایا اور بہت اُس کی قبولیت چاہی حضرت نے قبلہ فرمایا اور بوریہ نماز کا کونہ اٹھا کر فرمایا کہ دیکھ جب اختیار الدین نے نظر کی دیکھا کہ چاندی اور سونے کا دیبا بہا چلا جاتا ہے، آپ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایسا تصرف عطا کرے وہ تمہارے تحفہ کا محتاج نہیں لکھا ہو کہ افاض میں حضرت کو خضر علیہ السلام کے ملنے کا شوق ہوا، ایک روز مسجد میں بعد نماز کے وظیفہ میں مشغول تھے کہ ایک لڑکا خوب رو آیا اور خواجہ سے سلام علیک کی اور پوچھا کہ اس مسجد میں کیوں مشغول ہو آپ نے فرمایا کہ خضر علیہ السلام کی ملاقات کے واسطے، اُس نے کہا ملاقات کس واسطے ہے، دین چاہتا ہو یا دنیا، آپ نے فرمایا کہ بندہ کو دونوں سے مطلب نہیں، صرف اللہ کے واسطے ملنا چاہتا ہوں، اُسی وقت خضر علیہ السلام پیدا ہوئے اور آپ سے ملے اور تاحیات ملتے رہے، جو امع الکلم سے نقل ہو، حضرت دل شکستہ لب بستہ گریز رازی میں دروازہ حجرہ بند کئے ہوئے بہتے تھے، ہر کوئی پاس کم جانے پاتا تھا، جب خلقت واسطے زیارت کے ہجوم کرتی اور چلاتی کہ یا حضرت جمال جہاں آرا سے ہم تشنگان دیدار کو سیراب کیجئے، اُس وقت مجبور خادم حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرتا کہ خلق بڑے زیارت ہجوم کئے ہوئے ہے، یہ سن کر آپ آہ سرد بھر کر ارشاد فرماتے کہ اُنے دو آپ صحن میں استادہ بہ نظر رحمت سب کو دیکھ کر خادم کو فرماتے کہ ایک ایک پیالہ پانی سب کو دو، جب تک وہ پیتے آپ وعظ فرماتے، بعد سب کو بخصت فرما کر پھر در حجرہ بند کر کے یاد الہی میں مصروف ہوتے، **افضل القوائد** سے ذکر ہے کہ مجلس حضرت میں ایک بار کچھ سلوک کا ذکر ہوا آپ نے وہی سکر اور تہجیر ہوا، سانس سرد کھینچ کر روئے، سات شبانہ روز یہی حالت تھی، اس میں جب وقت نماز آتا تھا نماز ادا کرتے پھر بدستور وہی صورت ہو جاتی تھی، مولانا خضر سے روایت ہو کہ حضرت نے فرمایا کہ میں ایک شب حوض شمس پر بیچے عید گاہ کہنہ کے ایک مسجد میں بیدار تھا کہ ایک مرد نورانی غیب سے مسجد میں ظاہر ہوا اور صبح کی اذان کہی اور سنتیں پڑھیں اور سر مراقبہ میں چمکایا کہ اتنے میں خضر علیہ السلام پیدا ہوئے اور برابر اُس شخص کے پیٹھ گئے جب صبح روشن ہوئی، دو دو صاحب اُٹھے اور خود تکبیر تکبیر بندہ کو امامت کا اشارہ کیا، سینے پایا، خضر کے نماز پڑھائی، وہ شخص بعد ادا کے نماز مسجد باہر چلا گیا، خضر علیہ السلام نے بندہ سے فرمایا کہ یہ جو شخص چلا گیا اس کو بھی جانتے ہو میں نے عرض کی میں نہیں جانتا کچھ شخص تبریز میں صاحب خانقاہ اور حنا سجادہ ہے ایک روز اس کی ناک میں بوئے حلوا اپنی، نفس نے حلوا طلب کیا، اس نے نفس سے کہا کہ نائن جویا کو ترک کر کے حلوا چاہتا ہے، یہ کہہ کر اُٹھا اور شہر بدر ہوا، بارہ برس ہوئے کہ جنگلوں اور پہاڑوں میں

سیر کرتا ہے کٹھے درخت کی پتی کھا کر ایام گزاری کرتا ہے، یہ شخص دوسری مرتبہ اس مسجد میں آیا ہر حضرت نے فرمایا ہے کہ کنارہ حوض شمس اور مقام پس پشت عید گاہ کہنہ یہ دونوں محل اجابت دعا کے ہیں جو کوئی شخص شب کو بیدار رہ کر یاد خدا میں بسر کرے بعد نماز صبح کے جو دعا کرے یقیناً مستجاب ہوا اور یہ مقام لایق عبادت کرنے کے ہے۔ چنانچہ اکثر اس مقام پر مشغول رہا کرتے تھے اور وہ مسجد کہ جو بالائے حوض شمس ہے اس کو خواجہ بزرگ کی مسجد کہتے ہیں، اکثر مریدان حضرت بھی وہاں عبادت کیا کرتے تھے، اور بعد از اس حضرت ابو ظفر بھی جتنے دنوں قطب صاحب میں رہتے تھے نماز پنجگانہ سے ایک وقت کی نماز ضرور اس مسجد میں ادا کیا کرتے تھے اور میرے شیخ جب کبھی حاضر درگاہ معلیٰ ہوتے باہر آستانہ کے کھڑے ہو کر مسجد موصوف میں جا کر پہلے دو گانہ ادا کر کے پھر قیام گاہ پر قیام فرماتے سیر العارفین سے نقل ہے کہ ایک روز سلطان شمس الدین کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر اس جگہ بانی شیریں نکل آئے تو تالاب بناؤ جو نہ کہ بادشاہ بہ برکت انفاس حضرت صادق لایت اور اہل کرامت تھا جو اس کو فکر ہوتا رسول مقبول کو خواب میں دیکھتا، اس کی ترکیب حضرت فرماتے وہ کار حل ہو جاتا، پس جس روز فکر کیا تھا اسی شب کو دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ علیہ السلام گھوڑے پر در چند صحابہ کو ہمراہ لئے میدان حوض میں پہنچے، اور سلطان کو طلب فرمایا سلطان نے حاضر ہو کر پائے مبارک کا بوسہ یا فرمایا کہ تو حوض بنا نا چاہتا ہو اور بنیا د چشمہ شیریں کی ڈالیں گا، سلطان شخص کیا بلے یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم حکم ہو وہاں حوض بناؤں، اسی وقت گھوڑے نے سُم زمین پر مارا کہ وہاں سُم کے برابر گڑھا ہوا اور اس میں سے آب شیریں جاری ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس جگہ حوض بنا یا جائے۔ سلطان بیدار ہوا۔ بعد اوائے نماز کے ہاملے دولت جس جگہ اب حوض ہے آیا، گھوڑے کے سُم کا نشان پایا اور آب شیریں اُس میں جاری تھا، اسی وقت تعمیر حوض شروع کی اور بجائے سُم کے ایک چو ترہ بنا کر اس کے اوپر ایک گنبد بنایا اب تک موجود ہے، حوض کا فرش سنگین مٹی کے نیچے دب گیا ہے اور یہ مسجد خواجہ بزرگ ہے اُس کو اب ادیا مسجد کہتے ہیں۔ یہ حوض عجیب نورانی جگہ ہے اکثر بزرگوں کی نابت ہوا ہے کہ اس حوض پر عالم ارواح شہداء سیرکناں آتے ہیں یہ تمام بزرگی بسبب رضہ حضرت قطب لائق ہے۔ روضہ اقدس کے نوح میں ایک تو کہی دہانیں آتی اور کسی کو دیو جن دعو کی نظر نہیں ہوتی، جس جگہ جس جی چاہے جو کچھ کھا دے کہی کسی کی نظر نہیں لگتی صاحب سیر لا ولیا ناقل ہیں کہ جب عمر حضرت کی آخر پہنچی جسم مبارک پر آنا وضع ظاہر ہوئے ماہ رمضان بے خبر گذرا عید کے روز عید گاہ

میں تشریف لے گئے نماز ادا کی۔ لکھا ہے کہ ایک روز قاضی حمید الدین نے حضرت سے استفسار کیا کہ جناب کے روز بروز چہرہ مبارک سے آثارِ صفت ہوتا ہوتا جاتے ہیں، بعد آپ کے صاحبِ سجادہ کو ہوگا، فرمایا کہ حکمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے فرید کو اپنا جانشین کیا یہ تمہارا کام ہوگا کہ جب وہ ہانسی سے دہلی آوے گا یہ تبرکات میرے پیروں، اس کو دینا، مقام اس کا اچھا ہے اور لکھا ہے کہ سو سو برسِ الاول کو خافقہ شیخ علی شجری میں مجلسِ سماع تھی، حضرت بھی مدعو تھے اور تمام بزرگ دہلی کے جمع تھے تو انوں نے قصیدہ شیخ احمد جام نہایت عمدگی کے ساتھ شروع کیا، جب بیت اس کی پہنچی، یعنی کشتگانِ خضر تسلیم را، تو ہر زمانِ زغیب جان گیر است، حضرت کو اس بیت پر شوق ہوا اور یہ ہوش ہو گئے، نوبتِ نزاع پہنچی، آخر جب مجلس ہو چکی قاضی حمید الدین وغیرہ حضرات آپ کو معہ قوالان مکان کے لئے اور قوالی شروع ہوئی ہر بار آپ سی بیت کا افسرانے تھے، مثل مرغِ نیم بسمل کے ترپتے تھے، الا وقت نماز پر قدسے افاتہ ہوتا تھا، آپ نماز ادا کر لیتے تھے پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی، کسی ادب پر جاتے کسی نیچے گرتے تھے۔ الغرض تین روز کے بعد ہر بن مٹنے سے تسبیح اسم ذات جاری ہوئی اور خون کے قطرے ٹپکنے لگے، جو قطرہ زمین پر گرتا تھا نقشِ اسد ظاہر ہوتا تھا، جو تھے روز ہر اعضا سے صدائے بھان ادا کرنے لگی، اور قطرہ خون سے نقشِ بھان اسد والحمد للہ ظاہر ہوا، جب قوال مصرعہ 'ادلی کہتے تھے حضرت بیدم ہو جاتے تھے جب مصرع ثانی کہتے گویا زندہ ہو جاتے، بعض نے لکھا ہے کہ جب آپ سینہ مکینہ سے آہ کر دیکھا ارادہ کرتے قاضی حمید الدین بن حضرت کو اپنے ہاتھ سے بند کرتے اور کہتے تھے کیا غضب کرتے ہو زمین و آسمان کو جلا دو گے ضبط کرو، مولانا فخر الدین زراوی سے روایت ہے کہ اسی حالت میں شمس الدین طیب جو حاذق وقت حضرت کا مرید تھا حاضر ہوا، اُس نے نبض دیکھی اور کہا کہ یہ مرض عشق ہی، آتش عشق نے دل و جگر کو سوختہ کر دیا میں اس کا علاج نہیں جانتا۔ جب حضرت کو اس بیت پر زیادہ تکلیف ہوئی تو انوں کو بھی تکلیف ہوئی، یار و فادار اس بیت کو آغاز کرتے۔ الغرض یاروں نے مصرعہ اولی کو اس قدر کہا کہ جان بحق تسلیم کی۔ مولانا عبداللہ غزنوی فرماتے ہیں کہ پائے مبارک میری گود میں تھے اور سرِ اقدس قاضی حمید الدین کے زانو پر تھا کہ اسی حال میں بسندہ کو غنودگی آگئی، دیکھا کہ خواجہ کی سوج نے آسمان کی طرف پرواز کی اور بندہ فرمایا کہ اے بدر الدین دوستانِ خدا تم نے نہیں جب میری آنکھ کھلی دیکھا کہ حضرت نے رختِ فرانی، یعنی ۴۲ برسِ الاول لکھتے ہیں حضرت کی وفات ہوئی اور تمام شہر میں شور و ماتم ہو گیا، تمام

مشائخ اور مرید اور امراء سلطان سب جمع ہوئے، انہوں نے خلائق تھا کہ خواجہ ابوسعید نے آواز بلند فرمایا کہ حضرت خواجہ کی وصیت ہر نماز جنازہ کی وہ پڑھا ہے جس نے تمام عمر حرام نہ کیا ہو اور سنت ہائے نماز اور تکبیر اولیٰ کہی ترک نہ کی ہو۔ یہ کلام سن کر سب متحیر ہوئے۔ سلطان شمس الدین اتش بھی فکر میں خاموش تھے کہ اس صفت کے ساتھ موصوف ہر کمال ہو، جب کچھ دیر ہوئی اور کسی نے پیشقدمی نہ کی اس وقت سلطان امامت کے واسطے آگے بڑھے اور کہا کہ میں پیارا ز پوشیدہ رکھنا چاہتا تھا، لیکن خواجہ کے حکم میں کچھ چارہ نہیں خر سلطان امام ہوئے، اور تین طرف اویا اور اند کھڑے ہوئے، ایک جانب خالی رکھی بعد اوائے نماز مدفین مقدس میں رکھا۔ صاحب سائل راوی ہیں کہ جب جد مظهر کو قبر میں کھا ایک فرشتہ آیا اور اُس نے سلام باری تعالیٰ کہا اور ایک کاغذ سبز رنگ دست مبارک خواجہ میں دیا۔ اُس میں لکھا تھا کہ اے دست میں تجھ سے راضی ہوں اور تو بھی مجھ سے راضی ہو اور برکت تیری سے آج عذاب قبور تمام دنیا سے اٹھایا۔ قطعہ تاریخ از فرخ الواصلین فیض بخش جہاں بصدق یقین، قطب فاق خواجہ قطب الدین، عقل تاریخ نقل آں محمود، آب جنت بقطب الدین فرمود، پیدائش حضرت کی دو شنبہ ۷۳۵ھ یا ۷۳۶ھ بمقام اوش ہوئی اور وفات ۸۲۷ھ سبغ الاول ۷۳۷ھ بمقام دہلی کہنہ ہوئی۔ روضہ عالیہ بمقام چہر شری زیارت گاہ خاص و عام ہے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ کس شب خواجہ کا واقعہ ہوا اسی شب کے بابا صاحب کو بشارت ہوئی، صبح وہ ہانسی سے روانہ ہو کر خانقاہ خواجہ میں آئے۔

## احوال حضرت بابا فرید بخش کرہ

قاضی حمید الدین اور شیخ بدر الدین نے وہ خرقہ مع تمام تبرکات بابا صاحب کے سپرد کر کے خرقہ پہنایا اور صاحب دو گانہ بجالائے بابا صاحب بعد ازلے دو گانہ مند خواجہ پر جلوہ افروز ہوئے، تمام امیر خریف فقیر سب جمع تھے، بابا صاحب کے ہمراہ ایک خادم سرنگام نام تھا اور حضرت کا ایسا عاشق تھا کہ بغیر دیکھے چین پاتا تھا بوجہ جو م خلایق تین روز تک یہ بابا صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہو سکا، ایک قسٹ بابا صاحب کسی کار کے واسطے تشریف لائے سرنگام سے پوچھا کیا حال ہے؟ اُس نے عرض کی نہایت تعجب ہے آرام نہیں، تین روز سے جمال جہاں کے راسے مشرف نہ ہوا، ہانسی ہی بہتر تھی کہ بندہ آسانی زیارت کر لیتا تھا، دہلی میں بوجہ انبوه حلاوت محروم رہا، یہ سن کر حضرت نے اُسی وقت فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ جو نعمت پروردگار عالم نے مجھ کو عطا کی ہے میرے ساتھ ہو گیا شہر

کیا جنگوں اور کھڑے ہو کر دہلی سے روانہ ہوئے۔ **فصل انصوائد سے نقل ہو کہ ایک سق کو پایاں روضہ خواجہ**  
**میں دفن کیا، اسی شب ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا کہ جنت میں بخوشی پھرتا ہے پوچھا کہ یہ دولت**  
**کہاں سے پائی، اس نے کہا جس وقت مجھ کو پایاں خواجہ میں دفن کیا فرشتہ عذاب کے لئے مکر روح مبارک خواجہ**  
**کسی قدر ناگوار گذرا اسی وقت ان فرشتوں فرمان الہی ہوا کہ ہمایہ خواجہ جدا ہو اور کہہ دو کہ یہ میرا روضہ کلہاڑا**  
**ہے ہم نے اسے بختا تاقیامت آگ اُس پر حرام کی جو تیرا ہمایہ ہوگا اُس کی مغفرت ہوگی جو امع اکلم سے نقل ہو**  
**کہ شیخ علاؤ الدین بجنوری واسطے زیارت خواجہ حاضر ہوئے، قریب روضہ کے مشغول تھے کہ مزار مقدس سے**  
**آواز ہوئی کہ لے علاؤ الدین اگر میں زندہ ہوتا تو تیری یہ مجال تھی کہ میرے پہلو میں بیٹھتا اور ایسی باتیں کرتا، اٹھ**  
**اور اپنی جگہ پر جا، وہ اُسی وقت باہر آئے اور اپنی حرکت پر نام ہوئے۔ سترہ روز ہے پھر قریب روضہ کے بیٹھے**  
**ہر صبح آکر دروازہ کے باہر بیٹھتے تھے حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہو کہ ایک بار میں واسطے**  
**زیارت کے حاضر ہوا اور مشغول ہوا دل میں یہ خیال آیا کہ خواجہ کو میرے آنے کی خبر ہوئی یا نہیں، اُسی وقت**  
**روضہ عالیہ سے آواز آئی بہ مرزا زندہ پندار چوں خوشن، میں کی بیم بجا گئی تو آئی یہ تن پس بندہ کو اس بیت سے**  
**تسلّی اور خوشی ہوئی۔ بندہ نے بزرگوں سے سنا ہے کہ چھڑوں کے میلہ پر بہت کچھ خلائق دور دور سے اپنی**  
**حاجتیں لیس کر آتے ہیں اور مرادیں پاتے ہیں۔ ایک بار کا ذکر ہے کہ شاہجہاں پور سے ایک رنگر نیکر بہت**  
**مرفہ حال تھا اُس کی عورت حاضر ہوئی اور روح پاک سے استدعا کی کہ یا حضرت اگر میرے گھر کا چراغ روشن**  
**ہو گیا تو ہندی بامراد اگر چادر چڑھائی گئی۔ قدرت خدا سے اُس کے گھر فرزند خوبصورت پیدا ہوا جو ابلاس علی**  
**پانچ برس کی ہوئی تو وہ بامراد تمام اپنی برادری کو لیکر واسطے ادا کر کے میلہ چھڑیوں پر آئی اور جمیل تن کے**  
**قریب آ کر ٹھہری، ناگاہ وہی پس کھینٹا تھا اُس نے کسی قبر پر پیشاب کر دیا، معاً بیہوش ہو کر مر گیا جب اس کی**  
**ماں نے دیکھا دوڑ کر اُس کو گود میں لیا اور آستانہ شریف کے اندر آئی، اتنے ہی محجر کے اندر کھسی، کوئی اُس کو**  
**روک نہ سکا کس واسطے کہ اندر محجر شریف کے عورتوں کے جائز کا حکم نہیں ہو، مگر یہ نہ رکی، اور اُس بچہ کو پایاں**  
**مزار ڈال کر کہا کہ خواجہ تمہارے دیا تھا تمہارے لیا اور گرد روضہ کے دیڑ در در بچھرنے لگی، ہزاروں آدمی جو**  
**تھے، کیونکہ میلہ عظیم تھا مگر سب تھجا اور ساکت تھے کہ یکایک وہ عورت بیہوش ہو کر گری، بعد بھوڑی یہ**  
**وہ بچہ روایا، اُس کی ماں نے اٹھ کر اُس بچہ کو گود میں لے لیا، اور اپنا اور اپنے بچہ کا نام زبور مجتبیٰ**  
**اور خداموں پر بھینکے یا، اور بخوشی اپنی قیامگاہ پائی اور منت داک، لوگوں نے اُسے دریافت کیا کہ کیا**

ماجر اگندرا، اُس نے بیان کیا کہ جب میں بیہوش ہو کر گری تو دیکھا کہ حضرت خواجہ صاحب ایک محفل میں تشریف فرما ہیں، ہندی مستعدی تھی ہی، حضرت نے اہل مجلس سے ایک صاحب کی طرف دیکھ فرمایا کہ فلاں شخص کو کہ جن کا نام میں بھول گئی طلب کرو، جب حاضر ہوا اُن سے فرمایا کہ بھائی اُس نے تمہارا کیا قصور کیا، اُنہوں نے عرض کی کہ میرے مزار پر پیشاب کیا۔ اُس پر حضرت نے اُن سے فرمایا کہ بھائی میرے پاس ہر قسم کا آدمی آتا ہے تم کو بہت غصہ ہے یہاں نہ بیٹھے گا، بہتر ہے کہ گجہ میں چلے جاؤ یہاں نہ رہو، اور مجھ سے فرمایا کہ تیرے فرزند تو زندہ ہے تو کیوں روتی ہے۔ یہ فرمایا ہی تھا کہ میرے کان میں اپنے بچہ کے رونے کی آواز پہنچی حضرت **مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی** سے روایت ہے کہ بعد انتقال حضرت خواجہ کے اساک باراں ہوا، خلقت مرنے لگی سلطان محمد بن لادین نے قاضی حمید الدین وغیرہ درویشوں کے اثنا کی کہ دعا کیجئے پانی برسے خلق خدا پر بہت تکلیف ہے، قاضی جی نے فرمایا کہ حضرت خواجہ کا غم کرو اور مجلس سماع ہوتا کہ عاشقان خدا کو شوق و ذوق پیدا ہو پانی برسے گا، الغرض ایسا ہی ہوا۔ صاحب **مرآۃ الاسرار** راوی ہیں کہ روحانیت حضرت خواجہ سے روح سالار مسعود غازی کو بہت کچھ فیض پہنچا ہے، اور سالار حکم خواجہ کا برابری خلق کی کرتے ہیں، چنانچہ میر سید سلطان اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں کہ بعد جب جاز پیر خود حضرت **علی الدین حشتی** بارہ برس تک حوض پر پڑنے قبرستان میں مشاہدہ اور مجاہدوں میں مصروف رہا، ایک بار سر ہانے ایک قبر کے مشغول تھا کہ ایک بیمار مبتلائے برص چلا جاتا تھا ناگاہ ایک جوان خود سوار پیدا ہوا اور چند تازیانے اس بیمار کے مائے کہ وہ گر پڑا تمام کھال اُس کی اُدھر گئی، مینے دیکھا کہ پُرانی کھال گر گئی اندر سے اچھی کھال برآمد ہوئی، بیمار اُسی وقت چلا گیا، میں یہ ماجرا دیکھ کر اُس جوان کے پاس گیا اور استفسار حال کیا، اُنہوں نے فرمایا کہ اس بیمار نے اس زمانہ خواجہ پر اپنی صحت کی اتجاہ کی میں نے بموجب حکم خواجہ کے اُس کو بیماری سے نجات دی، پھر میں نے بوجہ کہ آپ کون ہیں، فرمایا کہ میں سالار ہوں مقام میرا بھرائیچ ہے صاحب اقتباس الانوار اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز بندہ دربار مبارک کے مشغول تھا ناگاہ بخود ہو گیا، اُس وقت یہ معلوم ہوا کہ قبر مبارک خواجہ شقی ہوئی اور اُس میں سے روحانیت حضرت بصورت شیر کلاں حبیب چشمائے روشن مثلاً قباب نکلی، میں یہ کیفیت دیکھ کر دست بستہ کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر کے بعد تخت نورانی پیدا ہوا حضرت شیر سے برآمد ہو کر اویل عمر صاحب جمال ہو کر اُس تخت پر بیٹھ گیا بعد اُس کے ادیار اللہ جوق جوق آنے لگے کہ تمام احاطہ اولیائے ہند سے پُر ہوا، اُس وقت میں نے دیکھا کہ صورت

احمدی اور اسکھ میں جنبش بصورت محمدی اور پیشانی جامع کمالات صورت احمدی محمدی دونوں ظاہر ہوئیں اس وقت حضور نے میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ شکل جو میرے دہن و چشم کی ہر مرتبہ فرودیت و قطب حقیقت ہی بعضے اولیا اس شکل سے فیض لے اٹھتے ہیں اور صورت چپ جو میری پیشانی کی یہ شکل حقیقت محمدی و مقام محبوبیت ہے ہمیشہ اس سے اولیا کو فیض پہنچا اور وہ صاحب لایت محمدی ہو گئے اور فیض اس شکل کا تیرے واسطے اللہ سے طلب کرتا ہوں تجھ کو ملے گا اور جمال ان مجموعی شکلوں کا ایسا تھا کہ اگر ذرہ بھی اُس کا اس عالم پر ظہور کرے تو تمام خلائق غلبہ شوق میں مر جائے اور تین شغل اس میں کیس کو تعلیم فرمائے۔ ایک سعد بن جبب دوسرا انجام الاسرار تیسرا مراقبۃ الانوار کیا مرتبہ عالی ہے کہ یہ فقیر آنا فانا فیضان حضور سے شرف ہوا شکر اس نعمت غلطی کا کس طرح ادا کروں۔ صاحب مرآۃ الاسرار سے روایت ہے کہ حضرت کے دو سپہر تھے ایک شیخ احمد کہ قبر اُن کی پہلے خواجہ میں ہے دوسرا شیخ محمد کہ انہوں نے خود سالی میں انتقال کیا حضرت خواجہ احمد کو شیخ احمد تاجی کہتے ہیں اور اولاد آپ کی زمانہ سلطان المشائخ تک زندہ رہی۔ خلفا حضرت کے یہ ہیں:- شیخ فرید الدین گنجشکر، مولانا بدر الدین غزنوی، شیخ برہان الدین بلخی، شیخ ضیاء الدین رومی، سلطان شمس الدین لہش، شیخ بابا سنجر، بکدوریا، مولانا فخر الدین حلوانی، شیخ احمد تاجی، شیخ حسین، شیخ فیروز، شیخ بدر الدین مورتا، شیخ خضر قلندر، شیخ نجم الدین قلندر، شیخ سعد الدین، شیخ پیر بخش، شیخ محمد بہاری، مولانا احمد عاجزی، سلطان نصیر الدین، قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا شیخ محمد، مولانا برہان الدین حلوانی، شیخ صوفی بدینی، مولانا خضر معین، شیخ جلال الدین ابوالقاسم، شیخ نظام الدین ابومویہ، شیخ تاج الدین نور جلال الدین تبریزی وغیرہ۔

## ذکر سلطان شمس الدین لہش بن المیخاں ترک قس الشہرہ الغرینہ

یہ بادشاہ رحیم اور کریم اور عادل اور کامل اور خلفائے نادر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے تھے اور منظور نظر خواجہ معین الدین کے اس بادشاہ کو خاندان چشتیہ کے کمال اعتقاد تھا، ظاہر میں گو بادشاہ تھا مگر دل فقیر تھا۔ ان کا یہ قاعدہ تھا کہ کھلتے، کم سوتے، تمام شب بیدار رہتے اپنے کسی کام کے واسطے غلام اور نوکروں کو تکلیف نہ دیتے۔ رات کو ڈول رنجی زیر پلنگ رہتی تھی، واسطے اداۓ نماز تہجد کے جب بخندید و منور کرتے خود پانی بھریا کرتے تھے کہ دوسرا بے آرام نہ ہو اور آخر شب گڈڑی بڑھ کر شہر میں گشت کرتے

جس کو تکلیف ہوتی اُس کو رفع کرتے، علماء و صلحا کو بہت کچھ دیتے تھے، یعنی تحصیلوں میں بھر کر پوشیدہ ان کے گھروں میں پھینک دیتے، اور حوض شمش بنایا جس کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے۔ اس ان کی اس طرح پر ہے کہ یزکستان کے بزرگ زادہ تھے، گردش روزگار سے بحالت گرفتاری وارد ہندوستان قبضہ بنیان ہوئے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے لکھا کہ پہلے ان کو صدر جہاں خرد، پھر سلطان شہاب الدین نے اور بعد سلطنت قطب الدین میں چاکم بدایوں ہوئے، پھر بعد سلطان قطب الدین کے سلطان آرام شاہ تخت دہلی پر بیٹھے، ان کے امر نے دہلی بدل ہوئے اور امیر علی سمٹیل سپہ سالار وغیرہ امرا نے سلطان آرام شاہ کو معزول کیا اور ان کو بدایوں سے بلا کر ستھہ میں تخت پر بٹھایا کہ سلطان قطب الدین کے داماد بھی تھے، ان کے عہد میں بہت کچھ فتوحات ہوئیں، چنانچہ دسویں سال جلوس میں خوارزم شاہ داماد چنگیز خاں شکست دی ملک گویا قبضہ میں آجسین فتح کیا، مہال کلندر منہدم کیا جو بارہ برس کا بنا ہوا تھا، غنیمت بہت آئی ہمارا جہ بکرا جیت کی تصویر کو خراب کر کے دروازہ مسجد قوۃ الاسلام میں لٹکانی فخر الملک بغدادی کو نظام الملک یہ دونوں فرسہ کار و بار سلطنت کرتے تھے، یہ بادشاہ نہایت پابند سنت محمدی تھا، امور ات خلاف شرع کو پسند نہ کرتا تھا، رسول مقبول کی زیارت مشرف ہوا، خضر علیہ السلام سے ملا۔ ۲۰ شعبان ۷۳۳ھ میں فات پانی۔ مزار عقبہ مسجد قوۃ الاسلام کے بطور زیارت گاہ موجود ہے، نقل کرتے ہیں کہ سلطان رشید بیگم دختر اس کی نے جب اس بادشاہ کا مقبرہ تیار کرایا، اور وہ بن کر تیار ہو چکا اسی شب آپ نے بشارت دی کہ آئندہ میرے مقبرہ کا گرد و آس و کس واسطے کہ میرے حضرت خواجہ کے مزار پر بھی گنبد نہیں ہو، ترک دسے مجھ کو گنبد نیلی ہی کافی ہے، صبح وہ گنبد توڑا دیا گیا، چنانچہ ویسا ہی لب سڑک موجود ہے۔

ذکر حضرت لا ناہد الدین غزنوی  
قدس سرہ العزیز

آپ مرید اور خلیفہ عظام حضرت خواجہ قطب الدین کے تھے  
حضرت خواجہ آپ کے دوست کہتے تھے اور بزرگی ان کی  
ملفوظات خواجگان چشت کے ظاہر ہے، آپ دراصل غزنی

کے باشندے تھے، وہاں سے آپ پہلے لاہور میں تشریف لائے، اور حضرت خواجہ کی کلامات کا شہرہ سنا، مشتاق زیارت ہو کر دہلی میں آئے، اور حاضر خدمت خواجہ ہو کر مرید ہوئے، آخر تبرہ خلافت پہنچے، بعض نے لکھا ہے کہ آپ نے بمقام غزنی خواب میں دیکھا کہ رشتہ ارادت میرا ساتھ خواجہ کے درست ہوا، صبح سراسر شوق خواجہ میں دہلی آئے اور بطریق ظاہری بھی مرید ہوئے، آپ تذکیر بہت فرماتے تھے، اکثر کلمات محبت فرمایا کرتے تھے، آپ کی



مجلس تذکیر میں بابا صاحب قاضی حمید الدین سید مبارک غزنوی و مولانا مجد الدین حاجی عاجزنی وغیرہ مشائخ دہلی بھی جمع ہوتے تھے اور سماع میں بہت غلو کرتے تھے حضرت سلطان الشائخ سے روایت ہے کہ کسی نے پوچھا کہ مولانا آپ میں قوت اُٹھنے بیٹھنے کی نہیں بوجہ ضعفی کے مگر سماع میں یہ شور و کراہی کی قوت کہاں سے آجاتی ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ قوت عشق کی ہے سیر لاویا سے نقل ہے کہ مولانا بدر الدین خضر علیہ السلام ملاقات تھی، ایک بار آپ کے پدر بزرگوار نے کہا کہ فرزند مجھ کو بھی خضر علیہ السلام ملا آپ نے عرض کیا بہتر ہے۔ ایک روز آپ تذکیر کر رہے تھے کہ ایک شخص آ دیوں سے دو بیٹھا ہوا تھا، آپ نے اپنے والد سے کہا کہ حضرت خضر وہ بیٹھے ہیں، انہوں نے کہا کہ بعد تذکیر بھی ملیں گے، آپ نے کہا ہاں، مگر جب تذکیر ہو چکی خضر بنا اور غائب ہو گئے، اور عرض فرمایا آپ کی ایک سو کئی برس کی ہوئی۔ رحلت آپ کی ۸۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار پائین مزار خواجہ کے ہے۔

آپ مشائخ کبار ہند اور خلیفہ شیخ شہاب الدین کے تھے اور مسال دین سمرقندی کی بھی صحبت تھی

### ذکر قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

فیضان حاصل کیا تھا، ان کے والد کا نام عطار اللہ تھا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ہمراہ پدر اپنے کے دہلی میں آئے، یہاں ان کے والد فوت ہوئے۔ عالم پیش تھے بادشاہ وقت نے ان کو ناگور کا قاضی کیا۔ آپ تین برس تک نہایت امانت اور دیانت سے ناگور کی قضا کو انجام دیا ایک شب حضرت رسول مقبول کو خواب میں دیکھا کہ گویا ان کو اپنی طرف بلاتے ہیں۔ صبح ترک علقا کر کے حرمین شریفین کی طرف راہی ہوئے۔ جب بغداد پہنچے شیخ شیوخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مرید ہو کر ایک سال کا فقر کو انجام دیا، بعدہ فرقہ خلافت حاصل کیا، اسی جگہ حضرت خواجہ قطب الدین سے ملاقات ہوئی، پھر شیخ نے ان کو حرمین کی طرف رخصت کیا۔ ایک سال سات ماہ چند یوم مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے مدینہ طیبہ سے ملازمت کو کے تین سال مکہ معظمہ میں رہے۔ ایک روز طواف کعبہ میں یہ ایک بزرگ کے قدم بقدم طواف کر رہے تھے کہ انہوں نے منہ پھیر کر کہا کہ اے حمید الدین صاحب طاہری سے کیا سود، متابعت باطن کر آپ نے جواب دیا وہ کیا۔ رہے انہوں نے فرمایا میں ہر قدم پر ختم قرآن کرتا ہوں، ان کے دل میں خیال ہوا کہ معنی کلام شریف دل پر گزر جاتے ہو گئے، انہوں نے فرمایا کہ لفظاً لفظاً ادا کرتا ہوں، یہ سن کر آپ کو زیادہ حیرت ہوئی، وہاں سے دہلی میں آئے اور مدینہ

حضرت خواجہ قطب الدین ہو کر حضرت ہی کی خدمت میں سکونت اختیار کی اور انواع کمالات حاصل کئے اور سماع سے بہت خوش تھے۔ صاحبِ خبار لاخیر نے لکھا ہے کہ باوجود جاہیت علوم ظاہری باطنی مزاج میں آپ کے خلاف بھی تھی ایک روز شیخ برہان الدین بلخی وقاضی کبیر خوارزمی گھوڑوں سے سوار جاتے تھے راہ میں ملاقی ہوئے قاضی کبیر نے کہلے حمید الدین گھوڑا بہت چھوٹا ہے آپ نے جواب دیا چھوٹا ہے، لیکن بڑوں سے بہتر ہے۔ نوید شریف میں تحریر ہے کہ قاضی حمید الدین کو بابا صاحب سے بہت دوستی تھی، ایک روز بابا صاحب نے چاہا سماع سنیں مگر قوال حاضر نہ تھے شیخ بدر الدین اسحاق سے فرمایا کہ وہ خط کہ جو قاضی حمید الدین نے بھیجا ہے لا، شیخ بدر الدین نے وہ لفافہ لا کر حضرت کے روبرو رکھا آپ نے خط نکال کر شیخ بدر الدین کی طرف اشارہ کیا کہ پڑھ قاضی حمید الدین نے وہ خط نہایت عاجزی کے ساتھ لکھا تھا، سنتے ہی ذوق پیدا ہوا، اور وہ رباعی کہ جو آخر خط میں لکھی تھی یاد کی، رباعی یہ ہے ۵

اُس عقل کجا در کمال تو رسد؛ واکں بروج کجا کہ در جمال تو رسد؛ گیرم کہ تو پردہ برگزینی ز محل؛ و اُن یکجا کہ در جمال تو رسد؛ لکھا ہے کہ شیخ شہاب الدین ہروردی نے آپ کی نسبت یہ فرمایا تھا کہ خلفائے فی الہند کبیرہ فہم الدین ناگوری جینی میرے خلفائے ہند میں سب بزرگ حمید الدین ناگوری جو آپ کے تین خلیفہ ہوئے ہیں شیخ احمد نیروانی و عین القصاب شیخ حسن رسن تامل و حضرت کثیر التصانیف تھے۔ ریاض النقیحہ و مقامات اصیغہ وغیرہ مکتب پ کی تصنیفات ہیں۔ صاحب سیر الاولیاء سے روایت ہے کہ قاضی حمید الدین بعد اقل حضرت قطب لا قطاب دس سال زندہ رہے، جب وقت آپ کا قریب آیا آپ نے اولاد کو وصیت کی کہ بندہ کو پایاں مزار خواجہ کے دفن کرنا۔ بعد دس بیچ انسانی بقولے نویں رمضان شمسۃ میں حلت فرمائی۔ دفن کرتے وقت آپ کی اولاد نہ چاہتی تھی کہ ہم ان کو پایاں خواجہ صاحب کے دفن کریں، مگر آپ کی وصیت کا چارہ ہوئے، اور چوترا بلند بنوایا، آپ نے اُسی شب کو بحالت خواب اپنے فرزند سے فرمایا کہ تم نے بلند چوترا بنا کر مجھ کو روئے مبارک خواجہ سے شرمندہ کیا ہے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ میں نے بارہا پایاں تربت خواجہ درمیان قبر قاضی کے نماز گذاری ہے، وہ ذوق اور راحت پائی ہو کہ بیان باہر ہے بعد اُس کے فرمایا کہ مکان کا کیا اثر ہے یہ اثر ان دو بزرگوں کا ہی یہ دونوں حضرت اسودہ ہیں، مجاوران آستانہ قطب لا قطاب جو صاحب قاضی کہلاتے ہیں آپ کی اولاد سے ہیں۔

و کرم شیخ علی بنجرى قدس سرہ العزیز آپ محباجہ بزرگ کے اور خلیفہ خواجہ قطب الدین

کے تھے، کتب ہائے خاندان چشتیہ میں ہر جگہ اُن کا ذکر ہے۔ دلیل العارفین سے نقل ہے کہ خواجہ بزرگ خلافت نامہ آپ کے لکھا کر دیا کرتے تھے، بغیر ان کی تحریر کے آپ تخط نہ فرماتے، بعض نے لکھا ہے کہ قطب لاقطاب بہت محبت تھی، خلیفہ خواجہ بزرگ کے تھے، اور سہسر سلطان شمس الدین تھے، جائے مزار آپ کا زیر منارہ مسجد قوت الاسلام کے واقع ہے۔

**ذکر صاحبزادہ عالی قدر یعنی حضرت خواجہ احمد قدس سرہ**  
پسر بزرگ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو خواجہ احمد تاجی بھی مشہور کرتے ہیں، آپ عمر طبع کو پہنچے تھے اور اولاد بھی ہوئی، اور اکثر آپ کے فرزندوں سے تاج محمد حضرت سلطان المشائخ زندہ تھے، انہوں نے حضرت سے مکمل علم الہی کی کئی اور بعد انتقال کے پہلوئے والد اپنے میں مدفون ہوئے۔ چادر مزار قطب لاقطاب آپ کے مزار پر بھی رہتی ہے، اور دو پسر چوڑے تھے ایک موجود دوسرے سید کبیر جب ان دونوں صاحبوں نے انتقال کیا تو صحن روضہ جد اپنے میں مدفون ہوئے سن وفات حضرت کا کسی کتاب میں دیکھنے میں نہیں آیا۔

**ذکر بابا حاجی روز قبہ شرف**  
حضرت اُن سے مشرب تھے، اور بہت باکمال کہ آپ کی وجہ بہت لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ آپ خندق قلعہ تھوڑا سا مسکن گزین تھے، وہیں آپ کا مزار ہے۔ لکھا ہے کہ سب سے پہلے دہلی میں آپ ہی وارد ہوئے ہیں آپ کے خاندان کا کچھ پتہ نہ ملا کہ کس خاندان کے فقیر ہے۔

**ذکر مولانا سعد قاضی عماد رحمۃ**  
یہ دونوں صاحب اکابر علمائے دہلی سے تھے، اول دل بوجہ سماع کے حضرت خواجہ قطب الدین سے اُن کو رد و کتب تھی، آخر ملکہ ارادت میں گئے، مزار آپ کا پہلو خواجہ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین ابوالموید قدس سرہ**  
آپ نبیرہ شمس العارفین اور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین کے تھے، اپنے والد سے جدا ہو کر فضائل صدری اور معنوی حاصل کئے، اور شیخ احمد غزنوی اور شیخ عبد الواحد کی تلازم سے مشرب ہوئے اور فیضان حاصل کیا۔ فوائد شریف سے نقل ہے کہ ایک بار بوجہ اس کا باران غلہ گرلا ہوا، خلقت پر سختی گذرنے لگی، تمام خلایق دہلی هجوم کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور درخواست عاکی

آپ ممبر پر کھڑے ہوئے اور آستین اپنی سے ایک امن نکالا ایک تار اُس میں سے جدا ہو گیا تھا، اُستار کو آسمان کی طرف کر کے کہا کہ الہی بحرمت اس ایک تار اُس بڑھیا کے دامن کے جس نے تمام عمر نامحرم مرد کو نہیں دیکھا اور بحق راز و نیاز کے کہ وہ جو تیرے ساتھ رکھتی تھی بارش کو در نہ جنگلوں میں بسر کر دے گا، آبادی میں پھر کبھی قدم نہ رکھوں گا۔ اُسی وقت ایسی بارش ہوئی کہ جنگل پانی سے بھر گئے ہر جگہ سیلاب ہو گیا بعد اُس کے لوگوں نے اُن سے دریافت کیا کہ یہ امن کس کا اور کیسا تھا، آپ نے فرمایا کہ یہ وہ دامن ہے جو کہ حضرت خواجہ قطب الدین نے میری والدہ کو عنایت کیا تھا، وہ اُس کو سر پر رکھ کر عبادت کیا کرتی تھیں نام آپ کی والدہ کا بی بی سارا تھا۔ مزار دونوں صاحبوں کے پشت عید گاہ کہنہ پر ہیں شیخ جمال الدین کو دی آپ ہی کی اولاد سے تھے۔ اور ۳۷۷ھ میں شیخ نظام الدین نے وفات پائی۔

**ذکر شیخ معز الدین بلوی** کہ پہلے نائب سلطنت تھے بعدہ مرید حضرت قطب قطاب کے ہو کر فقر اور فاقہ اختیار کیا اور باکمال مشقت مقصود حقیقی پر پہنچ کر

خرقہ خلافت حاصل کیا، مزار ان کا جوار روضہ خواجہ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ اجہ مومنہ نور** آپ مرید قاضی حمید الدین کے تھے، مگر حضرت خواجہ مینا بیت اعتقاد تھا، حضرت سلطان المشائخ سے نقل ہے کہ جس کا بردہ فرار ہوتا وہ اگر حضرت سے دعا چاہتا، جس وز کے واسطے

آپ فرماتے اُسی روز وہ آجاتا، ایک روز حضرت کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کی میرا غلام بھاگ گیا ہے دعا کیجئے کہ وہ آجائے، فرمایا کہ جا فلاں قت آجائیکا، مگر مجھ کو خبر کر دینا اتفاقاً وہ بردہ اُس مکان پر آگیا اُس نے حضرت کو خبر نہ کی وہ پھر بھاگ گیا۔ صاحب عدم نے پھر آکر عرض کیا، آپ نے فرمایا تو نے پہلے خبر نہیں دی اب وہ نہ آویگا، ملفوظات چشتیہ میں ہر جگہ آپ کا ذکر ہے وفات آپ کی ۷۵۵ھ میں ہوئی۔ مزار متصل روضہ کے باہر دروازہ درگاہ بجانب حوض شمس ہے اور مشہور ہے کہ تیزی ذہن کے واسطے آپ کی قبر پر سے پتھر اٹھا کر لاکھتے ہیں جبکہ م ہو جاتا ہے اُس کے برابر شیرینی تو لکڑی تقسیم کرتے ہیں۔

**ذکر شیخ فرید الدین ناگوری** نیز سلطان التاکمین فی حمید الدین ناگوری

کہ صاحب سجادہ اپنے جد کے تھے عہد سلطان محمد غلق دہلی میں آئے اور بمجندل کے پاس مقیم ہوئے

اسی جگہ راہ خواجہ میں کچھ مزار ہے، آپ کی عمر سو برس کی ہوئی، سلسلہ نسب آپکا سعد بن زید سے عشرہ مبشرہ میں ملتا ہے، اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ آپکے مزار پر ایک پتھر جاری پڑا ہوا ہے جس پر شیخ اس کو حالت سکر میں اپنی گردن پر ڈال کر تشریف لائے تھے، اس وجہ سے چاک پران کہتے ہیں، اصل چاک پیرا ہے صحیح یہ ہے کہ آپکا مزار لاڈوسرائے میں ہے متصل مسعود بک کے۔

**ذکر حضرت دانی من میل** اولاد شرفاوش سے ہیں در شیعہ حضرت خواجہ قطب الدین ہیں ہمیشہ ریاضت اور عبادت میں مشغول رہتی تھیں جب خواجہ تولد ہوئے

انہوں نے شیعہ پر لایا اور بہت محبت رکھتی تھیں جب خواجہ بزرگ ہوئے اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے ان کو اوش سے طلب کر کے خرقہ خلافت عطا فرما کر ولایت دہلی آپکے متعلق فرمائی، آپ سے ہزاروں صاحب کمال ہو گئے اور حضرت خواجہ نے ان کو پہلے حقوق ادا کئے، اپنے گھر کا ان کو مختار کیا، یہ کبھی باہر روانہ میں نہیں گئے، میں مزار ان کا مقابل مسجد کہنہ دروازہ شرقی روضہ حضرت خواجہ کے واقع ہے۔

**ذکر حضرت شیخ احمد علی قدس سرہ** حضرت کچھ شیعہ مرید حضرت خواجہ کے تھے اور ہر محل حاضر ہا کرتے تھے، ہر شب مجلس سول مقبول میں حاضر

ہوتے، ایک شب سول مقبول علیہ السلام کی مجلس میں تھے کہ حضور نے ان سے ارشاد فرمایا کہ صبح میرا سلام قطب الدین کو پہنچانا اور ظاہر کرنا کہ تین روز سے تحفہ نہیں آیا، غفلت نہ چاہیے، جب یہ بیدار ہوئے کل بجائے شب حضرت سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا اب میں حضور سے منغل ہوا اب کبھی ناغہ نہ ہوگا مزار ان کا روضہ خواجہ میں پائین مزار شیخ جلال الدین ابدال کے واقع ہے۔

**ذکر حضرت شیخ امام الدین ابدال قدس سرہ** کہ ہمیشہ یعنی کو کہ خواجہ کے تھے اور خالہ زاد بھائی شیخ ضیا الدین مروغیہ کے تھے بمقام اوش دیگر جگہ اکثر اولیاء کی خدمت سے شرف ہوئے، علم ظاہری باطنی بہم پہنچایا۔ خواجہ فرید الدین گنج شکر سے

ہم صحبت ہے، آپکا یہ حال تھا کہ جس کی طرف تیز نظر دیکھتے وہ اولیا ہو جاتا، ہمیشہ ہمراہ ابدالان سیر و طیبہ میں عجایب و غرائب مانہ کا تماشہ کیا، آخر عمر میں سبب محبت اللہ یعنی دانی من میل اور زیارت حضرت خواجہ اوش سے دہلی آئے جب حضور خواجہ میں پہنچے مرید ہونا چاہا، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ تمہارا نصیب ساتھ بدر الدین کے ہے، ان کا مرید ہو، پس حکم خواجہ مولانا بدر الدین کے مرید ہو کر ریاضت و

عبادت میں مشغول ہوئے، خلیفہ اور صاحب سجادہ اپنے کچے ہوئے، سماع بہت سنتے تھے، حضرت سلطان المشائخ سے بہت محبت رکھتے تھے، جب حضرت سلطان المشائخ سماع سنتے تھے آپ کو ضرور طلب کیا کرتے تھے۔ زیارت حرمین شریفین سے بھی مشرف ہوئے تھے، وفات آپ کی سنہ ۸۱۷ میں ہوئی، پیاپان مزار خواجہ میں متصل مزار مولانا بدر الدین کے آپ کا بھی مزار ہے۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا پسر شیخ امام الدین بدال

کہ مرید اور خلیفہ پدر اپنے کے تھے اور اپنے وقت میں شیخ عصر تھے صاحب کلیات الصادقین نے لکھا ہے کہ مولانا بدر الدین غزنوی سے بھی فیض حاصل کیا ہے اور محبت اور عشق حقیقی میں علی درجہ تک پہنچ گئے تھے ایک روز آپ کے یہاں مجلس عرس شیخ امام الدین بدال مینان گوشت تیار تھا، مگر خلق بہت جمع ہوئی خادم عرض کیا کہ کھانا بہت ہی کم ہے، خلق کثیر ہے، آپ نے فرمایا کہ نان گوشت کو ڈھا کر بسم اللہ کہہ کر بانٹنا شروع کر اللہ تعالیٰ برکت دیکر اپنا بچہ ایسا ہی ہوا کہ حاضرین کو تقسیم بھی ہوا اور پھر جو کھا توں باقی تھا مزار آپ کا عقب عید گاہ کہنے کے زیارت گاہ غلابی ہو اور شیخ شمس الدین جنازہ پر ان کا بھی مزار اسی جگہ ہو

قاضی زادہ تھے جب ان کے والد نے انتقال کیا بادشاہ وقت نے محکمہ قضا ان کے سپرد کرنا چاہا، انہوں نے انکار کیا، اور اپنے کو دیوانہ بنایا، جب یہ خبر حضرت خواجہ کو ہوئی آپ نے فرمایا وہ دانا ہے کہ قضا کو قبول نہ کیا اس روز دانا مشہور ہوئے، جب خدمت حضرت میں پہنچے مرید ہو کر مقربان درگاہ سے ہوئے، مزار ان کا عقب مسجد روضہ خواجہ واقع ہے۔

کہ اولیائے اکرام علمائے عظام دہلی سے تھے، ترک لباس کر کے حضرت خواجہ کے مرید ہو کر فقر و فاقہ اختیار کیا، ریاضت اور مجاہدات شاقہ میں مشغول ہوئے اور کار اپنا کمال پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کیا، ہمیشہ خانقاہ پیر میں رہتے اور جاہائے حضور میں بخیہ کیا کرتے تھے اس وجہ سے خیاط مشہور ہوئے۔ مزار ان کا متصل دروازہ مسجد روضہ خواجہ واقع ہے۔

ذکر حضرت سید مجدد سید زین الدین قدس سرہ ان دونوں بزرگوں کی کشف الارواح و

کشف القبور تھا۔ بلا واسطے روح پاک حضرت خواجہ قطب الدین سے ترتیب پائی، ایک روز سید امجد کا گذر دریا پر ہوا، جب پانی میں ترے ڈوبنے لگے ایک مرنے پاس سے سنبھالا اور اُن کا ہاتھ پکڑ کر ڈوبنے سے بچایا، انہوں نے معلوم کیا کہ وہ خواجہ تھے جنہوں نے بچایا، اُس روز سے استانہ کے باہر قدم نہ رکھا اور تصور مزار مبارک میں مشغول رہتے تھے جب ان دونوں صاحبوں وفات کی حوض شمی پر مدفون ہوئے مزار ان کے قریب مقبرہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے ہیں۔

### ذکر حضرت شیخ احمد نہروانی قدس سرہ

مخلفائے قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی حنفی محدث بزرگ واقع اسرار حقیقت تھے۔ شیخ بہاؤ الدین بلخانی نے

ان کی نسبت فرمایا تھا کہ مشغولی شیخ احمد نہروانی اکیلے کی دس صوفیوں کے برابر ہے، یہ حضرت وقت انتقال حضرت خواجہ دہلی میں موجود تھے، بعض وقت کار بافندگی میں ملت پیدا ہوتی کہ از خود رفتہ ہو جاتے اور کار خود بخود ہوا کرتا ایک بار قاضی حمید الدین واسطے دیکھنے اُن کے مکان پر آئے، آپ کام کر رہے تھے، وہیں طاقا ہوئی۔ قاضی صاحب نے چلتے وقت فرمایا کہ احمد کب تک کار مہلی کو چھوڑ کر اس کار میں مشغول رہیگا، کیا کار کا کاموں کا نہیں ہے، اس کار سے دست بردار ہو، وہ کار کہ جو کار آمد ہے اس میں کار بند ہو، اس کار سے بیکاری بہتر ہے۔ بعد رخصت قاضی حمید الدین کے آپ اپنے اکہ کار میں سب آہنی ٹھونکنے لگے اتفاقاً وہ ہاتھ میں لگی، ہاتھ زخمی ہو گیا، پس اُس کار سے بیکار ہو کر عبادت الہی میں مشغول ہوئے۔

۶۶۱ھ میں وفات پائی، مزار دہلی میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہ

عظام مشائخ خاندان چشت سے ہیں فیض عام حضرت خواجہ قطب الدین بختیاری کا حاصل کیا

بہت بڑے کامل تھے کہ جن کا ذکر پہلے ہی آچکا ہے۔ پہلے سات برس شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں اور پھر شیخ ابوسعید تبریزی کے مُرید ہوئے، جب شیخ کا انتقال ہوا خدمات حضرت خواجہ بزرگ و قطب قطاب میں رہ کر حاصل کیا، اور بدست قطب لاقطاب فرقہ خلافت حاصل کیا۔ ایک بار آپ شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہمراہ سفر حجاز میں تھے۔ اور دیکھان ایسا تیار کیا کہ جس میں ہمیشہ آگ ہے، اور سر کو اس میں پہنچا کر اُس دیکھان پر دیگ لحام واسطے کھانے شیخ کے گرم رکھتے، اور اُس کو اپنے سر پر لے بیٹھتے جب شیخ کھانا طلب کرنے لگا گرم حاضر کرتے۔ شیخ و احد الدین کرمانی سے نقل ہے کہ ایک بار سفر میں بند شیخ جلال الدین تبریزی

کے ہمراہ تھا، جب ہم صحرائے بنی لام میں پہنچے راستہ ایسا سخت تھا کہ پیدل چلنا بہت مشکل تھا، اسی وقت اونٹوں کے سوداگر لگے، اور ہراونٹ کی مین اسٹری فی قیمت کہنے لگے، ہم سے قافلہ والے جو متول تھے اپنے شتر خرید کے، باقی جو غنسل تھے ناچار ہوئے، مجبور ہمراہ قافلہ کے چلے۔ جب شیخ جلال الدین تبریزی کو یہ کیفیت معلوم ہوئی اونٹوں کا حال دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ پانچو شتر اور باقی ہیں جو فروختی ہیں آپ نے ایک ہانڈی لیکر اس میں ایک شترنی ڈالکر چادرانی سے ڈھاکھا اور بالطفیک لکھ کر ہانڈی میں ڈالا میں شترنی نکلیں، اسی طرح کل شتر خرید کر کل ہل قافلہ کو تقسیم کئے، القصہ حضرت کا دہلی میں آنا بادشاہ کا معتمد ہونا، شیخ نجم الدین صغریٰ کا معاملہ پہلے بیان ہو چکا ہے بعد اُن جہگڑوں کے آپ نے دہلی میں قیام کرنا مناسب نہ سمجھا، بدایوں میں تشریف لا کر اقامت اختیار کی ایک مہر آپ قرب شہر کنارہ تالاب پر مع چند اصحاب فروکش تھے، یکایک اس جگہ سے اٹھ کر تجدید وضو کیا، اور فرمایا کہ لے درویشوں کو نماز جنازہ شیخ نجم الدین صغریٰ ادا کر دو، اس کا بھی دہلی میں انتقال ہوا ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے فرمایا کہ میں بواسطہ تہمت اُس کے دہلی سے بدر ہو کر یہاں آیا، لیکن وہ میرے پیروں کی غیرت چھان بد رہوا چند روز کے بعد معلوم ہوا کہ شیخ نجم الدین صغریٰ نے اسی ساعت میں انتقال کیا تھا۔ ایک ذرا آپ شہر بدایوں میں اپنے دروازہ پر جلوہ نہاتے ایک ہندو دہی بیچتا ہوا آگیا، آپ کی نظر اُس پر پڑی، اسی وقت صدق دل سے مسلمان ہوا، آپ نے اُس کا نام علی رکھا۔ اُس نے اپنے گھر جا کر کل مال و متاع اپنا لیکر حضرت کی خدمت میں آیا، اور عرض کیا کہ میں ملکیت اس کی سے درگزر جس طرح آپ چاہیں صرف کریں۔ حضرت نے کہا اس مال کو اپنے پاس رکھ جس جگہ کہوں گا خرچ کرنا، پس جس کو انعام دینا ہوتا علی سے فرماتے دس دینے دیے یہاں تک کہ دام دام خرچ ہوا، کچھ باقی نہ رہا صرف ایک درہم باقی تھا، علی نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر اب شیخ کا حکم ہوا تو میں کہاں سے دوں گا، ناگاہ اسی وقت ایک سائل آیا، آپ نے فرمایا کہ ایک درہم تیرے پاس باقی ہے اُس کو دیدے۔ ایک روز حضرت قاضی کمال الدین جعفری کے مکان پر تشریف لائے قاضی نماز میں تھے، آپ نے خادموں سے دریافت کیا قاضی کیا کرتے ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ نماز ادا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تمہارا قاضی نماز پڑھنا جانتا ہے یہ فرما کر اپنے مکان کو مراجعت کی۔ دوسرے روز قاضی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شکایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ قاضی نماز پڑھنی جانتا ہے، نہایت افسوس ہے آپ نے ارشاد کیا کہ فیقروں کی نماز یہ ہے کہ جب تک کعبہ چشم ظاہری سے نہیں دیکھتے تکبیر اولیٰ نہیں کرتے۔



یہ نماز اُن کی درجہ اولیٰ کی ہے اور بلند مرتبہ پر پہنچتے ہی نماز اُن کی عرش بریں پر ہوتی ہے اگر تم کو چال سیر کر بیشک نماز ادا کرنی جلتے ہو ورنہ خیر قاضی کو یہ کلام صداقت انعام منکر رنج تو ہوا مگر کچھ نہ کہا اٹھ کر اپنے گھر آیا، اسی شب خواب ہوا دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر نماز ادا کرتے ہیں، پس صبح ہوتے ہی قاضی شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت کچھ عرض کیا، اور اپنے پسر سلیف الدین کو حضرت کا مرید کرایا، ایک بار شیخ میل در شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملتانی میں کچھ غرض ہو گئی تھی، اُس کی کیفیت اہل کتاب نے یوں لکھی ہے کہ دونوں بزرگوار نے باہم کچھ سیاحت کی ایک بار شیخ فرید الدین عطار کے شہر میں وارد ہوئے شیخ بہاؤ الدین تو یاد تھی میں مشغول ہوئے اور شیخ جلال الدین بدلے میں شہر میں آئے۔ ناگاہ شیخ فرید الدین عطار کی خانقاہ میں پہنچے جب فرید الدین عطار کو دیکھا اُن کے انوار کمال میں محو ہو گئے، جب اپنی قیام گاہ پر آئے شیخ بہاؤ الدین محل حال بیان کیا، اُس پر شیخ بہاؤ الدین نے کہا کہ اس وقت تم اپنے مرشد کے کمال و انوار کو بھی یاد دلائے تھے، انہوں نے کہا کہ میں بالکل محو ہو گیا تھا مجھ کو کچھ خبر نہ رہی تھی۔ شیخ بہاؤ الدین کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اُن کی صحبت ترک کی۔ الغرض آپ نے ایک عرصہ تک بدایوں میں قیام فرمایا، آخر بابر اللہ تعالیٰ سفر بنگالہ کا اختیار کیا جب چلے تو علیٰ نو مسلم کہ جو حلقہ ارادت اور گروہ درویشوں میں چکا تھا پیچھے شیخ کے دوڑا، شیخ نے فرمایا کہ جا، اُس نے عرض کیا کہ بغیر حضرت کے میں یہاں ہونا نہیں چاہتا، پھر آپ نے ارشاد کیا کہ جا اسی جگہ ہم نے حکم خدا تجھ کو اس شہر کا قطب کیا، اور میں ہمیشہ تیرے روبرو رہوں گا، مجھے میل در تجمہ میں کچھ حجاب رسکا پس ایسا ہی ہوا کہ علی قطب بدایوں کا ہوا اور اُس کے بھی کرامات کا بہت کچھ اظہار ہوا، اور جب وہ چاہتا تھا شیخ کو حاضر پاتا تھا پس جب حضرت بنگالہ میں پہنچے تمام خلق نے رجوع کی اور خانقاہ تیار ہوئی زمین مول لیکر بلوغ لگوائے، اور پھر اُن کو وقف فرمایا، ۳۰۰ ہزاروں مسافر و مقیم خانقاہ چلتے رہے۔ اُس جگہ قدیم بُت خاد تھا، آپ نے اپنی کرامت سے اُن کو مسمار کیا اور اسی جگہ مسجد تعمیر کی، پجاری وہاں کے مسلمان ہوئے مزار آپ کا اُسی بت خانہ کی جگہ پر ہے، وفات حضرت کی سن ۶۱۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد ترک نارولی فدیہ**  
کہ آپ کو سیر ترک اور سلطان ترک بھی کہتے ہیں مرید خواجہ عثمان ہارونی کے پیر بھائی خواجہ بزرگ کے مگر حضرت خواجہ بزرگ سے بھی خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ لکھا ہے کہ پہلے نارول میں ہندو بہت رہتے تھے، اور حضرت نے ہمراہی مسلمان کم تھے، ہندوؤں نے ارادہ کیا کہ مسلمانوں کو قتل کریں، چنانچہ بروز عید مسلمان

نمازیں تھے، ہندوؤں نے یہ وقت غنیمت جانا مسلمانوں پر آپڑے اور بہت اہل اسلام عین سجدہ میں شہید ہو گئے، اسی روز حضرت نے بھی جام شہادت نوش کیا اور خاص اپنے مکان میں مدفون ہو گئے۔ اس شہر میں بہت شہدائے مزار ہیں، لیکن دو بہت بزرگ اور مشہور ہیں ایک حضرت دوسرے کہ جن کا مزار شیب میں ہے ان دونوں مزاروں سے اب تک کرامات و فیضان جاری ہے صاحبِ اخبار الاخیار ناقل ہیں کہ ایک بادشاہ نے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کو بوجہ کسی بخش کے ٹھٹھ جانے کا حکم دیا، اور آپ نارنول ہو کر رہی ہوئے، جب کو س بھر کا فاصلہ رہا آپ چند ٹول سے اتر کر پایادہ ہوئے، جب مقبرہ حضرت شیخ محمد کے قریب پہنچے تو اس مقبرہ کے آگے ایک بہاری پتھر پڑا تھا، دست بستہ اُس پتھر کے روبرو کھڑے ہوئے بعد اُس کے روضہ میں جا کر فاتحہ ادا کی، ایک شخص نے یہ حال دریافت کیا، آپ نے فرمایا زہے خدمتگاران کہ مالک خود اُس کے در پر آئے مینے دیکھا کہ روح پر فتوح رسول مقبول علیہ السلام اس پتھر پر مثل خورشید جلوہ گر ہے، جب تک وہ صورت میرے روبرو رہی میں اس پتھر کی طرف متوجہ رہا، بعد اُس کے روضہ میں گیا، جس کو کوئی مشکل پیش آئے وہ اس روضہ کی طرف رجوع کرے امید ہے کہ مشکل آسان ہو، اور ایک شخص نے میاکی سے عرض کیا کہ آپ کو بھی تو اس وقت مشکل کا سامنا ہے آپ بھی اُس کی آسانی کے واسطے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ آسان ہوگی، حضرت نارنول سے چل کر تھوڑی دور گئے تھے کہ سنا بادشاہ دہلی نے انتقال کیا، شیخ واپس ہو کر پھر دہلی میں تشریف لائے، وفات شیخ محمد ترک قدس سرہ کی ۱۳۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ سرید الدین گنج بخش کر مسعود قدس سرہ

کہ سلطان و اصفہان حق و برہان فانیان ذات مطلق تھے، تمام مشائخ اُن کے کمال عرفان و محویت اور وجدان پر متفق ہیں اور زیارت و مجاہدہ ترک و تجرید و فقر شوق جو حضرت کو تھا کم ہر کسی کو میسر ہوتا ہے، ہی اپنی توجہ سے راکخان ناسوت کو بمقامِ لاہوت پہنچاتے تھے، اور اول سے تا آخر صغلتے باطن میں کوشش کی دنیا اور آخرت کو نظر بھر کر بھی کہی نہیں دیکھا، باوجود ایسے کمالات کے وہ خلق محمدی تھا کہ تمام خلق حسن سیرت حضرت کی فریفتہ تھی اور آپ جملہ خلفائے حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلی میں محبوب ترین اور صاحبِ سجادہ تھے، اور سلسلہ نسبی حضرت کا حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطاب تک اسطرح

ماتا ہے، یعنی حضرت گنجشکر بن شیخ سلیمان بن شیخ لعبان بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ محمد بن شیخ شہاب الدین بن احمد المعروف فرخ شاہ کابلی البلی بن نصیر الدین محمود شیمان شاہ بن سلیمان بن مسعود بن عبد اللہ بن واعظ الاصفہر بن واعظ الاکبر بن ابو الفتح بن حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم البلی بن سلیمان بن ناصر بن عبد اللہ بن امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ قول صاحب سیر الاولیاء کا ہے مگر بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ ابو الفتح اسحق پسر سلطان ابراہیم لا ولد تھے، اور آپ کے والد جمال الدین سلیمان ہمیشہ زراہ سلطان محمود غزنوی کے تھے۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ فرخ شاہ بادشاہ کابل تھے، تمام سلاطین اُن کے مطیع تھے، اور یہ سلطنت کابل کی سلطنت غزنی سے پہلے تھی جب سلطنت غزنی کو قوت ہوئی سلطنت کابل شامل سلطنت غزنی ہوئی، لیکن فرزندان فرخ شاہ کابل میں سے آخر گنجشکر نے خراج کر کے ایک عالم کو زیر و زبر کیا، اور کابل بھی تاراج ہوا، اُسی جھگڑے میں آپ کے پردادا شیخ احمد نے شربت شہادت نوش کیا، اور آپ کے جد شیخ شعیب مع اپنے عیال و اطفال کے لاہور میں آئے، بعد چند روز کے قصور میں پہنچے، قاضی قصور نے اُن کی بہت مدارات کی اور اُن کی کیفیت سے بادشاہ کو مطلع کیا بادشاہ نے قضا، قصبہ کو تھی کی جو قریب ملتان کے ہے، تفویض کی، آپ کے دادا اور والد دونوں صاحبوں کے مزار قصبہ کو تھی میں ہیں۔ لکھا ہے کہ قاضی سلیمان کے تین پسر ہوئے اول شیخ عزیز الدین محمود دوسرے شیخ فرید الدین مسعود تیسرے شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہ اہم اور مادران بزرگواروں کی بی بی قرسم خاتون دختر مولانا وجیہ الدین کی تھیں اُن کے کمالات ملفوظات خواجگان چشت میں اکثر موجود ہیں، یہ بی بی عفت مآب صالح و اصلان حق سے تھیں، بعض نے لکھا ہے کہ شیخ کمال الدین سلمان محمود غزنوی کی ہمیشہ زاد نہ تھی لکھا ہے پہلا نام حضرت کا مسعود تھا، حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مہربانی سے فرید الدین نام غایت کیا، اور روایت صحیح یہ ہے کہ فرید الدین نجیب سے ملقب ہوئے، اور کتب ہائے مشائخ سے ثابت ہے حضرت کے ایک سواکینام ہیں، اُن کا پڑھنا واسطے ہر جہت اور ہر ہم کے کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ تجربہ یہی ہے، وہ اسمائے مبارک یہ ہیں: شیخ فرید، خواجہ فرید، مخدوم فرید، بابا فرید، شاہ فرید، مولانا فرید، حاجی فرید، درویش فرید، عاجز مسکین فرید، غریب فرید، موجود فرید، فرید مسعود، فرید محمود، فرید مقصود، فرید قاصد، فرید مقصد، فرید خجی، فرید اجدہنی، فرید حامد، فرید کمال، فرید مکمل، فرید خادم، فرید متوکل، فرید ساک، فرید ساک، فرید زاہد، فرید عابد، فرید عالم، فرید صادق، فرید صابر، فرید شاکر، فرید امام

فرید مجتہد، فرید مدین، فرید متقی، فرید محب، فرید مرشد، فرید حق، فرید وکیل، فرید خالص، فرید مخلص،  
 فرید عاشق، فرید عارف، فرید عظم، فرید عظیم، فرید ہادی، فرید ہدی، فرید ملی، فرید سخی، فرید قطب، فرید  
 فرید بلبعث، فرید سیاح، فرید جہاں گشت، فرید کبر، فرید گشت، فرید الحق، فرید صیب، فرید عزیز، فرید  
 مقبول، فرید صوفی، فرید صاحب، فرید عقیق، فرید دقیق، فرید خیر، فرید خیر، فرید سلطان، فرید برہان،  
 فرید وصل، فرید دم، فرید قدم، فرید اول، فرید آخر، فرید ظاہر، فرید باطن، فرید جل، فرید قتل، فرید بر  
 فرید بجر، فرید کھی، فرید ببت، فرید نور اللہ، فرید نظر اللہ، فرید فضل اللہ، فرید فیض اللہ، فرید صفتہ اللہ،  
 فرید نقطۃ اللہ، فرید اندام اللہ، فرید اہل اللہ، فرید سر اللہ، فرید عزیز اللہ، فرید روح اللہ، فرید عبد اللہ، فرید حیط  
 فرید قطب، لا قطاب، فرید مشککشا، فرید قاضی الحاجات، فرید چاہیے کہ جن کے واسطے پڑے  
 چالیس روز میں ایک لاکھ تمام کرے۔ جو وقت مقرر کرے اسی وقت پڑے، اگر کل نہو سکیں تو یہ پانچ  
 نام ضرور پڑے۔ شیخ فرید، مولانا فرید، خواجہ فرید، حاجی فرید، درویش فرید۔ اور ان کے پڑھنے کا طریق  
 یہ ہے کہ جب کوئی ہم پیش آئے با وضو پہلے اکتالیس بار آیتہ الکرسی پھر اکتالیس بار الحمد پھر اکتالیس بار  
 سورہ اخلاص اور سو بار درود اور پچاس بار سبحان اللہ تا آخر اور قرآن میں سے جس قدر ممکن ہو پڑھ کر  
 اول سو بار شیخ فرید پھر سو بار خواجہ فرید، پھر سو بار مولانا فرید، پھر سو بار درویش فرید، پھر سو بار شیخ فرید،  
 حاجی فرید، اسی جگہ پڑھ کر سو بار کرے، یعنی بعد نماز عشا کے پڑھا کرے۔ حضرت کو خواب میں یہ بھیگا جو حاجت ہو  
 عرض کرے جیسا حکم ہو اُس پر کار بند ہو، اور سوتے وقت بسم اللہ الرحمن الرحیم اور یا غفور اور یا اللہ اور  
 یا ہو تین تین بار اپنے سینہ پر اپنی انگشت سے لکھے یعنی ملفوظات پیرانِ حیات میں لکھا ہے کہ جب حضرت  
 حل میں تھے تو آپ کی والدہ کو بیرون کی طرف رغبت ہوئی، ان کے ہمسایہ میں ایک درخت بیری کا پھلا ہوا  
 تھا، آپ بے اجازت مالک کے چند بیر توڑنے چاہتی تھیں کہ کھاویں، آپ نے اندر شکم کے بقراری کی کہ جس کھ  
 دہ والدہ حضرت بیدار ہوئیں اور بیر ہاتھ سے لے گئے، لکھا ہے کہ جب آپ بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ  
 غدر کیا کہ فرزند تیرے محل کے دنوں میں کبھی کوئی چیز مشکوک نہیں کھائی، آپ نے جواب دیا کہ بے اجازت نہ  
 بیری کے چند بیر آپ نے توڑے میں نے بقراری کر کے آپ کو مال مشکوک سے بچا دیا یاد کر لیجئے۔ یہ سن کر والدہ  
 حضرت متحیر ہوئیں کہ میں نے تو اُس کا اظہار کبھی کسی سے نہیں کیا اور جو یہ سپر کہتا ہے سچ کچھتا ہے، صاحب  
 سے روایت ہے کہ اکتیس شعبان کو ابراہیم آسمان پر حیط تھا۔ "سلمانان شہر خدمت قاضی سیامان پد حضرت میں نے

اور کہا کہ آج ۲۹ رہے اگر حکم ہو تو کل روزہ رکھیں، آپ نے فرمایا چاند میں شک ہے، در صورت شک روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ اس وقت میں ایک بزرگ تھے کہ جن پر گمانِ ابدال کا تھا مفہیم تھے اُن کی خدمت میں آئے اور یہ مسئلہ پوچھا، اُن بزرگ نے فرمایا کہ آجکی رات قاضی کے یہاں کچھ ہوا ہے وہ قطب ہو گا، اگر کل اُس نے شیر نہ پیا تو کل تم بھی روزہ رکھنا اگر اس نے دو دھ پیا تو کل روزہ نہ ہو گا، الغرض اُسی شب حضرت تولد ہوئے اور صبح شیر نہ پیا روزہ رکھا، تمام شہر نے حضرت کی متابعت سے روزہ رکھا، جو وقتِ افطار کا آیا آپ نے پستانِ مادر دین مبارک میں لیا اور شیر نوش کیا اسی طرح تمام روزے رکھے۔ صاحبِ سیر العارفین حضرت سلطانِ اشرف سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت کتب میں بیٹھے تھوڑے ہی دنوں میں قرآن حفظ کیا اور تحصیلِ علوم سے فارغ ہوئے اور شہرِ لہان میں مسجد مولانا منہاج الدین بن کتاب نافع پڑھتے تھے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تشریف فرما نشانِ مجتہد اور اُسی مسجد میں ٹہرے شیخ کو دیکھ کر دریافت کیا کہ اے لڑکے کیا پڑھتا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ نافع پڑھتا ہوں، آپ نے فرمایا نافع ہو گا یہ بات آپ کی لسی نوٹ ہوئی کہ مرید ہوئے جب خواجہ دہلی میں تشریف لائے لگے آپ بھی ہمراہ ہوئے۔ خواجہ نے فرمایا ابھی اسی جگہ رہ کر علوم ظاہری کی تحصیل کر، بعد اُس کے میرے پاس آنا، کس واسطے کہ زاہد بے علم تخریطِ شیطان میں آجاتا ہے، حضرت لٹا سے قندھار میں آئے، بعد تحصیلِ علوم بغداد میں پہنچے اور شیخ شہاب الدین ہروردی اور سیف الدین باخزنی سعدی حموی دہباؤ الدین حموی و بہاؤ الدین شیخ و احد الدین کرانی و شیخ فرید الدین محمد بن پاپوری سے مشرفِ حنفوری حاصل کر کے مستفیض ہوئے، بعد اُس کے مقامِ ملی خدمت پیر روشن ضمیر میں حاضر ہوئے، حضرت قطب الاقطاب نے ایک جدا حجرہ آپ کی عبادت کے واسطے مقرر فرمایا، بعد ترتیبِ کمال کو پہنچ کر مشرفِ بختیار کاکی ہوئے چنانچہ حضرت نے خود فرمایا ہے کہ میں نے شیخ شہاب الدین کو خود دیکھا اور اُن کی صحبت میں رہا، ہر روز دس ہزار دینار سے کم نفع نہ تھا، مگر وہ صبح سے شام تک سب راہِ خدا میں صرف فرماتے کل کے واسطے ایک پیسہ نہ رہتا تھا، خود حضرت بابا صاحب نے فرمایا ہے کہ بغداد میں سینے شیخ اجل شیرازی کے ہاتھ کو بوسہ یاہے، مجھ کو انہوں نے یہ رُعاد کی تیری روزی میں برکت ہو۔ جب میں بغداد سے باہر آیا ایک درویش کو ایسا دیکھا کہ صر پست اور استخوان باقی تھا، چند روز اُن کی صحبت میں رہا وہاں سے بخارا آیا، شیخ سیف الدین باخزنی کو دیکھا بڑے بزرگ تھے، میں آدابِ بجا لاکر نزدیک اُن کے بیٹھا جب میری طرف ملاحظہ کرتے فرماتے کہ بلا کا مثلِ شیخ روزگار میں ہو گا، تمام عالم اس کے مرید اور فرزندوں سے

بہر جائیگا اور کبیل سیاہ جواڑھے ہوئے تھے بندہ کو غایت کر کے فرمایا کہ اس کو اوڑھے لے چند درازس بزرگ کی خدمت میں رہا، وہاں سے چلکر ایک مسجد میں آیا، اُس کے پاس ایک بزرگ بیٹھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہوا کی طرف آنکھیں بند کئے کھڑے ہیں چار روز یہی کیفیت رہی، بعدہ آنکھ کھولی، بیٹے سلام کیا۔ جواب دیا اور فرمایا بیٹھ جب میں بیٹھا آپ نے کل کیفیت بندہ سے بیان کی، اُس شب کو بھی میں اُن کی خدمت میں رہا، جب سچ ہوئی اُن بزرگ کو نہ پایا۔ وہاں سے چلکر بدخشاں میں پہنچا اور وہاں کے بزرگوں سے ملا، وہاں سے پھر ملتان آیا، شیخ بہاؤ الدین ذکرِ یاسے مصافحہ ہوا، اُنہوں نے پوچھا کہ اپنا کام کہاں تک پہنچایا، بیٹے کہا کہ اگر میں کہوں تو آپ کرسی پر بیٹھکر ہوا پر تشریف لے جاویں یہ کہتے ہی کرسی ہوا پر سے پیدا ہوئی، شیخ بہاؤ الدین نے ہاتھ اُس پر مارا اور کہا کہ مولانا فرید خوب انجام دیا، وہاں سے چلکر میں ہلی میں آیا، اور یاد حق میں مشغول ہوا، حضرت مجھ کو نعمت عطا کی، اور فرمایا کہ مولانا فرید تو اپنا کارپوراکر کے حیرے پاس آنا۔ حضرت کے مشاغلے اور مجاہدے اور ریاضات عبادات مشہور ہیں، حضرت سلطان المشاغ سے روایت ہے کہ بابا صاحب نے ایک بار فرمایا کہ میں بمقام سیتان مجلس شیخ و ابدالین کرانی میں موجود تھا کہ دو فقیر آئے، کچھ ذکر کرامات فقر کا ہو رہا تھا، یہاں تک اُن دونوں نے کہا کہ اس مجلس میں جتنے درویش ہیں اپنی اپنی کرامات دکھائیں۔ اول صاحب خانہ کی طرف اشارہ ہوا، اُنہوں نے فرمایا والی شہر مجھ سے بغیر ہے، طرح طرح کی تکلیفیں دیتا ہے، تعجب ہے کہ آج میدان سے سلامت آئے، کہ اُسی وقت خبر آئی کہ حاکم شہر گھوڑے پر سے گر کر ابھی مر گیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تم کچھ دکھاؤ بیٹے مراقبہ کیا، اور حاضرین سے کہا کہ انکھیں بند کرو سب نے اپنے کو کعبہ میں دیکھا، جب آنکھ کھولی پھر اُسی مجلس میں پایا، اور اُن دونوں مسافروں نے اپنے فرقہ اوڑھے اور معاف غائب ہو گئے فقط فرقہ پڑے ہے۔ صاحب مرآۃ الاسرار و فوائد اسالکین حضرت گنجشکر سے ناقل ہیں یعنی حضرت فرماتے ہیں کہ جب میں مشرف امداد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے کلاہ چہار ترکی سر دعا گو پر رکھ کر بہت شفقت فرمائی۔ اُس وقت قاضی حمید الدین، مولانا علی کرانی، سید نور الدین مبارک، شیخ نظام الدین، ابوالموید مولانا شمس ترک، شیخ محمود موئینہ درویش وغیرہ حاضر تھے، حضرت قطب لاقطابے راہ مبارک سے فرمایا کہ شیخ کو ذاتی فوت اور تصبیح ایسی چاہیے کہ جو کوئی اُس کے پاس مرید ہوئے آئے وہ موت نظر باطنی اپنی سے رنگ اُس کے سینہ کا صاف کر لے کہ کچھ کدورت سینہ میں باقی نہ رہے، بعد اُس کے اُس کا ہاتھ پکڑے اور خدا رسیدہ کرنے

لکھا ہے کہ حجرہ آپکا قریب دروازہ غزنوی کے نیچے بچ کے تھا، اکٹھویں روز مرشد کی خدمت میں حاضر  
 ہوتے باقی یا حق میں مشغول رہتے، صاحب سیر الاولیاء سے نقل ہے کہ جب حضرت گنجشکر نے چاہا کہ مجاہدہ  
 زیادہ کریں، خواجہ کی خدمت میں عرض کیا، خواجہ نے فرمایا کہ پہلے روزہ طے کر، جب غیب سے پہنچے افطار کر، تیسرے  
 روز غیب سے روٹیاں آئیں آپ افطار کرتے، بعد ایک ساعت کے جی ملتا اور تھے ہو جاتی تھی، عمدہ پاک ہو جاتا  
 تھا، بعد چند روز کے حضرت نے یہ حال خدمت خواجہ میں عرض کیا، حضرت نے فرمایا کہ مسعود طعام خاری سے  
 افطار کرتا تھا، عنایت حق تیرے شامل حال ہے کہ وہ طعام تیرے شکم میں نہیں ٹھہرتا، اب چھ روز کے بعد  
 افطار کر، بعد چھ روز کے اشتہا جفا لبہونی، ہاتھ زمین پر مارا، ایک سنگریزہ ہاتھ میں آیا، جب اس کو  
 منہ میں رکھا شکر ہو گیا، اُس وقت اُس کو منہ سے باہر کیا، اسی طرح چار بار اشتہا ہوئی اور سنگریزہ  
 منہ میں ڈالے شکر ہو گئے، پھر دل میں خیال آیا کہ خواجہ نے فرمایا تھا کہ جو غیب سے پہنچے اُسے افطار کرنا  
 شاید یہ فطاری غیب سے پہنچتی ہے، چند سنگریزے اٹھا کر کھائے وہ شکر ہو گئے، جب صبح ہوئی خدمت خواجہ  
 میں حاضر ہو کر تمام حال عرض کیا، خواجہ نے فرمایا خوب کیا، جو غیب سے ہے وہ نیک ہے، حامند شکر  
 شیریں رہیگا، اس روزے گنجشکر خطاب ہوا اور یہ فرمایا ۵ سنگریزے دست تو گہر گردو، زہر درد بہن تو  
 شکر گردو، صاحب سیر العارفین نے لکھا ہے کہ ایک روز شیخ خدمت خواجہ میں آئے بسبب ضعف کے  
 زمین پر گر پڑے، قد سے مٹی منہ کے پاس پہنچی شکر ہو گئی، اُس روزے گنجشکر ہوئے، اور صاحب  
 اخبار الاخبار فرماتے ہیں کہ سوداگر چند بیلوں پر شکلا لے جاتے تھے، شیخ نے اُن سے شکر طلب کی،  
 انہوں نے جواب دیا کہ یہ نمک ہے، شیخ نے فرمایا کہ نمک ہوگا، جب سوداگر دوں لے گئیں کھولیں  
 تو اُن میں سے نمک نکلا، بہت شرمندہ ہو کر شیخ کی خدمت میں آ کر عرض کیا جب آپ نے کرم کی نگاہ  
 پھر بدستور شکر ہو گئی۔ نواب بیرم خاں خانخاناں نے کہا ہے ۵ کان نمک جہاں شکر شیخ بجز و بڑ  
 اُن کو شکر نمک کھدوا ز نمک شکر۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ وہ سوداگر یہ کرامت دیکھ کر معتقد ہوئے  
 سرنار کا نام عالم تھا۔ ایک نقل ہے کہ حضرت کو ایام طفولیت میں شیرینی سے بہت ذوق تھا، جب آپ کی  
 والدہ نماز پڑھتی تھیں مصری کے ٹکڑے زیرِ مصلیٰ رکھتی تھیں، جب سلام پھیرتی تھیں اُن کا شاہ کرتیں  
 اس جگہ مصری رکھی ہے، ایک روز والدہ حضرت کی مصری زیرِ مصلیٰ رکھنی بھول گئیں، آپ نے موافق عادت  
 زیرِ مصلیٰ ہاتھ ڈالا، بہت سی ڈلیاں مصری کی نکلیں، آپ نے فرمایا مادر آج تم مصری رکھنی بھول گئیں

پروردگار نے جھکو بہت سی مصری دی والدہ نے فرمایا اے پسین ہو کہ تو ضائع نہ ہوگا اور مثل شکر شیریں رہیگا اُس روز سے گنجشکر خطاب پایا اور خود بخود مشہور ہوئے ایک نقل ہے کہ جناب سر عالم نے آپ کے پیدا ہونے سے پہلے آپ کی خبر دی تھی اور گنجشکر لقب فرمایا تھا صاحب گلشن اولیا سے نقل ہے کہ سات سو برس پہلے ظہور شیخ فرید الدین سے اکثر مشائخین سلف نے آپ کی خبر دی تھی کہ ایک شیخ کامل پیدا ہوگا گنجشکر کہلائیگا بہت کو قرب خدا میں پہنچائیگا اُس کے مرید قطب روزگار ہوں گے اور روایات معتبرہ اس طرح بھی ہیں کہ حضرت جگلو پہاڑوں میں ریاضت فرماتے تھے سوائے گھاس خشک و درختوں کے کچھ نہیں نوش فرماتے تھے ایک روز تشنہ ایک چاہ پر پہنچے راہ دیکھنے لگے کہ ڈول رستی آئے تو پانی پیوں دیکھا کہ ہرنوں کی ڈرار آئی اُن کے آتے ہی چاہ نے جوش مارا ہرن پانی کر وانہ ہوئے جب آپ نے قصد پانی پینے کا کیا پانی سمت کر پھر چاہ میں چلا گیا آپ نے بدرگاہ باری عرض کی کہ پروردگار عالم جانوروں کو پانی دیا میں جو تیری راہ میں جلا ہوا ہوں مجھ سے پانی دریغ رکھتا ہے فرماں ہوا کہ فرید تیری نظر ڈول رستی پر تھی ہرنوں کی نظر ہماری طرف تھی اہوچ سے اُن کو پانی دیا جھکو نہ دیا اسی وقت آپ اُس چاہ میں چالینس روز رکھے ہے اور نفس کو پانی نہ دیا بعد چالینس روز کے قدرے خاک منہ میں ڈالکر افطار کیا وہ خاک منہ میں پڑتے ہی شکر ہو گئی اسی وقت اس کو تھوک دیا آواز ہوئی کہ لے فرید تیرا چلہ قبول ہوا اور آج سے تجھ کو گنجشکر کیا نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے حضرت خواجہ سے عرض کیا کہ بہت سخت ایک چلہ کروں آپ نے فرمایا کہ فرید کچھ حاجت نہیں یہ باتیں واسطے شہرت کے ہیں حضرت فرماتے ہیں کہ جھکو اُس روز سے بہت بڑا خیال اور شیمانی ہے کہ میں نے ایسی بات کہی جو خاطر مبارک پر ناگوار گذری الغرض بعد چند روز کے حضرت قطب لاقطاب نے فرمایا کہ فرید ایک چلہ معکوس کر اپنے ارشاد کیا جس ترکیب سے ارشاد ہو کروں خواجہ نے فرمایا کہ ایسی مسجد ہو کہ جس میں سوائے مؤذن کے اور کوئی نہ رہتا ہو بنگلہ عشا کے مسجد خالی رہتی ہو اور مؤذن بھی دین دارا مانت دار ہو اُس مسجد میں کنواں ہو کنوئیں پرورد ہو ایسی جگہ تمام شب اٹا تنک کر مشغول ہوتا کہ چلہ پورا ہو جائے پس موجب ارشاد پیر روشن ضمیر ارادہ مصمم کر کے مسجد موصوف کی تلاش میں نکلے نواح دہلی میں ایسی صفت کی مسجد نہ پائی دہلی سے ہانسی آئے وہاں بھی اس صفت کی مسجد نہ پائی اسی طرح شہر شہر قصبہ قصبہ دیہہ دیہہ نہ پائی۔ آج نہیں





بزرگوں نے بابا صاحب کے حق میں دعائیں کیں اور اسمِ عظیم کو جو سینہ بسینہ چلا آتا تھا تلقین فرمایا اور خواجہ بزرگ نے فرمایا کہ فرید شمع ہے خاندانِ درویشوں میں اس فقیر کو روشنی ہوگی یہ تمام عالم پر انور شمس ہے کہ ایسا ہی ہوا میر سید محمد کرمانی مؤلف سیر الاولیاء نے کیا خوب فرمایا ہے۔ بیت

بخشش کوین از شیخین شد در باب تو      بادشاہی یا مستی زیں بادشاہان جہاں  
ملکیت دنیا و دیں گشتہ مسلم بر ترا      عالمے کن گشتہ افطامی تولے شلہے جہاں

مہر ہی حضرت جناب سلطان المشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب وقتِ نقلِ خواجہ قریب پہنچا، قاضی حمید الدین کے خیال میں آیا کہ خرقة اور سجادہ جھکو عطا ہوگا، اور یہی خیال مولانا بدر الدین کے دل میں گذرا کہ خرقة اور سجادہ جھکو ملیگا۔ اسی وقت خواجہ نے نور باطن سے اُن کے دل کا حال معلوم کر کے فرمایا کہ یہ خرقة اور عصا و مصلی و فعلین چوبین اور دیگر تبرکات میرے پیروں کے جوہیں مینے فرید کوئے کہ وہ میرا جانشین ہے اور اُس امانت کو قاضی حمید الدین کے حوالہ فرما کر جاں بحق تسلیم ہوئے۔ جب بابا صاحب نے ہلی پہنچے تو قاضی حمید الدین نے کل امانت آپ کے سپرد کی، آپ بعد چند روز کے تشریف فرطے ہنسی ہوئے۔ باقی کیفیت دہر بیان ہو چکی ہے پس اسی زمانہ میں شیخ جمال الدین ہنسوی مرید ہوئے۔ جب یہاں بھی خلقت نے از و حام کیا آپ قصبہ کو تھی دال وطن آبائی میں آئے اور چندے بسر فرمایا چونکہ یہاں سے ملتان قریب تھا یہاں بھی لوگوں نے گھیرا، مشوش ہو کر چاہا کہ لاہور میں چلے اس وقت لاہور تاخت چنگیز خانیوں کے سب سے ویران تھا۔ آخر قصبہ جو دہن کو مجھول جگہ سمجھا کر جو دہن میں تشریف لائے، اُس وقت وہاں ایک جوگی صاحب استدرج رہتا تھا، کل شہر اُس کو مانا تھا، آٹھویں روز گائے کا دودھ اُس کے واسطے لے جاتے تھے، یہ صرف آٹھویں روز دودھ پیتا تھا، خوبی یہ تھی کہ بتنا دودھ آجاتا اپنے کشف سے سب پی لیتا، سیف زبان تھا بہت مقامات جوگے ملے کئے ہوئے تھا، پری زام یعنی جس دم کھچتا تھا، بعض مقامات ایسے تھے کہ وہ اُسے نہ کھلتے تھے، ایک مدت فکر تھی کہ کوئی فقیر اہل اسلام ملے کہ جس کی وجہ سے یہ مقامات بھی ملے ہو جاویں کہ حضرت بھی وہاں رونق افروز ہوئے، اور خلقت نے حضرت کی طرف رجوع کی، اس جوگی کو کہ اس کا نام شہنونا تھا تھا خبر ہوئی کہ ایک مسلمان فقیر اس قصبہ میں وارد ہے، یہ اپنے سینکڑوں چیلوں اور ہزار ہی فقیروں کو بیکر حضرت کی طرف چلا، اور دل میں خیال کیا کہ اگر فقیر کامل ہے اور میرے دونوں مندرے کان کے اُس کے آگے ٹک کر جا پڑیں گے تو میں

سمجھوں گا کہ وہ کامل ہے۔ پس جب روبرو حضرت کے گیا آپ نے نور باطن سے اُس کے دل کا حال معلوم فرما کر اُن مندروں کو دیکھا، اسی وقت مُندے خود بخود اُس کے کانوں سے نکل کر حضرت کے روبرو پڑے، پھر اس کے دل میں خطرہ گذرا کہ اگر یہ شاخیں پیدا کر لادیں تو جانوں حضرت کو بھی اُس کے خطرہ سے آگاہی ہوئی اور دست مبارک سے دونوں مندے اُٹھا کر مٹی میں ڈالے وہ اُسی وقت اُگ آئے یہ کرامت دیکھ کر وہ اعتقاد لایا، اور عرض پر دراز ہوا کہ ایک میل اور باقی ہے، آپ نے ارشاد فرمایا وہ کیا، اُس نے کہا میں غایب ہوتا ہوں، اگر آپ نے بجھ کو ڈھونڈ لیا تو میں بیشک آپ کے چیلے ہوں گا، یہ کہہ کر وہ دروازہ اپنی چادر اوڑھ لی پڑے ہی روح اُس کی قالب سے پرواز کر کے عالم بالا پر پہنچی، جسم اُس کا مثل مردہ کے ہو گیا، حضرت سرورِ قہ میں جھپکایا اُس کی روح عالم ملکوت گذر چکی تھی کہ روح مبارک نے اُس کو گھیرا اور آواز دی کہ باش لگے تیرا گد نہ ہو گا، یہ مقام اہل ایمان کے واسطے ہے، یہاں تک بھی تیرا گد اس سبب ہوا کہ تیرے دل میں عظمت اور محبت اسلام کی تھی، یہ فوٹنہ ہی روح اسکی اپنی تھی اور اپنے قالب میں تھی وہ اُٹھ بیٹھا، حضرت مراقبہ سے سر اٹھا باوہ قدموں پر گر پڑا اور مع اپنے چیلوں کے صدق دل سے مسلمان ہوا اور حضرت سے بیعت کی جس کے حضور کی خدمت میں رہ کر علم الہی کی تکمیل کی، بعد حضرت اُس کو شاہِ ولایت ملکِ سیوستان کا فرما کر محاس کے چیلوں کے اس طرف رخصت فرمایا، وہ جوگی اور سب اُس کے چیلے اولیا ہوئے۔ صاحبِ سیراں لکھن اور میرالاقطاب اور دو طرح پر نقل کیا ہے، دونوں قول قریب قریب ہیں۔ صاحبِ ققباس لالوار عمر کر گئے ہیں کہ سینے وہ درختِ بچشم خود دیکھے ہیں کہ موجود تھے، نہتے اُن کے نہایت سرخ رنگ خوشامی تھے کہ امن درختوں کے دہاں کے لوگ کسبہ کہتے تھے اور قریب آبادی کے زیارت گاہ ہیں۔ یہ ذکر سننا کا ہے کہ شاہِ اکرم جامعِ اقتباس لالوار اس شہر میں پیش امام تھے، اور بہت روز دہاں ہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت نوشہرہ میں شریف فرما ہوئے، ایک روز مساوا کر کے جب مساوا کو زمین میں استاد کیا، اُنھی اُس میں نشوونما ہوا یعنی جال کا درخت ہوا، بعد چند روز کے جب حضرت دہاں سے چلے تو دیکھا کہ وہ درخت پیچھے آنا ہے، فرمایا کہ باش دریں جا باش، جب وہ نہر کا پھر فرمایا باش دریں جا باش، غرض تین بار ایسا ہی فرمایا، جب وہ نہر کا غصہ ہو کر اُسکی شاخیں پکڑ کر زمین پر مے مارا اور فرمایا کہ باش دریں جا باش وہ اُسی جگہ سرسبز ہے، سینے دیکھا ہے اور زیارت گاہ عام ہے۔ نقل ہو کہ ایک روز حضرت تشریف فرما تھے جسم مبارک میں کچھ کمیر تھا، عصا اُنہ میں لیکر کھڑے ہوئے، چند قدم چلے تھے کہ عصا دست مبارک سے گر آنا، تفکر اور حیرت

ظاہر ہوئے حضرت سلطان المشائخ سے عرض کی کہ مخدوم معلوم نہیں اس وقت حیرت اور فکر کس سبب ہے  
 فرمایا کہ جب سینے عصار پر تکیہ کیا اعتبار لہی ہوئے کہ کس واسطے سولے ہمارے دوسرے پر تو نے تکیہ کیا  
 اس وجہ سے سینے عصار ڈال دیا اور شیخان ہوا۔ سیرا لکین سے نواہت ہے کہ آپ کے غم میں درویشان  
 کوہ قاف میں اہم اختلاف پیدا ہوا، بعض کہتے تھے کہ جہاں میں قطب کبر ہے بعض کہتے تھے نہیں ہے  
 کس واسطے کہ اگر ہوتا کہ قاف میں کہی تو آتا، آخر یہ امر طے ہوا کہ دو شخص فلاں فلاں جو کمال اور شیخ ہوتے  
 جلتے ہیں تلاش میں جاویں جب قرار پا چکا ان دونوں مقبرہ کی روانہ کیا یہ تمام عالم میں پھرے، جہاں میں  
 کاس کو سنا دیا گئے، اُس سے لے کر صفات قطب کبری نہ پائیں، صفات قطبیت کبریٰ اور دیگر صفات  
 مقامات فقر اللہ نے چاہا تو دوسرے رسالہ میں تحریر ہوگی۔ الغرض یہ دونوں بزرگ نقص کناں وارد ہندستان  
 ہوئے اور حضرت گنجشکر کی کرات اور ریاضت و عبادت کا شہرہ سن کر وارد ہندوستان ہوئے، آپ سے  
 ملاقات کی آثار قطبیت کبریٰ کے تو پائے حالات طہسنی کو نہ پاسکے، اور حضرت کی خدمت میں رہنا سعادت  
 سمجھا، جب ان کو بہت دن لگے دو شخص در آئے وہ بھی رہ گئے پھر دو اور آگئے وہ بھی رہ گئے اسی طرح  
 کل درویشان دہاں کے آئے اور آپ کی خدمت میں رہنے لگے، جب حضرت نے دیکھا کہ وہ مقام اویا  
 خالی ہے اس وقت ان سے فرمایا کہ تم لوگ اپنے مقام کو خالی نہ چھوڑ دو ہیں چلے جاؤ اور مقام قطبیت  
 کبریٰ ان کو معاینہ کر دے، وہ درویش اپنے جلایم و نام غفور کر کے اہل اپنے وطن کو گئے، بعد اُس کے ایک  
 شیخ بہاؤ الدین ذکر الہی ملتا ہی اور حضرت عالم طہر میں تھے، سیر کناں کوہ قاف ہوئے، ایک مسجد دکشا دیکھ کر  
 وہاں قیام کیا، وہاں کے کل درویش واسطے پاہوسی حضرت بابا صاحب کے حاضر ہوئے اور خدمات بجالائے  
 ایک روز واسطے وعظ کے عرض کی، آپ نے تفسیر قرآن مجید بیان کی جس کے سننے سے تمام خلائق محظوظ  
 ہوئی اُس وقت پھرے جہاں بٹھ گیا تھا، ایک حالت طاری تھی، بعد اُس کے جب دنیا داروں نے بہت  
 ستاؤ شروع کیا، دونوں بزرگوار واپس ہندوستان کو مراجعت کی حضرت شیخ محمد غوث  
 گو الیری قدس سرہ نے اوراد غوثیہ اور دیگر مکاشفات اپنے میں تحریر کیا ہے کہ ایک شب میں حاضر وقت  
 تھا، یکایک ایک آواز آئی کہ تیری حضوری اور معوری کا وقت ہے آج اپنے سر نکال لاکھا کہ دریا سے غفرم  
 اور تمام عالم اُس دریا کو دیکھ رہا ہے اور ایک تخت مصع بلند بالا دریا رکھا گیا اور آگے اُس تخت کے ایک  
 صورت جمال ایک صورت جلال متجلی ہوئی، اور ایک مرد باوقار اُس تخت پر جلوہ افروز ہے اور تمام

خلق اُس دریا میں اگئی ہے، وہاں سے جا نہیں سکتی، اگر چند شخص کہ جن کو میں پہچانتا ہوں نصف راہ وہ ملے کر چلے گئے تھے کہ میں نے اُن سے سبقت کی، اور قریب اُس تخت کے پہنچا، وہ محافظ تھے، وہ آگے جانے کو مانع ہوئے کہ یوں نہ جاؤ اور اپنا پیرا بن چھو عطا کیا اور دو طبق انوار فیض جمال سے اور تین طبق فیض جلال سے میرے سر پر ڈالے، جب میں نے زیادہ طلب کئے کہا کہ اتنا ہی تیرے نصیب میں ہے، پھر میں نے التماس کیا کہ آپ کا نام کیا ہے، فرمایا کہ فرید الدین گنجشکر کہتے ہیں، پس میں نے قدم اُن کے لئے اور پھر عرض کی کہ یہ کیا جگہ ہے، فرمایا کہ دربارے ہستی ہے اور یہ تخت رب العالمین ہے، جو ولی اور بنی کہ اُس مقام پر پہنچا ہے نعمتائے جلال و جمال سے فیضیاب ہوتا ہے، پھر میں نے عرض کیا کہ حضرت تنہا اس جگہ کے محافظ ہیں۔ فرمایا چار شخص ایک خواجہ بایزید بسطامی، دوسرے خواجہ جنید بغدادی، تیسرے خواجہ ذوالنون بصری، چوتھے یا یہ فقیر، پھر میں نے عرض کیا کہ آپ صاحبوں کی پیدائش بعد رسول قبول علیہ السلام کے ہے پہلے کس طرح حفاظت ہوتی ہوگی۔ فرمایا حقیقت ہمارے مرتبہ سے تعلق رکھتی ہے، پہلے مہر بدن سے اور بعد مہر سے اس جسم غصری کو کچھ دخل نہیں۔ پس وقت حضرت گنجشکر کی اس جگہ سے معلوم کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے کیا مرتبہ عنایت فرمایا۔ سیر الاقطاب سے نقل ہے کہ جب حضرت غوث بہاؤ الدین کی رحلت ہوئی تو بابا صاحب واسطے تعزیت کے ملتان میں تشریف لے گئے۔ شیخ صدر الدین پسر و جانشین شیخ نے آپ کا آنا فیضت اور سعادت دارین جانا، بعد دو روز کے اظہار کیا کہ ایک تو قریب روضہ کے ایک چاہ ہے اُس کا رہٹ ہر وقت آپ ہی پھرتا ہے، بیلوں کا کچھ کام نہیں، تمام مویشی پانی پیتے ہیں، دوسرا امر یہ ہے کہ قبر مبارک سے ہاتھ باہر آتا ہے، لکھو کھا آدمی جمع ہوتے ہیں اور اسل مرے حیران رہتے ہیں۔ حضرت نے مراقبہ فرمایا سر اٹھا کر کہا کہ مجھ کو کل حال روح پاک شیخ سے معلوم ہو گیا۔ شیخ نے چاہ پر ایک دیو متعین کر دیا تھا کہ وہ رہٹ کو پھرایا کرے، اور خادم سے فرمایا کہ اُس چاہ پر جا اور کہدے کہ اگر اے پھرانے والے رہٹ کے اگر حکم خدا سے پھرتا ہے تو مباح ہے ورنہ یہاں سے چلا جا۔ اُس وقت ایک سخت آواز ہوئی اور رہٹ پھرنے لگا، خادم نے حاضر ہو کر کل حال عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ اب کہی آپ سے نہ پھریگا، بعد اُس کے آپ مع صاحب سجادہ روضہ پر آئے، وہ ہاتھ بدستور قبر میں سے نکلا، حضرت نے پانی کا آفتاب اپنے خادم سے طلب کیا جو چلتے وقت اُس کے حوالہ کیا تھا، اور قد سے پانی اپنے ہاتھ میں لیکر درست برآمدہ قبر پر ڈالا، وہ ہاتھ اندر گیا، پھر باہر آیا، پھر آپ نے چند قطرہ اُس ہاتھ پر ڈال دیئے وہ پھر اندر گیا

تیسری بار پھر نکلا، آپ نے پھر تھوڑا پانی دیا وہ ہاتھ پھر اندر ہو گیا۔ بابا صاحب نے ارشاد کیا کہ جب شیخ کو غسل میت دیا ہے تو ان آپ کی خشک رہ گئی تھی اسی واسطے ہاتھ بطلب آب باہر آتا تھا اب وہ مدعا پورا ہوا اب کہی ہاتھ باہر نہ آویگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نقل ہے کہ ایک بار شیخ بہاؤ الدین ذکر پانے شیخ جمال ہانسوی کو طلب کیا کہ تہوڑے دن میرے پاس رہیگا۔ بابا صاحب نے فرمایا کہ برادر اپنا جمال بھی کوئی کسی کو دیتا ہے شیخ بہاؤ الدین اُس وقت چپ ہوئے، لیکن شیخ جمال کے دل کو اپنی طرف کشید کیا، اُسی وقت شیخ جمال نے بابا صاحب سے عرض کیا کہ اگر حضور کی مرضی ہو تو تہوڑے دن شیخ بہاؤ الدین کے پاس گزاروں۔ حضرت نے جواب دیا، پھر انہوں نے بعد چند روز کے عرض کی پھر جواب دیا، پھر شیخ جمال نے تیسری بار عرض کیا حضرت کو ناگوار گزارا خفا ہو کر فرمایا کہ تجھ کو اپنا اختیار ہے، جا، مگر کرامت اور نعمت ان کی صلب ہوئی وہاں سے نکل کر جنگلوں میں پریشان پھر لے گئے، اور تمام بدن میں زخم ہو کر متعجب ہو گئے، حضرت نے کل لیل خانقاہ کو حکم دیدیا کہ کوئی کہی ہمارے روبرو شیخ جمال کا ذکر نہ کرے، اور شیخ جمال کے چہرہ رنگ ایسا متغیر ہو گیا تھا کہ کوئی شناخت بھی نہ کر سکتا تھا۔ بعد ایک مدت کے عالم نام سوداگر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور حضرت کا مرید بھی تھا ایک جنگل میں شیخ جمال سے ملا۔ اُن کی یہ حالت پریشان دیکھ کر پوچھا کہ شیخ کیا مال ہو گیا، شیخ جمال روئے اور اپنی سرگزشت بیان کی اس سوداگر کو ان کے حال پر رحم آیا، اور کہا کہ تسلی رکھو، شیخ کی خدمت میں پہنچ کر تمہاری حقیقت عرض کر دوں گے۔ جب عالم سوداگر خدمت حضور میں حاضر ہوا، شیخ جمال کی گنجیت عرض کی سفارش کی کہ اُس کو طلب فرمائیے۔ شیخ جمال کی کیفیت سن کر حضرت کو بھی رحم آیا، اور فرمایا کہ اے عالم یہ رابعی اُس کو کھج بھیج، اُس نے بموجب حکم والا کے وہ رابعی تحریر کر کے ایک فقیر کے ہاتھ شیخ جمال کے پاس روانہ کی، وہ یہ ہے۔ رابعی

روگرد جہاں بگرد پا آبلہ کن      گر بھجو منی یا بی بارا ہے کن  
یک صبح با خلاص بسا بردرا      گر کار تو نیاید آنکہ گلہ کن

شیخ جمال بجز دیکھنے اس رابعی کے خوش ہوئے، اور جلدی سے خدمت پیر مرشد میں حاضر ہوئے زمین خدمت کی چومی اور بہت روئے۔ حضرت نے اُن پر بہت جہربانی فرمائی اور فرمایا کہ میرا جمال قطب عالم ہے، اُس روز سے مخاطب بہ قطب ہوئے، اُسی وقت وہ ہتھیلی پر آگئے اور نعمت صلیبہ اور دیگر نعمتہائے غلطی سے مشرف ہوئے۔ نقل ہے کہ حضرت ملک الودہ میں مسافر تھے

ایک روز زیر درخت بڑا کہ بر سر تالاب قصبہ ٹرودہ علاقہ منجوس میں ہے تشریف فرما تھے کہ تیز و تند آندھی آئی بہت سے درخت گر گئے اور اُس درخت کی بھی ایک شاخ کہ سر مبارک پر تھی ٹوٹی اور ٹہنی سے جدا ہوئی جب اُس کے ٹوٹنے کی آواز آپ کے کان میں پہنچی سر اٹھا کر اُس کو دیکھا وہ اُسی جگہ قائم ہو گئی باوجود ٹہنی سے جدا ہو چکی تھی اور پھر بھی سر سبز اور شاداب رہی۔

نقل ہے کہ چھٹے مہینے آپ کے واسطے طبقہ زمہریہ سے ایک مشک پر آب آتی تھی آخر سلطان ناصر الدین اس مشک کو اجدہن سے منگا کر اُس کے توید بننا کر لینے اہل و عیال کے گلے میں ڈالے۔

سیر الاقطاب سے نقل ہے کہ بابا صاحب ایک روز حالت پیدا ہوئی بہت دیر بیہوش ہے جب ہوشیار ہوئے یاروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ جو تیرے مرید اور مریدوں کے مرید ہیں جو تیرے سلسلہ میں ملیں گے اُن پر آتش دوزخ حرام کی تمام بار سننے سے اس خبر کے خوش ہو گئے اور شکر حق بجالائے کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے بابا صاحب سے

فرمایا کہ لے فریہ بھکو خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں اور جو تیرے سلسلہ میں نہیں گئے اُن سب پر آگ دوزخ کی حرام کی مگر وہ جو تیرے پیرو ہوں گے کس واسطے

کہ مرید وہی ہے جو بیر کے قدم بقدم ہو صاحب مرآۃ الاسرار سے نقل ہے کہ بابا صاحب در شیخ بہاؤ الدین ذکر یا میں کمال دوستی تھی مثل برادر حقیقی کے مگر بعض مفسد بابا صاحب کی خدمت میں شیخ کی شکایت کرتے اُن کی خدمت میں اُن کی شکایتیں کرتے اُس کے دفعیہ کے واسطے شیخ بہاؤ الدین لکھتے ہیں کہ ہم

اور تم میں عشق بازی ہے دوسرے کی گنجائش نہیں اس کے جواب میں بابا صاحب لکھتے ہیں کہ ہم میں تم میں عشق ہے بازی نہیں حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ بابا صاحب انظار کم تھا خواہ کسی ہی حالت ہوئی اور شیخ بہاؤ الدین کو صوم کم اور طاعت عبادات زیادہ چنانچہ دو رکعت میں قرآن ختم

کرتے تھے صاحب سیر الاسرار لکھیں ناقل ہیں کہ ایک روز جن قوال حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی شیخ بہاؤ الدین کی بہت تعریف تھی ہے جی چاہتا ہے اُن کو جا کر دیکھوں حضرت نے فرمایا جا مگر بلے ادبی نہ کر نا الغرض جن ملتان پہنچ کر روازہ خانقاہ شیخ بہاؤ الدین پر حاضر ہوا خادم شیخ نے اس کے

آسنے کی خبر گزارش کی حکم ہوا کہ آئے دو جب یہ قریب گیا دیکھا کہ مکان عالیشان ہے اور ہر طرح اہم استہ ہے جس میں قائم اور دیبا کا فرش ہے اس پر ایک پنگ بٹاؤ بچا ہوا ہے اس پر محل روی

تیمکہ وغیرہ آراستہ ہیں در شیخ بہاؤ الدین اس پر بیٹھے ہیں۔ یہ تکلف دیکھ کر اس کے دل میں خیال گذرا کہ یہ کیا شیخی ہے کہ کل سالان عیش دنیا کے موجود ہیں، فقیری بخش کر کے گھر ہے کہ جہاں سولے ایک جوڑے کے دوسرا نہیں، شیخ نور باطن سے دریافت کر گئے، اور فرمایا کہ اوبے ادب بھائی فرید الدین نے تجھ سے کہہ دیا تھا کہ بے ادبی نکرنا تو نے نہ مانا، اور شیخ کو غصہ آیا اور چاہا کہ اُس کو اٹھا کر پھینک دینے سے مست باجستا در میان میں لگیا، شیخ پھر در گذر کر گئے، دوسری بار پھر چاہا کہ اس کو سسزا دیں، پھر دہی ہاتھ اٹے آگیا، تیسری بار پھر اس کو زندہ دینی چاہی، پھر وہ ہاتھ در میان میں آیا، اور اُس ہاتھ نے کہا کہ لے حسن اس ہاتھ کو پہچانا ہے، حسن نے کہا کہ قربان اس ہاتھ کے کہ اگر یہ ہاتھ نہ ہوتا تو میں زندہ نہ رہتا، لکھا ہے کہ ایک روز یہی حسن قوال حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری لڑکی کی شادی ہے کچھ غایت کیجئے، بابا صاحب نے فرمایا کہ میرے پاس کیا ہے جو دولت تو خوب جانتا ہے، اس قوال نے کہا کہ اگر کچھ نہیں ہے تو کہہ دو کہ یہ اینٹ اٹھائے، تھوڑی دیر تو آپ ساکن لیجئے، بعدہ فرمایا کہ اٹھا لے، اُس نے جو اُس اینٹ کو ہاتھ نکالیا سونے کی ہو گئی، یہ خوش ہوا اور پھر عرض کیا کہ حکم دیکھو، تاکہ دوسری خشت بھی اٹھاؤں، آپ نے فرمایا کہ یہی کافی ہے، جب اس نے اصرار کیا فرمایا کہ اس کو تو اٹھا لے مگر پھر نہ اٹھانا، اُس نے منظور کیا۔ وہ اینٹ بھی اُس کے ہاتھ لگانے ہی زبر ہو گئی، پھر اُس نے عرض کی کہ تیسری کی بھی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا کہ تجھ کو کہہ دیا کہ اب کچھ نہ کہنا اور پھر تو جتنا ہی قوال نے کہا ذرا سے کہہ دینے میں تمہارا کیا ہرج ہوتا ہے، آپ نے بسم فرما کر ارشاد کیا کہ خیر ایک اور اٹھا لے، اٹھا لے ہی وہ بھی سونے کی ہو گئی۔ وہ قوال بخوشی تینوں خشت رو لیکر مکان پر آیا، اور بڑی دھوم دھام سے اپنی دختر کی شادی کی اور اپنی کل برادری سے حضرت کی یہ کرامت بیان کی، نقل ہے کہ ایک زندہ خدمت بابا صاحب میں آیا آپ نے لٹن مارک میں کنگھا کر ہے تھے، اُس نے کہا کہ یہ کنگھا مجھ کو دے، آپ نے فرمایا کہ مستعمل ہے، اُس نے کہا یہی دے، ورنہ میں پسوں گا، اور تجھ کو برکت ہوگی، آپ نے فرمایا کہ تجھ کو اور تیری برکت کو دریا میں ڈالا، وہ زندہ خاقانہ سے باہر آیا اور تالاب میں غسل کرنے کو لگھا، اُسی روز ڈوب کر مر گیا، صاحب تاریخ فرشتہ نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین پیر حضرت نے روبرو آپ کے اگر شکایت کی کہ قاضی اجدہن نے مجھ کو اور میرے مریدوں کو بہت بُرا بھلا کہا، اور ایسے کلمات ناشائستہ کہے کہ جن سے بہت ہی عجزتی ہوئی، حضرت نے اُس کو عصا اپنا اٹھا کر زمین پر مارا، اُسی وقت قاضی کے شکم میں درد اٹھا



اُس نے بقیار ہو کر کہا کہ جھکو جلد بابا صاحب کی خدمت میں لچلے تاکہ میں اپنی خطا معاف کراؤں اُس کے اجاب اُس کو اٹھا کر لے چلے، راستہ ہی میں وہ مر گیا۔ صاحب سیر اللشخ نقل کرتے ہیں کہ ایک جوان خبر و دہلی سے بارادت بیعت اجدہن کو چلا۔ ایک بازاری عورت فاحشہ کہ صاحب جمال تھی راستہ میں بلی شام کو سرائے میں دو نو کا ایک جگہ مقام ہوا، اس کو ٹھہری میں سوائے ان کے تیسرا نہ تھا اُس عورت نے چاہا کہ اس مرد کو اپنے قبضہ میں لیجے اور ہم صحبت ہو جائے، قریب تھا کہ یہ مرد آلودہ بہ گناہ ہو اُسی وقت ایک مرد اُس جگہ پیدا ہوا اور ایک طمانچہ اس جوان کے منہ پر مارا اور کہا کہ اے بے ادب واسطے ازادت شیخ کے جاتا ہے اور راستہ میں بدکاری کرتا ہے، یہ کہہ کر غائب، یہ جوان استغفار پڑھتا ہوا وہاں سے نکلا، اور بعد چند روز کے خدمت شیخ میں پہنچا، پہلی بات شیخ نے یہ فرمائی کہ الحمد للہ والمنہ کہ راستہ میں تو نے مکر عورت فاحشہ سے نجات پائی۔ سبحان اللہ کیا رتبہ عالی تھا۔ صاحب خزینۃ الامنیہ سیر الاقطاب سے ناقل ہیں کہ بادشاہ دہلی نے فوج کو واسطے تاراجی قصبہ پال پور کر اہل قصبہ مسلمان نہ ہوتے تھے روانہ کیا۔ جب یہ فوج پہنچی انہوں نے بعضوں کو قتل کیا، بعضوں کو قید کیا، ایک مسلمان تیلی کی بھی عورت گرفتار ہوئی۔ اس کا خاوند حضرت بابا صاحب کی خدمت میں آیا، اور بصدراری عرض کیا کہ میری عورت بھی مبتلا ہوئی، لشکری اُس کو پکڑ کر لے گئے، حضرت نے اُس پر جہربان ہو کر فرمایا کہ تسلی رکھ تین روز تو میرے پاس رہ اس قدر ہے تیری منکوحہ تھکول جا دیگی۔ قدرت خدا سے اُسی روز ایک منشی سرکاری قید ہوا اور واردا جودہن ہو کر واسطے دعا و خلاصی اور بہبودگی اپنی کے حضور کی ہند میں آیا، حضرت نے فرمایا کہ اگر تو خلاص ہو جائے تو فقیروں کی کیا مدد کریگا، اُس نے عرض کیا کل مال متاع فرمایا تیرے مال سے کچھ غرض نہیں، مگر تھک جو خلعت لے وہ اس تیلی کو دیدینا، اس نے قبول کیا، اُسی وقت اُس کی بچائی کا حکم آیا، وہ اس تیلی کو ہمراہ لیکر خدمت حاکم دیپال پور میں حاضر ہوا، اُس نے اُس کو خلعت سرفرازی دیا، اس میں یک اسپل درکنیر کہ خبر و تھی اور پھر اُس کے کام پر بحال کیا اُس منشی نے وہ سامان اُس تیلی کے حوالہ کیا، اُس عورت نے جب اپنے شوہر تیلی کو پہچانا منہ کھول دیا اور دونوں شکر پروردگار بجالائے، اور اپنا کل مال و متاع خیرات کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ترک دنیا کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے۔ نقل ہے کہ ایک حاکم دیپال پور کو باز کے شکار کا بہت شوق تھا، اُس کا ایک بہت پیارا باز تھا، وہ ایک بازدار کے سپرد تھا، اور یہ حکم تھا کہ جب

ہمارے اس کو شکار پر نہ چھوڑنا، اتفاقاً وہ بازدار حسب منشا اپنے دوستوں کے جنگل میں آیا، اور اُن دوستوں کے اصرار سے اُس باز کو شکار پر چھوڑا، جب شکار باز کے ہاتھ نہ لگا، باز آسمان پر بھاگا اور نظر غائب ہو گیا، تب تو یہ باز وار گھبرا گیا، ناچار فقیر ہی کا گھر سوچا، بعقیدہ تمام خدمت بابا صاحب میں کیا اور باز کا کل حال عرض کیا، آپ نے فرمایا امت گھر خدا خیر کرے گا، اُس کو کھانا کھلایا، جب کھانا کھا چکا فرمایا کہ دیکھ تیرا باز وہ اُس دیوار پر بیٹھا ہے، اور جب تک تو نہ جائیگا وہ نہ اُڑے گا، باز دار نے اُس کے قریب جاکر کچرہ اور قدیم ہوسہی کر کے اپنے حاکم کی خدمت میں گیا اور کامل ماجرا باز کا عرض کیا، وہ کمال حضرت کا اُن کی خدمت عالی درجہ میں گیا، اور مرید ہو کر ترک دنیا کی اور تاجات جاروب کشی آستانہ شریف میں مصروف رہا۔ صاحب خزینۃ الالافیا ناقل میں کہ ایک قطعہ زمین حضرت کا خرید تھا، ایک اور شخص نے اُس پر ملکیت کا دعوے کیا، اور وہ مقدمہ اجلاس حاکم دیال پور میں پیش ہوا، بعد ترتیب مثل دعویٰ مدعی حاکم نے حضرت کو واسطے جوابدہی کے طلب کیا، آپ نے جواب میں لکھا کہ اس مقدمہ کا حال اہل قصبہ سے دریافت کر لو، سب جانتے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ یہ مقدمہ ایسی بے پروائی سے فیصل نہ ہوگا، خود حاضر ہو یا تمہارا وکیل و جوبیک سند نہ پیش کرے گا قابل توجہ نہ ہوگا، حضرت نے برخیزہ ہو کر فرمایا اُس گردن شکستے کہو کہ ہمارے پاس نہ سند ہے نہ گواہ اگر ہمارے کہنے کا اعتبار ہے تو کافی ہے، ورنہ زمین متنازعہ سے دریافت کر لو کہ تو کس کی ملک ہے، یہ سن کر حاکم متحیر ہوا اور برائے امتحان موقع پر آیا، اُس وقت خلائق اجدہن اس معاملہ کے دیکھنے سننے کو موقع پر حاضر تھی، جبکہ حاکم مدعی نے کہا کہ اے زمین تو کس کی ملک ہے، کچھ جواب نہ ملا، پھر حضرت کے ایک خادم نے باواز بند کہا کہ اے زمین فرید الدین گنج شکر کا حکم ہے راست بیان کر کہ تو کس کی ملک ہے زمین نے بغصاحت جواب دیا کہ میں خواجہ فرید الدین کی ملک ہوں، مدعی منغل ہوا، حاکم متحیر رہا، پھر راستہ میں اس کی گھوڑی کا قدم اُٹھا وہ گرا اور وہ حاکم اُس پر سے گردن کے بل گرا کہ نہکا اُس کی گردن کا ٹوٹ گیا اور فوت ہوا۔ راحت القلوب سے نقل ہے کہ محمد شاہ ایک شخص یا ران حضرت سے تھا آیا، آداب بجالایا مگر مکر خاطر تھا حضرت نے کدورت کا حال دریافت کیا، اُس نے عرض کیا کہ میرا برادر بیمار ہے اُس کو حالت نزع میں چھوڑ آیا ہوں آپ کی قدیم ہوسہی کو آیا ہوں شاید اُس کو زندہ نہ پاؤں گا، آپ نے فرمایا جاتے ہو برادر اچھا ہے اُس کو شفا ہو گئی، جب محمد شاہ مکان پر آیا اپنے بھائی کو تندرست پایا، نقل ہو چند درویش بیت المقدس سے آپ کی خدمت میں آئے، اور حضرت کو تیز نظر سے دیکھا، آپ گردن جھکائے بیٹھے تھے، آخر ایک نے کہا کہ یا محمد دم مینے

آپ کو بیت المقدس میں جا رو بہ کشتی کرتے ہر روز دیکھا ہے اور آپ نے اپنا نام فرید الدین اجد دہنی بتایا تھا۔ فرمایا کہ ہم سے تمہارے درمیان کیا عہد تھا کہ یہ حال کسی سے نہ کہنا، تم نے عہد فراموش کیا۔ سنو! مردان خدا جس جگہ ہیں کعبہ ہیں بیت المقدس ہیں عرش ہیں کرسی ہی جو کچھ پیدائش خدا پر سب ان کی پیش نظر ہے، مگر اس طرف توجہ ہو جس طرف توجہ کی ہی حال معلوم ہو گیا، اگر یقین نہیں ہی تو آنکھیں بند کرو۔ بعد ایک ساعت کے فرمایا کہ کھول دو اور حلقاً اہل مجلس کے رو برو بیان کرو، اُس فقیر نے جملہ کہا کہ میں نے بحشم باطن معائنہ کیا، اور بعد اُس کے حضرت کا مرید ہو کر کار تکمیل کو پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کیا، اور سیستان کا شاہ ولایت ہوا۔ راحت القلوب سے نقل ہے کہ ایک مرید سہی شہاب الدین لاہور سے چل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آداب بجا لایا، پیچاس دینار رو برو حضرت کے رکھے، اور عرض کیا کہ حاکم لاہور نے آداب کو ریش عرض کیا ہے، اور نذرانہ پیشکش کیا ہے، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ شہاب الدین خوب حصہ کیا، برابر کے آدھے آپ کے رکھے آدھے ہلکے پاس لاکر پیش کئے۔ شہاب الدین خجل ہوا غدت قصیر چاہا اور توبہ کی، اور باقی ماندہ پیچاس دینار اگے رکھ دئے حضرت نے فرمایا کہ جدید بعیت کر کہ تیری توبہ ساقط ہو گئی، اس نے پھر دوبارہ بعیت کی، یہاں تک کہ خرقہ خلافت عطا ہوا اور بلخ کا شاہ ولایت کیا گیا۔ فوائد شریف سے نقل ہے کہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ میں ایک روز خدمت شیخ میں حاضر تھا کہ موئے مبارک ریش حضرت سے جدا ہوا اور آپ کی بغل کی طرف پڑا، میں نے عرض کیا کہ ایک بال ریش مبارک سے جدا ہوا ہے، اگر حکم ہو تو اس کو لیکر بعزت تمام تعویذ بنا کر حرز جان کروں فرمایا کہ لیلے، میں نے اُس کو لیکر تعویذ بنایا موجب بعد چند روز کے پھر لپٹی میں آیا جو مرض طلب تعویذ میں میرے پاس آتا میں اُسے موئے مبارک کے تعویذ دیتا، اُس کو شفا ہوتی ایک روز پیر تاج الدین ملتانی بیمار تھے اور تاج الدین کہ میرا دوست تھا بطلب تعویذ موئے مبارک کو آیا، میں اُس کو ایک طاق میں دہر کر بھول گیا، ہر چند تلاش کیا نہ ملا آخر وہ پسر فوت ہوا، بعد چند روز کے ایک ور شخص آیا وہ بھی میرا دوست تھا، اس نے بھی تعویذ موئے مبارک طلب کیا، ایک ایک میری نظر اُس تعویذ پر جا پڑی طاق میں سے اٹھا کر اُس کو دیا، وہ جس کے واسطے لے گیا تھا اُس کو شفا ہوئی، اب میں نے معلوم کیا کہ حیات پیر تلج الدین کی باقی نہ تھی، اس وجہ سے وہ تعویذ میری نذر سے پوشیدہ ہو گیا تھا۔ نیز حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے یعنی سلطان لا دیا فرماتے ہیں کہ محمد نام ایک شخص میرا ہمایہ تھا، اُس کو ہمیشہ لاوا کا عارضہ لاحق رہتا تھا، جب میرا ارادہ واسطے زیارت شیخ اجد دہنی ہوا اُس نے

معلوم کر کے مجھ سے بہت کہا کہ جب تم شیخ کی خدمت میں پہنچو میری شفا کے واسطے عرض کرنا موجب میں حاضر ہوا اُس کا بھی پیام عرض کیا اور تعویذ چاہا، فرمایا کہ لکھ اسد کافی اسد شافی اسد معافی میں نے تحریر کر کے پیش کیا اُس کو معائنہ فرما کر ارشاد کیا کہ اُس کو دیدینا، جب میں واپس ملی میں یا وہ تعویذ اُس کو دیا۔ برکت اس تعویذ سے پھر کبھی تاحیات اس کی نارونہ ہوا۔ نقل ہے کہ ایک بار سات درویش حضرت کی غائقا میں آئے اور بیان کیا کہ تمام عالم میں پھرے فقیر نہیں دیکھا مگر چند مدعی دیکھے، آپ نے فرمایا بیٹھو ہم تم کو فقیری دکھا دیں گے انہوں نے اس بات کی طرف کچھ توجہ نہ کی اور وہاں سے چل دیئے، آپ نے فرمایا فقیری دیکھو گے وہ درویش جب اجدہن سے باہر ہوئے بادِ موم یعنی لُو لگنے سے مر گئے۔ سیر الاویا سے نقل ہے کہ سلطان ناصر الدین خلعت شمس الدین لُتس نے اوج اور تمان کی طرف لشکر کشی کی اور واسطے قدمبوسی حضرت گنجشکر کے اجدہن میں آیا، بعد ملازمت کے چار سندیں موضع کی اور کچھ زرقہ بہ دست سلطان غیاث الدین بہن کے کہ اُس زمانہ میں مراٹے سلطانی سے تھا شیخ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت نے نقد و نفیروں کو تقسیم کر دیا اور معافی جاگیر قبول نہ فرمائی، اور کہا کہ اس کے بہت طالب ہیں اُن کو دوسہ شاہ مارا دیہم ہمت نہد، رازق مار زق بے منت دہد، اس وقت غیاث الدین کے دل میں آیا کہ سلطان ناظر لالا ولد ہے۔ اگر حضرت کی توجہ ہو تو بادشاہی مجھ کو مل جائے۔ حضرت نور باطن سے معلوم فرما کر یہ درویشیت زبان مبارک پر لائے۔ بیعت

فسرید و نسخ فرشتہ نبود زعود و غسبر سرشتہ نبود

زداد و دہش یافتہ اونی کوئی تو داد و دہش کن فسریدوں توئی

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ حضرت گنجشکر ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے چن دانہ مویر ایک پیالہ پانی میں تر کر کے اُن کا آب زلال نوش فرماتے، اور نصف شربت حاضرین کو تقسیم کرتے، سحری کے وقت دو نان آتیں، اُن میں سے قدرے نوش کرتے باقی تقسیم فرماتے اور بعد افطار روزہ کے ہر قسم کا کھانا حاکم صاحب کو کھلاتے، آپ اس میں ہاتھ کم ڈالتے، نیز حضرت سلطان المشائخ سے روایت ہے کہ کچھ درویش صاحب مہلی آئے، جامع مسجد میں ٹھہرے بھوکے تھے، حضرت بابا صاحب نے دانائی سے معلوم کیا، اور گھر میں گئے وہاں سوائے قدرے جوار کے اور کچھ موجود نہ تھا، اُس جوار کو آپ نے بیسا اور روٹیاں بکا کر درویشوں کو پاس لائے، اُن درویشوں نے کہا تمہارے گھر میں سوائے اس جوار کے اور کچھ نہ تھا تم نے کس طرح بیسا

اور پیکا یا ہم دیکھ ہے تھے اب کیا جاسکتے ہو کہو، الغرض جو مطلب حضرت کا تھا وہ اُن درویشوں کی مدد و عا سے پورا ہوا، ہمیشہ آپ کے یہاں تنگی رہتی تھی، مگر جو درویش آتا تھا خالی نہ جاتا تھا، کس واسطے کہ فقرا کا قاعدہ ہے کہ خدمت فقر سے ہرگز دریغ نہیں کرتے، بلکہ سعادت جانتے ہیں پس یہی قاعدہ حضرت شاہ غلام فرید کا تھا حضرت سلطان الشارح سے نقل ہے کہ میں جو دہن سے آکر دہلی میں مقیم ہوا اور وہ کبل کر جو شیخ نے معرفت فرمایا تھا اُس کو اوڑھے رہتا تھا، ایک بار جامع مسجد میں گیا، شیخ شرف الدین قبائی نے مجھ کو طلب کیا اور احوال مجھ سے دریافت کیا، میں نے اپنی مریدی اور عطلے خرقہ کی کیفیت اُن سے بیان کی، یہ سنتے ہی حضرت گنج شکر کی شان میں کلمات نامناسب کہے جو مجھ کو ناگوار گذرے، اور مجھ کو بھی برا کہا، باوجودیکہ میں جواب رکھتا تھا، مگر اُن کی برداشت کی جب پھر خدمت شیخ میں بمقام اجداد پہنچا، اُس ماجرے کو عرض کیا، حضرت لمبے لمبے کر کے روئے اور میری بردباری پر آفریں کی، اور فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ شرف الدین گیا۔ پس جب میں پھر دہلی میں آیا شرف الدین مرحوم تھا۔ نیز روایت ہے کہ شیخ یوسف ہانوی کو حضرت کے یاران سابق سے تھے، اوج سے آئے حضرت نے پوچھا کہ یوسف اس سفر میں کیا دیکھا ہے، اُس نے عرض کی کہ فلاں فلاں جگہ فلاں درویش فلاں جگہ فلاں فلاں کا ملین کو دیکھا ہے، ایسے عابد ایسے زاہد تھے، یہ سن کر حضرت نے وضو کیا اور اُٹھے اور ہوا پر پرواز کی، جب تھوڑی دیر بعد تشریف لائے یوسف نے عرض کی کہ کہاں تشریف لے گئے تھے فرمایا کہ یوسف تیرے بیان سے مجھ کو اُن مشائخ کے دیکھنے کا شوق ہوا اُن کو دیکھنے گیا تھا۔ صاحب مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ ایک روز شیخ صدر الدین بن شیخ بہاؤ الدین ذکر پانے پدر بزرگوار اپنے سے عرض کیا کہ شاہ کرویز کے مزار سے ہاتھ باہر آتا ہے، اور بیعت کرتا ہے، مگر آپ کے فرزند ان کی طرف اتنی رجوع نہیں ہے، جتنی اُس ہاتھ کی طرف ہے، آپ کے چندے تغافل فرما کر کہا کہ بابا اس خیال میں تم مت بیٹو، جب مصر ہوئے تو ناچار فرمایا کہ مرقد پاک شاہ کرویز میں خود جا کر التماس کر کہ آپ کے کمالات میں کسی شک نہیں، لیکن رعایت اپنے جد کی شریعت کی لازم ہے شیخ صدر الدین مزار پر گئے اور پیام پدر عرض کیا اُس روز سے وہ ہاتھ نکلتا اور بیعت کرنا بند ہوا، مزار شاہ کرویز کا ملتان میں ہے۔ اس حکایت کا یہاں موقع نہ تھا، مگر بیل تمثیل تحریر کی، مگر اب چند کلمات طببات بابا صاحب ملفوظات حضرت کے پیر کا تحریر ہوتے ہیں، یعنی حضرت گنج شکر کے زمانہ فیض ترحال سے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے

معاملہ درست رکھنا چاہیے جو وہ دیتا ہے اُس کو کوئی نہیں لے سکتا جب وہ لیتا ہے کوئی نہیں دلا سکتا نہ وہاں سفارش جلتی ہے نہ رشوت کام دیتی ہے۔ کلمہ دوم درویش کو چاہیے کہ آراش ظاہری میں نہ کوشش کرے واسطے دنیاوی عزت کے اپنے روبرو خدا کو بقدر نہ کرے حرمت خاندان نگاہ رکھے صرف طلب حق میں مشغول رہے کلمہ سوم جو سایل دروازہ پر آئے اُس کو جو موجود ہو دیوے یا موجود نہ ہو نہ دیوے ترمی سے کہدے کہ اس وقت نہیں ہوا اور بُرا بھلا اور سخت کلامی سے پیش نہ آوے چنانچہ اس بابے میں آیت کریمہ ال ہے۔ واما السائلین فلا تھن۔ یعنی سائل کو مت جھڑک اور اُس سے سخت کلامی مت کرے بُرے بھلے کا کچھ خیال نہ کرے روٹی دے اہل کو کسی جگہ نہ بھولے جو بات کہے جھک کر کہے دل کو باز نہ دوانے نہ کرے کلمہ چہارم بھانگنا اپنے سے اور پہنچا طرف حق کے غوامِ خد کر کرنا گوشہ اختیار کرنا کم بولنا کم کھانا کم سونا کم ملنا نہ مثل برگ نیب تلخ ہونا نہ مثل شکوہ رہنا بن رہنا کلمہ پنجم۔ دشمن کیسا ہی دوست ہو دوستی میں اُس سے بے ڈر رہنا نہ چاہیے جیسا کہ نفس شیطان ہے اور جوڑے اُس سے ڈرنا چاہیے جیسا کہ سعدی نے کہا ہے ع ازال کس تو ترسد ترس لے حکیم کلمہ ششم اپنی توانائی پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے کہ نہ معلوم موت کس وقت آوے اور اہل معدی صحبت کو نصیحت جائے اُن کی مکتب کیجئے اور جو شخص تمام جہان کو اپنا دشمن بنانا چاہے تکبر اختیار کرے جو اپنی حرمت اپنا اعتبار رکھنا چاہے وہ غمازی دروغ گوئی اختیار کرے کلمہ ہفتم در باب سماع یعنی ایک بار اباحت اور حرمت سماع میں کہ اختلاف علماء کا ہے گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت نے فرمایا سبحان اللہ کیے سوختے خاکستر شد دیگر متوزر اختلاف است یعنی ایک جلالتِ آستر ہوا دوسرا اختلاف میں ہے۔ صاحب سیرالقطاب نہ لائے ہیں کہ حضرت کی تین ازواج تھیں ایک بی بی ہزرت دختر سلطان غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی دوسری بی بی سارہ تیسری بی بی شکوہ دو نو خادمہ دختر سلطان کے ہمراہ آئیں تھیں۔ دختر شاہ نے اپنی خوشی یہ دو نو خادمہ حضور کے تصرف میں دیدی تھیں۔ اور کیفیت اس کی یہ ہے کہ بعد وفات حضرت قطب لاقطاب بابا صاحب چند دے دہلی میں رہے ہیں ایک روز سلطان غیاث الدین بلبن واسطے زیارت حضرت کے آیا اور عرض کیا کہ بندہ تو اکثر بارسادات زیارت مشرف ہوا ہے لیکن نگیا کجا باہر گھر کے آنا محال ہے میں اُن کی طرف سے عرض کرتا ہوں کہ حضور نوازش فرما کر میرے گھر قدم رنج فرادیں تو وہ پرہیزشان بھی قد مبوسی سے مشرف ہوں۔ آپ نے

فرمایا کہ ہمارے پیروں نے ہمیشہ امرار کے گھر جانے سے اجتناب کیا ہے، مگر مشیتِ بزدی میں ہم نہیں مارا جاتا، اگرچہ سنتِ پیروں کی بات سے خالی جاتی ہو، مگر حکمِ خدا اسی طرح ہے، بسم اللہ کہہ کر آپ ہمراہ بادشاہِ مغل میں داخل ہوئے، دختر سلطان ہنریرہ بانو ڈیوڑھی پر استادہ تھیں کہ نظرِ حضور کی اُن پر پڑی تا دیر اُن کی طرف دیکھتے رہے، اور سلطان سے پوچھا کہ یہ دختر کس کی ہو، سلطان نے عرض کیا کہ آپ کے غلام کی دختر ہے، حضرت چُپ ہوئے اور کل اہل محلہ سے لے کر قبوسوی کی، اور بزدی باہر تشریف لائے، بادشاہ نے اُسی وقت وزیر کو طلب کیا، اور فرمایا کہ حضرت گنجشکر بوجب میری استدعا کے میرے گھر تشریف فرما ہوئے، تمام مستورات نے قبوسوی کی آپ کے کسی کی طرف توجہ نہ فرمائی، سر نیچے کئے چپ رہے، میری دختر کو دیکھ کر غصہ سے پوچھا کہ دختر کس کی ہے، میں نے کہا میری ہی، کچھ جواب نہ دیا، اور اُسی وقت باہر تشریف لائے، معلوم ہوتا ہے کہ میلِ خاطر اُس کی طرف ہوا ہو تو ابھی حضرت کی خدمت میں چلا اور میری طرف سے عرض کر کہ اگر حکم ہو تو میں اپنی دختر کو واسطے خدمتِ عالی کے حاضر کروں، وزیر نے جا کر پیامِ سلطان ادا کیا، حضرت نے وزیر سے فرمایا کہ میرا ارادہ ہرگز یہ نہ تھا کہ میں اپنے کو اکودہ کروں، مگر حکمِ خدا یہی اسی طرح ہوا کہ فرید میرے حبیب کی سنت ادا کرنا قبول کیا، مگر میں حیران ہوں کہ کیونکر یہ حکم ہوا، میں جس وقت محل میں داخل ہوا اور حق کی طرف متوجہ ہوا، اُسی وقت حکم ہوا فرید سراونچا کر، جب میں نے سراونچا کیا، نگاہ دختر پر پڑی۔ اُسی وقت حکم ہوا کہ اس دختر سے نوح ہوگا اس واسطے قبول کرتا ہوں، وزیر یہ سن کر حضور شاہ میں آیا اور کل حال عرض کیا، سلطان سنتے ہی خوش ہوا، اور وزیر کو حکم دیا کہ ابھی تیاری کر دو ابھی نکاح کر کے اس دختر کو حضرت کے سپرد کرو، اور جہیز شامانہ ہمراہ کرو، وزیر نے اُسی وقت خود پدر وکیل بن کر دخترنا کا عقد کیا، اور دختر کو مع جہیز ایک مکانِ خاص میں پہنچا دیا، شب کو حضرت حکم خدا گھر میں آئے۔ اساتِ سامان دیکھ کر حیران کھڑے رہے، آؤ ایک گوشہ میں پناہ مصلیٰ بچھا کر یا حق میں مشغول ہوئے دخترنا جب یہ دیکھا اُسی وقت مسند سے اٹھ کر طریقہ آداب بجالائیں اور دست بستہ کھڑی رہیں، حضرت بھی صبح تک عبادت میں مشغول رہے، صبح باہر آگئے جب دوسری شب ہوئی پھر اُسی گوشہ میں تاہم شب مشغول عبادت رہے، آخر چوتھی شب بی بی نے عرض کی کہ میں نہیں جانتی کہ مجھ سے کیا قصور ہوا کہ آپ میری طرف توجہ نہیں فرماتے، اپنے فرمایا کہ بی بی رضامندیِ فقر کی، رضامندیِ خدا کی ہے، اگر رضا حق درکار ہے تو دنیا کو ترک کر لباسِ درویشی پہن اور عبادت میں مشغول ہو، اور یہ تمام مال منال

راہ خدا میں صرف کربنی بی نے سنتے ہی اس حکم کے اُسی دن تمام مال و منال درویشوں کو دیا کچھ باقی نہ رکھا، حضرت اس بات سے بہت خوش ہوئے، اور مکان جہیز سے باہر اگر یاروں سے فرمایا کہ ہماری اہل خانہ کے واسطے جنت پلاس تیار کرو، شیخ محمود مؤینہ دوز نے اُسی وقت تیار کی، وہ اپنی زوجہ کو دی، یہ خبر بادشاہ کو ہوئی، اُس نے بارگاہِ پیر آتنا ہی مال متلے دیا، بی بی نے اُسی وقت اُس کو بھی راہ خدا میں صرف کیا، بادشاہ نے پھر تیسری بار آتنا ہی دیا، بی بی نے وہ بھی راہ خدا میں صرف کیا، مگر تین سو باندیاں جو اُن کے باپ نے دی تھیں وہ باقی تھیں، بی بی نے حضرت عرض کیا کہ یہ کینہ دہی ہیں دوسروں کو دینا نامناسب ہے، اُن کو واپس کر دیا جائے، مگر ان میں سے جو آپ کو اچھی معلوم ہوں وہ اپنے اپنی خدمت کے رکھ لیجئے، چنانچہ سارے اور شکر و شکر و یہ رکھ لی گئیں تھیں، باقی سب کو سلطان کے پاس واپس بھیجا، اور بی بی نے عرض کیا کہ ہم نے فقر اور فاقہ سے گزارہ کیا، میرا باپ بادشاہ ہے وہ کب گوارا کرے گا۔ اس سے بہتر ہے کہ ہم ایسی جگہ رہیں کہ جہاں ہم کو کوئی نہ جلے، اور یہ ذوق عبادت میں مصروف رہیں حضرت نے اس صلاح کو پسند کیا، اجدہن میں تشریف لائے اور وہی میں اپنے برادر شیخ نجیب الدین متوکل کو اپنا خلیفہ کر کے رکھا، اور حضرت کے چھ پسر اور تین خرمیدا ہوئیں، جن میں شیخ عبدالعزیز خوردمسال میں شہید ہوئے، اُن کا مزار پاک پٹن میں بیرون شہر جانب جنوبیہ حرمِ روضہ حضرت مخدوم کے واقع ہے، اور وہ شیخ عبداللہ بیابانی مشہور ہیں، باقی سب اولاد ہوئی۔ صاحبِ مرآۃ الاسرار پانچ پسر اور دو دختر تحریر کرتے ہیں، اور حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نقل کرتے ہیں کہ نکاح حضرت کا اجدہن میں ہوا تھا، اور آپ نے نزدیک جامع مسجد کے اپنے رہنے کو مکان بنایا تھا، مگر آپ اکثر مسجد میں رہا کرتے تھے، یا جنگل میں زیر درختان کریم رہ فرماتے اور اہل و عیال کا گذر بیلو یا گل کریم پر تھا، وہ بھی شکم سیر نہ ملتا تھا، فتوحات بدرجہ غایت تھا، حضرت کل مساکین اور سائے کو نقدی تقسیم فرماتے آپ عادت معہود پر رہتے، باوجود اس قدر آمدنی نقد و جنس کے حضرت سلطان الشاہ فرماتے ہیں کہ جس روز مجھ کو گل کریم شکم سیر ہو کر ملتی تھی وہ روزِ روز عید ہوتا تھا۔ بڑے صاحبزادہ شیخ بدر الدین سلیمان تھے کہ صاحبِ سجادہ ہوئے، اُن کے بھی چہرہ بیٹے اور پانچ دختر تھیں، مزار اُن کا گنبدِ معلیٰ میں ہے اُن کو سولے اپنے خاندانِ پدیری کے علیحدہ خاندانِ حشمت سے ارادت تھی، چنانچہ خواجہ غور و خواجہ روز خواجگانِ حشمت سے حیاتِ بابا صاحب میں تہنیتِ حشمت تشریف فرمائے اجدہن ہوئے تھے



بابا صاحب نے شیخ سلیمان شیخ شہاب الدین کو تبرکاً مرید کروا دیا تھا۔ دوسرے مخدوم زادہ شیخ بہاؤ الدین مشہور شہاب الدین گنج عالم تھے، بڑے عالم تھے، ان کے پانچ پسر تھے، ان کا مزار بھی متصل روضہ کے ہے۔ مگر آپ کے خلفائے وہیں دوسرا مقبرہ بنا کر آپ کے جد مبارک کو وہاں مدفون کیا۔ تیسرے صاحبزادہ شیخ یعقوب تھے، اُن کے دو پسر تھے، ان کا مزار مخدوم ہے، کہتے ہیں کہ ابدانوں میں دل گئے تھے۔ چوتھے پسر شیخ نظام الدین کہ محبوب ترین تھے اُن کی شہادت ہوئی، یہ سپاہ بنیہ تھے بوقت رحلت پدر ہمراہ سلطان غیاث الدین ٹپالہ میں تھے جس شب پدر کا انتقال ہوا انہوں نے ازراہ معلوم کیا اور صبح حاضر ہوئے، اور تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے، ان کا مزار ٹھپور میں ہے۔ پانچویں صاحبزادہ شیخ نصیر الدین نصر الدین تھے، ان کے چھ پسر تھے اور یہ شادو کے شکم سے تھے۔ مزار ان کا موضع چادلیا پر گرنہ قبولہ میں واقع ہے۔ وہیں شیخ کے بڑے بھائی کا بھی مزار ہے، اور اسی موضع کے قریب ایک چاہ ہے وہاں کے لوگ کہتے ہیں کہ اس چاہ میں بابا صاحب نے ایک مکھوس چلے کیا تھا۔ بعض نے شیخ نصر الدین کی نسبت لکھا ہے کہ یہ شادو کے ہمراہ آئے تھے، حضرت نے ان کو شرفِ فرزندوں کے پرورش اور تعلیم فرمایا، اور بہت محبوب تھے۔ اور دختر نیک اختر یہ ہیں۔ ایک بی بی فاطمہ دوسری بی بی شریفہ تیسری بی بی مستورہ بی بی فاطمہ کانکھ حضرت نے شیخ بدر الدین اسحاق سے کیا تھا۔ صحیح النسب سادات بخارا اور خلیفہ شیخ داؤد کے تھے، ان کے دو پسر تھے خواجہ محمد خواجہ موسیٰ اور بی بی مستورہ کانکھ شیخ عمر صوفی الفاروقی سے ہوا ان کے ایک پسر شیخ محمد پیدا ہوئے، اور بی بی شریفہ جوانی میں بیوہ ہوئیں، ان کی اولاد نہ ہوئی، تمام عمر عبادت حق میں مشغول رہیں اور اولیا ہوئیں۔ چنانچہ حضرت نے ان کی نسبت فرمایا تھا کہ اگر خلافت اور سجادہ عورت کو دینا جائز ہوتا تو بی بی شریفہ کو دیتا۔ ان کے شوہر کا نام معلوم نہیں ہوا۔ بعض حضرات نے چار دختر بیان کیں ہیں، اور کہتے ہیں کہ چوتھی دختر منکوحہ حضرت شیخ علی احمد صابر کی تھیں۔ اس قول کی تصدیق اخبار الاخبار معارج الولايت سیر الاقطاب ہے۔ جیسا کہ صاحب اخبار الاخبار نے لکھا ہے کہ شیخ علی احمد صابر و اماؤ خلیفہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے ہیں اور سلسلہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی وغیرہ کا اُن سے منہی ہوتا ہے۔ قبر اُن کی گلبرگ میں ہے، اور صاحب معارج الولايت اور سیر الاقطاب نے خواہر زادہ داماد خلیفہ بابا صاحب لکھا ہے۔ صاحب امتیاز القادر ملفوظات بابا صاحب نقل کرتے ہیں کہ بوقت تعمیر روضہ غوث الثقلین بابا صاحب بغداد میں موجود تھے

ہر روز مزدوری میں شریک رہتے، جب وقت مزدوری کے لئے کاہتا آپ اُس سے پہلے چلے آتے تھے، بہت دن اسی طرح گزے، آخر ایک روز صاحبزادہ سید عبدالرزاق نے فرمایا عجب مزدور ہے تمام دن مزدوری کرتا ہے وقت مزدوری لینے کے حاضر نہیں ہوتا، کام ختم ہوا اُس نے کچھ نہیں لیا اُسی شب کو صاحبزادہ سے فرمایا گیا کہ وہ مزدور نہیں ہو فرید مسعود ہے۔ برائے حصول سعادت آیا ہے، اُس کا اکرام کرنا، دعوت کرنا، باعز از تمام حضرت کرنا، معلوم ہوا کہ غوث پاک سے روحانی فیض ہوا۔ حضرت سلطان المشائخ سے نقل ہوا کہ شب ماہ محرم تھی کہ نماز عشا حضرت نے جماعت ادا کی، بعد اُس کے بیہوش ہو گئے پھر ہوش آیا تو دریافت کیا کہ نماز عشا پڑھ لی، فرمایا دو بارہ پڑھوں گا، اسی طرح تین بار نماز عشا ادا کی، بعدہ یاجی دیا قیوم کہتے ہوئے مشاہدہ حق میں جاں بحق تسلیم ہوئے۔ وفات حضرت کی شب شنبہ پنجم محرم ۶۶۶ ہجری میں ہوئی، بعض ۶۶۷ھ نزد بعض ۶۶۸ھ میں ہوئی۔ صاحب مخبر الاولیاء نے لکھا ہے۔ تاریخ

شیخ اہل جہاں فرید الدین  
کہ فرید از زمانہ نعتل نمود  
کا ندیں نیست حرف شک و گمان  
بر کمالات او دلیل آمد

افتخار زمانہ فخر زمین  
بگیاں پنجسم محرم بود  
روز ترعیل او شنبہ داں  
سال شنفار او غلیل آمد

عمر شریف آپ کی ۹۵ سال کی ہوئی، اور بعد انتقال اپنے پیر کے تیس سال بقید حیات رہے۔ صاحب سیر الاولیاء نے لکھا ہے کہ بابا صاحب نے پندرہ برس کی عمر میں بیعت کی، اور سات برس کی عمر سے آثار کرامت ظاہر ہونے لگے، مزار گھر بار پاک پٹن شریف ملک پنجاب میں زیارت گاہ خلّاتی ہے، اور بروز عرس شریف ہزار ہا خلّاتی مشائخ روزگار اور آپ کے سلسلہ کے خلفائے نامدار و صاحب سجادہ ہائے عالی و قارح جمع ہوتے ہیں، اور دروازہ روضہ منیر کو کو دروازہ بہشتی سمجھا اُس میں سے نکلتے ہیں، اور دروازہ پانچویں محرم کو کھلتا ہے، اور وجہ تقسیمہ اُس کی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت سلطان المشائخ بعد انتقال حضرت کے حاضر ہوتے ہیں آپ نے رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کو اُس دروازہ میں شریف فرما دیکھا ہے اور فرماتے ہیں کہ یا نظام الدین من دخل فی هذا الباب کان امنّا یعنی جو کوئی اس دروازہ میں داخل ہو وہ امان میں ہے، اس روز بہشتی دروازہ شہر ہے۔ ایک بار کسی نے حضرت سلطان المشائخ سے پوچھا کہ وقت نقل حضرت گنجشکر کے آپ حاضر تھے چنم پڑا آپ کر کے فرمایا کہ حضرت نے جب کو ماہ شوال میں

دہلی روانہ کیا، اور نقل حضرت کی پانچ محرم کو ہوئی، لیکن وقت رحلت بندہ کو یاد کیا، اور فرمایا کہ فلاں دہلی میں ہے۔ میں بھی قطب لاقطاب کی نقل کے وقت موجود نہ تھا، اور میرے شیخ بھی خواجہ بزرگ کی وفات کے وقت موجود نہ تھے، اور خرقہ عطیہ حضرت خواجہ قطب الدین نجیب رکا کی، شیخ بدر الدین اسحق اپنے داماد کے سپرد کر کے فرمایا کہ یہ امانت نظام الدین بدایونی کی ہے اُس کو پہنچا دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد وفات بابا صاحب کے حضرت سلطان المشائخ اجدہن میں پہنچے۔ شیخ بدر الدین نے وہ امانت آپ کے سپرد کی لکھا ہے کہ خلفاء آپ کے بے تعداد ہوئے ہیں، اور جواہر فریدی میں پچاس ہزار لکھے ہیں مگر چند حضرات کا نام تبرکاً اس جگہ ذکر کیا جاتا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ بدایونی ثم دہلوی حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کلیری، شیخ جمال الدین ہنسوی، بدر الدین سلیمان، صاحبزادہ و صاحبزادہ شیخ شہاب الدین گنج عالم و صاحبزادہ نظام الدین شہید و صاحبزادہ شیخ یعقوب و صاحبزادہ شیخ نصیر اللہ شیخ بدر الدین اسحق و شیخ دھار و خادم شیخ زین الدین و شقی و شیخ شکر ریز و شیخ علی شکر باران و شیخ علی لاثی یا لکوٹی و شیخ محمد سراج و شیخ دہنی و شیخ جمال عاشق کمال و شیخ عارف سیستانی و شیخ ذکریا سندھی شیخ صدر دیوانہ و شیخ جلال الدین شیخ رکن الدین سید محمد بن سید محمود کرمانی و شیخ منتخب الدین و شیخ برہان الدین غریب شیخ یوسف و شیخ برہان الدین ہنسوی و شیخ محمد شاہ غوری و مولانا محمد مولہانی و مولانا علی بہاری شیخ محمد نیشاپوری و شیخ حمید الدین مکنانی و شیخ شہاب الدین نجفی و عصارہ سیستانی و شیخ داؤد پالہی شیخ نجیب الدین متوکل۔

### ذکر حضرت شیخ نجیب الدین متوکل قدس سرہ

برادر حقیقی و خلیفہ شیخ فرید الدین گنجشکر کے تھے

علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ پیرائے مرتبہ

عالی رکھتے تھے نہایت متوکل تھے کہ ستر برس دہلی میں رہے، کبھی کسی دنیا دار کے مکان پر نہیں گئے، اور یہ کیفیت تھی کہ بوجہ مشغولی کے دن اور ماہ کی خبر نہ تھی، روپیہ پیسہ اشرفی سب یکساں تھا، کسی میں تمیز نہ تھی ایک روز ایک درویش آیا، اور اُس نے پوچھا کہ نجیب الدین متوکل تو ہے فرمایا کہ نجیب الدین نام رکھتا تو میں ہوں در متوکل نہ معلوم کون ہو، پھر اُس درویش نے پوچھا کہ گنجشکر کا بھائی تو ہی ہو۔ فرمایا کہ ظاہری برادر تو میں ہوں اور بھائی کوئی اور ہوگا، میں توکل نہیں رکھتا صاحبِ خبار الاخیر چند نقول آپ کے اس طرح فرماتے ہیں نقل ہو کہ بروز عید چند درویش آپ کے مکان پر آئے، اُس روز آپ کے یہاں کچھ نہ تھا، بالاخانہ بجا کر

عبادت حق میں مشغول تھے، اور دل سے کہا کہ آج عید ہے، اور میرے فرزند بھوکے ہیں، اور مسافر آنے والے بھی خالی جاویں گے، اُسی وقت دیکھا کہ پیر مرد اوپر سے آتا ہے اور بیت پڑھتا ہے ۵۰ بار گفتہ دلا خضر! یعنی: دل گفت اگر مرنا یمینیم: اور وہ مرد طعام اپنے روبرو لایا، اور کہا کہ تیرے توکل نے تقارہ عرش پر بجایا تو اس طرف ملتفت ہو، آپ نے کہا اللہ جانتا ہے کہ واسطے اپنے ملتفت نہیں ہوا واسطے یاروں کے التفات کیا۔ غالباً وہ مرد خواجہ خضر تھے۔ حضرت شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ قبل مرید سونے بابا صاحب کے ایک روز میں مجلس شیخ نجیب الدین میں بیٹھا تھا، میں اُٹھا اور میں نے کہا کہ ایک بار سورہ فاتحہ اور اخلاص پڑھو، اور میری نیت یہ تھی کہ میں قاضی ہو جاؤں، شیخ نے غماض کیا، میں سمجھا کہ انہوں نے سنا نہیں، پھر میں نے اُسی طرح کہا اور وہ ابھی نیت تھی، آپ نے قسم کر کے فرمایا کہ قاضی مشو چیزے دیگر شو۔ کہنا کہ آپ نے ایک روز گنجشک کی خدمت میں عرض کیا لوگ اس طرح کہتے ہیں کہ آپ مناجات یارب کہتے ہیں اور جواب میں بیک بدی سنتے ہیں، شیخ نے فرمایا کہ خیر بعدہ فرمایا لا ارجاء مقدمۃ الکوین پھر عرض کیا کہ ایسا بھی کہتے ہیں کہ خضر تھا ہے پاس آتے ہیں۔ شیخ نے فرمایا خیر پھر پوچھا کہ ایسا بھی کہتے ہیں کہ نجیب الدین کے پاس بدال آتے ہیں، شیخ نے فرمایا تو بھی بدالوں میں سے ہے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نقل ہے کہ بمقام دہلی آپ کے ہمایہ میں تیمور نام ایک ترک رہتا تھا، اُس نے ایک مسجد بنائی تھی، اُس کے پہلو میں اپنے رہنے کو گھر بنایا تھا، امامت اُس مسجد کی حضرت کرتے تھے۔ اتفاقاً اُسکی لڑکی کی شادی آگئی، اُس نے ایک لاکھ چند ہزار شرفی شادی میں خرچ کرنے کا ارادہ کیا، حضرت نے اُس کو نصیحت کی کہ اتنا زکثیر راہ خدا میں محتاجوں کو دے تو بہتر ہو، اس سے کہ شادی دختر میں خرچ کرے، یہ اصراف ہو، اُس ترک کو یہ بات بُری معلوم ہوئی، اور آپ کو امامت سے موقوف کیا، آپ دہلی سے اجودہن تشریف لے گئے۔ حضرت گنجشک کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حال بیان کیا، شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ وظیفہ تمہارا موقوف کیا، دوسرے اس سے بہتر عطا کرے گا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ جب آپ اجودہن سے واپس آئے، دوسرے ترک نے آپ کے بٹوس میں مکان بنایا اور آپ کا فرید ہوا اور خدمات بجانے لگا۔ لکھا ہے کہ بدایوں میں ایک درویش صاحب دل تھا، اُس کو وجہ الدین کہتے تھے۔ شیخ نجیب الدین اُس کے دیکھنے کو دہلی سے بدایوں میں آئے، اُس فقیر کے پاس گئے، دیکھا کہ بورہ پر بیٹھا ہے، آپ جو نہ اُتار کر اُس کے برابر بیٹھ گئے، اُس کو ناگوار گذرا، نہ اُن کی تعظیم کی نہ کچھ بولا، ایک کتاب کچھ رکھا تھا، آپ نے وہ اُس کے آگے سے اُٹھالی

سطر اول کے اول یہ نمودار ہوا کہ آخر زمانہ میں فقیر شکر ہوں گے اگر صلح اُن کے پاس آئے اور پاس پور یہ کے جوئے اُتار کر بیٹھے تو فقیر آتش تکبر سے جلیکے تکلیف دینی چاہیگا، آپ نے وہ کتاب اُس کے ہاتھ میں دی، اور کہا کہ سطر اول کو دیکھو تمہارے حساب ل ہے، وہ فقیر شرمندہ ہوا، آپ وہاں سے راہی طرف بنی کے ہوئے، لکھا ہے کہ غیاث پور میں ایک عورت صاحب ولایت مسمی بہ فاطمہ سام رہتی تھیں، کہ جن کی نسبت بابا صاحب نے اکثر فرمایا ہے کہ یہ عورت برابر دودھ داد لیا کے ہے وہ حضرت شیخ نجیب الدین کو بھائی کہا کرتی تھیں، جب آپ کے گھر میں دو تین فاقے گذرتے وہ بزرگ اپنے کشف سے معلوم فرما کر ایک کچھ پکوا کر آپ کے گھر بھجوتیں، اور آپ قبول فرمالتے۔ وفات حضرت کی ۱۰۸۷ھ میں ہوئی۔ بوجہ اتحاد باہمی کے بنی فاطمہ مام قدس سرہا کے نزدیک مدفون ہوئے۔ راستہ قطب میل درغیاث پور میں وہ مقام ہے جہاں سلطان المشائخ کا روضہ عالی ہے۔

**ذکر حضرت شیخ داؤد پالہی قدس سرہ** کہ عظم خلفائے حضرت گنجشکر سے تھے، بڑے صاحب راز و نیاز اور یگانہ روزگار خلیفہ بابا صاحب کے تھے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر صبح گھر سے نکلکر جنگل میں جا کر مشغول ہوتے اور ہرن جنگل کے گرد جمع ہو کر آپ دیکھا کرتے تھے، جب آپ وہیں مکان پر آتے ہرن جنگل میں منتشر ہوجاتے۔ حضرت سلطان المشائخ آپ کا ذکر کیا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ میں در شیخ داؤد پالہی بابا صاحب سے ایک بار رخصت ہو کر چلے، بہت تیز چلتے تھے کوس دو کوس چلکر نماز میں مشغول ہوتے میں کوس دو کوس آگے نکل جاتا وہ نماز میں مشغول رہتے، مگر عجیبو آپ کھڑے اور کوس دو کوس آگے جا کر نماز میں مشغول ہوتے۔ آپ متوطن علاقہ ردولی کے تھے ۱۰۷۹ھ میں وفات ہوئی، مزار حوض شمس پر تھا۔ ایسیچ میں معلوم ہوتا ہے۔

**ذکر سید امام علی لاجپور سیالکوٹی قدس سرہ** کہ خلفائے حضرت گنجشکر سے تھے، بہت بڑے صاحب تصرف اور صاحب باطن اور متقی تھے۔ بعد حصول خرقہ خلافت طرف سیالکوٹ کے رخصت ہوئے، وہاں پہنچ کر ہزاروں خدائر سیدہ یکد صاحب معارج اولایت کہتے ہیں کہ جب آپ بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت دو علی اور موجود تھے ایک شخص علی بہاری، دوسرے شیخ علاؤ الدین علی احمد صابز جب آپ پہنچے بابا صاحب نے فرمایا کہ یہ علی بھی انہیں دونوں علی ہیں حق ہوا، اس وجہ سے علی لاجپور خطاب ہوا، وفات آپ کی ۱۰۸۶ھ میں بنی مزار سیالکوٹ میں

## ذکر حضرت شیخ برہان الدین محمود بابی الخیر اسعد البیہقی قدس سرہ

کہ علمائے وقت سلطان غیاث الدین تلمین اور معتقدین بابا صاحب تھے، علوم ظاہری اور باطنی میں اکمال تھے، اور اشعار آپ کے مضامین معرفت میں موجود ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں چھ برس کا تھا، اور ہمراہ پدر چلا جاتا تھا، ناگاہ سواری مولانا برہان الدین مصنف مصدا یہ کی آگئی بسبب ہجوم خلایق کے باپ جدا ہو گیا، اور کھڑا رہا، جب سواری میرے قریب آئی، میں نے سلام کیا، فرمایا کہ یہ بچا اپنے وقت میں علامتہ روزگار ہوگا، میں نے یہ کلمہ شکر اُن کی رکاب کب بوسہ دیا اور ہمراہ چند قدم چلا، پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ خدا مجھ سے ایسا کہوتا ہے کہ بادشاہانِ وقت دروازہ اس کو دک پر آ دیں گے، یہ عالم اور شاخ ہو مولانا نے فرمایا کہ خدا مجھ سے کسی گناہ کو نہ پوچھیکا، مگر چنگ و رستم کو میں بہت سنا ہے۔ وفات آپ کی سن ۷۳۷ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں ہے۔

سید بخاری اور خلیفہ بابا صاحب کے کامل مشیخ تھے، اور عالم

## ذکر حضرت شیخ بدرالدین بن علی اسحاق کا

واسطے مباحثہ علماء اور حل چند مشکلات مسائل علی کے بخارا سے دہلی میں آئے، یہاں علماء سے تسلی نہ ہوئی، ناچار واپس براہِ ملتان بخارا کو واپس جاتے ہوئے وارد اجدہن ہوئے، آپ کے ہمراہیوں نے ارادہ کیا کہ حضرت گنجشکر کی خدمت میں حاضر ہوں، مگر مولانا نے اجازت نہ دی کہ اس وقت فقرائے منکر تھے، آخر ہمراہی اُن کے اُن کو لیکر خدمت شیخ میں آئے، حضرت بابا صاحب نے کشف باطن سے ان کے دل کے حالات معلوم کر فرمایا کہ بدرالدین نے محض برائے حل چند مسائل علی کے اتنی مسافت اُٹھائی اور وہ اس طرح پر ہیں، اُن تسلی ہوئی، پس بابا صاحب نے اُن کے قلب کو اپنی طرف جذب فرمایا، اور فرمایا کہ تم مجھ سے ملنے نہ آئے تھے، اگرچہ صحبت علمائے اکبر اعظم ہے، مگر فقیروں و مسکینوں سے بھی محبت کرنا شرطِ مروتی ہے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی سر اپنا حضرت کے قدموں پر رکھا اور مرید ہوئے، اور خدمت خانقاہ اختیار کی، ہر روز جنگل سے لکڑیوں کا بوجھ لایا کرتے، آخر بعد تکمیل کبھی کے خرقہ خلافت پایا اور بلفظِ فرزند کی کے مشرف ہوئے۔

سن ۶۹۷ھ میں وفات پائی، مزار اجدہن میں ہے۔

کہ خلیفہ بابا صاحب کے تھے، اُن کو آقائے منتخب بھی کہتے ہیں، آپ نے ریاضت و عبادت بہت کی

## ذکر حضرت شیخ منتخب الدین چشتی قدس سرہ

کہ مرتبہ محبوبی حاصل کیا، دو خلعت زرین دونو وقت غیب کے آپ کے واسطے آتے تھے، آپ ان کو فروخت کر کے مساکین کو تقسیم کرتے، اپنے صرف میں لاتے، اس سبب آپ زر زرین ہن کے ساتھ ملقب ہوئے پس بابا صاحب نے ان کو بمقام دیوگری برائے دفع کرنے کفر و بدعت کے روانہ کیا تھا، آپ نے وہاں پہنچ کر جلع اسلام روشن کیا، خلق اللہ کو راہ راست پر لائے، جو منکر رہا اُس کے واسطے بد دعا کی، ان کی شکلیں بگڑ کر پتھر کی ہو گئیں، اب بھی ان کے نشان ملتے ہیں۔ وفات حضرت کی ۷۹۵ھ ربيع الاول میں ہوئی، مزار دیوگری میں ہے۔ بعدہ حضرت سلطان المشائخ نے ان کے برادر خورد شیخ برهان الدین غریب کو کہ جو ان کے خلیفہ تھے ان کی جگہ معہور فرمایا، ان کے وقت میں وہاں کفر و بدعت اُٹھا۔

### ذکر حضرت سید محمد بن سید محمود کرمانی

عالم اجل و خلیفہ بابا صاحب کے تھے۔ پہلے یہ واسطے تجارت کچے کران سے وارد لاہور ہوئے، اور اجدہن پہنچ کر قدوسی بابا صاحب سے مشرف ہوئے، وہاں سے پھر ملتان گئے اور اپنے چچا سید احمد سے ملے، جب لاہور میں آئے اجدہن میں حاضر ہو کر پھر ملتان میں جاتے، آخر شیخ سے کمال محبت ہو گئی اور تجارت چھوڑ کر مرید ہو کر عبادت میں مشغول ہوئے، اور بعد انتقال بابا صاحب کے حضرت سلطان المشائخ کی قدرت میں رہ کر مکمل ہو کر یاران اعلیٰ میں شامل ہوئے۔ وفات حضرت کی شب جمعہ ۸۰۰ھ میں پٹی مزاران کا متصل باؤنی حضرت نظام الدین یاران چوتراہ پر ہے۔

### ذکر حضرت خواجہ علاؤ الدین بن شیخ بدر الدین سلمان قدس سرہ

نسبہ صاحب سجادہ حضرت بابا صاحب کے تھے۔ سولہ برس کی عمر میں صاحب سجادہ ہوئے، اور پچائش برس صاحب سجادہ رہے، تمام ہند آپ سے معتقد تھا، اور

قدم مبارک آپ نے سولے جامع مسجد کے دوسری جگہ نہیں رکھا، اور امراء اور بادشاہوں سے مستغنی اور صائم الدہر قائم اہل تھے اور بہت نخی تھے، جو فتوحات ہوتا اسی وقت تقسیم فرمادیتے تھے۔ سلطان غیاث الدین تغلق کہ جو دیال پور کا صوبہ دار تھا، اُس وقت آپ کا مرید ہوا تھا، جب ۸۰۰ھ میں آپ کا انتقال ہوا تو یہ صوبہ اردیال پور ملک غازی بادشاہ ہو کر سلطان غیاث الدین تغلق مشہور ہوا اور حضرت کا مقبرہ تیار کرایا۔ یہ بیچ بابا صاحب کے بیچ سے بلند ہو کر دور سے خور و معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی شان میں ابیر حسنیہ جو فیضیدہ لکھا تھا ایک شعر اُس کی یہ ہے ۵ علمائے دین دنیا فح و شیخ زادہ عصر، کہ شد بر تہ قائم مقام شیخ فویم

## ذکر شیخ ضیاء الدین نجفی

خلیفہ بابا صاحب و زبیرہ شیخ حمید الدین صوفی کہ صحبت خلق سے متفرق تھے۔ بدایوں میں گوشہ عافیت میں بسر فرماتے آپ کی تصنیفات سلاک سلوک و عشرہ میسرہ و کلیات و جزئیات و شرح دعائے سریانی و طوطی نامہ وغیرہ بہت ہیں۔ وفات حضرت کی ۸۷۰ ہجری میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ جمال الدین قطب ہانسوی قدس سرہ

خلیفہ حضرت بابا صاحب کے اور اولاد سے امام اعظم کی تھے بابا صاحب آپ پر نہایت فوازش فرماتے تھے کہ بارہ برس آپ کی محبت کی وجہ ہانسی میں ہے اور آپ کے حق میں فرمایا

کہ شیخ جمال جمال است، اکثر فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ تیرے سکے گرد بھر دوں اور اُن کی عدم موجودگی میں خلافت نامہ بخط خاص تحریر فرما کر بھیجا دوں جس کسی کو خلافت نامہ عطا کرتے اُس میں آپ کی قبولیت بھی شرط تھی، اگر آپ قبول نہ فرماتے تو بابا صاحب ارشاد کرتے کہ پارہ کردہ جمال مزید ہرگز نتواں دوست نقل ہے کہ شیخ جمال نے جس روز سے یہ حدیث دیکھی غدا ب قبر سے بہت غایت بہتے تھے صبا کہ فرمایا البقرہ و ضاۃ من ریاضۃ الجنۃ او حضرتہ من حضار المیزان یعنی قبر ایک باغ ہو باغہائے جنت یا ایک گڑھا گڑھوں و درخت سے، جب آپ کا انتقال ہوا تھوڑے دنوں بعد چاہا کہ گنبد تعمیر کریں موقت کھودنے بنیاد چھوڑے کہ ایک کھڑکی قبر شیخ میں سے معلوم ہوئی کہ اُس میں بوسے بہشت آتی ہے پس اسی وقت بند کی گئی وفات حضرت کی ۸۷۰ ہجری میں ہوئی کمزار ہانسی میں ہو ایک گنبد میں تین بزرگ سوہ ہیں بعد انتقال حضرت کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا، فرمایا کہ جب مجھ کو گور میں رکھا دو فرشتے غدا ب کر ٹیکو آئے، چاہتے تھے کہ غدا ب کریں، اُن کے عقب میں دو فرشتے اور آئے اور اُن سے کہا اللہ کا حکم ہے کہ یہ شخص دو سنتوں میں بعد فاتحہ کے سورہ بروج اور الطارق پڑھا کرنا تھا، اور بعد ازلے نماز فرض کے آیۃ الکرسی کا وظیفہ رکھنا تھا، ہم نے اُن آیات کی برکت سے اُس کو بخشا۔

## ذکر حضرت سلطان الاولیاء نقاودہ و دیان چشتیہ محبوب الہی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء زریں بخش قدس سرہ الغریر

ابن خواجہ احمد بن خواجہ علی بخاری بن سید عبد اللہ بن سید حسین بن سید علی بن سید احمد بن سید ابی عبد اللہ



بن سید علی ہسفر بن سید جعفر بن سید علی ہادی، بن امام محمد جوادی بن امام علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور از طرف مادر بھی سید حسینی ہیں، بلکہ سلسلہ مادری بھی آخری سلسلہ جدی سے مل جاتا ہے یعنی آپ کی والدہ ماجدہ بی بی زینبہ دختر سید ابوالقاسم کی اور وہ بیٹی سید محمد اظہر کی جو خلیفہ پیران پیر کے تھے اور وہ بیٹی سید حسین کے، اور وہ بیٹی سید علی کے۔ چنانچہ اس جگہ سے دونوں سلاسل ملتی ہو گئے۔ صاحب مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ اجداد حضرت کے بخارا کے رہنے والے اور گنجینہ علم جہلم تھے، جد مادری حضرت کے خواجہ عرب ورجہ حضرت کے خواجہ علی دونوں بزرگ باہم وارد ہندوستان ہوئے۔ پہلے لاہور میں قیام کیا، پھر بدایوں میں تشریف لائے اور وہاں کی سکونت اختیار کی، دونوں بزرگوں میں پس میں قربت ہوئی یعنی خواجہ عرب نے اپنی دختر نیک اختر راہبہ عصری بی بی زینبہ کی شادی خواجہ احمد خلف خواجہ علی کے ساتھ کی، خواجہ احمد کمال صالح اور دین تھے۔ بادشاہ وقت نے اُن کو بدایوں کا قاضی کیا، مزار اُن کا بدایوں میں ہے، اُن دو صدف پاک سے اللہ تعالیٰ نے ذکر معرفت کان کرامت سرمایہ عشق محبت حضرت سلطان المشائخ سلسلہ سجدی میں کہ یہی سن قطب لاقطب کا تھا، بروز آخری چار شنبہ بعد از طلوع آفتاب، ۲۴ صفر کو قصبہ بدایوں میں تولد فرمایا، اسی وجہ سے ہر سال آخری چار شنبہ کو غسل مزار مبارک کو دیا جاتا ہے، اور غسل کا پانی تبرکاً لیا جاتا ہے، چنانچہ اپنی حیات میں بھی حضرت آخری چار شنبہ کو ہر سال غسل فرماتے تھے وہی رسم چلی آتی ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آپ تمام مقامات غوثی اور فدائیت گزر کر مرتبہ محبوبی کو پہنچے، اقوال افعال حضرت کے تمام مشائخ کو حجت قاطع ہے۔ انفرنس جب عمر شریف پانچ برس کی ہوئی آپ یتیم ہو گئے یعنی آپ کے والد خواجہ احمد صاحب انتقال کیا، جب سن بلوغ کو پہنچے کمال زہد و تقویٰ کے ساتھ علوم ظاہری کے حاصل کرنے میں مشغول ہوئے، پچیس برس کی عمر میں معہ اپنی والدہ شریفہ کے ملی میں تشریف لائے اور پڑانے قلعہ کے قریب ایک شخص کے دروازہ میں ٹھہرے، پھر ایک شخص کے کپڑے پر جو خن پڑا تھا اُس میں ہے۔ مولانا شمس خوارزمی کے درس میں کہوڑے فاضل وقت اور کمال تھے اور مخاطب شمس الملک تھے عوام دین کی تکمیل کی، مولانا آپ کی بہت عزت کئے تھے اور مولانا کمال الدین زاہد سے مشارق الانوار دیکھی، اور مولانا مذکور نے سند فضیلت لینے ہاتھ سے لکھ کر دی۔ مولانا کمال الدین حقیقت میں باکمال تھے کہ سلطان غیاث الدین بلبن نے اُن کو اپنا پیش امام بنا چاہا۔ مولانا نے

فرمایا کہ میرے پاس سوائے تار کے دوسری چیز نہیں ہے، بادشاہ چاہتا ہے کہ یہ بھی مجھ سے جائے۔ مزار مولانا کا دہلی میں ہے اور حضرت سلطان المشائخ نے بعد میں شیخ نجیب الدین متوکل کے ہمسایہ میں قیام فرمایا اور دونوں بزرگوں میں کمال محبت رہی، انہیں دنوں میں آپ کی والدہ ماجدہ نے بھی انتقال فرمایا صاحب اخبار الاخیار تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی بارہ برس کی عمر تھی، لغت دیکھتے تھے کہ ایک مرد ابو بکر قوال آپ کے استاد کی خدمت میں آیا اور اس نے چند شعر اور ایک قصیدہ شیخ بہاؤ الدین کا پڑھا پھر ذکر کیا کہ کنیزان شیخ آپا پیسے میں بھی ذکر کرتی ہیں اور بہت تعریف کی۔ آپ کے دل پر کسی بات نے اثر نہ کیا بعد اُس کے قوال نے بیان کیا کہ جب اجدہن میں آیا شیخ فرید الدین کو دیکھا اور آپ کی ریاضت اور زہد کا ذکر کیا۔ یہ سنتے ہی آپ کے دل میں اشتیاق اور محبت شیخ کی پیدا ہوئی کہ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے سوتے جاگتے بابا صاحب کے خیال بندہ گیا، آخر بدایوں سے روانہ ہو کر دہلی میں تشریف لا کر تحصیل علم دین کی اور مقامات حریری مولانا شمس الملک صدر ولایت سے پڑھی، یہاں تک کہ سند فضیلت حاصل کی۔ بعدہ بشوق ارادت شیخ فرید الدین اجدہن میں آئے اور قدیموسی شیخ سے مشرف ہوئے۔ شیخ نے معاً یہ بیت فرمائی ۵ لے آتش فراغت دلہا کباب کردہ، سیلاب شتیاقش جانہا خراب کردہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں اس وقت اپنا بھی اشتیاق ظاہر کرنا چاہتا تھا، مگر بوجہ ہیبت اور عظمت کے کچھ عرض نہ کر سکا، اور تفسیر اگلی چیمہ سیارہ کلام اللہ کی پیش شیخ تجدید کی اور چیمہ باب عوارف شریف کی سند کی، اور تمہید ابوشکور سلمیٰ اور بعضی کتابیں شیخ سے پڑھیں اور حضرت سے بیت کی اور عرض کیا کہ ترک تسلیم کر کے اب نوافل میں مشغول ہوں، شیخ نے فرمایا کہ میں کسی کو تعلیم سے منع نہیں کرتا، یہ بھی کرو بھی کر درویش کو علم ضرور چاہیئے کہ شیطان کے دھوکے میں نہ آئے۔ بعد چند روز کے بتا شیخ ۲۱ ربیع الاول ۸۴۲ ھ ہجری میں آخری چہار شنبہ کو خرقہ خلافت عطا ہوا، اور دہلی کو رخصت فرمایا۔ حضرت سلطان الاولیا فرماتے ہیں کہ جب میں اجدہن میں تھا شیخ پر بہت تنگی تھی، ایک مرید پانی لاتا، ایک ہیزم لاتا، ایک جنگل سے کریر لاتا میں اُن کریروں کو ابالکر شیخ کے رو بروئے جاتا، آپ اُن سے قدے لیکر افطار کرتے باقی دوسروں کو تقسیم فرمادیتے تھے، ایک روز میں نے نمک قرض لیکر بیروں میں ڈالکر پکایا اور پیالہ میں اُن کو اتار کر رو برو شیخ کے لے گیا، آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اس میں شبہ ہے میں نہیں کھاؤں گا، میں نے عرض کیا کہ مولانا بدر الدین اسلمیٰ اور شیخ جمال ہانسوی ایک ایک چیز لاتے ہیں میں پکاتا ہوں، شبہ کی وجہ آپ پر ظاہر ہو گئی۔

فرمایا درویش فاقہ سے مرجائیں گے مگر لذت نفس کے واسطے قرض نہ لیں کس واسطے کہ قرض اور توکل میں مشرق اور مغرب کا سا بُعد ہے۔ اس وقت سے بیٹے عہد کیا کہ کبھی کسی سے قرض نہ لوں گا پھر جس کبل پر آپ تشریف فرما تھے وہ جملہ دیار و عادی کہ تو ہرگز کسی کا محتاج نہ ہوگا، اور دہلی چلتے وقت وصیت فرمائی کہ دشمنوں کو خوش رکھنا اور جس سے قرض لیا ہے اُس کو ادا کرنا۔ جب میں دہلی میں آیا شیخ نجیب الدین سے اپنی سرگذشت بیان کی وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ مولانا تم میرے بھائی ہوئے حضرت سلطان المشائخ خود فرماتے ہیں کہ دہلی میں جائے فراغت لائق عبادت نہ دیکھ کر جنگل میں جا کر رہتا تھا ایک روز میں کنارہ حوض تغلق کے بیٹھا ہوا حفظ قرآن پڑھ رہا تھا ایک درویش صاحبِ کب حال آگیا سینے پوچھا تم شہر میں رہتے ہو کہا کہ شہر سکونت کی جگہ نہیں اگر عبادت کی صلاحات جاہے تو جنگل میں ہے پھر ایک باغ میں گیا اور تجدید وضو کر کے دو گناہ ادا کیا اور دعا کی کہ ابھی جو جگہ میرے واسطے مناسب ہو آگاہی بخش کہ تا وہاں مقیم ہوں، ہاتھ غیب سے ندا دی کہ تیری جگہ غیاث پور ہے وہاں حاصل میں غیاث پور میں جا رہا اور صدا یت خلق میں مشغول ہوا۔ اُس روز سے ہزاروں مرید اور معتقد ہونے لگے، اور اُسی جگہ معزز الدین کی قباد نے نیا شہر بنایا، تمام امرا اور شہزادہ جوق جوق آنے لگے میں اس اندیشہ میں تھا کہ یہاں رہنا اب بہتر نہیں کہ اُسی روز ظہر کی نماز کے وقت ایک جوان حسین بہت ڈبلا آیا اور کہنے لگا کہ اول تو مشہور نہ ہونا چاہیے اگر مشہور ہو گیا تو ایسا ہونا چاہیے کہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شہر مندی نہ ہو یہ پھر کہا کہ کیا حوصلہ ہے کہ خلق سے جدا ہو کر حق سے مشغول ہوں حوصلہ یہ ہے کہ خلق میں رہ کر حق سے مشغول رہیں، جب بیٹے یہ بات سنی قدسے کھانا اُن کے آگے لایا، انہوں نے نہ کھایا میں نے اُس روز سے نیت کی کہ اسی جگہ رہوں گا۔ اس وقت انہوں نے تھوڑی پانی پیا اور غائب ہو گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت اُسی جگہ قیام پذیر رہے اور خواص عوام نے رجوع کی، اور باب فتوح کھلا، اور ایک عالم حضرت کے انعام اور احسان سے ممنون ہوا اور خود ریاضت نشا اختیار کی ہمیشہ صائم رہتے، افطار کے وقت قدسے بھی روٹی کھاتے، اگر نہ ہوتی کچھ نہ کھاتے خادم عرض کرتا کہ مخدوم ایک تو وقت افطار کے حضرت پہلے ہی تھوڑا کھاتے ہیں، اگر اس کو بھی ترک کیا تو نصف زیادہ ہوگا، اُس وقت رد کر فرماتے کہ چند مساکین مساجد وغیرہ میں فاقہ زدہ پڑے ہیں، میرے خلق نے طعام کیونکر اترے لیجا، پس یہاں تک رجوع ہوئی کہ امیر سیف الدین نے اعز الدین علی شاہ

اور حامد الدین احمد اور خواجہ خسرو کو مرید کرایا، خواجہ امیر خسرو کی عمر اسی وقت میں برس کی تھی۔ بھرا المعانی سے نقل ہے کہ غیاث الدین تغلق کو بوجہ سماع کے حضرت خصوصیت پیدا ہوئی اور چاہا کہ خادمان حضرت کے اذیت پہنچائے، قدرت خدا سے یہ کیفیت ایک سیاح نے ملتان میں پہنچ کر شیخ رکن الدین ابو الفتح نبیرہ شیخ بہاؤ الدین ذکر کیا سے بیان کی کہ بادشاہ اور حضرت میں یہ مناقشہ ہے۔ شیخ کو سلطان جی سے کمال محبت تھی، تاب نہ لاکر دلی میں تشریف لائے اور حضرت کے مکان پر ٹھہرے، قوال جمع ہوئے، سماع شروع ہوا، حضرت سلطان المشائخ کو حالت ہوئی، آپ کھڑے ہوئے، مگر شیخ رکن الدین نے آپ کی آستین پکڑ کر بٹھایا، پھر آپ کھڑے ہو گئے، پھر شیخ نے دامن پکڑ کر بٹھایا آپ پھر کھڑے ہو کر جد کرنے لگے۔ شیخ نوافل میں مشغول ہوئے جب مجلس برخاست ہوئی مولانا محمد شاہ امام نے کہا کہ یا شیخ رکن الدین میں ایک سوال کرتا ہوں شیخ نے فرمایا کہ ہوا انہوں نے کہا آستین پکڑنے میں اور پھر دامن پکڑنے میں پھر نوافل میں مشغول ہونے میں کیا سیر تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ مولانا جب برادر نظام الدین کو وجد ہوا اور کھڑے ہوئے تو قدم ساتویں آسمان پر مارا ہاتھ میرا آستین تک نہ پہنچا، دامن پکڑ کر بٹھایا، جب تیسری بار کھڑے ہوئے مینے نہ دیکھا کہ کہاں گئے نوافل میں مشغول ہوا۔ سیر الاولیا سے نقل ہے کہ ایک بار مولانا ظہیر الدین کو نوافل دہلی خدمت سلطان المشائخ میں حاضر ہوئے، اُن کو خوشبو عود کی آئی، سمجھا کہ حجرہ میں عود روشن ہو گا کہ خادموں نے حجرہ کو کھولا، وہاں سے کچھ بو نہ آئی حیران رہے حضرت نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ مولانا ابو عود کی نہیں ہے، یہ دوسری چیز کی بو ہے۔ سبحان اللہ جو دلی کامل مراتب قطبیت اور خدادانیت کو طے کر کے مرتبہ محبوبی اور معنوتی کو پہنچتا ہے اُس کی ذات پاک منظر اسرار الہی ہو جاتی ہے، اور ارادہ اُس کا ارادہ حق سبحانہ تعالیٰ کا ہوتا ہے اور ہم مبارک محبوب گستاخا عطریات غیبی سے معطر ہو جاتا ہے، جو اہل نل اُس کے پاس جاتا ہے وہ اُس میں شکر کرتی ہے۔ پس حضرت سلطان المشائخ کا مرتبہ محبوبی انظر من شمس طالب ہو تو دیکھیے اور سمجھ سگرنہ بین بروز شہر خیم، چشمہ آفتاب راجہ گناہ بہ نقل ہے کہ وہ گلیم مبارک کہ جو بابا صاحب نے حضرت کو عطائی تھی آپ نے قاضی محی الدین کاشانی کو محبت فرمائی۔ اُس میں سے نہایت خوشبو آتی تھی، قاضی نے اُس کو سر پر رکھا اور اپنے گھر میں لائے، اور مثل حرز جان کے نگاہ رکھا، قاضی سمجھے کہ یہ بو عارضی ہے بہت روز بعد پھر اُس کو دیکھا خوشبو زیادہ پائی، امتحاناً اُس کو خوب پانی میں دھویا دھویا اور ہوا میں سکھایا اور بھی بو زیادہ ہوئی۔ متعجب ہو کر یہ کیفیت حضرت کی خدمت میں عرض کی۔

حضرت نے چشم پر آب کر کے فرمایا کہ قاضی یہ بوئے محبت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو خلیت کرتا ہے  
 ایں بوئے بہ بوئے بوستانست، ایں بوئے زکوئے دوستانست، لکھا ہے کہ اول دہلی میں آپ کے  
 یہاں بہت تنگی رہتی تھی اکثر تمام طلباء اور فقرا پر فاقہ گذر جاتا تھا، ایک ضعیف آپ کے ہمایہ میں تھیں کہ وہ  
 سوت کات کر اُس کی اجرت روزہ افطار کرنی تھیں ایک روز اُسکی معلوم ہوا کہ تمام درویش فاقہ سے ہیں  
 اُس وقت اُس کے پاس دہ سیر آٹا جو کا موجود تھا، آپ کے پاس لائی حضرت شیخ کمال الدین یحییٰ کو  
 فرمایا کہ یہ آٹا کیکر مٹی کی ہانڈی میں بانی ملا کر پکاؤ کسی مسافر کے کام آجائے اُس نے بموجب حکم چولے  
 پر چڑھایا، ایک دو جوش آئے تھے کہ ایک فقیر دق پوش آیا اور باور بلند کہا کہ نظام الدین کچھ کھانا  
 نولا، جواب دیا گیا کہ ذرا ٹھہرو پکتا ہے، اُس درویش نے کہا آپ ٹھہ اور ہانڈی بیسی ہے لے آ میرے  
 آگے۔ حضرت اُٹھے اور اپنے دامن سے اُس کو کپڑا کر کے درویش کے رکھا، اُس نے پہونچے تک پنا  
 ہاتھ ہانڈی میں ڈال کر گرم کھا، شروع کیا، اُس کو گرمی نہ معلوم ہوئی جتنا کھایا گیا کھایا، بعد اٹھ کر دیگ کو  
 اٹھا کر زمین پر بے مارا کہ وہ ٹوٹ گئی، اور کہا کہ نعمت باطنی تو نے خرید سے بانی اور فاقہ ظاہری بتراجم  
 توڑا اور اُسی وقت غایب ہو گیا۔ اُس روز سے فتوحات بدرجہ غایت بڑھتی گئی۔ نقل ہے کہ حضرت  
 سلطان المشائخ ہر جمعہ کو غیاث پور سے کیلو کھڑی میں پیادہ جایا کرتے تھے، ایک روز یہ خیال آیا کہ  
 گھوڑی ہوتی تو میں اُس پر سوار ہو کر جایا کرتا، دوسرے روز شیخ نور الدین ملک یار پران کہیں سے  
 گھوڑی پر سوار آیا، اور بیان کیا کہ آج کی شب میرے پیر نے فرمایا کہ جتنی گھوڑیاں تیرے پاس ہیں نظام الدین  
 کی نذر کر کہ وہ جمعہ کو پیادہ نہ جائے۔ چنانچہ یہ کل گھوڑیاں موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے پیر کے حکم  
 سے گھوڑیاں دیتے ہو میں بھی تو اپنے پیر سے ان کے لینے کی اجازت حاصل کروں چنانچہ اُسی شب حضرت  
 بابا صادق نے فرمایا کہ شیخ نور الدین میرا مدد ہے میں ہی اُسے اجازت دی تھی کہ گھوڑیاں نظام الدین کو دے  
 شوق سے رکھنے صبح حضرت نے بخوشی وہ نذر قبول کی۔ اخبار اللادیا سے نقل ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی  
 کے مرنے کے بعد سلطان قطب الدین مبارک شاہ تخت دہلی پر بیٹھا ۱۲۱۶ء میں اس نے تخت پر بیٹھتے  
 ہی فرزند علاؤ الدین خضر خاں کو جو مدید حضرت کا تھا اُس کو شہید کیا اور مقبرہ عالی کی عمارت اُسی کی  
 تعمیر کرائی ہوئی ہے۔ اور یہ ارادہ کیا کہ حضرت کو بھی ستائے مگر تمام امارتوں و لشکر کل مرید اور معتقد تھے  
 اس وجہ سے کچھ نہیں کر سکتا تھا، ایک روز بادشاہ نے اپنے مشیر قاضی محمد غزنوی سے پوچھا کہ خج اس

شیخ نظام الدین کے پاس کہاں سے آتا ہے، یہ قاضی بھی حضرت سے ناگزیر تھا، جواب دیا کہ ارٹے شاہی اور سپاہی پہنچاتے ہیں، اس وجہ سے کشادہ پیشانی خجج کرتے ہیں، یہاں تک کہ دو ہزار سنگ زر سرخ روزانہ باورچی خانہ کا خجج ہے، یہ سن کر سلطان کو اور حد ہوا، حکم دیا کہ جو کوئی شیخ کو کچھ دیکھا اُس کا وظیفہ خزانہ سلطانی سے موقوف کیا جائیگا، اور نہ کوئی جانے پائے جو جاوے اپنا گھر کہیں دربنائے جب حضرت کو یہ خبر ہوئی خواجہ اقبال کو حکم دیا کہ آج سے کل اخراجات میں دگنا خجج کیا جاوے جو درکار و فلاں طاق میں بسم اللہ کھکھڑا تھ ڈال دیر لیکر خواجہ اقبال آپکے مریدا و رخیفہ اور مصاحب و رخانہ مال و زر خرید بھی تھے خواجہ اقبال نے بموجب امر والا دگنا خجج کرنا شروع کیا، جب کئی روز گزے کہ اہل شہر کوئی خانقاہ میں نہ گیا، اور نہ کچھ فتوحات ہوا خجج دگنا ہو گیا سلطان نے اس کا سبب خیفہ دریافت کیا معلوم ہوا کہ حکم حضرت طاق میں سے بٹائے خجج ہر روز ملتا ہے، یہ سن کر سلطان منفعیل ہوا اور ایک امیر کو حضرت کی خدمت میں بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شیخ رکن الدین ہر سال میرے دیکھنے کو ملتان آتے ہیں درتم دہلی میں رہتے ہوتم نہیں آتے اس میں تحقیر ہے، یہ سن کر آپ نے جواب دیا کہ پیروں کی عادت نہیں کہ امراء کے مکان پر جاؤ مجھ کو محاف رکھئے۔ یہ سن کر سلطان اور بھی غصہ ہوا اور پھر کہلا بھیجا کہ میرے حکم کی تعمیل تم کو کرنی ہوگی۔ حضرت سلطان المشائخ نے شیخ علی سنجری کو شیخ ضیا الدین رومی کے پاس بھیجا کہ مرشد بادشاہ کے اور رخیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے تھے یہ کہلا بھیجا تھا کہ آپ بادشاہ کو روکیں کہ فقرا کے تلے میں اس کی پہچان نہ ہوگی۔ جب شیخ علی سنجری پہنچے دیکھا کدہ از حد سمار تھے، واپس آکر حضرت سے ذکر کیا، تیسرے روز شیخ ضیا الدین نے انتقال کیا، اور دہلی میں مدفون ہوئے۔ اُن کی تقریب فاتحہ میں کل کا براہ و مشائخ اور سلطان سب جمع تھے حضرت بھی تشریف لے گئے کل حاضرین تعظیم کو کھڑے ہوئے آداب بجالائے مگر سلطان ملتفت نہ ہوا تلاوت قرآن میں مشغول رہا اور سب حال آنکھوں سے دیکھا اور بھی آتش غضب بجا، بعض نے حضرت سے کہا کہ سلطان بھی اس مجلس میں ہے سلام علیک کیجئے، فرمایا، کچھ حاجت نہیں وہ تلاوت کر رہا، مغل نہ ہونا چاہیے۔ بعد فاتحہ و خم محفل برخواست ہوئی۔ سب اپنے مکان پر گئے بادشاہ نے کل علماء اور مشائخ کو جمع کر کے کہا کہ شیخ نظام الدین کو سمجھاؤ کہ ہر روز میرے دیکھنے کو آیا کریں، اگر نہ ہو سکے آٹھویں دن ورنہ ہر راہ نوکی مبارکباد کو ضرور آیا کریں ورنہ جو کہیں مجھ سے کہو کہ میں کچھ اور فکر کروں۔ چنانچہ سید قطب الدین غزنوی، شیخ عماد الدین طوسی، شیخ وجد الدین برہان الدین کہ ان صاحبوں کے مزارات بھی دہلی میں ہیں

بایمانے سلطان حضرت کی خدمت میں آئے، اور کہا کہ حضرت سلطان آپ کو کہتا ہے کہ ہر روز نہ ہو سکے  
 آٹھویں روز در نہ ہر چاند رات کو ضرور آیا کریں اور مصلحت وقت بھی ہو کہ اس ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہو  
 آپ نے چند سے تامل کیا، اور فرمایا انشاء اللہ لفظ انشاء اللہ کے فرمائے کو ان صاحبوں نے جانا کہ راضی  
 ہیں، وہاں سے خوشی خوشی آئے، اور سلطان سے کہا کہ وہ راضی ہیں اور بادشاہ بھی خوش ہوا اس روز  
 ۲۷ صفر تھی کہ خواجہ جدید قریشی اور اعز الدین بردار حضرت امیر خسرو نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ پاشیخ  
 ہم نے سنا کہ حضور واسطے دیکھنے سلطان کے راضی ہوئے، فرمایا کہ میں ہرگز برخلاف اپنے پیروں نہ  
 کروں گا یہ تیر ہوئے کہ سلطان منتظر ہے کہ کب شام ہو اور شیخ میرے دیکھنے کو آویں، اور شیخ کا ہرگز ارادہ نہیں  
 اس میں بظرافہ ہوگا، حضرت نے اُن کو دیکھ کر فرمایا کہ سلطان مجھ پر ہرگز غیبت نہ ہوگا الغرض جب نیتیں تاریخ  
 ہوئی خواجہ اقبال نے عرض کی کہ امشب فریادہ ہے واسطے ملاقات سلطان کے جو تبرک حکم ہو فراہم کروں سفرایا  
 ٹھہر، جب وقت نماز عصر ہوا بعد نماز کے پھر خواجہ اقبال نے عرض کی مجھ کو حکم ہو کچھ جواب نہ دیا۔ خواجہ اقبال  
 سمجھے کہ شیخ بادشاہ کے دیکھنے کو نہ جاویں گے، آخر جب پہر بھرات گئی غیاث الدین تعلق کو کہ جو اس کا معتبر اور  
 پچاس ہزاری منصب کھتا تھا بارادہ لطفت آیا اور کو شک ہزار ستون میں معہ قاضی محمد غزنوی کے جاہر گیک  
 کے ہاتھ سے ہلاک کرایا اور اس کے اطفال کو بھی قتل کیا۔ یہ ذکر ۳۲۱ھ کا ہے، اور خود چار سال  
 سلطنت کر کے مر گیا۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت نے فرمایا کہ ایک بار میں شیخ کے  
 ہمراہ کشتی میں تھا، مجھ کو اپنے رد برو بلایا اور فرمایا کہ تجھ سے کچھ کہتا ہوں، جب تو دہلی جاے مجاہدہ میں ہو  
 بیکار رہنا کچھ نہیں، روزہ رکھنا آدھی راہ ہے، اور نماز و حج زکوٰۃ آدھی راہ ہیں، پھر فرمایا میں خدا سے  
 چاہتا ہوں کہ جو تو خدا سے چاہے وہ لے فرمائے ہیں کہ ایک بار پھر مجھ سے شیخ نے فرمایا کہ تیرے واسطے  
 میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے دنیا بھی طلب کی ہے، اور خلافت کے وقت فرمایا کہ مجاہدہ کرنا چاہیے، برائے  
 استعداد پھر ایک بار حجرہ میں سر برہنہ کر کے یہ رباعی فرمائی تھی اور چہرہ متغیر ہوتا جاتا تھا رباعی

خواہم کہ ہمیشہ در رخصتے تو ز بسینم	خاکے شوم بزیار پائے تو ز بسینم
مقصود من خستہ ز کونین توئی	از بہر تو سے ردم و برائے تو ز بسینم

جب یہ تمام کر چکے سر سجدہ میں رکھا اور میری طرف دیکھا میں حجرہ میں گیا اور اپنا سر شیخ کے قدموں  
 پر رکھا، فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے، چاہ کیا چاہتا ہے، میں نے دین جن چالا، فرمایا بخشا پھر میں اپنے

دل میں بچپن یا کہ یہ نہ مانگا کہ سماع میں مروں۔ نقل ہے کہ چند شخص واسطے ملازمت حضرت سلطان لعل بخش کے چلے بازار سے کسی نے کچھ تحفہ یا کسی نے کچھ لیا۔ ان میں ایک متعلم تھا وہ سمجھا کہ ٹکے کیوں خرچ کئے کس واسطے کہ شیخ ہر ایک کے تحفہ کو کیا دیکھیں گے، سب ساتھ پیش ہوں گے اور خدام اٹھالیا جائیں گے۔ یہ سوچ کر قدسے خاک کاغذ میں بانڈھ لی۔ جب سب پہنچے تحفہ سنبے شیخ کے رد و برو رکھے، خادموں نے اُن کو اٹھانا چاہا، فرمایا کہ اس کاغذ کو ہمیں چھوڑ دو کہ یہ سرمہ شریف خاص میری آنکھوں کے واسطے ہو متعلم تاب ہوا اور شیخ نے اُس پر بہت مہربانی فرما کر کہا کہ جو تجھ کو حاجت ہو بیان کر۔ نقل ہے کہ ایک شخص اپنی جگہ سے واسطے زیارت حضرت کے آتا تھا، جب بوندی میں آیا دہان یک شیخ موہن بزرگ تھے انکی زیارت کو گیا، اُن بزرگ نے پوچھا کہ کہاں جا رہا، اُس نے کہا کہ شیخ نظام الدین کی زیارت کو دہلی جاتا ہوں، اُنہوں نے فرمایا کہ شیخ نظام الدین کو یہ اسلام کہنا اور کہنا کہ شب جمعہ میں تم سے کعبہ میں ملتا ہوں، وہ مجھ کو پہچان لیں گے۔ یہ شخص خدمت حضور میں حاضر ہوا اُس درویش کا پیام دیا، اپنے آزر دہ ہو کر فرمایا کہ وہ درویش عزیز ہے، مگر زبان بند نہیں رکھتا، بزرگی شیخ موہن کی بھی اس جگہ سے ظاہر ہے، مزار اُن کا بوندی میں ہے۔ نقل ہے کہ سلطان علاؤ الدین بن شہاب الدین کہ یہ بادشاہ اپنے کو سکندر ثانی کہتا تھا، بڑا مدبر اور فاضل پابند شریعت تھا، اس نے بائیس برس نہایت عدل و داد کے ساتھ سلطنت کی ایک بار بقصد امتحان چند باتیں متعلق امور سلطنت کے تحریر کر کے لکھا کہ آپ تمام عالم کے مخدوم ہیں، دین دنیا کی حاجتیں آپ کی ذات بابرکات سے برآتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مملکت دنیا میرے ہاتھ میں دی ہو جاہتا ہوں کہ جو کار جو مصلحت ملے پیش آئے حضرت کی خدمت میں عرض کروں آپ اُس میں مشورہ دیکر میری اور خلعت کی خیر ہو اور ہر ایک حکم کے نیچے حدیث نبوی تحریر فرما کر میرے پاس روانہ کیجئے، اس طرح تحریر کر کے اپنے چھوٹے بیٹے خضر خاں کو دیا کہ یہ حضرت کا مرید بھی تھا، اور کہا کہ اس کاغذ کو شیخ کی خدمت میں لیجا اور جواب لا، پس خضر خاں نے بموجب مرید پر حاضر ہو کر کاغذ سلطان شیخ کے دست مبارک میں دیا حضور نے اُس کو مطالعہ فرما کر حاضرین مجلس سے فرمایا کہ فاتحہ پڑھو بعدہ فرمایا کہ فقیروں کا ربا دشا ہو سے کیا کار میں درویش ہوں، شہر کے ایک کونہ میں پڑا ہوں، بادشاہ اور تمام مسلمانوں کی دعائے خیر میں مشغول ہوں، اگر بادشاہ نے اس بارہ میں پھر مجھ سے کہا تو میں یہاں نہ رہوں گا، ادخل اللہ سعۃ۔ جب یہ جواب خضر خاں نے پدر کو دیا اُن کو خوش ہوا اور عقد ہو کر عرض کرایا کہ میں زیارت حاضر ہوں



آپ نے فرمایا کچھ حاجت نہیں میں دعائے غیب میں مشغول ہوں غیب کی دعا میں زیادہ اثر ہوتا ہے میرے مکان کے دو دروازہ ہیں اگر سلطان ایک دروازہ سے داخل ہوگا میں دوسرے سے نکل جاؤں گا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے تقریر کی کہ فلاں جگہ تمہارے یار مرزا میرے منتے ہیں فرمایا کہ میں منع کرتا ہوں کہ مرزا میرے و محرمات درمیان ہوا چہا نہیں ہے اس بارے میں اور بہت کچھ فرمایا پھر کہا کہ شیخ و عبدالدین کرمانی شیخ شہاب الدین کے پاس آئے شیخ نے اپنا مصلیٰ لپیٹ کر زیر زانو رکھا یہ بات شاخوں کو نہایت نظم کی معلوم ہوئی جب رات ہوئی شیخ و والدین نے سماع طلب کیا شیخ شہاب الدین نے قوالوں کو طلب کیا جب سماع مرتب ہوا خود ایک گوشہ میں مشغول ہوئے حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ جو کچھ کہ سماع میں صفتیں میں نے سنی ہیں اکثر اوصاف و اخلاق شیخ پر گمان کرتا ہوں کہ ایک روز حیات شیخ میں قوالوں سے یہ بیت سنی ہوئے

مخسرام بدین صفت مبادا کز چشم بدت رسد گزندے

جھکو اخلاق حمیدہ اوصاف برگزیدہ اور کمال زندگی اور لطافت اُن کی یاد آتی ہے یہ فرما کر چشم پر آب کر کے فرمایا کہ تھوڑے دن گزے ہیں کہ آپ نے ولایت کی نقل ہے کہ جب سلطان غیاث الدین تغلق <sup>رحمۃ اللہ علیہ</sup> میں بادشاہ ہوا تھوڑے دنوں بعد اس نے بنگالہ پر لشکر کشی کی راستہ میں سے حضرت سلطان المشائخ کو لکھا کہ آئے میرے تم غیاث پور سے چلے جاؤ تمہاری وجہ سے آدمیوں کی ایسی کثرت رہتی ہے کہ میرے متعلقوں کو جگہ نہیں ملتی حضرت کے پاس یہ خط پہنچا آپ نے مطالعہ کر کے فرمایا کہ ہنوز دلی دور ہے یہاں آیا ہی ہوا کہ بادشاہ دلی میں نہیں پہنچا پہلے نطق آباد میں آیا۔ وہاں جو تھے سال جلوس میں مکان کے نیچے دیکر اُگیا۔ نقل ہے کہ ایک بار خلفاء حضرت سلطان المشائخ میں مجلس سماع گرم تھی کہ ایک صوفی نے آہ کی اور اُس کے بدن میں لگ لگی جل کر خاک ہو گیا اُس وقت حضرت کو بھی حالت تھی جب آپ کو ہوش آیا اور فرمایا کیا کہ خاک کیسی ہے عرض کی ایک صوفی نے آہ کی اور چل گیا یہ اُس کی خاک ہے آپ نے پانی طلب کر کے اُس خاک پر چھڑکا وہ صوفی زندہ ہوا آپ نے اُس کو ارشاد کیا ابھی تم میں خامی ہے جب تک پختہ نہ ہو میری مجلس میں نہ آنا نقل ہے کہ ایک روز حضرت واسطے زیارت مزار پرنوار خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے حاضر ہوئے تھے وہیں ہوتے وقت کنارہ دریا پر گذر ہوا دیکھا کہ میر حسن علانی سخی شاعر اپنے بارہا سمیت بہت خوش شراب نوشی کر رہا ہے حضرت کو دیکھ کر منغل ہوا اور یہ شعر پڑھا

ساہا باشد کہ باہم مجبستم گرز صحبت با اثر بوسے کجا است

زہد تافش از دل مانگم نہ کرد ساجان ما بہتر از زہد شما است

یہ رباعی سن کر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صحبت کو بہت اثر ہے، اس لفظ کو فرماتے ہی اُس کے دل پر اس کا اثر ہوا، دوز کر اپنا سر حضور کے قدموں پر رکھا اور تائب ہوا، بعدہ مرید ہو کر سعادت دارین پہنچا ہوا، چنانچہ اکثر یہ شعر پڑھتا تھا ۵ لے حسن تو بے لگمی کر دی، ذکہ ترا طاقت گناہ مانند بد، یعنی اُنہوں نے ۳۷ برس کی عمر میں توبہ کی اور فرایداغداد جمع کی کہ مقبول کتاب ہے یعنی نظر فیض اثر کے پڑتے ہی کامل ہوئے نقل ہے کہ شمس الدین بزاز نے کہ نہایت متمول و حضرت کا دشمن جانی تھا ایک روز قریب سبزینڈی کے شراب خواری کا ارادہ کیا، چشم ظاہر سے حضرت کو دیکھا کہ سامنے کھڑے انگشت سے اشارہ فرماتے ہیں کہ نہ اپنی یہ معاملہ دیکھتے ہی اُس نے شیشہ اور جام شراب توڑا اور خدمت شیخ میں حاضر ہو کر عرض حال کیا آپ نے فرمایا کہ جس کا نصیب یا اور ہوتا ہے ایسا ہی معاملہ پیش آتا ہے، آخر وہ مرید ہو کر سعادت ابدی سے بہرہ مند ہوا، نقل ہے کہ ایک روز آپ کے کسی مرید کے گھر میں مجلس سماع تھی اور کھانا بھی تھا اگر وقت عین مجلس ہزاروں آدمی صوفی اور دیگر اہل شہر آگئے، کھانا اس قدر نہ تھا کہ سب کے کفایت کرے، صادق خانہ حیران ہوا اب کیا کیجئے، حضرت نے نور باطن سے معلوم فرما کر خواجہ مبشر خادم خاص کو فرمایا کہ جب سب کے ہاتھ دھلا کر لیا کہ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے اُن کو چادر سے ڈھانک کر بسم اللہ کہہ کر تقسیم کرنا شروع کر دو، دو کے آگے ایک طباق رکھ حساب لگم اُنہوں نے ایسا ہی کیا، وہ پچاس آدمیوں کا کھانا کئی ہزار آدمیوں کو کافی ہوا، لکھا کہ قاضی محی الدین کا شانی سخت بیمار تھے، وقت نزاع حضرت اُن کی عیادت کو تشریف لے گئے، دیکھا کہ قاضی بیہوش تھے، شناخت مردم بھی جاتی رہی تھی، حضرت نے قریب پہنچ کر دست مبارک اُن کے چہرہ پر پھیرا، اسی وقت اُن کو ہوش آیا صحت ہوئی، بعد اُس کے ایک مدت زندہ رہے، بعض حضرات ایسا مشہور کرتے ہیں کہ جب حضرت قاضی کی عیادت کو گئے اُن کو خبر ہوئی، اُنہوں نے کھلا بھیجا کہ آخری وقت میں اُن کی صورت دیکھنا نہیں چاہتا کہ وہ سماع سنتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ میں نے توبہ کی، جب یہ خبر قاضی کو ہوئی اپنی بکری بھیجی کہ اس کو بچا دو وہ اُس پر قدم رکھ کر تشریف لاویں، نہیں معلوم کہ اس کی سند اُن حضرت کو کہاں سے ملی، کس واسطے کہ قاضی محی الدین کا شانی آپ کے مرید اور خلیفہ تھے، ایسا گستاخانہ کلام کس طرح کہتے۔ واللہ اعلم اور ایسے ہی ایک نقل درج ہلائے مشہور کر رکھی ہیں کہ حضرت بوعلی قلندر آپ کی کرامات جہین لے گئے تھے جس کو امیر خسرو بواسطت مبارز خاں واپس لائے، مقام غور ہے کہ یہ سلطان الاولیا اور وہ بخشی یہ

محبوب کبریٰ و عاشق اللہ بعض کا قول ہر شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے مرید تھے، بعض کہتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بعض کا عقیدہ ہے کہ حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مرتبہ محبوبیت کل مراتب سے اعلیٰ ہے قطبیت اور ابدالیت اور وحدانیت یہ سب تہ مجہوبیت کے آگے دینی ہیں پس دینی اعلیٰ کا مقابل ہرگز نہیں ہو سکتا، دوسرے یہ کہ او یا میں ایسا مناقشہ نہیں ہوتا، میرے نزدیک یہ ایسی باتیں ہیں جیسے گنواروں نے بیر برادر اکبر اعظم کی بنا رکھی ہیں، نقل ہو کہ قصبہ ساوہ میں ایک جاگیر دار کے گھر میں لگ گئی، فران معافی جاگیر بھی ہمراہ دیگر سامان کے جل گیا، وہ غریب واسطے حاصل کرنے نہ دہی میں آیا اور مشقت جدید فران حاصل کیا، جب کچھ ہی سلطانی سے باہر آیا کہیں گر کر گرم ہوا، بہت ڈھونڈتا نہ ملتا رہتا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا اور دعا چاہی، حضرت نے تبسم فرما کر کہا کہ ابھی بازار سے حلوا لاکر اس پر والدین بابا صاحب کی فاتحہ دلاتیرا فران بجائیگا، وہ اُسی وقت اٹھکر بازار میں آیا اور قریب بازار خانقاہ کے جو حلوا فروش تھا اُس سے حلوا مول لیا، حلوائی وزن کے اُس کے کہنے کو کاغذ نکالا چاہتا تھا کہ اُس کو پھاڑے اُس نے دیکھا تو وہ اُسی کا فران تھا، اُس نے غل مجایا کہ اس کو نہ پھاڑنا، پس حلوا اور وہ فران لیکر حضرت کی خدمت میں آیا، مرید ہوا، لکھا ہو کہ سلطان علاؤ الدین خلجی نے چاہا کہ کسی بہانے سے حضرت کو اپنے پاس بلائے، پس یہ کہلا بھیجا کہ عرصہ دراز گذر کہ جو لشکر میراجم پر ہے اسکی کچھ خبر ہوئی فی میں نہایت متروک ہوں، آپ اگر ایک ساعت کو تشریف لادیں تو عین مصلحت اور جہربانی ہوگی، حضرت یہ پیام سننے ہی پہلے تھوڑی دیر گردن جھکائے ہے، بعد اُس کے فرمایا کہ سلطان سے کہہ دو کہ میرے آنے کی کچھ حاجت نہیں، انشاء اللہ کل بوقت چاشت تم کو خبر لیگی، اور تمہارا بارادریافت صحیح اور سالم مع اسباب غنیمت خوش اور خرم لیگا، چنانچہ دوسرے روز الف ظہن فتح اور نصرت کے ساتھ آیا، اور ملازمت سلطان حاصل کی، سلطان نے خوش ہو کر پانچ ہزار دینار خدمت شیخ میں ارسال کئے، اُسی وقت اسفندیار قلندر آگیا، حضرت نے اُسی وقت اُس کو مرحمت فرمائی، نقل ہو کہ حضرت المشائخ محلح نہیں کیا تمام عمر تجرور رہا، اس کا سبب محققوں نے یوں بیان کیا ہو کہ ایک روز حضرت سلطان بہقام اجدہن حاضر تھے، بابا صاحب نے فرمایا کہ کچھ لانا کہ میں کھاؤں، حضرت نے اپنی دستار بہن کر کے موبیا اور نمک خرید کر اُس کو جوش کیا نمک ملایا اور بابا صاحب کے آگے لا رکھا، بابا صاحب نے معہ بارو کے نوش کیا فرمایا کہ اچھا نمکین پکایا، میں خدا سے چاہتا ہوں کہ ہر روز سو، من نمک تیرے باورچی خانہ میں

خج ہو کرے حضرت نے کھڑے ہو کر آداب بجا یا، اُس وقت بابا صاحبؒ دیکھا کہ پانچامہ حضرت کا پھٹا ہوا تھا، اپنا پانچامہ عنایت کیا، حضرت نے فخر اپنا سمجھ کر اُس اپنے پانچامے کے اوپر پہنا جلدی میں اُس کا ازار بند ایک طرف سے نکل گیا، بابا صاحبؒ فرمایا کہ ازار بند محکم باندھ، حضرت عرض کیا کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا، اس وجہ تمام عمر تجرور رہا۔ نقل ہو کر جب حضرت کا شہرہ عالمگیر ہوا اُس وقت اہل مکہ نے کہا افسوس ہر مولانا نظام الدین نے حج ادا نہیں کیا۔ اُس وقت وہ بزرگ بھی موجود تھے جو چالیس برس مجاور خانہ کعبہ تھے، انہوں نے کہا کہ غلط ہے مولانا نظام الدین ہمیشہ صبح کی نماز اہل وقت کعبہ میں داکر تے ہیں اس بات کا مکہ میں شہرہ ہوا۔ حاجیان ٹی نے بھی سنا اور حضرت مریدؒ نے بھی بیان کیا اگر بوجہ ہیبت اور عظمت کے کوئی کچھ دریافت نہ کر سکتا تھا، ایک بار حضرت اپنے حجرہ میں تھے اور ایک مرید در حجرہ پر وضو کو پانی لئے استادہ تھے جب دیر ہوئی وہ سمجھا کہ حضرت اوپر چھت کے ہونگے یہ سمجھ کر وہ اندر حجرہ کے گیا، حضرت کو دیاں نہ پایا، چھت پر گیا دہاں بھی نہ پایا ناچار ہو کر حجرہ کا دروازہ بند کر کے بدستور استادہ ہو گیا کہ اُسی وقت حضرت نے وضو کو پانی طلب کیا اس شان میں وہ بھی مرید آگئے تھے نماز ادا بعد نماز کے اُس مرید نے عرض کیا کہ چھت تک کیکھ آیا تھا حضور تشریف نہ سکھتے تھے، جب میں باہر آیا اُسی وقت اپنے پانی طلب کیا، یقین ہو کر واسطے ادا کے نماز کعبہ میں تشریف لے گئے ہوں گے، اور جو کچھ حاجیوں سے سنا تھا عرض کیا، اُس پر حضرت نے چشم پر آب کر کے فرمایا کہ میں اس قابل کب ہوں مگر یہ رحمت پروردگار ہے، ایک سائنڈی غیب سے پیدا ہو کر حجرہ کی چھت سے مجھ کو اپنے پر سوار کر کے کعبہ کا پہنچاتی ہو، بعد فرار نماز ہو کر اسی جگہ پہنچا جاتی ہے، الغرض جب عمر شریف حضرت ۹۱ سال کی ہوئی سات روز بول و براز بند رہا، آٹھویں روز خواجہ اقبال کو طلب فرما کر کہا کہ جو نقد و جنس ہو سب میرے آگے لا، انہوں نے عرض کیا کہ جو فتوح ہوتا ہے اُسی دن سرف ہو جاتا ہو، مگر چند ہزارین غلہ خج امر دز موجود ہے، فرمایا کہ ابھی غرابا تقسیم کر، بعد گٹھڑی کپڑوں کی منگائی، اُس میں سے ایک دستا ایک کرتہ اور مصلیٰ اور سند خلافت مولانا برہان الدین غریب عطا کیا، اور دکن کی جانب رخصت کیا، اُن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے، اسی طرح ہر ایک خلیفہ کو عنایت فرمایا، اس وقت حضرت شیخ نصیر الدین محمد بن خدیج حاضر نہ تھے، اُن کی نسبت کچھ عنایت نہ ہوا حاضرین مجلس فکر تھا کہ کیا دہرہ کہ جو دہرہ محروم ہے، بعد تھوڑی دیر حضرت چراغ دہلی کو بلا کر وہ تبرکات کہ جو خواجگانِ حقیقت سے چلے آتے تھے، اور بابا صاحبؒ حضرت

عطا فرمائے تھے شیخ نصیر الدین محمود چراندہلی کو عطا فرمائے اس کے بعد نماز عصر ادا کی، ہنوز آفتاب غروب نہ ہوا تھا کہ اس آفتاب میں محبوب باعالمین نے کل نفس ذائقۃ الموت کی تکمیل کی، یہ حادثہ عظیم فرما چہار شنبہ تہ سبچ، اربعہ الآخرۃ ہجری میں ہوا، مگر عمر شریف کو بعض نے ۴۹ سال لکھا ہے۔ رضویہ کے مقام غیاث پور متصل شاہجہاں آباد درگاہ حضرت نظام الدین زیارت گاہ خاص عام ہے۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ پیدائش حضرت کی سبچ الاول میں ہوئی اور وفات سبچ الآخر میں ہوئی۔ لکھا ہے کہ ایک درویش باکمال مریدان شیخ سوندا صاحب بری سے تھے اُن کو کشف القبور اور عالم ارواح میں کامل درویش تھی۔ صاحب قیاس لاوار کہ جو اُن کا دل کے پیر بھائی ہیں تحریر کرتے ہیں کہ ایک روز وہ کامل روبرو تربت حضرت سلطان المشائخ کے بیٹھے مراقبہ برزخ میں مشغول ہوئے، اُن کو ایک دریا سے عظیم نورد آسمان معلوم ہوا اس میں ہر طرف سے نور کی موجیں ٹھٹھکتی تھیں، دیکھا ایک شتی نورانی جلی آتی ہے۔ اس میں ایک تخت مرصع بچھا ہے، اُس پر ایک مرد صاحب جمال بیٹھا ہے اور وہ تجلی تھی کہ اُس کی تجلی کے آگے آفتاب ایک ذرہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ درویش صاحب مراقبہ دنیا سے گذر کر صاحب تخت کے نزدیک پہنچے پہنچے ہی خوشبو سے معطر ہو گئے، اور صاحب تخت سے پوچھا کہ آپ کون ہیں فرمایا کہ میں نظام الدین بدایونی ہوں معشوق حق ہوں، لہذا استجابات اُس سبحانہ تعالیٰ کی میری طالب ہیں اور ادایا اُن کے طالب ہیں اور حضرت نے ایک دستار اُن درویش کو عطا کی اور فرمایا کہ جاتے ہو صاحب لایت کیا۔ صاحب قیاس تحریر کرتے ہیں کہ تا حیات اُن کے جسم اُن کے لباس سے اہل دلوں کو خوشبو آتی رہی، بعد مرنے کے بھی اُن کے کپڑوں میں وہی خوشبو آتی رہی۔ صاحب مؤنس الاشیاع نے ایک بار یہ ارادہ کیا کہ بغداد میں پہنچ کر حضرت غوث پاک کے رونہ مطہر کی زیارت سے مشرف ہو جائے، یہ ارادہ مصمم کر کے چادر مزار اور دیگر سامان نذر و سفر تیار کر کے پہلا مقام غیاث پور میں کیا، رات کو خواب میں دیکھا کہ حضرت پیران پیر اشرف لائے اور فرمایا کہ جہاں آ رہا کہاں جاتی ہے، اُنہوں نے عرض کیا کہ حضور کی زیارت اور چادر چڑھانے جاتی ہوں حضرت نے فرمایا کہ میں تو یہیں ہوں، اُنہوں نے عرض کی کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ علی میں کہاں ہیں، فرمایا کہ نظام الدین ہیں وہ ہیں ہی تو ہوں، کیوں اتنا سفر اٹھانی ہے۔ جب سچ یہ بیدار ہوئیں اُن کے ہمراہ جو علماء اور مشائخ تھے سب کو طلب کر کے اپنا خواب بیان کیا، باتفاق سب نے کہا امشب حسب پرہیز گشتیں جدا گانہ طاری ہوئیں کہ جو ہم طلب آپ کے خواب کی ہیں، پس صبح وہ سب بان مزار پر انوار

حضرت سلطان المشائخ پر چڑھایا، اور وہ نقد کہ جو بغداد شریف کے اور آمد و رفت کے واسطے تھا کل مسکین اور خدام روضہ عالیہ کو تقسیم کیا۔ صاحب سیر السالکین تحریر کرتے ہیں کہ آخر وقت مرض الموت حضرت سلطان المشائخ کے شیخ رکن الدین البو افصح لمٹائی کہ اُس وقت دہلی میں تھے واسطے عیادت کے آئے چاہا کہ زمین پر بیٹھیں، حضرت نے فرمایا کہ میرے پلنگ پر بیٹھو، انہوں نے کہا کہ قطب وقت اور محبوب رب العزت کے پلنگ پر کس کی طاقت ہے بیٹھے، حضرت نے مریدوں سے کرسی طلب کی جب کرسی آئی شیخ اُس پر بیٹھے اور بعد دریافت احوال شیخ رکن الدین نے کہا کہ انبیاء اور اولیاء کو درمیان موت و حیات کے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اگر آپ چند روز توقف کریں تو خلق کو نفع ہو ہزاروں قص کامل ہو جاویں حضرت نے فرمایا کہ اشتیاق دوست عقد غالب ہوا ہے کہ ایک ساعت باقی رہنے کو جی نہیں چاہتا، بلکہ ایک ایک دم مجھ پر دشوار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر شب معاملہ میں دیکھتا ہوں کہ مجھ کو فرماتے ہیں کہ اے نظام تیرا اشتیاق مجھ کو زیادہ ہے، میرے پہلو میں آیہ سن کر شیخ رکن الدین اور جملہ حاضرین زار زار رونے لگے اور خود رفته ہو گئے، بعد اُس کے شیخ رکن الدین نے کہا کچھ وصیت فرمائیے، حضرت نے فرمایا کہ پیران چشت سے ایک بزرگ نے وصیت کی تھی کہ بعد مرنے میرے کے نزدیک جنازہ کے سماع کریں، بعد اُس کے دفن کریں، جب اُن حضرات نے وفات پائی اُن کے مریدوں نے نزدیک جنازہ کے سرود کھویا، اور وہ حضرت اٹھ کھڑے ہوئے، سات روز اسی طرح سماع رہا، بعدہ سماع بند کر کے اُن کو دفن کیا، میں بھی اُن کے قدم بقدم جانا چاہتا ہوں، تم بھی بعد مرنے میرے کے نزدیک جنازہ کے سماع کرنا، پس جب حضرت سلطان المشائخ کی وفات ہوئی امامت جنازہ کی شیخ رکن الدین نے کی، بعد نماز جنازہ کے شیخ رکن الدین نے کہا کہ آج مجھ کو تحقیق ہوا کہ چار برس مجھ کو واسطے امامت نماز جنازہ کے رکھا تھا کہ میں نماز جنازہ سلطان المشائخ کی امامت مشرف ہوں، بعدہ شیخ رکن الدین نے قوال طلب کیا، آپ کے خلفائے نے منع کیا کہ بمجرد سننے سماع کے حضرت کھڑے ہو جاویں وہ حضرت تو سات روز کے بعد سماع سے باز رہے مگر ہمارے حضرت قیامت تک سماع سے باز نہ رہیں گے جہان میں فقہ عظیم اٹھیکا، یہ بات شیخ رکن الدین کی بھی سمجھ میں گئی اور جنازہ کو اٹھا کر لے چلے، اثنائے راہ میں ایک عورت اپنے دروازہ پر بیٹھی امیر خسرو کی غزل گارہی تھی، اُس وقت یہ شعر تھا، شعر اے تماشا گاہ عالم روئے ترست، تو کجا بہر تماشا میردی، یہ آواز سنتے ہی دست مبارک حضرت کا کفن سے باہر ہوا

شیخ رکن الدین نے دوڑ کر اُس عورت طواف کو منع کیا، جب تک جنازہ قبر کے نزدیک آیا ہاتھ اٹھا کر  
 طرح باہر تھا، قبر میں تار تے وقت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی نے عرض کیا کہ برہان شامیں ہم بیشتر  
 اگر دست گرد آید بہتر باشد چرکہ قدم سید در میان است۔ یہ عرض کرتے ہی ہاتھ کفن کے اندر ہو گیا۔  
 پس شیخ رکن الدین نے جنازہ قبر میں تارا اور قبر سے نکلتے ہی بیہوش ہو گئے، جب ہوش ہو لوگ نے  
 پوچھا کہ بیہوشی کا کیا سبب تھا، شیخ رکن الدین نے کہا کہ یہ بھی قطب وقت تھے لوگوں سے فرمایا کہ  
 جب میں نے حضرت کو قبر میں تارا روحانیت رسول مقبول نے حاضر ہو کر برادر شیخ نظام الدین کو بغل میں لیا  
 مجھ کو طاقت مشاہدہ نور نبوت کی نہ تھی، اس وجہ سے بیہوش ہو گیا تھا، خلفائے حضرت سلطان المصلح  
 کہ جو چند حضرات مشہور ہیں تبرکات تحریر ہوتے ہیں یعنی حضرت مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، حضرت  
 امیر خسرو دہلوی، سراج الدین عثمان، شیخ قطب الدین منور بصرہ، شیخ جمال، شیخ حسام الدین مٹانی، مولانا  
 جمال الدین نصرت خانی، مولانا فخر الدین، مولانا ابوبکر منڈوی، مولانا فخر الدین مروزی، مولانا علم الدین  
 نیلی، شیخ برہان الدین غریب، مولانا وجیہ الدین یوسف، مولانا شہاب الدین امام، مولانا حافظ تاشفی  
 محی الدین کاشانی، مولانا وجیہ الدین بالٹی، مولانا فصیح الدین، مولانا شمس الدین کبھی، خواجہ کریم الدین  
 سمرقندی، شیخ جلال الدین اددہی، مولانا جمال الدین، قاضی شرف الدین، مولانا کمال الدین یعقوب، مولانا بہادر  
 شیخ مبارک خواجہ معز الدین، خواجہ ضیاء الدین برنی، شیخ تاج الدین ادری، مولانا موسیٰ الدین انصاری  
 خواجہ شمس الدین خواہر زادہ امیر خسرو، شیخ نظام الدین شیرازی، خواجہ سالار شیخ فرید الدین میری، شیخ  
 علاؤ الدین اندہی، شیخ شہاب الدین کنٹوری، مولانا حجتہ الدین مٹانی، شیخ بدر الدین قوار، شیخ رکن الدین  
 بنیر، شیخ عبد الرحمن سارنگ پوری، حاجی احمد بدایونی، شیخ لطیف الدین، شیخ نجم الدین، محبوب شیخ  
 شمس الدین دھاری، خواجہ یوسف بدایونی، شیخ سراج الدین، حافظ قاضی شاد علی، مولانا قوام الدین  
 مولانا برہان الدین سادری، مولانا جمال الدین اچھی، شیخ نظام الدین مولیٰ، قاضی عبد الکریم سدونی، و  
 قاضی قوام الدین قدوری، مولانا علی شاہ جاندار، خواجہ تقی الدین خواہر زادہ حضرت سید محمد کرمانی،  
 سید یوسف حنی و حمید شاعر قلندر، خواجہ بشر خاں سامان، و مصاحب علی خادم خاص۔ صاحب القاسم  
 لکھتے ہیں کہ سلطان الاولیاء بزرگ تھے کہ گوشہ میں بیٹھے ہوئے تصرف فرماتے تھے، ایسا ہی روضہ  
 متبرکہ کہ ان کا قبلہ حاجات عالم ہے، وہ لکھتے ہیں کہ یہ درۂ بقدر شمسہ میں بہشت سعادت زیارت آتا

بادشاہ کو نین حاضر ہوا، فیض روحانیت حضرت بہت سی نعمتیں پائیں کہ احاطہ تحریر باہر ہیں، سجان آج تک ظہور تصرفات ولایت حضرت کا ہمیشہ بیچ ترقی کے ہے، اور تاقیامت قائم رہیگا، چنانچہ بعد ارادت خدمت پیر و تنگیر روشن ضمیر حضرت میرزا روشن بخت گورگانی قدس سرہ العزیز اس حقدار کے کو مزارات پر جائیکا شوق ہوا، تمام صحرائے دہلی کی خاک کو تینائے چشم کیا، یہ قاعدہ رہا کہ جس مزار کو بانوار برکات دیکھا وہاں مشغول ہوا، مراقبہ کیا، طرح طرح کے فوائد اٹھائے، بعض حضرات کی زیارت بھی شرف ہوا، اُن حضرات کی مہربانی سے بعض مشکلات بھی حل ہوئیں کئی ہزار اولیائے کبار خاک پاک دہلی میں کھڑے ہیں، مگر چار مقام عجیب غریب ہیں، اول تو روضہ متبرکہ حضرت قطب لاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار خاں دوسرا روضہ عالی متعالی حضرت سلطان المشائخ جو طالب ہل نظر جائے ممکن نہیں فیضان معروم آئے، اڑی مشکل نہ حل ہو، مقامات نہ کھلیں، تیسرا مزار پرانوار حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی، چوتھا مزار حضرت شاہ ترکان بیابانی قدس سرہ ہم۔

**ذکر حضرت شاہ عبد اللہ کرمانی بنگالی**

خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے سلسلہ کے ہزاروں فقیر ہیں، بلکہ جو آپ کے فقیر ہیں وہ کرناٹہ شہور ہیں

**ذکر حضرت پیر کریم سیلونی**

خلیفہ حضرت خواجہ بزرگ کے اور کامل وقت گزے ہیں اور صاحب گروہ ہیں، یعنی آپ کے جو فقیر گزے ہیں وہ کریمہ کہلاتے

ہیں، وفات آپ کی ۶۳۰ھ ہجری میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ برہان الدین فی قدس سرہ**

لکھا ہے کہ وقت انتقال پدر بزرگوار آپ خورد تھے، حضرت بابا صاحب کی خدمت میں لائے گئے، بابا صاحب نے نہایت عنایت کی، اور خلافت نامہ

اور مصلیٰ اور عصا ساتھ اُس نعمت کے اوپر شیخ جمال الدین کے رواں کی تھی، شیخ برہان الدین کو عطا کی، اور

خدمت گذاری شیخ نظام الدین اوکیا کی وصیت فرمائی، چنانچہ شیخ برہان الدین ہر سال شیخ نظام الدین اولیاء

جا کر تربیت پاتے اور تاحیات سلطان المشائخ کے کسی کو مرید نہیں کیا، از اخبار الاخیار نہ معلوم بعض

صاحبزادگان جمالی موجودہ کو کہاں سے سند ملی ہو کہ وہ مرید کو تحریر کر کے دیتے ہیں شیخ جمال کے نام کے بعد

حضرت سلطان المشائخ کا نام اُن کے بعد قطب الدین منوکر نام لکھتے ہیں، درویشوں کے کسی خاندان میں نہیں



دیکھا کہ ہادی سے پہلے طالب کا نام لکھا جائے۔ اس نقل سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخ برہان الدین نے نہ کچھ حاصل کیا، نہ حضرت سلطان المشائخ سے بیعت کرنا یا فیضیاب ہونا ثابت ہوتا ہو، حیف ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ امیر خسرو دہلوی** کہ نام مبارک ابو الحسن اور تخلص خسرو تھا حضرت سلطان المشائخ اور برہان الدین الفضل اور امیر زادہ اور بادشاہوں کے

ہمیشہ ہمصحبت تھے، مگر تعلق دل جو تھا وہ خدا کے ساتھ تھا، امیر صاحب کے والد کا نام امیر سیف الدین انا کا نام عماد الملک تھا کہ اولیائے زمانہ گذرے ہیں، اور ایک سو تیرہ برس کی عمر ہوئی کہ حضرت امیر حسن کو خود تربیت کیا، لکھا ہے کہ حضرت بمقام مومن آباد معروف بہ پٹیالی کہ کنارہ دریائے گنگا پر ہے پیدا ہوئے آپ کے مکان کے متصل ایک مجذوب رہتے تھے، آپ کے والد آپ کو اسی وقت اُن مجذوب کی خدمت میں لے گئے، آپ کو دیکھتے ہی اُن مجذوب نے فرمایا کہ یہ لڑکا طبعی ہند اور ملک الشعراء عارف باللہ سیکانہ روزگار ہوگا قیامت تک نام اس کی یادگار رہے گا، اور دعاوی کہ تو ہر دلعزیز ہوا اپنے نہایت از روئے پرورش پائی اور خورد سالی میں ہمراہ والد کے دہلی تشریف لائے، اور اپنے انا عماد الملک کے زیر تعلیم رہے، نہایت خوب و خوب حاضر جواب، عالی طبع، زود فہم، خوش گلو تھے، جب ساٹھ برس کے ہوئے اپنے بھائی اور والد کے ہمراہ حضرت سلطان المشائخ سے بیعت کی، جب آپ نو برس کے ہوئے آپ کے والد امیر سیف الدین نے اتنی برس کی عمر میں شہادت پائی، چند عرصہ میں علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوئے اور ہمیشہ اپنے پیر کی خدمت میں زحہد اور ریاضت شاقہ فرماتے، یہاں تک کہ ایک روز حضرت سلطان المشائخ نے آپ کو ترک اللہ کا خطاب عطا کیا، جیسا کہ امیر صاحب خود فرماتے ہیں۔ **نظم**

دست ترک لہر گیر دہم باللہ شمس سپار

برزبان چوں خطاب بندہ ترک لہر فیت

شیخ من بس جہر بان و خالق امر نہ نگار

چون من سکین ترا دارم ہم نیم بس بود

بارہا حضرت سلطان المشائخ نے آپ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ میں اپنے وجود سے رنجیدہ ہوتا ہوں، لہذا ترک من میں تجھ سے کبھی رنجیدہ نہیں ہوتا، اور آپ کے بڑے بھائی اعز الدین علی کو دوبارہ خلعت خاص شرف فرمایا اور اُن کو بھی بہت عزیز رکھتے تھے، حضرت امیر صاحب جو شعر فرماتے پہلے بڑے بھائی کو دکھاتے تھے تاکہ کوئی سقم نہ رہ جائے، معلوم ہوا کہ سارا خاندان آفتاب تھا، ایک بار ایک شخص نے سلطان المشائخ سے عرض کی کہ جیسی ہر بانی اور عنایت خسرو پر ہے امیدوار ہوں کہ بندہ پر بھی مبذول ہو، حضرت نے

جواب دیا کہ ویسی قابلیت پیدا کر، امیر صاحب نے ایک بار حضرت سلطان المشائخ سے عرض کیا کہ اُمیدوار ہوں کہ حضور کے قدموں پر مرموں، کھدیکچے کہ تیری زندگی موقوف ہے اور بقا میری کے کہ تجھ کو میرے پہلو میں دفن کریں۔ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا، الغرض جب آپ تکمیل درویشی کرچکے فرقہ خلافت عطا ہوا، اور بوجہ خوش کلامی کے ہم مجلس سلاطین ہوئے، آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، ۹۹ کتابیں ہیں، ۵ لاکھ کے قریب شعر ہیں، اور ہندی زبان میں بیسار کلام ہی لکھا ہے کہ جب حضرت سلطان المشائخ سماع سنتے دہنی طرف امیر خسرو اور بائیں طرف خواجہ مبشر بیٹھے، اور قال پیلے امیر صاحب کی غزل شروع کرتے، اور لکھا ہے کہ حضرت امیر صاحب کو حضرت سلطان المشائخ نے ب خطاب منقول السماع کے یاد فرمایا ہے، اور لکھا ہے کہ حضرت امیر صاحب ہر شب نماز تہجد میں سات سیپارہ قرآن مجید پڑھتے، اور بعد نماز عشاء کے خدمت پیر میں حاضر ہو کر تمام مریدوں کے حالات عرض کرتے، بعض سے خطامعات کر لیتے، بعض کی سفارش کرتے، ایک روز امیر صاحب نے شیخ سے عرض کیا کہ میں ایسا چاہتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھ کو فرشتے خبر دیکھ کر یا نہ کریں، کہ یہ نام تکبر ہے، شیخ نے فرمایا کہ بروز قیامت تجھ کو محمد کا لیس کہیں گے، صاحب ہفینۃ الادبیا تحریر فرماتے ہیں کہ سوز سینہ بیکینہ اور آتش عشق منزل حضرت خواجہ امیر خسرو کی اس قدر تھی کہ پیراہن مبارک حضرت کا قلب کی جگہ سے ہمیشہ سوختہ رہا کرتا تھا بلکہ کیفیت تھی کہ جس وقت نیا کپڑا پہنا اُسی وقت دل کی جگہ سے جل گیا، اور چالینس برس صائم الدہر رہے ہیں۔ امیر صاحب خود فرماتے ہیں کہ ایک روز بعد انفرار و ظالغ صبح حضرت پیر روشن ضمیر نے بندہ کو طلب فرما کر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے تو بھی سن اور زبان الہام سے بیان کر فرمایا کہ شبک دینہ کو پینے خواب میں دیکھا کہ شیخ صدر الدین پسر شیخ بہاؤ الدین علیہ الرحمۃ آئے پینے اُن کی تعظیم کی، اور انہوں نے اُسی تواضع کی کہ بیان سے باہر ہے، اس میں دیکھا کہ لے خسرو تو دور سے پیدا ہوا اور میرے پاس آیا، اور بیان معرفت شروع کیا، اُسی وقت اذان کی آواز سنی اور میں بیدار ہوا، یہ خواب بیان فرما کر کہا کہ دیکھ یہ کیا مرتبہ ہے، بعد پینے تیا زندی سے عرض کیا کہ میں یک ناچیز اس مرتبہ کو پہنچوں، آخر آپ ہی کا دیا ہوا ہے، یہ سنتے ہی رونا آیا اور پکار کر روتے میں بھی اُس وقت بہت رویا، بعد اُس کے کلاہ خاص طلب کر کے دست مبارک سے میرے سر پر رکھی اور فرمایا کہ کلمات مشائخ کو زیادہ دیکھا کر، اور یہ رباعی زبان مبارک سے فرمائی رباعی خسرو کہ نظم و نثر مثلش کم خاست ملکیت ملک سخن آں خسرو راست

ایں خسرو! است ناصر خردنیت      زیراکہ خدائے ناصر خسرو است

لکھا ہے کہ ایک روز ایک فقیر برائے طلب خدمت سلطان الشانخ میں آیا اور اپنا مطلب بیان کیا آپ نے فرمایا کہ آج جو فتوح ہوگا تجھ کو دوں گی، اُس روز کچھ فتوح ہوا، پھر فرمایا کہ کل جو فتوح ہوگا تجھ کو دوں گی، کل بھی کچھ فتوح نہوا، آپ نے اپنی کفشت اُس درویش کو دی اور خصمت کیا، وہ کفشت لیکر چلا اتفاقاً امیر صاحب ہمراہ بادشاہ کہیں گئے تھے، وہاں سے لگتے ہوئے یہ درویش مل گیا، پوچھا کہاں سے آ رہا ہے اُس نے کہا دہلی سے، پوچھا کہ سلطان الشانخ کی بھی کچھ خبر ہے، درویش نے کہا خیریت سے ہیں امیر صاحب نے کہا کہ تیرے پاس سے مجھ کو بوائے شیخ اتنی ہو شاید کوئی چیز ان کی تیرے پاس ہے۔ درویش نے کہا کہ کفشت خواجہ میرے پاس ہے کہ مجھ کو عطا کی ہے۔ امیر صاحب نے فرمایا کہ اُس کو فروخت کر تا ہے اُس نے اقرار کیا، امیر صاحب نے پانچ لاکھ روپیہ کا جوصلہ قصیدہ میں بادشاہ دہلی سے پایا تھا کل اُس درویش کو دیکر کفشت حضرت کی اس سے لے لی، اور اُس کو سر پر رکھے ہوئے خدمت پیر میں حاضر ہوئے۔ حضرت سلطان الشانخ نے فرمایا کہ خسرو کفشت سستی خریدی، آپ نے عرض کیا کہ حضور اُس درویش نے اسی پر اتکاف کیا، ورنہ اگر تمام جان مال اس کفشت کے بدلے میں طلب کرتا میں سب دیکر لیتا۔ سبحان اللہ جن کے ایسے عقیدہ ہوں، بیراں سے راضی نہ ہوں تو اور کس سے ہوں علامہ ہزاروں حکایات اور کلمات آپ کے مشہور ہیں۔ لکھا ہے کہ جب حضور خواجہ نظام الدین قدس سترہ رطل فرمائی، حضرت امیر صاحب دہلی میں موجود نہ تھے، ہمراہ سلطان تغلق بنگالہ میں تھے جب خبر انتقال پیر روشن ضمیر سُنی اسی وقت سیاہ پوش بھٹے، اور بے رعت تمام دہلی میں آئے، اُنے ہی ہزار کے ردبرو کھڑے ہو کر کہا سبحان اللہ آفتاب زیر زمین اور خسرو زندہ، اور اپنے چہرہ کو مرقد منور گھس گھس کر بیہوش ہوئے، بعد بھٹوری دیر کے ہوشیار ہوئے، مگر چھ ماہ تک مفارقت پیر مرشد سے روتے اور آہ بھرتے رہے، آخر بروز چہار شنبہ ۷۱۲ شوال ۸۲۵ھ میں دنیائے ناپائیدار سے کوچ فرما کر قرب الہی حاصل کیا، مقبرہ عالی یاران چوتراہ پر زیارت گاہ خاص عام ہے۔

ذکر حضرت میر حسن علیؒ فی سنجری قدس

کہ سادات عظام و خلفائے حضرت سلطان الشانخ سے تھے، فاضل اجل شاعر بمبیل اور معزز تھے اور بہت سے قصیدہ اپنے پیر کی شان میں کہے، اور دربار شاہی میں بھی تعارف تھا

سلطان غیاث الدین بوجہ ان کے کلام کے ان کو بہت دوست رکھتا تھا، اکیس برس کی عمر میں بہ کر کے مرید ہو کر کامل مصاحب سلطان المشائخ ہوئے، اور فوائد الفوائد ملفوظات شیخ حنیف کی اور جائے پیدائش آپ کی دہلی ہے، آخر عمر میں حکیم سلطان محمد تعلق دیوگری تشریف لے گئے، اور ۸۳۵ھ میں وفات پائی، مزار دیوگری میں ہے۔

**ذکر حضرت مولانا مودالدین** لکھا ہے کہ یہ امیر زادہ تھے، اور وقت امیری سلطان علاؤ الدین کے ان کی خدمات بجالاتے تھے، ایک باحضرت سلطان المشائخ کے مرید ہو کر یکایک دنیا کو ترک کر کے عبادت حق میں مشغول ہوئے، جب علاؤ الدین بادشاہ ہوا اُس نے آپ کو یاد کیا، اور سلطان جی کو لکھا کہ مولانا کو ہمارے پاس بھیجیے کہ ان سے کام متعلق ہو، حضرت نے جواب دیا کہ اُس کو اور کار درپیش ہے، اُس کے سرانجام میں مصروف ہو ظاہری کار سے اُس کو کچھ سروکار نہیں رہا وہ اُس جواب سے رنجیدہ ہوا، پھر کہلا بھیجا کہ مقدم سب اپنا سامنا چاہتے ہیں، اس کے جواب میں شیخ نے فرمایا کہ اپنی برابر کیا بلکہ اپنے سے بہتر چاہتا ہوں، یہ سن کر سلطان مجبور ہوا، وفات انکی ۸۳۵ھ میں ہوئی، مزار یاران چبوترہ پر ہے۔

**ذکر حضرت شیخ وجیب الدین یوسف** خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے، لکھا ہے کہ یہ جب مرید ہوئے مورچال سے چلا کرتے تھے، یہاں کہ شیخ کی دعا سے ہوا پر پروازی کرنے لگے تھے، بعد تکمیل عطلے خرقہ خلافت بمقام چندیری مامور ہوئے، ۸۳۹ھ میں بمقام چندیری وفات پائی۔

**ذکر حضرت خواجہ محمد امام قدس** کہ نمبر بابا صاحب در فرزند شیخ بدر الدین سحقی کے تھے، اور اپنے والد ماجد سے بھی علم الہی کی تکمیل کی تھی، آخر خدمت حضرت سلطان المشائخ میں مشرف ہوئے، اور انوار المجاہد ملفوظات حضرت سلطان جی جمع کئے، اور علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیرائے تھے، علم موسیقی بھی خوب جانتے تھے، ۸۳۲ھ میں بمقام غیاث پور وفات پائی، مزار یاران کا یاران چبوترہ پر ہے جو متصل باولی کے ہے۔

**ذکر حضرت شیخ نسام الدین بتانی قدس** کہ خلیفہ سلطان المشائخ کے تھے، زہاد و تقویٰ از حد تھا، اکثر اوقات شیخ نے ان کے حق میں ہر

فرمایا ہے کہ دہلی نفل حمایت حمام الدین میں ہر نقل جو کہ راہ میں مستغرق ہوئے چلے جاتے تھے، جاننا کہ کندھے سے گر پڑی، ایک شخص نے پکار کر دو آوازیں دیں، 'یا شیخ' آخر اُس نے پاس جا کر ہاتھ سے ہلا کر کہا کہ دو آوازیں 'یا شیخ' کہہ کر دیں تم نے جواب دیا، آپ نے فرمایا کہ اے عزیز میں شیخ نہیں ہوں، یوزو ہوں، اگر اس طرح پکارتا تو میں جواب دیتا، لکھا ہے کہ ایک بار حسب جازت پیر حرمین شریفین میں گئے، بعد از حج کے واپس آئے، سلطان جی نے فرمایا کہ جو شخص زیارت روضہ رسول مقبول چاہے وہ علیحدہ زینت کرے اور زیارت رسول مشرف ہوا، اگر بذریعہ حج کے زیارت روضہ کی کرے مشرف نہیں ہوتا، یہ سنتے ہی برنیت مدینہ طیبہ اور واسطے زیارت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام روانہ ہوئے۔ وفات حضرت ۳۵۰ھ میں ہوئی، مزار ان پیر کا پاک ٹپن میں ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ فخر الدین زری قدس سرہ** کہ خلیفہ سلطان المشائخ کے اور بہت متقی تھے، قرآن شریف کی کتابت کیا کرتے تھے، تمام عمر مجرّد ہے، اکثر جبال غیب ان کے روبرو آیا کرتی تھی، ایک روز انہوں نے خواجہ کی خدمت میں عرض کی کہ ایک ن مجھے پیاس لگی ہوئی تھی، ایک کوزہ پانی غیب سے پیدا ہوا، میں نے کوزہ بھڑا اور پانی پھینک دیا اور کہا کہ اگر امت کا پانی نہیں پینا چاہتا، خواجہ نے فرمایا کہ پینا چاہیے تھا کہ اشیا غیب سے بے عیب سے، پھر عرض کیا کہ میں نے گنگھا کرنا چاہا، گنگھا موجود نہ تھا، ایک دوست آیا اُس کے ہاتھ میں گنگھا تھا، میں نے اُس سے لیکر گنگھا کیا، ایک بار وضو کر کے ارادہ کیا کہ گنگھا کروں، گنگھا طاق خانقاہ میں تھا، میرا ارادہ کرتے ہی خود بخود میرے پاس آگیا، لکھا ہے کہ شیخ فخر الدین ایک جزو کلام اسد کا روز تحریر کرتے تھے، اور اجرت میں ملگ زیادہ دیتے، مگر آپ چار آنہ جزو دیتے تھے، کچھ اللہ دیتے کچھ اپنے صرف میں لاتے، آخر عمر میں بصارت کم ہوئی، کتابت چھوٹ گئی، حیلہ دین ملک، تجارت سلطان علاؤ الدین خلجی سے سفارش کر کے ستور پیہ روز مقرر کر کے آپ نے منظور نہ کئے، فرمایا چار آنہ روز سے زیادہ نہ لوں گا، ہزار حیلہ و مشکل دس آنہ روز مقرر ہوئے، ۳۵۰ھ میں وفات ہوئی، مزار یاران چبوترہ پر ہے۔

**ذکر حضرت مولانا ضیاء الدین برنی قدس سرہ** کہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے، شیخ کی ان پر نہایت مہربانی تھی، حکایات عمدہ بیان کرتے تھے، خواجہ امیر خسرو دیر حرم علانی اور مولانا ضیاء الدین برنی یہ تینوں صاحب یک جان

دو قالب تھے، 'شیخ فیروز شاہی آپ ہی کی تصنیف ہے' اور آپ نے اپنے حسرت نامہ میں لکھا ہے کہ میں ایک بار خدمت پیر مرشد میں حاضر تھا کہ میرے دل میں خیال گذرا کہ پہلے مشائخ مرید کرتے ہیں بہت احتیاط کرتے تھے، اور میرے شیخ بلا احتیاط ہر کسی کو بیعت فرماتے ہیں، نہ معلوم اس میں کیا حکمت ہو میں چاہتا تھا کہ سوال کروں، مہنوز خطرہ تمام نہیں ہوا تھا کہ حضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وقت میں حکمت کا لہ انہی سے ایک خاصیت رکھی ہے کہ اُس کے موافق خاصیت پیدا ہو، اور طبیعت ہر عصر کے باہم مشابہ نہیں ہوتی، اصل میں رادت مرید انقطاع غیر حق سے ہے، اور اشغال اللہ اور اہل سلف بیعت جب تک نہیں دیتے تھے جب تک انقطاع کلی غیر حق سے نہیں کرا دیتے تھے، عہد ابوسعید ابوالخیر اور تازمانہ شیخ سیف الدین باخرزی اور شیخ شیوخ شہاب الدین سہروردی تا عہد ولایت شیخ فرید الدین ان کے دروازوں پر امراء اور بادشاہ رجملہ خلق خدا کا اثر دھام رہتا تھا اور ملوک بکجوف آخرت اپنے کو ان عاشقان الہی کی پناہ میں رکھتے تھے، اور یہ حضرات مہربانی سے ہر کسی کو مرید کرتے تھے، کوئی ایسا نہیں کہ جو معاملات مجبوراً خدا کو قیاس کر سکے میں بھی حسب متابعت اپنے پیروں کے مرید کرنے میں احتیاط نہیں کرتا، اس میں کئی فائدے ہیں، اول تو میں یہ سنا ہوں کہ میرے مرید گناہ سے بچتے ہیں، نماز اول وقت باجماعت ادا کرتے ہیں، اور ادا لے نوافل میں مشغول رہتے ہیں، اگر پہلے شرائط کی حقیقت ارادت ان سے کہوں تو شاید ان سے نہ ہو سکے اور اتنے ثواب بھی محروم رہیں، دوسرے یہ کہ میرے شیخ نے مجھ کو اجازت دی ہے، اور سلمان میرے پاس عجز سے لے رہے ہیں، اور گناہوں سے توبہ کرتے ہیں، اس نیت سے شاید ان کا کلام سچا ہو مرید کرتا ہوں، خاص کر یہ کہ صادقوں سے سنا ہے کہ بیعت کرنا گناہ سے باز رکھنا ہے، تیسرے قوی سبب سبب یہ ہے کہ ایک روز پیر مرشد میرے دو ات قلم میرے روبرو رکھ کر فرمایا کہ تو یہ بہت لکھ اور حاجتمندوں کو دے میں اس کار سے دل تنگ ہوا، ملال میرا دریافت فرما کر ارشاد کیا کہ نظام الدین ابھی سے ملول ہوا، جب تیرے دروازہ پر ہجوم حاجتمندوں کا ہو گا جب کیا کر گیا، یہ سن کر میں نے قدسوں پر حضرت کے سر رکھا، اور رویا اور عرض کی کہ مخدوم نے بندہ کو معزز فرمایا، خرقة خلافت عطا کیا، میں ایک فقیر ہوں، خلقت کے ملنے سے نہایت متنفر اور کار خلافت نہایت بزرگ ہے، اُس کا سر انجام مجھ پر چارہ سے کیونکر ہو گا، اس پر حضرت شیخ نے فرمایا کہ نظام الدین معلوم کر کہ خدائے قیامت مجھ کو درگاہ پر درگاہ عالم میں آبرو ہو گی

کہ تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اپنا پاؤں بہشت میں نہ رکھوں گا جب تک کہ تیرے مریدوں کو ہمراہ بہشت میں نہ لے جاؤں گا، پس میں اس سبب سے جو کوئی میرے پاس طالب اور تائب آتا ہے اُسکی مرید کرتا ہوں کہ خلق گناہگار ہے جو میرے پیر کے وسیلہ سے نار جنم سے بچیں عنایت ہو، وفات حضرت مولانا ضیاء الدین برنی کی ششہ میں ہوئی مزار یاران چوتھرہ پر پایا، مرزا امیر صاحب کے واقع ہے۔

صاحب ذوق و شوق و وحد عاشق سماع  
**ذکر حضرت شیخ برہان الدین غریب سیّد**  
 خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے آخر حضرت

شیخ نصیر الدین چراغ دہلی بھی آپ کے پاس تشریف لائے ہیں، اور آپ نے بوجہ عقیدت کے تمام عمر غیاث آباد کی طرف پشت نہیں کی، کہا ہے کہ دوبارہ خرقہ خلافت پایا، ایک روز بحضور سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شیراز و میر حسن حاضر تھے، انہوں نے عرض کیا کہ مولانا برہان الدین مرید قدیم ہے، مثل دیگر خلفائے ان کو بھی خرقہ خلافت عطا ہوا، خواجہ اقبال نے پیرا بن اور کلاہ حاضر کی، شیخ نے دست بکلاہ اور پیرا بن پر رکھا، اور مولانا برہان الدین کو عطا کیا، ایک بار شیخ علی زنبیلی اور ملک نصرت نے کہ عزیر سلطان علاؤ الدین اور مرید حضرت شیخ کے تھے، حضرت شیخ سے شکایت کی کہ مولانا برہان الدین پیرن کر خرقہ خلافت پہن کر مکمل بچھا کر بیٹھتے ہیں، خلق کثیر ان کے پاس جمع ہوتی ہو، دوکان شیخی کی خوب گرم کر رکھی ہو، حضرت سلطان جی یہ سن کر ان سے رنجیدہ ہوئے، جب مولانا حاضر ہوئے ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے، اُسی وقت خدام نے مولانا سے کہا کہ تم کو مناسب ہے ابھی یہاں سے چلے جاؤ، تمہارا سے بیٹھنے کی یہ جگہ نہیں۔ مولانا حیران پریشان اٹھ کر مکان پر گئے اور گویا تفریت میں بیٹھے، اہل شہر مولانا دیکھنے کو برس گئے، آخر کار امیر صاحب نے دستار اپنی گلے میں ڈال کر مولانا کی شفاعت چاہی، حضرت نے فرمایا ترک اسد کا کیا حال ہے کہہ، آپ نے عرض کیا کہ معافی جرائم مولانا برہان الدین چاہتا ہے۔ شیخ نے بسم فرما کر کہا کہ معاف کیا اُس کو حاضر کر، بعدہ مولانا اور امیر صاحب گلے میں دستار ڈالے حاضر ہوئے، آداب بجالائے، حضرت نے بٹھایا اور مولانا کو تجدید بیعت فرما کر بار دیگر خرقہ عطا فرمایا، ان حضرات نے بعد انتقال حضور کے بہت سی خلق کو خدار سیدہ کیا، لکھا ہے کہ جب مولانا بدر الدین دیوگری میں تشریف فرما تھے، اُس وقت آپ کی کرامات کا دور دورہ شہر ہوا، چنانچہ شیخ زین الدین نے شیراز میں شہر کرنا شروع کیا، مولانا سنا اور برائے ملازمت شیراز سے دیوگری پہنچے، وہاں سنا کہ سماع سنتے ہیں متروک ہو گئے

مولانا کو ان کے ایمان سے آگاہی ہوئی، کہلا بھیجا کہ واسطے زیارت ملاقات ایک عزیز کے اتنی مستطی کی اور منزل مقصود پر پہنچ کر توقف کرنا بعد از عقلندی ہے، اگر خطرہ یا دوسرہ شیطانی مانع ہو تو میرے پاس نہ آکر استفسار کریں نثار اللہ رفع ہو گا، یہ سن کر شیخ زین الدین حاضر ہوئے، اُس وقت آپ سلام میں تھے، یہ بھی بے اختیار ہو کر زمین پر سر لائے اور سلام میں کہو جبکہ گنگے کل خطرے دفع ہوئے اور مرید ہوئے، وفات ملانا برہان الدین کی سند سے میں نے 'مزار دیوگری میں ہو' اور خلیفہ آپ کے یہ ہیں شیخ زین الدین شیرازی، شیخ فرید الدین، شیخ کمال الدین کاشانی، شیخ کریم الدین کاشانی، اور شیخ عزیز الدین شیرازی کے ایک مرید شیخ حسن تھے، جنہوں نے ہدایت القلوب جمع کی ہے۔

ذکر حضرت شیخ حاتم الدین ختہ قدس سرہ

حضرت سلطان المشائخ کے پاس بہت بڑے ہیں لہذا میں فات ہوئی مزار اسانجھ میں ہے۔  
 کہ نواسے بابا صاحب کے شاگرد قاضی محی الدین  
 اور خلیفہ حضرت سلطان جی کے تھے آپ نے

مفوضات سلطان الاولیا کے جمع کئے ہیں، اُس کتاب کا نام تحفۃ الابرار ہے، اُس میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت میں بخدمت شیخ نظام الدین حاضر ہوا تھا، شیخ تنہا بیٹھے تھے، قبلہ کی طرف منھ کئے، اور اس کے آسمان کی طرف تھیں، اور جمال حق میں مستغرق تھے، چونکہ میں وقت نازک پر آیا تھا تھوڑی دیر تک کھڑا رہا، دیکھا کہ جسم مبارک شیخ کا لرزا اور مش کج شک اپنے کو بھاڑا اور عالم سہو میں پھر کر با تھ بٹے اور کہا کہ تو کون سی نے کہا عزیز، فرمایا کہ عزیز ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ، وفات ان کی ۸۸۳ھ میں ہوئی، مزار ان کا یارانِ جبرہ متصل مولانا ضیاء الدین برنی کے ہے۔

ذکر حضرت شمس الدین کبیری قدسہ  
 کہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے اور اعظم علمائے  
 سے تھے، کہ علمائے وقت ان کی شاگردی پر فخر

کرتے تھے، جائے مولد ان کا صدر اودھ ہے، برائے تحصیل علوم وارد دہلی ہوئے اور یالے  
کال ہوئے کہ کوئی عالم کسی علم میں پہنچے گفتگو نہ کر سکتا، آخر بوسیلہ شیخ صدر الدین خدمت حضرت  
حضرت مولانا ابی سلطان المشائخ میں حاضر ہو کر جمعیت کی اور کمالات باطنی سے مشرف ہوئے اور



تمام عمر تجرید سے گذاری، بعد حصول خرقہ خلافت بہت کم مرید کئے، وفات حضرت کی ۷۲۰ھ میں ہوئی، مزار یاران چوتراہ پر متصل باولی کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ انخی سراج الدین بدایونی قدس سرہ

کہ مشاہیر خلفائے سلطان الاولیا تھے، لکھا ہے کہ عین شباب میں قبل از نکلنے ریش و برود کے حضرت محبوب الہی کی خدمت میں آئے مگر علم ظاہری سے بے بہرہ تھے، حضرت مولانا فخر الدین نے آزر دگی سے فرمایا کہ یہ جوان خوش رو خوش ہے مگر علم سے بے بہرہ ہے، اہد بے علم سحر شیطان ہوتا ہے، مولانا فخر الدین نے حضرت کو مہربان دیکھا مگر فرمایا کہ اگر حکم ہو تو چندے اس جوان کو میل نبی صحبت میں رکھوں، تعلیم کروں، اپنے فرمایا کہ بہت نیک ہے، اور کار خیر حاجت ہیج استخارہ نیست، مولانا فخر الدین زرا دی ان کو اپنے مکان پر لائے اور تعلیم شروع کی، چھ ماہ میں اتنا حاصل کیا کہ دوسرے کچھ برس میں بھی اتنا حاصل نہ ہوتا، بعدہ مرید ہو کر عالم ظاہری اور باطنی ہوئے خرقہ خلافت حاصل ہوا اور طرٹ بنگالہ کے معمر ہوئے، بارہا حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سراج آئینہ ہندوستان ہے، وفات حضرت کی ۷۵۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ حمید قلندر

لکھا ہے کہ یہ بیٹے مولانا تاج الدین کے تھے، خور دسالی میں حضرت سلطان المشائخ کے مرید ہوئے، ایک بار آپ بحضور سلطان جی کے حاضر تھے، اُن کے والد بھی موجود تھے، وقت افطار کھانے کے خان آئے حضور نے ایک روٹی کے دو ٹکڑے کر کے نصف اپنے رو برو رکھی، اور نصف شیخ حمید کو دی، انہوں نے اُس کو جیب میں رکھ لی، جب خانقاہ سے باہر آئے دیکھا کہ چند قلندر موجود ہیں، اُن کو دیکھا کہ انہوں نے کہا کہ شیخ کی راہ کا کچھ حاضر ہو تو لا افطار کریں، انہوں نے کہا نصف روٹی پاس ہے، اور کچھ نہیں قلندر نے کہا کہ نصف روٹی جو وہی دیدے یہ حیران ہوئے، اور وہ نصف روٹی اُن کے حوالہ کی، اُسی وقت اُن کے والد آگئے، انہوں نے کہا حمید وہ تبرک کہاں ہے، انہوں نے کہا قلندر کو دیدیا، اُن کے والد نے افسوس کیا اور کہا اسی نعمت تو نے کیوں دیدی، ہماری ساٹ پشت کو کافی ہوتی، یہ کہہ کچھ خدمت حضور میں حاضر ہو کر حال عرض کیا، حضرت نے تبسم فرما کر کہا کہ حق درویشان بدر دیشان سیدائے مولانا تاج الدین و جمعی رکھو، یہ تمہارا بچہ قلندر عالی قدر ہوگا، پس اُس روز سے یہ قلندر مشہور ہوئے، اور بعد وفات شیخ کے

مولانا کمال الدین اور مولانا برہان الدین سے مصحبت ہے، بعدہ نجد میں شیخ نعمان الدین چراغ دہلی حاضر رہ کر ان کے ملفوظات جمع کئے، اس کتاب نام خیر المجاہدین رکھا جس میں وفات پانی، مزار دہلی میں ہو۔

ذکر حضرت شیخ علاء الدین بن علی قدس سرہ

خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے مگر کہیں  
کسی کو مرید نہیں قرار دیا، فوائد الفوائد کو اپنی قلم

ادھر حضرت مینا خانم الدین صاحبہ کی قادیان

جامع اصول السماع و مریدان جانشینار و خلفائے نام  
حضرت سلطان الاولیاء کے تھے، علوم ظاہری

ذکر حضرت قاضی محی الدین کی شانی قاسم

خلیفہ حضرت سلطان شہنشاہ رحمۃ اللہ علیہ کی محض  
فضیلت اور کمال بقوی، البکا شہرہ آفاق تھا

لکھا ہے کہ جب آپ حضور محبوب الہی میں حاضر ہوئے دنیا کو ترک کیا، یاد الہی میں مشغول ہوئے، بعدہ پیر روشن ضمیر نے بذریعہ خط خاص سند خلافت تحریر فرما کر عطا کی، اور یہ نصیحت فرمائی کہ تارک دنیا رہنا چاہئے اور اہل دنیا کی طرف مایل نہ ہو جو وصلہ بادشاہوں کا بھی نہ لیجو جو مسافر تیرے دروازہ پر آویں در اس وقت تیرے پاس کچھ نہ ہو اس وقت کو غنیمت جانو، ایک بار قاضی محی الدین کاشانی نے حضرت سلطان الشاہ سے سوال کیا کہ مراقبہ مرید اللہ تعالیٰ کو اور سغیر کو اور شیخ کو اور ہر ایک کو جدا چاہیئے یا مشترک فرمایا کہ مشترک بھی ممکن ہے، اور جدا بھی مفید ہے، اگر جمع کرنا چاہیئے تو جانبین یدی اللہ حاضر ہے اور سغیر صلی اللہ علیہ وسلم داہنی طرف شیخ بائیں طرف ہے۔ لکھا ہے کہ جب ان پر فقر اور فاقہ نے غلبہ کیا چونکہ پروردہ ناز و نعمت چہرے فقر کے آثار کچھ معلوم کر کے آپ کے دوست نے سلطان علاؤ الدین کو خبر کی، اس نے عہدہ قصداً

کہ ان کا موروثی عہدہ تھا ان کو فوض کرنا چاہا جب یہ خبر آپ کو ہوئی خدمت شیخ میں یہ حال عرض کیا حضرت نے فرمایا کہ جو بات تجھ پر گذر رہی تھی وہی پیش کی یہ سن کر ان شیخ ہوا شیخ نے خلافت نامہ لکھ دیا وہیں لیا ایک سال تمام حضرات ان کے درخاطر رہے بعدہ تجدید بعیت کر اگر پھر بار دیگر خرقہ خلافت عطا کیا وفات ان کی ۱۹۷۷ھ میں ہوئی مزار ان کا مقبرہ عالی متصل مشرک چھڑی قریب بی بی نور کے زیارت گاہ ہے۔

ذکر حضرت خواجہ شمس الدین ہر قدس سرہ  
خواجہ زادہ امیر صاحب خلیفہ و محبہ سلطان المشائخ کے تھے ان کا یہ دستور تھا کہ نصف جماعت میں

سربچائے رہتے جب صورت شیخ دکھائی دیتی اس وقت نیت باندھتے تھے ان کا مرض الموت میں شیخ ان کی عیادت کو جاتے تھے کہ راستہ میں سنا کہ ان کا انتقال ہوا شیخ نے فرمایا الحمد للہ دوست بد دوست رید مزار ان پائنتی امیر صاحب واللہ مقبرہ امیر صاحب میں ہو وفات ان کی ۱۲۲۷ھ میں تھی۔

ذکر حضرت میر لانا جلال الدین دہلی قدس سرہ  
خلیفہ حضرت سلطان المشائخ سے تھے ترک و تحریک اور عزالت میں موصوف تھے تمام عمر ان کی جہاد

علمی میں گزری انہوں نے ایک روز مبارکہ کی شیخ سے اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں ان کو تعلیم کروں مگر مولانا جلال الدین مانند پوست پیاز کے ہیں سن فوات نہیں ملا۔

ذکر حضرت شیخ نظام الدین دہلی قدس سرہ  
ظاہر اور باطن باوصاف حمیدہ اور سینہ صاف تھے علم تصوف سے خوب ماہر تھے اور مقرر تھے خلیفہ

حضرت سلطان جی کے تھے اپنے پیرو بھائیوں کے ہمراہ زیارت حرمین فرما کر شرف ہوئے مزار ان کا ان کے مکان میں اس جگہ ہے جہاں سلطان علاؤ الدین نے اپنا شہر بسایا تھا۔

ذکر حضرت خواجہ شمس الدین دہلی قدس سرہ  
خلیفہ حضرت سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ کے انہوں نے بھی شیخ کے ملفوظات جمع کئے ان کا مزار ظفر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت خواجہ احمد بابونی قدس سرہ  
یہ طلقہ ابدالی رکھتے تھے صاحب سیر لا دیا کہتے ہیں کہ ایک روز ماں نے ان سے سوال کیا کہ خوش رہتے ہو جواب دیا

خوشی اسی وقت ہوتی ہے جب جماعت سے نماز ملتی ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین حق گوئی سپرانا فخر الدین زریا دقہ سترہ

سلطان محمد تغلق نے کہا کہ آپ مجھ کو عادل کہا کریں، آپ نے بادشاہ کے روبرو کہا کہ میں ظالم کو عادل نہیں کہتا۔ اس پر بادشاہ نے غصہ ہو کر ان کو قلعہ سے نیچے پھینکوا دیا، مزار اسی خندق میں ہے یعنی خندق تغلق آباد میں۔

## ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین پاپلی قدس

مریدان پاک نہاد حضرت سلطان الاولیاء سے تھے سیر الاولیاء میں آپ کے حالات مفصل درج ہیں۔ صاحب کلمات الصادقین تحریر کرتے ہیں کہ علم و نظاہری اور باطنی میں اور تجرید فقر اور فاقہ اور فضائل صوری و معنوی میں نظیر نہ رکھتے تھے اور خدمت شیخ میں کمال متاثر تھے لکھا ہے کہ حضر علیہ السلام ملتے ایک روز حضر علیہ السلام نے کہا کہ مولانا سلطان المشائخ کا مرید ہو، پس بہ ہدایت خضر آپ مرید ہوئے۔ نقل ہے کہ مولانا وجیہ الدین فرماتے ہیں کہ ایک بار میں بانی بیت جاتا تھا راستہ میں ایک صوفی بیدار ہو میرے دل میں ایک نوع کا انکار آیا، اُس صوفی نے کہا کہ مجھ کو علم میں کچھ مشکل پیش ہو جس سے ملتا ہوں یا بت کرتا ہوں، میں نے اُس کا مسئلہ سن کر اُس حل کیا، اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس کے مرید ہو، میں نے کہا کہ نظام الدین اولیاء کا ہوں، اُس نے کہا نظام الدین میرے قطب ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ شہاب الدین امام سجد حضرت سلطان المشائخ قدس

آپ کو کلام اللہ شریف مع ترجمہ و تفسیر کے حفظ تھا اور فاری بھی تھے اور بوجہ صحت لفظی اور خوش الحانی کے حضرت ان کو بہت عزیز رکھتے تھے بعد وفات پیر روشن ضمیر کے بہت روز زندہ رہے ہدایت خلق میں مصروف رہے اور بعد انتقال کے بمقام لاڈو سرے جوار روضہ قطب قطاب میں دفن ہوئے، اور شیخ حیدر شیخ رکن الدین سپر شیخ شہاب الدین امام سعود بک فرید الدین چاک پران ان صاحبوں کے مزارات بھی لاڈو سرے میں ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ حیدر قدس

خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے صاحب سیر الاولیاء نے ان کا ذکر نہیں کیا مگر صاحب طبائع شریفی ناقل ہیں آپ کو خرقہ خلافت عطا ہوا اور آپ کے بہت مرید تھے چنانچہ شیخ الدین کہہ ڈالنے میں آسودہ ہیں اور

شیخ علم الدین ہریرمی وغیرہ آپ کو گوشہ نشینی کی کم عادت تھی اُن کو جلوت میں خلوت حاصل تھی باوجود مریدہ خلافت کے اپنے کو مثل عوام کے ظاہر فرماتے، اور نامراوی سے زندگی بسر کی، بعد انتقال کے لاڈلے میں مدفون ہوئے۔

امام اور خلیفہ حضرت سلطان المثلخ تھے اپنے پدر بزرگوار سے بھی نعمت حاصل کی، اور اُن کے صاحب بجاوہ ہوئے اور پہلوئے پدر میں مدفون ہوئے۔

**ذکر حضرت شیخ رکن الدین بن شیخ شہاب الدین**

یہ شیخ رکن الدین تھے پہلے ان کا نام شیر خاں تھا اور اقربائے سلطان فیروز شاہ سے تھے، جب جذبہ الہی

**ذکر حضرت مسعود بک قدس**

بہم پہنچا دنیا کو ترک کر کے حلقہ دریشان میں شامل ہوئے، شیخ رکن الدین مذکور کے مرید ہوئے، عجز و غیب سکریدا کیا، صاحبِ اخبار الاخیار تحریر کرے ہیں کہ مست بادۂ وحدت و حقیقت اور سخن متانہ فرماتے تھے، سلسلہ چشت میں کسی نے اسرار حقیقت کو ماض نہیں کیا، آنسو جو ان کا نکلتا تھا بہت گرم ہوتا تھا کہ دوسرے کے ہاتھ کو جلا دیتا، علم تصوف اور توحید میں ان کی بہت سی کتابیں ہیں، یعنی عین البصفا، ہمدانی و مرآۃ العارفین اور فرقہ ملائیتہ کہتے تھے علماء آپ سے نفاق رکھتے تھے، مثل حسین منصور کے قتل ہوئے، مزار آپ کا پہلو پیر میں جو اردو ضلع خواجہ قطب الدین بمقام لاڈلے ہے، آپ کے مزار پر تجرید اور غربت برستی ہے۔

**ذکر سید الحجاب قدس** کہ آپ کو سید الحجاب بھی کہتے ہیں، عوام سید العجائب مشہور کرتے ہیں۔ صاحب تالیخ فیروز شاہی، اقل ہیں خواجہ

وحید الدین واسطے نام رکھانے کے خدمت حضرت سلطان المثلخ میں لے گئے، اُس وقت حضرت وضو کرے تھے، جب وضو سے فارغ ہوئے خواجہ وحید نے ان کو پیش کیا، حضور نے ملاحظہ فرما کر ارشاد کیا کہ اس معروف جہاں کو لا، جب یہ نزدیک لے گئے آفتاب میں جو بانی وضو کا بچا ہوا تھا ان کے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس معروف عالم کو اچھی طرح پرورش کرنا، شاہ سبز زانہ ہوگا، چونکہ حضور کی زبان سے معروف مسرود ہوا اس واسطے ان کے والد نے ان کا نام معروف رکھا، جب بڑے ہوئے زہد ریاضت مشغول ہوئے، اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، جب وہیں دہلی میں آئے سلطان محمد تغلق نے

بوجہ عقل و کمال کے ان کو طلب کر کے نائب عماد الملک خطاب دیا، جب فیروز شاہ ۳۵۰ھ میں تخت دہلی پر بیٹھا تو اس نے عماد الملک کمال سید الحجاب سے ملقب کیا، اس کے کل سورت ملکی ادا مالی اور ذات خاص میں مشیر رہ کر خلق اللہ کا نفع مد نظر رکھا، علماء اور فقرا کو جاگیریں لوہیں سکے عہد میں ان کے سوا اور کوئی ندیم نہیں ہوا، چالیس سال اس طرح گزائے کہ جب کاروبار نیابت سے فارغ ہوتے تلاوت قرآن کرتے، گریہ زاری سے پیش آتے، تمام شب یا د مبعود میں گزارتے ۳۲۰ھ میں وفات پائی مزار جو اردو ضلع حضرت خواجہ قطب الدین میں ایک موضع سید الحجاب کے جو آپ کے نام پر مشہور ہے زیارت گاہ خاص عام ہے قریب لاٹو دسر کے۔

## ذکر حضرت شیخ قطب الدین منور بن شیخ برہان الدین ہانسی بن جلال الدین قطب ہانسی قدس سرہ

نلیفہ و مرید حضرت سلطان الشیخ قدس سرہ کے تھے بعد وفات اپنے پدر کے بابا صاحب کی خدمت میں آئے بعد بابا صاحب نے حضرت سلطان الاولیاء کے سپرد کیا، حضرت نے ان کو علوم ظاہری اور باطنی سے مستثنیٰ فرمایا، اور فرقہ خلافت عطا کیا کہ آپ جامع کمالات و مظہر کمالات ہوئے فقر اور تجربہ میں بیگانہ صحبت و تلق سے بیگانہ کہ تمام عمر اپنے حجرہ سے قدم باہر نہ رکھا، مگر ہر سال واسطے زیارت اپنے پیر و روشن ضمیر کے ہانسی سے دہلی آکر تربیت پاتے تھے، یہ حضرت خاندان قطب جلال میں قباب ہوئے، کس واسطے کہ سلسلہ جلالی معدوم ہو چکا تھا، ان حضرت نے الوار و برکات نظامیہ سے بہرہ مند ہو کر خاندان جلالی کو بھی روشنی بخشی ہو کہ منور اسم بھی تھے نقل ہو کر سلطان محمد تغلق نے قاضی کمال الدین صدر جہان مع سند معافی چند موضع کی خدمت شیخ میں بھیجا کہ شیخ کو قریب دیکر بھرا ایدائے، جب قاضی خدمت شیخ میں پہنچے نذر بادشاہ پیش کی آپ نے اس نذر کو قبول نہ فرمایا اور کہا کہ بادشاہوں کا تحفہ یا عطیہ نذر میرے شیخ سلطان الاولیاء نے اور جملہ پیران حقیقت نے کبھی منظور نہیں فرمایا، میں بھی قبول نہیں کرتا، آپس لیجاؤ جو اس کے طالب ہیں ان کو دو، چونکہ سلطان در پے ایدائے درویشان تھا جب اس کی یہ جوڑ بھلا بھرا در فکر میں ہوا، اتفاقاً ایک بار سلطان علاؤ الدین سے دورہ کر رہا تھا جب بمقام بنی کہ ہانسی سے پیار کو س ہو دہلی آئے، ڈیرہ ہوا مخلص الملک نظام الدین کو سخت طبیعت تھا معائنہ نواح ہانسی کو

روانہ کیا، جب یہ ہانسی میں گیا دیکھتا ہوا شہر کو چلا آتا تھا، جب قریب مکان شیخ قطب الدین منور کے آیا اہل  
 کو دریافت کیا کہ یہ مکان کس کا ہے انہوں نے کہا کہ یہ مکان شیخ قطب الدین منور خلیفہ سلطان نظام الدین  
 اولیاء کا ہے، یہ سن کر کہنے لگا کہ تعجب ہے کہ سلطان وقت نے اس جگہ نزول کیا اور خلیفہ نظام الدین اولیاء  
 اُس کے دیکھنے کو نہ آیا، پس جب یہ معائنہ کر کے خدمت سلطان میں پہنچا اور بیان کیا کہ ایک خلیفہ  
 نظام الدین اولیاء قطب الدین منور اس جگہ رہتا ہے بڑا مغرور معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس نے عطیہ سلطانی کو  
 نہیں دیا اب دیکھتے کو بھی نہ آیا، سلطان نے حسن سر برہنہ کو حکم کیا کہ تو جا کر قطب الدین منور کو لا، جب  
 در شیخ پر پہنچا شیخ نور الدین صاحبزادہ حضرت کے باہر آئے، حسن نے کہا کہ شیخ سے عرض کرو کہ سلطان آپ کو  
 طلب کرتا ہے، شیخ نے فرمایا کہ حسن کو دریافت کرو کہ تم کو بھی کچھ اختیار ہے، جب یہ پھر حسن کے پاس آئے  
 اور شیخ کا پیغام دیا، حسن نے کہا مجھ کو کچھ اختیار نہیں بلکہ یہ حکم ہے اسی وقت تم کو روبرو سلطان کے پیش  
 شیخ نے فرمایا کہ الحمد للہ میں اپنے اختیار سے نہیں جاتا، بعض نے کہا ہے کہ شیخ نے دریافت نہ کیا  
 کہ مجھ کو بھی کچھ اختیار ہے، اُس نے جواب دیا کچھ نہیں، الغرض بعد اس کے مردان خانہ کو سپرد بخدا کیا  
 اور مصطفیٰ دوش مبارک پر ڈال کر پیادہ روانہ ہوئے، ہر چند جن نے عرض کیا کہ گھوڑا حاضر ہے، مگر شیخ نے  
 قبول نہیں کیا، جب نزدیک مقبرہ اپنے دادا اور والد کے آئے آپ کو وجد ہوا اور حسن سے دریافت کیا کہ  
 اگر حکم ہو تو بزرگوں کی زیارت کروں جن نے کہا کہ کیجیے، پس پائنتی مزارات کے جا کر آواز بلند کہا کہ  
 میں گوشہ خلوت تمہاری سے باختیار خود نہیں جاتا ہوں، اور اہل خانہ بے خرچ ہیں میں کچھ واسطے  
 کچھ نہیں چھوڑے جاتا ہوں، یہ کہہ مقبرہ سے باہر آئے، اسی وقت غیب سے ایک شخص ظاہر ہوا اور ایک  
 ہیمیاتی روپیہ سے پُرشکیش کی اور کہا کہ تمہارے وابستگان کے خرچ کے واسطے ہے، شیخ نے فرمایا کہ  
 اس کو میرے گھر پہنچا کہ ان کے پاس کچھ نہیں ہے، بعدہ لشکر سلطان میں آئے، حسن نے سلطان سے کہا  
 کہ شیخ موجود ہیں، سلطان نے ازراہ غور شیخ کو اپنے روبرو طلب کیا، بدستور دورہ کرتا ہوا بہت روز  
 بعد دہلی میں آیا، حضرت بھی ہمراہ لشکر ہے، جب دہلی میں مطمئن ہوا شیخ کو اپنے روبرو طلب کیا، جب خبر  
 ہوئی کہ شیخ آتے ہیں اُٹھا اور مکان اپنے ہاتھ میں بیکریہ اندازی میں مشغول ہوا کہ شیخ بھی آئے، دیکھتے ہی  
 شیخ کے ہیبت الہی چھا گئی، اُٹھ کر تعظیم کی اور مصافحہ کیا، شیخ نے دست سلطان خوب محکم کپڑا، مگر  
 تصرفات روح پاک و راجگان چہشت اور مہربانی پیر روشن ضمیر حضرت سلطان اولیاء سے وہ جبار قتال بادشاہ

جس نے بہت مشایخ کو ترغیب دینے کی تھا مقصد ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ کے شہر میں پہنچا آپ نے نہانی  
 نہ فرمائی آپ نے فرمایا کہ فقیر گوشہ اپنے میں غائے حلقہ مسلمانان میں مشغول رہتا ہوں معاف فرادیں ورسی  
 باتیں فرمائیں کہ سلطان بہت خوش ہوا اور کہا کہ جو آپ کا مقصود ہو پورا کروں ورجو خدمت میر لایق ہو  
 اس کی بجالوں شیخ نے فرمایا کہ مطلب یہی ہو کہ یہاں سے خدمت ہو کر اپنے گوشہ میں جاؤں سلطان نے شیخ کو  
 خدمت کیا اور ایک لاکھ روپیہ ہمدست شیخ فیروز شاہ ضیاء الدین شگیش کیا جب شیخ نے وہ روپیہ دیکھا  
 فرمایا کہ نفوذ باللہ فقیر کو ایک لاکھ روپیہ کیا سروکار دہاں سلطان کے پاس بجاؤ جب وہ وہاں لے گئے  
 اور عرض کیا کہ اتنا لینا نہیں چاہتے اس میں سے نصف بادشاہ نے رکھ لیا نصف شیخ کی خدمت میں  
 ارسال کیا آپ نے اُس کے لینے سے بھی انکار کیا پھر سلطان سے عرض کیا گیا آخر ہزار مجدد جہد لکھنا  
 قبول فرما کر آستانہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی و حضرت سلطان المشائخ قدس اللہ سرہما کے  
 بھیج کر براہ خدا تقسیم کر دیا اور خود روانہ ہنسی کے ہوئے بعد چند روز کے مشائخ میں انتقال فرمایا مزار  
 ہنسی میں ہے اور اسی طرح ان کے فرزند شیخ نور الدین کو سلطان محمد تغلق نے اپنے روبرو طلب کیا  
 اس وقت یہ خورد سال تھے ہیبت سلطانی ان کے دل پر بچا گئی اسی وقت ان کو معلوم ہوا کہ والد فرما  
 ہیں بابا نور الدین الفطنہ و اکبر باللہ یہ لفظ آپ کے کان میں پہنچتے ہی وہ ہیبت دور ہوئی اور دلیری سے  
 گفتگو کی مزار ان کے مقبرہ آبائی میں ہے۔

مرید سلطان الاولیا کے تھے یہ وقت عبادت کے  
 بھی حضرت کے پاس جاتے تھے بلکہ مصاحب اور

**ذکر حضرت مولانا علی شاہ جاندار قدس سرہ**

یار ہمد تھے خلاصۃ الطائف ان کی تصنیفات سے ہے مزار یاران چبوترہ پر ہے۔

خواہر زادہ حضرت کے تھے اور حافظ قرآن بھی تھے  
 جب حضرت نے ان کو خرقہ خلافت عطا کیا تھا یہ وصیت

**ذکر حضرت خواجہ تقی الدین نوح**

فرمائی تھی کہ جو آئے اُن کو جمع نہ کرنا اگر کچھ نہ ہو تو فکر اور سچ نہ کرنا کہ خدا تجھ کو دیگا کسی کی بدی نہ کرنا جفا کے  
 بدلے عطا کرنا قرض نہ لینا درویشوں کی عزت کرنا اگر ایسا کر گیا بادشاہ تیرے دہر آویں گے حضرت نے حین حیات  
 پیر روشن حمیر عین عالم شباب میں قضا کی۔

**ذکر حضرت خواجہ علاؤ الدین بن شیخ بدر الدین سلیمان قدس سرہ**



کہ سولہ برس کی عمر میں سجادہ نشین بابا صاحب کے ہوئے، نہایت بزرگ گزے ہیں، امیر خسرو نے ان کی شان میں لکھا ہے: علانی دنیا و دین شیخ و شیخ زادہ عصر، کہ شد بمرتبہ قائم مقام شیخ فرید: وفات حضرت کی سن ۸۳۷ میں ہوئی، بعدہ مدت نازی نے جو آپ کا مرید تھا اپنے عہد سلطنت میں گنبد عالی تیار کرایا۔

### ذکر حضرت قاضی ضیاء الدین نجفی قدس سرہ

خلیفہ بابا صاحب کے تھے، آپ کو خلق سے نفور تھا، بمقام بدایوں گوشہ عافیت میں

بسر فرماتے تھے اور سلک اسلوک عشرہ ہشترہ و جزیات و کلیات شرح دعائے سریانی و طوطی نامہ وغیرہ آپ کی تالیفات سے موجود ہیں، وفات حضرت کی سن ۸۵۷ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ محمد صاحب قس سمر

کہ خلیفہ حضرت سلطان الشائع کے تھے اور اپنے کو باس اغنیاء صورت لوگ میں پوشیدہ

رکھتے تھے، بادشاہوں سے ہم صحبت رہتے تھے، جب یہ مالکپور میں پہنچے تو قاضی شہر مع اپنے پسر کے شیخ کی ملاقات کو چلا۔ راستہ میں یہ خطرہ گذرا کہ اگر شیخ نے ہلکے مصری دی تو بیشک صیاح کب امت ہیں، جب وہ رو برو آئے، آپ نے اپنے مرید مولانا جلال الدین سے فرمایا کہ مدعی بجائے امتحان آتے ہیں تھوڑی مصری لانا کہ وہ محروم نہ رہیں، حاضر ہو کر دیکھا تو مصری شیخ کے رو برو موجود تھی، قاضی نے آپ کی دعوت کی، آپ نے فرمایا کہ چالیس برس ہوئے کہ قاضیوں کے گھر کا کھانا نہیں کھایا، یہ سن کر قاضی زنجیدہ ہوئے، آپ نے فرمایا کہ تمہارا دکھ اگر اپنی ملک سے کھانا تیار کر لیا گیا تو کھاؤں گا۔

### ذکر حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر پانی پتی قدس سرہ العزیز

کہ اولیائے نامدار و مشائخ صاحب سراچہ اہل بہشت تھے، نسب کا چند واسطوں سے حضرت امام عظیم سے منسوب ہوتا ہے، یعنی حضرت قلندر صاحب بن مولانا فخر الدین زبیر بن الحسن بن سالار عزیز بن ابابکر غازی بن فارس بن عبد الرحمن بن عبد کریم بن محمد بن انک بن امام نعمان بو حنیفہ کوفی بن ثابت بن نعمان لکھنوی، کہ حضرت کے والد پانی پت میں تشریف لائے، اور آپ پانی پت میں بطن بنی فاطمہ سے تولد ہوئے کہ جن کا مزار پانی پت میں ہے، اور شیخ جمال بانسوی اور قلندر صاحب خالہ زاد بھائی تھے، ادائیں عمر میں تحصیل علوم ظاہری کی اور بارہ برس مسجد قوۃ الاسلام میں وعظ فرماتے رہے۔

ایک روز عین وقت وعظ کے کہ آپ ممبر پر بیٹھے خلق اللہ کو حکم الہی سے آگاہی فرما رہے تھے ایک فقیر در مسجد پر آیا اور باوازمند کہا کہ شرف الدین جس کام کے واسطے پیدا ہوا ہے اُس کو بھول گیا، کب تک اس قبل قال میں سکا، یہ کہہ کر وہ تو چل دیا، اور آپ کے دل میں جذبہ محبت الہی پیدا ہوا اور رہبر کی تلاش ہوئی۔ آخر حضرت شیخ شہاب الدین عاشق خدا کے مرید ہوئے، وہ خلیفہ شیخ امام الدین ابدال کے وہ خلیفہ حضرت شیخ بر الدین غزنوی کے وہ خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین کے مگر حضرت شیخ امام الدین ابدال کو فرقہ خلافت حضرت خواجہ نے مرحمت فرمایا تھا، اور ایک ضعیف روایت یہ بھی ہے کہ قلندر صاحب کو حضرت سلطان الملتان حضرت بیعت تھی، الغرض حضرت شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر بعد ارادت کے ریاضت اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ کل کتب دریا میں ڈال کر بارہ برس حضرت کی گٹھی کے نیچے دریا میں کھڑے رہے کہ مچھلیاں تمام گوشت پنڈیوں کا کھا گئیں تھیں، اسی حالت میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جب بارہ برس ہو گئے غیب سے آواز ہوئی کہ شرف الدین تیری عبادت ہم نے قبول کی تاکہ کیا مانگتا ہے عرض کی کہ پروردگار تو عالم الغیب ہے مجھ کو سوائے تیرے کچھ درکار نہیں، اسی جگہ کھڑا تیری محبت میں جان دیدوں گا، پھر آواز ہوئی کہ پانی سے نکل تجھ سے بہت کچھ کام لینے ہیں، پھر انہوں نے عرض کی کہ تو اپنے ہاتھ سے نکال میں بارادہ خود دریا نے محبت سے قدم باہر نہیں کھوگا، یہ عرض کر کے آپ استغراق ہو گیا، اُسی وقت دیکھا کہ ایک بزرگ نے گود میں ٹھا کر کنارہ پر رکھ دیا، آپ نے آنکھ کھول کر کہا کہ شخص یہ تو نے کیا کیا میری اتنی دنوں کی محبت گئی، ورنہ تھوڑی دیر میں میں اپنی مراد کو پہنچ جاتا، اُن بزرگوں نے ارشاد کیا کہ میں علی ہوں، تو نہیں جانتا کہ مجھ کو یہ اللہ بھی کہتے ہیں، یہ سنتے ہی شکر پروردگار عالم بجا لائے اور حضرت کی قدمبوسی کی محضرت علی رضی اللہ وجہہ چند نکات وحدت تعلیم فرما کر غائب اور ناپید ہوئے۔ آپ اُسی وقت سست است ہو گئے اور تمام علوم دین دنیا روشن ہو گئے، اُس روز سے شرف الدین بوعلی شاہ قلندر سے مخاطب ہوئے، آپ کی تصنیفات بھی بہت ہیں، اور مکتوبات کہ جو ایام اختیار الدین مرید کے تحریر فرمائے ہیں نہایت متبرک ہیں عجیب کلام ہے، فضائل و روارق حضرت کے اگر تحریر ہوں تو دوسری بہت بڑی کتاب ہو۔ اس مختصر میں اتنی بڑی گنجائش کہاں مگر چند نقول تبرکات تحریر ہوتے ہیں۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا کہ شیخ جلال الدین پانی پتی کو تمام نعمتہائے دینی و دنیوی اپنے پیر شاہ ولایت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی سے پہنچی، مگر طریقہ باطنی توجہ خاص شاہ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر سے

میسر ہوا۔ چنانچہ خاندان شیخ جلال میں جس کسی کے یہاں کچھ شادی ہوتی ہے پہلے قلندر صاحب کی نیاز ہوتی ہے، اور نذر حضرت کی یہ ہے کہ نینھی اور دہی اور نان گندم با احتیاط پکا کر حضرت کی نذر کر کے تقسیم کریں جو حاجت ہو کلمہ خدا جلدی بر آئے۔ اخبار الانبیاء نقل ہے کہ حالت جذبات و رستی میں بس آپ کی بڑھ گئیں تھیں کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ مزاحم ہو۔ آخر مولانا ضیا الدین سناسی نے جوش شریعت سے ایک ہاتھ میں مقراض لے ایک ہاتھ سے ڈاڑھی پکڑ مونیچوں کو کترا، بعدہ حضرت قلندر صاحب نے اپنی ریش مبارک کو چوما اور کہا کہ کیا مبارک ریش ہو کہ جو راہ شریعت محمدی میں پکڑی گئی، اور مبارک خاں آپ کے محبوب مرید تھے، جس کسی کو کچھ حاجت ہوتی وہ مبارک خاں سے کہتا وہ حضرت سے عرض کر کے اُس کی کار براری کرا لیتے۔ علاوہ ان کے اور اختیار الدین کے بہت مرید تھے اور بادشاہان وقت آستانہ بوسی کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار سلطان علاؤ الدین نے چاہا کہ کچھ نذر خدمت قلندر صاحب میں رسال کرے یہ امر اسے صلح کی کہ کون لیکر جائے کسی کی ہمت نہ بڑی کہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کلام کرے، آخر سب کی یہ رائے ہوئی کہ خواجہ امیر خسرو کو روانہ کیا جائے۔ یہ رائے جب قرار پائی تو سلطان نے امیر خسرو کو خدمت حضرت سلطان الشاہ میں بھیجا، اُس نے پہنچ کر ضمیمہ سلطان عرض کی پہلے تو حضرت نے تال فرمایا، بعدہ امیر صاحب کو اجازت دی، اور فرمایا کہ دیکھو جو کچھ قلندر عاشق فرمادیں اُس کو تسلیم کرنا معترض نہ ہونا پس حضرت امیر صاحب نے نذر سلطان ہمراہ لیکر دہلی سے چل کر بعد میں کے پانی پت میں داخل ہو کر خادمان شیخ شرف الدین سے کہا کہ میرا آنا بیان کر دو کہ خسرو کو مولانا نظام الدین نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے، اجازت دیجئے، خدام نے عرض کیا، فرمایا آئے دو جب خسرو نزدیک پہنچے سلام علیک کی۔ آپ نے کچھ لفظ ہندی فرمایا کہ جس کا ترجمہ گائیڈ والا ہے۔ یہ سن کر امیر صاحب نے سلام کیا اور کہا کہ یہ آپ کی عنایت ہے جو میری طرف خطاب ہو ورنہ میں ایک ناچیز ہوں، آپ نے فرمایا کہ از میرے کوئی خود چیز بگو یعنی اپنی تصنیف کچھ کہہ۔ امیر صاحب نے غزل پڑھی جس کا مطلع اور مقطع یہ ہے۔

### غزل خسرو

اے کہ گوئی، یہ سچ مشکل چون مشکل فراق یا زینت

اگر امید وصل باشد بچناں دشوار نیست

جند گو میں ندیم برد ز نار بند لے بت پرست

برق خسرو کد امی رگ کہ آں زنا نیست

یہ سن کر قلندر صاحب خوش ہوئے اور فرمایا کہ خسرو خوش رہیگا اور خوش جائیگا۔ پھر چند شعر آپ نے پڑھے

خسرو کے کہ حلقہ تجرید بر سر است  
 این عقل و علم جسم و جسم مختصر است

وہم خسروان بر نعل اشتر است  
 عقل کل است علم لدنی بعارفان

یہ سن کر امیر صاحب کو رقت ہوئی، قلندر صاحب نے فرمایا کہ تو کچھ سمجھا بھی خسرو صاحب نے عرض کیا کہ مجھ کو روزا اس قدر آیا کہ میں کچھ نہیں سمجھا، یہ سن کر قلندر صاحب خوش ہوئے اور بادشاہ کی نذر بھی قبول کی اور فرمایا کہ اگر مولانا نظام الدین کا قدم در میان میں نہ ہوتا میں ہرگز قبول نہ کرتا اور خدا کو حکم دیا کہ خسرو کو خانقاہ میں اکرام سے رکھو۔ غرض تین دن ٹھہرا امیر صاحب نے رخصت طلب کی آپ نے رخصت دی اور ایک خط برائے حضرت سلطان المشائخ اور دوسرا سلطان کے واسطے بدیں مضمون کہ علو اللہ فی نوطہ دار دہلی مقرر داند کہ باندگان خدا تعالیٰ نیکو کند۔ پس جب امیر صاحب واپس آئے اپنے شیخ کا خط ان کو دیا، اور سلطان کا خط سلطان کو دیا، یہ عبارت دیکھ کر امرائے عرض کی کہ بادشاہ خلیفۃ اللہ کو ایسا لکھنا ترک ادب ہے، سلطان نے کہا غنیمت ہے کہ جو اس ذرہ بقدر کو فوطہ دار لکھا ہے، ایک بار تو غنیمت دہلی تحریر فرمایا تھا اب فوطہ دار جو فرمایا اُس کا میں بہت شکر کرتا ہوں۔ وفات حضرت کی ۱۳ رمضان ۵۷۲ھ میں بمقام بوڑھ کھڑا ہوئی، اور کرناں میں مدفون ہوئے۔ جب یہ خبر پانی پت میں پہنچی اہل پانی پت آپ کے برادر زادہ کو لیکر ہمراہ کرناں آئے، اور بہزار جدوجہد غنیمت مبارک کو پانی پت میں لا کر دفن کیا مگر فیض اُس ذات بابرکات کا کیا پانی پت کیا کرناں کیا بوڑھ کھڑا کیا بھاگونی جس جگہ حضرت چند روز قیام فرمایا سجدہ گاہ جہان جہانیاں ہے۔ اس محل کچھی عارف کا کلام خوب موزوں ہے۔

برزینے کہ نشانہ برکت پائے تو بود  
 ساہا سجدہ صاحب نظر آن خواہد بود

ذکر حضرت مولانا صبح الدین قدس سرہ  
 پسر قاضی حمید الدین کہ ان کے حق میں حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا ہے کہ نہایت بزرگ تھے

ذکر حضرت شاہ خضر قدس سرہ  
 کہ مشرب قلندری رکھتے تھے، پہلے ولایت روم سے آئے تھے خوارق اور کرامات بہت سی آپسے ظاہر ہوئیں حضرت خواجہ

قطب الدین نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا، اور واپس روم کو رخصت فرمایا تھوٹے دنوں بعد آپ جنپور میں تشریف لائے، اور سر ہر لور میں شاہ قطب کو مرید کر کے خرقہ خلافت عطا کیا اور خود روم کو تشریف لے گئے، سلسلہ حضرت کا قلندر حیرت پیہ جاری ہے، یعنی شاہ خضر نے شاہ قطب کو مرید کیا ان سے

شیخ عبدالسلام ہوئے۔

## ذکر حضرت قدوہ عارفان زبدہ کا ملان حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ

کہ اصحابِ عظم و اجاب کرم و اکبر خلفائے حضرت شیخ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے تھے۔ عابدِ عظیم زاہدِ کریم کہ حالاتِ عالیہ و مکاشفاتِ جلیلیہ کھتے تھے۔ ولایتِ دہلی میں بعدِ رحلتِ حضرت سلطان المشائخ بنام حضرت قرار پائی۔ طریقہ آپ کا صبر و شکر و فقر و فاقہ و رضا و تسلیم تھا، اور آپ کے والد کا نام سید بھٹی تھا، اور آپ کے دادا کا نام سید عبد الطیف تھا، آپ سید حسنی تھے، سید عبد الطیف دار و ہند تان ہو کر لاہور قیام پذیر ہوئے، اور آپ کے والد سید بھٹی لاہور میں پیدا ہوئے، بعد اُس کے او وہ میں کر قیام کیا، چونکہ صحیح نسب سادات تھے تمام شہرِ بختِ پیش آتا تھا، حضرت کی پیدائش او وہ میں ہوئی، جب عمر حضرت کی نو برس کی ہوئی آپ کے والد نے قضا کی اور آپ کی والدہ شریفہ کہ وہ بھی سید زادی تھیں آپ کی تربیت و تحصیلِ علم میں بہت کوشش فرماتی تھیں۔ چنانچہ پہلے مولانا عبد الکیم شیروانی کے زیرِ تعلیم رہے۔ اُن کے انتقال کے بعد مولانا افتخار الدین گیلانی ہی علومِ ظاہری حاصل کئے، مگر عالمِ طفلی سے آئنا ترکِ تجرید و نفس کشی کے پیشانی حضرت کے ہویدا تھے ہمیشہ صائم رہتے تھے، کبھی نمازِ اجتماع فوت نہیں ہوئی، اکثر بزرگِ سنبھالو سے روزہ افطار فرماتے تھے، سات برس ایک درویشِ کامل کے ساتھ نمازِ اجتماع کے ادا کی، بعد اُریاضت اور مجاہدہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب چالیس برس کا سن ہوا دہلی میں تشریف لائے، اور زیارت اور خدمتِ حضرت سلطان المشائخ سے شرفِ دیدار، اور خدماتِ شائستہ بجا لاکر بظاہر محمود گنج شرفِ مخاطب ہوئے، آپ کا یہ دستور تھا کہ شبِ رات کمر بستہ خدمتِ پیرِ مرشد میں حاضر رہتے تھے، حضرت سلطان المشائخ اُس وقت کیلو کھڑی تشریف فرما تھے کہ نہ دریا کے ایک بالا خانہ تھا، اس میں مشغول رہا کرتے تھے، اُس جگہ سوائے حضرت مخدوم نصیر الدین پیر غدہلی کے دوسرا نہ جاسکتا تھا، یہی اسی بالا خانہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک بار چند درویشِ فاندان شیخ بہاؤ الدین سے اگر شبِ باش ہوئے، صبح ایک درویش اُن میں سے دریا پر غسل کرنے لگا، کوئی اُچھا آیا اور اُس درویش کے کپڑے اُچک لے گیا، وہ بیچارہ ننگا غل مچاتا آیا، حضرت اُس جگہ آئے، دراپنے کپڑے اُس کو دیکر فرمایا کہ غل نہ مچا یہ لیجا، اس میں مقصد کیا تھا ایسا نہو کہ پیر کی مشغولی میں اس کے

غل سے فرق آئے۔ حضرت سلطان جی نے یہ معاملہ حضرت کانور باطن سے معلوم فرما کر بعد نماز چائے آپ کو بلا کر نہایت مہربانی سے اپنی پوشاک خاص سے ان کو پوشاک عطا کی۔ اخبار الاخیار سے نقل ہو کہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کبھی کبھی سبب جازت پیر مرثیہ واسطے زیارت اپنی ہمیشہ کلاں کے اودھ کو جایا کرتے تھے، بعد ملازمت ان کے پھر شیخ کی خدمت میں آجاتے تھے، اور آپ کے ہمیشہ زادہ تھے مولانا زین الدین علی اور کمال الدین حامد کہ جن کا ذکر بعد میں ہوگا، ایک روز حضرت مخدوم نصیر الدین نے امیر خسرو قدس سرہ سے کہا کہ تم سفارش کرو کہ جب میں دودھ میں ہوتا ہوں سبب مزاحمت خلق مشغول نہیں رہ سکتا، اگر شیخ کا فرمان ہو تو جنگل میں رہ کر عبادت حق میں مشغول رہا کروں، امیر صاحب یہ سن کر وقت معینہ پر بعد نماز عشاء جب خدمت حضرت سلطان الشائع میں واسطے عرض و معروض کے حاضر ہوئے جو انہوں نے کہا تھا عرض کیا تھا، اُس پر حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اُس سے کہو کہ تجھے درمیان خلق رہنا چاہیے، اُن کے جو رجحان اٹھانے ہوں گے، مکافات کے بدلے میں عطا کرنی ہوگی آخر حضرت شیخ نصیر الدین کو حجرہ شریف میں طلب فرما کر ارشاد کیا کہ تیرے دل میں کیا ہے، جنگل میں رہنے سے تیرا مقصود کیا ہے، باپ تیرا کیا کام کرتا تھا، آپ نے عرض کیا کہ مقصود میرا دعار مزید حیات خواجہ ہے، اور کفش برداری و روشیوں کی، والد میرے روٹی کی سوداگری کرتے تھے، بعد اُس کے حضرت سلطان جی نے فرمایا کہ میں خدمت بابا صاحب میں حاضر تھا بمقام اجودہن ایک میرا دوست اور ہم سبق آگیا، میرے زمین گیر پڑے وہ بھی شکستہ دیکھ کر کہنے لگا کہ تمہارا یہ کیا حال ہو گیا، اگر اس شہر میں معلمی کرتے تو سبب معیشت سے انفرار رہتا، میں نے یہ سن کر کچھ جواب نہ دیا، جب خدمت بابا صاحب میں گیا، مجھ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ نظام الدین اگر کوئی تیرا یا را کر کہے کہ کیا تو نے اپنا حال کر رکھا ہے معلمی ہی کہ جو فراغت حاصل ہو تو جواب کیا کہیگا میں نے عرض کیا جو حکم عالی ہو فرمایا کہ کہو۔۔۔

نہ ہر ہی تو مرا خوش گیر و برد، تو ترا سعادت باد امر انگو نزاری، بعدہ فرمایا کہ خوان کھانیکا لا جب میں رو برو لایا ارشاد فرمایا کہ اس کو سر پر رکھ کر جہاں تیرا پارٹھیل ہو لیجا، میں نے ایسا ہی کیا، جب اس دوست کے رو برو گئے کیا اُس نے کہا مبارکباد تجھ کو یہ محبت حضرت شیخ نصیر الدین فرمانے میں کہ اس طرح بندہ کو تلقین فرمایا، بعدہ ریاضت اور مجاہدہ فرمایا، کبھی مجھ کو دس روز گذر جاتے تھے، جب بُرا حال ہوتا ترشی کھاتا۔ نقل ہے کہ ایک روز ان کے کسی پیر بھائی کے گھر مجلس تھی، اور آپ بھی اسی مجلس میں

موجود تھے کہ باجے کے ساتھ سماع شروع ہوا، آپ وہاں سے اٹھ کر چلے یا روں نے کہا: بیٹھو! آپ نے فرمایا میں نہ ٹھہروں گا، یہ امر خلافتِ سنت ہے، پھر لوگوں نے کہا سماع سے منکر ہو مشرب پیروں سے پھر گئے، آپ نے فرمایا حجت نہیں ہوتی، دلیل کتابِ حدیث سے چاہیے، آخر بعض نے حضرت سلطان جی سے عرض کیا، حضرت نے فرمایا کہ ان کا اتقا بڑھا ہوا ہے۔ سیر لاویلہ سے نقل ہے کہ حضرت سلطان الشیخ کی مجلسِ سماع میں مرزا میر نہیں ہوتا تھا اگر کوئی ذکر بھی کرتا کہ فلاں صاحب کے یہاں سماع مرزا میر کے ساتھ ہوا تو آپ منع فرماتے، نقل ہے کہ شیخ بران الدین غریب کہ حضرت مخدوم صاحب کے، مجلس تھے ان کے پاس سے وہ کلاہ ندی کہ جو عطیہ شیخ تھی گم ہو گئی، یہ بہت غمگین ہوئے، ان کی تشویش دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ مولانا اُس سے عمدہ تحفہ عطیہ تم کو آج بخشش ہو گا اور کلاہ گم کر دو بھی نیگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت پیر روشن خیمہ نے مولانا کو مصلیٰ مرحمت کیا اور گھڑی میں سے کلاہ پا گئی۔ کہا ہے کہ آپ کے یہاں سماع میں مرزا میر نہ ہوتا تھا، ایک روز اس بیت پر حالت ہوئی۔

بیت نظر ز دیدہ ہا ناقص قنادہ است،  
وگر نہ یار ما از کس نہاں نیست،  
ایک بار کوئی آپ کی پوشاک چرا لے گیا، آپ نے دم نہ مارا، بوسیت مرشد پابند رہے یہاں تک کہ ایک روز بعد نماز ظہر حضرت حجرہ میں مشغول تھے، شیخ زین الدین کہ مرید اور بھانجے تھے وہ بھی یہیں کہیں گئے تھے، آپ تنہا مراقبہ میں سر جھکائے ہوئے تھے، تراب نام ایک قلندر بیباک کہ بہت برسوں سے آپ کا دشمن تھا خالی موقع پا کر حجرہ میں گھس آیا، اور گیارہ زخم چھڑے جسم مبارک پر لٹکائے، سمجھا کہ میں کام پورا کر چکا اور وہاں سے بھاگا، مریدوں نے دیکھ کر اُسے گرفتار کیا اور روبرو حضرت کے لائے چاہا کہ اُس کو زد و کوب کریں آپ نے فرمایا کہ کوئی اس سے مزاحمت نہ کرے، شیخ صدر الدین حکیم اور شیخ زین الدین کو قسم دی کہ ہرگز اس کی ایذا کا ارادہ نہ کرنا اور اُس قلندر کو زد و کوب طلب فرما کر بہت کچھ دیکر رخصت فرمایا اور یاروں سے کہا کہ اگر اس کو ایذا دی جاتی تو خلافت و وصیت شیخ ہوتا، کیا عجب ہے اُس کا ہاتھ بھی دھکا ہوا

بعد اس ارادت کے بن بریل و بقید حیات ہے۔ سیر الاصفیا سے نقل ہے کہ سلطان محمد غفلت کہ یہ بہکاکا عمر سمرقندی و علی قندھاری کے جو دشمن مشائخ تھے، ناخوش ہو رہا تھا کہ کسی جیلہ سے شیخ کو ایذا پہنچائے، ایک روز بادشاہ نے دعوت کے جیلہ سے شیخ کو بلایا اور کھانا نظر فرمائے، تقریٰ اور طلائی میں و برور کھا، ان کا مدعا یہ تھا کہ اگر شیخ نے ان برتنوں میں کھایا تو جیلہ شرعی پکڑ لیں گے، اگر نہ کھایا

تو تو بین سلطان میں دیکھیں گے غرض آج نہ چھوڑیں گے، حضرت شیخ نے نور باطن سے دریافت فرما کر تھوڑا کھانا ہاتھ پر لیکر پہلے زبان پر رکھا، پھر اُس کو نوش کیا، حاسد مجبور اور شرمندہ ہو کر گھٹا بعدہ سلطان نے دو توڑے زرخیز اور دو تھان پارچہ شیخ کو پیش کئے، آپ نے اُن کی طرف التفات نہ فرمایا اور کھڑے ہو گئے، اسی اثنا میں خواجہ نظام الدین وزیر بادشاہ نے دیکھا یہ خواجہ بادشاہ کا عزیز اور حضرت سلطان الشائخ کا مرید صادق تھا، اس نے اُٹھ کر تھان اور دونوں توڑے اُٹھا کر خدام شیخ کے حوالہ کئے، اوکفش حضرت کی اپنے رومال سے جھاڑ کر رو بہ رکھی اور نادروازہ ہمراہ آیا، جب وہ وہیں نزدیک سلطان کے آیا، سلطان نے دست بقبضہ ہو کر حلقیٰ سج کہا کہ تم نے عطیہ سلطانی کیوں ہاتھ سے اُٹھایا، کیوں پالوش جھاڑیں اور کیوں اُن کے آگے رکھیں، خواجہ نظام الدین نے جواب دیا کہ میرا فخر ہے کہ ان کی جوتی کو اپنا تلج سربناؤں کہ میں غلام نظام الدین اولیا کا ہوں، اگر میرے قتل کا ارادہ ہے تو میری جان ناتواں اُن کی خاک پا پر خدائے یہ سن کر سلطان کو غصہ تو بہت آیا مگر بوجہ توجہ حضرت کے کچھ نہ کر سکا، صاحب جوامع اکمل راوی ہیں کہ حضرت شیخ نصیر الدین کو خانقاہ میں اس بیت پر وجد ہوا جفا بر عاشقان گفתי خواہم کہ دہم کہ دی، قلم برید لاں گفתי خواہم راندہم راندی، مولانا مغیث شاعر نے ایک رسالہ لکھا، اور اس مجلس کی تمام کیفیت لکھی اور لکھا کہ شیخ کو اس بیت پر حالت ہوئی کہ جس میں خداوند تعالیٰ کی نسبت جو روح جفا سے اشارہ کرتے ہیں اس میں کفر لازم آتا ہے، اس میں چند کلمہ ایسے ہی جمع کر کے مولانا معین الدین عمرانی کے پاس بھیج دیے، انہوں نے دیکھ کر حضرت کی خدمت میں ارسال کی، آپ نے مولانا عمرانی کو طلب فرمایا، وہ کتاب اُن کو واپس دیکر دستار خلافت عطا کی، دوسرے روز پھر سماع تھا، حضرت کو اس باغی براضطراب ہوا۔

باطل معانہ دوش بیاک زویم	عالی علش بر سرافلاک زویم
از بہر یکہ بغچہ مے خوارہ	صدر باکلاہ تو بہ بر خاک زویم

بعد اضراب بسیار کے بلائے بام تشریف لاکر بیٹھے اور مولانا مغیث کو طلب کیا، جب وہ رو بہ رو کئے فرمایا کہ مولانا لکھو کہ اس جگہ کیا جہل ہے، اور فرمایا کہ باہر رود، دو چار روز کے بعد مولانا مغیث نے انتقال کیا، اخبار لاخیا سے نقل ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ میں کس الیق ہوں کہ شیخی کروں، آج



شیخی بچوں کا کھیل ہو رہا ہے، اور یہ بیت ارشاد کی۔ مسلمانا مسلمانا مسلمانا یزیز یزیز یزیز پلے پلے  
 پیشانی پیشانی، فرمایا کہ ایمان کا غم کھا اچاہیئے، درپے کرامت نہ ہونا چاہیئے۔ خیران ہوں کہ خلق بے نشان  
 کیونکر جیتی ہو۔ حضرت ید محمد گیسو دراز سے نقل ہو کہ خواجہ نے فرمایا کہ میں کو دک تھا، ایک مسجد میں قرآن  
 پڑھتا تھا، اس مسجد میں درخت آزد تھا، ایک کوا آکر اُس پر بیٹھا، جو کچھ اُس نے آواز بلند کیا  
 مینے اُس کو سمجھا، خیر المجاس سے نقل ہے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر حضرت سے سوال کیا کہ حال  
 فقیروں کا کہاں سے اور کیوں ہے، فرمایا کہ حال نتیجہ صحبت اعمال ہو۔ اور عمل دو طرح پر ہے،  
 عمل جوارح وہ معلوم ہے، عمل قلب کہ اُس کو مراقبہ کہتے ہیں، بعدہ فرمایا کہ اول انوار عالم علوی  
 سے نازل ہوتی ہیں اوپر ردا حوں کے بعد اُس کے اُس کا اثر ہوتا ہے قلب پر، بعدہ جوارح  
 پر جوارح متابع قلب ہیں، جو قلب متحرک ہوتا ہے جوارح بھی حرکت میں آتے ہیں، پھر اُس عزیز  
 نے سوال کیا کہ عوارف صاحب حل کو متوسط کہا ہے، اور روایت عوارف سے نقل کی کہ المبتدی  
 صاحب وقت والمتوسط صاحب حال والمنتهی صاحب الانفاس دوسروں کو اس بات میں متشکل ہوئی  
 حضرت نے اس سائل کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اس بارہ میں اس وقت کیا سننا چاہتے ہو تم نے  
 عوارف پڑھی ہو، اُس نے کچھ جواب نہ دیا، خواجہ نے فرمایا کہ المبتدی صاحب وقت اور صاحب  
 وقت کیا ہے، یعنی وہ عینی کہ وقت خویش کو غنیمت کہے کہ سوائے اس وقت کے دوسرا وقت  
 پاؤں گایا نہ پاؤں گا، پس جو یہ جانتا ہے اپنے وقت کو غنیمت رکھتا ہے، اور اس کو تلاوت  
 قرآن اور نماز میں بسر کرتا ہے، جب سالک حفظ اوقات پر مستقیم ہوا اپنی اوقات کو مہمور رکھا، استفادہ  
 پائی اور امید ہوئی کہ صاحب حال ہوا اور موافق نتیجہ کا سبب اور وہ حال اثر انوار کا ہے باقی میں  
 کہ پہلے بیان ہوا، بعدہ فرمایا کہ منتهی صاحب نفاس ہو، مگر اباب طریقت نے اور طرح بیان کیا  
 یعنی جو کچھ اُس کے منہ سے نکلے خداوند تعالیٰ اسی طرح کرے، پھر فرمایا کہ یہ متعلق اصطلاح  
 کے ہے، کہ پھر اس نے سوال کیا کہ خلق اللہ آدم علی صورتہ کیا ہے، حضرت نے فرمایا کہ  
 درست ہے، کس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جس قدر وقامت صورت و ہیبت  
 کے ساتھ پیدا فرمایا وہ اسی شکل پر ہے۔ کچھ بغیر نہ ہوا بخلاف صورت آدمیوں کے کیونکہ کہ پہلے آدمی  
 کچھ بعدہ جوان، پھر بوڑھا ہوتا ہے، اور آدم اوپر ایک صورت کے لئے کچھ تغیر و تبدل نہ ہوا

یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا، نعوذ باللہ خداوند تعالیٰ شکل و صورت سے پاک ہے، اور وفات حضرت کی ۱۸ یا ۱۸ رمضان شب جمعہ ۸۵۰ ہجری میں ہوئی، مزار قریب شاہجہان آباد درگاہ چراغہلی میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔ کاتب محروک کا لکھنا یہی آستانہ فیض نقانہ حضرت میں مزار حضرت شیخ کمال الدین علامہ سے جانب شرق سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے، اُن کو حضرت بہت عقیدت تھی، اس وجہ وہاں مدفون ہوئے، اور مولانا منظر کرانی نے یہ مرثیہ لکھا تھا۔

### مرثیہ

<p>زوار محنت اس نہ سپہر زنگاری کجا بجام طربت مجھے بنا کر دند وفا ز عالم فانی مجھ کو مشہور اند خزینہ ایست سپہر از نفوس انسانی تو لے عزیز کہ در ملک مغروری چہ دانی آنکہ در اوراق کارخانہ غیب زمانہ صلح کند بادل تو یا خصمی چو وقت آں برسید یچ کس نگیر دوست بقا بقار خدایت و ملک ملک خدائے ز دست چرخ ندانم کجا کنم فریاد جہاں بہ نام خواجہ نصیر الدین محمود بقیہ سلف و یادگار اہل کرم جہینا ملک منها خداوند برحمت تو کہ عام است در جہان اتی کہ روح اعظم آں شیخ پیشوا کے کرم ندیم قربت خود کن غرق رحمت خویش بساط صحنہ از حلہا منہ روی</p>	<p>کدام دلدہ نہ خون گشت از جگر خواری کہ سپہر بنارید سنگ قہاری فلک بخیرہ کشی اختر اں بغدادی رفینہ ایست زمین از بتاں فرخاری مباش امین اگر عاقلی ہو تیاری تفاہ نقش بر آرد ز کلک جبہاری فلک بدشمنی آید بہ پیش یاری نہ ملک نے ملکی نے سپہ سالاری اک نیت قایم و دایم کسے بجز باری کہ برگزشت ہما جور روز بیاری ہزار گونہ فغاں کرد نو حہ وزاری کہ کرد ختم خلافت بہ ملکین داری بحق نعمت قرآن و دولت و قاری بعزت تو کہ خاص است در جہان اری کہ مقتدائے جہاں بودہ است از خاری مجادریل و انسبیا ز مختاری خلافت قبر کن از پردہ ہائے غفاری</p>
---	---

اور خلفاء حضرت کے یہ ہیں۔ اول حضرت شیخ کمال الدین علامہ میر سید محمود گیسو دراز دہلوی، میر محمد بن جعفر کی ملک زادہ احمد مولانا معین الدین عمرانی، میر سید علاؤ الدین برادر زادہ مخدوم جلال الدین جہانیا جہاں گشت، شیخ یوسف صاحب تحفۃ النصاب، محمد وحید الدین ادیب سید جلال الدین کشوری، قاضی محمد سادی فاضل، شیخ سلیمان رودہی، شیخ محمد متوکل کشوری، شیخ دانیال، شیخ قوام الدین، قاضی علی محمد مولانا خوجا، مولانا احمد تھانیسری، شیخ زین الدین ہمیشہ زادہ، حضرت شیخ صدر الدین، حکیم شیخ سعدیہ کی دراز نقل ہے کہ جس زمانہ میں جواہر سنگھ جاٹ نے دہلی کو لوٹا اور اُس کے اطراف میں جو قریہ اور موضع تھے سب کو تاراج کیا، آبادی چراغ دہلی میں ایک برہمن رہتا تھا اُس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ملک لٹ رہا ہے ہم بھی تباہ ہوں گے، مزار شیخ پر چل کر عرض کیجئے کہ یہ بستی کس طرح بچے مراد والے دوزخ سے آتے ہیں اور تصدق اس مزار کے دلی مرادیں پاتے ہیں۔ یہ سوچ کر اُس نے اپنا لوٹنا برنجی مانجھا غسل لوٹا پانی سے بھر کر مزار معلیٰ پر آیا، لوٹا رکھ کر عرض کیا کہ میں برہمن ہوں میری نذر قبول ہو، اور آپ پر رش ہے کہ تمام علاقہ برباد ہو رہا ہے، ہم لوگ جو اس چار دیواری کے اندر بستے ہیں، آپ کی رعایا ہیں سو آپ کے دوسرا وسیلہ نہیں رکھتے، یہ وقت مدد کا ہے یہ عرض کر کے اپنے مکان پر آیا، تمام دن حضرت سے لو لگائے رہا، شب کو جب وہ سویا خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ تم دروازہ بند کئے دیجیے بیٹھے رہو۔ اگر تمہاری طرف وہ آویں گے اندھے ہو جاؤں گے۔ چنانچہ جاٹ چراغ دہلی کے لوٹنے کو آتے تھے، احاطہ چراغ دہلی اُن کو نظر نہ آتا تھا، تمام جنگل میں بھر کر چلے جاتے تھے، جب کئی بار انہوں نے حملے کئے اور ناکام رہے تو اطراف کے لوگوں سے پوچھا کہ احاطہ چراغ دہلی نہیں ملتا، اُن لوگوں نے کہا دیکھ لو یہ سامنے دکھائی دیتا ہے وہ پھر گئے، جب قریب پہنچے حصار چراغ دہلی پھر نہ دکھائی دیا انہوں نے تجسس کیا کہ کیا وجہ ہے کہ جو ہم قریب جاتے ہیں حصار چراغ دہلی نظر نہیں آتا، لوگوں نے کہا کہ وہاں شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کا مزار ہے، وہ بستی اُن کے نام پر مشہور ہے، وہ اپنی بستی پر بہت جہربان اور بستی والے بہت متعقد ہیں، یہ اُن حضرت کا تصرف ہے یہ سُن کر وہ متعقد ہوئے اور خلوص ارادہ سے واسطے زیارت کے آئے، شیرینی، عطر، پھول اور چادر چڑھائی اور اپنی تمام کیفیت تمام اہل بستی سے بیان کی۔ چنانچہ گورنمنٹ انگریزی نے جب ملی میں تسلط پایا تو مسلمانان اہل شہر معزز عتاب میں جہاں ملے گرفتار کئے جاتے، پھانسی دئے جاتے، ہر ایک قریہ اور قصبہ وہ میں

مصیبت زدہ پناہ گزین تھے۔ چنانچہ چراغِ ہلی میں بھی بہت سے آدمی تھے، بعضے فوجی زخمی بھی تھے بچر اور مشکاف صاحب سوار لے ہر طرف گھومتے لوٹتے مار گئے گرفتار کرتے تھے، اہل شہر کے ساتھ بعض اہل دیہہ بھی برباد ہوئے، یہ کیفیت دیکھ کر خدام آستانہ شریف اور دیگر اہل بستی نے اسی برہمن کی اولاد سے جو ایک شخص تھا کہ تیرے جد نے پہلے بھی حضرت سے عرض کیا ہے اور وہ عرض قبول ہوئی اور لٹنے سے بستی بچی، ہماری رائے یہ ہے کہ جن طرح تیرا دادا گیا تھا تو بھی اسی طرح مزار حضرت پر جا کر عرض کرتا کہ اس آفت سے بستی بچے یا جینا حکم ہو عمل میں لاویں، وہ برہمن بدستور نہاد ہو کر ٹوٹا پانی کا ٹیکر مزار پر انوار پر آیا، بہت دیر تک گریز زاری کرتا رہا، اسی شب کو اُس کو خواب ہوا کیوں گھبراتا ہے بستی والوں سے کہہ دے کہ جو آگے اُن کو نہ کالو نہ اب اور کسی کو اپنی بستی میں آنے دو یہاں سے کوئی گرفتار نہ ہوگا نہ اور کوئی آفت آوے گی، چنانچہ ایک متنفذ بھی چراغِ ہلی سے گرفتار نہیں ہوا۔ صاحب معدن المعانی نے لکھا ہے کہ جب وقتِ نقل شیخ نصیر الدین چراغِ ہلی کا نزدیک پہنچا، شیخ رکن الدین برادر شیخ کمال الدین ہمیشہ زادہ اپنے کبلا کر فرمایا کہ نعمتہائے خواجگان جشت سے جتنا جس کو نصیب تھا وہ میں نے مریدوں کو دیدیا، تم کو چاہئے کہ جب مجھ کو قبر میں رکھو خرقة میرے سینہ پر کا نہ جو بن زیر سر اور یہ سیج زیر انگشت اور ایک طرف نعلین اور ایک طرف عصا رکھنا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، بعد فاتحہ سوم میرے سید گیسو دراز کو دہلی میں رہنا مفارقت پر میں اور خرقة کا ملنا شاق گذرا، آخر جس چارپائی پر حضرت کو غسل دیا تھا اُس کے بان کو نکال کر وہ جھلنگا اپنے گلے میں ڈالا اور کہا میرا یہ خرقة ہے اور دکن کی طرف کوچ کیا۔ کہتے ہیں کہ راستہ میں جس کسی پر اُس جھلنگے میں نکال کر ذرا سا بان ڈال دیا وہی اولیا ہو گیا۔ صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ بار دوم جب میں ہٹی شریف میں روزِ پنجشنبہ اور شب جمعہ روضہ اقدس حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغِ ہلی پر گذرا تمام شب بیدار و مشغول رہا، انوارِ سعادت حاصل کیں جب حضور بار و حایت پاک پیدا ہوئے بندہ نے گستاخی سے عرض کیا کہ اکثر خلفائے حضرت کے صاحب مقامات اور کرات ہوئے، مگر خرقة خلافت کسی کو بھی مرحمت نہیں ہوا، فرمایا کہ سچ ہے بعض میرے مرید صاحب مقامات عالی ہوئے ہیں مگر اُس وقت اُن میں تھوڑا سا تعصب کا اثر باقی تھا، اس واسطے مقتضائے دیانتِ امانت نہ تھا کہ خرقة اپنے پیروں کا اُس شخص کو دیں جو قیہ تعصب کا بہرہ نہ ہوا، اس وجہ خرقة پیران جو کسی کو نہیں دیا گیا، مگر بعض مریدوں نے اپنے اپنا خرقة دیا جو

انشاء اللہ تعالیٰ سلسلہ پیران چشت اُن سے جاری رہیگا کہ اب وہ قیدِ تعصبِ باہر ہوئے اور حجابِ تعصب اُٹھ گیا، برتر تہ توحید مطلق کے پہنچے کہتے ہیں کہ بعد اس کے اوپر میرے تجلی ہوئی کہ ایسی کیفیت میں کبھی نہ دیکھی تھی، پس میں سجدہ شکر بجالایا، اور تصرفات روحانیت حضور پر متحیر ہوا۔

## ذکر حضرت مولانا خواجہ کمال الدین خلیفہ عظیم و ہمشیران حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی قدس سرہ

سلسلہ نسب حضرت کا جناب امیر المؤمنین حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے، آپ علوم دینی اور حدیث و فقہ اصول و مقول و منقول وغیرہ میں یگانہ روزگار تھے۔ اس وجہ سے علامہ خطاب پایا علم تصوف خوب جانتے تھے، کلام اللہ مع ترجمہ یاد تھا، قرأت سے پڑھتے تھے، ہزاروں طلباء و کتاب علوم کرتے تھے، نوافل زیادہ پڑھا کرتے تھے، نماز پڑھتے، جب اہل مسجد ہوتے پہلے دو رکعت آداب مسجد ادا کرتے اور دو رکعت تحیۃ الوضوء ادا کرتے، بعد اُس کے نماز میں مشغول ہوتے، اول تو کسی کی نسبت کچھ برا بھلا نہ فرماتے تھے، اگر کبھی زبان مبارک سے کچھ نکلتا فوراً اُس کا اسی طرح ظہور ہوتا حضرت مخدوم بھی آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے، اسی وجہ سے آپ کو اپنے حجرہ کے روبرو دفن کرایا، آپ کے فضائل جو میں نے اپنے جد حضرت ابو ظفر کی زبانی سُنے ہیں اگر اُن کو تحریر کیا جائے تو بہت بڑی کتاب تیار ہو، اگر زندگی نے وفا کی اور زمانہ نے فرصت دی تو بعد اس کتاب کے حدیث ناظرین کروں گا۔ الغرض چند مدت ریاضت و مجاہد شاقہ اور تزکیۃ نفس و صفائی باطن میں مصروف رہے، بعد اس کے فرقہ خلافت حاصل کیا، اور بمقام احمد آباد گجرات مقرر ہوئے اور ہدایت خلق فرمائی۔ تمام خلق اطراف و جوانب احمد آباد معتقد اور حلقہ بگوش ہوئی، جب اثر و دام خلق زیادہ ہوا اوقات مبارک میں خلل آنے لگا وہاں سے پھر دہلی تشریف لائے، خدمت شیخ اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ آپ کی اولاد امجاد و ہنوز احمد آباد میں مرجع خلائق ہے۔ وفات حضرت کی ۵۶ھ میں ہوئی۔ مزار صحن آستانہ مخدوم میں بمقام چراغ دہلی بگم مریدان ہے۔ پہلے گرد مزار کے سنگ سبز کا کٹہرا تھا، اب کسی رئیس حیدر آباد نے عمارت بلند تیار کرائی ہے۔

ذکر حضرت خواجہ ملک زادہ احمد قدس سرہ خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی

کہ نہایت محبت شیخ میں فنا فی الشیخ ہو گئے تھے۔ صاحب جوامع الحکم سے روایت ہے کہ بوجہ ادب اپنے بیعت خواہر نہیں کی کہتے تھے کہ میری محال نہیں کہ شیخ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھوں جب تک شیخ کی زیارت سے مشرف نہیں ہوتے کھانا نہ کھاتے جب آتش عشق اُچی لے اہل سوختہ گرد باعرف پیدا ہو جو قطرہ ناک کا خون سے ٹپکتا اُس کو چاٹ لیتے اور کہتے کہ میرا جسم سر پا جسم شیخ ہے زمین پر اس کا گرنا ترکِ دلب ہے اگر ناگاہ کوئی قطرہ زمین پر ٹپک بھی جاتا اُس سے نام شیخ لکھا ہوا معلوم ہوتا۔ جب یہ خبر پیر بھائیوں کو ہوئی حضرت مخدوم سے عرض کی کہ بیچارہ احمد جل گیا، خدا کے واسطے اُس کی خبر لیجئے شیخ مہربانی کی کہ اُن کے پاس شریف لائے اور فرمایا کہ واسطے صدوائے کار احمد کا تمام ہوا پہلے سے کیوں خبر کی شیخ کی آواز سن کر شیخ کو دیکھا اور جاں بحق تسلیم ہوئے۔ وفات آپ کی ششماہ میں ہوئی۔ مزار جو ار روضہ شیخ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ دانیال قدس سرہ**  
 یعنی شیخ دانیال بن میر بدر الدین بن سید فضل بن سید حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آپ کے بزرگوں کی بڑی بڑی عمریں ہوئیں۔ چنانچہ آپ کے والد کی عمر ایک سو بیالیس برس کی تھی۔ لکھا ہے کہ آپ کے والد عہد سلطان غیاث الدین بلبن میں وارد ہندوستان ہوئے اور سرکہہ میں قیام کیا وہاں شیخ دانیال پیدا ہوئے جب آپ بن بلوغ کو پہنچے قصبہ ساند میں آئے اور قاضی عبدالکریم سے تحصیل علم کیا۔ بعدہ قاضی نے آپ کو اپنی فرزندگی میں لیا اور اپنی دختر سے نسبت کی۔ بعد کیشش جاذب حقیقی دہلی آکر مخدوم شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہو کر کالات ظاہری اور طہسنی سے مشرف ہوئے بعد عطاءے خرقہ خلافت واسطے ہدایت اہل وطن کے ان کو شیخ نے رخصت کیا۔ جب قریب سرکہہ کے پہنچے قزاق نے بطع مال آپ کو شہید کیا۔ چاہتے تھے کہ اہل و عیال کو قتل کریں اور اسباب لیں کل اندھے ہوئے بھاگ نہ سکے آخر حکام وقت نے اُن کو گرفتار کر کے قتل کیا۔ یہ واقعہ ششماہ میں ہوا مزار اسی مقام پر ہے۔

**ذکر حضرت شیخ صدر الدین قدس سرہ**  
 خلیفہ حضرت شیخ مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے، ان پر حضرت سلطان الشاہ

بھی نہایت نوازش فرماتے تھے، ان کے والد سوداگری کرتے تھے، اور حضرت سلطان المشائخ کے مرید تھے، ضعیف ہو گئے تھے، مگر اولاد نہ تھی، حضرت وجد میں تھے، ایک روز والد نے اولاد کو بارہ میں عرض کی، حضرت نے اپنی پشت ان کے والد کی پشت سے ملائی، اور فرمایا کہ تجھ کو اللہ نیک سپہر دیگا، اسی وقت نسب کو ان کی والدہ پیرائے سالی میں حاملہ ہوئیں، بعد وضع حمل یہ پیدا ہوئے، ان کے والد ان کو خدمت شیخ میں لے گئے، حضرت شیخ نے اپنے ہاتھ سے کرتہ تیار کر کے ان کو پہنایا، اور حضرت شیخ نصیر الدین کی گود میں دیا اور تاکید کی کہ اس کی تربیت ظاہری اور باطنی میں کوئی دقیقہ باقی نہ بھٹنا، چنانچہ اپنے سایہ مہربانی شیخ میں پرورش پائی، اور کالمیں وقت سے ہوئے، آپ کی تصنیفات فیض و علم طب میں مشہور کتاب ہوئی، کہ ایک بار آپ کو پریاں واسطے علاج ایک پری زاد کے لئے گئیں تھیں، ایک پری نے کانغذ لکھ کر دیا کہ فلاں کو چہیں جو فلاں ننگ صورت کا کتا ہو اُس کو دینا اور وہاں پہنچا گئیں، اپنے آکر اُس کتے کو تلاش کر کے وہ خط دیا، وہ خط کے دیکھتے ہی اٹھا، اور شہر کے باہر اگر زمین کھود کر آپ کے خزانہ کا نشان دیا، آپ نے اس خزانہ کو نکال کر راہ مولیٰ میں صرف کیا۔ وفات حضرت کی ۷۹۰ھ میں ہوئی، مزار نواح روضہ شیخ میں ہے۔

**ذکر حضرت خواجہ عین الدین خور قدس سرہ** پسر بزرگ شیخ حسام الدین سوختہ و خلیفہ حضرت مخدوم صاحب کے۔ یہ حضرت یاسنت

اور مجاہد میں موصوف تھے، یہاں تک کہ بلا توسط روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے فیضیاب ہوئے اور آپ سے اور آپ کے برادر شیخ قیام الدین سے بہت اولاد ہوئی، وفات حضرت کی ۷۸۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ سراج الدین چشتی قدس سرہ** خلیفہ اعظم و پسر بزرگ حضرت مولانا کامل الدین علامہ کے تھے، صاحب کشف کرامات و

عشق محبت ذوق و شوق اور زہد اور تقویٰ تھے، گمراہی کرامات کو بہت چھپاتے تھے، اور آپ کے والد نے فوت انتقال اپنے ان کو طلب کیا، اور نعمتہائے خواجگانِ چشتیہ سے مملو فرمایا، اُس روز حلال نہوا کہ جس کی طرف نظر بھر کر دیکھتے وہ محبت الہی میں مست و شیدا ہو جاتا تھا۔ وفات حضرت کی یکم جمادی الاول ۸۰۰ھ میں ہوئی، مزار ان کا پٹن میں ہے۔

**ذکر حضرت سید محمد بن سید مبارک قدس سرہ** کہ مریدان سلطان المشائخ اور خلیفہ اعظم

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت سلطان جی خورشالی میں بیعت کی تھی تربیت اور تکمیل حضرت مخدوم صاحب کے کہتے ہیں کہ سلطان جی کی روح پاک سے آپ کی اویسی طریق پر بھی فیض تھا۔ آپ کے باپ دادا بھی مقربان حضرت سلطان المشائخ تھے۔ سیرالاولیا انہوں نے حج کی اور دوسری سیرالاولیا میں لغظات بابا صاحب درج ہیں۔ اُس کے مولف شیخ بدر الدین اسلمی دہلی در وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ یوسف تہی قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم صاحب کے نہایت بزرگ اور صاحب کرامت تھے۔ علم دین میں آپ کی کتاب فیض انتساب تحفۃ النصائح معتبر کتاب ہے اور نظم میں بھی عمدہ مہارت تھی، وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ عبدالمقدر قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم کے عالم اور عال درویش کمال تھا۔ اہل فصیح اور بلغ تھے۔ آپ کے والد بھی عالم اور مفتی تھے، اول اول آپ کو درویشوں سے تکیہ تھا، ہمیشہ حضرت مخدوم سے مباحثہ شرعی کیا کرتے تھے آخر مرید ہو کر نعمت معرفت سے بہرہ مند ہوئے اور ناقبہ لصدیقین تحریر کی جس میں شیخ کے فضائل تحریر کئے ہیں اور قاضی شہاب الدین کو کہ جو اپنے وقت میں مشہور فاضل ہوئے ہیں آپ کے شاگرد تھے ایک در قاضی شہاب الدین کو کچھ قسم زر سے ملا، انہوں نے دل میں سوچا کہ اُس کو ایسی جگہ دفن کروں کہ کوئی نہ دیکھے، بعدہ خدمت استاد میں حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا کہ خیال زر کے دفن کرینا اور علم کا بوجھ کھج اٹھاؤ گے۔ آخر ۲۸ محرم ۸۰۹ء میں وفات پائی، خانقاہ جونپور میں ہے۔

**ذکر حضرت قاضی سعدی تہی قدس سرہ**  
خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے عالم باعمل در نہایت متقی تھے، ہزاروں کو آپ فیضان ظاہری اور باطنی ہوا، وفات حضرت کی سنہ ۸۰۰ میں ہوئی، بعد آپ کے خواجہ اختیار الدین صاحب سجادہ ہوئے۔  
**ذکر حضرت شیخ سعد اللہ کیہ انتہی متوکل قدس سرہ**  
کے پہلے اپنے والد سے خرقہ خلافت حاصل کیا، آخر خدمت حضرت مخدوم صاحب

مرید ہو کر کافر کو سر انجام پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کیا اور اوہائے زمانہ سے ہوئے، نہایت بزرگ اور متقی تھے۔ صاحب معارج الولاہت لکھا ہے کہ آپ کو حضرت علیہ السلام نے ایک کیہ عنایت کیا تھا کہ ہمیشہ درم سے پُرس رہتا تھا



اخراج کر رکھی گئی نہ ہوتی تھی جس سے ضرورت ہوتی تھی اُس کیسے میں سے نکالتے تھے اس وجہ کیسے ار  
خطاب تھا اور میر سید اشرف جہانگیری سنانی سے بھی فیض تھا وفات آپ کی سن ۷۷۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مولانا خواجہ علی قدس سرہ

خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین کے تھے مولانا معین الدین  
عمرانی سے کتاب علم دین کیا تھا مگر مولانا معین الدین  
کہ حضرت مخدوم صاحب کبیدہ خاں تھے اور اپنے شاگردوں کو مخدوم صاحب کے پاس جانے سے روکتے  
تھے مگر مولانا خواجہ علی حاضر ہو کر تحصیل علم باطنی کرتے تھے اس امر سے مولانا معین الدین ان سے بھی  
دل میں ناخوش ہوتے تھے مگر دونوں صاحبوں سے کمال عقیدت تھی اس شکر ربی سے بہت پریشان  
ہوتے تھے قدرت خدا سے مولانا معین الدین مرض ضیق نفس میں ایسے مبتلا ہوئے کہ رستگاری  
مشکل ہوئی اطباء علاج سے عاجز ہو گئے اور مولانا مذکور بھی اپنی زندگی سے ناامید ہوئے۔ مولانا  
خواجہ علی نے عرض کیا کہ استاد اطباء نے آپ کے علاج سے دست کشی کی صاف جواب دیا مناسب کہ آپ  
دعائے مراد خدا سے کی جائے کہ وہ اطباء کے امراض روح قلب میں اس وقت میں مخدوم شیخ نصیر الدین اولیاء  
مستجاب دعوات ہیں اگر ان کے پاس چلے تو وہ دعا کریں یقین ہو کہ بارگاہ کبریائیں ان کی دعا قبول ہوا  
ان کی برکت و تائید بہت توجہ نظر کیا اثر سے شفا ہوئیں مگر اگرچہ مولانا معین الدین کا دل تو  
نہ چاہتا تھا مگر وجہ تکالیف مرض موجودہ کے شیخ کی خدمت میں روانہ ہوئے جب ان کے آنے کی خبر حضرت  
کو ہوئی تو خانقاہ سے پیشوا کی کر کے اندر لے گئے باعزائ تمام بھٹایا اور ان کے آگے دسترخوان بچھوایا  
اُس پر کھانا چٹا گیا ایک رکابی میں دہی اور خشک تھا وہی رکابی مولانا کے آگے رکھی گئی شیخ نے  
ارشاد کیا کہ بسم اللہ کرو مولانا نے زبردستی چند قلمے نوش کئے کہ دہی اور خشک اور شکر صریح مخالف  
مرض تھے مگر جب دسترخوان برخاست کیا ہاتھ دہلے معاً ان کو کھانے سے قے نے غلبہ کیا اور  
ابھائی آئی سلغی حاضر کی گئی بہت زور سے قے ہوئی اور مرض کو آرام ہو گیا اس پر مولانا بصدق  
حضرت کے معتقد ہوئے لکھا ہے کہ آپ نے نور باطن سے امیر نیور صا جقران کا آنا معلوم فرما کر اپنی کھجور  
کالیبی میں تشریف لائے اور چند مدت دیاں قیام فرما کر ۱۰۷۰ھ میں فات پانی مزار کالیبی میں ہو۔

ذکر حضرت شیخ احمد تھانی سری قدس سرہ

خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین کے تھے مولانا  
خواجہ علی اور آپ میں بہت اتحاد تھا مولانا

کاپی گئے ہیں، آپ دہلی میں رہے، آخر فوج حضرت امیر تیمور صاحبقران نے بوجہ بداعمالی اہل ہلی کے ان کو سزائے اعمال دی، شہر تھانہ مولانا کو یعنی شیخ احمد تھانوی مع اہل عیال قید ہوئے، اتفاقاً کسی نے حضرت امیر صاحب کو خبر دی کہ شیخ احمد مریدان خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی سے ہیں، اور بہت بڑے فاضل اور کامل ہیں، اور قید ہوئے ہیں، اسی وقت امیر صاحب نے بغزت خواجگان چشت ان کو رہا کر کے مشرک مجلس خاص کیا، اس وقت مولانا برہان الدین مرغیالی صاحب صدایہ کے پوتے شیخ الاسلام ایک مجلس میں شیخ الاسلام اور شیخ احمد سے تقدم و تاخر مجلس پر سخت گفتگو ہوئی۔ امیر تیمور نے فرمایا کہ مولانا برہان الدین صاحب صدایہ تھے، ان کے پوتے کو تم سے اوپر بیٹھنا چاہیے۔ شیخ احمد نے فرمایا کہ خود برہان الدین نے چند مقام پر صدایہ میں خطا کی ہو، عزت علم کے ساتھ جو شیخ الاسلام نے جواب دیا کہ مقامات خطا کے بیان کرو، شیخ احمد نے اپنے فرزند اور شاگردوں کے اشارہ کیا کہ خطائیں صاحب صدایہ کی بیان کرو، امیر صاحب نے بغزت صاحب صدایہ اس بحث کو موتوں کیا، مگر کبھی بھی بحث نہیں ہوئی، چونکہ مولانا خواجگی سے آپ کو نہایت الفت تھی، ان کی جدائی نہ بھی گئی، آخر مع اہل عیال دہلی سے روانہ ہو کر کاپی گئے، اور دونوں بزرگوں میں معمولی صحبت رہی، بعد انتقال مولانا خواجگی کے ۸۲ھ میں انتقال کیا، مزار کاپی میں جو کوئی مزار حضرت پرچالیں وزیر راہر جاتا ہے وہ اپنی مراد پاتا ہے، اور آپ کے عرس میں بہت معتقد و مددگار جمع ہوتے ہیں۔

## ذکر حضرت میر سید محمد گیسو دراز بن سید یوسف چشتی حسینی، ابو قتیبہ

کھٹام اولیائے ہند اور خلیفہ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے کہ جامع تھے، سیادت اور کرامت اور ولایت میں شان عالی اور بلند مرتبہ رکھتے تھے، لکھا ہے کہ آپ بمقام دہلی ۷۲۰ھ ہجری عہد دولت سلطین خلجی میں تولد ہوئے، چونکہ آپ کے والد بھی خلیفہ حضرت محمد صاحب تھے، اول روز سے تعلیم و تربیت ہوئی شروع ہوئی، چند روز میں علم ظاہری حاصل کیا، صاحب خیار الاخبار تحریر فرماتے ہیں کہ تاجات حضرت پیر و مرشد دہلی میں رہے، بعد انتقال شیخ کے دکن میں تشریف لے گئے، وہاں کی خلقت دود و در سے آکر مطیع اور محقق ہوئی، اور وہیں حضرت نے انتقال کیا۔ آپ کو سید گیسو دراز جو کہتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک روز چند مریدوں کے ہمراہ بالکلی شیخ کی کندھے پر لے ہوئے تھے، چونکہ بالکلی بڑے بڑے تھے، بالکلی اٹھائے وقت ڈنڈے بالکلی کے نیچے دب گئے تھے، اور جانا بھی دیر نہ تھا۔

اگرچہ تکلیف تو ہوئی، مگر بوجہ ادب و عشق و محبت شیخ کے اپنے گیسو نہ نکال سکے، اسی طرح چلے گئے۔ جب یہ خبر شیخ کو ہوئی، اُن کی عقیدت اور صدق محبت بہت خوش ہوئے اور انہیں فیضِ نرجان سے بہت شاد و فرائی ہو کر مرید سید گیسو دراز شد۔ واللہ خلافت نیست کہ او عشق باز شد۔ اور یہ محمد صاحب کو جو آپ کے مرید ہیں اور آپہوں نے کلمات طبقات آپ کے جمع کر کے نام اس کتاب کو جامع الکمل رکھا ہے، تاخرین کل اُس کتاب کو معتبر سمجھتے ہیں، اس میں حضرت کے حالات مفصل مندرج ہیں اور آپ کا کلام نظم کہ معرفت توحید میں جو ہے لافانی ہے، محمد تخلص ہے، مبارک فرمایا۔

## نظم

از شراب شوق گشتم مست او بود مادر بود او نا بود شد چوں مجسم گشتم از ہستی تمام چوں شدہ فانی محمد از وجود	ہست من گم گشت اندر بہت او ہر چہ جز غیرش بدایں مردود شد نے وجودم ماند آں جاؤ ز نام غیر او دیدہ کہ کس دیگر نہ بود
---	--

## غزل

اے صورت تو جہاں معنی یک شاخ گل نہ بستہ صورت از صورت تست خاطر ہر عضو کند بصد زبان پیش در صورت وصف تو محمد	با صورت تست جاں معنی مثل تو بیوستان معنی منزل گہہ کاروان معنی از صورت تو بیاں معنی بناشر نہادہ خوان معنی
--	--

صاحب معارج الولايت ناقل ہیں کہ عمر شریف حضرت کی ایک سو پچاس برس کی ہوئی۔ وفات حضرت کی ۷۲۰ھ میں ہوئی۔ مزار آپ کا علاقہ حیدر آباد دکن میں زیارت گاہ خاص نام ہے

تذکرہ حضرت شیخ محمد متوکل کنتوری قدس سرہ

آپ کے والد ہرات سے ہندوستان میں آ کر اجمالی میں متوطن ہوئے، آپ کا جائے مولد اجمالی ہے، جب آپ جوان ہوئے دہلی میں تشریف لا کر حضرت مخدوم صاحب کے مرید ہو کر کارِ فقر کو تکمیل پہنچایا۔ آخر خرقة حاصل کر کے واسطے ہدایت خلق کے بھڑانچ میں مقرر ہو گئے۔

تعل ہے کہ ایک روز حضرت اپنے حجرہ کا دروازہ بند کئے بیٹھے تھے، انہوں نے گوشتہ چشم سے دیکھا کہ ایک جوگی با تصرف خود حجرہ میں آگیا، آپ اپنے کار میں مشغول ہے، آخر اُس نے سلام کیا، آپ نے جواب سلام دیا، اُس جوگی نے آپ سے مصافحہ کیا اور بیٹھ کر کچھ باتیں کرنے لگا، شیخ نے دیکھا کہ حجرہ کی یہ کیفیت ہے کہ ہر طرف سے زر بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے، آپ نے اُس زر کی طرف توجہ بھی نہ کی۔ تب جوگی نے جانا کہ یہ درویش مستغنی ہو، اور قدموں پر حضرت کے سر رکھا، اور کہا کہ میں آپ کی بہت آزاتا تھا، اُسی وقت صدقہ دل سے مسلمان ہوا، شیخ نے اس جوگی سے ارشاد کیا کہ اب پھر وہ ظلم ظاہر کرو، اُس نے ہر چند کوشش کی ممکن نہ ہوا، بعد مجاہدات و ریاضت کے کمال درویش ہوا، اسی طرح عزیز نام ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ مجھ کو سونا چاندی بنانا آتا ہے، آپ کی نظر کرتا ہوں آپ نے قبول نہ فرمایا، اور ارشاد کیا کہ میرے پاس بھی قدمے اکیر ہے، اگر ایک ذرہ ایک من میں پر ڈالا جائے تو زربو جائے، اور شیخ ملاؤ الدین نے اپنے بھانجے سے ارشاد کیا کہ اس شخص کو بھڑانچ سے نکال دو۔ وفات حضرت کی ۵۲۷ھ میں ہوئی۔ مزار بھڑانچ میں زیارت گاہ خاص عام ہے۔

**ذکر حضرت شیخ قوام الدین چشتی قدس سرہ**

خلیفہ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی تھے، کہا ہے بعد انتقال حضرت مخدوم نصیر الدین اوج میں تشریف لجا کر خدمت مخدوم جہانیاں میں چند روز رہ کر مقامات بلند حاصل کئے، مریدوں کو نہایت عمدگی سے تعلیم فرماتے تھے، اور صاحب حال قال اور متقی اور بہت فصیح اور مبلغ تھے، اوصاف حمیدہ حضرت کے منہو ہیں، ایک بار آپ مجلس شیخ میں حاضر تھے، اور شاخ کو ذوق ہوا آپ کو نہوا، اٹھ کر اپنے مکان پر آئے اور گھر والوں سے بوجھا کہ اس گھر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسباب دنیا ہے، انہوں نے انکار کیا، آپ نے خود ڈھونڈنا شروع کیا، تھوڑا سا گڑ برآمد ہوا کہ وہ آپ کی زوجہ نے اپنے کھانیکو کھانا کھا، اس وجہ سے کہ دھما تھیں، آپ اُس کو لیکر باہر آئے اور تصدق کیا، پھر اگر مجلس میں شریک ہوئے خوب ذوق حاصل ہوا، نقل ہے کہ جب وفات حضرت مخدوم جہانیاں کی نزدیک پہنچی آپ نے بمصلحت شیخ قوام الدین سے ملنے کی کہ سجادہ اور تبرکات پیران عظام کس کے سپرد کروں، انہوں نے سید صدر الدین راجو قتال کی نسبت لئے دی، حضرت نے اُن کی رائے کو پسند کر کے اپنے برادر سید صدر الدین راجو قتال کو خرقہ خلافت دیکر صاحب سجادہ کیا، اور ایک خرقہ تبرک اپنے فرزند سید صدر الدین کو عطا کیا، میر صدر الدین کی اللہ

یہ خبر سن کر فرمایا کہ قوام الدین کی صلاح سے میرا فرزند سجادگی سے محروم رہا، خدا کرے کہ اُس کی بھی اولاد محروم ہے۔ شیخ قوام الدین یہ بات سن کر خوش ہوئے، اور کہا کہ الحمد للہ بی بی صاحبہ نے میرے ایمان کے واسطے دعا نہ کی، اگرچہ میرے فرزند اس نعمت سے محروم ہیں مگر میری بھی میرے فرزند ہیں کافی ہے۔ چنانچہ آپ کے پسر سلطان نظام الدین کا روبرو دنیا میں مصروف ہے، اور میری صاحبہ سجادہ ہوئے۔ وفات حضرت کی سترہ روز بعد میں ہوئی، فرما لکھنؤ میں ہو کس واسطے کہ بعد انتقال مخدوم جہانیاں کے آپ لکھنؤ میں تشریف لائے اور وہیں وفات پائی۔

تذکرہ حضرت یہ جعفر علی قدس سرہ

فرمائی کہ جو حقائق توحید اور اسرار معرفت سے بھری ہوئی ہے۔ دوسری کتاب کی دقائق المعانی ہے تیسری حقائق المعانی اور ایک سالہ اسرار روح کے بیان میں ہے، ایک رسالہ شیخ نکات ہے ایک بحر انساب ہے کہ اُن میں نسب بلعبیت رسول مقبول وراپنا نسب متحریر فرمایا ہے، اور دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی کتابوں کے دیکھنے پر مرض حق معلوم ہوتا ہے اور زمانہ سلاطین تفتی عہد پہلول و دوسری تک بقید حیات ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد کرام شرفا کے منظم سے تھے، واد ہندوستان ہو کر سرہند میں قیام کیا بحر المعانی میں خود تحریر فرماتے ہیں کہ میری کتاب کی عمر تھی میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو چکا تھا، کسب کمال میں کوشاں تھا، مقصود اصلی سے غافل تھا، اب یہ حال دیکھتا ہوں، یعنی جو کچھ آپ کے مشاہدہ میں آیا حالات ابدال و احوال و اقطاب و احوال و احوال اور اُن کا ستار اُن کے مرتبے اُن کے احوال و اقسام بحر المعانی میں اس طرح تحریر فرمائے ہیں کہ ممکن نہیں جو دوسرا لکھ سکے، اگر کچھ لکھیں گے تو اسی خرم سے خوش نہ ہونے کی گنجائش ہے، آپ فرماتے ہیں سب ملاتی ہو سکتی مقامات دیکھے فیضان حاصل کئے، مگر منجملہ اولیاء و اقطاب کے دو شخص مقام معشوقی کو پہنچے ہیں کہ اُس مقام پر دوسرا نہیں پہنچا، ایک نوید عبدالقادر جیلانی، دوسرے شیخ نظام الدین بدایونی یہ دونوں مشارب روح احمد سے تھے چنانچہ یہ فقیر سفر دیارے نیل میں خضر علیہ السلام کے ہر کتاب تھا، مشاہدہ لایزال کا ذکر آیا حاضر نے فرمایا شیخ عبدالقادر جیلانی اور شیخ نظام الدین بدایونی مقام محبوبی اور معشوقی کو پہنچے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نو برس سو میں رہا، اکیس برس سکرم میں رہا کہ جبکہ کچھ خبر نہ تھی، چند مدت سستی سے عزت میں نزول کیا۔ بڑے کاملین و نشان صاحب لایت او قطب وقت سے ملا فیضان لئے اللہ ہمیں

بخدمت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی حاضر ہوا، ایسا کچھ دیکھا کہ انگلوں کو بھول گیا، حضرت کے قدموں پر سر رکھا، مرید ہوا، شیخ نے فرمایا کہ اے شہاز تو نے عالم ناسوٹ ملکوت جبروت لاہوت کی سیر کی اور پاک آیا، اور ایک سلائی میری آنکھ میں پھیر کر فرمایا کہ سلائی نور جالی ذات ہے، بعد اس کے جو واقعہ آپ کو اسٹی برس کے عرصہ میں پیش ہوئے اور شاہدہ ہوئے اُن کو بحر المعانی میں تحریر فرمایا ہے دیکھنے سے تعلق ہے، وفات حضرت کی ۸۹۱ھ میں ہوئی مزار سرہند میں ہے۔

## ذکر حضرت سلطان التاکین شیخ حمید الدین صبح فی السعدنا گوری قسری

کنیت آپ کی ابو احمد اور خلیفہ خواجہ بزرگ کے اور اولاد حضرت سید تھے کہ عشرہ مبشرہ میں ہے، حضرت تغریب و تحرید میں قدم مضبوط اور رحمت عالی اور شان بزرگ رکھتے تھے، ادویائے کبار ہندوستان سے مانے جاتے ہیں، عمر آپ کی دراز ہوئی، نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ بزرگ خوش بیٹھے تھے اہل مجلس سے ارشاد کیا کہ آج دراجابت کھلا ہوا ہے جو کچھ چاہتے ہو چاہو۔ اُن میں سے ایک نے دنیا چاہی، ایک نے دین چاہا، دونوں اپنے اپنے مقصود کو پہنچے، بعدہ قاضی حمید الدین صوفی کی طرف مخاطب ہوئے مگر تیرے واسطے خدا سے کیا طلب کیوں آپ نے عرض کیا میری کیا مجال ہے زبان بھی ہلا سکوں، جو حضور کی خواہش آدمی میری خواہش ہے، حضرت خواجہ نے فرمایا کہ التارک من الدنیا والفارغ من العقبیٰ والموصول الی اللہ تو دنیا اور عقبیٰ میں مکرم رہیگا۔ یہ اُس روز سے سلطان التاکین ملقب ہوئے، بعدہ حضرت خواجہ قطب الدین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تو کیا چاہتا ہے۔ آپ نے عرض کیا یہ ہرچہ تو خواہی بخوام ہوئے بکشتام، بعدہ رافران نباشد ہرچہ فرمائی، بکرم، خواجہ بزرگ نے فرمایا قطب الدین قودۃ الصلین امام متقیین زیدۃ العارفین قطب الاقطاب قطب الدین بختیاراوشی ہو گا کہا ہے کہ حضرت قاضی صاحب مسجد حضرت خواجہ بزرگ کی امامت کرتے تھے، مگر یہ کیفیت تھی کہ ناگور سے آکر صبح نماز پڑھاتے، پھر واپس چلے جاتے، ظہر کے وقت پھر بزور قوت ولایت ناگور سے جمیر میں آکر نماز پڑھاتے، اور بعد عشا کے پھر ناگور میں جا کر مشغول عبادت ہوتے، اور لکھا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا التانی اور حضرت میں در باب فقر اور فنا بہت خط و کتابت رہی ہے جو ہنوز موجود ہیں، مگر شیخ آپ کے خط کا شافی جواب نہیں دے سکتے تھے۔ وفات آپ کی ۹۲۰ھ ربیع الثانی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی مزار ناگور میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عبدالغفر زلی بن شیخ حمید الدین فی ناگوری

کو خلیفہ اپنے پدر بزرگوار کے تھے، آپ نے جوانی میں رحلت کی۔ صاحب خارا لاخیر نے لکھا ہے کہ ایک مجلس میں قوال یہ گایا ہے تھے سمیت جان بدہ و جان بدہ جان بدہ، فائدہ درگفتن بسیار صیت۔ اس بیت پر آپ کو حالت ہوئی اور ایک نغمہ ملا، اور کہا کہ دادم دادم دادم اور جان سخت تسلیم ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے جن کی خبر آپ نے پہلے دی تھی کہ وحید و حمید ہوگا مجرد رہیگا بلے قندلی تعلق اور فرید فرید عالم اور صاحب سجادہ ہوگا اور نجیب نجیب شریف ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ۸۷۱ھ میں فی مزار ناگوری میں مرید و خلیفہ و خدام بابا صاحب کے تھے صاحب خارا لاخیر

## ذکر حضرت شیخ محمد صاحب رشتی قدس سرہ

مرید و خلیفہ و خدام بابا صاحب کے تھے صاحب خارا لاخیر نے لکھا ہے کہ وقت عطاء خرقہ خلافت بابا صاحب

نے ان سے فرمایا تھا کہ تو ہمیشہ خوش رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صبر و شکر کے ساتھ خوب ایام گذاری کر کے ۷۹۹ھ میں وفات پائی۔ بابا صاحب کے مریدوں میں تین صاحب ہیں۔

## ذکر حضرت سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہ

خلیفہ شیخ قطب الدین منور کے تھے یہاں تک کمال کو پہنچے کہ تمام دُخوش و طُبور آپ کے دام محبت میں پھنسے جب فلسطی زیارت پیر کے ہاںسی جاتے شیر سوار ہوتے اور بجائے گھوڑے کے ماریا ہاتھ میں ہوتا تھا ایک روز حالت بخودی میں شیر سوار پیر کے درو آئے پیر ایک دیوار پر بیٹھے تھے فرمایا کہ لے تاج الدین جانور دکل بس میں کرنا کچھ کام نہیں رکھنا، مردان خدا اگر حکم کریں تو دیوار سنگ و خشت کی چٹنے لگے، دعا یہ فرماتے ہی دیوار چٹنے لگی آپ نے لات دیوار پر ماری، اور فرمایا کہ بیٹے تمہارا یہ ذکر کیا تھا تجھ کو نہیں کہا تھا اپنی جگہ ساکن ہو، یہ تمام قوت اور کرامت تصدیق حضرت سلطان المشائخ کا ہے اور یقین ہے کہ ان کے غلامان غلاموں میں ایسے صفات تا قیامت قائم رہیں گے۔ وفات حضرت کی ۸۸۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ ابدال قدس سرہ

کہتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ تھے، اُن کے دروازہ پر ایک بھاری پتھر تھا، اس پر ایک کسہ چوبین رکھا رہتا تھا، آنے جانے والے جو اس طرف گذرتا اُس پیالہ میں کچھ نہ کچھ ڈال دیتا تھا شام کو آپ اس پیالہ سے فتوح نکال کر خیر مسافران و مخا جان کیا کرتے، صبح پھر بدستور رکھ دیتے، پھر وہ بدستور بھر جاتا۔ ایک قاعدہ یہ تھا کہ اگر غلہ گراں ہوتا

زیادہ آمدنی ہوتی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

## ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق بن اسعد لاہوری بنگالی قدس سرہ

خلیفہ اعظم حضرت شیخ سراج الدین اخي عثمان کہ وہ خلیفہ سلطان جی صاحب کے تھے۔ شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق  
میرزا زادہ اور بہت بڑے عالم تھے، بعدہ ملک مریدان نظامیہ بس شیخ سراج الدین اخي سے بیعت کی  
اور بد درجات اعلیٰ میں بچکر فرقہ خلافت حاصل کیا صاحب اخبار الاخبار تحریر کرتے ہیں کہ حضرت سراج الدین  
اخي کو جب حضرت سلطان المشائخ نے بنگالہ کو رخصت کیا تو آپ نے عرض کیا کہ وہاں شیخ علاؤ الدین  
بہت بڑا عالم ہے، مجھ کو اُس سے گفتگو کی تاب نہ ہوگی۔ حضرت نے فرمایا کہ اے سراج کچھ اندیشہ نہ  
وہ تیرا مرید ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ معاصر اولایت سے نقل ہے کہ حضرت صحیح النسب ہاشمی تھے سلسلہ  
آپکے حضرت خالد بن ولید سے منتهی ہوتا ہے، اور کہتے ہیں کہ شیخ علاؤ الدین بہت متکبر تھے۔ بوجہ  
استقام دولت کے اپنے کو گنج نبات کہلاتے تھے۔ یہ خبر حضرت سلطان المشائخ ہوئی کہ بنگالہ میں ایک شخص  
امیر اور عالم ہے، وہ اپنے کو گنج نبات مشہور کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت کو غصہ آیا کہ میرے گیسو شکر ہیں اس نے  
اپنے کو اُن سے بھی افضل بنایا کہ گنج نبات کہلواتا ہے۔ الہی اُس کی زبان گوئی کہ مجرد دعا کرنے کے اُن کی  
زبان بند ہوگئی۔ جب شیخ سراج الدین کے مرید ہوئے تب زبان کھلی، اور ایسی عبادت اور ریاضت اور  
زہد کیا کہ اس رتبہ پر پہنچے کہ میرید اشرف جہانگیری سمنائی بعد ترک سلطنت ظاہری رہبری خضر علیہ السلام  
آپ کی خدمت میں پہنچے، اور کار تکمیل پہنچایا آپ کے فرزند دبسنہ یعنی نور الدین قطب عالم توجہ خاص  
اُن کے قطب عالم ہوئے اور شیخ نصیر الدین نامک پوری ایسے ایسے صاحبان کے مرید ہوئے اور وہ خود بمرتبہ  
ابدالیت کے پہنچے۔ صاحب اخبار الاخبار نے لکھا ہے کہ شیخ علاؤ الدین جب خدمت شیخ سراج الدین میں  
آئے تمام اہل منال کو ترک کر کے کمر بستہ خدمت پیر روشن ضمیر میں چپت باز بھی۔ جب شیخ سراج الدین سفر  
جاتے خادم دیکھ کھانے کی گرم گرم ان کے سر پر رکھتا، اس سبب آپ کے سر کے بال جاتے ہی  
تھے اکثر ایسا ہوتا کہ آپ سواری پیر کے ہمراہ ننگے پیر ہوتے، اور اُن کے اقربا کہ جو متمول اور رئیس شہر  
نئے مل جاتے مگر اُن کو دیکھ کر آپ کے دل میں کچھ بھی خیال نہیں آتا تھا۔ نقل ہے کہ آپ کی خانقاہ میں بہت حج  
معاہز روئے دی خادم و مسافر آتے اور رہتے تھے، سب کھانا دیتا تھا، اور جو کچھ جو مانگتا آپ اُس کو عطا کرتے



جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی اُس کو رشک ہوا اور وزیر اسے کہا کہ میرا خزانہ اس کے خراج کے آگے  
 ناچیز ہے ایسے شخص کا کہ جو اس قدر خراج رکھتا ہے اپنے شہر میں رکھنا مصلحت نہیں آخر حضرت  
 حکم شاہ وہاں اٹھ کر رگاوں میں سکونت پذیر ہوئے اور خادم کو حکم کیا کہ آج سے دو ناچج کیا جائے  
 کہ خارجہ چشم حاسدوں میں بہتر ہے ظاہر کوئی وجہ خراج کی اس قدر نہ تھی کہ املاک پورے کل دو باغ تھے۔  
 جن میں سے آٹھ ہزار کی آمدنی تھی مگر یہ کل خراج اللہ تعالیٰ خزانہ غیب سے مرحمت فرماتا تھا۔ دو برس آپ سار  
 گاوں میں رہے۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ ایک بار چند قلندر خانقاہ حضرت میں آئے اُن کے ہمراہ ایک بلی بھی تھی  
 اتفاقاً وہ گم ہو گئی کہیں چلی گئی وہ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری بلی تیری خانقاہ سے غائب ہوئی پیدا کر  
 آپ نے فرمایا کہاں پیدا کروں ایک نے ان میں کہا کہ ہرن کی تلخ میں پیدا کر ہم کیا جانیں آپ نے فرمایا  
 کہ تو اپنی جزا شاخ سے پاریگا، دوسرے نے کہا کہ اپنے خسیوں میں پیدا کر فرمایا کہ بہتر ہے تو اپنے خسیوں سے  
 سزا پاریگا۔ چنانچہ جب وہ قلندر خانقاہ سے باہر ہوئے ایک کے شکم میں گائے نے سینگ مارا کہ وہ اس کے  
 صدر سے مر گیا، دوسرے کے خسیہ متورم ہوئے اور اُن میں درد پیدا ہوا، آخر اُس ہی درد کی شدت میں  
 دونوں نے بے ادبی کی سزا واقعی پائی وفات حضرت کی غرہ حسب سہمہ میں حئی مزار پر انوار پندہ میں ہو۔

**ذکر حضرت میر سید اشرف جہانگیری سمنانی قدس سرہ** | مشہور اولیائے ہند سے ہیں اور  
 خلیفہ شیخ علاؤ الدین علاؤ الدین

برنگالی اور تقریباً چار دہ خزانہ سے بغض حاصل کیا آپ کے والد سلطان ابراہیم کہ سمنان کے بادشاہ  
 تھے جب اُن کی وفات ہوئی تو آپ تخت پر بیٹھے چند سال داد خلق کی دیکر تارک الدنیا ہوئے اور درویشی  
 سے ملے۔ لطائف اشرفی سے نقل ہے کہ سید اشرف جہانگیری یاد رزا دہلی تھے سات برس کی عمر میں ان کے  
 حفظ کیا اور قرأت سیکھی۔ چودھویں سال علوم ظاہری سے فارغ ہوئے، اُن ہی دنوں میں آپ کے  
 والد نے قضا کی آپ کی توجہ سلطنت کی طرف نہ تھی مگر امارت نے بزور دولت آپ کو تخت پر بٹھایا مگر آپ بعد از  
 دیوان خاص عام شیخ کن الدین علاؤ الدین سمنانی اور دوسرے مشائخ کبار سنان سے صحبت رکھتے تھے ایک روز خضر  
 علیہ السلام ان کے روبرو تشریف لائے اور فرمایا کہ اگرچہ تجھ کو امور سلطنت سے فرصت نہیں ہے مگر ایک وقت مقرر کر کے  
 اس وقت میں حاضر ہائی نقش ہم ذات یعنی اللہ ہے تو سرفراز کے دل صوبری میں کرتارہ واقع نفاس بجایا گیا انہیں  
 نے حسب الحکم اس شغل کو کرنا شروع کیا۔ اس کی وجہ بہت کچھ فائدہ معلوم ہوا بعد اُس کے خواجہ ابویس قرنی کو

خواب میں دیکھا، انہوں نے ذکر اولیسیہ بتایا، سات برس اس ذکر کو کرتے رہے ایک روز پھر حضرت علیہ السلام تشریف لائے کہ شب، ۲ رمضان تھی، آپ تنہا ذکر میں مصروف تھے، حضرت علیہ السلام نے کلمات نصیحت ارشاد فرمائے کہ جن کے ہم مطلب یہ بیت ہو، ہم خدا خواہی و ہم دنیا و دوس، ایں خیالست و محاسن و جنم یعنی لے بس مطلب مولا با کار و بار دنیا جمع نہیں ہو سکتا، اگر طلب خدا ہے تو سلطنت کے دست بردار ہو کر جلدی سے ہندوستان پہنچ کر شیخ علاؤ الدین بنگالی کی خدمت میں حاضر ہو کہ وہ تجھ کو خدائیہ کرے گا، حضرت نے بجز ارشاد حضرت علیہ السلام تارک الدنیا ہو کر کار و بار سلطنت سلطان محمود کے حوالہ کیا، اور اپنی والدہ خدیجہ بیگم کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت سفر چاہی، والدہ ان کی لئے فرمایا کہ اے فرزندو بلند سعادت پیوند تیرے پہنچنے سے پہلے روحانیت حضرت خواجہ احمد سبوی نے مجھ کو اشارہ کیا تھا کہ تیرے گھر فرزند ہوگا کہ جس کے نور ولایت سے تمام جہان منور ہوگا، اللہ کا شکر ہے کہ وہ وقت آپہنچا، مبارک ہو، ہندوستان کو جا میں نے اپنے حقوق بخش کر تجھ کو حق سپرد کیا، بس وہاں حضرت چل کر دار ہندوستان ہو کر مقام اوج تشریف لاکر مخدوم سید جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں مشرف ہوئے، اور نہتہائے گوناگوں حاصل کیں، بعدہ دہلی پہنچ کر مزارات خواجگان چشت کی زیارت سے مشرف ہو کر اسی طرف بنگالہ کے ہوئے، جب آپ قریب مسکن شیخ علاؤ الدین کے آئے، حضرت حضرت علیہ السلام نے آپ کے آنے سے شیخ کو مطلع کیا، شیخ تمام یاروں کو ہمراہ لیکر تادار خانقاہ پیشوا کی کر کے گئے، اور مرید فرمایا، عمدہ لباس پہنایا، بعد تکمیل کے جہانگیر خطاب عطا کیا اور خرقہ خلافت مرحمت فرمایا، بعدہ جوینور کو خصمت فرمایا، آپ نے شیخ سے عرض کیا کہ جوینور میں ایک شیر ہے یعنی شیخ حاجی چراغ ہند سہروردی خلیفہ بنیرہ شیخ رکن الدین ابوالفتح لمٹانی شیر وقت ہے، مجھ کو کیونکر اس سے تاب مقاومت ہوگی، شیخ نے فرمایا کہ تجھ کو شیر بچہ لیگا جو اس شیر سے سمجھ لیگا تجھ کو پہلے فتح ظفر آباد میں ہوگی پس حضرت حکم پیر اسی طرف جوینور کے ہوئے، جب گذر قصبہ محمد پور میں ہوا وہاں کے تمام علماء و فضلاء آپ سے ملنے آئے، اشارہ گفتگو میں صبح چار یار رسول مقبول پہنچ گئی، حضرت نے بھی خفا خانقاہ کی مدح میں ایک رسالہ لکھا تھا وہ پاس موجود تھا اس کو پیش کیا انسان صاحبوں نے اس کو خوب دیکھا تو اس میں بہ نسبت اصحاب ثلثہ کے جناب میر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی شان میں چند کلمہ زیادہ تھے، یہ دیکھ کر ان لوگوں نے بحسن شروع کی، اور احتمال قریب کا کیا، ہر چند آپ نے عمدہ تقریر

اُن کو قائل کیا مگر وہ نہ مانے، اُس روز تو محفل برخواست ہوئی سب اپنے اپنے گھر گئے، دوسرے روز تمام اہل قصبہ اور علما نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کل بعد جمعہ کے سید کو سزا دینی چاہیے۔ یہ ارادہ مصمم کر کے محضر تیار کیا اور حضرت کی خدمت میں آئے اور علما سے استغفار نکال کر حضرت کے روبرو پیش کیا، آپ چاہتے تھے کہ کچھ جواب میں کہ مولوی سید خاں جو کہ سرحلقہ علما اور مفتی قصبہ تھا، اُس نے علما سے مخاطب ہو کر کہا کہ تمہارا اعتراض میرے سید شرف پر بسبب مدح علی کے ہے کہ انہوں نے کسی قدر اُن کی تعریف اصحابِ ثلاثہ سے زیادہ کی جو کہ تمہارا اعتراض جب ہوتا کہ یہ سید نہ ہوتے، کس واسطے کہ اگر کوئی اپنے بد و پد کو عالی مرتبہ بیان کرے تو کوئی ڈر نہیں۔ اُس وقت سید خاں سے علما نے کہا کہ ہم کو اس باب میں معتبر کتاب سے سند ملنی چاہیے، سید خاں نے جامع علوم سے نقل کی ہوئی یہ عبارت پڑھی۔ اناس ابنار الدین لا یرام الرطل علی اصلہ یومہ بوجہا یعنی مردانِ پیر دنیا ہیں، ملامت نہ کرو، اگر کوئی اُن آدمیوں میں سے اپنے باپوں کی تعریف کرے، یہ سنتے ہی سب دم بخود ہو گئے کچھ جواب دیکے، شرمندہ ہو کر اٹھ گئے، حضرت سید صاحب نے دوستوں کے واسطے دعا کی اور سید خاں کو بشارت دی کہ تیرے چار پسر عالم اور فاضل ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور منافقوں کی نسبت کلمات بد فرمائے چنانچہ وہ مبتلا بلا ہوئے۔ پہلے سید خاں بھی رنجیدہ تھا مگر اس نے فتح مباحثہ کی۔ شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت سید عالم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سید شرف میرا بھکر گوشہ ہے اور تم لوگ الفاظِ غیر واقع کہو تم ہرگز رستہ میں اُس سے بازی نہ پاؤ گے اگر خیر چاہتے ہو تو نائب ہو کر اُس کی خدمت میں حاضر ہو۔ چنانچہ انہوں نے بحکم رسول مقبول عمل کیا۔ معارج الولاہیت سے ہے کہ جب حضرت ظفر آباد میں تشریف لائے چند ہنسی بازوں کو چشموں نے بہکائے بعض ماسد بیچ ایک زندہ شخص کو گفن وغیرہ سے درست کیا اور چار بانی پر تھا کہ آپ کی قیام گاہ پر لائے اور حضرت سے تقاضہ کیا کہ نماز پڑھا دیجئے، حضرت خود اہانت کریں، ہماری خدمت مقتدی ہوئے، اُن لوگوں نے یہ مشورہ کیا تھا کہ جب نماز کے واسطے تکبیر ہو مردہ اٹھ کر آپ کو سلام کرے، اور کہے کہ آپ بڑے کراماتی ہیں کہ مجھ مردہ کو زندہ کیا، اس میں آپ کی خوب رسوائی ہوگی حضرت کو پہلے ہی نور باطن سے معلوم ہو گیا تھا کہ یہ سحرہ پن کرتے ہیں۔ پہلے تو نماز پڑھانے سے انکار کیا، جب یہ نہ مانے اٹھ کر ہمراہیوں کو لیکر نماز شروع کی جب تکبیر ہوئی اور مردہ نہ اٹھا تو اُن سحرہوں نے پاس لکر دیکھا تو وہ شخص مردہ تھا، یہ کرامت دیکھ کر روئے پیٹے اور قصور معاف کرایا

جب اہل شہر نے یہ کرامت دیکھی طالبان حق دور دور سے آکے مستفیض سعادت ہونے لگے۔ یہ ازدحام خلایق حضرت کے پاس شیخ حاجی چراغ ہند کو صاحب لایت اُس جگہ کے نھے اچھا نہ معلوم ہوا، مگر کچھ بن نہ آیا۔ اُسی عرصہ میں شیخ کبیر سرسہر پوری کہ امرائے شہر سے تھے بعد تحصیل علوم ظاہری کے ایک خیال طوف کشف ال باطنی کے ہوا۔ خواب میں کھا کہ ایک شخص صاحب کمال نے مرید کیا، صبح اندیشہ کیا کہ یہاں کے صاحب لایت شیخ حاجی ہیں۔ یہ سوچ کر شیخ حاجی کی خدمت میں آئے۔ جو صورت کہ خواب میں دیکھی تھی اُن کو اُس صورت کے ہم شکل نہ پایا۔ چند روز اُن کی خدمت میں تو رہے مگر بعیت نہیں کی آخر میر سید اشرف جہانگیری کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی صورت اور اُس صورت کو کہ خواب میں دیکھی تھی مطابق پایا اور سر حضرت کے قدموں پر رکھا مرید ہوئے۔ آپ نے مریدوں سے فرمایا کہ شیخ کبیر یہ وہ ہی شیر نگہ ہے جس کی نسبت شیخ علاؤ الدین نے فرمایا تھا، جب یہ خبر مرید ہونے شیخ کبیر کی شیخ حاجی کو ہوئی بہت غصہ ہوئے اور بدو عادی کہ شیخ کبیر جوان مر گیا۔ یہ خبر بدو عادی نے کی حضرت سید صاحب نے شیخ کبیر سے فرمایا کہ تو کبیر یعنی بڑھاپا ہو کر مر گیا اور تجھ سے پہلے شیخ حاجی مر گیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شیخ کبیر سے پہلے شیخ حاجی نے انتقال کیا اور شیخ کبیر ایک سو بیس برس کے ہوئے تب آثار ضعیفی اُن پر ظاہر ہوئے۔ تذکرہ چشتیہ میں لکھا ہے کہ سید اشرف جہانگیری سیر کرتے ہوئے جو پور کے علاقہ میں کچھ چھپ میں قیام پذیر ہوئے وہاں ایک جوگی جو ہوا پر چلتا تھا مقابلہ میں پیش آیا، مگر حضرت پر اُس کی کوئی کرامت نہ ملی، ناچار ہو کر مسلمان ہوا اور حلقہ رادت گٹے میں ڈالا، حضرت نے اُسی جوگی کی مڑی بنی مکان میں خانقاہ بنائی اور ایک باغ روح افزا تیار کر کر مرج آباد موسوم فرمایا، بعدہ ہمراہی حضرت بدیع الدین قطب دار بیت اللہ شریف تشریف لے گئے، بعد زیارت حرمین شریفین حضرت شاہ مار تو داپس ہندوستان میں تشریف لائے اور آپ نجف اشرف کے بللے معلیٰ میں زیارت مزارات پیشوایان دین احمدی سے مشرف ہوئے ہوئے اور مولوی جلال الدین رومی اور اُن کے بیٹے سلطان ولد اور دیگر مشائخ اس ملک سے ملے بعدہ شام میں اگر خاص و شوق میں شیخ فخر الدین عربی کی زیارت کی۔ وہاں سے پھر مکہ میں آئے۔ بعد حج روضہ غوث پاک اور امام ابوحنیفہ و امام احمد حنبل کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ پھر بغداد سے کاشان میں آئے۔ شاہ عبدالرزاق کاشانی سے ملے۔ وہاں سے سمنان وطن اصلی میں آئے، آپ کی ہمیشہ اُس وقت زندہ تھیں اُن سے ملکر اُن کی دلداری کر کے شہر مقدس میں آئے، اور آستانہ عالیہ بناب

امام علی رضی جتہ اللہ علیہ میں مشکلف ہے، اُن ہی ایام میں امیر تیمور صاحبقران گورگانی واسطے زیارت  
 امام صاحب کے دہاں آئے، چونکہ حضرت بھی مشکلف تھے آپسے بھی ملے اور نہایت اعتقاد سے پیش آئے  
 چنانچہ خاندان تیموریہ کو جو محبت اور عقیدت خواجگان چشت سے رہی اور تاحال موجود ہے اوسان  
 حضرات نے جو جو ہر بایاں فرمائیں ورتاحال فرماتے ہیں اُس کے باعث گویا میر سید امین جہانگیر قدس  
 ہیں، کیونکہ نعم محبت آپسے بویا اور امیر صاحب نے عقیدت کا بانی اُس میں دیکر نشوونما دیا اور ہمایوں  
 کے عہد میں وہ درخت ہوا، جہانگیر کے زمانہ میں اُس میں پھل اور پھول آئے، عالمگیر کے زمانہ میں  
 اگرچہ اُس درخت کی پت جھڑ گئی تھی مگر فرخ سیر کے عہد میں وہ پھر سرسبز ہوا اور محمد شاہ کے عہد  
 میں بارور ہوا، اور اکبر ثانی اور ابو ظفر کے عہد میں پھل اُس کے بصدق حضرت مولانا فخر صاحب  
 پختہ اور شیریں ہوئے کہ تمام خاندان تیموریہ کو نصیب ہوئے، تاہنوز خاندان تیموریہ حلقہ بگوش  
 خواجگان چشت ہے۔ الفرض وہاں ہرات اور اوراں نہ رکھے، اور حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی کی  
 خدمت میں چندے رکھ کر خرقہ خلافت حاصل کیا، وہاں سے ترکستان میں کر فرزند شیخ احمد بسوی سے  
 ملے بخارا میں آئے، وہاں سے غزنی کابل میں سیر فرماتے ہوئے ملتان میں پہنچے۔ وہاں سے اجدہن شریعت  
 زیارت مرقد منورہ حضرت گنجشکر سے مشرف ہو کر دہلی آئے، دہلی سے اجیر میں تفتیش ہوئے، وہاں سے  
 دکن میں جا کر سید محمد گیسو دراز سے ملے، وہاں سے سرانند گئے، وہاں سے سیر کرتے ہوئے  
 گجرات میں آئے، وہاں سے واپس اپنی خانقاہ میں چندے قیام پذیر رہے، بعدہ بھراہی میر کبر سید علی  
 ہمدانی تمام دنیا کی سیر کی پھر خدمت پیر روشن ضمیر میں حاضر رہ کر تبرکات خواجگان چشت اور دیگر  
 نعمتہائے جشتیہ سے مشرف ہوئے۔ کہا ہے کہ اس سیر و سفر میں آپنے ایک مولوی کا ملین سے  
 فیضان حاصل کئے، اور جبکہ حضرت مخدوم جلال الدین جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ مخدوم نے  
 چار سو کوئی بیروں سے جو نعمت حاصل کی تھی آپکے سپرد کی وہاں سے بخشی اپنے مقام پر آئے۔ ایک بالاکچی  
 مجلس میں علی قلندر مع پانچ سو قلندران کفنی پوش آئے اور کہا کہ جہانگیری کہاں سے بائی، آپ نے  
 فرمایا کہ اپنے پیر سے اُس نے کہا کہ اس کی تصدیق کیونکر ہو، یہ سن کر آپ کو جلال آیا اور فرمایا کہ میں جہانگیر  
 ہوں، یہ فرماتے ہی علی گرا اور مرگیا، اُس کے ہمراہی ہفتہ تصدیق لائے اور مرید ہوئے۔ معارج الولاہیت سے  
 روایت ہے کہ گروہ فقرا ہند سے اور آپ ایک تہخانہ پر کچھ بحث ہوئی، آپ نے ایک بت کو طلب کیا

وہ فوراً حاضر آیا، اور اپنی زبان سے حضرت کی تعریف کی۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ سب سلمان ہوئے مشہور ہے کہ آجنگ آپ کے باغ میں جانور پنجال نہیں کرتے، اور روضہ اقدس کے حوض کا پانی کبھی گندہ نہیں ہوتا ہے، اور آسیب زدہ روضہ منور کو دیکھتے ہی اچھا ہو جاتا ہے، بلکہ آپ کا نام پڑھ کر دم کرنے سے آسیب بھاگ جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت نے، مرحوم شہداء میں قبل وفات تمام احباب کو جمع کر کے رتبہ رخصت ہوئے، اور حاجی عبدالرزاق کو خرقہ عطا کر کے اپنا صاحب سجادہ کیا۔ حاجی صاحب حضرت کے فرزند دینی تھے، اور بعد نماز ظہر مجلس سماع گرم فرمائی، قوالوں نے غزل حضرت سعدی کی شروع کی، جب اس شعر پر آئے حضرت کو شوق ہوا۔

گر بدست تو آمدہ است اجلم قد سے غنیا بما جرے مسلم  
اس پر وجد ہو اور ایسا وجد ہوا کہ خاج از تحریر ہے، بعدہ قد سے تسکین ہوئی، پھر قوالوں نے یہ شعر شروع کیا۔

خوب تر زیں و گر چہ باشد کار یار خنداں رود بجانب یار  
سیر بسند جمال جان را جاں سپار و نگار خنداں را

اس ابیات کے سنتے ہی آتش عشق بھڑکی اور شوق غالب ہوا، کہ مثل مرغ نیم بسمل کے تڑپنے لگے آخر ایک آہ بھر کر جان بجاناں تفویض کی۔ انابتہ وانا الیہ راجعون۔ اور اپنے باغ روح آباد میں اندرون حوض کے دفن ہوئے۔ عمر آپ کی ایک سو بیس برس کی تھی۔ آپ کی تالیفات بشارت المہدیہ اور مکتوبات ہیں اور لطائف اشرفی میں آپ کے کوائف عمری خوب تحریر ہیں۔

ذکر حضرت مخدوم حامد الدین فچپوری قدس سرہ  
خلیفہ قاضی مقدر کے باوصاف  
عرفان معروف نے نقل ہے کہ

آپ باوقار اولیاء ہند سے ہیں، بہت لوگ آپ کی توجہ سے باخدا ہوئے۔ چنانچہ شیخ بڑھن کی عمر چھ برس کی تھی کہ ان کے والد ان کو مخدوم کی خدمت میں لائے اور عرض کی کہ میرے کئی لڑکے خورد سال مر گئے ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی دعا سے یہ عمر طبعی کو پہنچے، فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ یہ کبیر ہوگا، پھر ان کے والد نے عرض کیا کہ اگر کچھ علم بھی نصیب ہو تو بہتر ہے، فرمایا کہ عالم ستیج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ، پھر عرض کیا کہ علم معرفت بھی قدس ہے، فرمایا بڑا عارف ہوگا، عمر دراز ہوگی۔ چنانچہ شیخ بڑھن بھیم صفت موصوف تھے وفات

حضرت کی شہادت میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ اختیار الدین عمر ارحی قدس سرہ** خلیفہ قاضی سادی خشتی کے آپ میرزا

نادر الدین ہو کر پہلے علوم ظاہری سے فائز ہو کر بعد میں حضرت قاضی سادی کے کامل وقت اور خلیفہ حضرت محمد دم نصیر الدین چراغ دہلی کے نئے مرید ہو کر کمال علم باطنی کی خرقہ خلافت حاصل کیا اور اولیاء نامدار سے ہوئے وفات حضرت کی ۸۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ فتح الدین قدس سرہ** خلیفہ اعظم شیخ صدر الدین حکیم کے و خلیفہ

حضرت چراغ دہلی کے یہ حضرت علماء دہلی سے تھے جامع مسجد دہلی میں عطر فراتے آخر شیخ صدر الدین حکیم کے مرید ہو کر مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول ہوئے جب فقر اور فاقہ سے تنگ ہوئے پیر سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ یہ رحمت الہی ہو اس سے تنگ نہ ہونا چاہئے چنانچہ حضرت سلطان المشائخ نے فرمایا کہ جب فقیر شب کو بھوکا رہا وہ شب بکس شب معالج ہے اور جس فقیر نے صبح اٹھ کر بیت الخلا دیکھا گویا اس نے دوزخ کا دروازہ دیکھا یہ سن کر آپ اس پر کار بند ہوئے پھر ایک دن شکایت کی کہ فتوح کار نہیں ہوتا اور میں شقت بھی عکس زیادہ کرنا ہوں نے فرمایا کہ جو کتب تھیں پاس ہیں طلباء کو تقسیم کر دو آپ نے بموجب حکم پیر کے بہت سی کتب عند استاد دیدیں چند کتب کہ نایاب زمانہ تھیں رکھ لیں پھر محنت شاقہ میں مشغول ہوئے مگر کثرت کار نہ ہوئے آخر جو کتب باقی تھیں اُس کو تقسیم کر دیا چند کتب ایسی تھیں کہ اُن کو تالاب میں لیجا کر دھوئے لگے دیکھا کہ کل حروف وصل گئے اور اُن کی جگہ رب المعبود لکھا ہوا پایا اُسی روز کامل وقت ہوئے ہزاروں طالبان حق کو بھی ملایا اور شیخ قاسم دہلوی اور شیخ محمد عیسیٰ کو خرقہ خلافت عطا کیا۔ وفات حضرت کی ۸۶۱ھ میں ہوئی۔ مزار اوّلہ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ عین الدین اقبال قدس سرہ** کہ فرزند ولید سند و خلیفہ سعادت مند

حضرت شیخ سعد الدین کیسہ دراز کے تھے اور سید امیر ماہ بھڑاچی سے بھی خرقہ خلافت پہنچا تھا، ظاہر طریق ملائقیہ کر لیا تھا رات دن شراب پیتے تھے۔ علماء نے ان کی شکایت ان کے والد سے کی انہوں نے ان کو پہلے

تو منع کیا کہ اس کا کوچھوڑے، گر اُن کی کیفیت ہوئی کہ کھاتے پیتے طہارت کے واسطے جو پانی آتا سب شراب ہو جاتی۔ ایک روز فرمایا کہ چاہ سے پانی لاوہ پانی چاہ سے نکلتے ہی شراب ہو گئی پھر ویسا سے پانی منگایا دیکھا تو وہ بھی شراب ہو گئی آخر مجبور ہو کر اُن کو اُن کی محلے پر چھوڑ دیا جب شیخ سعدا سکا وقت رحلت قریب پہنچا، شیخ معین الدین پیر کلاں اپنے کو طلب کیا معلوم ہوا کہ وہ موجود نہیں ہیں، آخر فرمایا کہ اُس خرابائی کو لاؤ آپ اُس وقت میخانہ میں تھے، جو شخص بلانے گیا تھا اُس کی شکل دیکھ کر طرے آسمان کے دیکھا اور ساقی سے کہا کہ ایک جام میری تقدیر کا اور ہے وہ بھی دیدے، ساقی نے جام دیا، آپ نے اُس کو پی کر زمین پر پڑے مارا، اور والد کی خدمت میں حاضر ہوئے، شیخ نے فرقہ خلافت اور امامت خواجگان چشت اُن کو عطا کی اور انتقال کیا، آپ بعد رحلت پیر کے صاحب سجادہ ہوئے، اور یہاں تک تقی بڑھایا کہ مقتدائے شریعت و طریقت ہوئے وفات شیخ عین الدین کی ۸۲۲ھ میں ہوئی۔

خلیفہ شیخ اختیار الدین عمر ایرجی کے یہ حضرت پہلے  
**ذکر حضرت شیخ یوسف بدہ ایرجی** خدمت میں شیخ جہانیاں اور شیخ راجن قتال ہمدانی

میں رہے، اور فقہائے سہروردیہ سے مشرف ہوئے، بعدہ شیخ اختیار الدین عمر ایرجی کے مرید اور خلیفہ ہو کر مجمع البحرین ہوئے، منہاج العابدین کا ترجمہ فارسی زبان میں فرمایا، اور شیخ سارنگ نے شیخ کو فرقہ خلافت عطا کیا۔ صاحب تاج محمدی نے کہ جو آپ کے سلسلہ میں ہو آپ کی کرامات کا خوب ذکر اپنی کتاب میں کیا ہے۔ وفات حضرت کی عین حالت سماع میں ۸۳۵ھ میں ہوئی، اور اپنی خانقاہ میں دفن ہوئے، سلاطین مالوہ نے عالی گنبدزار مقدس بنوایا۔

**ذکر حضرت شیخ شیر خاں بک قدس** کہ عزیز سلطان فیروز شاہ کے تھے، نہایت معزز  
 متکبر، مگر حب جذبہ حق و امنگیہ ہوا شیخ کن الدین

بن شیخ امام الدین خلیفہ حضرت سلطان الشارح کے مرید ہوئے، اور جذبہ عشق سے ہمیشہ گراں رہتے تھے، آنسو ایسا گرم نکلتا تھا کہ اگر کسی کے ہاتھ پر ٹپک جاتا تھا اُس کو سخت گرم معلوم ہوتا تھا، اور عالم تصوف تھے۔ امیر خسرو کے دیوان یران کا بھی دیوان ہے۔ زلیخا اور مرآۃ العارفین آپ کی تصنیفات سے مقبول کتب ہیں اور مقبول اللہ آپ کا خطاب تھا ۸۳۶ھ میں وفات پانی نزار دہلی میں ہو۔



# تاریخ نمذکرہ عالم

التصویر نگین

تاریخی و جہا کی بنیاد کتاب

اسی تاریخ آپ کی نظر سے نہ گزری ہوگی کہ جس میں ہر ایک بادشاہ مغلیہ  
کی تصویر اسی طرح معاً ان کی سبکیات کے قابل دیدگانی گئی ہوں جس کے  
دیکھنے سے زمانہ سلف کے مشہور معروف شاہان و خواتین کی شوکت و جلال کا  
ہو بہو فوٹو انسان کی آنکھوں کے سامنے کھینچ جاتا ہے۔ یہ نادار الوجود تاریخ  
قابل دید اور قابل زینت کتب خانہ روسائے والا شان و چھپائی کھائی  
نہایت عمدہ سائز ۱۸ × ۲۲ انچ قیمت فی حصہ ایک روپیہ عدد  
سالم جلد جو چوبیس حصوں میں تمام ہوئی ہے جلد سولہ روپے ۱۶/-  
تمام درخوشتین نام شیشی بین الیالک کتب خانہ میونسپل ہائی فی چاہیں

# سزراہ اولیاء

جلد دوم  
مؤلف

علامہ باختر جناب مرزا احمد اختر صاحب

خلف اکبر محمد دارا بخت میران شاہ دہلوی

جس کو

حساب الارشاد منشی بلاتی داس صاحب مالک مطبع

مرزا صاحب نے تالیف کیا

اور

کتبخانہ میونسپل ہلی محلہ میل مہادیو سے باہتمام منشی بشن دالال لک کتب خانہ

شائع ہو کر فیض بخش خاص و عام ہوا



اور طفلی کے خوارق و کرامت جو حضرت کے ظہور میں آئے۔ اگر مفصل تحریر کئے جائیں تو دوسری اور کتاب تیار ہو، چوتھے سال حضرت کی زبان کھلی پہلا جو لفظ زبان حق بیان سے صادر ہوا وہ یہ تھا 'لا موجود الا اللہ' ۵۹ھ میں آپ یتیم ہوئے ایک سال کامل خاموش رہے بعد اس کے جذبہ حق دانگیر ہوا حضرت کے مجاہدہ اور شاغلہ اور ترک طعام رات کا قیام اور لنگر تقسیم کرنے کی کیفیت کتابوں میں شرح درج ہے، اسی سال پنج ۶۰ھ محرم الحرام بروز نیشنبہ بعد نماز اشراق ۱۲۳ھ میں حضرت بابا صاحب نے آپ کو اپنا مرید فرمایا، دوسرا آپ کے حجرہ سے قدم باہر نہ رکھا، چنانچہ حضرت کا حجرہ مبارک پاک پٹن شریف میں تاحال موجود ہے، انکس حجرہ میں ایسے دیسے کا کام نہیں کہ ٹھہر سکے کتابوں میں لکھا ہے کہ بعد عطائے فرقہ خلافت حضرت بابا صاحب نے آپ کو شاہ ولایت دہلی فرمایا اور سند تحریر فرمادی، چونکہ مہربا صاحب کی حضرت قطب جمال ہانوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہتی تھی حکم تھا کہ ہانسی جا کر مہر کر لینا، پس آپ کے وہاں تشریف لے جانا اور دونوں بزرگوں میں باہمی بخشش کا پیش آنا سیر الاقطاب میں شرح درج ہے۔ بعد اس کے ولایت کلہ حضرت کو مرحمت ہوئی، اور حسب الحکم پیر روشن ضمیر وجود بن سے چکرہ راہ ذی الحجہ ۵۷ھ بروز شنبہ قریب کلہ شریف پہنچ کر نزول جلال فرمایا، دوسرے روز شہر میں داخل ہوئے، اس وقت کی کیفیت بھی سیر الاقطاب غیر و کتابوں میں تحریر ہے، پس جب اہل ایمان شہر کلہ اپنے اعمال شنیعہ کی سزا پا چکے تو حضرت نے دور شہر کے حدود سے ایک درخت گولہ کے نیچے جا کر قیام فرمایا، اس شہر میں جو لوگ آپ کی ولایت کے منکر تھے یک لخت ان پر مسجد کی چھت گری اور سب بکر مر گئے۔ کتاب تاریخ الولاہ میں لکھا ہے کہ ولایت حضرت کی ولایت موسوی تھی اور قلب حضرت کا قلب سرافیل بر واقع ہوا تھا، خیرو شریف میں جو کچھ زبان معجز بیان سے صادر ہوتا فوراً اس کا دیا ہی ظہور ہوتا تھا، حضرت اوقات مبارک کے قلندر مشرب ابدال گذارتے تھے، لول اول اس سنگی باطن میں اس قدر متغرق ہوتے تھے کہ اسم ظاہر پر بھی التفات نہ رکھتے تھے آخر میں بالکل کوہن سے بے پرواہ ہو کر متغرق بحر شہوات ہو گئے تھے، اعلیٰ ہے ادنیٰ کی طرف آتے تھے، ہر وقت ہر لحظہ محذات وحدت رہتے تھے، ذات مبارک منظر جلال حضرت صمدت تھی یہ کلی قاعدہ ہے کہ جس کی کو عشق الہی پیدا ہوتا ہے تو اس عشق کی آگ ل ساکت ہے، اسوا اللہ کو جلالتی ہو تو بس حضرت کو اعلیٰ مرتبہ تھا جس طرح حضرت بابا صاحب آپ پیش آتے تھے اس سے آپ کا مرتبہ اعلیٰ ظاہر ہے، اکثر قطب ہال کا بھی قاعدہ رہا ہے، چنانچہ شیخ شمس الدین تبریز اور شیخ فخر الدین عراقی وغیرہ کے کوائف عمری اور عجائبات لکشر کتابوں میں موجود ہیں، اہل صفات و اوزن و فہم و دست حقیقی میں بصیر اور بصیرت ان کی عایت موج اور قبح خلق منظور

نہیں کرتے، اگر بعض کو تاہمتی سے نگاہ بجانب خلق ڈالتے ہیں تو ان کو مقام معرفت حق میں راہ نہیں  
 اس مقدمہ میں مذہب اہل صفایہ ہے کہ یہ جماعت وارث انبیاء و معصیت معصوم کس واسطے کہ ان کے افعال  
 اور اقوال موافق وحی کے ہوتے ہیں اس واسطے موانع شیت اززدی کے یہ لوگ اپنے ارادہ سے کچھ نہیں کرتے <sup>بغیر</sup> <sup>لفظ</sup> <sup>نفس</sup> <sup>معا</sup> <sup>یستاء</sup> <sup>و</sup> <sup>لیکھ</sup> <sup>ماید</sup> <sup>ید</sup> <sup>جنا</sup> <sup>نچہ</sup> <sup>ذات</sup> <sup>مبارک</sup> <sup>حضرت</sup> <sup>کی</sup> <sup>مطلق</sup> <sup>متفرق</sup> <sup>حق</sup> <sup>تھی</sup> <sup>کسی</sup> <sup>موصوری</sup> <sup>اور</sup> <sup>مضوی</sup> <sup>میں</sup> <sup>مخا</sup>  
 امر حال کو دخل نہ دیتے تھے ایسے مقام اولیاء کو معصیت محفوظ کہتے ہیں کس واسطے کہ یہ تمام عالم مطلوب حقیقی  
 کے جویاں رہتے ہیں عراض کرنا اس گروہ پر از راہ حد نابینائی ہو۔ سیرالاقاب سے نقل ہو کہ بعد درانی کلیئر شریف  
 کے ہر روز حضرت کی زیارت کرنے اس قدر خلقت آتی تھی کہ وہ بگل بادی شہر سے بھی بہتر معلوم ہوا کرتا تھا  
 ایک نقل شہور ہے کہ حسن قوال بابا صاحب ابوجہن سے واسطے کچھ حاصل کرنے زر کے عازم ہندوستان ہوا  
 جس مرید کے پاس گیا اس نے بہت کچھ دیا، اُسکی یہ خیال ہوا کہ اب کلیئر چلئے کہ سید علاؤ الدین علی صاحب  
 اعظم خلیفہ اور بابا صاحب کے بھانجے اور کلیئر کے شاہ ولایت میں بہت کچھ ملیگا۔ الغرض جب یہ کلیئر میں گیا  
 اُس کو ویران دیکھا، اُس پاس کے گاؤں والوں سے دریافت کیا کہ خانقاہ صابر کس جگہ ہے اُن لوگوں نے  
 کہا کہ ایک ٹیلہ پر ایک گولہ کے درخت کے نیچے ایک پھونس کی جھونپڑی ہے وہاں رہتے ہیں۔ الغرض  
 قوال اُسی پتہ پر آیا جھونپڑی کو خالی پایا سمجھا کہ کسی حاجت ضروری کو گئے ہوں گے جب بہت دیر گزری  
 اس نے گرد جھونپڑی کے دیکھنا شروع کیا دیکھا کہ گولہ کا ٹھنا پکڑے بیخود کھڑے ہیں یہ بادب کھڑا رہا بہت  
 دیر کے بعد آنکھ کھولی اور فرمایا کہ تو کبھی، اس نے عرض کیا کہ فرید الدین کا قوال آپ نے فرمایا کہ کون فرسٹ  
 اُس نے بلکہ جواب دیا کہ تمہارے شیخ اُس دفت آہنے بسم کر کے فرمایا کہ میرے شیخ اچھے ہیں اور اُس قوال کو  
 ہمراہ لیکر جھونپڑی میں آئے، چوہے پر ایک مٹی کی بانڈی رکھی ہوئی تھی اُس میں چند گولہ تھے وہ اُس  
 قوال کو درخت غرا کر رخصت کیا قوال اپنے دل میں بہت جلا اور کہا کہ میں بھی یہ گولہ بابا صاحب کے دکھاؤں گا  
 اور کہوں گا کہ آپ کے پیارے مرید نے یہ اتاری کی یہ سمجھ کر اچھوہن آیا جب بابا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا  
 آداب بجالا یا ندبوی کر کے ہر ایک مرید کی خبریت عرض کی، آپ ہر ایک کا حال استفسار فرماتے  
 رہے، آخر آپ نے پوچھا کہ میرے صابر کو بھی دیکھا، اُس نے عرض کیا کہ میں تو ان کی بہت کچھ امید کر کے  
 گیا تھا مگر وہاں جھونپڑی ثابت بھی نہیں اور بڑے مغرور ہیں بڑی دیر تک کھڑا رہا آپ حالت میں مسکرائے  
 ہے، جب نیم کھولی میں سلام کیا، پوچھا تو کون ہو میں نے کہا بابا فرید الدین کا قوال اُس پر انجان ہو کر پوچھا کون فرید

کہ تہا سے پیر اس وقت کہا کہ ہمارے شیخ اچھے ہیں اور یہ گولہ داتاری کے ہیں کمر سے نکال کر پیش کئے  
آپ نے دونوں فرمائے باقی حاضرین کو کئے اور دو رکعت دو گنا دعا کی کہ آج میں شیخ ہوا۔ حاضرین نے  
عرض کیا کہ آپ پہلے شیخ نہیں تھے فرمایا کہ وہ صابر نہ تھا وہ کہنے والا اور تھا جس نے اُن گوروں میں  
قد سے کھایا اُس کے نور باطن میں ترقی ہوئی۔ صاحب سیر الاقطاب کہتے ہیں کہ میں نے پچھم خود دیکھا کہ  
شیر اپنی دُم سے جادو بکشی کرتا ہے۔ حضرت نے آخر عمر میں خرقہ خلافت حضرت شیخ شمس الدین  
کو عطا فرما کر جانب پانی پت خضت کر کے صاحب لایت اُس شہر کا فرمایا ہر وقت رخصت آپ حضرت  
عرض کیا کہ اُس جگہ شیخ شرف الدین بوعلی قلندر صاحب لایت ہیں جواب میں حضرت نے فرمایا کہ وقت اُن کا  
آخر ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۳ ربیع الاول ۶۹۹ھ میں ہوئی عین حالت سماع میں بعد سلطان جلال الدین  
خلجی اور بروایت ثانی آپ کی تاریخ وفات جان گن گئے۔ صاحب مرآۃ الاسرار راوی ہیں کہ حضرت ہمصر  
حضرت سلطان المشائخ تھے اور دونوں بزرگوار میں کمال محبت اور اتحاد تھا اور چند سال پہلے حضرت سلطان المشائخ  
سے انتقال ہوا، مرقدا پاک بمقام کلیہ قبلہ حاجات خلق ہے اور تصرفات اُن کا جاری ہو کہ میدان صادق روایت  
حضرت فیضیاب ہوئے ہیں اور اُن کے مزاج دینی و دنیوی صورتی و معنوی طے ہوتے ہیں کہ اگر اُن کو  
شرح وار لکھیں تو دوسری کتاب تیار ہو۔ صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے بعد وفات حضرت مجادران دگر  
تاب جلال نہ لاکر بخوف آمد شیریں دور جا رہے تھے بعد ایک مدت کے اہل ہنود نے روضہ عالیہ کے  
قریب دیہی کا مندر تیار کر دیا، قریب تھا کہ روضہ مطہر منہدم ہو مگر شیر اُسی وقت آن پہنچا اور بہت سے ہنود  
کو ہلاک کیا باقی فرار ہوئے اور پھر اُس طرف ٹھہر نہ کیا۔ ایک روز ایک ہنود فقیر اُس جگہ آگیا، نورانی جلو  
دیکھ کر سمجھا کہ یہ کسی واصل حق کا مزار ہے مگر بسبب خصوصیت قدیم مذہبی کے اندر روضہ کے آیا اور تربت  
کو سمار کرنا چاہا اور اپنی کلہاڑی سے مزار کو ڈھالنے لگا چند خشت نکالی تھیں اور چاہتا تھا کہ اندر سے  
قبر کو دیکھے کہ اس میں کیا ہے اُسی وقت غضب الہی میں گرفتار ہوا دم اُس کا بند ہو کر ہلاک ہوا جب رات  
ہوئی خدام استسنانہ کو خواب ہوا کہ گویا شیخ تشریف لائے اور فرماتے ہیں کہ ایک شخص بے ادبی مزار کے لئے  
آیا تھا اپنی سزا کو پہنچا ہے ابھی تک گرفتار ہے جاؤ اور اُس کو نکالو صبح جلدی سے مجادر پہنچے اور  
اس فقیر کے مردہ کو گھسیٹ کر دور ڈالا، اُس روز سے پھر کچھ آبادی ہوئی بہت روز تک یہی کیفیت رہی  
عرس شریف میں بھی رات کو کوئی مزار شریف کے قریب ٹھہر سکتا تھا اب ہزار آدمی جمع ہوتے ہیں نہ دہاں چوکی نہ

کسی قسم کا پہرہ نہ پولیس نہ تحصیل کوئی محافظ نہیں ہوتا مگر چوری حرام کاری نہیں ہوتی اور حاضرین کو علی قدر مراتب سکرا اور سرور رہتا ہے۔

راقم الحروف مرزا احمد اختر متقیم حال قصبہ کرانہ ضلع مظفرنگر اپنی قیمتی عرض کرتا ہے۔ اس چیز نے سترہ برس سیرو سیاحت کے بزرگان عہد کو دکھا، بعض کے انفاس متبرک سے فیض پایا، ہندوستان کے اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت مشرف ہوا، حضرت کی زیارت کا اشتیاق تھا مگر عدا کئی سال تک نہ حاضر ہوا کہ تا وقتیکہ خود نہ بلائیں اور پہلے اپنی زیارت مشرف نہ فرمائیں حاضر ہو گا، آخر ایک شرب نیاز تہجد کے میں کر رہا تھا، حجرہ میں اندھیرا تھا یکایک برق کی ایسی چمک معلوم ہوئی کہ میں ڈر گیا سمجھا کہ کھلی گئی بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا تعجب تھا کہ قالب سے روح پرواز کر جاتی کہ ناک میں خوشبو آئی ذرا فرحت ہوئی، دیکھا تو تمام حجرہ بولے عنبر سے معطر تھا اور ایک شخص نورانی دکھائی دیا مگر اُس کے منہ پر ایسی روشنی تھی جی جوت زمین پر پڑتی تھی میری تاب نہ تھی کہ میں روئے اُڑ کو دیکھ سکتا ایک نظر پڑتے ہی آنکھوں کو چوندہ لگ گئی تھی، تھوڑی دیر کے بعد وہ کیفیت جلائی تھی اور میرے جسم کو بولے سرد لگی مگر مجھ میں حس حرکت کی قوت نہ تھی، کان میں آواز آئی کہ تو میری ولایت میں میری قانات کے نیچے رہتا ہے، اور میرے سلام کو نہ آیا مجھ ہی کو تکلیف دی یہ سنتے ہی میں تو بیہوش ہو گیا اور اس قدر سہت طاری ہوئی کہ صبح کی نماز بمشکل ادا کی گئی اور وہ حجرہ کئی دن معطر رہا، فرزند میرا سخت طبل تھا، اظہار جواب بے چلے تھے اُسی وقت اُس کو کلی صحت ہوئی۔ اُس روز سے تصرف اور یہ عنایت ہے کہ جب کبھی کوئی مشکل پیش آئی اور حضور کی روح پاک کی طرف رجوع کی اُسی روز بحالت خواب زیارت مشرف ہوا اور وہ مشکل حل ہوئی۔ بیشک اُنات بابرکات منجھلتا ہے۔ بعد انتقال حضرت کے سلاطین دہلی نے چاہا کہ کلیر کو از سر نو آباد کریں مگر تصرفات ولایت حضرت کے میسر نہ ہوا۔ صاحب قبا س لال انوار تحریر فرماتے ہیں کہ بعد انتقال حضرت قریب مزار پر انوار حضرت کے کوئی نہ جاسکتا تھا، کس واسطے کہ جہاں کسی نے قریب مزار شریف کے قدم رکھا ایک برق مزار معلیٰ سے پیدا ہو کر اُس کو جلا دیتی تھی جب حضرت قطب عالم ہندگی عبدالقدوس گنگوہی قدس سترہ بقصد زیارت جانب کلیر روانہ ہوئے اور مزار مبارک سے ایک کوس کا فاصلہ رہا یکایک برق چمک کر اُن کے نزدیک آتی ہی تھی کہ آپ بصد عجز عرض کیا کہ غلام مشاق زیارت ہے آگے مبیی مرضی، اُسی وقت وہ برق ناپید ہوئی جب قریب روضہ کے پہنچے پھر برق بدستور چمکی حضرت نے پھر بصد نیاز عرض کیا کہ بندہ بولے زیارت حاضر

ہوا ہے، سر دینے کو تیار ہے اُسی وقت برق ناپید ہوئی۔ جب آپ قریب بت اقدس گئے پھر سب تو برق چمکی جاتی تھی اُن پر گرے مگر یہ نہ ٹٹے استقلال سے عرض حال کیا برق ناپید ہوئی اور جلوتیت حضور کی مجسم ہو کر مزار سے باہر آئی اور بندگی شیخ عبدالقدوس کو فعل میں لیا اور مہربانی سے فرمایا کہ تو میرے سلسلے میں ہے اس وجہ سے بچ گیا ورنہ اس جگہ پہنچنے کی کسی کو مجال نہیں ہے حضرت قطب عالم نے عرض کی برق جلال نبی کو نیام کیجئے اور سر جمال آئیے خلق اللہ کو اپنی زیارت مشرف کیجئے کہ عالم آپ کی برکات سے فیضان حاصل کرے۔ حضرت نے فرمایا کہ عبد القدوس تیری خاطر سے برق ذات اپنی کو عالم لامکاں میں طو کیا اور اپنی صفات جمالیہ سے بقدر ایک ذرہ کے اس تربت پر جلوہ دیتا ہوں اُسی روز سے تقریب عرس شروع ہوئی اور خوان فیوضات کا عام طور پر عالم کے واسطے کشادہ ہوا۔ جاننا چاہیے کہ ملفوظات بابا صاحب نے ذکر حضرت کا کم واقع ہوا ہے اُس کل سبب یہ ہے کہ کل ملفوظات بابا صاحب کے حضرت شیخ جلال بانسوی کی رائے سے تیار ہوئے اور اگر کسی نے کہا بھی تو اُن کی خاطر سے کم ذکر کیا کہ سب شیخ جلال کی مروت تھی کس واسطے کہ یہ بابا صاحب کے پڑنے مرید تھے مگر محبت کمالیت ولایت حضرت شیخ علی احمد صابر کے وجود باوجود اور مریدان اور خلفائے سلسلہ حضرت انیس ہے اور نا حال سلسلہ جاری ہے اور نور باطن اس سلسلہ عالیہ کا تمام ممالک میں چمک رہا ہے۔

تقل ہے کہ ایک قوال جو مولوی فتح محمد صاحب کا مرید اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا اُس نے ایک قصیدہ حضرت کی شان میں لکھا۔ عرس شریف میں حاضر ہو کر بھیروس میں سکی رو برو مزار کے گانا شروع کیا کہ یکا یک ایک سوار آیا اور آستانہ پر گھوڑے سے اتر کر ایک تھان ملل وراس چتپتیں رہے رکھے تھو قوال مذکور کو دیکر لڑے پاؤں چلا گیا اور غائب ہو گیا۔ صاحب قتباس لالہ اور امراۃ الاسرار متفق ہیں کہ سیر لا دیا وہیں حوال خلفائے حضرت گنجشکر لکھا ہے مگر حضرت کے بارہ میں اتنا ہی لکھا ہے کہ فقیر بزرگ صاحب لغت کلاس شیخ صابر کہتے ہیں چنانچہ فقیر ساکن کلیر تھا اور پوند بخدمت حضرت فرید الدین گنجشکر رکھتا تھا اور صاحب جازت بھی تھا بابا صاحب اپنے خلفائے سے ایک کو رخصت فرماتے تھے کہ شیخ صابر نے عرض کی کہ میرے باب میں کیا حکم ہے بابا صاحب نے فرمایا کہ صابر رو بھوکا خواہی کہ۔ بھوکا ہندی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ تجھے عیش میں گذریگی پس آخر عمر تک ان کی محویت ذات کی عیش میں گذری اور بہت کشادہ پیشانی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سیر لا دیا معتبر کتاب ہے اس کا کلیہ مہکوا چھا معلوم ہوا کہ یہ کلیر گنجشکر کے کتنی نعمتوں کے حق میں نثار فرمائیں اگر کہیں کہ بھوکا راحت مانے دنیا و آخرت ہی سچ ہے



اگر کہیں کہ مقدار مراد راحتہائے تجلیات جلال جلال کہ منظر ہائے گوناگوں میں دہر سالک کے وارد ہوں یہ بھی درست ہے کہ اگر کہیں کہ راحتہائے قرب حق پر عین مشاہدہ بعد حضور کے کہ عارف پر خطاب و خطاب میں ہوتا ہے کہی لذت عتاب میں غرق ہوتا ہے کہی شوق خطاب میں مثل برق کے چمکتا ہے یہ بھی نہایت زیبا ہے مگر نزدیک فقرار کے بہترین راحت کا راحت تحریر ہے کہ عارف کامل کو فنا کردتی ہے تو حید میں یعنی ذاتِ مطلقہ ایسی محو ہوتی ہے کہ ہر چند آپ کو ڈھونڈنے سے نہیں پاتا۔ حرکات سکناات اس کے مثل نایم کے ہوتی ہیں چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے اللہم زونی تخیراً یعنی اے پروردگار میرے زیادہ کونجیل اور میرے پس کمالات حضرت سید علاؤ الدین علی احمد صابری کے قیاس کیے نہ چاہیں کہ حضرت گنجشکر نے وقت رخصت کے اپنے خلفار کو کیا کیا تعلیم کیا۔ اُن کی نسبت کیا کلمے فرمائے جو کتبہائے چشتیہ میں موجود ہیں اور حضرت کی نسبت صرف کلمہ فرمایا دوسرا نہ کہا۔ نزدیک اہل صفا کے مقرر ہے کہ جو مرید حضور پیر میں بمرتبہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اور قرب حق حاصل کر لیتا ہے اُس کو پھر وصیت نہیں کرتے کس واسطے کہ وہ امرِ حق سے آشنا ہو چکا ہو اور فنا احدیت جلوہ گر ہوئی۔ پس ایسے مرید حق میں صیت کرنا نزدیک اہل طائفہ کے فضول ہے۔

بعض کا اعتراض ہو کہ اور بزرگوں کے حالات بہت بہت مروج کتب تواریخ میں ان کے کشف و کرامات زیادہ کیوں نہیں مشور ہیں اگرچہ میں کسی صاحبِ کتب جواب دینے کے لائق نہیں مگر اس کے چند وجوہ ظاہر ہیں اول تو یہ کہ یہ حضرات سرکرامت فرماتے تھے اظہار کرامت کو بڑا جانتے تھے، دوسرے یہ کہ حضرت کا جلال ایسا تھا کہ آپ کے نزدیک جانینی ہر کسی کو مجال نہ تھی رصادق الاعتقاد جو زیارت کو جاتے وہ بھی دور ہی سے زیارت کر کے چلے آتے تھے، سوم یہ کہ جب کلیر میں آکر اُس کو شرف شریف بخشا کہی کسی آبادی میں نہیں گئے صحبت خلق سے تو اوائل ہی سے نفرت تھی، چہرے سارم یہ کہ آپ کو استغراق ایسا تھا کہ ہر وقت بحر شہود ذات میں مستغرق رہتے تھے اعلیٰ سے ادنیٰ کی طرح ان کی اُن کو کیا ضرورت تھی انجیم یہ کہ بعض حضرت اپنی شہرت کو معیوب سمجھتے ہیں۔ الا ان اولیاء اللہ تحت القباۃ لا یرغم غیرہ۔ موجود ہے چنانچہ بعض ایسے بھٹے ہیں در موجود ہیں کہ انہوں نے اپنے کو پر وہ لامنت میں چھپایا اور حضرت کے مزاج مبارک میں تو کمال درجہ کی ترک و تجرید اور احتیاط تھی ہشتم یہ کہ حضرت شاہ ولایت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلیفہ آپ کی خدمت میں ہے آپ کے انھاس تبرک سے فیض پایا اگر اُن کی کیفیت بھی کہنی ہو تو اخبارات اولیاء اللہ منکشف ہو سکتی ہے کہ وہ بھی صاحبِ کتب و تجرید صاحبِ تغلق تھے پس غور کیا جائے کہ آپ کے غلاموں میں کیسے کیسے زبردست اور کامل مکمل حضرات گذرے ہیں

آگے اس کتاب دیکھنے سے ان کی کیفیت معلوم ہو جائیگی۔ حضرت کے مزار گھرنار سے تاحال جو فیض جاری ہو وہ اظہر من الشمس ہو ورنہ دوسرے لاکھوں آدمی کہتے ہیں ورنہ دامن مراد کو پر کر کے جاتے ہیں بیٹے بہت بزرگوں کے اعزاس دیکھے ہیں۔ مگر اول نمبر اجماع خلائق چار جگہ ہوتا ہے۔ ایک حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں وہم حضرت کے عرس شریف میں نمبر سوم کوٹ ٹھٹھن شریف میں حضرت فرید نانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک میں یہ عرس، ربیع الآخر کو ختم ہوتا ہے جو تھا عرس حضرت خواجہ شاہ سلیمان صاحب تونسوی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت ظاہر فیضان عام ہے جس کو اس کے انکار ہے وہ اس فقیر کا تباہ و برباد کے ہمراہ مزار مبارک پر حاضر ہو کر اطمینان کرے۔ یہ بدنام قصبہ کرانہ ضلع مظفر نگر میں تاحال زندہ موجود ہے۔

## ذکر شمس عالم لامثال بنمازل حضرت جمال معلوم لدینی پڑوہ لطف رسول فی ائینہ جمال و جلال حقانی حضرت شیخ شمس الدین ک قدس سرہ الغریب

آپ خلیفہ حضرت شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کے تھے اور نہ حضرت گنج شکر سے بھی فرقہ خلافت حاصل کیا تھا شان بزرگ و کرامات وافر رکھتے تھے ہمیشہ ریاضات اور مجاہدات اور تصفیہ باطن میں مستغرق رہتے تھے اور غایت تجرید سے لباس قلندرانہ چرمی پہنتے تھے دنیا اور رسم دنیا و مقبلی سے مستغنی تھے اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا فوراً اُس کا ظہور ہوتا تھا۔ سلسلہ نسب کا اس طرح پر ہے۔ یعنی شیخ شمس الدین ترک بن سید احمد بن سید عبد المؤمن کہ فرزند ان حضرت خواجہ احمد سبوی کے تھے۔ نسب کا حضرت محمد ضعیف بن حضرت مرتضیٰ سے ملتا ہے صاحب سیر الاقطاب تحریر فرماتے ہیں کہ آپ شاہ ولایت پانی پت کے تھے اور جائے مولد آپ ترکستان ہے۔ صاحب قنبر لانا نقل ہیں کہ قبل از تشریف آوری ہندوستان کے ایک روز ایک مجلس میں اکثر مردم سادات جمع تھے اور اکابر شہر بھی موجود تھے۔ ایک شخص نے حضرت کو کہا کہ تمہاری سید ہوئے کا کیا ثبوت ہو؟ آپ نے کہا میں نے اپنے آبا سے سنا ہے اور سنا میرے پاس ہے اُس شخص نے کہا کہ اس کا ثبوت دشوار ہے ہم کو یہ قبول کریں کہ وہ سند آپ ہی کی ہے۔ یہ بات سنتے ہی آپ کو جوش آیا فرمایا یہ بات موقوف رکھو تید کی ڈاڑھی کا بال آگ میں نہیں جلا کر تاہم تم دونوں آگ میں آگھسیں جو جل گیا وہ بے نہیں اس بہتر اور کوئی دلیل نہیں فرمادو گرم میں حضرت گھس گئے معاً آتش سرد ہو گیا

ایک تاریخی جامعہ مبارک نہ جلا اور غیب سے ایک چشمہ برآمد ہو گیا کہ جس کے پانی سے حضرت نے وضو کیا کہ دو گنا  
 ادا کیا، بعد اُس طاعن سے کہا کہ آپ بھی وعدہ وفا کیجئے وہ لاچار ہوا اور جب نزدیک تندر کے آیا شعلہ  
 آتش برآمد ہوا اور اُس کے کپڑوں میں آگ لگی اُس نے شور کیا تمام اہل مجلس نے بھی شور مچا باحتر  
 نے جلدی سے اُس کو تھامدیا آتش سرد ہو گئی تمام مجلس بر حال کو دیکھ کر اعتقاد لائی بعد اس کے متوجہ طرف  
 ہندوستان کے ہوئے اور بخدمت حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر حاضر ہو کر بیعت ہوئے اور خلافت حاصل کی  
 بعض نے یکفیت پانی پت کی لکھی ہو۔ شیخ شاہ علی حقی سیر الاقطاب میں تحریر کرتے ہیں کہ نام پاک حضرت برآ  
 ہریم و ہرینج مشکل کے با وضو بعد نماز عشا ایک لاکھ مرتبہ پڑھے، حکم خدا وہ کام پورا ہو یعنی بصدق دل چڑ  
 یا شمس الدین ترک بعض نے لکھا ہے کہ ہر سو بار گئے بعد یہ کہے یا شمس الدین ترک پانی پتی مشکل کشا وہ کہتے ہیں  
 کہ میرا تجربہ ہے اوجس کو بیٹھ اجازت اس عمل کی دی ہو اُس کا کام ہو گیا ہے۔ چنانچہ کاتبِ حروف نے بھی  
 تجربہ کیا ہے اور ایک صفت اور دیکھی ہو کہ اگر کار ہو نہا نہیں ہو تو ہرگز بغیر عمل پورا نہ کر سکیگا اگر ممکن ہو ایک  
 شب میں تمام کرے اور دوسروں پر حوائفے اگر نہ ہو سکے چالیس روز میں پورا کرے مگر حرام کی نیت نہ ہو  
 ورنہ نقصان ہوتا ہے اور آپ کے سلسلہ میں یہ رسم جاری ہو کہ جس حریہ کے گھر شادی ہوتی ہے پہلے باقی  
 تمام حضرت کی نیاز ہوتی ہو۔

صاحبِ مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ حضرت بمقام ترکستان علوم معقول و منقول منطق ریاضی سمیت  
 ہندو غیرہ سے فارغ ہوئے تجربہ و تفرید اختیار کر کے بطلبِ مرشد کامل گھر چھوڑا بزرگان اور انہر  
 ملاقات کی کسی کی خدمت میں دستگیری نہ ہوئی آخر ملازم طرف ہندوستان کے ہوئے اور سیر کرناں بمقام جود  
 آئے بابا صاحب کی خدمت میں نیاز حاصل کیا اور بخدمت شاہدہ جمال حضرت سید علی احمد صابر حجاب ٹھکانا  
 اور سر اپنا حضرت کے قدموں پر رکھا اور شرفِ بیعت مشرف ہوئے حضرت نے آپ کے حق میں س وقت  
 فرمایا کہ شمس الدین فرزند من خدا ہے چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور تاقیامت جاری ہے  
 الغرض بعد ازاں خدمت حضور میں مشغول ہوئے اور روز بروز کسبِ سلوک اہل صفائیں ترقی کرے  
 لگے چند روز میں سیر سلوک تمام کیا اور ارشادِ تعالیٰ نے تھوڑی مدت میں بوسیلہ خواجگانِ حشت تکمیلِ رشتہ  
 کو پہنچا یا کہ دوسروں کی ترتیب میں مشغول ہوئے۔ اکثر احوالات عجیب خارق عادات غریب مثل دیا ظاہر ہوئے  
 لگے آخر ترقہ خلافت پایا اور خدمت حضرت مجتبیٰ سے گوناگوں نعمتیں حاصل کیں اور بابا صاحب نے اجازت نامہ

بخط خاص تحریر فرما کر عنایت کیا، اور اسمِ عظیم تعلیم فرمایا۔ دوسری سند حضرت پیر روشن ضمیر حضرت شیخ علی محمد صابری سے حاصل کی اور آپ نے بھی اسمِ عظیم اور دیگر معتہات کے جنتیہ عطا فرما کر ارشاد کیا کہ شمس الدین بعد اسکا میرے تین روز سے زیادہ یہاں نہ ٹھیرنا اللہ تعالیٰ نے تجھ کو صاحبِ لائت پانی بت کا کیا ہے وہاں جا رہنا اور گرم گشتگانِ باد یہ ضلالت کو حدایت کرنا اور مدد و معاون اُس دیار کے رہنا انہوں نے عرض کی کہ وہ ولایت حضرت قلندر صاحب کی ہو ان کے کس طرح صحبت ہوگی فرمایا کہ کچھ ڈر نہیں کن وقت آخر ہوا، جس وقت تو پانی پیت پہنچ گیا وہ اس عالم فانی سے نقل فرماویں گے آپ نے عرض کیا کہ میرا ارادہ یہ تھا کہ باقی عمر جا رب کشتی آستانہ حضور میں بسر کروں، حکم والا اس طرح ہے مرضی مولیٰ ہر چہ اولیٰ۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین ترکِ قدس متروک بعد پانے خلافت کے حضرت مخدوم شیخ علاؤ الدین علی احمد صابری سے واسطے پردہ کے سلطان غیاث الدین بلبن کے مصاحبوں میں نوکر رہے ہیں اپنے کمال کو لباسِ اغنیاء میں پوشیدہ رکھا مگر آپ کے کمال کی شہرت ہونے کے باعث یہ لکھا کہ سلطان نے ایک قلعہ پر یورش کی اور محاصرہ کے ہوئے ایک مدت گزر گئی تھی فتح میسر نہ ہوتی تھی، ایک شب کو ہولے تندہ اور بارش بکثرت ہوئی تمام لشکر اسلام کے خیمے گر گئے اور بسبب کثرتِ بارش کے آگ تمام لشکر کی کچھ گئی یہاں تک کہ سلطان کے خیمہ کی بھی شمع جل ہو گئی خدمتگار سلطان آفتابہ لے پھرتا تھا کہ کہیں آگ نہ بجائے تو سلطان کے وضو کے واسطے پانی گرم کرے۔ اس نے دیکھا کہ ایک خیمہ میں چراغ روشن ہو اور خیمہ کو بھی آسٹ پھنچا وہ خیمہ حضرت کا تھا، وہ خدمتگار آپ کے خیمہ میں آیا آپ تلاوتِ قرآن کرہ پڑھتے تھے۔ وہ چاہتا تھا کہ آگ یا چٹائی طلب کرے، مگر بوجہ ہیبت الہی کے کچھ کہہ نہ سکا، روبرو کھڑا تھا کہ حضرت نے مسرور ہو کر اٹھا کر فرمایا کہ آگ چاہتا ہے اُس نے اُس کے لئے چراغ حضرت سے روشن کئے اور آبدار خانہ میں لاکر تمام گرم کیا۔ وہ خدمتگار سقتہ تھا، یہ باجرا دیکھ کر اُس کو چین نہ پڑا صبح مشک لیکر اُس خیمہ کی طرف روانہ ہوا، جب نزدیک آیا حضرت کو دیاں نہ دیکھا، پھر کرتا لاپ پڑا یا کہ جو قریب لشکر تھا دیکھا کہ ایک بزرگ وضو کر رہے ہیں یہ کھڑا رہا۔ آپ نے نماز ادا کی اور اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے، اس سقتہ نے مشک بھری تو پانی اُس تالاب کی گرم پایا۔ حیران ہوا کہ ہر روز یہاں سے پانی بھرتا ہوں آج یہ پانی گرم کیوں ہے باوجودیکہ برف جم رہا ہے۔ چلے کا جاڑا ہے۔ یہی فکر کرتا ہوا آبدار خانہ میں آیا اور سمجھا کہ یہ برکت اُس بزرگ کی ہو اُس روز تو اُس نے کسی سے اظہار نہ کیا، دوسرے روز حضرت کے پہنچنے کے چار گھڑی پہلے تالاب پر پہنچا پانی مثلِ برف کے پایا

اور ایک درخت کے نیچے پوشیدہ ہو گیا کہ دیکھا چاہیے وہ بزرگ پھر بھی آتا ہے۔ حضرت وقت معینہ تشریف لائے وضو کر کے نماز صبح ادا کی اور متوجہ طرف خیمہ کے ہوئے اب ستھ تالاب پر آیا پانی کو جو دیکھا تو گرم پایا اور مشک بھر کر سلطان کے رو برو گیا جو ماجرا دیکھا متاعرض کیا سلطان نے وہ دن اور شب بسر کیا چار چھ گھنٹہ رات باقی ہے سٹے کو ہمراہ لیکر تالاب مذکور پر آچھیا، حضرت بدستور تالاب پر آئے وضو کیا اور نماز ادا کی بعدہ متوجہ طرف خیمہ کے ہوئے۔ سلطان نے اگر اسی پانی کو دیکھا تو گرم پایا اور متعجب ہو کر عقب حضرت کے روانہ ہوا دیکھا کہ آپ خیمہ میں پہنچ کر تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے سلطان ہاتھ باندھ کر رو برو جا کھڑا ہوا، جب آپ فانی ہوئے سر اٹھایا، دیکھا سلطان دست بستہ کھڑے بنے، سلطان نے کہا: "یہ ہے سعادت میری کہ تم سا خدا دوست میرے زمانہ میں موجود ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ قلعہ کس واسطے فتح نہیں ہوتا حضرت نے ہر چند تالاب جب سلطان نہ آنا آپ نے فاتحہ پڑھی اور فرمایا اسی وقت دھواؤں کو فتح ہوگی سلطان خوش ہو کر انہی بارگاہ میں آیا اور اسی وقت سوار ہو کر قلعہ پر دھاوا کیا، تین ساعت عرصہ میں قلعہ فتح ہوا، سلطان باظفر و عنایت خیمہ گاہ اپنے پر آیا دوسرے روز ارادہ کیا کہ شرفِ ملازمت حضرت کی حاصل کرے آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر کل سباب سامانِ زہد و جاہر وہیں چھوڑ کر اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند سے قیام کیا، اور بعد انتقال پیر روشن ضمیر تین روز وہاں رہ کر چوتھے روز راہی طرف پانی پت کے ہوئے پانی پت میں پہنچ کر ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھے حضرت قلندر صاحب نے ازراہ کشف آپ کا تشریف لانا معلوم کر کے پانی پت سے مسافتِ خستہ یاری کی جب حضرت قلندر صاحب اپنے حجرہ سے برآمد ہوئے پیر حلوانہ نے کہ حضرت کی اُس پر بہت جہرانی تھی پوچھنے لگا کہ اس وقت آپ کہاں جاتے ہیں آپ کو نہ چھوڑ دوں گا حضرت نے فرمایا کہ میں اس جگہ ایک ساعت نہیں ٹھہر سکتا کہ یہ ولایت دوسرے کے حوالہ ہوئی، اُس پس نے کہا کہ اُس صاحبِ ولایت کو مجھے دکھائیے کہ پھر جہاں چاہیے تشریف لیجائیے میں آپ کے ہمراہ چلتا ہوں حضرت قلندر صاحب نے فرمایا کہ فلاں محلہ میں یکدم روہی شکل کا چرم پوش دیوار کے سایہ میں بیٹھا ہے، خبردار اُس سے گستاخی نہ کرنا دوسرے دیکھنا، الغرض وہ حلوانہ روہی آپ کے پتہ پر آیا دیکھا کہ ایک شاہ باز بیٹھا ہے اور دوشیر دو طرف اُس کے بیٹھے ہیں درِ عرش کر رہے ہیں یہ سراپہ ہو کر وہاں آیا اور قلندر صاحب عرض کی کہ میرا اپنے ارشاد فرمایا، بجا اور درست ہے۔ سیر الافطاس اس صحنِ ظاہر ہوا کہ حضرت شیخ غنم الدین ترک جب پانی پت میں پہنچے بطریقِ کتابت ایک پیالہ دودھ قلندر صاحب کی خدمت میں ارسال کیا

غرض اُس سے یہ تھی کہ یہ لایت مجھ کو عطا ہوئی ہو یہ شہر میری ولایت سے مثل کانسہ شیر کے ملو ہے دوسرے کی گنجائش نہیں۔ قلندر صاحب نے جب اُس پیالہ کو دیکھا اُس میں ایک بھول ڈال یا، مراد یہ کہ میں اس شہر میں مثل بھول کے ہوں تمہاری لایت سے مجھ کو کچھ تعلق نہیں بعض بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت پانی پت میں فرود کش ہوئے آپ کے خدمتگار کا گدڑ حضرت قلندر صاحب کی طرف ہوا دیکھا کہ بشکل شیر بیٹھے ہیں۔ یہ کیفیت دیکھ کر خادم وہاں آیا، اور حضرت شاہ ولایت سے سارا حال بیان کیا، آپ نے خادم سے فرمایا کہ پھر جا اگر ان کو اُسی شکل سے دیکھے تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ شیر کو جنگل چاہیے خادم بموجب حکم گیا پھر بصورت شیر پایا اُس نے حضرت کا سلام کہا اور کہا کہ شیر کو جنگل چاہیے اُسی وقت حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ اُس جگہ سے اُٹھ کر باگھونی میں تشریف لے گئے، باگھونی ایک جگہ قریب پانی پت کے ہے حضرت خود وہاں شکل شیر بیٹھے تھے اس وجہ سے اُس جگہ نے باگھونی نام پایا، باگہ ہندی میں شیر کو کہتے ہیں اور وہ جگہ بوجہ برکت قدم مبارک حضرت بوعلی شاہ قلندر قدس سرہ زیارت گاہ ہے، شیخ نے بار دیگر کہلا بھیجا کہ کل تو اے شہر میری ہی ولایت میں ہے۔ آپ سُننے ہی بمقام بوڑھا کھٹارا روانہ ہوئے۔

صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ شیخ شمس الدین نے ہندوستان میں نہ شادی کی نہ اولاد ہوئی، مگر ۱۰۵۰ھ میں عہد شاہجہاں میں سید صفدر خاں حاکم اکبر آباد معزول ہو کر وطن کو جاتے تھے، پانی پت میں جب وارد ہوئے روئے حضرت پر واسطے زیارت کے آئے آپ کا نام و نشان دریافت کیا، معلوم ہوا کہ ترکستان سے ہندوستان میں آئے تھے، یہ سننے ہی صفدر خاں نے اُسے اور کہا کہ میں ہندوستان میں صرف ان کی ہی زیارت کو آیا تھا مگر مزار کا پتہ نہ ملتا تھا میں حضرت کی اولاد سے ہوں اور اپنا نسب دستخطی حضرت کا نکال کر مجھ اوروں کو دکھایا، انہوں نے آپ کی تحریرات سے اُس کا مقابلہ کیا، مطابق پایا، سید صاحب نے کہا کہ آپ نے ترکستان میں شادی کی تھی سید احمد سپر تولد ہوئے۔ بعد تشریف آوری حضرت کے سید احمد سے بہت اولاد ہوئی، پس جب سید صفدر خاں کی عالی نسب کا شہرہ ہوتا شاہجہاں نے اُن کو صاحبزادہ مجھکر بار دیگر کابل اور قندھار کا صوبہ کیا۔ وفات حضرت شمس الدین ترک کی باتفاق مولانا صادق ششم میں ہوئی۔ بعض نے ۱۱۵۰ھ لکھے ہیں۔ اور صاحب مرآۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ سن وفات معلوم نہیں ہوا، مگر ہم حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی تھے، روئے شہر ترک زیارت گاہ میں شہر

پانی پت میں ہے، خلیفہ آپ کے شیخ جلال الدین پانی پتی ہوئے۔

## ذکر حضرت شیخ جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی قدس سرہ الغریز

آپ اس طایفہ کے محبوب تھے، شان عظیم طبع کریم حالت تقیم رکھتے تھے، خلیفہ حضرت شمس الدین پانی پتی کے تھے۔ دراصل نام آپ کا خواجہ محمد تھا۔ جلال الدین خطاب ہوا۔ آپ نے اس قدر ریاضت اور مجاہدہ اپنے اوپر روا رکھا کہ نفس آثارہ بصورت موم موم و مجسم ہو کر بدن مبارک سے جدا ہوا اور کشف کرامت میں منظر تھے اور مریدوں کی تربیت خوب فرماتے تھے۔ نسب نامہ آپ کا یہ ہے یعنی خواجہ محمد جلال الدین بن خواجہ محمود بن کریم الدین بن جمیل الدین خواجہ بیسی بن شرف الدین خواجہ محمود بن بدر الدین خواجہ ابابکر بن صدر الدین خواجہ علی بن شمس الدین خواجہ عثمان بن نجم الدین خواجہ عبداللہ بن شہاب الدین بن خواجہ عبدالرحمن ثانی بن زین الدین خواجہ عبدالعزیز الشری بن فخر الدین خواجہ خالد بن ضیاء الدین خواجہ لیل بن قطب الدین خواجہ عبدالعزیز الکبیر بن رکن الدین خواجہ عبدالرحمن ساکن مدینہ جو گناہروں میں آگئے تھے بن علاؤ الدین خواجہ عبداللہ ثانی بن علیم الدین خواجہ عبدالعزیز بن حسام الدین خواجہ عبداللہ کبیر بن امام الدین خواجہ عمر بن امیر المؤمنین حضرت عبید اللہ بن عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امراء پانی پت تھے اور ولی مادر زاد عالم طفلی میں محبت اور جذبہ الہی گلوگیر ہو چکا تھا، اکثر جنگوں میں جا کر شہید ہو کر رہ گئے تھے، آخر میں بہت استغراق ہو گیا تھا، سماع سنتے تھے اور اس میں شریک ہوتے اور خود کرتے تھے، اور علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے۔ زاد الا برار آپ کی تلمیذات سے معتبر تھا، دو حج کئے بہت سے مشائخ کبار سے فتنیں حاصل کیں۔ آپ کے کمالات کا قیاس کرنا چاہیے کہ شیخ احمد شاہ ہمایون عثمانی جس سے بچکر کند ولایت شیخ جلال الدین کے چھندے میں بھنسے اور اس کے دام تربیت میں پرورش پائے۔ آپ کے والد بہت بڑے امیر کبیر تھے، حضرت مخیر بھی تھے، کسی بھوکے کو کبھی دیکھ بھی نہ سکتے تھے، جو سائل آتا تھا محروم نہ جاتا تھا، اس وقت میں بھی ایسی عالی تہمتی سخاوت اور خارق عادت نظر آتا تھا کہ سب ان سے متاثر ہو جاتے، مولانا خواجہ شاہ غلام فرید صاحب میں پائے جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ حضرت قلندر صاحب شیخ کو کہیں سے دوست رکھتے تھے اور واسطہ دیکھنے کے ہر روز شیخ کے مکان پر تشریف لاتے تھے۔ ایک بار شیخ اپنے خرمین سے اپنا حصہ لینے گئے تھے، قلندر صاحب آپ کے مکان پر تشریف لائے

معلوم ہوا کہ خرمن پر گئے ہیں۔ حضرت قلندر بھی آپ کے شوق میں اسی خرمن پر پہنچے۔ جب شیخ نے حضرت کو دیکھا اپنے دامن میں غلہ بھر کر قلندر صاحب کے حضور لائے، حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا کہ اے پسر کیا لایا شیخ نے کہا گھوڑے کے واسطے دانہ حضرت نے فرمایا کہ اگر گھوڑا بھوکا ہے تو اُس کو کھائے شیخ نے منہ طرٹ گھوڑے کے کر کے کہا کہ اگر اشتہا ہے تو کھائے قدرت خدا سے گھوڑا گویا ہوا کہ بیش کم سیر ہوں نہ کی حاجت نہیں شیخ کو تحیر ہوا اور غلہ لے کھڑے رہے حضرت نے پھر فرمایا کہ کیا لایا ہے یہ غلہ میں نے جھکو بخشا اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ جتنے دانے تیری گود میں ہیں اللہ تعالیٰ اتنی ہی اولاد تجھ کو عطا کرے پس حضرت کی دعا سے شیخ کی بہت اولاد ہوئی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت شاہ ولایت ترک شمس الدین صاحب درجہ پر تشریف فرما تھے، حضرت توحید فرما رہے تھے، ایک لڑکا صاحب جمال شیخ جلال نام مرزا پانی پت سے لباس فاخر پہنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا چلا جاتا تھا، حضرت کی نظر پڑی اور محبت پیدا ہوئی کہ شیخ جلال حاضر ہوئے اور گھوڑے سے اتر کر بنظر اعتقاد قدموں پر سر رکھا، بعدہ ایک مدت سیاحت کی۔

**نقل** ہے کہ ایک بار پھر اسی چند درویشان سیرکناں قصبہ ہانسی میں وارد ہوئے اُن مومندوں میں حضرت قطب عالم شیخ جمال الدین ہانسیوی جات تھے اُن کو غریب بشارت ہوئی کہ شیخ جلال پانی پتی آتا ہے جلدی اپنے دروازہ پر جا کہ اُس کی دعا کی برکت سے تیرا سلسلہ جاری ہوگا، اُسی وقت حضرت شیخ جمال نے اپنے خادم سے کہا کہ شرق کی طرف جا چند درویش آتے ہیں اُن کو میرا سلام کہنا اور یہاں لانا، وہ خادم خانقاہ سے چل کر تھوڑی دور گیا تھا آپسے ملائی ہوا اور اپنے شیخ کا سلام کہا، اور ہمراہ لے گئے خانقاہ پر آیا، یہاں شیخ جمال منتظر دروازہ پر کھڑے تھے، اُن درویشوں سے کہا تم میں سے کوئی اور بھی باقی ہو انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا خود سال کو وہ باہر آبادی سے جہاں اسباب رکھا ہو موجود ہے ہم سب بوجہ خجائش آپ کی حاضر ہیں۔

شیخ نے کہا جھکو اُسی طفل سے کام ہے اور اُن کو کھانا دیا اور کہا تم میں سے ایک جا کر طفل کو لے آئے۔ پس ایک فیکر گیا اور آپ بل کر لایا، شیخ جمال حضرت کو دیکھتے ہی تغلیم و تکریم سے پیش آئے نہایت تکریم سے کھانا کھلایا۔ بعدہ درویشوں سے کہا کہ آپ مستراحت کریں اور حضرت شیخ جلال الدین کو اپنے پاس کھا اور وقت خلعت کے کہا کہ بیٹے شد شیخ علی صابر کو چاک کیا تھا انہوں نے میرا سلسلہ چاک کیا، جب یہ خبر بابا صاحب کو پہنچی تو اپنے فرمایا تھا کہ بیشک سلسلہ جمال منقطع ہوا اگر طریق شیخ علی احمد صابر میں پانی پت کا پہننے والا شیخ جلال ہوگا اگر وہ دعا کرے گا تو شیخ جمال کا سلسلہ جاری ہوگا، پس جھکو بشارت ہوئی ہے



کہ وہ آپ ہی ہیں میرا ساسا جاری کیجئے۔ شیخ جلال الدین نے وضو کیا اور دو گانہ ادا کر کے دعا کی اور فاتحہ پڑھ کر حضرت سچے اور ہمراہی درویشوں سے ملے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور صاحبزادہ شیخ بریل خان کو لد ہوئے۔ یہ چچہ جینے کے تھے کہ قطب جمال قدس سرہ نے رحلت کی اور حضرت سلطان الشیخ ان کو اپنے ہمراہ دہلی لے گئے، اُس وقت یہ چچہ ماہ کے تھے پرورش فرمایا تعلیم کی اور پھر یہ حضرت سلطان الشیخ کے مرید ہوئے۔ اس نقل کو صاحبِ اقتباس لانا لے نہ معلوم کہاں سے یا یہ ثبوت کو پہنچا یا کیا معنی کہ حضرت شیخ جمال کی وفات ۶۵۹ھ میں ہوئی اور آپ کے فرزند کی عمر اُس وقت چھ ماہ کی لکھی ہو اور حضرت شیخ جلال الدین محمود کی ولادت ۶۵۸ھ میں ہوئی، اس حساب سے حضرت شیخ جلال الدین کی عمر ۶۵۸ھ سوا سو برس کے معلوم ہوتی ہے کیا عجیب ہے کہ یہی سند ہو کس واسطے کہ حضرت شاہ اکرم مصنفِ اقتباس کامل اور محقق گذرے ہیں ایک روایت یہ بھی ہو کہ حضرت جمال نے خلوت میں آپ سے کہا کہ سرگرداں مت ہو اور ایک دانِ خمد میں سے شملِ لدین نام پانی پت میں آویجا اُس سے تمہارا کشود کار ہو گا۔ انقض بموجبِ صیادت حضرت شیخ جمال کے ارادہ پانی پت کا کیا، جو درویش ہمراہ تھے انہوں نے دیکھا کہ یہ لڑکا ادھر ہیں سب کا اسباب لئے چلا جاتا ہے یہ کرامت دیکھ کر وہ معقد ہوئے اور آپ کے ہی ہمراہ رہنا چاہا مگر آپ نے اُن کو رخصت کیا اور پانی پت میں آئے حقیقت میں شاہ اکرم صاحبِ لطف اقتباس نہایت محقق ہیں کہ خود کہتے ہیں کہ یہ حکایت خالی ضعف سے نہیں۔ صاحبِ مرآۃ الاسرار نے لکھا ہے کہ شیخ جلال صاحبِ مال جامہ تھے قبل زارادت حضرت شیخ شملِ لدین ترک پانی پتی عیش و عشرت سے اپنے وطن میں یام گذارتے تھے، آخر مرید ہو کر کارِ فقر میں مشغول ہوئے اور کارِ تکمیل پہنچایا بعد چند سال کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور بعد وفات اپنے مرشد کے مسندِ صابری پر تنگن ہوئے اور گشتِ گام بادیگر اچھی کوبراہِ حقِ صلایت منسرفی ہزاروں دی اطرافِ جوانب سے اگر حدایت پانے لگے اور خرچ باورِ چٹا بہت زیادہ تھا ہزاروں بھوکے مسافر و مقیم خانقاہ پرورش پاتے تھے یہ کوئی نہ جانتا تھا کہ یہ ہزاروں درویش جو روزِ خرچ ہوتا ہے کہاں سے آتا ہے۔

صاحبِ سیرِ الاقطاب نے لکھا ہے کہ جس برتن میں جو کھانا کھاتا وہ اُسی کی ملک مقرر تھی خلعتِ جبران تھی کہ ہر روز اتنے برتن کہاں سے آتے ہیں، کبھی اگر آبادی سے دل گھبراتا تو دس دس روز جنگلوں میں رہتے اور اُن غیب سے کھانا موجود ہوتا اور جس قدر کھانا ہوتا اُس کے کھانے والے بھی خدا بھیج دیتا تھا۔

اہل تاریخ سبب اس فتوح کا یہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت شاہ ولایت نے آپ کو خرقہ خلافت دیا تو وقت فرمایا تھا کہ جلال تجھکو یہ بھی دیا وہ بھی دیا اُس روز سے یہ کیفیت تھی کہ علاوہ املاک جدی کے لوگ گھوڑے باغی شتر زرو جاہر ہر قسم کے اسباب سامان لاکر نذر کرتے تھے مگر حضرت علیہ استغراق ذات احدیت میں کسی چیز کی طرف نظر بھی نہ فرماتے تھے بطریق مشرب پیران خود پروائے کون و مکان نہ رکھتے تھے اور تہجد لدعات تھے اصلی نام آپ کا محمود تھا جلال الدین کبیر الاویار پیر روشن ضمیر نے خطاب دیا تھا سیر الاقطاب نے نقل ہو کہ احمد قلندر نے طلب مرث میں لایا ہے چل کر سیر کنان ہندوستان میں لکھی جنگل میں اگر قیام کیا اور اطراف و جوانب مشائخ کو دعوت کر کے بلایا کل اطراف کے درویش جمع ہو گئے۔ چنانچہ حضرت شیخ جلال بھی موجود تھے جب سب درویش کھانے پر بیٹھے اور کپڑا دسترخوان پر سے اٹھایا تو تمام کھانا مشکوک نظر آیا کہ ہر طباق میں کسی میں کلمہ بن رکھی میں سگ کسی میں گربہ تھا سب نے اُس کو دیکھ کر تعجب کیا اور حضرت کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اب کیا کیا جائے آپ نے کہا کہ خدا سے کیوں نہیں عرض کرتے کہ الہی حکم ہے کہ جو کھانا ناجائز ہے وہ دسترخوان سے جڑا ہو جائے یہ فرماتے ہی ہر ایک جانور طباق میں سے کود کود کر ہیئت اصلی پر ہو کر روانہ ہوا طباق خالی رہ گئے یہ دیکھ کر احمد قلندر نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور عرض پرداز ہوا کہ اس ضیافت سے میرا یہ مطلب تھا کہ صاحب ولایت کو پا کر اس کمال طہسنی حاصل کروں اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے ذاتِ بابرکات کو مجھ تک پہنچایا اور اُس کے تمام مشائخ کو باعز از تمام رخصت کیا اور خود حضرت کا مرید ہوا، حضرت نے چند روز اُسی جگہ قیام فرما کر اس قلندر کو کمال بنا کر خرقہ خلافت عطا کر کے ملتان کی طرف رخصت فرمایا اور خود بدولت پانی پت میں رونق افروز ہوئے انہیں دنوں میں شیخ عبدالحی ردو لوی حاضر ہو کر مرید ہوئے۔ مرآۃ الاسرار سے نقل ہو کہ شیخ عبدالمسیح ہستی پانی پت روبرو حضرت کے حاضر تھے کہ ایک عورت ضعیف و نحیف ایک خالی کوزہ واسطے لانے پانی کے ہاتھ میں لئے جاتی تھی حضرت کی نظر جو اُس پر پڑی ازراہ رحم فرمایا کہ اور کوئی ایسا نہ تھا کہ تجھکو ایک کوزہ پانی دیتا اُس نے کہا کہ مجھ میں کچھ دیکر پانی منگانی تو قوت نہیں مجبور آپ ہی پانی لینے جاتی ہوں حضرت نے اُس کے ہاتھ سے وہ برتن پانی کا لیکر کنوئیں سے اُس کو بھر کر دوش مبارک پر رکھ کر اُس کے گھر پہنچایا اور دعا کی کہ الہی اس پانی میں برکت ہے اُس روز سے وہ ضعیف کتنا ہی خفج کرتی مگر پانی اس طرف کا کم نہ ہوتا تھا نقل ہے کہ باوجود بسیار املاک جائداد و فتوحات

کے خاص آپ کے اہل خانہ پر فائے گذرتے تھے ایک شخص کیمیا گر آپ کے صاحبزادہ سے ملا اور عرض کی کہ لے مخدوم زادہ تمہاری صورت کے معلوم ہوتا ہے کہ تم پر کئی دن کا فاقہ ہے تم مجھ سے کیمیا بنائی سیکھا تاکہ بغراغت ایام گذاری ہو کہیں حضرت بھی دیوارِ جبر کے قریب سے سن ہے تھے فرزند کو بلایا اور حجرہ میں لے جا کر فرمایا کہ دیکھ اس حجرہ کو جب انہوں نے آنکھ اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام حجرہ سونے کا ہے اپنے فرمایا کہ لے فرزند یہ اکیر پیدا کرو کہ جس پر نظر ڈالو وہ کندن ہو جائے اور وہ کیمیا جو ہے وہ فقیروں کے کام کی نہیں۔

سیرالقطاب سے نقل ہے کہ حضرت نے کئی حج ظاہری طور پر ادا کئے اور ہمیشہ نماز جمعہ مکہ معظمہ میں ادا کیا کرتے تھے ایک بار آپ کے دل میں آیا کہ اگر اجازت رسول مقبول ہو کبھی پانی پت کبھی مکہ معظمہ میں نماز جمعہ ادا کیا کروں اسی شب کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لے جلال تیرا کعبہ تیرے پاس ہر یعنی میرے فرزند سید محمود کے پاس تیرے نماز پڑھنے کی جگہ ہر اُس روز سے حضرت سید محمود جنتا کے مزار انوار پر جا کر نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے مرزا سید صاحب کا جانبِ شریقی مائل بہ جنوب پانی پت کے واقع ہے اہل لکھتے ہیں کہ حضرت کو استغراق بہت تھا آخر عمر میں اور بھی زیادہ ہو گیا تھا کہ وقت نماز کے خدام دونوں شانے پکڑ کر ہلاتے جب ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے۔ ایک روایت یہ ہے کہ خود ہوشیار ہو کر تجدید وضو کر کے نماز گزار کر پھر حالت استغراق میں ہو جاتے تھے ایک دوسرا بیان حضرت ہاضمہ کے خوب خود بخوبی کو دیکھا اور فرزندوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حکم خدا ہے کہ اپنی عمر سے کچھ مخدوم جہانیاں دوں ان کی عمر آخر ہو چکی ہو تمہاری اس بارہ میں کیا رائے ہے فرزندوں نے عرض کیا کہ ہم کیونکر روا کہیں کہ عمر حضرت سے کچھ دوسرے کو نصیب ہو اس پر کیونکر راضی ہوں مگر خواجہ شبلی صاحب نے عرض کیا کہ اگر قرآن حق اسی طرح ہے تو تامل نہ چاہیے کہ حکم دوست کا رد نہ ہو یہ سن کر حضرت بہت خوش ہوئے سبکی رخصت فرما کر آپ حالت استغراق میں ہوئے مگر فرزند کلاں خواجہ عبدالقادر موجود ہے کہ حضرت اٹھے اور صاحبزادہ سے فرمایا کہ میرے پیر پر اپنے پیر رکھ اور آنکھیں بند کر لے انہوں نے دیا ہی کیا فرمایا آنکھیں کھول جب انہوں نے کھولیں اپنے تئیں والد کے ہمراہ دہلی میں نزدیک مخدوم جہانیاں کے پایا اُس وقت مخدوم جہانیاں حالت نزاع میں تھے حضرت ان کے سر ہانے کھڑے ہوئے اور سلام علیک کہی انہوں نے آنکھیں کھول کر جواب سلام دیا آپ نے ان کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اٹھو فوراً اٹھ بیٹھے فرمایا کہ وضو کرو جب وہ

وضو سے فارغ ہوئے فرمایا کہ دو گناہ ادا کرو بعد ادا کئے دو گناہ کے حضرت شیخ جلال الدینؒ فرمایا کہ کھانا  
 میں نے اپنی عمر سے چند سال تم کو دیئے یہ فرا کر دہاں سے باہر آئے اور جس طرح تشریف لے گئے تھے اسی طرح  
 واپس پانی پت آئے مخدوم جہانیاں کو کلی صحت ہوئی سلطان اس ماجرہ سے آگاہ ہو کر نزدیک اپنے پیر  
 مخدوم جہانیاں کے آیا اور حال دریافت کیا مخدوم نے فرمایا کہ جلال الدین پانی پت سے آئے میرے  
 حق میں دعا کی اور اپنی عمر سے دس سال بندہ کو بخشے کہ میں صحت پائی پھر وہ اپنے وطن کو گئے سلطان  
 نے عرض کیا کہ زہے میرے نصیب کہ میرے عہد میں ایسے اولیا ہیں اور حسب اجازت مخدوم  
 واسطے زیارت حضرت کے پانی پت آیا وقت ملازمت عرض کی کہ آپ نے حق کو دیکھا حضرت نے  
 فرمایا کہ دیکھنا خدا کا ان چیزیں ظاہری سے شریعت میں روا نہیں ہے البتہ سایۂ حق سبحانہ تعالیٰ  
 دیکھا ہے یہ سن کر سلطان بہت خوش ہوا اور بہت کچھ نذر کیا ہے حضرت نے وہ نذر قبول نہ فرمائی  
 مجبور آپ کے فرزندوں کے آگے لے گئے انہوں نے بھی قبول نہ کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ در  
 خانقاہ پر عند اللہ تقسیم کرو چنانچہ دس ہزار مال تھا کہ موسم برہنگال میں اب بھی اس سے کھڑا  
 اشرفی بعض کے ہاتھ آجاتا ہے بعدہ سلطان مرض ہو کر دار السلطنت میں اپنی یا سلطان فیروز شاہ  
 اپنے ہمیشہ زاد فتح خاں کو بہت عزیز رکھتا تھا ایک روز انارکالت میں قدم مبارک رسول مقبولؐ کا کہ  
 جس کو مخدوم جہانیاں عرب شریف سے لائے تھے ذکر آگیا کہ اس کو کہاں کہیں دونوں ماموں بھانجوں میں  
 بہ بات قرار پائی کہ جو پہلے مرے اُس کے سینہ پر یہ قدم مبارک ہے چنانچہ فتح خاں گھوڑے پر سوار ہوا  
 اپنے دل میں ارادہ کیا کہ پانی پت چکر شیخ جلال الدین سے استدعا کیجے کہ یہ قدم مبارک میرے سینہ پر رہے  
 یہ خیال کر کے دواں دواں پانی پت آیا قریب حجرہ کے گھوڑے سے اتر کر اندر حجرہ کے جانے لگا شیخ زینا کہ  
 خلیفہ حضرت کے تھے فرماتے لگے کہس جاتا ہے کھڑا رہے جب فتح خاں نہ مانا اور اندر گیا تو شیخ زینا نے کہا تو سلامت  
 بھی آویگا اُس نے جواب دیا کہ سلامت جاتا ہوں و سلامت ہی آتا ہوں شیخ نے کہا اگر تو سلامت آئے تو میرا  
 پیرا ہن چاک چاک کیجیو ورنہ میں تیرا جامہ چاک کروں گا فتح خاں پہلے ہی موت کا خواہاں تھا اسی مراد کو آیا تھا  
 ولیز حجرہ میں در آیا حضرت اُس وقت استغراق میں تھے یہ دست بستہ کھڑا کہ یکایک حضرت آنکھیں کھولیں در فرمایا  
 فتح خاں گیر یہ سن کر فتح خاں خوش ہوا آداب بجالا کر حجرہ سے باہر آیا اور شیخ سے کہا کہ کچھ کیونکر سلامت آیا شیخ زینا نے  
 فرمایا بچہ تیرا نہ پہنچ چکا ہو دہلی تک سلامت نہ پہنچا فتح خاں نے جواب دیا الحمد للہ میری آرزو یہی جواب سینے

بشارت پائی اور بہت خوشی سے گھومتے پرسوار ہو کر راہی ہوا جب نزدیک پٹی کے پہنچا اس کو نیند آئی ایک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر لیٹا چارو ڈال دیا کہ جاں بحق تسلیم ہو اجب اُس کے مرنے کی خبر سلطان کو پہنچی اُس نے بموجب وعدہ کے قدم مبارک اُس کے سینہ پر رکھا کہ تا ایں وقت زیارت گاہ ہے۔

سیرالاقطاب نے نقل ہو کہ مخدوم جہانیاں نے جب حضرت کی دعا سے از سر نو زندگی پائی واسطے ملاقات حضرت کے پانی پت میں آئے اور بہت روز تک قیام کیا بلکہ ایک جگہ بھی کیا اور حضرت سے فیضان حاصل کیا حجرہ مخدوم جہانیاں متصل مقبرہ حضرت قلندر صاحب ہنوز مشہور ہے مگر صاحب مرآۃ الاسرار نے اس کے خلاف لکھا ہے مگر پہلی حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر شریف حضرت کی کیا عجب ہے کہ قریب سوا سو برس کی ہوئی ہو یا یہ کہ عشرون فرمایا ہو بعد میں عشرون کا عشرہ رہ گیا ہو کس واسطے کہ حضرت کی وفات سن ۸۵۰ میں ہوئی اور ۸۶۰ میں حضرت کی وفات ہوئی یعنی ۱۰ سال بعد مخدوم جہانیاں کی وفات ہوئی یعنی ۸۶۰ میں حضرت کی وفات ہوئی اور ۸۵۰ میں مخدوم جہانیاں کی وفات ہوئی واللہ اعلم۔

سیرالاقطاب نے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ملک مشرق میں مسافر تھے ایک گاؤں میں پہنچے دیکھا تمام اہل دیہہ اپنے اپنے اسباب سامان باندھ کر بھاگنے کی تیاری کر رہے ہیں آپ نے دریافت فرمایا اپنے گھر چھوڑ کر کیوں بھاگتے ہو انہوں نے عرض کی کہ حاکم خراج سخت مانگتا ہے اس دیہہ میں کئی سال سے پیداواری نہیں ہوئی اپنی جانیں بچا کر کسی طرف کو نکل جاویں گے آپ نے ارشاد کیا کہ اپنے چودہری کو ہمارے پاس لاؤ وہ دھڑے لگے اور چودہری سے کہا کہ ایک درویش کامل آیا ہے وہ تجھے طلب کرتا ہے جب چودہری حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس موضع کا بیع نامہ ہمارے نام لکھ دو اور تم ہی رہو اُس نے بیع نامہ لکھ دیا اُس وقت فرمایا کہ کل آلات آہنی لا کر ان کو انبار اُپلے میں رکھ کر آگ دو صبح نکالنا اس جیل سے سرکاری محصل ادا ہو جائیگا تم بھی متمول ہو جاؤ گے انہوں نے بموجب ارشاد کے ایسا ہی کیا حضرت شب کو خفیہ وہاں سے دوسری طرف روانہ ہوئے صبح جب انہوں نے اپنے اہل پاتھے وغیرہ رکھ میں سے نکالے تو سب سوتے کے تھے بہت خوش ہوئے سرکاری دام ادا کئے اور خود ہمیشہ کو متمول ہوئے۔

وگھر ایک وقت حضرت کو ہستان کی سیاحی میں تھے ناگاہ ایک بلند پہاڑ پر گذر ہوا دیکھا کہ ایک ہندو فقیر آنکھیں بند کئے دیہان میں بیٹھا ہے آپ اس کے سامنے ٹھوڑی دیوار استادہ ہے اور اپنے قلب سے اُس کے قلب کو حرکت دی چونکہ وہ بھی اپنے فن میں کامل تھا آنکھیں کھولیں رو برو آپ کو کھڑا پایا سمجھا کہ یہ کامل

در ویش ہے اپنی جھولی سے ایک پتھر نکال کر حضرت کو دیا اور کہا کہ یہ پارس جو لوہا اس پر لگنے سے سونا  
ہوتا ہے، حضرت نے اس کو دیکھ کر تبسم کیا اور اُس پتھر کو ایک گھر سے غار میں پھینک دیا کہ جو برساتی پانی  
ملبب تھا وہ دیکھ کر حیران ہوا اور کہا کہ اے شخص میں نے یہ نعمت عظمیٰ بڑی جان بکائی ہے بیدا کی تھی تیرے  
حال پر رحم کر کے تجھ کو دی کہ تو کبھی فقر و فاقہ میں مبتلا نہ ہو تو نے اسی بے قدری سے اس کو ضائع کیا  
آپنے فرمایا کہ تم نے مجھ کو دیا وہ میری ملک تھی میں نے جو چاہا کیا، اُس نے جواب دیا کہ یہ سچ مگر تو نے  
میرے سامنے جو اس کو برباد کیا اس کا مجھ کو بہت درد ہے یا تو اُس کو موجود کر ورنہ یہاں سے تیری  
رستگاری نہ ہوگی آپنے فرمایا مردانِ خدا جس پتھر پر نظر ڈالتے ہیں وہ پارس ہو جاتا ہے اُس ذرا  
ٹکڑے کی کیا اصل ہے اُس نے کہا میں نہ اندک میرا وہی پتھر پیدا کر جب آپنے دیکھا کہ جو گئی نہ مانے گا  
اُس وقت فرمایا کہ اس پانی میں آ اور اپنا پتھر پہچان کر لے جب جو گئی پانی میں گیا کل پتھر اسی شکل کے پائے  
حیران ہوا کہ میرا کونسا ہے پھر فرمایا کہ لوہا لگا کر دیکھ جب لوہا لگا یا وہ سونا بن گیا۔ غرض جس پتھر کو لوہا  
نکایا وہ سونا ہو گیا بڑی تلاش سے اُس کا وہ پتھر بھی ملا اُس نے طمع سے ایک اور اٹھا کر چھپایا  
حضرت نے فوراً باطن سے معلوم فرما کر کہا کہ ایک زیادہ کیوں کیا یہ کرامت دیکھ کر وہ معتقد ہوا اور دونو پتھر  
روبرو حضرت کے رکھے اور قدمبوسی کر کے غرض کی کرمیت معرفت سے کچھ بندہ کو بھی مرحمت ہوا آپنے  
فرمایا کہ یہ نعمت بے اسلام کے حاصل نہیں ہوتی وہ اُسی وقت اسلام لاکر مرید ہوا چند روز میں توجہ  
حضرت سے ادیا ہوا لکھا ہے کہ چالیس سال برابر حضرت نے سیاحی کی بڑے بڑے بزرگوں کا  
لمے فیضان حاصل کئے لکھا ہے کہ جب عمر شریف حضرت کی آخر پہنچی اتفاقاً حضرت شیخ عبدالحق  
ردو لوی قدس سرہ سیر کرتے ہوئے آگے اور پیرو مرشد کی قدمبوسی سے مشرف ہوئے  
چندے ہے کہ حضرت نے اُن کو بطرفِ ردولی رخصت فرمایا اور کہا کہ ہمارے خواجگان کا طریق  
یہی ہے کہ بعد ترتیب و تکمیل مرید صادق کو جس کا کہتے ہیں چنانچہ بننے بھی تجھ کو طرفِ سنام کے روانہ  
کر دیتا تھا اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے وقت نقل حضرت مخدوم شیخ علی احمد صابر قدس سرہ حضرت  
شاہِ ولایت موجود نہ تھے تو بھی میری نفس کے وقت موجود نہ ہو یہ فرما کر خرقہ خلافت اور اپنے پیروں کے  
تبرکات مرحمت فرمائیے اور عین وقت رخصت کے کمال مہربانی سے فرمایا کہ عبدالحق میں خدائے عزوجل سے  
چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو اور تمام عالم تیرے کور سے منور ہو اور قیامت تک اس کا اثر

باقی ہے اور میرے فرزندان کی دستگیری کرتے رہنا اور وقت نقل کے فرزندان کو بلا کر وصیت فرمائی کہ وقت حاجت تمہاری دستگیری کو بعد الحق کافی ہے۔ وفات حضرت کی ۱۳ ربیع الاول ۸۷۵ھ میں ہوئی مزار پانی پت میں زیارت گاہ خاص عام ہے بعد انتقال حضرت کے حضرت شیخ احمد عبدالحق ایک بار پانی پت میں آئے، صاحب سجادہ اور دیگر صاحبزادگان نے آپ سے بیعت کی آپ نے فرمایا کہ اگر میں نہ آتا تو میرے مخدوم زادہ یونہی رہتے اس روز سے اولاد حضرت شیخ جلال الدین محمود کبیر الاولیا پانی پتی سلسلہ حضرت شیخ احمد عبدالحق سے بہرہ مند ہوتی ہے اور وصیت حضرت کی پابند ہے حضرت کے چالیس خلیفہ تھے ان میں صاحب سلسلہ حثیہ حضرت شیخ احمد عبدالحق ہوئے کہ جن کا ذکر خیر آگے آویگا دوسرے حضرت شیخ بہرام حثی بیڈولوی قدس سرہ خلیفہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی ہوئے لکھا ہے کہ پہلے ان کو خرقہ خلافت عطا کر کے بمقام برناوہ روانہ فرمایا تھا وہاں آپ حدایت خلق اللہ میں مصروف تھے ایک سال دریاے جن نے بہت بیڈولی کہ اب ضلع مظفر نگر میں ہی عبور کر کے قصبہ کے نزدیک پہنچی ساکنان قصبہ مذکور نے کہ متعہ حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کے تھے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ اگر حضور شریفین نے چلیں تو ہم لوگ اس آفت سے بچیں۔ حضرت مخدوم نے ایک خط بدست خاص بنام شیخ بہرام لکھا اور سالیوں کو دیا کہ برناوہ جا کر شیخ بہرام کو دو وہ تمہارے ہمراہ کرو وہیں رہیگا اللہ تعالیٰ تم کو اس آفت سے نجات دیگا الغرض یہ لوگ برناوہ آئے آپ مکان کے اندر تھے انہوں نے آواز دی آپ باہر آئے ان لوگوں نے مخدوم کا خط دیا آپ نے اس خط کو پہلے بوسہ دیا پھر گھر میں نہ گئے اسی وقت ان کے ہمراہ ہوئے جب بیڈولی پہنچے کنارہ دریا پر جا کر عصا اپنا زمین پر مارا اور فرمایا کہ باش دریں جا باش آپ نے اسی جگہ قیام فرمایا تمام اہل قصبہ معتقد اور مطیع رہے اور حضرت نے ۸۷۵ھ میں وفات پانی مزار پر لایا قصبہ بیڈولی میں حاجت روائے خلق ہے ہزاروں سحر آلود و مجربوں آستانہ فیض نشانہ پر حاضر ہو کر اچھے ہوتے ہیں جو بیمار لا علاج ہو کر چنے سے دہاں قیام کرتے ہیں اور چاہہ آستانہ سے ہر روز غسل کرتے ہیں شفا پاتے ہیں چنانچہ اس کاتب لمحوں نے کچھ خود دیکھا ہے کہ ایسے ایسے دیوانے آتے ہیں جو جھکڑوں سے بندھے ہوتے ہیں جہاں جھکڑا آستانہ میں آیا اور خدام نے ڈوری ان کے پیر میں بندھی اور کہا کہ جھوٹو اب یہ قید ہو چکا کہیں نہیں جائیگا اس وقت وہ کھول دیا جاتا پھر نہ کچی راتا جو نہ گالیات ہو دیکھا ہے دیوانوں کو جب بول بول کی حاجت ہوتی ہو تو خود آستانہ سے باہر جا کر بول و برا کر آتے ہیں

خود مزار پر جا کر سر ہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مائے کوڑوں کے کھال گرا دی آگ لگا دی وقت دوپہر کے سب اکٹھے ہو کر باری باری سے جنتر میں سے نکلنے میں شور و شہر کچھ نہیں کرتے خود برتنے کے درخت پر چڑھتے ہیں اور اُس کی ٹہنی بکڑ کر نیچے تلکتے ہیں رتنے ہیں اور کہتے ہیں کہ مائے بکڑ کوڑوں کے کھال اڑا دی اور جو عورت خدمت مزار کے قریب جاتی ہے وہ کسی ہی دیوانی ہو بلے بردہ نہیں ہوتی باور ہے ہی ہے آسیب زدہ یا سحر آلودہ تو فوراً اچھے ہو جاتے ہیں اور جن کو داغی یا قلعی خلل ہوتا ہو وہ چند دن قیام کرتے اچھے ہوتے ہیں جب مکمل قصبہ مقدور ہم مذہب حضرت کے لیے کبھی دریائے نہیں ستایا کبھی مہینہ کی بیماری اس قصبہ میں نہیں کی جس روز سے وہ لوگ اثنا عشری ہوئے بدلے عقیدت کے بغض ہوا اس روز سے دریا بھرتا ہے ۱۸۹۱ء میں دہلی میں دہلی صاحب سیر الاقطاب نے لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں بجاناب بادشاہ دہلی ایک ہندو حاکم بیڈولی ہوا اور وہ معافی کی جو واسطے خدام آستانہ کی تھی اس کی ضبط کیا وہ چھوٹے چھوٹے دو موضع ہیں اور وہ زمین کہ خاص قصبہ میں ہوا واسطے اخراجات آستانہ شریف کے ہے اُس کو بھی ضبط کرنا چاہا مایان قصبہ نے حاکم کو منع کیا وہ نہ مانا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پائش زمین کو آیا اور پائش کرنی شروع کی۔ خدام کی کیفیت دیکھ کر مجبور ہوئے اُن میں سے ایک روز نہ پر آیا اور فریاد کی کہ یا حضرت اس کجبت نے ہماری روٹی چھینی زمین خاص آستانہ کو بھی پائش کر رہا ہے مدد کیجئے۔ مجاور کے کہتے ہی اندر آستانہ کے اُس کو شور معلوم ہوا وہاں اُس حاکم کا گھوڑا بگڑا وہ گھوڑے سے نیچے گرا اور ہوا پر متعلق ہوا اسی خادم نے اس کو ہوا پر دیکھ کر عرض کی کہ یا حضرت اس کو ہوا پر کیوں لٹکا رکھا ہے زمین پر دے مایئے فوراً وہ زمین پر گر کر بیہوش ہوا اُس کے آدمی اُس کو آستانہ میں لائے وہ چلا یا کہ جھکو جلد یہاں سے لے چلو اگر غیب سے میرے سر پر مار پڑتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہاں سے نکل اُس کے آدمیوں نے اُس کو چار پائی پر ڈالا خود اُس کی مشکیں بندھ گئیں جب چار پائی پر ڈالتے تھے وہ نیچے گر پڑتا تھا آخر مجبور ہو کر خدام سے عفو تقصیر چاہی اُن لوگوں نے آستانہ پر آکر استدعا کی کہ یا حضرت یہ اپنی سزا چاہتا اب خطا معاف ہو اسی وقت مشکیں کھلیں اور بعد چند روز کے اچھا ہوا اور بہت کچھ نذر و نیاز کی۔ خدام کو بہت کچھ دیا اس قسم کے حالات بہت سنے اور کچھ بختم دید میں اگر لکھوں تو تیسری کتاب تیار ہو تیسرے خلیفہ شیخ نظام الدین کہ تیس برس خدمت شیخ جلال الدین میں ہے آخر فرقہ خلافت حاصل کئے کہ نام میں مقرر ہوئے بعد روز وہاں رہ کر حیات شیخ میں انتقال کیا اور ایک مدت آپ کی قبر پر شعلہ مثل چراغ کے



روشن معلوم ہوتا رہا، ایک بار حضرت شیخ جلال الدین وہاں پہنچے واسطے فاتحہ کے آپ کے مزار پر آئے اس شعلہ کو دیکھ کر فرمایا کہ نظام الدین یہ نور جو تمہاری قبر پر ظاہر ہے بہتر یہ ہے کہ اندر رہے کہ کوئی نہ دیکھے کہ آداب شریعت متروک نہ ہو کس واسطے کہ اگر نور ہمیشہ ہویدار رہتا تو روضہ مقدسہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رہتا بجز دفنانے شیخ کے وہ نور اندر ہو گیا پھر ظاہر نہ ہوا۔

چوتھے خلیفہ حضرت خواجہ عبدالقادر کے فرزند اکبر بھی تھے یہ بھی حضرت کی حیات میں فوت ہوئے۔ پانی پت میں یہ محل رانیاں متصل سید محمود صاحب کے آسودہ ہیں۔

پانچویں خلیفہ خواجہ شبلی کے فرزند بلند بھی تھے کہ عالم علوم ظاہری و باطنی و تجربہ و فقر میں یگانہ روزگار تھے اہل دنیا و دنیا سے نہایت متنفر تھے اور سبب جمعی بیماری کے دونوں پیر بیکار ہو گئے تھے مگر حالت وجد میں کھڑے ہو جایا کرتے تھے اس طرح پر کہ جس طرح تندرست کھڑے ہوتے ہیں ایک روز عین حالت وجد سماع میں آپ کے چچا شیخ ادریس آگئے آپ کو بحالت وجد کھڑا ہوا دیکھ کر کہنے لگے کہ شبلی وجد کے وقت جو تو کھڑا ہوتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ شبلی اپنی کرامات دکھاتا ہے یہ سن کر بیٹھ گئے پھر تاحیات نہیں اٹھے اور حضرت اپنے مریدان افغانان پانی پت پر کہ جن کی اولاد اب تک پانی پت میں آباد ہے بہت مہربانی فرماتے تھے اُن کو دعای تھی کہ تمہارا تیر کبھی خطا نہ کریگا چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا ایک روز ایک فغان جلسہ عام میں کہا کہ ہمارے پیر کی دعا سے ہمارا تیر کبھی خطا نہیں کرتا یہ کہہ کر آسمان کی طرف تیر چھوڑا سب یکہ ہے تھے کہ کیا ہوتا ہے جب تیر زمین پر گرا دیکھا کہ اس میں مچھلی بندھی ہوئی تھی سب دیکھنے والے متحیر ہوئے اور سمجھے کہ یہ مرد خدا کی دعا کا اثر ہے وفات حضرت کی ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

چھٹے خلیفہ خواجہ کریم الدین تھے کہ متصل اپنے برادر کلاں خواجہ عبدالقادر کے آسودہ ہیں۔

ساتویں خلیفہ خواجہ عبدالواحد کے فرزند بھی تھے بمقبرہ سے باہر متصل دروازہ کے آسودہ ہیں۔

آٹھویں خلیفہ حضرت مخدوم شیخ زینا کہ ان کے دادا پر دادا حضرت کے جد کلاں کے ہمراہ گادروں کے آئے تھے قصبہ اندری میں آسودہ ہیں۔

نویں خلیفہ شیخ احمد قلندر کہ قلعہ پانی پت کی پشت پر آسودہ ہیں۔

دسویں شیخ شہاب الدین کو قصبہ جھنجھانہ میں آسودہ ہیں کیسی ہی ہوا چلے آپ کے مزار پر جو چراغ رکھ دیا جاتا ہے گل نہیں ہوتا۔

اُگیا رتھویں سید موسیٰ کہ بہار میں آسودہ ہیں، بارھویں حضرت قاضی اولیا کہ قصبہ سلطان پور علاقہ کرنال میں آسودہ ہیں، تیرھویں شیخ سعید نبیرہ قاضی محمد اولیا کہ قصبہ سوتی بت میں آسودہ ہیں۔ ان کی اولاد پہلے تو حضرت شیخ جلال الدین کے صاحب بھادوں سے بیعت کرتی تھی اب اللہ جلے چودھویں شیخ حسن موضع نہرہ پر گنہ بیان میں آسودہ ہیں، پندرھویں شیخ عبدالصمد سناسی کہ نام میں آسودہ ہیں ان کی اولاد میں سجادگی چلی آتی ہے ان حضرت نے ملفوظات شیخ کے جمع کئے تھے، سولہویں میر سید محمود کہ متصل روضہ قلند صاحب کے سربراہ آسودہ ہیں، سترھویں میر سراج الدین کہ متصل دروازہ قدیم روضہ حضرت قلند صاحب جلال الدین ہیں، اٹھارھویں شیخ سرکنیا کہ متصل شہر کے آسودہ ہیں جس کی کو کچھ حاجت ہوتی آپ کے مزار سے خشت لاکر با ادب رکھتا، بعد پورے ہونے حاجت کے اُس کے برابر شہر بنی تو لکڑ تقسیم کرتے ہیں، انیسویں شیخ ساؤ الدین کہ کیرانہ میں آسودہ ہیں آپ کا ذکر حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین کے ذکر کے ساتھ کیا جاوے گا بیسویں شاہ ولایت نظام الدین کہ کیرانہ میں سجد کلاں دربار کے آگے آپ کا مزار زیارت گاہ ہے، اور بیس خلیفہ نظری ہیں، اس طرح چالیس خلیفہ ہوتے ہیں۔

## ذکر آں محو جذبات جلال بودی نفحات جمال غرق شہود ذات مطلق قطب الابدال حضرت شیخ احمد عبدالحق توشہ زولوی قدس سرہ

سر حلقہ خلفائے شیخ جلال الدین پانی پتی کہ محبوب ترین خلفاء سے تھے شانِ عظیم حاصل مستقیم رکھتے تھے۔ قہر و لطف جو کچھ آپ کے خیال میں آتا اسی وقت اس کا ظہور ہوتا۔ ریاضت اور مجاہدہ ایسا کیا کہ چھ ماہ ایک قبر میں پوشیدہ یا دحق میں ہے، آپ کو بھی ہر وقت استغراق رہتا تھا کہ نماز جمعہ کو جماعتی خادم حق ہی کہتا آگے چلتا تھا تب آپ آگے قدم رکھتے تھے، اگر وہ کہی چپ ہو جاتا آپ بھی کھڑے رہ جاتے تھے۔ شیخ عبدالرحمن حنظلی کہ مصنف مرآۃ الاسرار اور ادبیت میں نقل کرتے ہیں کہ اسم حق میں ان حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالمعین درمیان شیخ کی کیفیت تھی کہ کوئی سانس بغیر ذکر حق کے خالی نہ آتا تھا۔ ہر موقع ہر محل ہر کاروبار میں حق کہتے تھے۔ چنانچہ اسم حق اور جمال حق میں مستغرق رہتے تھے، چنانچہ آج کل آپ کے سلسلہ میں کحق جاری جاننا چاہیے کہ جب روح عارف کی دو یا سے توحید میں غوطہ زن ہوتی ہے تو انانیت گم ہو کر تنہا لفظ حق ہی کہنے لگتا ہے اور حقیقت توحید معائنہ کر کے حقیقت انیاء ہی زدہ ہزار عالم کو ایک وجود جانتا ہے۔ اس سبب سے

حق بحقیقت پہنچ جاتا ہے۔ الغرض سلسلہ نسب حضرت چند واسطوں سے امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منہی ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ آپ کے دادا شیخ داؤد مدعہ چند مردان قبیلہ کے حادثہ ہلاکو خان میں بلخ سے نکل کر وارد ہندوستان ہوئے، اور بعد سلطان علاؤ الدین خلجی اودھ میں اہل مدینے اور قصبہ ولی کی سکونت اختیار کی شیخ داؤد مرد عظیم القدر تھے اور مرید حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے اپنے حال و جمال باطنی کو سکوت اہل ظاہر میں پوشیدہ رکھتے تھے مزار ان کا ردولی سے جنوب میں نہایت غریبہ واقع ہے۔ بعد انتقال ایک پسر شیخ عمر کو چھوڑا کہ یہ بھی مشائخ سیرت اور متقی تھے ان کا مزار بھی اپنے والد کے پاس ہی شیخ عمر کے دو صاحبزادہ تھے ایک شیخ تقی الدین دوسرے حضرت شیخ احمد عبدالحی شیخ تقی دہلی میں آئے تھے اور حضرت شیخ احمد عبدالحی ردولی بھی والدہ کے پاس تھے صاحب انوار نور العیون تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ احمد قاس سترہ ساٹ برس کے بچے ہمیشہ اپنی والدہ کے ہمراہ نماز تہجد ٹھکر ادا کرتے ایک روز آپ کی والدہ نے شفقت مادرسی کہا کہ عبدالحی ابھی تم پر نماز فرض نہیں تم تقویٰ میں اپنی کوشش کرتے ہو چونکہ آپ عاشق الہی تھے والدہ کی یہ بات خلاف معلوم ہوئی اور کہا کہ کیسی مادر مہربان ہے کہ اپنا کار تو کرتی ہو اور مجھ کو امر حق سے باز رکھتی ہو نہایت شوق گھر سے بے مرسا مان نکل کر چل دیے مگر زبان لفظ حق جاری ہو گیا اور بعد ڈیڑھ دو ماہ کے اپنے بھائی شیخ تقی الدین کے پاس ملی میں آئے انہوں نے ان پر بہت شفقت کی اور ان کو ایک مولوی کے پاس لے گئے کہ تعلیم کریں انہوں نے ان کو میزان الصرف شروع کرائی جب سبق ضرب ضرب کا آیا اس کے معنی پڑھے استاد سے کہنے لگے کہ راہ حق میں زدن اور زندہ شدن کا کیا نام مجھ کو ایسا علم پڑھاؤ جس سے معرفت حق حاصل ہو کہ سوائے اس کے میں کو کو دوست نہیں رکھتا مولوی صاحب یسین کز تہجیر ہوئے اور ان کی طلبہ صبا دق پر روئے اور خدر کیا۔ ان کے بھائی سے کہا کہ اس عزیز کا مطلب و سرا ہر ہم تم کو اس میں کچھ دخل نہیں درادل سے ایسا استغراق تھا کہ ایک روز زوجہ شیخ تقی الدین نے اپنے شوہر سے کہا کہ تم اس کو کیوں نہیں پڑھاتے کہیں اس کو پڑھنے بٹھاؤ کہ علم جو ہر انسان کو انہوں نے کہا کہ یہ کچھ اور ہی پڑھا ہوا ہے دیکھو میں تمہیں دکھائے دیتا ہوں ایک بٹوے میں پانچ پونے ڈال کر ان کو دے اور کہا کہ ان کو بحفاظت تمام رکھنا اپنے وہ بٹوہ لیکر دروازہ کی دہلیز میں گاڑ دیا، تھوڑی دیر بعد آپ کی بھانجی نے پوچھا کہ بھائی عبدالحی وہ بٹوہ وہاں سے کہاں ہے؟ یسین کو کہنے لگے کہ کیسا بٹوہ میں کیا جانوں انہوں نے کہا ابھی جو تمہارے بھائی نے دیا ہے روئے لگے کہ مجھ پر بہتان لگاتی ہو مجھ کو بٹوہ نہیں دیا، انہوں نے وہ جگہ بتائی جہاں آپ نے بٹوہ گاڑا تھا

اس وقت یاد آیا اور فرمایا کہ میں بھول گیا تھا۔ آخر آپ کو صحبت دنیا داران خوش نہ آئی دہلی سے کلکرا اور بزرگوار سے بھی لے آپ کے درو کو کسی نے نہ تخصیص کیا، ایک مدت جنگل میں عبادت مشغول رہے اور ریاضت اور مجاہدہ سجدہ کمال پہنچایا۔ بعد اہام غیبی پانی پت میں وارد ہو کر شیخ جلال الدین بانی تہی سے مکر عارف حق ہوئے اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ شیخ جلال الدین نے آنا شیخ عبدالحق کا نور باطن سے معلوم کر کے چند گھوڑے با ساز زرین سوکار درخانقاہ پر استادہ کر لئے اور خادم کو حکم دیا کہ آج دسترخوان نہایت کھلتے تیار ہو اور خراب بھی کوئی ایسی چیز ہو کہ جس کا چھونا منع نہ ہو کھانا حرام ہو بعض نے لکھا کہ شراب غیرہ مسکرات تھی، نعوذ باللہ جو ذات بابرکات ہوا ورنہ اپنے مریدوں کو خراب حرام چیز کے ہاتھ نہ کھانے کا حکم ہے، خوشبخت ہو کہ شیخ کو نہایت اتفاقا تھا الغرض جب شیخ عبدالحق دروازہ پر آئے گھوڑے اور آرائش مکان اور تزک احتتام دیکھ کر اپنے دل میں کہنے لگے کہ جو شخص ایسا باحشمت اور دنیا دار ہو محبت الہی سے اُس کی کیا ذوق ہو گا، جب اندر آئے تو دسترخوان کو دیکھا اور بھی حیران ہوئے اور اشیائے مسکرات دیکھ کر متعجب ہوئے وہاں سے کلکرا چلے گئے تمام دن چلے شام کو قریب ایک بادی کے پوچھا کہ اس مقام کا کیا نام ہو معلوم ہوا کہ یہ پانی پت ہے، یوں کر بہت ہی حیران ہوئے وہ شب باہر بسر کر کے صبح پھر رہا ہی ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ راہ گم کر گئے دیکھا کہ ایک خشکے رخت پر ایک شخص کلاہ سر پر کھے بیٹھا ہے، انہوں نے اُس سے راستہ دریافت کیا اُس نے کہا کہ لے گمراہ اصلی راستہ دروازہ شیخ جلال الدین کے گم کر کے آیا ہے اگر یقین نہیں تو دو شخص اور آتے ہیں اُن سے پوچھ لے، جب یہ چند قدم اور آگے بڑھے دیکھا کہ دو شخص شکل مشائخ آتے ہیں اُن کے نزدیک پہنچ کر راستہ دریافت کیا انہوں نے بھی کہا تو دروازہ شیخ جلال الدین سے راہ گم کر کے آتا ہے، تیرا راستہ دروازہ شیخ پر ہے، اب تو ان کو یقین ہے کہ یہ ہدایت غیبی ہے، پس با اعتقاد تمام وہاں سے وہیں ہوئے اور دل میں کہا کہ اگر وہ اپنی کلاہ مرزا خواجہ شمس الدین سے مس کر کے میرے سر پر رکھیں اور حلوائیں تو کیا خوب ہو، جب یہ قریب خانقاہ کے پہنچے اُن کے آئینہ کا حال نور باطن سے معلوم کر کے روضہ پیر مرشد میں تشریف لے گئے، خانقاہ پر اُن کو معلوم ہوا کہ شیخ روضہ خواجہ شمس الدین میں ہیں یہ بھی نہایت اشتیاق سے وہاں پہنچے اور اندر روضہ کے جا کر شیخ کی قد موسیٰ کی، شیخ نے اپنی کلاہ روضہ شیخ سے مس کر کے اُن کے سر پر رکھی اُسی وقت برائے نیاز ایک شمس حلوا لایا شیخ نے فاتحہ دیکر اُن کو اور دیگر حاضرین کو تقسیم فرمایا۔ بعض نے لکھا ہے کہ وہ کل حلوائں کے حوالے فرما کر کہا کہ یہ تمہاری آرزو غیبی یہ حلوا لیکر خوش ہوئے اور تین بار دونوں نے حق حق کہا اور شیخ نے ان کو مرید فرمایا بعدہ جب کاہنیں پہنچا خرقہ خلافت

عطا فرمایا اور یہ ارشاد کیا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ میرا سلسلہ تجھ سے جاری ہو چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہزاروں خلفائے امدار توجہ حضرت کے مقتولے روزگار اور برتر تہ لایت کے پہنچے، کوئی جگہ ایسی نہیں کہ جہاں یہ سلسلہ نہ ہو۔ بعض لکھتا ہے کہ جب شیخ احمد عبدالحق دوبارہ آئے ہیں تو شیخ اُن کے شوق میں در خانقاہ پر استاذ تھے اور صاحب قنابل لانا حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ نقل کرتے ہیں کہ جب شیخ احمد عبدالحق آئے اور مرید ہوئے تو خدمت شیخ میں پہننے لگے مگر ان کے دل میں بوجہ اسباب بعثت کے متفرق تھا محسوس اسطے کہ اُن کو تجرید سے الفت تھی۔ ایک روز کسی مرید شیخ کے ہاں دعوت ہوئی۔ اس میں شیخ اور شیخ عبد اور دیگر حضرات موجود تھے۔ دانستہ برائے مصلحت کوئی نشہ کی بھی چیز موجود کی گئی تھی وہ دیکھ کر اُن کو نفرت ہوئی اور چلے گئے تھے بار دیگر پھر اگر مرید ہوئے شیخ اپنی نہایت مہربانی فرماتے تھے۔ ایک روز خادم کو حکم دیا کہ آج حرقم کاکہ لانا اور کوئی نشہ کی چیز بھی ہو۔ جب سترخان آراستہ ہوا چند اور بھی یا حاضر تھے شیخ احمد عبدالحق کو بھی طلب کیا اور اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ بابا عبدالحق جس برتن کو حق سے جدا جانے اور دور سمجھے اُس میں ہاتھ نہ ڈالنا یہ سنتے ہی انہوں نے جو شیخ کی طرف دیکھا انوار تجلیات اللہ نور السموات والارض کا مشاہد ہوا فانیات و فہم وجہ اللہ رونما ہوا۔ نہایت تجلیات ظہور حق سے متحیر اور پیچیدہ ہو کر زار زار روئے اور ایک دم بمثل یک گوشہ میں محو جمال حق میں پڑے ہے۔ ایک روز حضرت شیخ نے کمال مہربانی سے ان کے پاس جا کر فرمایا کہ بابا عبدالحق ہو شیار ہو کچھ کھاؤ آپ نے سُن کر سر استغراق سے اُٹھا کر عرض کیا کہ یا شیخ میں نہ جانتا کیا کھاؤں کیا کروں کس لئے کھانے کی خواہش کروں کس سے پرہیز کروں اور پاک ناپاک میں کیونکر فرق کروں کسی بزرگ کا قول کیا خواہیے ۵۵ غیر تش در جہاں نگہداشت بولاجرم عین جملہ استیساں۔ سبحان اللہ وہ مقامات کہ جو بزرگوں کو بعد تکمیل کے حاصل ہوتے ہیں اُن کو اوائل میں حاصل ہوئے۔ الغرض جب شیخ نے بہت فرمایا تو عرض کیا کہ سانویں کی روٹی بہتر ہے۔ مریدی سے پہلے بھی حضرت سانویں کی روٹی سے افطاری فرمایا کرتے تھے۔ شیخ نے خادموں کو حکم دیا کہ سانویں کی روٹی لاؤ انہوں نے بموجب حکم اُس کے چانول کی روٹی تیار کر کے حاضر کی آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ سانویں کی روٹی نہیں ہو بلکہ چانولوں کی روٹی ہے۔ شیخ نے فرمایا کہ بابا اللہ پاک ہے پاک کو غنایت فرماتا ہے۔ آخر تک پاک ہے۔ پس بعد ان ہدایت کے شکوک رفع ہوئے اور ثابت قدمی سے اپنے کار میں مشغول ہوئے۔ بعد ترتیب کے خواجگان چشت کا طریقہ ہے کہ مرید صادق کو اپنے سے جدا کر کے سفر کراتے ہیں۔ پس بموجب اجازت شیخ کے سفر اختیار کیا۔

شب کچل گزر ایک شہر میں ہوا اور مسجد جامع میں ٹھہرے، بعد نماز عشا کے دیکھا کہ تمام خلق شہر کی مسجد میں آکر اذانیں کہنے لگے۔ آپ نے پوچھا کہ اذانیں کیوں کہتے ہو ان لوگوں نے کہا کہ اس شہر پر بلا نازل ہوئی ہے اُس کے دفع کرنے کو اذانیں کہتے ہیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ تم بھی درویش ہو اذان کہو، آپ نے فرمایا کہ مجھ سے ہرگز نہ ہو سکیگا کہ اللہ کی طرف سے بلا نازل ہو اور میں اُس کے دفع کی کوشش کروں، حق کی طرف سے جو ہے وہ رحمت ہے اور زار زار روتے ہوئے اُسی وقت وہاں سے اٹھ کر راہی ہوئے، آخر قصبہ سننام میں پہنچ کر ایک ضعیفہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے، اور ریاضت میں مشغول ہوئے۔ وہ بی بی بھی اس قدر ریاضت کرتی تھی کہ حضرت اُس سے سبقت نہ لے جاتے تھے نام اس ضعیفہ کا فاطمہ تھا اور سننام میں ایک مجدد تھے ان سے حضرت کو کمال محبت ہو گئی تھی، ان کے واسطے کھانا لیکر جاتے وہ فرماتے کہ یہ رحمت حق ہے اور کھانا ایک روز اس ضعیفہ نے خواب میں دیکھا کہ حوض میں سے مچھلیاں ماری جاتی ہیں، اور صبح حضرت سے بیان کیا اور تعبیر چاہی۔ آپ نے فرمایا میں نے بھی یہی خواب دیکھا ہے۔ تیرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ سننام خراب ہو اور میرے خواب کی تعبیر یہ ہے کہ دہلی خراب ہو۔ چنانچہ اسی عرصہ میں حضرت امیر تیمور صاحب قرآن وارد ہندوستان ہوئے۔ آپ نے اس مجدد سے کہا کہ اب کیا لائے ہے، اُس نے کہا کہ میں بھی یہاں جاتا ہوں تم بھی چلے جاؤ۔ چنانچہ بعد ازل آپ کے سننام تاراج ہوا۔ جب آپ پانی پت میں آئے دیکھا کہ شیخ بھی تیاری سفر کی کر رہے ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی ایک طباق چاولوں کا رحمت فرما کر کہا کہ یہاں رہنا بہتر نہیں۔ شیخ تو کوہستان شمالی کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت طرف بدایوں کے آئے چند سے قیام فرما کر عازم بنگال ہوئے۔ بمقام پنڈہ شیخ علاؤ الدین بنگالی سے ملے۔ وہاں سے چل کر بہار شریف میں آئے وہاں دو محمدیوں سے ملے، انہوں نے آپ کے حق میں دعائیں کیں۔ وہاں سے چل کر ایک قبرستان میں رہے عجائبات دیکھے۔ اہل قبور کی کرامات معائنہ فرمائیں، آخر ایک اہل خیر کی نصیحت سے وطن میں آکر سندھ ادیت پر متمکن ہو کر ترتیب مریدوں میں مشغول ہوئے اور اہل برادری نے نکاح کرایا۔ پہلے آپ کے ہاں شیخ عزیز پیدا ہوئے انہوں نے پیدا ہوتے ہی حق کہا کہ تمام اہل خانہ نے سنا اسی طرح ان کے خوارق ظاہر ہوئے۔ ایک دن غلہ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا غلہ ہے۔ لوگوں نے کہا کہ چناں و خنیں خوارق صاحبزادہ ظاہر ہوئے ہیں۔ آپ نے گھر جا کر فرمایا کہ میرے گھر میں ایسا غلہ نہ چاہیے اور گھر سے نکل کر گورغریاں میں آئے، اور فرمایا کہ اس جگہ عزیز کی ہے، اُسی وقت وہ فوت ہوئے۔ بعدہ دوسرے صاحبزادہ تولد ہوئے انہوں نے بھی حق کہا اور

خوارق ظاہر ہوئے آپنے اُن کے واسطے بھی دعا کی وہ بھی فوت ہوئے۔ آخر جب شیخ عارف پیر سوم تولد ہوئے وہ زندہ ہے اور عارف کامل اور صاحب سلسلہ ہوئے اس سلسلہ کو احمدیہ چشتیہ کہتے ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک روز حضرت دیوار حجرہ پیر شریف فراتھے کہ شیخ جمال کو جرہ گھوڑی پر سوار جلتے تھے۔ حضرت کو دیوار پر بیٹھ دیکھ کر کہنے لگے کہ ممکن ہے کہ یہ دیوار ہلنے لگے اور چلنے لگے آپنے فرمایا کہ کیا شکل ہے اُسی وقت حرکت میں آئی آپنے فرمایا بھائی جمال تمھاری گھوڑی کیسی چلتی ہے انہوں نے ہر چند کڑے ملے اُس نے قدم بھی نہ ہلایا، اُس وقت شیخ جمال شرمندہ ہے اور غدر چاہا۔ الغرض ردولی میں کچے دو حجرے تھے، جمالی نیچے اور جلالی بالائے بام تھا۔ ایک بار پیادہ حاکم ردولی کے خانقاہ حضرت سے ایک چار بائی اٹھالے گئے خدام نے عرض کیا آپنے فرمایا صبر کرو، تھوڑی دیر بعد سنا کہ وہ حاکم مر گیا۔ ایک بار حضرت معہ چند یاران مسافر تھے ایک جنگل میں پہنچے وہاں یکے رخت نہایت شاداب سرسبز تھا نیچے اُس کے صاف زمین تھی آپ وہاں ٹھیکر مشغول ہوئے، یہاں تک کہ روح نے پرواز کی خالی جد رہ گیا۔ ہمراہی چال دیکھ کر زاری میں آئے اور بہت لوگ جمع ہو گئے۔ جب بہت شور و غل مچا آپنے چشم والی اور فرمایا کہ میرا ارادہ اسی جگہ رہنے کا تھا اگر تمھاری شورش سے پھر وہاں آنا پڑا۔ یہ فرما کر ردولی شریف کو واپس آئے۔ وفات حضرت کی پندرہ جمادی ثانی ۸۳۶ھ میں ہوئی مزار ردولی شریف میں حاجت ملے خلق ہر خلیفہ اول تو حضرت شیخ عارف، دوسرے شیخ مخلص، تیسرے شیخ بختیار و شیخ شمس الدین و شیخ بہرام کہ یہ حضرات بھی کابل وقت گزسے ہیں اور نہایت پیر و برست تھے۔

## ذکر حضرت شیخ قوام الدین سارنگ پستی سہروردی قدس سرہ

یہ حضرت پہلے امرائے اہل ہندو سے تھے جب سلطان بھٹے تو ان کی ہمشیر سے سلطان محمود بن فیروز شاہ نکاح کیا، یہ امرائے شاہی میں معزز ہوئے اور اپنے نام پر سارنگ پور آباد کیا کہ دکن میں مشہور شہر ہے اکثر بادشاہ مخدوم جلال الدین اوجی اور شیخ راجن قتال کی خدمت میں کھانا انہی کے ہمراہ کر کے بھیجا کرتا تھا۔ ایک روز شیخ راجن قتال نے کہا کہ سارنگ اگر تو پانچوں وقت نماز پڑھا کرے تو میں دش شیخ جلال کا تمجھ کو دیا کروں، انہوں نے قبول کیا، اور اس تبرک سے مشرف ہوئے پھر فرمایا کہ اگر تو نماز جاہشت اور اشراق اپنے او بلازم کرے تو میں درود دونوں ایک برتن میں کھا دیں، انہوں نے قبول کیا اور تینوں صاموں نے

ایک جگہ کھانا کھایا، اُسی وقت نور باطن اُن کا منور ہوا۔ بعدہ شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ نصیر الدین گندہلی کے مرید ہوئے۔ شیخ نے اُن کو اشغال پیرانِ حشر میں مشغول کیا۔ بعد چند روز کے سلطان محمد نے قضا کی انہوں نے تمام مال و منال جاہ و ترک کر کے اپنی اہلیہ و غیرہ کو ہلو لیکر پایادہ راہی طرفِ حرمین شریفین ہوئے۔ یہ کبھی کیوں پیروں چلے تھے، پاؤں میں چھالے پڑ گئے۔ ناچار قافلہ سے جدا ہو کر رہ گئے۔ تیسرے روز فرمایا کہ تم لوگ تین قدم مجھ سے پیچھے آنکھیں بند کر کے آؤ انہوں نے ایسا ہی کیا، جب چشم کھولی اپنے کو قریب قافلہ کے پایا۔ اسی طرح زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر پھر ہندوستان میں آکر شیخ یوسف بدھ کی خدمت میں رہے اور اُن سے بھی فرقہ خلافت حاصل کیا اور کبھی کبھی لکھنؤ میں آکر زیارت پیر روشن ضمیر شیخ قوام الدین سے بھی مشرف ہوتے تھے، مگر وقت و فوات پیر کی موجود نہ تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ سارنگ اس وقت موجود نہیں، جو رنہ میں اپنا فرقہ اُس کو دیتا اور لباس اپنا حاضرین کے سپرد کیا کہ شیخ سارنگ کی امانت ہے۔ چنانچہ بعد انتقال شیخ کے جب لکھنؤ پہنچے، امانت پیر سے مشرف ہوئے اور لکھا ہے کہ شیخ راجہ قسالت نے بھی تبرکات اپنے پیروں کے شیخ سارنگ کے پاس بھیج دیے تھے۔ وفات شیخ سارنگ کی ۸۴۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت قاضی شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہ

حضرت شاگرد قاضی عبدالمقدر کے اور خلیفہ مولانا محمد خواجگی کے تھے، اور سید میر اشرف علی سمنانی سے بھی استفادہ تھا، آپ بڑے فاضل اور باکمال تھے۔ چنانچہ شرح کافیہ اور کتاب الارشاد کہ علمِ نحو میں ہر اور علمِ بلاغ میں بدیع البیان لائانی ہر اور بحرِ مواج تفسیر قرآن فارسی تقسیم صنایع آپ کی تصنیفات موجود ہیں اور شعر بھی خوب فرماتے تھے، اور اہلبیت کی شان میں آپ کا ایک رسالہ مناقبِ سادات ہے۔ وفات حضرت کی ۸۷۷ھ میں ہوئی۔ ایک قطعہ آپ کا تبرکاً درج ہے۔

ایں نفس خاکسار کہ آتش سزلے اوست      بر باگشت لایق بے آب کردن است  
شخصہ چناں فرست کہ پابرسم ہند      ریزد ہمہ معنی و تکر کہ درمن است

ذکر حضرت میر سید الشہید میر محمد گدیو راز قدس سرہ حضرت عالم خورشیدی سے فرقہ خلافت حاصل کیا



یعنی جد آپ کے وضو فرمایا ہے تھے، اور عمامہ زانو پر تھا، آپ نے اٹھا کر اُس کو اپنے سر پر رکھا، سید صاحب نے فرمایا کہ یہ خلعت تجھ کو مبارک ہو، الحمد للہ کہ امانت اپنے اہل کو پہنچی، اُس روز سید صاحب جس کو مرید فرماتے نیابت سید ید اللہ کرتے۔ ایک بار آپ ایک لڑکی ناکھدا پر عاشق ہوئے، آخر اُس سے نکاح کیا۔ جب جلاؤہ بیٹھے اُس کے جلال کو دیکھ کر شوق پیدا ہوا، ایک آہ سر دھب کر جان عزیز کو معشوق حقیقی کے سپرد کیا۔ بعد اُس دہن نے اُسی محفل مستورات میں اُن کو گود میں لیا اور فوت ہوئیں۔ آخر دونوں عاشق و معشوق کو ایک قبر میں رکھا وفات حضرت کی ۸۴۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نور الدین قطب عالم بنگالی قدس سرہ**  
آپ فرزند دلبند و خلیفہ ارجمند علاؤ الدین علاؤ الحق بنگالی کے تھے۔ صاحب عشق اور شاہیر اولیائے ہند سے ہوئے ہیں۔ آپ کی کرامات شہور ہیں، خدمات مریدانہ بجا لاکر قطب عالم سے مخاطب ہوئے۔ حضرت شیخ علاؤ الدین نے تمام خدمات خانقاہ آپ ہی کے سپرد کیں تھیں اتفاقاً ایک درویش کے شکم میں درد ہوا حاجت پاخانہ کی ہوئی، موجب آپس کو اٹھانے لگے اُس کا دست نکل گیا، آپ کے تمام کپڑے خراب ہوئے، یہ حال اُن کا شیخ علاؤ الدین دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ خدمت تو نے خوب دالی اب دوسری خدمت میں مشغول ہو۔ چنانچہ کار فقر کو بانہا پہنچایا۔ رفیق اعارفین میں لکھا ہے کہ ایک روز آپ برائے ننگ خانقاہ لکڑیوں کا بوجھ سر پہلے چلے آتے تھے، آپ کے برادر کلاں شیخ اعظم خاں اکہ وزیر سلاطین تھے مل گئے، دیکھ کر فرماتے لگے نور الدین کب تک لکڑیاں ڈھونڈیگا، باپ کے پاس ہ کر دیکھ لیا کہ لکڑیاں ڈھونڈتا ہے، میرے پاس آکر میں تجھ کو دولت و جاہ سے مستغنی کر دوں یہ سن کر جواب پا کہ بندہ کو آپ کی دولت و حشمت کہ فانی ہو کچھ حاجت نہیں۔ میزمر کشی خانقاہ بہتر منصب و اہل تیر کے لئے ہوا وفات حضرت کی ۸۵۱ھ میں ہوئی، مزار شریف پنڈاؤہ میں ہے، اور شیخ رفعت الدین اور شیخ انور صلاخاں تھے بعد وفات حضرت کے صاحب سجادہ تھے۔

**ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین قریشی قدس سرہ**  
خلیفہ سید محمد گیسو دراز کہ علاؤ الدین قریشی گولیارہی مشہور ہیں، صاحب جامع علوم ظاہری و باطنی تھے ہمیشہ گوشہ تنہائی میں یا دعبود کیا کرتے، بلکہ خادم کو حکم تھا کہ کوئی اندر میرے پاس نہ آئے۔ وفات حضرت کی ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ کبیری قدس سرہ

آپ اولاد شیخ فرید بن عبدالعزیز بن محمد الدین فی ناگوری  
میں تھے نہایت بزرگ و صاحب مقامات تھے شیخ ضرور صاحب

آپ کی تصنیف ہے، ناگور سے ہجرت کر کے گجرات میں قیام پذیر ہوئے، اور وہیں ۸۹۸ھ میں وفات پائی۔

## ذکر حضرت شیخ ابوالفتح جنپوری قدس سرہ

مرید و خلیفہ و شاگرد شیخ عبدالقادر کے اور  
اُن کے پوتے بھی تھے۔ فاضل و رشخ

وقت گزسے ہیں۔ مکارم اخلاق سے نقل ہے کہ شیخ ابوالفتح جنپوری جدہ مہینہ شکم مادر میں ہے، آپ کے  
جد نہایت فکر مند تھے۔ ایک روز شیخ رکن الدین ابوالفتح متانی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ قاضی کے گھر  
پوتا ہوگا۔ اُس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اُسی روز ۱۲ محرم ۸۹۸ھ میں حضرت تولد ہوئے، اُسی وقت  
شیخ جمال الدین مرید شیخ عثمان سیاح اُن کے گھر آئے، اور آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابوالفتح ہے، قاضی اس  
بچہ سے تیرا گھر پُر نور ہوگا۔ آخر اللہ شیخ عبدالحی والد شیخ ابوالفتح نے اپنے والد کی حیات میں قضا کی، اور  
آپ نے اپنے دادا سے تربیت پائی اور خرۂ خلافت حاصل کیا۔ بعد انتقال قاضی عبدالقادر کے مسند خلافت  
جسٹیت پر فائز ہوئے۔ آدمیر تیمور میں جنپور تشریف لائے اور زیر سایہ دیوار ایام گذاری کی۔ بعض اوقات بھوک سے  
بلن میں لرزہ آجاتا تھا۔ ایک روز ایک سوداگر مرید قاضی عبدالقادر کا آیا آپ کی یہ صورت دیکھ کر کہنے لگا  
کہ ایک مکان قریب مسجد نہایت عمدہ ہے خرید لیجئے اگر روپیہ نہ ہو تو میرے پاس موجود ہے اور شبلی آپ کے  
آگے رکھ دی، آپ نے اُس روپیہ سے وہ مکان خریدا اور بتدریج خانقاہ تیار کر لی۔ پھر یہ سوداگر آیا، اور  
کیفیت خانقاہ کی دیکھ کر دل میں خطرہ لایا کہ شیخ کے پاس بہت مال ہے جو الباسکان بنایا۔ آپ نے اس کے  
خطرہ کو معلوم کر کے فرمایا کہ میرے پاس بہت مال ہے ایک حجرہ زراور ایک نقرہ سے پُر ہے، مگر جو  
ہاتھ نہیں پہنچ سکتا، چاہتا ہوں خچہ کرنا ہوں، دوسروں کے مال کو چوری لیتے ہیں یہ سمجھا کہ یہ بدوعا  
میرے مال کے واسطے ہے۔ شیخ نے پھر آگاہ ہو کر فرمایا کہ مجھ کو کچھ اختیار نہیں جو کہو، آہے میں کہتا ہوں  
پس اُن ہی دنوں میں اس سوداگر کے ہاں چوری ہوئی۔ ایک بار آپ کے گھر میں بُن بری تھی اور شیخ محمد  
اکبش دریابادی اور شیخ فخر الدین کبسنوری یہ دو صاحب آپ کے خلیفہ تھے۔ وفات حضرت کی بروز جمعہ  
۱۳ ربیع الاول ۸۹۸ھ میں ہوئی مزار جنپور میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عارف قدس سرہ فرزند شیخ احمد عبدالحق روملوی

حضرت نے بعد انتقال پدر کے سجادہ شیخ پر بیٹھ کر ہزاروں طالبان حق کو حق رسیدہ کیا، حضرت بندگی شیخ عبدالقدوس فرماتے ہیں کہ خلق کی یہ کیفیت تھی کہ ہر ملنے والا یہ جانتا تھا کہ مجھ سے زیادہ محبت دوسرے سے نہیں فرماتے، میں نے اپنی عمر میں کسی سے نہیں سنا کہ مجھ سے شیخ محبت نہیں کرتے تھے۔ وجود عالم کثرت نظر اقدس سے اٹھ گیا تھا، مستغفر جلال حدیث میں تھے اس وجہ سے صلح کل تھے جب آپ کو پڑھنے بٹھایا حضرت کے والد نے معلم سے فرمایا کہ اپنے علم سے اس کو کچھ امت سکھا کہ علم حجاب اکبر ہے میں اس کو اپنا علم سکھاؤں گا تمھارے پاس فقط ادب سیکھنے کے واسطے بٹھایا ہے کہ نشست برخواست کا طریقہ معلوم ہو جائے، جب آپ کسی وقت دریا لے ہوئے ایک روز آپ کے والد نے اپنے اہل خانہ سے کہا کہ فقیر نے بدرگاہ حق بہت گستاخی کی ہے چند مرتبہ فرستادہ حق مجھ کو لینے آئے ہیں ہر بار یہی جواب دیا کہ جب تک کار خیر اپنے فرزند سے فائز نہیں ہوتا نہیں آتا۔ اے مادہ لکھوری ہو تیار ہوا ورنہ شادی کا بندہ بسترہ شیخ عارف کو کہیں میں لکھوری کہتے تھے۔ ایک دفعہ شیخ عبدالحق قدس سرہ نے شیخ نور الدین سے جو خلیفہ ید موسیٰ کے تھے اور آپ کے محبوب و معتقد تھے کہا یہ اپنی لڑکی کا عقد لکھوری سے کر دو انہوں نے اسی وقت قبول کیا۔ آپ نے مریدوں و دروہا کو ہمراہ لیکر مکان شیخ نور الدین کا قصد کیا اس دوران میں دروغ فرمائے قصہ بھی آگئے جب شیخ نور الدین مکان پر جا بیٹھے اور یہ غرقاضی شمس الدین کو کہوئی انہوں نے اگر سید سے کہا کہ ہم کو فقیروں کی مانند نسبت اور ایسا فقیر کہ ایک کلمہ میں تشا یک کلمہ میں لانی رکھتا ہے اپنے نور باطن سے معلوم فرمایا کہ یہ سید کو منع کرتا ہے نظر غضب اس کی طرف دیکھا مگر خون اس کے شکم سے جاری ہوا آخر وہ بہت پیش آکا آپ نے جہلت دی اور نکاح کے واسطے چھ ماہ کی جہلت دی بعد حضرت خافا کو واپس گئے آخر بعد چھ ماہ کے نکاح ہوا اور قاضی کے شکم سے پھر خون جاری ہوا اس کی صحت کے واسطے لوگوں نے پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تیرا نشانہ پر پہنچ چکا ہے اب چارہ نہیں خرقہ لے قضا کی اور حضرت شیخ عارف کے ہاں شیخ محمد پیدا ہوئے اور دو دختر ایک سید شریفی کہ وہ ایک سید بیاہی گئیں دوسری ام کلثوم کہ باشارہ روحانیت شیخ عبدالحق بندگی شیخ عبدالقدوس بیاہی گئیں حضرت شیخ عارف نے بعد کمال ریاضت اور مجاہدہ کے بدست حق پرست والد اپنے سے فرقہ خلافت حاصل کیا اور فوت بغیر چالیس سال ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔

مرید سید عبدالقدوس سرہ  
یافتہ سید محمد گدو از نسک

تذکرہ حضرت شیخ ابوالفتح علانی قریشی کالپوری قدس سرہ

جب یہ پہلے روز خدمت سید صاحب میں پہنچے انہوں نے پوچھا کہ اے طالب اگر پہلے اس کے کہیں عاشق ہو اسے تو کہہ دے، انہوں نے کہا کہ میں تو عشق کیلئے کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میں عشق کو کیا جانوں کہ کیا چیز ہے، سید صاحب نے فرمایا کہ اس کے اظہار سے امتحان اور معلوم کرنا تیرے شریکِ ہر واقعی کہہ دے اور پردہ نہ کر، انہوں نے عرض کیا کہ ایک بار مجھ کو ایک ہندوئی کے دیکھنے کا شوق ہوا، جب کوئی صورت دیکھنے دیا تو اس کے کدے کی اُخڑ تار لگے میں ڈاکر بُت خانہ میں جا بیٹھا جہاں وہ بجا بانہ آتی تھی، یہ سنتے ہی سید صاحب نے اُس کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تو بابِ عشق میں عجب عالی ہمت ہے، ایسا عالی ہمت کہاں پاؤں گا کہ اُس کو طریقہ عشق خدا سکھاؤں، کام عالی ہمتو کی ہے، عزیزو کی ایمان کیا چیز ہے جو تہ سے راہِ مہر میں صرف کیا۔ اب اگر تجھے عشق حقیقی تعلیم کر دوں تو اس کی بیعت کیا اور مجھ کو بابا صاحب میں کی اندر وضہ حضرت خواجہ قطب الدین کے بے عبادت حق میں مشغول کیا تھوڑے دنوں میں مکمل ہوئے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ قوام الدین خلیفہ شیخ  
تذکرہ حضرت شیخ مینا چشتی صاحبِ ولایت لکھنؤ  
نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے۔

اخبارِ الاخیار سے نقل ہو کہ شیخ مینا ولی مادرِ زواتھے، جب یہ پانچ برس کے ہوئے اُن کو پڑھنے بٹھایا، اُس نے کہا الف کہو اپنے کہا الف پھر استاد نے کہا ب کہو اپنے فرمایا کہ میں نے الف پڑھ لیا اب (ب) کی کچھ حاجت نہیں میری محبت صرف الف الہی سے ہے اور کسی معنی الف کے بیان فرمائے آپ ہمیشہ مجھ سے نیا اور اہل دنیا سے متنفر اور ریاضت شاقہ کرتے تھے، یعنی دیوار پر مٹیکر عبادت فرماتے، جب نیند غلبہ کرتی دیوار پر سے گر کر ہونٹیاں ہو کر بھر عبادت میں مشغول ہوتے اور اپنے پہلو میں کانٹے رکھتے تھے کہ اُن کی اذیت سے نیند نہ آئے اور موسم سرما میں کپڑے نہ کر کے صحنِ خانقاہ میں مٹیکر عبادت کرتے۔ وجہ تسمیہ ان کے نام کی یوں بیان کرتے ہیں کہ شیخ قوام الدین کے پسر نظام الدین محمد مینا نے ایامِ جوانی میں سلطان محمد بن فیروز شاہ کی نوکری کر کے بمرتبہ اعلیٰ پہنچے، اس وجہ سے کہ شیخ ان سے ناخوش تھے۔ شیخ نظام الدین نے بعد اُس کے نہایت کوشش کی مگر شیخ ان سے خوش نہ ہوئے ایک بار یہ گھوڑے پر سوار خانقاہ میں گھس گئے، شیخ نے دیکھ کر فرمایا کہ مجھ فقیر کے گھربیا کی سے سوار ہو کر آیا ہے نابرخور دار تجھ کو شرم نہ آئی، یہ سن کر انہوں نے گھوڑے کی باگ پھیری کہ گھوڑے کا قدم بگڑا اور یہ گھوڑے سے گر کر فوت ہوئے شیخ نے اپنے مرید قطب الدین سے فرمایا کہ میں جانتا ہوں کہ تجھ کو خدا فرزند ہے اور وہ موسوم باسم شیخ محمد مینا ہو سکا ہے فرزندِ ستونی حکمِ نعم البدل رکھتا ہو آخر دعائے حضرت

آپ پیدا ہوئے اور شیخ کی موردِ عنایات میں پرورش پا کر بعد تکمیل ترتیب صاحبِ سجادہ ہو کر لکھنؤ کے شاہِ ولایت ہوئے۔ وفات حضرت کی ۸۳۵ھ میں ہوئی، مزار شریف لکھنؤ میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے اور روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے

**ذکر حضرت شیخ شمس الدین طاہر قدس سرہ**

بہت کچھ فیضانِ حاصل کیا، اور بوجہ محبت مزار حضرت خواجہ کے اجمیر شریف میں ہے اور پھر ایک ٹوپا کس برس بمقامِ اجمیر ۸۸۱ھ میں وفات پائی۔

آپ خلیفہ شیخ بیارا کے تھے۔ صاحبِ تصرفات ظاہری و باطنی عالی مرتبہ اہلِ گجرات کے باشندے تھے

**ذکر حضرت شاہ جلال الدین گجراتی**

بھونگلہ میں ہے اور نہایت عالیشان خانقاہ بنا کر اُس میں ایک تخت شاہی بنایا اُس پر بیٹھ کر اجلاس فرماتے تھے اور مریدوں اور معتقدوں پر احکامات جاری فرمایا کرتے تھے۔ آخر کسی روسیہ عاصد نے یہ خبر بادشاہ وقت کو دی اور بہت کچھ شکایتیں کیں، یس کر شاہ کو کمال تردد ہوا اور فوج واسطے قتل شیخ اور اُن کے معتقدوں کے روانہ کی۔ جب وہ فوج خانقاہ میں آئی اور آپ کے مریدوں کو قتل کرنا شروع کیا شیخ نے فرمایا قہار یا قہار جب تلوار شیخ کے سر پر بلند کی آپ نے فرمایا یا رحمان یا رحمان یا رحمان اسی کلمہ پر سر سے قلم ہوا اور زمین پر گر کر تین بار اللہ کہا اور چپ ہوئے۔ یہ واقعہ ۸۸۱ھ میں ہوا۔

آپ خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے اور اولاد سے بااِصاحب کی تھے، اور شیخ پیر محمد لاہوری بھی فیضانِ

**ذکر حضرت شاہ کا کو قدس سرہ**

حاصل تھا اور بعد تکمیل و عطائے فرقہ خلافت خطہ لاہور میں مقرر ہوئے اور آپ سے بہت سی کرامات ظاہر ہوئیں اور ہزاروں کو خدا رسیدہ کیا، وفات حضرت کی ۹۲۲ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نور الدین قطب عالم کے تھے علومِ شریعت

**ذکر حضرت شیخ شمس الدین بانک پوری قدس سرہ**

وطرقت میں یگانہ روزگار تھے۔ رفیقِ العارفین آپ کے ملفوظات ہے جو آپ کے مرید نے جمع فرمایا۔ مرقوم ہے کہ حضرت فرماتے ہیں کہ بعد عطائے فرقہ خلافت سات برس بیٹے فاقہ کشی کی۔ ایک روز میرا سپر گریبان میرے رو برد آبا، بوجہ فاقہ کے اُس کا حال تنگ تھا میری زبان یہ مصرع نکلا عجب اچوتی بی، بچو منی را بنس

اُسی وقت ایک شخص کھانا لایا اور چالینیں من ماش بھیجے، پہلے اس سے اُس نے کبھی کچھ نہیں بھیجا تھا۔ اُس پر مینے اپنے کو بہت نفیس کیا کہ کیوں یہ کلمہ کہا اور جو کچھ کہ مینے پڑھا تھا قد موسیٰ شیخ سے شرف پہنچے ہی سب بھول گیا۔ میرے والد ابتدا میں مجھ سے ناخوش ہو گئے تھے کہ تو نے کو عیلم کیوں ترک کیا جب یہ بات شیخ نے سنی فرمایا کہ درویش چاہتے ہیں کہ سرنی تیغ کے نیچے رکھیں، علماء چاہتے ہیں کہ اپنی تیغ کے نیچے رکھیں۔ پس مرد وہ ہے کہ دونو کار کرے۔ اُس روز سے مجھ کو پڑھا ہوا پھر یاد آ گیا، اور جذبہ کی صورتی کر لیا کہ نہ ممکن نہ تھا، اگر کہتا تھا نہایت بیتاب ہو جاتا تھا لوگ مجھ پر دیوانگی کا گمان رکھتے تھے جب اسطے زیارت شیخ کے وطن سے نکلا ہر شب خواب میں فرماتے تھے کہ میں تیرے پاس ہوں تو مت گھبرا، ایک بار میں کشتی میں سوار ہوا، دیکھا کہ ایک درویش میرے پاس ہی جھبٹی کنارہ پر پہنچا وہ درویش غائب ہو گیا جب خدمت شیخ میں حاضر ہوا شیخ کو اُسی لباس سے پایا جیسا کہ اُس درویش کا تھا۔ وفات حضرت کی ۷۷۰ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ حضرت خواجہ سراج الدین کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ ناز

### ذکر حضرت سید علم الحق والدین قدس سرہ

اور شاخ وقت، خورد سالی سے آپ کو صحبت فقرا سے شوق تھا۔ اول اول نہایت ریاضت شاقہ اور مجاہدہ میں مشغول رہے ہیں۔ سترہ برس جنگوں میں رہے، آبادی میں قدم نہیں رکھا، بعدہ اکثر کالمین سے ملاقاتیں کیں، ایک روز ایک مجدد آپ کی خدمت میں آیا اور انہی صحبت کے واسطے دعا چاہی اُس کا حال دیکھ کر آپ کو رحم آیا ایک مرید کی طرف اشارہ کیا، آپ کے وضو کی کچھ اٹھا کر اس کے بدن سے ملی، جس وقت وہ کچھ خشک ہوئی اُس کو فرمایا کہ اس کو بدن سے مل کر جہاں کہیں چلے اُس کو اتنا زنا شروع کیا اُس کے ساتھ جلد بھی آتے اور نیچے سے اچھی جلد برآمد ہونے لگی، مگر کچھ زخم باقی تھے آپ نے بچا ہوا بانی وضو کا بدہنی سے اُس کی رحمت کیا کہ اس کو زخموں پر لگا، معاً لگانے کے وہ زخم بھی اچھے ہو گئے۔ حضرت کو روحانیت بابا صاحب نہایت الفت تھی اور فیضان بھی حاصل کئے تھے۔ بمقام بیران پٹن ۲۷ سفر کو انتقال کیا، سن نہیں ملا۔

آپ خلیفہ سید علم الحق کے تھے کہتے ہیں کہ موافق ہدایت حضرت خواجہ بزرگ

### ذکر حضرت شیخ محمود راجن قدس سرہ العزیز

آپ سید علم الحق کی بیعت کی۔ بعدہ پابادہ زیارت عربین شریفین، مشرق ہو کر مصر میں بعض اولیاء اللہ کے

لئے، وہاں سے شام آئے، بیت المقدس کی زیارت سے مشرف ہوئے، اور روحانیت حضرات خواجہ ابراہیم بن ادہم، یحییٰ سے فیضان حاصل کیا، وہاں سے روم گئے، پھر وہاں سے اگر زیارت مزار غوث پاک سے شرف حاصل کیا وہاں سے فارس میں آئے، وہاں سے مشہد مقدس و ربخاراہوتے ہوئے قندھارہ میں آئے، چند عقیام فرمایا، وہاں سے ایران پٹن میں آکر چندے مقیم رہے اور ۲۶ ربیع الاول کو وفات ہوئی۔

**حضرت شیخ جمال الدین عرف جمن قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ محمود راجن کے تھے حافظ کلام ربانی اور تفسیر آپ کو حفظ تھی

نہایت خوش آزاری ہو قرآن پڑھتے تھے، آپ کو افطار کم تھا، ہمیشہ روزہ رکھتے تھے عشا کے وضو سے صبح نہ ادا کرتے، اور غور و سالی سے دو رکعت نماز برائے صحت ایمان کبھی ناغہ نہ ہوئی اور ہمیشہ ایک ہزار نفل ادا کیا کرتے تھے اور ہمیشہ ترک تجرید کے ساتھ بسر فرماتے۔ دنیا و اہل دنیا سے متنفر رہتے تھے، ایک روز آپ مسجد میں مشغول تھے، ناگاہ ایک شخص کو ضرورت غسل کی تھی وہ بہت راست آگیا اُس نے دیکھا کہ دست دیا آپ کے جدا جدا پڑے ہیں وہ سمجھا کہ کوئی مار گیا، وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر آیا صبح جب نماز کو آبا آپ کو صبح پایا اور اس اُس نے بیان کیا ایک دوسرے کو خبر ہوئی اب خلقت کا اثر و دعاء ہونا شروع ہوا آپ کو یہ بات ناگوار گذری فرمایا کہ جس موضوع سے میرا راز جس نے فاش کیا وہ گونگا نہ ہو گا وہ شخص سنی قت گونگا ہو گیا اور چند مدت تک گونگا رہا۔ آخر حضرت کی خدمت میں آکر اپنی حرکت سے توبہ کی، آپ نے ازراہ رحمت اُس کو چند دانہ مویز کے لئے وہ اُن کو کھاتے ہی گویا ہوا۔ وفات حضرت کی ۲ ذی الحجہ ۸۸۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ سعد الدین خیر آبادی قدس سرہ** یہ حضرت درویش ناناندان نظامیہ کے اور خلیفہ شیخ مینا شاہ ولایت لکھنؤ

کے ترک و رنجیدہ میں پیر کے قدم بقدم تھے، اور شتاق سماع اور وجد تھے اور صاحب تصانیف بھی تھے شرح مصلح و کافیا اور مجمع السلوک کہ جن میں حالات شیخ دینا کے مفصل درج کئے ہیں در علوم ظاہری و باطنی اعظم سے پڑھا، آپ کے مریدوں میں بہت سے اکمال ہوئے ہیں چنانچہ شیخ مبارک و شیخ صفی یہ دونوں بزرگ اکمال وقت گذرے ہیں، وفات شیخ سعد الدین کی ۸۸۸ھ میں ہوئی۔ مزار شریف خیر آباد میں ہے۔

**ذکر حضرت شاہ میا یحییٰ بیگ** حضرت مرید سجدہ محمد گیسو دراز کے تھے کہ ان کے زمانہ نبی سرا

درویش ان سے بہتر نہ سمجھا جاتا تھا غرض جب کہ تابہ عاشورہ متکلف ہوتے تھے، اور درجہ کو بند کر لیا کرتے تھے، اسی طرح چھ ماہ بے آب دانہ بسر فرماتے تھے، اور جس روز باہر آتے پہلے غسل مچاتے تاکہ لوگ درجہ سے جدا ہو جاویں، اگر کسی پر نظر پڑ بھی جاتی تھی تو وہ شخص دور دراز بیہوش رہتا تھا۔ اُس شہر کا قاضی آپسے منکر تھا۔ ایک روز اُس پر بھی نظر پڑی وہ بھی دور دراز بیہوش رہا۔ ایک روز قاضی برائے تنبیہ چوڈول میں سو رہ کر آپسے پاس آیا۔ آپسے چوبارہ سے جانب قاضی دیکھا سوا گہاروں کے یہ گھٹنوں تک زمین میں گر گئے قاضی بھی شریعت میں قدم راسخ رکھتا تھا، چوڈول سے اتر کر بالاخانہ پر شیخ کے پاس آنا چاہا۔ شیخ نے نیچے جا کر قاضی سے مصافحہ کیا اور ادب پر لائے۔ قاضی نے دیکھا کہ شراب کی بوتل رکھی ہو، پوچھا کہ یہ کیلو شیخ نے گلاس اُس میں سے بھر کر قاضی کو دیا فرمایا بسم اللہ بخور شربت نبات است جب قاضی نے پیا تو وہ شربت نبات تھا، اُس کے پیتے ہی شکوک رفع ہوئے اور شیخ سے محبت پیدا ہوئی۔ آپسے بھر ایک سو بیس سال ۸۸۹ھ میں دنیا سے سفر پایا۔ مزار شریف مندو میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ ملاؤدہ قدس سرہ

یہ حضرت پہلے مرید شیخ احمد بدایونی کے ہوئے، اور ریاست اور مجاہدہ شاذکر کے کابل ہوئے، بعدہ شیخ جلال الدین

انجرائی کی صحبت میں رہ کر سبق عشق پڑھا اور مصلح العاشقین کے خطاب سے مخاطب ہوئے، ایک روز مجلس سامعین میں قوالوں نے مضمون فراق میں کچھ شروع کیا، اُس وقت شیخ کو وجد ہوا یہاں تک نوبت پہنچی کہ شوخی فراق سے قریب تھا کہ روح پرواز کر جائے، مگر ایک اور بزرگ نے قوالوں سے کہا کہ دوسری چیز شروع کر دو ورنہ اب شیخ کا انتقال ہوا، انہوں نے مضمون وصل میں کچھ شروع کیا، اُس کے سننے سے تازگی آنے لگی۔ ایک بار آپ کے گھر آگ لگی جو دہان کہ بونے کے واسطے تھے سب جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ جب وقت تخم ریزی کا آیا آپ کو معلوم ہوا کہ کل دہان جل گئے، آپ نے فرمایا کہ ہم خود جلے ہوئے ہیں جلا ہوا تخم کافی ہوگا دوسرا کیا کریں گے، اور دعا کی کہ الہی ہر باد تو اپنی حکمت کاملہ سے کام کرتا ہے، ایک سری التجا کے موافق کام کر جو دھان میرے گھر میں تھے سب جل گئے، دوسرے لینے کی گنجائش نہیں۔ پس وہی جلے ہوئے دھان تیری رحمت کے بھر و سہر پر بوتا ہوں، تمہکو اختیار ہے، آخر وہی بڑائے قدرت خدا سے وہ پکے تو دیکھا کہ ایک ایک دھان میں دو دو چا دل تھے۔ آخر لوگوں نے وہ دھان سلطان سکندر کو دکھائے، اُس نے دیکھ کر شکر یہ ادا کیا کہ میرے جہد میں ایسے اولیائے



استجاب لدعوات ہیں کہ جو خدا سے مانگتے ہیں وہ پاتے ہیں۔ ایک روز آپ کی مجلس سماع میں ایک کس ہندو کہ اہل قنوج تھا آگیا۔ شیخ کے جمال کو دیکھ کر بخود ہو گیا، اُس وقت شیخ کو وجد تھا، اس ہندو نے اپنے نوکروں سے کہا کہ مجھ کو پکڑو ورنہ میں جلا اور اپنے دین سے گذرا، اُس کے ہمراہی اُس کو لیکر گھر آئے جب اُس کے ہوش درست ہوئے تو اُس سے پوچھا کہ کیا حال ہوا تھا، اُس نے کہا یہ مسلمان خدا کو نبیل میں لیکر وجد کرتے ہیں اگر تم مجھ کو وہاں سے نہ لاتے تو میں اُسی وقت مسلمان ہو جاتا۔ وفات حضرت کی ۹۰۰ھ میں ہوئی مزار آپ کا قصبہ ملاۃ نواح قنوج میں ہے۔

یہ حضرت اولاد بخنکر سے کال بزرگ تھے۔

### ذکر حضرت شیخ جنید حصار ی قدس سرہ

اور کتابت کی یک کیفیت تھی کہ تین روز میں

قرآن مکمل لیتے معہ اعراب کے اور بھی آپ کی تصنیفات سے چند رسالے ہیں جس میں عالم ولادت میں کچھ آپ نے دیکھا ہے اس طرح لکھا ہے کہ اُس کا سمجھنا نہایت مشکل ہے۔ وفات حضرت کی ۹۰۰ھ میں ہوئی مزار شریف آپ کا حصار میں ہے۔

کر خلیفہ شیخ کبیر کے تھے اور علوم ظاہری اور

### ذکر حضرت شیخ حسین ناگوری قدس سرہ

باطنی سے آراستہ پیراستہ تمام اہل ہند

اُن کی دلاہت اور عظمت متفق ہیں آپ کو ذوق در عشق کمال درجہ کا تھا زحد اور تقویٰ زیادہ تھا، ولایت کجوات میں بہت روز پیر کے ہمراہ رہے، اور بہت روز تک مجاور حضرت خواجہ بزرگ رہے، پھر حجرہ شریف خواجہ میں قیام کیا، بعدہ بگم خواجہ ناگور ہیں اُسے اور درس تدریس میں مشغول ہوئے اور تفسیر سنی بہ نور الہی تحریر کی کہ اُس کے تیس جز ہیں نہایت عمدہ ترتیب دی ہو اور مل ترکیب معانی قرآن عمدگی اور سہولت کے ساتھ بیان کئے اور دیگر کتب در کتبوات آپ کے بہت ہیں اور شیخ احمد غزالی کی سوانح کی شرح کی اور تمام الملک جاہ و مکانات محلِ محبت حضرت رسالت پناہ علیہ السلام وقف فرمائے۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ ہر چہ بزرگوار میں بہت پخت کرا لے تھے، کل حاضرین کو تقسیم کر کے قد سے اپنے افطار کے لئے رکھ دیا کرتے تھے ایک روز بعد تقسیم طعام چار شخص اور آگئے دیکھا کہ اُن کے بدن سے خون اور پیپ ٹپکتی تھی یعنی جذامی تھے، آئے ہی کھانا مانگا، شیخ نے جو کچھ اپنے واسطے رکھا تھا حاضر کیا، انہوں نے کھا کر کہا یہ باقماندہ کھانا تو کھا اپنے مروت یہاں نواز تھی نہ کھانا محبوب سمجھ کر پیمانہ کھانا اُن کا کھا لیا وہ اُسی وقت روانہ ہوئے

اور آپ کو اسی روز فتح ظاہری اور باطنی حاصل ہوئی سمجھے کہ مردان غیب تھے اور آپ کے ہاں ایک گاڑی تھی اس کے بیلوں کی خود خدمت کرتے تھے، لباس نہایت کہنہ اور پیلا پہنتے تھے شیخ عبد الحق نے لکھا ہو کہ ایک شخص عبد القادر کہ جو شہزادہ تھا مگر مناسبت درویشوں سے رکھتا تھا اس کے پاس آپ کے پیراہن سے چند تبرکات تھے۔ جامہ، دستار کرتہ، پاجامہ شینے بھی دیکھے ہیں۔ ایک بار سماع سے حالت وجد میں شہر سے باہر آئے وہ تالاب جو قریب ناگور بہت گہرا ہے اس پر شل زمین کے چلے پیچھے سے وہ شخص کہ جو حضرت کے ہاتھ پر سلمان ہوا تھا اسی طرح چلا اور جو قال مہراہ تھا وہ نہ جاسکا۔

**نقل** ہے کہ سلطان غیاث الدین بادشاہ منڈولنے آپ کو کئی مرتبہ طلب کیا، آپ نہ گئے۔ ایک بار مولے مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کہیں سے بادشاہ کے پاس آئے، امرائے عرض کی کہ اگر یہ شیخ جیسا کہ ہوگی تو بے بدلے چلے آؤں گے۔ بادشاہ نے آپ کو بھی خفیہ خبر کرائی۔ یسنتے ہی راہی منڈول کے ہوئے جب بادشاہ کو خبر ہوئی کہ شیخ نزدیک آئے بادشاہ استقبال کو باہر آیا، دیکھا کہ ایک شخص میلے پٹھے کپڑے پہنے ایک گاڑی پر سوار چلا آتا ہے، لوگوں نے کہا شیخ یہی ہیں۔ بادشاہ نے گھوڑے سے اتر کر مصافحہ کیا، آپ نے فرمایا کہ مولے مبارک کی زیارت کرا۔ بادشاہ آپ کو لیکر اپنے مکان پر آیا۔ جب مولے مبارک آپ کے روبرو آئے آپ نے ان کو دیکھا اسی وقت وہ آپ کے ہاتھ پر آ پڑے۔ آپ نے بوسہ دیا انکھوں سے لگایا پھر واپس دیدے، بعد بادشاہ آپ کو اپنے والد کی قبر پر لے گیا، اس کے واسطے دعا چاہی آپ نے دعا کی۔ بعد اس کے جو کچھ اس قبر سے معلوم ہوا بیان فرمایا بادشاہ نے بہت کچھ تنگدیش کیا آپ نے قبول نہ فرمایا مگر آپ کے صاحبزادہ کو اس کی طرف تامل ہوا آپ نے ازراہ کشف معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ یہ سانپ ہے کوئی سانپ کو اپنے پاس نہیں لے دیتا اگر کسی قدر اس میں سے لیتا ہے تو تعمیرِ روضہ خواجہ بزرگ اور جرد خود میں صرف کرے تو اختیار ہے کس واسطے کہ میرے پیر کا بھی ارشاد ہے کہ تیرے ہاتھ زراؤں گا اس کو تعمیرِ روضہ ہائے شائخ میں صرف کچھ اس سے پہلے کچھ آپ نے کسی کی نذر قبول نہیں کی تھی بلکہ زکوٰۃ بھی ہاتھ نہ لگایا تھا پس وہ لیکر خواجہ کے روضہ پر عمارت تیار کرائی اور دروازہ روضہ خواجہ کی اور بادشاہ منڈولنے فرمایا دوسرا روضہ شیخ حمید الدین ناگوری کا تیار کرایا اس کی چار دیواری بنوائی اپنے خلیفہ میں جس نے لائے دفاتر حضرت کی ان میں سے ہوئی مزار ناگوریں ہے۔

ذکر حضرت راجی حامد شاہ قدس سرہ یہ حضرت مرید شیخ حامد الدین مانک پوری کے تھے

یہ بزرگ بھی صاحب نسبت اور صاحب مال تھے کہتے ہیں کہ دوبرادر عبدالملک سلطان شہل الدین لکھنؤ میں سادات کر دین سے وارد ہندوستان ہوئے۔ ایک سید شہل الدین نے میوات میں سکونت اختیار کی، دوسرے سید شہاب الدین دہلی میں رہے اور راجہ خطاب پایا۔ راجہ حامد شاہ ان حضرت کے پوتے تھے پہلے یہ بھی پیشہ سپاہ گری کرتے تھے جب صحبت شیخ حسام الدین مانک پوری میں آئے ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے صفائی باطن بہم پہنچا کر حضور وقت اُن کے نصیب میں حاصل ہوا علم آپ کو موافق حاجت کے تھا مگر علمائے دہر آپ کے حلقہ ارادت میں تھے جس کمی کو کمال بنانا چاہتے تھے اپنی سرگزشت اس کے آگے بیان فرماتے اسی ضمن میں اُس کے مقصود حاصل ہو جاتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف مانک پور میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ راجہ حامد شاہ کے تھے اور سید نور پور راجہ حامد شاہ سے ختم خلافت حاصل کیا تھا حضرت علیہ السلام

### ذکر حضرت شیخ حنا ہر قدس سرہ

علم ملتان سے دہلی میں کر تحصیل علم میں مصروف ہے۔ بعد بہار میں جا کر شیخ بدیع الحقی سے اکتساب علوم کیا ایک روایت یہ ہے کہ حضرت بہار میں تولد ہوئے۔ آپ کے والد لٹناج کے آئے تھے۔ عین شباب میں آپ کو طلب حق وامن گیر ہوئی اور فقیر ہوئے اسی ایام میں کتاب فصوص الحکم ایک مشائخ سے شروع کی۔ ان کے والد طریقہ فصوص کے منکر تھے۔ ایک روز ان سے مسئلہ توحید اور وجود دریافت کیا، انہوں نے نہایت فصاحت سے اس کی شرح کی، اسی روز سے آپ کے کمال کا شہرہ ہوا۔ آپ نے خدمت راجہ حامد شاہ میں بیعت کی۔ چندے جوہور میں ہے، بعدہ باستانے علمائے دہلی دہلی میں آئے۔ بعض نے لکھا ہے کہ دہلی آئے کا سبب یہ ہوا کہ عزیزان سلطان سکندر لودھی میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دعا چاہی کہ سلطنت بھگت نصیب ہو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ایک کو ترقی دیکر سلطنت اس کے حوالہ فرمائی ہو تو اُنکی کا فرمانبردار رہو یہ خبر جب سلطان کو ہوئی آپ کو دہلی میں بلا کر کوٹنگ بھی منڈل کے ایک بیج پر رکھا۔ آپ کی تصنیفات سے مفتح الغیض اور گنجیدہ اسرار و بحر المعانی وغیرہ چند رسالے ہیں۔ وفات حضرت کی ۲۴ ربیع الاول ۹۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار شریف دہلی میں قریب بچے منڈل نہایت متبرک مقام ہے۔

آپ مصاحبہ مرید حضرت شیخ احمد عبدالحق کے تھے پہلے یہ ایک جواہر زروش کے غلام تھے، جب ان کا مالک

### ذکر حضرت شیخ بختیار قدس سرہ

ردولی میں آیا اُن کو شیخ کی نذر کیا۔ یہ ہمیشہ خدمات شائستہ بجالاتے اور ہر وقت خدمت میں حاضر رہتے تھے شیخ ان کی طرف التفات بھی نہ فرماتے۔ بعد چھ ماہ کے شیخ ہریان ہوئے اُن کو حالت مری ہو گئی، اُسی مری میں شیخ سے کہنے لگے کہ تو اس قدر نعمت رکھتا ہے اور بندگان خدا کو محروم رکھتا ہے شیخ نے ہر چند اُن کو منع کیا مگر یہ نہ مانے۔ مجبور شیخ نے اپنے ہاتھ سے قدسے پانی ان کو بلایا، اسی وقت ہوشیار ہو گئے۔ تب شیخ نے فرمایا کہ تو اپنے مالک کے پاس جا، اگر وہ رضائے تو مالے پاس آدہ نہ وہیں رہ آپ داب بجالا کر رخصت ہو کر جو پور میں س جوہری کے پاس آئے، اُس نے جب ان کو ادھر ہی حال سے دیکھا اُن کو آڑا دیا۔ یہ وہاں پہل کر پھر خدمت میں اگر تکمیل پہنچے اور شب و روز خدمت شیخ میں حاضر رہے۔ ایک روز شیخ نے حکم دیا کہ گھر کے صحن میں چاہ کھو، اُنہوں نے چاہ کھو کر تیار کیا۔ بعد چندے حکم دیا کہ اس کو بند کر دے، اُنہوں نے بند کر دیا اور کچھ نہ پوچھا کہ کیوں کھدوایا کیوں بند کرایا۔ ایک روز شیخ حجرہ میں تشریف فرما تھے اور یہ بھی حاضر تھے۔ شیخ نے فرمایا کہ بختیار دیکھ آپ جو دیکھا تو تمام حجرہ کو زور سے بھرا ہوا پایا۔ شیخ نے فرمایا جو تیرے کا زور ہوئے آپ نے عرض کیا کہ سوائے اطاعت حضور کے بندہ کو دوسری چیز درکار نہیں۔ وفات حضرت کی ۹۱۰ھ میں ہوئی، عمر آپ کی دراز ہوئی، خزانہ ردولی شریف میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ فتح اللہ اودھی کے تھے

### ذکر حضرت شیخ محمد علی جوپوری قدس سرہ

آپ کے والد اکابر دہلی سے تھے آدیتوری جوپور آگے گئے تھے۔ یہ جوپور میں پیدا ہوئے، اُن کو خورد سالی سے مجالس فقر میں جانیکا شوق تھا۔ شیخ الفتح کے مرید ہوئے۔ قاضی شہاب الدین سے علوم ظاہری کی تحصیل کی۔ لکھا ہے کہ آپ کی مشغولی یہی تھی کہ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں کون ہوں، کہاں ہوں، ٹھوڑی سینہ سے لگ گئی تھی، گردن کے سہرا پر برآمد ہو گئے تھے، حجرہ کے آگے جو خدمت تھا اُس کی یہ خبر نہ تھی کہ کب پت جہز ہوتی، کب پتے برآمد ہوتے ہیں وفات حضرت کی ۹۱۱ھ میں ہوئی، مقبرہ عالی جوپور میں زیارت گاہ ہے۔

آپ نہایت متوکل تھے کہ اگر گھر میں حاجت ہے

### ذکر حضرت شیخ عزیز اللہ متوکل قدس سرہ

زیادہ کچھ ہوتا اُس کو تقسیم فرماتے یہاں تک پانی واسطے وضو تہجد کے موافق حاجت کے رکھتے، اپنی مجلس میں ملازمین کو آنے دیتے تھے، ایک روز ایک امیر آیا، اُس نے زیارت کے واسطے عرض کرایا، آپ نے فرمایا کہ اگر ایسا ہے تو جیتوں میں بیٹھے۔ اگر کچھ

مال کا غور ہے تو یہاں کہنے کی حاجت نہیں۔ پس شام کے وقت وہ آیا دیکھا تو چراغ بھی ندارد ہے، اُس نے اپنے فرزند سے کہا کہ صبح بہت سائیل اور چراغ آپ کی خدمت میں ارسال کروں گا، جب وہ ہو چکے پھر حاضر کروں گا۔ غرض صبح اس نے ایقانے وعدہ کیا۔ شب کو روشنی دیکھا دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا تمام کیفیت معلوم ہوئی، اُس سامان کو اسی وقت مساکین کو دیدیا اور اُس کو منع کر ا بھیجا کہ اب کبھی نہ بھیجے، وفات حضرت کی ۹۱۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت مولانا الہ داد قدس سرہ**  
قاضی شہاب الدین کے اور مرید راجے حامد شاہ کے

مجاہدہ اور ریاضت شاذہ کے چند روز میں مکمل ہوئے وفات حضرت کی ۹۲۲ھ میں ہوئی، مزار جنپور میں جو ذات جامع الکمالات تھی، سولہ برس کی عمر میں درس علوم کراتے تھے، لکھا ہو کہ

**ذکر حضرت شیخ احمد مجدد شیبائی قدس سرہ**  
نارول میں پیدا ہوئے، پدھر آپ کے قاضی مجد الدین تھے وہ بیٹے قاضی تاج الافضل بن شمس الدین شیبائی کے جو اولاد سے امام محمد شیبائی کی شاگرد مصاحب امام غفران کے تھے، آپ کے باپ کے سات بیٹے تھے، اور سب سب فاضل و متقی ہوئے، شیخ احمد علم مناظرہ میں یگانہ روزگار تھے، عین شباب میں حضرت خواجہ حسن گوری کے مرید ہوئے، اور علم طریقت حاصل کیا، بعدہ اجمیر میں آکر سات برس ایک جگہ رہے اور خاندان نبوتی نہایت اعتقاد تھا، عشرہ محرم میں بارہ روز تک جلا کپڑا نہ پہنتے تھے۔ قبرستان سادات میں خاک پر پڑے رہتے تھے، عشرہ کے روز دودھ اور شربت سادات کے گھر خود لے جایا کرتے ہر روز نیا کرتے، وفات شریف میں نہایت

مکلف سے نیاز کرتے، اصحاب اور اہل بیت رسول کے اعزاز کرتے اور عشرہ میں اس قدر روتے تھے کہ ہمیشہ آنکھیں متورم اور سرخ رہتی تھیں، اسطرح کو بہت درست رکھتے تھے، اور جب وقت مجلس میں بیٹھتے بہت تمام گفتگو کرتے، مجتہد ہوں بہت محبت فرماتے اپنی تعظیم اور توقیر کو، درست دیکھتے تھے اگر کوئی بیان کرتا کہ میں رسول قبول کروں یا نہیں دیکھا، اُس کے روبرو بابو بیٹھ کر سنتے، اُس کی استین اپنے منہ سے ملتے، اُس کے قدم اپنی آنکھوں سے لگاتے، اگر وہ بیان کرتا کہ میں نے فلاں جگہ دیکھا ہے اُس جگہ جا کر ان کی خاک اپنے چہرے ملتے، اگر پھر ہوتا اُس کی پانی سے دھو کر وہ پانی اپنی پوشاک پر چھڑکتے اور شل اپنے پیر کے کپڑے پٹلتے اور میلے رکھتے، اگر کسی کو سب سے کچھ خصوصیت ہوتی تو اُس کے پاس جا کر بشت صفائی کراتے، اگر کوئی دلیل شرعی ہوتی تو منع کرتے کہ یہ

الہیت رسول سے ہیں، ان کی خدمت میں تقریر کرنا بے ادبی ہو، اور اسی رات کو روضہ خواجہ بزرگ پر جا کر نماز تہجد ادا کر کے اشراق نہ کی کسی سے بات نہ کرتے، دوپہر کو قیلو کہ کے پھر تفسیر قرآن فرماتے، جب یہ شب کو۔ روضہ خواجہ پر گئے دروازہ خود بخود کھل جاتا، ایک مرتبہ ایک شخص نے چمپکر دکھیا اور ان کے پیچھے چلا شیخ تو نکل گئے اُس کو دونوں کو اڑا دینے پکڑ دیا آخر وہ پکارا کہ یا شیخ توبہ کرتا ہوں میرا قصور معاف ہو <sup>موسیٰ</sup> چھوٹ گیا۔ مولانا محمد نازولی کہتے ہیں کہ میرے اُستاد مولانا عبدالمقتدر کو جو خلیفہ شیخ کے تھے انہوں نے ایک کیفیت فتح الباب میں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہو۔ ایک بار بار شاہ حضرت خواجہ بزرگ آپ حمیرے باہر گئے اور مسلمانوں کو آگاہ کیا، اُس وقت اجمیر پر نظر جلال ہو، یہاں سے نکلو۔ الغرض سات روز کے بعد اہل ہند نے اگر اجمیر کو تاراج کیا جو مسلمان وہاں رہ گئے تھے سب برباد ہوئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ نانوں میں تھے ایک جندوبلہ دین نامی آئے اور کہا کہ شیخ احمد تنجکوا آسمان پر بلاتے ہیں اپنے پیر کے پاس جا، اُسی وقت وہاں بہ ناگور ہوئے وہاں جا کر بیہوش ہوئے جب ہوش آیا اللہ اکبر کہتے ہوئے جاں بحق تسلیم کی۔ پانچویں صفر <sup>۱۲۳۳</sup> کو انتقال فرمایا، امرا حضرت کا سلطان اتاترکین یا سنی مزار مرث کے ناگور میں زیارت گاہ ہے۔

**ذکر حضرت شاہ سید قدس سرہ** <sup>۱۲۳۳</sup> یہ حضرت خلیفہ شیخ حسام الدین مانک پوری کے تھے پہلے صحبت امرا میں رہے اور بہت دولت مند تھے جب

جذبتہ شوق الہی گلوگیر ہوا شیخ حسام الدین مانک پوری کی خدمت میں حاضر ہو کر کا فقیہ کی تکمیل کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، اور خاصانِ خدا سے ہوئے بغیر عاشقانہ فرماتے تھے وفات حضرت کی ۹۳۳ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد حسن قدس سرہ** آپ پسر بزرگ شیخ محمد جن طاہر تھے جنہوں میں پیدا ہوئے اور سکونت اکبر آباد معروف بہ آگرہ اختیار کی تھی صاحبِ حال

اور بلند مرتبہ تھے، ہندو ہوا مسلمان جس کی نظر حیرہ مبارک پر پڑتی تھی وہ معاً اسدا کبر کہتا، اور آپ کی جامعیت پر تعجب رہتا، نسبت چشتیہ ان کو اپنے والد سے تھی جب حرمین شریفین کی زیارت کو گئے چند سال مدینہ طیبہ میں رہے، اور حرمین میں جا کر مشائخِ قادریہ سے بھی اجازت یافتہ ہوئے، انگو یا مجمع البحرین ہو گئے۔ بچان دونو خاندان مالیشان ایسے ہی ہیں، اور بعد نماز عصر کے رات ہونے کے ایسے منتظر رہتے جیسے کوئی اپنے محبوب کا منتظر ہوتا ہے جب شام ہوتی حجرہ بند کر کے باحق میں مشغول ہوتے۔ علم تصوف میں آپ کی بہت کچھ تصنیفات ہیں، اور آپ کے مرید بھی بہت تھے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے چچا ان کے اُن کے

مُرید تھے، نام اُن کا شیخ فضل اللہ تھا۔ وفات حضرت کی ۲۷ رجب یا ۲۰ صفر ۵۹۹ھ میں ہوئی  
مزار مدلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد بن شیخ عارف سیہا برقی قدس سرہ

حضرت بے مشاہدہ جمال  
معنوق حقیقی ایک دم نہ

آسودہ ہوتے تھے امرتیر حضرت کا ہر شخص قیاس کر سکتا ہے کہ شاہ عبدالقدوس گنگوہی سا شخص آپ کی  
مرید ہی میں آئے اور زیر تربیت یہ کیا مرتبہ اعلیٰ ہو گا۔ جن کے مُرید ایسے ہوئے وہ پیر کیسے ہوں گے  
شیخ کرکن الدین ابی حضرت شیخ عبدالقدوس لطافت قدسی میں فرماتے ہیں کہ میرے پد شیخ عبدالقدوس کا ارادہ  
تھا کہ دوسری جگہ سعیت کریں، کس واسطے کہ شیخ محمد صاحب سے رشتہ داری تھی اس وجہ سے ان کی طرف توجہ  
کم تھی جب خیال دوسری جگہ مرید ہونیکا آتا روحانیت شیخ عبدالحق کی میرے پد کے روبرو آکر فرمائی کہ  
تو میرا ہو کر دوسری جگہ کا ارادہ رکھنا ہے یہ ہر بار سکوت کرنے۔ جب کئی بار یہ صورت پیش آئی سمجھے کہ میں  
انسان ہوں مجھ کو اگرچہ فیضان روح پاک شیخ عبدالحق سے ہے مگر ظاہری سعیت کرنا بھی ضرور ہے جب یہ  
خطرہ غالب ہوا روحانیت حضرت کی مجسم ہو کر ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ ابھی تجھے شبہ ہے کہ مجھ کو مردہ  
کہتا ہے اگر یہ خیال سعیت ظاہری کا ہے میرے پدے شیخ محمد سے سعیت کر اُس کے بعد میرے پدے میرے  
ہاں حضرت شیخ محمد صاحب سے سعیت کی اگرچہ شیخ محمد پیر تھے مگر بوجہ میرے والد کے بڑے ہونے ہوئے  
بہت تکریم فرماتے تھے اور فرماتے ہیں کہ میرے پد کا ارادہ نکاح کا بھی نہ تھا مگر مشیت ازلی اسی طرح تھی۔  
اس کی کیفیت یہ ہے کہ حضرت شیخ عارف کے دو لڑکیاں تھیں ایک کی شادی تیرہ سے کی گئی تھی۔ دوسرے  
لڑکے کی نسبت اُن کی والدہ کا یہ خیال تھا کہ ایسے سے شادی کروں کہ جو قطعاً عالم ہو، آخر باشارہ رؤیا  
شیخ احمد عبدالحق سے نکاح ہوا، یعنی نکاح حضرت کا بعد انتقال شیخ کے عارف ہوا۔ اور جو بچہ شیخ محمد  
صاحب کے گھر پیدا ہوا حضرت شیخ عبدالقدوس اُس کے کان میں دان فرمایا کرتے تھے۔ شیخ محمد بھی مش  
اپنے والد اور جد کے ہیشہ شکر اور استغراق میں رہتے تھے وہ ہی خارق اور کرامات حضرت سے ظاہر ہوئے۔ ہر جمعہ  
صبح کی نماز جامع مسجد میں ادا کر کے تمام دن جامع مسجد میں مشغول رہتے، کسی سے بات نہ کرتے، جب جمعہ کا وقت  
آتا نماز ادا کر کے پھر مشغول ہوتے، اور پھر نماز مغرب ادا کر کے خانقاہ میں تشریف لاتے اپنی تمام عمر میں  
کبھی چاندی یا سونے کو ہاتھ نہ لگا یا جو فتوحات ہوا خدام کو حکم تھا کہ شام تک کل چرچ ہو جائے کل کے واسطے

کچھ نہ ہے اور جو سافر فقیر وارد خانقاہ ہوتا تھا اُس سے نہایت مہربانی سے پیش آتے اور جو مال آتا  
جو کچھ سامنے موجود ہوتا فرماتے کہ اس کو اٹھا لے ایک روز ایک ضعیفہ حاضر خدمت ہوئی اور عرض کیا کہ  
میرے اوپر کئی فاقے گزر چکے ہیں ایسی وسعت نہیں کہ کہار کے ہاں سے ایک کونہ مٹی کا لیکر پانی بھی  
پی لوں آپ مردانِ خدا اور سخی مشہور ہیں، میری دستگیری کیجئے۔ اُس وقت آپ کے روبرو کچھ نہ تھا، اُس وقت  
ایک زمیندار آیا اور تھوڑا سا غلہ حضرت کے روبرو رکھ کر چلا گیا حضرت نے دستِ حق پرست سے اُس غلہ کو اپنے  
دھنوکے بدھنی میں بھر کر اُس کو عطا کیا، جب تک وہ زندہ رہی اُس بدھنی کا غلہ کم نہ ہوا اور کتنا ہی خچ کر کئی بدھنی  
بدھنی بھری رہتی۔ صاحبِ بطایف قدسی فرماتے ہیں کہ آخر عمر میں حبشی شیخ محمد کو مرض موت لاحق ہوا اُس وقت اپنے  
فرزند کلاں شیخ الاویا عرف شیخ بدھ کو طلب کیا، حاضر بننے عرض کی کہ وہ بمقام شاہ آباد شیخ عبد القدوس کے پاس  
الکتاب فضائل کرتے ہیں۔ اُسی وقت رومانت شیخ احمد عبد الحق نے عین معاملہ میں شیخ عبد القدوس سے فرمایا  
کہ شیخ بدھ کو لیکر ردولی جلد پہنچ، معاً میرے پڑوسی شیخ عبد القدوس اور ان سفر کار کے راہی سوائے جس وقت  
ردولی میں پہنچے تو وقت شیخ محمد صاحب کا قریب تھا اور حالت استغراق میں تھے جب ہوشیار ہوئے  
فرمایا کہ بجانِ اللہ بجانِ اللہ فہم کردم فہم کردم میرے پدرے پوچھا کہ فہم کیا فرمایا کہ توحید مطلق کو فہم کیا جب وقت  
انتقال قریب پہنچا استغراق کا غلبہ ہوا۔ میرے پدرے عرض کیا کہ وقت ہونی چاہی مردانِ خدا کا ہے جواب آیا  
کہ اس وقت سوائے ذاتِ حق کے میرے سینہ میں کچھ نہیں سکتا، پھر اچھی طرح اٹھ بیٹھے اور فرقہٴ خلافت اور  
جملہ امانت بیرانِ چشت معاً اسمِ اعظم میرے پدر کو مرحمت فرمایا اور وصیت فرما کر اپنا جناحین کیا، پھر سیر  
پدر نے عرض کی کہ بندہ کو سفارقت حضور کی کب گوارا ہوگی، اس پر کمال مہربانی سے فرمایا کہ بابا تجھ کو  
کیا اندیشہ ہے تو جملہ اولیائے حق سے میری جگہ تیری جگہ ہے جہاں چاہے رہ میں ہرگز تجھ سے  
جدا نہیں ہوں در اپنے فرزند کی تربیت تیرے چلنے لگانا ہوں جب تو اپنے مقام کو جائے اُس کو اسرارِ باطنی سے  
آگاہ کر دیجو اور نعمت پیرانِ چشت کشف ہو کر میری جگہ چھوڑ دو پس یہ وصیت تمام کر کے بخوشی حق حق کہتے  
ہوئے انتقال کیا۔ سن وفات حضرت کا کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ میرے پدر شیخ عبد القدوس نے غلہ  
شیخ بدھ کو نعمتِ باطنی سپرد کر کے حضرت پیر اپنے کا صاحبِ سجادہ کیا، اور بعد چند روز کے بجانِ لنگوٹہ  
مراجعت کی، اور ترتیب ارشادِ الایان صادقِ ہدایت حق میں شوالِ ثانی ۱۰۷۱ھ میں لکھا ہے کہ حالتِ صحت میں  
شیخ بدھ کو خود صاحبِ سجادہ فرمایا۔



## ذکر حضرت شیخ اولیا عرف شیخ بدھ قدس سرہ

پسر کلاں شیخ محمود صاحب بٹی احمدی  
بعد وفات پدر عالی قدر کے صاحبزادے

ہوئے، اور کسب درویشی کو کمال پہنچایا اور ترتیب مریدوں میں مشغول ہوئے، ایک روز آپ اپنے اہل خانہ کے ہمراہ سوتے تھے، اُن کی جواسکھکھلی تو دیکھا کہ شیخ بدھ سوتے ہیں اور ایک صورت شیخ بدھ کی جانماز پر نماز گزار ہے یہ حال دیکھکر مضطرب ہو کر شور کرنے لگیں۔ جب شیخ بیدار ہوئے اُسی وقت ایک صورت اصلی رہ گئی۔ آپ نے اپنی زوجہ کو منع کیا کہ یہ راز فاش نہ کرنا۔ اہل کمال کو بعد کسب کے صورت مثالی حاصل ہوتی ہے، اُس کو صوفیہ وجود کتب کہتے ہیں۔ الغرض جب وقت حضرت کا قریب پہنچا تو اپنے فرزند کلاں شیخ پسر کو امانت مانے خواجگان چشت عطا فرمائیں، وخرقہ خلافت پسر خرد شیخ منصور کو بھی عطا کیا۔ شیخ منصور نے بہت سیاحت کی، اور بزرگان دین مثل حضرت شیخ جلال تھانی سری سے فیضان حاصل کئے اور بعد اپنے برادر شیخ اولیا کے صاحب سجادہ ہوئے، اور شیخ عبدالرحمن نے کہ مرید شیخ بدھ کے تھے خدمت شیخ منصور میں رہ کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ صاحب مراۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ میں نے بھی شیخ عبدالرحمن کی خدمت میں رہ کر بہت فائدے حاصل کئے ہیں، عارف بابرکت تھے ہمیشہ مشغول عبادت بہت تھے شیخ منصور کے بعد شیخ پیر صاحب سجادہ ہوئے۔ ہمیشہ شکر آگہی میں مست رہتے تھے اور انہیں ان کی کثرت مشاہدہ سے ایسی سخن رہتی تھیں کہ اُن کی طرف دیکھنا ممکن نہ تھا اور بہت متواضع تھے، آخر عمر میں امانت پیران چشت حوالہ قطب الدین پسر خرد کر کے ملت فرمائی یہ بھی کمال وقت گزرتے ہیں بہت سے مقامات طے کئے اور زیارت حرمین شہر یثرب سے مشرف ہوئے اکثر بلاد کی سیر کی بزرگان وقت سے ملے چندے پانی پت میں ہے۔ بعدہ زیارت حضرت مخدوم علاؤ الدین علی احمد صابر پیران کلیر شریف میں حاضر ہوئے، معاملہ میں مخدوم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تیری عمر آخر ہوئی اپنی پڑیاں اپنے بزرگوں کے پہلو میں پہنچا انہوں نے عرض کی کہ میرے بزرگوں نے بڑی بڑی عمریں پائیں میں نے کیا قصور کیا کہ بچاؤں ساٹھ برس کا جاتا ہوں حکم ہوا کہ تو نے بیس برس اپنی عمر میں سے رحمت خاں کو دیدے اب جا اور امانت پیران چشت کو بلا دوسرے کے سپرد کر کے آپ ہاں سے رخصت ہو کر ردولی شریف میں آئے اور اسی پسر شیخ حمید کے سپرد کی کیفیت دینے عمر کی یہ ہے کہ رحمت خاں مرانے اکبر اعظم سے تھا، اُس کو خدمت شیخ میں بہت عقیدت تھی ایک بار وہ بہت سخت بیمار ہوا، حضرت اُس کی عبادت کو گئے دیکھا کہ سخت بیمار ہے ازراہ کرم فرمایا

فرمایا کہ میں نے اپنی عمر میں سے میں برس تجھ کو دئے وہ اُسی وقت اچھا ہوا۔ صاحب قبا س لاناوار نے لکھا ہے کہ سلسلہ ارا دات شیخ عبدالرحمن مذکورہ بالا کا جو مصنف مرآۃ الاسرار کے ہیں شیخ حمید الدین بن قطب ہیں۔

## ذکر حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس گنگوہی بن شیخ اسماعیل قدس سرہ

یہ حضرت محمد شہان روزگار و عارفان صاحب اسرار سے تھے۔ بہت عالی شان بزرگ و دروفا کرامت رکھتے تھے اور اہل عشق اور سماع میں ممتاز و وقت تھے اور ابتداء سے قیودات کثرت منزه تھے اور بعض مقام پر گئی ہیں دوست ہم رنگ تھے۔ اول خرقہ درویشی اپنے پیر شیخ محمد صاحب بر سے حاصل کیا۔ بعہہ شیخ الاسلام شیخ درویش محمد بن قاسم اودھی سے خرقہ خلافت پہنچا اور سلسلہ مدار یہ سہروردیہ و نظامیہ میں اجازت یافت ہوئے۔ نظامیہ سلسلہ میں طرح پر عطا ہوا کہ شیخ صدر الدین بلہی سے ملکر حضرت سلطان المثنیٰ سے ملنا ہر دو سید محمد گیسو راز سے ملکر شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے ملنا ہر تیسرا مخدوم جہانیاں سے ملکر مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے ملنا ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ جس وقت سید اجل بھڑاچی کو نعمت مخدوم جہانیاں سے ملی اُسی وقت جس وقت در سلاسل میں حضرت اجازت یافتہ تھے کل کی اجازت سید اجل کو دی انہوں نے کل کی اجازت سید بدھن بھڑاچی کو انہوں نے کل کی اجازت شیخ درویش اودھی کو دی شیخ درویش نے کل کی اجازت شیخ عبد القدوس گنگوہی کو دی شیخ عبد السلام اور سید ابراہیم سے بھی خرقہ خلافت پہنچا۔ شرح کیفیت ان کی ذکر آخر حضرت میں درج ہوگی۔ یعنی جو سلاسل کا تبارخ و حرف بسلسلہ حضرت سید فتح علی شاہ قادری قدوسی سے حصے میں ان کا خلاصہ ذکر آخر میں محدثہ ناظرین کر دوں گے۔

صاحب مرآۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ شیخ صفی الدین حنفی جد شیخ عبد القدوس میر سید اشرف سمنانی کے مرید تھے، قیام ان کا ردولی میں تھا۔ ایک بار سید صاحب کچھ وجہ تشریف لائے اس زمانہ میں شیخ اسماعیل سواہ کے تھے شیخ سیف الدین ان کو خدمت سید صاحب میں لائے، آپ نے ان کو پیار کیا اور فرمایا کہ یہ بھی میرا مرید ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ فرزند عطا کرے گا جو قطب عالم ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بعد انتقال شیخ احمد عبدالحق کے پیدا ہوئے جب ذرا ایسا نے ہوئے جا رہے تھے شیخ کا شوق ہوا ایک روز کتاب کا فیہ ہاتھ میں لئے روضہ کے اندر گئے اندر سے حق حق کی آواز ہوئی اور ایسی کیفیت پیش کی کہ یہ بیہوش ہو گئے زیارت روضہ روحانیت حضرت سے مشرف ہوئے سران ہوا کہ

مطالعہ علم ظاہری حجاب کبر ہے، اصل کار میں مشغول ہو، اور شغل ظاہری سے محروم فرمایا، اُس روز سے  
 بڑھنا لکھنا چھوڑ کر کار باطنی میں مشغول ہوئے، تمام شیطاعت حق میں بسر کرتے، اگر کبھی میندا بھی جاتی تو شیخ  
 کھڑے ہوئے، جگہ سے معلوم ہوتے اور دن کو شیخ پیارہ سے صحبت رہتی لطایف قدسی میں لکھا ہوا کہ جب  
 قصہ اپنے دادا بھائی شیخ فخر الدین کا سنا کہ پچاس برس انہوں نے پانی نہیں پیا، آٹے بھی پانی پینا ترک کر دیا  
 اور زور دسالی میں یک کیفیت تھی کہ اول وقت نماز کے مسجد میں جا کر اول صف میں بیٹھتے جوں جوں نمازی آتے  
 جاتے آپ مجھے ہٹتے جاتے تھے، یہاں تک کہ سب سے پہلے ہو جاتے، بعد از نماز کے نازیوں کی جوتیاں سیدھی کہ کے  
 رکھتے، سبحان اللہ کیا انکار تھا۔ لطایف قدسی سے نقل ہوا کہ جب اپنے بڑھنا ترک کیا تو آپ کے والد نے آپ کے  
 ناموں قاضی انیال سے کہا کہ بھانجے کی خبر لے، اُس نے بڑھنا بالکل چھوڑ دیا، انہوں نے اُن کو بلا کر بہت تاکید کی۔  
 اسی عرصہ میں ایک میراث پر اہل لے گئی تھی اس پر آپ نے وجہ ہوا، انہوں نے یک کیفیت دیکھ کر آپ کے والدین سے کہا کہ کچھ  
 اندیشہ نہ کرو، یہ نیک ہوگا، اس کو معلم دوسری طرح کا چاہیے کہ جو علم باطن بڑھا دے۔ اس وقت میں مخدوم شیخ خواجگی  
 خلیفہ شیخ حیدر ہا کے تھے وہ خلیفہ شیخ شمس الدین اودھی کے وہ خلیفہ میر سید اشرف سمنانی کے تھے کہ ساڈھوہ  
 میں مقیم تھے آپ اُن کی خدمت میں ساڈھوہ آئے اور کہا کہ میں نے علم نہیں بڑھا، شیخ نے فرمایا کہ شغل باطن کو جب  
 علم اصول آگیا فروع کیا چیز ہے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جس قسم کا مسئلہ حضرت کے روبرو پیش ہوتا آپ  
 اس کو حل فرماتے اور لطایف قدسی سے نقل ہوا کہ حضرت کے مجاہدہ اور ریاضت کی نوبت یہاں تک پہنچی تھی کہ اکل  
 شرب مطلق چھوٹ گیا تھا اور آتش روحانی میں ایسے فروختہ ہوئے تھے کہ سانس کے ساتھ بوسے کبابانی بھی کبھی  
 سانس میں سے عود وغیرہ کی خوشبو آتی تھی، یعنی عشق الہی میں اپنے کو سوختہ کر دیا تھا جیسا کہ کسی نے کہا ہے ۵  
 -انسوزد بر نیاید بوسے عود، ورنہ اوہم چوب مثل دیگر است :- اور سر اور کاکل میں سے دھواں اُٹھتا معلوم ہوتا  
 تھا، جب شیخ محمد صاحب کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ یہ آتش عشق اور مجاہدہ میں جل چکا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ  
 اس کے سر پر باسی پانی روز ڈالاکر بس اور کثرت درود شریف کے واسطے حکم دیا کہ ترویج قلب ہو، اول دل  
 آپ کو خلق سے نہایت نفور تھا، مرث کے گھر کے کاروبار تمام بجالاتے تھے، اور ہمیشہ پوشاک درویشی پر  
 رکھتے۔ ایک بار شیخ خواجگی نے بہت اسرار سے دوسرے کپڑے پہناوے بعد ان کے پھر لباس درویشی اختیار  
 کیا اور بعد نماز عشا کے ذکر جہر شروع کر کے صبح کرتے۔ اقباس لالہ نارس سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت  
 سنگوہ میں گئے وہاں ایک سنیا سی کا مٹھ نہایت دلکش تھا آپ کے پسند آیا چاہا کہ اسی جگہ قیام ہو۔ اند

اُس کے جا کر درویشوں سے پوچھا کہ گرجی کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ ایک برس گذر گیا ہے میں ہرگز ایک روزن دیوار میں ہوا کے واسطے رکھا ہے کسی کی مجال نہیں کہ ان کے پاس جا سکے الغرض اس روزن کو معلوم فرما کر قریب اس کے بیٹھ کر مراقبہ فرمایا صفت روحانیت نے جس مبارک پر غلبہ پایا اور طرف توجہ ذات کے کی، بس جس رنگ لطافت پر آیا کہ اُس روزن کے گذر کر گچھا کے اندر آئے، دیکھا کہ فقیر عیسٰی مہم کے ہوئے اپنے کار میں مشغول ہے، پھر مراقبہ فرما کر اپنی روح سے اُس کی روح کو حرکت دی معاً وہ ہوشیار ہوا اور حضرت سے پوچھا کہ تو کون ہے یہاں کیونکر آیا، آپ نے فرمایا کہ خدا کا بندہ ہوں اور اُسی کی قدرت سے یہاں آگیا مگر تو نے اپنا کار کہاں تک پہنچایا، اُس نے جواب دیا کہ دیکھو ابھی پانی ہو جاتا ہوں اور پانی ہو گیا حضرت نے اُس پانی میں قدم سے پارچہ ترکر لیا، جب وہ پھر سہیت اہلی پر ہوا آپ نے فرمایا کہ میں بھی پانی ہوتا ہوں تو اُس میں کپڑا ترکر بچو، چنانچہ جب حضرت پانی ہوئے اُس نے بھی کپڑا ترکر لیا، جب آپ سہیت اہلی پر آئے اور فرمایا کہ اپنے پارچہ اور میرے پارچہ کو سو گنکھ پہلے اُس نے اپنے پانی کا پارچہ سو گنکھا جس سے داغ اُس کا پریشان ہوا، پھر حضرت کے پانی کے پارچہ کو سو گنکھا داغ معطر ہو گیا، اُس وقت معتقد ہوا اور کہا کہ میں تو اپنے فن میں کامل ہوں مگر تم بھی کامل نکلے، البتہ بدلو اور خوشبو کا تفاوت رہا، آپ نے فرمایا کہ یہ خوشبو اسلام کی ہے اور وہ بدبو کفر کی تھی، اُس فقیر نے کہا کہ مجھ کو بھی اسلام سے مشرف کیجئے، آپ نے اُس کو کلمہ پڑھایا، بعد ازاں دل سنان ہوا اور حضرت سے سہیت کی اور اُس جوگی کو بتدکیل کے مع اُس کے چلیوں کے بجائے ہدایت کی جگہ مقرر فرمایا، روضہ حضرت کا اور آبادی آپ کی اولاد کی اُسی فقر کی جگہ ہے کہ اب سرسے شیخ مشہور ہے۔ لکھا ہے کہ شیخ حمید الدین صاحبزادہ کلاں مدولی میں تولد ہوئے، ان کی گیارہ برس کی عمر تھی کہ شاہ آباد میں آئے وہاں شیخ کرن الدین مصنف لطائف قدسی پیدا ہوئے وہ لکھتے ہیں کہ ایک بار سینے پر اُئے تعلیم عرض کیا کچھ تلقین نہ فرمایا، سینے بے حکم حضرت کے کتب خانہ سے ایک کتاب نکالی اور اس کی تحریر کے موافق نماز چاشت اور اشراق ادا کرنے لگا۔ جب میں حاضر خدمت ہوا فرمایا کہ ابھی شغل اور ادتہ کر جو میں کہوں اس طرح مشغول رہو، سبحان اللہ کیا کشف باطن تھا، ایک بار حضرت نے خود فرمایا کہ میرا ارادہ خلق میں مخلوط ہونے کا نہ تھا بلکہ یہ ارادہ تھا کہ پہاڑوں میں عمر بسر کروں مگر مجبور ہوں کہ شائخ و دستائے حیات میں بکوشش تمام فرقہ و فطرت دیکر مجھ فقیر کو سجادہ پر بٹھایا، خاص کر روح حضرت شیخ احمد عبدالحق دروہانیت حضرت سلطان المشائخ و حضرت گنج شکر و دیگر شایخان قدس السرا سر ہم نے بجز اس فقیر کو سجادہ پر بٹھایا، خلق اللہ کو بیعت نی پڑی

اطایف قدسی سے نقل ہے کہ انتقال سے تین برس پہلے آپ کو سکوت ہو گیا تھا، ہمیشہ احدیت میں متغرق رہتے تھے کسی سے بات نہ کرتے تھے۔ شیخ احمد کہ یہ بھی فرزند تھے ایک روز انہوں نے عرض کیا سکوت کس وجہ سے ہے فرمایا کہ وجود میرا دریا ذکر ہو گیا ہے ہر وقت بحر فنا کی موجیں آتی ہیں اور غرق کر کے شہود حق میں لے جاتی ہیں اس طرف گئے نہیں دیتیں۔ لکھا ہے کہ ۱۵ ارجامادی الآخر روز دوشنبہ کو عرس مخدوم شیخ احمد عبدالحی تھا، اُنکی روز حضرت کو تپ لرزہ آیا اور روز جمعہ کو پانچواں روز تھا قدرے صحت ہوئی، نماز جمعہ ادا کی بعد نماز کے پھر تپ شروع ہوئی اور چار روز اور تپ آئی، بروز شنبہ وقت نماز چاشت ۲۳ ماہ جمادی الآخر ۹۴۵ھ میں حلت فرمائی مزار گنگوہ شریف میں فیض بخش عالم ہے۔ شیخ رکن الدین فرماتے ہیں تادمِ مرگ عبادت میں فرق نہیں آیا قبل از انتقال تجدید وضو کیا اور دو گانہ ادا کر کے بیہوش ہوئے اور حق حق کہتے ہوئے انتقال کیا۔ عمر شریف ۸۴ برس کی ہوئی جس میں ۳۵ برس ردولی میں مجاہد اور ریاضت میں مشغول ہے ۳۵ سال شاہ آباد میں قیام فرمایا اور ۱۴ سال گنگوہ میں بسر فرمائے۔

شیخ رکن الدین کہتے ہیں جب کفن پہنا چکے تھے سینہ مبارک پر ہاتھ رکھا تو قلب کو حرکت تھی ذکر جاری اور آپ کے سات پسر تھے سب کے سب عالم اور عارف ہوئے شیخ حمید بنگی شیخ رکن الدین بنگی شیخ عبدکبیر شیخ احمد قطب گرج شیخ رکن الدین مرتبہ عالی رکھتے تھے چنانچہ ایک روز دروضہ حضرت پر مجلس سماع تھی شیخ رکن الدین کو وجد ہوا اور نظر مردان سے ناپید ہوئے بعد دیر کے لوگوں نے دیکھا باقی آپ کے کمالات آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہیں۔

کیفیت شیخ عبد الکبیر پیر متذکرہ بالا کی یہ ہے کہ آپ مرید و فرزند شیخ عبد القدوس تھے ذوق اور شوق سخاوت اور شجاعت خوارق و کرامت میں ہمیشہ تھے۔ ایک بار سلطان قت آپ کی زیارت کو جلاؤنیر اس کے ہمراہ تھے تینوں نے اپنے واسطے ایک ایک کھانا مقرر کیا کہ اگر ہم کو ہماری خواہش کے موافق شیخ نے کھانا دیا تو ضرور شیخ اہل کمال میں جب بادشاہ نزدیک آیا حضرت نے گوشت کے بھرے ہوئے سمو گوشت سے سلطان کے ردبرور رکھے۔ نانِ نخی، میاں بڈھا کے آگے، ملک محمد کے آگے حلو رکھا۔ یکشف دیکھ کر تینوں صاحب حیران ہے آپ نے فرمایا کہ بابا کیا حیرت کی بات ہو خداوند تعالیٰ اپنے دوستوں کو ردبرور اہل دنیا کے شرمندہ نہیں کرتا جو وہ چاہتے ہیں وہ محنت فرادیتا ہے۔ بعد وفات والد کے دو برس زندہ رہے ۹۴۶ھ میں وفات پائی، اور ایک کتاب کے حاشیہ پر لکھا دیکھا ہے کہ آپ کے پانچویں خلیفہ ہوئے مگر صاحب رشاد

اور مشہور ہوئے ہیں یہ ہیں اول حضرت شیخ جلال الدین محمود الفاروق تھانیسری کہ اُن کا ذکر آگے  
 آویگا۔ دوسرے شیخ عبدالغفور عظیم پوری کہ خلیفہ شیخ عبدالقدوس کے عالم اور کامل سنیان تھے اور قریب  
 اپنے جد مادری کے بھی تھے۔ ایک بار آپ کو جن اٹھا کر لے گئے ایک مدت اُن کے ملک میں رہے اُن کی  
 زبان سے ماہر تھے۔ اُن کے ملک کی کیفیت بیان فرمایا کرتے تھے مگر بوجہ اختلاف آج ہوا کے ہیئت میں  
 کسی قدر فرق آگیا تھا۔ ہندوستانی نہیں معلوم ہوتے تھے، مانو آپ کو اس وجہ کہتے ہیں کہ مانو نام آپ کی ایک  
 محبوبہ تھی، اگر اس کا نام ٹھیکری پر لکھ کر چاد میں ڈالتے آپ فوراً چاہ میں گر تے نہ معلوم وہ معشوقہ حضرت جن یا انسان  
 تھی، حضرت شیخ عبدالحی محمد دہلوی فرماتے ہیں کہ شیخ ہمارے قبیلہ سے تھے اکثر عورتوں نے سنا ہے  
 کہ ایک عورت پیدا ہو کر آپ کے گھر کا کاروبار بجالا کر پھر غائب ہو جاتی ہو۔ وفات حضرت کی ۹۹۸ھ میں ہوئی  
 اور یہ بھی لکھا ہے کہ رسول مقبول نے اُن کو بحالت خواب یہ درود تعلیم فرمایا تھا اللہم صلی علی محمد وآلہ بعد  
 اسماءک الحسنى۔ اور ان کے خلفاء سے چند صاحب باکمال ہوئے ہیں۔ شیخ ابوالسحاق فرزند شیخ عبدالغفور  
 وہندگی شیخ احمد و میر سید علاؤ الدین ساکن کتانہ کہ جب ان کا انتقال ہوا ہے تو مزار میں سے تین بار  
 کلمہ حق کی آواز آئی اور ایک شعلہ نور سر ہانے سے ایک پائنتی سے پیدا ہو کر دونو باہم مل کر قبر میں سما  
 تیسرے خلیفہ شیخ عبدالقدوس کے شیخ بھولا نور بان سہارنپوری کے درویش کامل گندے ہیں ایک بار اُن کو جنون  
 ہو گیا تھا اُس حالت میں غیب کی باتیں کرتے تھے حضرت نے اُن کے حال سے آگاہ ہو کر ایک توبہ مرحمت  
 فرمایا، اس کے باندھنے ہی اچھے ہوئے اور جو غیب کی باتیں کرتے تھے اُن کا مشاہدہ ہونے لگا۔ جو تھے  
 شیخ بھورو کہ پہلے یہ دائم الخمر تھے، جب جذبہ الہی دامگیر ہوا ایک روز حضرت سے ملے سنے مبارک پر نظر  
 پڑتے ہی توبہ کی اور مرید ہو کر کافر کو انجام کو پہنچا کر اولیائے پانچویں خلیفہ حضرت کے شیخ بہاؤ الدین  
 کہ اعلیٰ درجہ کے پیر پرست تھے، چھٹے خلیفہ شیخ عبدالستار سہارنپوری، ساتویں خلیفہ شیخ عبدالاحد  
 پیر شیخ احمد مجدد العنثانی سرہندی، آٹھویں خلیفہ میر سید رفیع الدین اکبر آبادی، نویں خلیفہ شیخ  
 عبدالرحمن اکثر مکتوب ان کا نام صادر ہوئے ہیں، دسویں شیخ عبدالبہی اور از روئے تحریر تذکرۃ العارفین  
 کے ہایوں بادشاہ نے بعضے ہیں کہ سن جلوس دوسرے میں حضرت کے بیعت کی، گیارھویں بندگی  
 شیخ جامن مسطور کہ مقرب بارگاہ مرشد تھے اور آپ کو مقام فنا فی الرسول حاصل تھا یہ ہم شیخ عبدالقدوس  
 قدس سرہ کے اور محرم اسرار تھے، حضرت کی اکثر حکایات آپ سے سند ہوئی ہیں۔

سلسلہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی سلسلہ صابریہ حضرت شیخ مرید شیخ احمد کے وہ مرید شیخ عمارت کے وہ مرید شیخ احمد عبدالحق کے وہ مرید شیخ جلال الدین پانی پتی کے وہ مرید شاہ ولایت شیخ شمس الدین پانی پتی کے وہ مرید حضرت مخدوم علاؤ الدین علی، حمود صابری کلیری کے۔

سلسلہ نظامیہ نصیریہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد بن فاسم اودھی کے وہ مرید سید بڈھن بھڑاچی کے وہ مرید سید اجل بھڑاچی کے وہ مرید مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وہ مرید مخدوم نصیر الدین چاغی کے وہ خلیفہ اکل حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اوبار کے۔

سلسلہ دوم نظامیہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ الاسلام شیخ درویش محمد کے وہ مرید میاں شیخ بن حکیم اودھی کے وہ مرید سید صدر الدین اودھی کے وہ مرید پیر سید محمد گیسو دراز کے وہ مرید مخدوم نصیر الدین چاغی کے سلسلہ سوم نظامیہ یعنی شیخ مرید شیخ الاسلام درویش محمد کے وہ مرید شیخ سعد اللہ کے وہ مرید شیخ فتح اللہ کے وہ مرید شیخ صدر الدین بلبیک کے وہ مرید حضرت سلطان المشائخ کے سلسلہ قادریہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بڈھن بھڑاچی کے وہ مرید مخدوم بہانیاں نے وہ مرید شیخ محمد عیسیٰ کے وہ مرید شیخ ابوالکلام فیض کے وہ مرید شیخ قطب الدین ابوالغیت کے وہ مرید شمس الدین ثانی کے وہ مرید شمس الدین علی حداد کے وہ مرید حضرت محی الدین سید عبدالقادر جیلانی کے سلسلہ دوسرا قادریہ یعنی شیخ عبدالقدوس مرید سید ابراہیم حسنی کے وہ مرید شیخ احمد حبلی کے وہ مرید بڈھن بھڑاچی کے وہ مرید شاہ عبدالقادر کے وہ مرید شیخ محمد حسن کے وہ مرید سید ابوصلح کے وہ مرید اپنے پدر سید عبدالقادر جیلانی کے اور تیسرا سلسلہ اس طرح پر ہے کہ شیخ محمد حسن شیخ ابوالنصر سے ملکر سید ابوصلح سے ملتے ہیں، یعنی پیر جہاں سے بھی فرقہ پہنچا تھا، سلسلہ چوتھا نادر بہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ عبدالسلام علی شاہ کے وہ مرید شاہ محمد کے وہ مرید قطب الدین بنیادل جو پوری کے وہ مرید سید نجم الدین قلندر کے وہ مرید حضرت پیران پیر دستگیر کے اس سلسلہ کو قلندر یہ بھی کہتے ہیں، تذکرۃ الفقراء میں یہ سلسلہ مسمیٰ بہ قلندر شاہ ہے، آٹا لکھا گیا ہے۔ سلسلہ کبیرہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد اودھی کے وہ مرید سید بڈھن بھڑاچی کے وہ مرید سید اجل بھڑاچی کے وہ مرید سید جلال الدین بخاری کے وہ مرید شیخ شمس الدین ابو محمد بن محمود قرظانی کے وہ مرید شیخ قطابا الخالیدی کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید بابا باجمند کے وہ مرید شیخ نجم الدین فردوسی کے سلسلہ درویشی یعنی شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش اودھی کے وہ مرید سید بڈھن کے وہ مرید

سید اجل کے وہ مرید سید جلال الدین بخاری کے وہ مرید شیخ رکن الدین ملتانی کے وہ مرید شیخ صدر الدین ملتانی کے وہ مرید شیخ بہار الدین ذکر الی ملتانی کے وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے اور بھی سلسلہ قادریہ کے یعنی شیخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ غوث پاک کے بھی تھے سلسلہ دوم سہروردیہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بدین کے وہ مرید مخدوم جہانیاں کے وہ مرید شیخ رکن الدین وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ الاسلام بہاؤ الدین ذکر الی ملتانی کے وہ مرید شیخ شہاب الدین سہروردی کے وہ مرید شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی کے وہ مرید شیخ وجیہ الدین ابو حصص کے وہ مرید شیخ محمد بن عبداللہ سہروردی کے وہ مرید شیخ انخی سراج کے وہ مرید شیخ ابی عباس کے وہ مرید شیخ ابی عبداللہ خفیف کے وہ مرید شیخ محمد جعفر کے وہ مرید شیخ ابی عمر کے وہ مرید شیخ عظیم ابی تراب کے وہ مرید شیخ قائم الاصم کے وہ مرید شفیق ابی کے وہ مرید سلطان ابراہیم بن ادہم ابی کے۔

سلسلہ داریہ شیخ عبدالقدوس مرید شیخ درویش محمد کے وہ مرید سید بدین کے وہ مرید سید اجل کے وہ مرید حضرت بدیع الدین شاہ مدار کے وہ مرید بایزید بطنائی کے وہ مرید خواجہ صیب عجمی کے وہ مرید خواجہ حسن ابصری دوسرا سلسلہ داریہ اس طرح پر ہے کہ طغور شامی مرید عین الدین شامی کے وہ مرید یمن الدین شامی کے وہ مرید عبداللہ علی دار کے وہ مرید حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اور سلسلہ نقشبندیہ اس طرح ہے کہ سید اجل بھڑاچی مرید شاہ عبداللہ حق کے وہ مرید خواجہ عبداللہ احرار کے وہ مرید خواجہ بیہود خرنی کے وہ مرید خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کے۔ لکھا ہے کہ شیخ رکن الدین بن شیخ عبدالقدوس قاضی القضاۃ دہلی ہے ہیں صاحب تصانیف اور عالم بے مثل تھے۔

### ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین جونپوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ محمد عسی کے تھے جو شاہیر روزگار سے تھے ترک اولیٰ تجرید میں یکجا نہ عصر تھے کہتے ہیں کہ یہ طالب علمی کرتے تھے کہ شیخ حسین گجراتی خدمت شیخ عیسیٰ میں جونپور میں آئے اور صاحب کیا تھے۔ شیخ بہاؤ الدین سے بہت اخلاص پیدا ہو گیا ایک بار ان کو ہمراہ لیکر محل میں گئے اور کہا کہ تم کو کیا بتائے دیتا ہوں موافق حاجت کے بنایا کرنا۔ پھر میں تم کو دوسرا محل بتاؤں گا شیخ بہاؤ الدین نے عرض کی کہ بندہ آپ سے دوسری کیا کا خواہاں ہے یہ سن کر شیخ حسین ذوق بہت خوش ہوئے و تربیت باطن فرمائی شیخ حسین آخر فرقہ خلافت شیخ محمد عسی سے حاصل کر کے دولہ گئے چلتے وقت



شیخ بہاؤ الدین نے عرض کی کہ مجھے مرید کیجئے، فرمایا کہ تیرا پیر اسی شہر میں ہے میری صحبت کا فیضان جو تیری قسمت میں تھا وہ ہوا، پس شیخ بہاؤ الدین شیخ عیسیٰ کے مرید ہوئے اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ ہنزہ خلافت نہ ملی تھی کہ وقت شیخ محمد عیسیٰ کا قریب پہنچا۔ شیخ بہاؤ الدین نے فرمایا کہ تیری خلافت آگے سید کے ہے جو مانگ پور سے آویگا، بعدہ سید راجی حامد شاہ مانگ پور سے وار جو پور ہوئے پہلی ہی ملاقات میں شیخ بہاؤ الدین کو خرقہ خلافت دیا۔ وفات شیخ بہاؤ الدین کی ۹۴۷ھ میں ہوئی مزار جو پور میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ خانوگوالیاری قدس سرہ

یہ حضرت مرید خواجہ حسن ناگوری کے شاگرد وقت ہوئے ہیں اور خرقہ شیخ اسماعیل فرزند شیخ حسین سہرست بھی بتمام چندیری حاصل کیا اور روحانیت حضرت خواجہ بزرگ سے بھی فیض ہوا وفات حضرت کی ۹۴۷ھ میں ہوئی مزار گوالیار میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ علاؤ الدین بن شیخ نور الدین جو دھنی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے بابا صاحب کی اور وجد عصر تھے، اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے کچھ کام نہ رکھتے تھے، خط و فصل و آرام و آسائش و آرائش اپنے اوپر روانہ رکھتے تھے، اُس وقت آپ فرید ناظمی مشہور تھے اور روحانیت حضرت قطب لاقطاب سے فیضیاب تھے اور بہت عقیدت رکھتے تھے۔ آپ کے پاس یک درویش آیا اور اُس نے تعریف کی کہ میرے پاس تریاق اکبر ہے جس کے کھانے سے کیسا ہی زہر خوردہ یا مارگزیدہ ہو اُس کو فوراً شفا ہوتی ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس بھی تریاق اعظم اور امتحان کے واسطے ایک چڑیا زندہ منگا کر اُس کے منہ میں قدسے سنبل فار دیا اُسی وقت وہ مر گئی، بعد ازاں قدسے کا کنگر خانہ جو خواجہ قطب الدین کا تھا پانی میں مل کر کے قدسے پانی اُس کے منہ میں ڈالا وہ زندہ ہو کر اڑ گئی، ولادت آپ کی ۸۴۷ھ میں ہوئی اور وفات ۹۴۷ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سلطان جلال الدین قریشی قدس سرہ

یہ حضرت کمالان خاندان خستہ سے ہوئے ہیں کہ بیاطن ملک بظاہر مجتہد صاحبِ حال اور مجتہد تارک در کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے اور عالم متبحر تھے ہر ایک نے ان میں کلام کئے جو کچھ بیان فرماتے نہایت صحت اور فصاحت سے بیان فرماتے، کل علوم حفظ تھے، ایک بار وقت نماز صبح

جامع مسجد میں آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھانے لگے، مگر قرائت ایسی لمبی شروع کی کہ دن نکلا یا، یہ بات لوگوں کو ناگوار گذری اور گفتگو شروع ہوئی، نہایت استحکام سے جواب دئے، جب وہ لوگ گرم ہونے لگے موافق عادت معہود کے وہاں سے اٹھ کر جنگل میں چلے آئے مرید نہ کرتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ ہشام نام میرا ایک مرید ہے جو جنگلوں میں پھرتا ہے، آپ کے معتقدوں ایک نے آپ کے ملفوظات جمع کر کے آپ کو ملاحظہ فرمائے، آپ نے اس کتاب کو چاہ میں ڈال دیا۔ اکثر وقت قلق کے یہ فرمایا کرتے تھے، حاصل عشقت سرخ نشین نیست سوختم سوختم سوختم سوختم، خادم بوم بہ لختہ شدم سوختم، اور پانچ برس تک کتاب علم حقیقت پڑھی، اُس عرصہ میں کسی آدمی کا منہ نہیں دیکھا، دختوں کے پتے کھائے، ایک روز فریٹنے لگے پہلے مجھ کو عشق مجازی پیدا ہوا، اسی میں جذبہ الہی گلوگیر ہوا، میں صحرائے جمیر میں چلا گیا، ایک جوان نہایت خوبصورت دیکھا، میں اُس کے پیچھے ہولیا، حاضرین میں سے ایک نے پوچھا کہ وہ شخص خضر ہوں گے، فرمایا کہ علامت دیکھنے خضر کی یہ ہے کہ اُن کے طور سے بارش ہوتی کہ وہ ملاوہ مردان غیب سے آتا اور فرماتے ہیں کہ جب میں مرید ہوا تو میرے پیر نے فرمایا کہ نوکری کر، چنانچہ ایک شخص نے خود خواستگاری کر کے مجھ کو نوکر رکھا، میں بہت جج کیا، پیر کا حکم ہوا کہ اس کو ٹائے پینے لٹا دیا، تین بار مال جمع کیا اور ٹایا آخر پیر کے ہمراہ ایک جنگل میں گیا، وہاں ایک حجرہ تھا در حجرہ پر رہتا اور پیر اندر رہتے۔ سوائے صبح کی نماز کے وقت کے اور وقت ملازمت نصیب نہ ہوتی، پانچ برس اسی طرح گزریے۔ اس عرصہ میں میرے پیر نے مجھ کو تین علوم سکھائے اور فرمایا کہ جا آگے آتیرا حوصلہ نہیں ہو، اُس روز سے پھر پیر سے ملاقات نہیں ہوئی اور اپنے پیر کے فراق میں دیواروں سے ٹکرا کر کرتے تھے اور یہ پڑھتے تھے: دریا منوس تنہائی ماؤ، دریا سرمہ بنیائی ماؤ، من بہت وے عشقم ہشیا رخو اہم شد، لکھا ہے کہ اگر مس پر پھونک ماریتے تھے تو وہ سونا ہو جاتا تھا، دہلی اگرہ میں اکثر ہے، وفات حضرت کی بمقام مند ۹۴۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ علاؤ الدین جوہی

کے اور خاندان سلطاریہ سے

### ذکر حضرت سید سلطان بھڑا بچی قدس سرہ

بھی فیض یافتہ تھے، کپڑا موافق ڈھکنے ستر کے رکھتے تھے، سر نہ نگار ہوتا تھا ذکر جہر کرتے تھے، ایک عورت آپ کی توجہ سے سلمان ہوئی، اُس کے اقربا نے کچھری محمد زماں میں جو منجانب بادشاہ بابر حاکم تھے اُس کے دل جانیکا دعویٰ کیا۔ حاکم نے شیخ کو کہلا بھیجا کہ اُس عورت کو اپنے گھر سے نکال دے، آپ شیخ شیر

ہاتھیں لیکر نکلے اور فرمایا کہ یہ نہ ہو گا کہ مسلمان کو کافروں کے سپرد کیا جائے، اگر ارادہ جنگ کا ہو تو بندہ حاضر ہے  
دیکھو خدا کیا کرتا ہو آخر حاکم پر شیخ کے کہنے سے عجب چھا گیا اور بہت نادام ہوا، وفات حضرت کی سن ۹۲۹ھ میں تھی۔

صاحب جذبہ و رزق شوق تھے، کبھی لباس درویشی  
کبھی دنیا داروں کا سا مکلف لباس رکھتے، آپ کو

### ذکر حضرت سید علی قوام قدس سرہ

بہت فتوح تھا، ماسکینوں کا روزانہ مقرر کر رکھا تھا نہایت مخیر تھے خدام بہت تھے، مگر چالیس برس  
شک کی کام کے واسطے کبھی خدمتگار کو نہیں جگایا۔ ایک بار شب کو شنکی ہوئی۔ موافق عادت کے  
زیر پلنگ پانی دیکھا، اُس روز خدمتگار پانی رکھنا بھول گیا تھا۔ بہت ہی شنکی نے جب غلبہ کیا کئی بار زیر پلنگ  
پانی دیکھا، آخر غیب کے کوزہ پانی ہاتھ میں آیا، اُس کو نوش کیا اور شکر پروردگار بجالائے مگر خدمتگار کو نہ جگایا  
اور فرماتے ہیں کہ ایک بار میں رسول مقبول کو خواب میں کھیا کر فرماتے ہیں کہ اے علی اپنے دروازہ پر نقارہ بجاتا  
ہے، مگر خلق کی خبر نہیں لینا، میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نقارہ آپ کی ہی عنایت سے ہے، ورنہ علی کیا چیز ہے  
پھر فرمایا کہ خلق کے واسطے دعائے خیر کر تو مستجاب دعوات ہو، پھر اپنے فرمایا کہ مجھ کو تعجب ہوتا ہے کہ لوگ قوالوں  
کو فرمایش کرتے ہیں فلاں لگاؤ مجھ کو ہر شے اچھی معلوم ہوتی ہے جو وہ گاتے ہیں سب پر شوق ہوتا ہے۔  
وفات حضرت کی سن ۹۵۰ھ میں ہوئی مزار جنپور میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ محمد حسن طاہر کے

وہ مرید راجی مامد شاہ کے وہ مرید

### ذکر حضرت شیخ عبدلرزاق جھنجھانہ قدس سرہ

شیخ حسام الدین، مالک پوری کے وہ مرید، نقطہ عالم کے، وہ مرید علاؤ الحق بنگالی کے وہ مرید، اخی سراج کے  
وہ خلیفہ حضرت سلطان المشائخ کے تھے حضرت کو روح پاک قلندر صاحب اول سے نسبت تھی بمقام بڑھاپا  
مشکف پیسے ہیں۔ اہلبیت پاک سے کمال عقیدت تھی اور حضرت غوث اعظم سے بھی نہایت اعتقاد تھا اور  
حضرت بھی ان پر بہت مہربان تھے ہر ایک کار میں مدد فرماتے تھے، اور شیخ اماں پانی تہی سے مسئلہ  
توحید میں بہت گفتگو رہی ہے، بہت بڑے ذاکر اور متفکر تھے، آپ کے مریدوں میں سید علی چشتی کہ مزار  
ان کا لودھیانہ میں ہے شیخ وقت گذرے ہیں، وفات حضرت کی سن ۹۵۰ھ میں ہوئی، مزار قصبہ جھنجھانہ میں  
زبارت نگاہ خاص عام ہے۔

ذکر حضرت شیخ یوسف معروف بہ شاہ جو سی چشتی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے بابا صاحب کی تھے اور ولایت موروثی پر ثابت قدم ہے اور ہمیشہ اجداد میں رہے بعد مجاہدہ اور ریاضت کثیر کے موافق ندائے غیبی کے معتمدینوں بھائیوں کے براہ جنگی عازم حرمین بنیں ہوئے، جب وہیں میر میں آئے عینا عادل شاہ خاندیس کے بادشاہ نے قدم شیخ غنیمت جانا نہایت اعزاز سے چندے رکھا، بعد وہاں سے رخصت ہو کر اجداد میں آئے اور عیال و اطفال کو ہمراہ لیکر برہان پور میں داخل ہو کر سکونت اختیار کی اور وہیں ۹۵۰ھ میں وفات پائی۔

آپ خلیفہ اعظم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے تھے، آپ کے پدر قاضی محمود بلخوی

### ذکر شیخ جلال الدین تھانیسری قدس سرہ

ہندوستان میں مائے تو آپ کی عمر سات برس کی تھی، مگر قرآن حفظ کر چکے تھے اور سرہ برس کی عمر میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر شرعی فتویٰ دینے لگے تھے، آپ صائم الدہر قایم الیل تھے، کہا جاتا ہے کہ شیخ عبدالقدوس ایک بار سیر کرناں وارد تھانیسری ہوئے، وہیں اپنے بیعت کی بعض نے لکھا کہ شیخ تھانیسری میں اس وجہ سے آئے تھے کہ ایک بار شیخ اپنے فضل میں مصروف تھے کہ بائع غریب نے ندائی کہ جلال الدین تھانیسری کو ہم نے تجھ کو بخشنا اُس کو اپنا مرید کر اُسی وقت حضرت شیخ راہی طرف تھانیسری کے ہوئے اگر دیکھا آپ اپنے مدرسہ میں طلباء کو پڑھا ہے ہیں شیخ ایک گوشہ میں بیٹھ گئے، جب شیخ جلال الدین نے سبق طلباء سے فراغت پائی، حضرت سے پوچھا کہ لے درویش تم کون ہو اور کہاں سے آئے، شیخ نے زبان حق ترجا سے بعد اپنے عجز و انکسار کے چند کلمات توحید آمیز ارشاد فرمائے اور ان کے قلب کو اپنے نور باطن سے مجلا کیا، معاشیافت ظاہری دور ہوتے ہی جو جمال بے مثال کو دیکھا قدموں پر سر رکھا حتیٰ تکشف ہوا، خلعت کثرت لوح سینہ سے دور ہوئی نور وحدت چمکا اور مرید ہوئے۔ شیخ نے کلاہ چار ترکہ اپنے سر سے اتار کر ان کے سر پر رکھی اور تعلقات قلبیہ قابلہ تفسیر روحانیہ سے فارغ فرمایا پہلے شغل نفی اشیاء فرمایا، چند روز میں کار تکمیل پہنچا کہ یہوشی جو مقدمہ الہیات تکلیف پیدا ہوئی۔ بعد اُس کے شغل ہونے تک فرمایا بعد اُس کے سلطان الادکار تعلیم فرمایا، جب یہ کار بھی مکمل ہوا شغل سہم یا تعلیم فرمایا اور دیگر اذکار اشغال ہر ایک خاندان کے تعلیم فرمائے۔ آپ نے مدت کثیر اپنی کو آتش مجاہدہ میں جلایا اور مقصود کلی حاصل کیا، بعد صاحب مرآۃ الاسرار ناقل ہیں کہ آپ کو مدام استراق سہتا تھا، وجود باوجود آپ کا محو ذوق سلع و عبادات و اواراد و آداب شریعت و طریقت تھا۔ اسی برس تک بلا ناغہ ایک درخان روز ختم فرمایا، ایک روز ایک شخص

ایک غزل خوش الحانی سے گارہا تھا، آپ بالاخانہ پر تھے، سنتے ہی بیہوش ہو کر نیچے گر پڑے اور شل  
منع نیم بسل کے تڑپنے لگے، اور استغراق کی کیفیت تھی کہ وقت نماز کے خادم جب کان میں باواز بلند  
اللہ اکبر کہتا جب ہوشیار ہو کر نماز ادا کرتے، اقبال: امر جہانگیری سے روایت ہے کہ جلال الدین محمد اکبر اعظم  
شاہنشاہ کرم نے جب بروز دوشنبہ دوسری محرم ۹۶۹ھ کو بحیثیت دفع مزار محمد حکیم اپنے برادر کے فکر کشی  
جانب پنجاب کی، جب تھانیر پہنچے برائے زیارت شیخ خانقاہ حضرت میں تشریف لائے، بعد سعادت ملازمت کی  
کلمات حقائق درمیان میں لائے۔ چونکہ اس شاہنشاہ کو جملہ علوم میں جامعیت تھی، مسئلہ توحید پیش کیا، شیخ نے  
فرمایا رباعی آفتابے درہنراں آبگینہ تافتہ، پس بگئے ہر کیے تاب عناں نذاختہ، جملہ یک نور است  
ارنگہائے مختلف، اختلافے درمیاں این آں نذاختہ، اور نہایت احسن طور سے بادشاہ کو سمجھایا  
پھر شیخ ابو الفضل نے عرض کیا کہ کس طرح دریافت کریں، یہ سن کر آپ رونے لگے اور فرمایا کہ آہ  
آہ زار استغنائے دلیر آہ، کہ تعظیم بہرہ بر کنین را، یہ سن کر بادشاہ بھی رونے لگے اور کہا کہ بندہ کو فیر کیجیے میں  
اس سلطنت سے گذرا، آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنا جانشین کرو، اُس کے بعد یہ ارادہ کرو کہ تمہاری ایک ساعت کی عداوت  
بہتر ہے ہزار عبادت اور فقری سے تمہاری رویشی عدل و انصاف کرنا خلق خدا کا نفع پہنچانا ہو، یاد خدا بھی کرو  
اور سلطنت بھی کرو۔ بادشاہ وہاں سے رخصت ہو کر خمیہ گاہ کو واپس آئے اور شیخ محافہ میں سوار ہو کر بقصد زیارت  
مزار سالار سختی بنیرہ نوح علیہ السلام کہ مزار اُن کا نواح تھانیر میں ہو تشریف لے جاتے تھے کہ فیضی حاضر  
ہوا، آپ اُس کی خاطر سے واپس خانقاہ میں آئے فیضی نے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حیوانات کو برائے  
سواری انسان کے پیدا کیا ہے، افسوس ہو کہ آپ آدمیوں پر سوار ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ نہایت تعجب ہے کہ باوجود  
اس قدر علم و فضل کے اب تک یہ امر تیری سمجھ میں نہیں آیا کہ، بھنے آدمی شل چار پاؤں کے ہیں بلکہ حیوان اُن سے  
بہتر ہیں، اللہ تعالیٰ نے ایسے آدمیوں کے حق میں فرمایا ہے اولئک کلا لعمام، لعمام ضل سبیلنا فیضی یہ سن کر منفعل  
جب تک بٹھارہا کچھ بات نہ کی، آخر رخصت ہو کر قیام گاہ پر آیا اور راجہ بیرہر سے شیخ کی توفیق کی اُسی وقت  
بیرہر بھی خدمت شیخ میں حاضر ہوا، شیخ نے اُس کی طرف التفات نہ فرمایا، آخر یہ ٹھکر چلا آیا، جب یہ شیخ غوث محمد  
گوایاری سے ملے گیا تو شیخ نے اُس کی بہت تعظیم کی، مشکلف فرش پر بٹھایا، اُس نے بوجھا کر لیا، والدہ مبارک میں  
ساوی ہیں، آپ نے بندہ پر ایسی نوازش فرما کر معزز و ممتاز فرمایا، جب میں شیخ جلال الدین تھانیر کی  
خدمت میں حاضر ہوا، انہیں میری طرف التفات بھی نہ فرمایا، شیخ محمد غوث گوایاری بھی فرمایا کہ برادر جلال الدین نے

کمال شہود ذاتی بہم پہنچایا، دنیا اور اہل دنیا کی قدر اُن کی نظر میں کچھ نہیں رہی، وہ تم کو کیا خاطر میں لاتے کس واسطے کہ بادشاہ اور گدا اُن کو یکساں ہیں اور مجھ میں ہنوز بعض بعض تعلقات دنیا باقی ہیں، بیزیرہ سنکر خوش ہوا اور کہا کہ جو آپ نے فرمایا نصفی سے فرمایا، لکھا ہے کہ شیخ کمال قادری کو حضرت کے بہت محبت تھی۔ طبقات حسابیہ نقل ہے کہ آپ ایک مرید تھا کہ اُس کو اشتیاق تجلی ذات نہایت تھا، اس شوق میں بہت مجاہدہ اور ریاضت برسوں کی، گروہ حال مشکف نہ ہوا۔ اُس کے دل میں خطرہ گلا کہ اس وقت میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے بزرگ نہیں کہ اُن کی ایک نظر سے آدمی صاحبِ حال ہوتا تھا، اُسی وقت آپ اُس کے خطرہ پر آگاہی ہوئی۔ نظر عاشقانہ اُس پر ڈالی کہ وہ تجلی ذات اُس پر مشکف ہوئی، مگر اُسی وقت مر گیا۔ کس واسطے کہ حوصلہ اس تجلی کا نہ تھا، اور اسی وجہ سے آپ نے بھی توقف فرمایا تھا، اور آپ کے بھی کتبوبات ہیں اِرشادِ مطہرین کے نام سے مشہور اور کبھی پیر کے رد و رد بے وضو نہیں آئے۔ شاہ آباد میں بھی بہت دنوں پیر کے پاس رہے ہیں اور اپنے پیر زادوں سے نہایت ادب سے پیش آتے تھے۔ لکھا ہے کہ وفات کے چند روز پہلے امانت خواجگان چشت اور خرقہ خلافت شیخ نظام الدین تھانیسری شرم لہجی کو مرحمت فرمائی، اور جو وہ ذالحجہ ۹۸۹ھ میں بقلم تھانیسری انتقال فرمایا۔ چند خلفاء حضرت کے کہ جو مرتبہ تکمیل پہنچ چکے تھے یہ ہیں شیخ نظام الدین لہجی، دوسرے شیخ عبدالشکور تیسرے خلیفہ قاضی محمد سالم کیرانوی کہ اُن کا مزار کیرانہ میں ہے، یہ سب نے کیرانہ کے تھے اس وجہ سے ایک جاہ کہ جو کبھی بنجانب بزرگان کاتب الحروف ان کی مدد معاش کو معاف تھا سالم والا مشہور ہے، چوتھے خلیفہ شیخ موسیٰ، پانچویں شیخ عیسیٰ کہ دونوں اسم با مسمیٰ تھے، چھٹے خلیفہ میر سید فاضل اکبر موہانہ ضلع میرٹھ۔

خلیفہ شیخ جلال الدین

تھانیسری کے مذہب

## ذکر حضرت شیخ نظام الدین بن عبدالشکور لہجی قدس سرہ

حق تعالیٰ اور مشارب عالیہ صابرہ رکھتے تھے۔ احوال و اقوال افعال حضرت کے متاخرین کبار کو محبت قاطع و برہانِ ساحل ہیں۔ اور نیز داماد و برادر زادہ اپنے پیر کے تھے، آپ کے والد شیخ عبدالشکور بھی شیخ جلال الدین تھانیسری اپنے برادر خلیفہ کے تھے۔ علومِ ربی کہ سرسبز قیل و قال ہیں، اُن کی طرف رجوع نہ تھی، مگر شریعتِ اعلیٰ اور رسالہ بیانِ ہفت طبع موجود ہیں اور ریاضِ اقدس تفسیرِ قرآن مجید معاونِ حقانی آپ کی تصنیفات سے ہیں، باقی تمام علومِ کیاوسیمیا ذاتِ جامع الکملات تھے، علمِ شریعت اور طریقت میں مبشیل تھے

لکھا ہے کہ شرح لمعات مکہ میں تصنیف کی اور دوسرے شرح کلام مجید کی مدینہ طیبہ میں تصنیف کی وہ تفسیر مدنی مشہور ہے ان دونوں تفسیروں کی تحریر کے وقت کوئی کچھ پاس نہ جاتا تھا، بادلوں لکھا کرتے تھے۔ نقل کرنے ہیں کہ جب آپ صاحب سجادہ ہوئے اور شہر کمالات آپ کا بلند ہوا تو شاہزادہ سلیم آپ کے مقعد ہوئے۔ آپ نے اُن کو بشارت دی تھی کہ تو بادشاہ ہوگا، آخر جب یہ بادشاہ ہوئے اور بوجہ بہرگانے نور جہاں بیگم کے شہزادہ خسرو سے ناخوش ہوئے اور اُن کو مقتد کرنا چاہا اُس وقت یہ ناچار ہو کر اکبر آباد سے فرار ہوئے۔ جب تھانیسریں پہنچے شیخ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اپنے پدر و مادر کی شکایت کی اور اپنے واسطے دعا چاہی۔ شیخ نے بہت کچھ نصائح مریبانہ فرمائے کہ ہر حال میں والدہ کی اطاعت چاہیے یہ تو طرف بیاس کے چلے گئے اور دشمنان شیخ نے موقع پا کر بادشاہ سے عرض کیا کہ شہزادہ خسرو برائے حصول مطلب شیخ تھانیسری کے پاس گئے، اور انہوں نے اُن کو بشارت سلطنت دی۔ یہ سُن کر جہانگیر سخت برہم ہوئے، اور حکم دیا کہ شیخ ہندوستان سے چلے جاویں، پھر نہ آویں۔ حضرت کا سفر کا پہلے ہی ارادہ تھا، مکہ معظمہ جانے کی تیاری کر ہی ہے تھے کہ حکم پہنچا، حضرت ہندوستان سے چل کر مکہ میں آئے اور حج ادا کیا، بعد مدینہ منورہ میں کئی برس رہے اور شرح العانی تصنیف فرمائی، بعد حکم روحانیت پیغمبر خدا علیہ السلام بلخ میں آکر مقیم ہوئے۔ ایک کیفیت پہلے یہ گزری کہ قریب بلخ کے آپ چلے آتے تھے کہ ایک شخص حکام بلخ سے گھوڑی پر سوار آتا تھا اور شیخ ابوسعید فرزند حضرت کے گھوڑے پر سوار تھے، نزلے اور کی طرف مل گیا اور گھوڑی پر جا پڑا وہ شخص غرور حکومت میں تھا غصہ ہو کر شیخ ابوسعید کی پشت پر تازیانہ مارا کہ اُس کا نشان ہو گیا۔ انہوں نے اپنے پدر کو اپنی پیچھے دکھائی، آپ نے ازراہ جلال فرمایا کہ ابھی تک اُس کی گردن نہیں ٹوٹی۔ یہ فرماتے ہی وہ گھوڑی سے گرا اور گردن اُس کی ٹوٹی۔ بعد اُس کے بادشاہ امام قلی خاں ازبک حضرت کا مرید ہوا، اُس کے مرید ہوتے ہی ہزار ہا آدمی مرید ہوئے، اور لکھا ہے کہ سات سو دلی ہوئے، مگر طلبائے شہر کو حسد ہوا، اور بادشاہ سے کہا کہ شیخ جامع مسجد میں نہیں آتے، اپنی خانقاہ میں جدا نماز پڑھتے ہیں، ایک شہر میں دو جگہ نماز جمعہ ناجائز ہے۔ بادشاہ نے آپ سے عرض کیا کہ جامع مسجد میں اگر نماز جمعہ ادا کیا کریں تو بہتر ہے آپ نے فرمایا کہ امام جامع مسجد رافضی ہیں اس کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا، بہر حال امام اور دیگر علماء کو ہونی انہوں نے تمام شہر کو براگینختہ غاظر کیا۔ آخر یہ رائے سب کی قرار پائی کہ یا تو شیخ امام کا رخصت ثابت کریں

ورنہ بادشاہ اور شیخ دونوں کو قتل کرو یہ خبر بادشاہ کو بھی ہوئی، وہ شیخ کی خدمت میں آیا، کل حال مشورہ شہر کا عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ بچہ فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ ابھی عقدہ کشائی کر دیتا ہے، چنانچہ اسی وقت دس بارہ ہزار آدمی مسلح خانقاہ میں گھس گئے۔ امام شریعہ برہنہ لکے شیخ کے پاس آیا اور زبان لاری کرنے لگا اور کہا کہ تو نے مجھ پر تہمت فیض کی لگائی تیرا خون گرانا مجھ کو مباح ہے شیخ نے بادشاہ سے کہا کہ امام کا موزہ چیر کر دکھو اس کے تلے میں کیا ہے؟ الغرض جب موزہ چیر کر دکھا تو اس میں سے کاغذ نکلا کہ جس میں شیخین کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جب غلطیق نے شیخ کی یہ کرامت دیکھی پہلے اس امام کو قتل کیا، بعدہ سب نے اپنا عفو تقصیر چاہا اور بصدق دل مرید ہوئے۔ صاحب القباس لاناوار تحریر کرتے ہیں کہ نام شاہ بلج کا نظر محمد خاں تھا اور وہ ہر روز بڑے زیارت شیخ حاضر ہوا کرتا تھا ایک بار آپ کو ہستان بلج کی سیر فرماتے ہوئے اسی جگہ پہنچے کہ جہاں پانی نہ تھا، جب وقت ظہر کا آیا عصا مبارک ایک پتھر پر مارا، اسی وقت اس پتھر سے حشمہ شیریں جاری ہوا، اس کو وہ سے جو پتھر قریب تھا وہاں یک حکیم رہا کرتا تھا اس نے یہ کرامت شیخ کی من کر لوگوں سے کہا کہ اس وقت ستارہ آبی برج سرطان میں تھا، شیخ سے پانی نکل آیا یہ کچھ کرامت نہیں ہے۔ اتفاقاً وہ حکیم شیخ سے ملنے آیا، شیخ کو اس کے کہنے کا حال معلوم تھا اس کو لیکر وہاں گئے کہ جہاں پانی کا نشان تک نہ تھا، پہلے اس حکیم سے پوچھا کہ ستارہ آبی برج سرطان میں ہے اس نے غور کر کے کہا کہ اس وقت آتشى برج آتشى میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ زمین پانی اس وقت برآمد ہو سکتا ہے، اس نے کہا، ناممکن ہے، آپ نے عصا پتھر پر مارا کہ حشمہ شیریں آ رہی ہو، یہ کرامت دیکھ کر وہ حکیم ایمان لایا اور مرید ہوا۔ اقبال لاناوارین لکھا ہے کہ اس وقت بلج میں ایک عامل اور سخی مرد تھا کہ اس کو دست غیب تھا، اور علم کیا کو خوب جانتا تھا، اور شیخ کو بھی کامل درملج درویش مانتا تھا، جب وقت رحلت اس کا قریب پہنچا اپنے ملازم کے ہاتھ شیخ کے پاس کھلا بھیجا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ کو بڑے بڑے کمال اور علوم عطا کئے ہیں، میں اب دار فانی سے رخصت ہوا چاہتا ہوں، مولے آپ کے کسی کو لائق نہیں پاتا، آپ میرے پاس شریف لاویں میں سدا پ کو بتا دوں گی۔ آپ نے اس ملازم سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ کہ یہ جتنے علوم ہیں مردان خدا ان کی طرف نظر بھی نہیں کرتے، اگر علم توحید تجھ کو کچھ حاصل ہے تو وہ کافی اور کام کا ہے ورنہ خیر خادم نے جا کر آقا سے بیان کیا، اس نے پھر عرض کیا کہ اس سے بے بہرہ ہوں، آپ نے فرمایا کہ اس کو یہاں آؤ، الغرض جب وہ



خدمت شیخ میں آیا، آپ نے اُس کو علم توحید تعلیم فرمایا کہ اُس کے دل سے پردہ دہائی اٹھا اور اسی وقت کمال ہوا اور ادویا ہو کر مر۔

اقتباس لاوار میں لکھا ہے کہ ایک بار شیخ صحرائے بلخ میں تشریف لے جاتے تھے کہ ایک وڈ پڑا ہوا دیکھا، اُس کے قریب جا کر مراقبہ فرمایا، معلوم ہوا کہ چندے اُس کی عمر باقی ہو کر کھڑے ہو کر فرمایا تم باذن اللہ وہ اسی وقت کھڑا ہو گیا۔ وفات شیخ نظام الدین تھانیسری شمس بلخی کی آٹھویں جب بروز جمعہ ۳۲۷ھ میں مئی مزار پر لاوار بلخ میں زیارت گاہ ہے۔ صاحبزادے کی چھوڑے تھے، جن میں سے شیخ محمد سعید پسر کلاں کہ جن کا ذکر آگے آویگا انہوں نے تھانیسری میں سکونت اختیار کی۔ دوسرے صاحبزادہ عبدالحی کرناں میں ہے، اُن کی اولاد کرناں میں ہوئی اور بعض صاحبزادوں کی اولاد بلخ میں ہو کر جو روضہ مبارک کی خدمات بجالاتے ہیں۔ اور خلفائے حضرت کے جو صاحب ارشاد اور ہندوستان میں سودہ ہیں یہ ہیں۔ اول صاحب سجادہ بندگی شیخ ابوسعید گنگوہی، دوسرے شیخ حسین بھورے کے پہلے مرید شیخ جلال الدین تھانیسری کے تھے، بعد میں تکمیل درخوہ خلافت شیخ نظام الدین کے حاصل کیا لکھا ہے کہ ایک بار شیخ محمد صادق نے شیخ حسین بھورے سے پوچھا کہ تم کو فنا احدیت ذات کس وقت میسر ہوئی ہو کہا کہ جس وقت نماز کی نیت باندھتا ہوں، پھر انہوں نے شیخ محمد صادق سے پوچھا کہ تم کو فنا احدیت ذات میں کس وقت میسر ہوئی ہو فرمایا کہ جب طبع سنتا ہوں میں نہیں رہتا اور شیخ حسین بھورے کے خلیفہ شیخ ولی محمد نارولی ہمیشہ اکبر آباد میں رہے کمال درویش تھے، مزار شیخ حسین بھورے کا کہور میں ہے۔

تیسرے خلیفہ شیخ پایندہ نبوری کہ نہایت صاحب کمال تھے، شب کے وقت جب کہ چہر کرتے جو سننا لا الہ الا اللہ کہتا ہوا سرت و مدہوش ہو جاتا تھا۔ آخر اہل شہر نے آپ کے پیر سے شکایت کی کہ ان کے ذکر کی آواز سنتے ہی ہم لوگ بیہوش ہو جاتے ہیں، گھر کھلے پڑے رہتے ہیں۔ آپ کے پیر شیخ نظام الدین نے فرمایا کہ شیخ پایندہ تم شب کو جنگل میں جا کر ذکر کیا کرو، جنگل میں کیفیت بہم پہنچی کہ جب لا الہ کہتے تمام درخت سرنگوں ہو جاتے، جب لا الہ کہتے سیدھے ہو جاتے۔ چوتھے سید النجش لاہوری بہ صاحب کمال تھے ایک مٹھی کھلیں آٹھ روز میں آپ کے افطار کے خراج میں آتی تھیں، ہمیشہ ترک اور تجرید کے ساتھ رہے اکثر خلق لاہور آپ کو خدا میں اور بعضے خدا نما کہتے تھے، شیخ آدم نبوی خلیفہ شیخ احمد سرہندی لکھا کہ تم کو مردم جس طرح کہتے ہیں وہ تمہاری مری سے کہتے ہیں بے مرضی اگر تمہاری مرضی کہتے ہیں تو

اس عقیدہ بد سے تو بہ کر جو معتقد روایت پروردگار دنیا میں لمحہ و زندیقہ ہیں۔ آپ خط پڑھ کر فرمایا شیخ آدم نعمت رویت سے محروم ہیں، مگر تجھ کو مشرف کرتا ہوں، چنانچہ وہ شخص بیہوش ہوا اور دوپہر کے بعد اس کو ہوش آیا سیدالنجش سے عرض کی کہ اب میں امیدوار ہوں کہ باقی زندگی خدمت حضور میں گذاروں آپ نے فرمایا کہ ابکے تو شیخ کے پاس جا میرا جواب لے اور حقیقت رویت سے آگاہ کر اور مرتبہ علم اربعین مشرف کرایا۔ مزاران کالا ہو میں ہے، اور ان کے خلفار سے شیخ محمد مرزا کہ سرہند میں آسودہ ہیں کامل درویش گذرے ہیں خلیفہ نجم شمس شیخ عبدالکریم لاہوری خلیفہ ششم شیخ الداد لاہوری۔ انہوں نے اکثر کو صاحب ہدایت بنایا۔ چنانچہ دوست محمد صوفی ان ہی کے خلیفہ تھے خلیفہ ہفتم شیخ مصطفیٰ خلیفہ ہشتم شیخ عبدالفتح خلیفہ نہم خلیفہ شاہ عبدالرحمن شمیری خلیفہ دہم شیخ صادق برہان پوری خلیفہ یازدہم قاضی عبدالحی پسر قاضی سالم کیرانوی خلیفہ دوازدہم شیخ صادق برہان پوری خلیفہ سیزدہم شیخ نعمی بودہ تھے کہ جنہوں نے خرقہ خلافت شیخ اسماعیل کو دیا وہ رہنے والے اکبر آباد کے تھے۔

## ذکر حضرت شیخ امان پانی پتی کہ صلی نام عبد الملک اول لقب بامان

یہ حضرت مرید شیخ محمد جن کے وہ مرید پد پر خود شیخ طاہر کے اور شاگرد شیخ مورد دلاوری کے کئی خاندان سے فیض یاب تھے۔ مشرب نعمت اللہ شاہی میں دو واسطہ سے ملنے تھے۔ سائل توحید میں دستگاہ رکھتے تھے علم تصوف اور سائل توحید میں صاحب تصنیف ہیں

نقل کرتے ہیں کہ شیخ امان کی اکثر کیفیت ہوئی کہ نماز میں جب ایاک نعبد و ایاک نستعین شروع کیا اور اسی کو بار بار کہا، یہاں تک کہ بیہوش ہو گئے، زمین پر گر گئے، حالت چہرہ کی تغیر ہو گئی، آخر جب ہوشیار ہوئے نماز قضا ادا فرماتے۔ اخبار الاخبار سے نقل ہے کہ آپ کو اہل بیت پاک سے ایسی محبت تھی کہ اگر آپ رس فرماتے ہوتے اور کوئی بچہ سید کا آجاتا تو کتاب بند کر کے تعظیم کو کھڑے ہو جاتے اور فرماتے تھے کہ میرے نزدیک فقری کی دو چیزیں ہیں۔ اول محبت اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے تہذیب و اخلاق، اور فرمایا کہ علامت محبت کی یہ ہے کہ اُس کے متعلقین کو محبوب سے زیادہ دوست جانے جو عاشق خدا ہے وہ اُس کے حبیب کو دوست ضرور رکھے گا، اور جو رسول کو دوست رکھتا ہے وہ اُس کے

اہل بیت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھیگا۔

نقل ہو کہ ایک روز اپنے فریاد کہ جلدی مجھ کو سفر درپیش ہے۔ شیخ ابو دھنی نے عرض کیا کہ ہم کمترین بھی پار کا بھون گے، آپ نے فرمایا کہ اگر سفر ظاہر ہے تو بایا ران ہو اگر سفر دوسرا ہو تو بارگاہِ سینے خدا کے سپرد کیا۔ بعدہ گھر میں تسرہیت لے جا کر ہر ایک آدمی اور ہر ایک چیز سے وداع فرما کر کتابوں اور حجرہ سے وداع فرمائی، اسی عرصہ میں تپ ہوئی، فرمایا کہ گرم پانی کر، گھڑے اور بدھنی کو ری لاؤ، آج تمام عمر کا وسواس دور ہو رہا ہے۔ چونکہ اُس روز گیارہویں تھی اور عرس سالانہ حضرت غوث الاعظمؒ کا تھا اس واسطے کھا، تقسیم فرمایا، دو سکر روز سکر موت غالب ہوئی بیہوش ہوئے، اسی حالت میں فرمایا کہ چند مشائخ فتویٰ توجہ طلب کرتے ہیں۔ چنانچہ مسائل توحید فرما کر بارہویں بیچ اثنائی ۹۹ میں وفات ہوئی۔ آپ کے خاندان میں سے شیخ سیف الدین ولد شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ کلین الدین ابو دھنی و شیخ تاج الدین ذکر کیا ابو دھنی تھے، یہ مصاحب بھی تھے۔

کہ اولاد شیخ بہاؤ الدین ذکر کیا ملتانی تھے اور مرید خاندان میر سید گیسو دراز کے

### ذکر یہ حضرت شیخ حمزہ ہر سو قریشی قدس

آپ کی یکفیت تھی کہ ہر وقت عبادت میں رہتے تھے۔ صاحب نعمت اور کرامت تھے۔ پہلے سپاہیوں میں ملازم تھے۔ ایک روز محل سلطان کے پہرہ پر تھے، اُن کے وقت یہ خیال آیا پہرہ دینا اور اطاعت اُس کی چاہیے کہ جو خود میری حفاظت کرتا ہو نہ کہ میں اُس کی اطاعت کروں کہ جس کی میں حفاظت کرتا ہوں۔ یہ خیال کر کے اُسی وقت تارک ہو کر اجیر شریف تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مجدد بن حمزہ نام تھے اُن سے نعمت حاصل کی، بعدہ چندے شیخ احمد مجدد و شیبانی کی خدمت میں رہے۔ بعد تکمیل قصبہ ہر سو وطن باؤفہ اپنے میں گمارنوں سے قریب سکونت اختیار کی، اور جو شریف بے علم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا بہت انعامیں حضرت کے با علم ہو جاتا تھا۔ اور آپ کو فتوحات بھی بہت ہوتا تھا، مگر کل اسی روز تقسیم فرمائے، اہل خانہ کو بھی مثل دوسروں کے دیے۔ آپ کے ایک مرید نقل کرتے ہیں کہ شیخ نے بندہ کو برائے کار جان بگیمان روانہ کیا، ایک لیے جنگل میں پہنچا کہ جہاں پانی نہ تھا، اور تشنگی نے ایسا ستایا کہ سینے مرنے پر کر باندھی گردن میں میرے یہ خیال ہوا کہ پہلے مشائخ اگر مرے، کو کہیں بھیجتے تھے تو راستہ میں اُس کو پانی کی جگہ دودھ ملتا تھا اور میں اس جنگل میں مرا چاہتا ہوں کہ کیک ایک ریڈ بکریوں کا آگیا اُس کے

چرواہے کے پاس ایک مشک پڑ آب تھی مینے اُس سے پانی طلب کیا، اُس نے کہا کہ اس جنگل میں پانی کہاں، اس مشک میں دودھ ہے، اگر چاہے تو پی لے، مینے اُس سے تھوڑا دودھ پیا، بعد تھوڑی دیر کے پیر نشنگی ہوئی کہ میں نے دیکھا کہ چشمہ شیریں اور ٹھنڈا موجود ہے۔ میں نے شکر پھر دو گار ادا کیا اور خوب پانی پیا اور توجہ خاص پیر مرشد سے دوبارہ زندگی پائی۔ وفات شیخ حمزہ کی بقول صاحب اخبار الاخبار ۲۵ ربیع الآخر وقت شام ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔ نماز مغرب کی تیسری رکعت کے سجدہ میں تھے کہ انتقال فرمایا۔ مزار شریف قصبہ ہر سو میں ہے۔

یہ اولیا خاندان چشت سے گزے ہیں اور خاندان سہروردیہ سے بھی فیضان

### ذکر حضرت شیخ حسام الدین متقی قدس سترہ

حاصل کیا تھا، ایسے عاشقِ امد تھے کہ ماسوائے امد کے کچھ کار نہ تھا، اور اتنا ایسا تھا کہ ایک روز ایک ایک شخص کھانا لایا، آپ نے اس میں سے ایک لقمہ حاکر کہا کہ درت معلوم ہوتی ہو شیخ علی متقی اس کا کیا سبب ہے شیخ علی متقی نے کہا کہ کھانا وجہ حلال کا ہے، مگر جس وقت ہماری سے آگ لی ہو تو چند تنکے پھونس کے بلا جارت اُس کے اُٹھائے تھے اُن سے آگ سلگائی تھی یہ سن کر آپ اُٹھے اور جس کے گھر سے آگ لگے تھے اُس کو کچھ دیکر رعان کرایا کہ تیرے گھر سے پھونس بے اجارت لے گیا تھا، بعد اُس گلنے کو کھایا۔ اول اول حضرت خراجی زمین سے کاشت کر کے ایام گزاری کرتے تھے، آخر اُس کو بھی چھوڑ کر فاقہ کشی اختیار کی، آٹھ آٹھ روز بے کھائے گزر جاتے تھے، اگر کوئی کھانا لاتا تو بوجہ شبہ کے نہ کھاتے اس قدر فاقہ کشی کی کہ بھوک کے صدمہ سے موم گئے۔

نفل ہر کہ ایک روز آپ کے ہاں مجلس تھی۔ ایک شخص چلنے وقت نادانستہ آپ کی جونی پہن کر چلا گیا، جب اُس کو معلوم ہوا آپ کی جونی وہاں لایا، آپ نے فرمایا کہ اب میں لوگ جب تک اس کی قیمت نہ دیدوں گا، کس واسطے کہ جو میری چیز ہے سب وقف ہے کوئی میری چیز لے لے حرام نہ ہوگی اور ایسا بایزید نام آپ کے پسر ہے کہ ہمیشہ گوشہ تنہائی میں بیٹھے رہا کرتے، دنیا اور دنیا داروں سے کچھ سروکار نہ رکھتے تھے، ایک روز ایک شخص نے ایک روپیہ نذر کیا، آپ نے کبھی روپیہ نہ دیکھا تھا، پوچھا کہ یہ کیا ہے اور کس کام آتا ہے، اُس نے کہا اس کو روپیہ کہتے ہیں۔ بازار میں اس کو دیکر جو چاہتے ہیں سو لیتے ہیں۔ جب آپ کو معلوم ہوا، وفات شیخ حسام الدین کی ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت میر سید عبدالاول بن سید علانی قدس سرہ

یہ حضرت مرید صاحب زادگان  
میر سید محمد گیسو دراز

سے تھے۔ علوم دینی اور دنیوی سے آراستہ و پیراستہ تھے، اور شیخ بخاری مسمیٰ فیضی باری اور فرہین سراجی نظم اور سفر اسعادت اور ایک رسالہ تحقیق نفس میں بجاہت فارسی اور دیگر کتب آپ کی تصنیفات سے ہیں اور اکثر کتابوں کے حاشیہ لکھے، عمر آپ کی دراز ہوئی ہے۔ صاحب معارج النبوت، اقل ہیکل آپ کے بزرگ قصبہ زید پور علاقہ جو نیپور کے بہنے والے تھے، آپ کے والد کن چلے گئے تھے، آپ دکن میں پیدا ہوئے اور وہیں تحصیل علوم کیا، آخر گجرات میں آئے وہاں سے حرمین شریفین گئے، وہاں سے واپس گراچہ آباد میں رہے، پھر باسند علے نواب بہرام خاں خانخاناں بھد اکبر عظم دہلی میں تشریف لائے اور دہلی میں ۹۶۸ھ میں انتقال فرمایا۔

## ذکر حضرت شیخ قاضی خاں ظفر آبادی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ حسن طاہر کے  
اور صاحب کرامت و زہد و تقویٰ

تھے، اور نفس کش اور تجربہ و تفرید سے ایام گزاری کرتے تھے۔ ایک بار حضرت نصیر الدین محمد بہاول بادشاہ جد کلاں رسم لے کچھ نذر کیا، اس کو قبول نہ کیا بلکہ ایک بار سفید کاغذ پر اپنی ہبر کے آپ کی خدمت میں ارسال کیا کہ جس قدر پے شیخ چاہیں برائے خج خائفانہ تحریر فرمادیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت سلطان الشائخ نے کبھی کسی بادشاہ کا کچھ قبول نہیں کیا، میں نے بھی اپنے مرشد کے ربڑ عہد کیا ہے کہ کبھی سوائے خدا کے دوسرے طلب نہ کروں گا۔ وزیر نے اگر بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے کہا پھر جا اور کہہ کہ آپ کے فرزندوں کے واسطے ہے، آپ نے سن کر فرمایا کہ فرزندوں کو اپنا انقیاد ہے، آخر فرزند نے بھی قبول نہ کیا، یعنی شیخ عبدالسبیر کلاں حضرت نے قبول نہ فرمایا۔ وفات حضرت قاضی خاں کی بمقام ظفر آباد ۹۶۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ عبد العزیز بن شیخ حسن طاہر قدس سرہ

یہ خلیفہ حضرت قاضی خاں  
ذکورۃ الصبہ رکے تھے

مشہور درویش چشتیہ سے ہیں، علم شریعت اور طریقت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ریاضت اور عبادت میں یگانہ حلیم اور نہایت متواضع اور شفیق اور عہد مذہب اور خلیق تھے جس کی نظر روئے مبارک

پڑتی تھی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ ولادت آپ کی ۸۹ھ میں بمقام جنپور ہوئی اور خاتمہ آپ کا تاریخ ۶ جمادی الآخر ۹۸۵ھ میں باستماع ایں آیت کریمہ فوجان الذی بیدہ ملکوت کل شیء الیہ یجوبون دفع میں آیا یادگار اہل بیت آپ کی تاریخ وفات ہے۔

## ذکر حضرت شیخ علی متقی بن حسام الدین بن عبد الملک بن قاضی خان چشتی والقادری شاذلی مدینی قدس سرہ

آپ کے بزرگوں کا وطن جنپور تھا آپ برہان پور میں پیدا ہوئے آپ کے والد کی کیفیت یہ ہو کہ شیخ حسام الدین آپ کے والدات برس کی عمر میں بمقام برہن پور شاہ باجن چشتی کے سلسلہ خواجہ بزرگ کے درویش تھے مرید ہوئے جب بڑے ہوئے بادشاہوں کی خدمت میں رہ کر بہت کچھ مال دنیا جمع کیا جب جذبہ حق کلہو گبر مواتام ال ومنال راہن را میں شاکر شیخ عبد الحکیم پسر شاہ باجن کی خدمت میں سب درویشی کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعدہ ملتان میں آکر شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی خدمت میں رہ کر فوائد کثیر حاصل کئے بعدہ زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو کر شیخ ابوالحسن بکری قطب وقت کی خدمت میں رہے بعدہ شیخ محمد بن محمد بن خواجہ طریقہ قادریہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور طریقہ شاذلیہ میں کہ شیخ ابوالحسن شاذلی سے بھی اجازت پائی اور طریقہ مدینیہ میں کہ شیخ ابوالدین شعیب مغربی سے شیخ موصوف سے اجازت حاصل کی اور کہ منظم میں سکونت اختیار کی کہ شیخ ابن الجوزی وغیرہ علمائے مکہ مرید ہوئے اور آپ کی تصانیف سے قریب سو کتابوں کے ہیں مگر جمع الجوامع و جامع عمیر و مجموعہ حکم کبیر بن الفریق و سہل اسبیل و مرادات الفقیر یہ مشہور زیادہ ہیں بعدہ ملک گجرات میں شریف لائے۔ سلطان بہاؤ الدین والی گجرات نے نہایت التجا کی کہ میں برائے قدمبوسی حاضر ہوں آپ نے قبول فرمایا آخر سلطان نے قاضی عبد اللہ سندھی کو سفارش کے واسطے بھیجا مجبور آپ نے منظور کیا۔ جب سلطان برائے زیارت آیا اور ایک کروڑ روپیہ سکے گجراتی پیشکش کیا آپ نے وہ روپیہ قاضی عبد اللہ سندھی کو دیکر فرمایا کہ تمہارے سب سے مستوح ہوا بیٹے تم کو دیا۔ صاحب اخبار الانیاء فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے کسی وزیر نے بکھت بکھت اپنے گھر کے شیخ کی دعوت کی چونکہ دعوت کا رد کرنا منع ہے آپ نے فرمایا کہ تین شرائط سے دعوت قبول کرتا ہوں۔ اول جہاں چاہوں بیٹھوں، دوم چاہوں

کھاؤں، سوئم جب چاہوں چلا آؤں، اُس نے شرائط شیخ منظور کر لیں۔ جب آپ عورت میں چلے گئے، ایک خشک روٹی کا جیب میں ڈال لیا۔ جب اُس کے مکان پر پہنچے قریب صدر الدلان کے زمین پر بیٹھ گئے اُس وزیر نے عرض کیا کہ فرش پر شریف رکھئے، آپ نے فرمایا کہ میں موافق شرط کے جہاں چاہا بیٹھ گیا، جب کھانا آگے آیا آپ نے خشک روٹی جیسے نکال کر کھانی شروع کی۔ اُس نے کھانے پر بھی اصرار کیا، آپ نے فرمایا موافق شرط کے جو جی چاہا کھاتا ہوں، اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے مکان پر چلے آئے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو چیز وجہ حلال سے حاصل ہوتی ہو ضائع نہیں ہوتی۔ ایک روز فرمایا گئے کہ میں کشتی پر سوار تھا اور سفر دریا کے شور کا تھا کہ ناگاہ طوفان آیا اور کشتی بھٹ گئی، ہم کئی فقیر ایک تختہ پر رہ گئے پانی کے تلاطم سے جو کتب کہ میرے پاس تھیں بھیک گئیں۔ جب وہ تختہ کنارہ پر لگا بیٹھا اُن کتابوں کو دھوپ دی، اُن کے اوراق جدا جدا کئے، عنایت الہی سے ایک حرف بھی ضائع نہیں ہوا۔ وہاں سے ہم روانہ کعبہ کو ہوئے، راستہ میں شنگی غالب ہوئی، پانی دہاں نہ تھا ہم نے پروردگار کی بارگاہ میں عرض کی اس نے اپنی رحیمی سے بارش کی ہم سیراب ہوئے۔

نفل ہو کہ ولادت حضرت شیخ علی مستفی کی ۵۸۵ھ میں ہوئی۔ وفات بوقت صبح دوسری جمادی الاول ۶۵۵ھ میں بمقام مکہ معظمہ ہوئی لکھا ہے کہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو فرمایا کہ میری انگشت شہادت جب تک موافق ذکر کے حرکت کرتی ہے سمجھ لینا کہ ابھی روح بدن میں باقی ہے۔ جب وہ ساکن ہو جائے تو معلوم کرنا انتقال کیا، چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا اور شیخ عبد الوہاب خلیفہ آپ کے فرماتے ہیں کہ ایک بار بندہ واسطے زیارت مزار شیخ کے گیا اور دیکھنے عرض کیا کہ میں آپ کے خلیفہ کی خدمت میں ہوں، مگر آپ اپنے خلیفہ یعنی حیر پیر سفارش کیجئے کہ زیادہ تر خیریت بندہ پر فرماویں۔ اُسی شب کے میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ مصلیٰ حنفی پر بیٹھ ہیں در میں دست بستہ ایستادہ ہوں، شیخ نے فرمایا کہ تو نے جو عرض میری قبر پر کی، میں نے رُسبِ سنّی مطمئن رہ تیرے مقصود سب حاصل ہوں گے۔ اخبار الاخبار لکھا ہے کہ بعد انتقال شیخ کے بارہ برس پیچھے آپ کے برادر زادہ نے تھنا کی اعزائے چاہا کہ جیسے شیخ عبد اللہ یا فعی کو قبر فضیل بن عیاض میں دفن کیا تھا، ان کو بھی کسی اولیا کے مزار میں دفن کریں۔ آخر یہ قرار پایا کہ اُن کو ان کے چچا شیخ علی کی قبر میں رکھو۔ جب اُن کی قبر کھولی کہ نقش مبارک بجنبہ موجود تھی کہفن بھی میلانہ ہوا تھا، حالانکہ مکہ کی زمین کا خواص ہو کہ تین ماہ کے بعد مردہ بالکل خاکستر ہو جاتا ہے۔

پسر شیخ بہاؤ الدین جو پوری کے عمر شریف  
ان کی سو برس سے زیادہ ہوئی۔ صاحب

ذکر شیخ ابو دہن جو پوری قدس سرہ

عظمت اور مجاہدت شہرہ آفاق تھے۔ آخر میں حضرت ایسے ضعیف ہو گئے تھے کہ دو آدمی اٹھاتے  
بٹھاتے تھے، اکثر کمالات حضرت کے مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۹۶۷ھ میں بمقام جو پور ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ حسن محمدی القادری ثم سہروردی قدس سرہ

بر شاہ میاں حبیب بن شیخ نصیر الدین بن شیخ امجد الدین بن شیخ سراج الدین بن شیخ کمال الدین علامہ  
کہ قطب الاقطاب وقت گذرے ہیں۔ مرید شیخ جمال الدین معدون شیخ محمود راجن کے اور عالم متبحر  
اور علم تصوف سے خوب واقف تھے۔ بترتیب مریدوں میں یگانہ عصر تھے، ترک اور تجرید بڑھا ہوا تھا  
اور نہایت مستقی تھے کہتے ہیں کہ حضرت اکبر اعظم نے آپ کی خدمت میں بارہ گانوں کا فرمان اوکچھ  
نقد اور کچھ کپڑا ارسال کیا، آپ نے قبول نہ فرمایا اور زبان فیض تر جان سے ارشاد فرمایا کہ جب ہم بارہ گان  
کے زندہ رہے ہوں پھر فقیری کہاں۔ ہمارے پیروں نے بھی ایسا منظور نہیں کیا ہے۔ تب اس میر سلطان  
نے کہ جو وہ لیکر گیا تھا عرض کی کہ یہ پارچہ وغیرہ اور نقد تو خانقاہ کے درویشوں اور ساکین کو تقسیم  
فرمادیجئے، آپ نے ارشاد کیا کہ یہ سلطنت کا مال مشکوک ہو۔ پس جب میں اس کو مشکوک جانتا ہوں تو  
مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں مسلمانوں کو دواں درجس کو بادشاہ کا جی چاہے نے فیقر ہمیشہ بادشاہ اسلام  
اور مسلمانوں کے واسطے دعا کرتا ہوں لینے کی کچھ حاجت نہیں، فقیر کے نزدیک کل مسلمان بھائی برابر ہیں  
وفات حضرت کی ۸۲۸ھ ذیقعدہ ۸۹۹ھ میں ہوئی، مزار شریف احمد آباد گجرات میں زیارت گاہ ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد عظیم حسنی نظامی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت خلفائے نامدار و فرزند کا مکار حضرت شیخ حسن محمدی کے تھے۔ اٹھارہ برس کی عمر میں علوم  
ظاہری و فراغ حاصل کیا، قرآن مجید قرات سے پڑھتے تھے، عوارف شریف حفظا یاد تھے، علم تصوف میں  
دستگاہ تھی، ساٹھ برس سخت مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہ کر کا فقر کمال کو پہنچا کر رقیعہ خنقیہ  
اور قادریہ اور سہروردیہ شہید یہ میں فرقہ خلافت اپنے والد شیخ حسن محمدی سے حاصل کیا اور کا شفیق



دقائق اور حقائق و معارف تھے، آپ کو افطار کم تھا، تمام عمر کبھی چاندی سونے کو ہاتھ نہیں لگایا، جو فوق حیا تھا وہ شام تک قسمت مساکن ہو جاتا تھا یہاں تک صبح کو بھنڈار میں ٹکڑا روٹی کا بھی نہ رہتا تھا، دوسرے بھرخدا دیتا پھر اسی طرح خرچ ہوتا آپ کی تصنیفات کے بایں کتب ہیں مثل آئینہ وجود اور طریق النعمان اور آداب العافین اور صداۃ المریدین مشہور کتب ہیں سینے اپنے جد حضرت سلطان ابو ظفر سراج محمد بہادر شاہ ثانی چشتی فخری سے سنا ہے کہ فرماتے تھے حضرت شاہجہاں بادشاہ نے سن جلوس دوسرے میں تین لاکھ روپیہ نقد اور پانچ لاکھ کی سندا اور ایک کلاہ چار ترکی کہ جو خاص بادشاہ کے ہاتھ کی سی ہوتی تھی اور ایک گدڑی کہ جو تین ماہ میں بل کر تیار ہوتی نواب اسلام خاں بہادر کو ساتھ کر کے حضرت کی خدمت میں بھیجی۔ جب نواب صاحب موصوف احمد آباد میں پہنچے تو صوبہ دار احمد آباد نے ہتھکڑیاں اور دو نو صاحب خدمت شیخ میں آئے، اور بادشاہ کا خط اور سندا کہ جو شرطیہ زرفیتی میں تھی پیش کی آپ نے فرمایا کہ اس کو کھولو دو نو کا غدیش کے، آپ نے پہلے خط کو پڑھا، اُس کا حال معلوم ہوا پھر وہ کشتی جس میں کلاہ وغیرہ تھی ملاحظہ کی اُس وقت ایک سیاح درویش حاشر تھا وہ گدڑی تو اُس کو دی اور کلاہ کو دست مبارک میں لیکر سید احمد بغدادی کہ جو حریدان خاص سے تھا اُس کے سر پر رکھی، اور فرمایا میں تجھ کو یہ خرقہ خلافت عطا کیا اور فرمایا کہ یہی میرا تبرک ہو۔ یہ وہ کلاہ ہے کہ جس کو اُس بادشاہ نے روزہ رکھ رکھ کر کیا ہے اور جس نے سین بلوغ سے آج تک آسمان کو بے وضو نہیں دیکھا جس نے مال سلطنت کو اپنے اوپر حرام سمجھا جو بوجہ حلال الیام گذاری کرنا ہے، اور اُسی وقت اُس کو شاہ ولایت کا شجر اکا کر کے رخصت کیا، چنانچہ مزارید صاحب کا نواح کا شجر میں زیارت گاہ ہو۔ بعدہ نواب موصوف فرمایا کہ نقد جو تولایا ہے در خانقاہ پر مساکن کو تقسیم کر دیا جائے، فقیر اس قدر مال کے رکھنے کا متمثل نہیں ہو، اور سسران کی نسبت فرمایا کہ یہ وہاں بادشاہ کو دیدے کہ اس کے طالب ور بہت ہیں میں مگر اس کو منظور کرنا ہوں تو بروز قیامت اپنے پیروں کو کیا منہ دکھاؤں گا، اور بادشاہ کے لئے ایک تسبیح سنگ موسیٰ کی عنایت کر کے رخصت کیا، چنانچہ وہ تسبیح ہنوز تبرکات میں میرے پاس موجود ہے اور پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ مودود چشتی سے نا حضرت مولانا فخر صاحب گل خواجگان چشت کے تبرکات موجود ہیں جن کو میں اپنی اولاد اور جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہوں، وفات حضرت شیخ محمد اعظم صاحب کی وریج الاول <sup>۶۶۶</sup> سن ۱۰۸۰ھ میں ہوئی مزار پر انوار احمد آباد میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ سلیم حشتی بن بہاؤ الدین حشتی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے  
! صاحب کی تھے

ہندوستان میں آپ کو شیخ سلیم حشتی اور عرب میں شیخ الہند کہتے ہیں اور آپ کی والدہ کا نام بی بی امد تھا، آپ کے آبائے کرام کسی زمانہ میں اجدہن سے آکر لودھیانہ میں مقیم ہوئے اور آپ کے والد مکرم آہی ملی میں تشریف لاکر سرانے علاؤ الدین زندہ پیر میں کہ یہ اس وقت ایک محلہ تھا قیام پذیر ہوئے اور شہر میں شیخ سلیم تولد ہوئے پیدا ہوتے ہی پیشانی کے بل زمین پر گر پڑے کہ ایک دامن سیائے نورانی میں چھب گیا کہ نشان اُس کا نام عمر را۔ ایک روز خود فرمایا کہ جب وہ دانہ میری پیشانی میں چھبایا مجھ کو بہت تکلیف ہوئی، میں نے چاہا کہ اُس کو کھالوں مگر یہ خیال ہوا کہ تمام عالم میں بدنام ہو جاؤں گا۔ الغرض آپ کی عمر کئی ماہ کی تھی کہ آپ کے والدین ملی سے نقل کر کے قصبہ فچپور میں متوطن ہوئے، وہاں آپ کے والدین نے انتقال کیا، اور شیخ موسیٰ برادر کلان حضرت نے پرورش کیا۔ بوجہ لا ولدی کے آپ ہی کو بجائے فرزند پرورش فرماتے تھے، جب آپ سن بلوغ کو پہنچے اور ارادہ سفر کا کیا بڑے بھائی نے روکا اور کہا کہ میرے اولاد نہیں ہو، میں بجائے اولاد کے تم کو دیکھ کر جیتا ہوں، تمہاری مفارقت گوارا نہ ہوگی، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند دیکھا، آخر بعد تو ماہ کے اُن کے گھر فرزند تولد ہوا، آپ فچپور سے سرہند میں آئے مولانا شیخ مجد الدین ملک العلماء سرہند سے عادم ظاہری حاصل کئے اور کبھی کبھی قصبہ بھدالی میں مکہ متخص سرہند کے ہے شیخ بدر الدین کے مزار پر جا کر مشغول رہا کرتے تھے، اور ۱۳۹۰ھ میں مکہ معظمہ میں جا کر کئی حج اور کئے، اور ایک مدت مجاہد روضہ طیبہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے، بعدہ عرب اور عجم اور خراسان اور شام وغیرہ اقامت کی سیر کی صحبت بزرگان سے فیضان حاصل کئے، اسی سیر و سفر میں قطب العارفین شیخ ابراہیم حشتی کے مرید ہو کر فرقہ خلافت حاصل کر کے پھر عرب شریف میں آئے، اور سید محمد مولیٰ و شیخ محمود شامی اور شیخ رجب علی کو فرقہ خلافت عطا فرمایا اور ہزاروں شرفائے عرب مرید ہوئے، بعدہ پھر ہندوستان میں تشریف لاکر پہاڑی سیکری پر رہا اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے اور نکاح کیا اولاد پیدا ہوئی اور عمارت اعلیٰ داغ و چاہ بنائے، بعدہ ۱۳۹۸ھ میں بوجہ معذہ بہوں بقال عازم حرمین شریفین ہوئے، جب بیت اللہ میں پہنچے یاروں سے فرمایا کہ کیا چاہتا ہوں کہ ترک طعام کروں یا سکوت دوام اختیار کروں، یاروں نے عرض کی کہ سکوت سے دروازہ فیض بند ہو جائیگا، آخر آپ نے ترک طعام فرمایا، بعد ہفتہ عشرہ کے قدسے بے گوشت کے طعام سے اطفال

فرماتے، اس سفر میں اہل و عیال حضرت کے فقیر میں تھے، آپ نور باطن سے اُن کا حال معلوم فرما کر پرہیز کے ہاتھ اُن کے خرچ کے لائق نقد بھیج دیا کرتے۔

**نقل** ہے کہ قاضی غیاث الدین جو قاضی ابراہیم آباد اور آپ کے خلیفہ تھے، انہوں نے ایک روز عرض کیا کہ سلطان محمد عادل شاہ سے اور بندہ سے ملاقات ہو، میں برائے ملازمت جاتا ہوں، اُمیدوار ہوں کہ اس عرق جو طویلہ خاص میں ہر محنت ہو کر میں اُس بادشاہ کی نذر کروں، آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ بادشاہ اس کو جُدا نہ کرے، اگر کسی کو دے دیا تو موجب زوال دولت و اقبال کا ہوگا، قاضی نے حکم وعدہ کیا اور گھوڑے کو لیکر بادشاہ کے پاس گیا اُسے نذر کیا نیز وعدہ شیخ بیان کیا، بادشاہ نے قبول کیا، آخر ایک خاصانِ بارگاہِ سلطان نے وہ گھوڑا ایک لاکھ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس نے اپنی دولت کو برباد کر دیا، چنانچہ چند روز کے بعد اس کے تمام ممالک میں فتنہ و فساد برپا ہوا کہ ابراہیم خاں سور نے جو سالار محمد عادل شاہ کا تھا بادشاہ سے بغاوت کی، آخر بادشاہ تاپِ قامت نہ لاکر کالینجر کے قلعہ میں چلا گیا، بعدہ احمد خاں سور کہ جو بدلی کا بہنوئی تھا اُس نے یدرش کر کے ابراہیم کو سندھ فوج دہلی سے لکھنؤ لگا کر تپک تسلط کیا چاہتا تھا کہ آگے بڑھے ۹۶۲ھ میں حضرت ہمایوں بادشاہ نے آگرہ بازنگرِ غنا سلطنت ہند اپنے ہاتھ میں لی۔

معارج الولايت سے نقل ہے کہ پہلے بننے محلاتِ سلطانی کے تمام اہل فقیر سے آپ نے فرمایا تھا کہ چند برس کے بعد یہاں عمارات عالی تیار ہوں گی، تم کو چاہیے کہ اپنے اپنے مکان کشادہ بناؤ، ورنہ گزبھر زمین کا ملنا بھی دشوار ہوگا، آخر حضرت اکبر عظم کو ذاتِ بابرکات سے اعتقاد ہوا، آپ کی دعا سے شاہزادہ سلیم یعنی جہانگیر بادشاہ تولد ہوئے، اور شاہزادہ کو بادشاہ نے برائے تربیت اور پرورش حوالہ شیخ کیا اور تمام رعایائے فقیر و موردِ عنایاتِ سلطانی ہوئے، محلاتِ شاہی اور دیگر عمارات عالی تیار ہوئیں اور عظیم الشان شہر تیار کیا گیا۔ لکھا ہے کہ ایک روز شیخ محلِ شاہی میں تشریف لے گئے، اُس محل کو دیکھ کر فرمایا کہ جو عمارت میں نے دیکھی ہے خلاف اس کے ہے، اُسی وقت نقشہ نویس حاضر ہوئے، اور حسبِ یائے نقشہ تیار کیا، بادشاہ نے بصرفِ زکیر مسجد اور خانقاہ برائے شیخ تیار کرالی، تاریخِ ثانی المسجود حرام ہے، اور تاریخِ خانقاہ خانقاہِ اکبر ہے۔ سبحان اللہ! کھینے سے تعلق ہو، اسی خانقاہ دوسری روئے زمین پر ہیں۔ شہزادہ سلیم کہیں ہونے کی کیفیت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ شہنشاہِ اکبر عظم کو اولادِ زینہ کا بہت خیال تھا، ایک وزیر شیخ نے عرض

کہ دعائے کجی اللہ تعالیٰ مجھ کو بٹائے اپنے مراقبہ کیا، بعد سر آشاک فرمایا کہ تیری تقدیر میں بٹا نہیں ہے عالم ہوا ہے۔ سلطان نے پھر عرض کیا کہ حضرت اگر میری تقدیر میں ہوتا تو میں آپ کے دعا کا کیوں خواہاں ہوتا۔ آپ نے تھوڑا سکوت فرمایا، بعد ارشاد کیا کہ اس ملک میں راجپوتوں کی بہت بہت دنوں سلطنت رہی، بہتر ہے کہ کل بادشاہ بگیم دختر راجہ پہاڑا مل کچھو، فقیرنی سے ملے آئے، بموجب ارشاد بادشاہ کے رانی موصوفہ دوسرے روز آپ کے زمانہ مکان میں آئیں، جب ان کے کئے کی خبر بادشاہ کو ہوئی آپ بھی گھر میں تشریف لائے اور اپنی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ رانی صاحبہ کی پشت کے پشت لگا کر بیٹھو، اور اوپر سے اپنی چادر مبارک دونوں صاحبوں پر ڈال کر اپنی بی بی سے ارشاد فرمایا کہ یہ کچھ اس کو دیدو وہ اس وقت حاملہ تھیں بعد تھوڑی دیر رانی موصوفہ سوار ہو کر محل سرے میں داخل ہوئیں، قدرت خدا سے دو سکر روز آثار حل کے نمودار ہوئے بعد اس کے بادشاہ جب آپ کی زیارت کو آئے آپ نے فرمایا کہ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو فرزند عطا کیا، مگر اس کا نام میرے نام پر رکھنا، چنانچہ ششم میں شاہزادہ سلیم پیدا ہوئے۔ بادشاہ نے بہت کچھ کہنا کودیا، یعنی تین کروڑ نقد اور تین لاکھ بیگہ پنجنہ زمین اور تین سو گاؤں خیرات کئے، اور شاہزادہ کو ایک بار موتیوں، اور ایک بار زمرہ، ایک بار ہیرے، ایک بار نعلیم، ایک بار فیروزہ، ایک بار نعل بدخشان کی کے ہمراہ تول کر خیرات کئے اور پاپادہ بارہ منزلیں کر کے حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کی اور وہاں بھی بہت چڑھایا اور خیرات خیرات کی۔ وہاں سے آکر شہزادہ کو شیخ کی خدمت میں رکھا۔ چنانچہ شہزادہ سلیم کے خوارق اور کرامات کے بعض مواقع پر ظاہر ہوئے ہیں تو انہی دیکھنے سے ظاہر ہو سکتے ہیں۔

نفل کرتے ہیں کہ ایک بار شیخ حجرہ میں معکف تھے، نماز کے واسطے مسجد میں جاتے تھے، دیکھا کہ ایک فقیر سوتا ہے، آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ فیروں کو کسی سے لڑنا نہیں چاہیے، وہ فقیر شرمندہ ہوا اور عرض کی کہ بے شک میں خواب میں لڑتا تھا۔ ایک روز ایک شخص نے آپ کے روبرو بیان کیا کہ دختر نایک گوپال نے جو ایک گوتہ مشہور ہے بادشاہ دہلی سے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو بندی دکن جا کر اپنے پتا یعنی باپ کی ہڈیاں لے آئے، بادشاہ نے فرمایا کہ تیرے باپ کی ہڈیاں کس طرح شناخت ہوں گی اس طرح عرض کیا کہ ہمارے خاندان میں ہڈی میں سولخ ہوتا ہے یہ عمل راگ کا ہے، شیخ نے سن کر فرمایا کہ گوئیے جو فقط آواز کرتے ہیں ایک سولخ ہڈیوں میں رکھتے ہیں اور درویشوں کی ہڈیوں میں تاسم راخ ہیں۔ یہ فرما کر ران کو چیرا اور ہڈی دکھائی حاضرین نے دیکھا کہ اس قدر چھید تھے کہ خاندان زنبور معلوم

ہوتے تھے پھر فرمایا کہ قدر مرد کی فقیر جانتے ہیں گویوں گویا و قون ہے۔

تقل معارج الولايت سے ہے کہ آپ کے چھوٹے بیٹے کا نام تاج الدین تھا جب ان کی عمر سال بھر کی ہوئی آنکار کرامت ظاہر ہونے لگے تھے۔ ایک روز نظر اہل خانہ سے غائب ہو گئے، جب تلاش کیا تو بالا خانہ پر شیخ کے پاس پایا، آخر ڈھائی برس کی عمر میں فوت ہوئے اور وفات شیخ بروزِ پنجشنبہ ۹۶۹ھ میں ہوئی۔ مزار فتحپور میں ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے شیخ احمد شیخ بدر الدین آپ کے بروقت انتقال فرمایا کہ بابا صاحب نے بدر الدین کو صاحبِ سجادہ کیا تھا، میں بھی بدر الدین کو صاحبِ سجادہ کرتا ہوں سب کی اطاعت چاہیے اور خلیفہ حضرت کے دیگر مالک میں بیشمار ہیں مگر ہندوستان میں جو چند حضرات مشہور گئے ہیں یہ ہیں شیخ عبدالواحد متوطن اکبر آباد شیخ امام سرہندی شیخ سدھاری شیخ جلال حافظ امام سید حسین شیخ حاجی حین بھاری شیخ رکن الدین شیخ یعقوب کشمیری شیخ ولی ساکن قصبہ موٹھی بدلی شیخ حاد گوایاری شیخ محمد غوری شیخ کبیر سارنگپوری شیخ محمد بخاری شیخ یار لاندوی شیخ تقی پاکبش شیخ جیو بدلی شیخ محمد زالی شیخ کمال الدین شیخ فتح اللہ سنبھلی وغیرہ قدس سرہ اسرار ہما۔

**ذکر حضرت شیخ تقی پاکبش قدس سرہ**  
یہ حضرت قوم سے نور بان اور خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے صاحبِ کرامت و خوارقِ بلرکت گئے ہیں اور برائے دفعِ زہر ہر آپ کا نام مبارک نہایت مفید لکھا ہے کہ آپ مانک پور کے پہاڑ میں بہت ہے ہیں، وفات حضرت کی ۹۸۲ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد طاہر گجراتی قدس سرہ**  
یہ حضرت خلیفہ شیخ علی متقی کے تھے اور قوم کو بہرہ رہنے والے قریہ کے نواحِ گجرات میں مگر جب فضل حق شامل حال ہوا صاحبِ علم و فضل و کرامت ہوئے زیارتِ حرمین شریفین سے مشرف ہوئے، تمام علماء اور فقراء سے ملے، اور شیخ علی متقی کی خدمت میں رہ کر فرقہِ خلافت حاصل کر کے اپنے وطن میں آکر شرک اور بدعتِ قومی دور کیا اور اپنی تصانیف سے خلقِ اللہ کو فیض پہنچایا چنانچہ آپ کی جمع کی کتب یہ ہیں شرح صحابہ سخی بر مجمع البحار رسالہ تصحیح اسرار جلال اور قاعدہ تھا کہ روشنائی خود گھونٹا کرتے تھے، یہاں تک طلباء کو سبق پڑھانے مگر اپنا کام کئے جاتے اور فرماتے کہ دستِ باکاردل بایا زربان در گرفتار اور اس علاقہ میں دور کر کے بدعت اور شرک میں نہایت مشغول تھے، کوئی دقیقہ نہیں چھوڑتے تھے، آخر دشمنوں نے

موقع پاکر سلسلہ میں شہید کیا

## ذکر حضرت شیخ نظام الدین کجھاری قدس سرہ

یہ حضرت فرزند شیخ یوسف شاہ جو سی کے تھے، لکھا ہے کہ حضرت

بارہ سال مادر شکم میں رہے، جب بارہویں سال تولد ہوئے بعد چلہ نہانے کے آپ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ پیائے مینے تیرے واسطے بارہ برس کڑوی دوائیں کھائیں۔ یہ سن کر آپ نے آنکھیں کھولیں اور شکم کر کے فرمایا کہ اماں وہ تمام ادویہ مینے بھی کھائی ہیں میں بارہ برس تک آپ کے شکم میں معکف رہا۔ چالیس دن کے بعد یہ باتیں سن کر آپ کی والدہ کو شہیت معلوم ہوئی، اور اسی صدمہ سے جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ بی بی شہید آپ کی پھوپھی نے آپ کو پرورش کیا، جب سن تمیز کو پہنچے مدرسہ ابوحن میں درس علوم کیا ایک شب باجنا کو خواب میں دیکھا کہ کلاہ چار ترکی ان کے سر پر رکھی اور فرمایا کہ اے فرزند اللہ تعالیٰ نے تجھ کو فقیری عطا کی پہلے جا کر زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہو صبح تمام کیفیت اپنے والد سے عرض کی اور حسبِ جازت والد اپنے کے بہر اہی شیخ سونا اور شیخ محمود شیخ بھیکن اور شیخ حمید الدین طرن مکہ کے آئے اور صرا آپ کے والد نے ابوحن سے چل کر قلعہ اسیر میں سکونت اختیار کی اور عینا عادل شاہ کو ان کی خدمت میں بہت اعتقاد ہوا، جب عمر حضرت کی آخر پہنچی مرتے وقت عادل شاہ کو وصیت کی کہ میرا بیٹا شاہ بھکاری براہِ شکی برائے حج گیا تھا، وہ اس طرف سے آویگا۔ اس کی خدمت سے درگزر نہ کرنا، اور تیرے کل مطالب اس سے حاصل ہوں گے، اور شیخ حسین کو جن کے بیٹے صاحبزادہ کے ہمراہ گئے تھے خرقہ خلافت اور سند عطا کی اور استقبال فرمایا، جب حضرت شیخ بھیکن مکہ سے واپس پھرے موضع بنگری متصل الہ آباد کی پہنچے۔ عادل شاہ استقبال کو آیا، نذرانہ پیشکش کیا، آپ نے قبول نہ فرمایا کہتے ہیں کہ شاہ بھیکن نے پانچ حج کئے، مگر چلنے میں کبھی پشت کعبہ کی طرف نہیں کی اور نہ جوتی پہنی، اور ایک کوزہ میں بھجور کھا کرتے تھے۔ جب نیند کا غلبہ ہوتا آپ اس میں دست مبارک ڈالتے کہ ان کے ٹنک کی اذیت سے نیند نہ آئے اور صاحبِ اہلِ اند اور قایمِ لیل تھے، چھ ماہ کے بعد اپنے ہاتھ سے کچھ پکا کر افطار کرتے اور یاروں کو تقسیم فرماتے ایسا کہ تین سو آدمیوں کو پہنچتا تھا، ایک باریاروں نے عرض کی کہ حکم ہو تو ہم بھکاری کی روٹی پکادیں، آپ نے فرمایا کہ تم نہ پکا سکو گے، جب وہ لوگ بہت لبتی ہوئے آپ نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے، الغرض جو جو پکائے بیٹھا تھا آگ مل گئے میں اس کی ڈاڑھی جل گئی، آپ نے فرمایا کہ میں نہ کہتا تھا بھکاری کا پکانا کار بھکاری کا ہی

لکھا ہے کہ جب حضرت برہان پور میں ٹھہرے تو شیخ محمود کی یہ خدمت تھی کہ وضو کے واسطے پانی لایا کریں چنانچہ حضرت نے شیخ محمود کو پکارا معلوم ہوا کہ تپتی ندی سے پانی لینے گئے ہیں، آپ نے افسوس فرمایا اور ایک عصا زمین پر مارا کہ زمین سے بکثرت پانی جاری ہوا، جب آپ اس جگہ سے چلے تو پانی بھی پیچھے ہوا، آپ نے فرمایا اے پانی تا ولی نہ کہ تا دل بند ہی میں جلدی کو کہتے ہیں ہستہ چل، اسی وقت تمام پانی زمین میں غائب ہو کر مثل پانی چشمہ کے جاری ہوا وہ چشمہ اتا ولی ہی مشہور ہے عینا عادل شاہ نے گرد اُس چشمہ کے خانقاہ تعمیر کرائی وفات شیخ کی ۹۸۵ھ میں بمقام برہان پور ہوئی، مزار شریف خانقاہ میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے اپنے وقت میں شاخین  
تذکرہ حضرت شیخ سیار چشتی قدس سرہ

چنانچہ جس وقت اکبر اعظم شہزادہ کو لیکر برائے زیارت روضہ حضرت خواجہ بزرگ جمیر شریف کو چلے اُس وقت حضرت شیخ سلیم چشتی نے برائے حفاظت شہزادہ آپ کو ہمراہ کر دیا تھا۔ اتفاقاً جب جمیر شریف میں پہنچے شہزادہ علیل ہو گیا، شہنشاہ اکبر نے آپ کو بلا کر کہا کہ شیخ نے تم کو برائے حفاظت شہزادہ کے ہمراہ کیا تھا کچھ تدبیر کرو، آپ نے کہا کہ بے اجازت شیخ کی میں کچھ نہیں کر سکتا، اسی وقت حکم شہنشاہ تین سو کوس کے دہانے کی سائڈنی حاضر ہوئی، آپ نے عریضہ خدمت شیخ میں لکھا اور سائڈنی سوار کے حوالہ کیا، اُس نے لے جا کر شیخ کی حضور میں پیش کیا، شیخ نے اس کے جواب میں لکھا سلطان کی تسلی کر دو، اور تم خود اُس کی بیماری جلد کرو۔ چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا، شہزادہ کو اسی وقت آرام ہوا اور آپ کئی ماہ بیمار رہے۔ ایک بار آپ قلعہ سے آتے تھے اور ہاتھی سلطانی پانی پینے جاتے تھے، ایک اُن میں مست تھا کئی آدمیوں پر چڑھ کر چکا تھا، آپ کے اوپر لپکا، جب وہ قریب آیا آپ نماز کی نیت باندھ کر قبلہ رو کھڑے ہو گئے، ہاتھی فوراً ہٹ گیا اور شہزادہ کو آپ سے اور آپ کو شہزادہ سے بہت الفت تھی، خورد سالی ہی میں کسب درویشی کرایا کرتے تھے، اسی وجہ سے شہزادہ کو جذب ہو گیا تھا، جب شہزادہ سن بلوغ کو پہنچا آپ ملک مالوہ میں تشریف لا کر کنارہ درباے نزدیک جہاں گھاٹ جنوب و شمال کے مسافروں کے آمد و رفت کا تھا قیام فرمایا، اور ۹۸۵ھ میں انتقال کر کے اسی جگہ دفن ہوئے۔

یہ حضرت خلیفہ مصلح العاقلین محمد لاڈ  
کے تھے کہ آپ کے پدربلے عالم شیر خوار ہیں

تذکرہ حضرت شیخ رزق الدین قدس سرہ

مصلح عاشقین کی نذر کر دیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ یہ میرا مدید ہے، جب آپ کی عمر چار سال کی ہوئی  
 مصلح عاشقین نے وفات کی اور بعد سن بلوغ کے بوجھ لعل جوانی پیر و مرشد سے عارف اور فاضل ہوئے  
 اور عشق الہی میں یگانہ عصر ہوئے خوب سفر کئے، ہندی اور فارسی زبان میں خوب شعر کہتے تھے۔ چنانچہ  
 رسالہ بیامین اور جوت نخبین اور سارچن کہ جو ہندی زبان میں علم معرفت میں تصنیف فرمائی اور تجلیات  
 قلوب کو جو ترتیب مریدوں میں ہر شہور ہیں، ہندی میں تخلص آپ کا راجن ہے اور فارسی میں تخلص شانی ہے  
 حضرت بزرگان دہلی سے ہوئے ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے والد سے پڑھے تھے۔ وفات حضرت  
 ۱۲۰۲ھ ربیع الاول ۹۸۹ھ میں بمقام دہلی ہوئی۔

یہ حضرت بزرگان اہل حنیت سے تھے، بہت بڑے  
 سیاح اور ذاکر اور مشاغل خوب مجاہدہ کئے ہوئے تھے

## ذکر حضرت شیخ اسحاق قدس سرہ

عمر بھی بڑی ہوئی، اوائل میں آپ کو شوق فرزند کا تھا، جب خدائے فرزند دیا گھر کو چھوڑ کر سیاحت  
 اختیار کی، بعض نے لکھا ہے کہ آپ کو اولاد کی تمنا تھی۔ عمر ضعیفی میں حق تعالیٰ نے آپ کو فرزند عطا کیا  
 تو روز جمعہ تھا، آپ اپنے خادمہ سے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہے حاضر کر، اُس نے عرض کیا کہ گھر میں  
 کیا ہے جو حاضر کروں، آپ نے فرمایا کہ جو کچھ ہے لے آؤ میرے غلہ اور دو پڑلے کھڑے لائی، آپ نے خیرات کئے اور فرمایا  
 کہ گویئے کو بلا اس نے کہا نیے کو کیا ہے جو گانے والا آئے فرمایا کہ گڑی اور چادر اپنی دوں گا، اسی وقت  
 میں پڑوس میں کہیں گانا ہو رہا تھا، اُس کی آواز سن کر یہ طاری ہوا، جب بے اختیار ہوئے اُس کے گھر  
 آئے، ذرا ٹھہر کر کھڑے ہو کر فرمایا کہ آج جمعہ ہے مینے غسل نہیں کیا حجام کو بلو اگر اصلاح بنوائی غسل کیا  
 یا روں سے رخصت ہوئے اور قراں شریف پڑھنا شروع کیا، اور جان بحق تسلیم ہوئے، وفات حضرت کی  
 ۹۹۹ھ میں ہوئی، مزار شریف دہلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ زندہ پیر شیخ عبدالبکیر حشتی صابری پانی پتی قدس سرہ

یہ حضرت عمدہ مثل شیخ عصر سے تھے، زہد اور تقویٰ اور علوم ظاہری اور باطن میں کامل تھے، اور  
 آپ کے تین بھائی تھے، برادر بزرگ شیخ حسین اور شیخ برہان الدین اور شیخ محمود یہ دو برادر آپ سے چھوٹے  
 تھے، شیخ حسین نے روبرو اپنے والد کے انتقال کیا، اُن کے دو فرزند تھے، الغرض شیخ عبدالبکیر کے انتقال کے



بعد سجادگی پر آپس میں مناقشہ ہوا، سلطان نے دو فریق کر دیئے، تھوڑے ہی دنوں کے بعد عید تھی، برائے نماز عید شہر سے باہر دونوں فریقوں میں تلوار چلی، آخر سجادگی شیخ عثمان کے نام مقرر ہوئی۔

سیرالاقطابے نقل ہے کہ ایک بار دو شخص قوم جاٹ کہ ایک اُن میں ہندو اور ایک مسلمان تھا لڑتے لڑتے خدمت شیخ عثمان میں آئے، آپ نے دونوں کے بیان سُن کر مقدمہ جانب مسلمان فیصلہ کر کے اُس کو ڈگری دی، ہندو بہت چلایا کہ آپ نے اپنی ملکت کا پاس کیا، آپ نے یہ سُن کر مراقبہ کیا، بعد سر اٹھا کر فرمایا کہ تمھاری دونوں کی عورتیں حاملہ ہیں جو بچا ہے اُس کے گھر لڑکا اور جو جھوٹا ہے اُس کے گھر لڑکی پیدا ہوگی، دونوں نے منظور کیا۔ بعد تھوڑے دن کے ہندو کے گھر دختر اور مسلمان کے گھر لڑکا تولد ہوا اُس وقت دونوں نفاق موقوف ہوا، لکھا ہے کہ آپ کے صاحبزادہ شیخ نظام الدین نے اپنے ملک میں نیا کنواں تیار کر کے آپ سے عرض کیا کہ فاتحہ پڑھئے، آپ نے فرمایا کہ ایک لگئے اور کئی سُن آگیا پکا کر پہلے فقر اکھلا میں فاتحہ پڑھو گے، انہوں نے عرض کیا کہ سولے ایک بکری کے میرے پاس در کچھ نہیں ہو، آپ نے فرمایا کہ جوینے کہا تیر بہن ہی کنواں شمار ہو جائیگا، الغرض اُسی شب وہ کنواں بیٹھ گیا، وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں ہوئی، مزار شریف پانی پت میں ہے۔

یہ خلیفہ حضرت راہے حادثہ شاہ کے اور فیض یافتہ

روح پاک خواجہ بزرگ کے اور عاشق رسول کے

### ذکر حضرت شیخ دانیال قدس سرہ

تھے۔ عجائب احوال غرائب اطوار جامع الکملات ہوئے ہیں اور ایک سو گیارہ برس کی عمر میں ۹۹۲ھ میں وفات پائی۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ سلیم چشتی کے نئے

اور حسب الحکم پیر خود کوہ فتح پور پر مشغول

### ذکر حضرت شیخ فتح اسد ربین خلی چشتی قدس سرہ

را کرتے تھے اور محض اُمّی تھے، علماء آپ کی بے علی پر معترض ہوتے تھے کہ بے علم ولی نہیں ہوتا، آپ کے مرید شیخ وجیہ الدین کو ناگوار خاطر گذرا، ایک وقت شیخ سے یہ باجرا عرض کیا، فرمایا کہ جو معترض ہو اُس کو میرے پاس لاؤ، ایک مولوی کو آپ کے پاس لئے، آپ نے فرمایا کہ مولانا جس کتاب آپ کہیں میں پڑھوں، اُنہوں نے حدیث پیش کیا، آپ نے فرمایا اول سے پڑھوں یا آخر سے یا درمیان سے اور شیخ وجیہ الدین سے فرمایا کہ میں زبانی بے دیکھے کتاب کے حدیث پڑھتا ہوں تو لکھ چنانچہ کئی صفحہ آپ نے لکھوائے اور اس عالم کوئے، اور فرمایا کہ کتاب سے مقابلہ کر، اس کو امت کو دیکھنے سے علماء معتقد ہوئے۔ لکھا ہے کہ بعد وفات شیخ سلیم کے فتنہ ویر میں

اساک باران کے سبب نہایت تکلیف تھی۔ صاحبزادہ شیخ احمد صاحب نے ایک خط آپ کے نام لکھا اور استدعا کی کہ عا کیجئے تاکہ بارانِ رحمت ہو، جب خط پہنچا اُس وقت آپ جامع مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ خط کے پڑھتے ہی جنگل میں جا کر دھوپ میں بیٹھ گئے اور بارگاہِ خدا میں التجا کی کہ جب تک فتنوں میں مینہ نہ برسے گا میں یہاں سے نہ اٹھوں گا، اور حاضرین جو ہمراہ گئے تھے اُن سے فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھو کہ ابرِ فتنہ کی طرف پیدا ہوا یا نہیں، لوگوں نے دیکھا اور کہا اُس طرف ابرِ محیط معلوم ہوتا ہے، آپ ہاں اٹھے اور جواب میں لکھا کہ اگر بروقت نماز جمعہ فتنوں میں بارش ہوئی تو لکھو، پس اُسی وقت فتنہ پر اسی بارش ہوئی کہ پھر بارش کی حاجت نہ رہی، آپ کو روحانیت غوثِ پاک سے بھی فیض تھا۔ وفات حضرت کی ۹۹۹ء میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین نارولی قدس سرہ**  
یہ حضرت خلیفہ شیخ خانو حشتی کے تھے اور مشائخ وقت گذرے ہیں اور چالیس برس آپ نے طالبانِ حق کو تعلیم فرمایا اور ہر سال پایادہ ننگے پیر بحالتِ ذوقِ شوق و وجد سماعِ نارِ نول سے برائے زیارت مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی حاضر ہوتے، وہاں سے اجمیر جا کر مزارِ پرا نا دار حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوتے، اور آپ کے برادرِ کلاں شیخ اسماعیل بھی شیخ خانو کے مرید تھے اور شیخ خواجگی پیری اور شیخ منور کہ مزار اُن کا اکبر آباد میں ہے نہایت مشہور و رویش ہوئے ہیں مرید شیخ خانو کے تھے، وفات شیخ نظام الدین نارولی کی ۹۹۹ء میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ طاہر حشتی قدس سرہ**  
یہ حضرت خلیفہ شیخ اسلم کے سفر بیت اللہ میں پیر کے ہمراہ تھے، جب شیخ ہندستان میں آئے شیخ طاہر کو احمد آباد گجرات میں مقرر فرمایا، اور شیخ محمد شیرازی اور دیگر طالبانِ حق کو برائے تربیت آپ کی خدمت میں بھیجا، بعد امتحانِ باطنی تمام مشائخ اُس علاقہ کے معتقد و فیض یاب ہوئے اور شیخ عظیم صاحب اور شیخ طاہر اصحابِ جان دونوں بزرگوں میں کمال اتحاد رہا۔ معارجِ الاولیات سے نقل ہو کر منظرِ شامِ ہوائی کا جب گجرات پر تسلط ہوا اُس نے شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ شمشیر میری کمر میں اپنے دست مبارک سے باندھیں کہ میں اکبر پر فتیاب ہو کر تمام ہندوستان کو اپنے تصرف میں لاؤں، اپنے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک اکبر کو عطا کیا ہے مجھ سے نہیں ہو سکتا کہ میں اُس کے تغیر میں

کوشش کروں یہ سُن کر منظر نہایت غصّہ ہوا اور کہا کہ شکر اکبر کے بدلے پہلے میں شیر اپنی آپ کے خون سے رنگین کرنا ہوں، شیخ نے جواب دیا کہ آٹھ روز کی قہمت لے، بعدہ جو چاہے کرنا، پس وہ ہفتہ نہ گزرنے پایا تھا کہ فوج فتح موج بادشاہی پہنچی، اور ملک گجرات کو تاخت و تاراج کیا۔ منظر فرار ہوا، بیان کرتے ہیں کہ حضرت اکبر عظیم نے یہ معاملہ سُن کر شیخ کی بہت خدمت کی اور تاحیات اعزاز شیخ ملحوظ رکھا و فات حضرت کی سندھ میں ہوئی۔

یہ حضرت درویش کمال تھے اور روحانیت حضرت

### ذکر حضرت شیخ مٹہ گاگردنی قدس سرہ

شیخ خواجہ بزرگ سے فیض یاب تھے، میں اس

کمال روضہ خواجہ پر ہے، ایک دن آواز سنی کہ لے مٹہ تجھکو بجن پہنچایا اور صاحب ولایت گاگردنی کیا، وہاں کا تصرف تجھکو بخشا، پس حکم خواجہ گاگردن میں آکر مقیم ہوئے، اور صدایت خلق اور ارشاد مریدوں میں مشغول ہوئے۔ گاگردن کا پھر خلاف سرحد گاگردن بتا شیر رکھتا ہے کہ اس کا گھس کر پلانا سمیت ہیضہ کو دفع کرتا ہے۔ اس میں یہ کیفیت ایسے ہی بزرگوں کی برکت سے پیدا ہوئی۔ وفات حضرت کی سندھ میں ہوئی مزار گاگردن میں ہے۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ تقی سہروردی کے تھے

### ذکر حضرت شیخ کبیر جولاہہ قدس سرہ

اور شاہیر زمانہ سے ہوئے ہیں، اپنی

ولایت کو طریق لامتیہ میں چھپایا تھا، اور تمام مواہدان وقت سے ممتاز تھے، چند روز رانا مند بیراگی کی خدمت میں رہ کر فن شاعری زبان ہندی میں حاصل کیا۔ زبان ہندی میں معرفت پہلے انہوں نے بیان کیا، ان کی تقلید گرو نانک نے کی، اُن کے بعد معرفت کردادو نے بیان کی۔ مگر کبیر صاحب کچھ وہ کلام جو کہ ہند دوسرے شاعر کو نصیب نہیں ہوا، آپ نے جو فرمایا معاملہ اور واردات کو ارشاد فرمایا، وہ باتیں فرمائی کہ جو طالبان حق کے بکار آتے تھیں۔ بعد اس کے حضرت شیخ بھیکا جشتی کی خدمت میں رہ کر فرقہ خلافت حاصل کیا۔ مزار شریف بمبیکا کا نواح لکھنؤ میں ہے، اور ہندوستان دونوں گروہ آپ کے متقدّم تھے، ہر ایک آپ کو اپنے میں سے شمار کرتا تھا، خوارق اور کمالات آپ کے مشہور ہیں، اور جہاں ہندو آپ کے سلسلہ کے ہیں وہ کہتے ہیں کہلاتے ہیں۔ طریق اُن کا اذکار و اشغال بالکل اہل اسلام کے مطابق ہے۔ مگر الفاظ کافروں پر کلامانہ کہتے ہیں، وہ سوہم کہتے ہیں۔ اس کا نیا لہجہ کو عالم سیر و سفر میں فقرائے کبیر نیچوں سے ملنے کا بہت اتفاق ہوا ہے

بعض وقت فقیر اور وہ ایک مکان میں اپنے اپنے کار میں مشغول بھی رہے ہیں حضرت داراشکوہ قادری  
 خلعتِ شاہجہاں بادشاہِ حسنات العارفین میں تحریر فرماتے ہیں کہ قیام حضرت کا کاشی یعنی بندس  
 میں تھا۔ وقتِ نزع حضرت کے ہندو اور مسلمانوں میں تکرار ہوئی، مسلمان کہتے تھے کہ ہم اپنے طریق پر  
 تجھ پر تکفین کریں گے، ہندو کہتے تھے کہ ہم ان کو جلاویں گے، آپ کو بیہوشی تھی قریب تھا کہ تلوار چلے  
 آپ نے چشمِ واکی اور فرمایا کہ کیوں لڑتے ہو میں بھی زندہ ہوں یہ فرما کر درجہ بند کر دیا۔ بعد تھوڑی دیر کے  
 دروازہ کھول کر دیکھا تو حضرت کے بستر پر تھوڑی سی مٹی پڑی تھی اور کچھ نہ تھا یا لنگوٹی وغیرہ تھی یہ کرامت  
 اور زبردستی دیکھ کر سب کی حالت طاری ہوئی یہ وقوعہ سننے میں ہوا، آپ کے یہ پدشہور ہی۔ مائی ترکی باب  
 جولاہہ کبیر است بت بھی تمہاری کل کس نے رام کہی؟ اس پدے آپ کا اسلام صاف ظاہر ہے، آپ کے صاحبزادے  
 شیخ کمال تھے، اُن کا مدار احمد آباد میں ہی نقل ہو کہ ایک بار شیخ کبیر پان کر رہے تھے یعنی مانا سوت کا صاف کر رہے  
 تھے گوچہ سر پر رکھا تھا، ایک شخص نے پوچھا کبیر کیا کر رہا ہے، آپ نے جواب دیا کہ ٹوٹے کو جوڑ رہا ہوں، پھر اس  
 کہانے سے سر پر کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ گوچہ۔ آپ فرماتے ہیں، میں مڑی سیت ہو میں ہی کھلا پھول ہوں  
 اپنے میں تو کھوج لے مور کھا سے نہ بھول ہوں، دیکھیں چلتی چلی دیکھ کر دیا کبیر روئے، دو پاؤں کے بیچ میں  
 آنا بت گیا نہ کوئے، دیکھیں کبیر بے چوٹ میں گل کٹوں کے پاس، اپنی کرنی پار اُترنی تم کیوں پہلے اُداس  
 دیکھیں کر سے مالانہ کہوں کھسے کہوں نہ رام، سوا سا سوہم ہو رہو نہیں اور سے کام، جوگ کر سے واجب  
 کر سے مون دہرے دن رین، من منسا استہر کے جیانہ پائے جین، پو تھی پستک دہرود پانڈے  
 ہو جا سدت نشانی، کہیں کبیر سنو بھی سادھو جوت میں جوت سامنی۔

آپ مرید شیخ سلیم کے تھے  
**تو کہ حضرت شیخ ولی حشی قدس سرہ ابن شیخ یوسف حشی**  
 خدمتِ شیخ سلیم میں حاضر ہوئے اسی روز منظور نظر ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا، یہ حال دیکھ کر اور مریدوں نے  
 شیخ سے عرض کی کہ ہم لوگ سالہا سال سے حاضر خدمت ہیں، ہنوز خرقہ خلافت سے مشرف نہیں ہوئے  
 اور یہ پہلے ہی روز مشرف باسعادت ہوئے، اس میں کیا بعید ہے، آپ نے فرمایا کہ یہ شخص بنانا یا آیا ہو۔ مثلاً  
 ہند ہی تیار روبرو آئی فقط اس میں نمک نہ تھا، نمک کے ڈالتے ہی وہ تیار اور خوش مزہ ہو گئی گویا اپنے ان  
 تیار ہانڈی میں نمک ملا دیا ہے۔ وفات شیخ ولی کی سنہ ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت عالم  
بے بدل مشائخ

## ذکر حضرت مولانا عبد اللہ انصاری سلطان پوری قدس سرہ

فقرائے ہند سے ہیں مرید خاندان حشمت کے نہایت متقی تھے زمانہ شیر شاہ سور سے تاحمد اکبر زندہ ہے دفع کفر و بدعت میں نہایت کوشش کرتے تھے امرائے اثناعشری کو آپ نے نہایت عداوت تھی موقع پاکر بادشاہ کو ان کی جانب سے برہم کر کے دیس بدر کرا دیا آپ نے عرب میں جا کر کئی حج کئے چندے مدینہ طیبہ میں ہے اور ستائیسہ میں واپس ہندوستان آئے دشمنوں نے زہر دیکر شہید کیا آپ کی تالیفات و تصنیفات سے منہاج اللہ و عقیقۃ الانبیاء و کشف الغمہ مشہور کتب ہیں۔

یہ حضرت خلیفہ شیخ نظام الدین نارنولی  
کے قوم سے پٹھان تھے جب محبت الہی

## ذکر حضرت شیخ اختیار الدین مرانی قدس سرہ

پیدا ہوئی اجیر جاگر روضہ حضرت خواجہ پرستگفتہ تھے حسب بشارت حضرت خواجہ بزرگ نارنولی میں گئے دیکھا کہ شیخ نظام الدین ٹوٹی چار پائی برسرنگوں بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر ان کے دل میں خطرہ فاسد گندار شیخ نے نور باطن سے حکم کے سر ہٹا کر فرمایا کہ تو خواجہ کا بھیجا ہوا ان کے حکم کے موافق میرا پاس آیا جو اس میں شک کی کیا جگہ ہو یا اس خطرہ شرمندہ اور پشیمان ہوئے اور مرید ہو کر تربیت و تکمیل پائی بعد از خدمت خلافت مرحمت فرما کر ان کے وطن کی طرف محضت فرمایا اور اختیار خاں سے اختیار الدین مخاطب ہوئے پہلے وطن آکر نزدیک کالج کے تھا سلسلہ میں انتقال کئے وہیں مدفون ہوئے بعد آپ کی ولادت ان میں بھی

پہلے نام ان کا جلال خاں تھا قوم سے افغان  
تھے اور شیر شاہ سور کے دیوان تھے جب

## ذکر حضرت شیخ جلال الدین کالجی حشمتی قدس سرہ

خاندان سور سے دولت اقبال گیا یہ رنگ آمیزی دنیا کی دیکھ کر ان کا دل دنیا سے کراہیت کرنے لگا ترک کلی کر کے شاہ محمد حشمتی کے بنکے سو میں آسودہ ہوئے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے مرید ہو کر نہایت محنت کی مگر کنوڈ باب نہ ہوا شاد محمد نے فرمایا کہ جلال شیر کام آستانہ شیخ بدر الدین صاحب لایت سے ہو گا وہاں جا آپ حکم پیر شہ روضہ شیخ بدر الدین پر آکر جا رہے کشتی میں مشغول ہوئے اور اکثر مزار پر قرآن پڑھا کرتے تھے اور مجاہد شائستہ میں مشغول تھے ایک روز مزار پرائوہ شیخ سے آواز آئی کہ جلال بدر الدین بدر الدین جلال اس روز سے رجوع خلافت اور فتوح ہونے لگا ہزاروں مرید ہوئے ایک روز آپ کے دل میں یہ خطرہ گندرا کہ اگر فرزند معنوی لالقی لے تو میں اس کو اپنی جگہ چھوڑا اچھی شب کو شاہ ولایت اس معاملہ میں فرمایا کہ تیرے واسطے فرزند بھی لاتا ہوں اس کو اچھی طرح تعلیم کرنا۔ انصاف

اُسی عرصہ میں ہرگز نہ آسوس کر لکھنؤ میں ایک کالیستہ نے اپنے لڑکے کو کجس کی عمر بارہ برس کی تھی بیٹھے بیٹھایا، وہ نہایت خوبصورت تھا اور گلستاں جب شروع کی ایک روز اُس کا سبق بلغ اعلیٰ بکمال کشف الدجی بکمالہ، جنت جمع خصالہ صلوا علیہ اکہ کا تھا، اُس لڑکے نے معلم سے پوچھا کہ اس مرتبہ کا کون شخص تھا۔ معلم نے نعمت حضرت سرور عالم بیان کئے، سنتے ہی بصدق دل مسلمان ہوا، یہ سن کر اُس کے متعلقین نے بہت کچھ شور و شر کیا مگر وہ نہ مانا، وہاں سے نکل کر مسافرت اختیار کی، یہاں تک کہ بدایوں میں شیخ کے دروازہ پر آیا روحانیت شاہ ولایت نے شیخ کو آگاہ کیا کہ فرزند تیرے دروازہ پر آیا ہے۔ مخدوم عبدالسد نام رکھنا وہ تیرا جانشین ہوگا۔ شیخ نے اُس کو مرید فرما کر تربیت اور تکمیل فرمائی اور خرقہ خلافت عطا کیا، اُس کو بھی روحانیت شاہ ولایت سے حضوری حاصل ہوئی، اور شیخ جلال کا قاعدہ تھا کہ آدمی رات تک مزار شاہ ولایت پر قرآن پڑھا کرتے تھے، بعدہ بدایوں سے چندے فاصلہ پر ان کے اطفال تھے وہاں جایا کرتے۔ ایک روز رہزنوں نے تیروں سے شہید کیا، یہ واقعہ ۱۱۱۳ھ میں ہوا۔ بعد شیخ کے مخدوم عبدالسد صاحب سجادہ ہوئے، اُن کا قاعدہ تھا کہ تمام شب بیدار رہتے تھے، ایک پاؤں سے کھڑے رہتے، آپ کی کرامتیں مشہور ہیں ہزاروں مرید ہوئے، چنانچہ شیخ طابا کہ اکابر رائے بریلی تھے ترک دنیا کر کے آپ کے مرید ہوئے اور ۱۱۲۳ھ میں وفات پا کر مرشد کے قریب دفن ہوئے

آپ مرید خاندان حنیف تھے، آپ کے والد حاجی جلدوز

### ذکر حضرت شیخ منزل حنیف قدس سرہ

امیروں میں رہے ہیں، بعدہ ریاضت و عبادت شائع کر کے خرقہ خلافت پہنا اور ادیلے ہند سے ہو کر وفات حضرت کی ۱۱۳۳ھ میں ہوئی۔

آپ امرائے دہلی سے تھے، ایک روز ایک مرید شیخ اسلم

### ذکر حضرت شیخ سید جو قدس سرہ

لے کہا کہ میں ایسا شخص چاہتا ہوں جتنے ہی جذب کر کے سمجھ کو کعبہ سے جدا کرے تو میں اُس کا مرید ہوں، اُس درویش نے کہا کہ یہ صفت پیر شیخ اسلم میں ہی جو فقیہوں میں ہیں، یہ اُس درویش کو ہمراہ لیکر فقیہ پورچے، ہر منزل میں یہ خیال تھا کہ شیخ میرے استقبال کو آویں گے، یہاں تک درخانقاہ پہنچ کر کھڑے رہے، شیخ نہ آئے، آخر غصہ ہو کر دہلی واپس پھرے یہ تھوڑی گئی تھی کہ شیخ نے نور باطن سے معلوم کر کے ایک شخص ان کے پیچھے روانہ کیا کہ واپس پھر لائے، جب وہ

فرستادہ روبرو شیخ جو کہ گیا، دیکھتے ہی گھوڑے اتر کر پایادہ خانقاہ شیخ میں اگر قدموس ہوئے اور جمال شیخ کو دیکھتے ہی تین روز بیہوش پڑے یہ ہے، چوتھے روز جب ہوشیار ہوئے مرید ہو کر کار فقر تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت سے معزز ہو کر حسب جازت پیر مرشد دہلی میں مقیم ہوئے اور سالانہ میں فات پائی۔

لکھا ہے کہ آپ دولت آباد میں اپنے پیر کے پاس تھے

### ذکر حضرت شاہ نعمان چشتی قدس سرہ

کہ تو برہان پور میں شیخ نظام الدین بھجاری کے پاس جا کر اپنا حصہ لے پس بہو جب حکم پیر و مرشد آپ خدمت شاہ بھجاری میں پہنچے، انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ تیرے آنے سے پہلے تیرے پیر کی سفارش میرے پاس گئی ہے، اور اپنی تسبیح اور مصلیٰ اور عصا عطا کیا، اور ایک نظر میں کامل بنایا، بعدہ بطرف قلعہ اسیر رخصت فرمایا، اُس وقت آپ نے عرض کیا کہ وہاں کے شاہ ولایت محمود ہیں، اس میں کیا حکمت ہے، انہوں نے فرمایا کہ وہ حکم رسول مقبول دوسری جگہ جا دیں گے، آپ برہان پور سے چل کر قلعہ اسیر میں مقیم ہوئے اور ہمیشہ بذور کرامت مجلس پیر میں حاضر ہوتے اور بعد برخواست مجلس اپنے مقام پر واپس آتے، اور جو تحفہ چاہتے دست دراز کر کے خدمت شاہ بھجاری میں پہنچاتے وفات حضرت کی سالانہ میں ہوئی حزار قلعہ اسیر میں ہو۔

آپ اولاد سے پیر کبار کی کہ قوم افغانہ میں

### ذکر حضرت شیخ حاجی ادیس توزی قدس سرہ

توزی ایک مرد با نعمت و عظمت تھے۔ فیض روحانیت پیر کبار سے رکھتے تھے، اور حرمین کی زیارت مشرف ہو کر قرن میں جا کر خواجا دیں کی حزار کی زیارت مشرف ہو کر پھر ہندوستان میں آئے، صاحب معارج الولاہی ناقل ہیں کہ آپ کے گھر فرزند تولد ہوا اُس کا نام داؤد رکھا آپ نے اس کی شادی کرنی چاہی، آپ کے گھر سے کہا کہ یہ بچہ شادی کرنے کے لائق نہیں، جب وہ لڑکا بڑا ہوا دیوانہ ہوا اور ایک پ کی دختر تھی، جب بالغ ہوئی آپ نے شیخ یوسف سے کہا میں اپنی لڑکی تم کو دیتا ہوں، انہوں نے جواب دیا کہ میں اپنی والدہ دریافت کر لوں، آپ نے فرمایا کہ خیر اگر تم قبول نہ کیا تو تمام عمر حیرانہ دیکھو گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ شیخ یوسف نے مینا بکھل کئے ایک کے چہرہ نہ تھا یعنی کسی کے اندام نہانی نہ تھی۔ وفات شیخ حاجی کی سالانہ میں بمقام قصور ہوئی کہ وطن مہلی شیخ کا تھا۔ صاحب اخبار الاولیاء پیر کبار صاحب کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ پیر کبار بن شورو بن خوشگی قوم افغان آپ کے جو فقیر ہیں بھنے چشتیہ شوریانی بھنے چشتیہ خوشگی کہلاتے ہیں اُن میں بہت سے آپ کی اولاد سے

بھی ہیں۔ لکھا ہے کہ شورہ کے تین لڑکے ہیں، ایک پیر کبار، دوسرا حسین خوشگی، تیسرے خوشگی وازا۔ یہ تینوں بزرگوار کامل، وصاحب ذوق و شوق ہوئے ہیں۔ تلاش پیر میں بہت دنوں پھرے، بہت سے مشائخ دیکھے ان کی صحبت میں ہے مگر تسلی کسی سے نہ ہوئی، آخر قصبہ حبشت میں آکر خواجہ مودود چشتی کے مرید ہوئے اور آب کشی مطبخ کی کیا کرتے تھے، چالیس برس خدمات مرشد بجالائے، جب وفات خواجہ مودود چشتی کی نزدیک پہنچی پیر کبار کو پاس بلا کر نعمت اور خرقہ خلافت سے ممتاز فرما کر طرف وطن کے رخصت کیا۔ مگر بوجہ محبت کے روضہ مرث کی باروب کشی میں مصروف ہے، آخر دوبارہ واقعہ میں خواجہ لے فرمایا کہ تو اپنے وطن کو جا، ناچار آپ وطن میں آئے، تمام افغانان کو ہستان پشاور بدعقیدہ تھے، کرامات دیکھنی چاہتے تھے کہ ہم کبوتر جنگلی لاکر شیخ کے گریبان میں چھوڑیں اگر وہ استینوں سے نکل جاویں تو ہم ولایت کے قابل ہوں۔ قدرت خدا سے اسی وقت دو کبوتر جنگلی غیب سے پیدا ہوئے اور شیخ کے گریبان میں سے نکس کر ہر دو کبوتر استینوں میں سے نکل گئے، یہ کرامت دیکھ کر اطراف و جانب کے لوگ بالخصوص قبیلہ خوشگی تمام و کمال مرید ہوئے۔ پیر کبار نے کبوتروں کے واسطے دعا کی اور کبوتر فرج کرنے کی تمام مرید قوم کو ممانعت کی کہ جو کبوتر کو ستاویگا اُس کے اولاد نہ ہوگی یا تنگ روز رہیگا۔ چنانچہ قبیلہ خوشگی میں بالکل کبوتر کے ستلنے کی ممانعت ہے۔ پیر کبار کے بہت سے خلیفہ ہوئے، مگر مشہور ترین یہ ہیں۔ اول شیخ تنگ کہ غلامے مشائخین سے تھے اور بھتیجے ہیں آپ کے، بعض نے لکھا ہے کہ خواجہ مودود چشتی کے پوتے تھے ان کے حق میں دعا کی تھی کہ تیرے مرید اور تیری اولاد قیامت تک معرفت سے خالی نہ رہیگی، وفات شیخ کبیر کی ۵۵۵ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت ثانی ابوالحسن خرقانی تھے۔ ابوالحسن خرقانی نے روحانیت سلطان اعارین سے

ذکر حضرت آخوند عید شوریانی قدس سرہ

ترسیت پائی تھی، انہوں نے روحانیت پیر کبار سے ترسیت پائی اور کارنفر کو کمال پہنچایا۔ ظاہر کسی سے بیعت نہیں تھی، اجرائے احکام شریعت میں نہایت استعداد و تمہید تھے، شاہ و گدا کو ایک نظر سے دیکھتے تھے، امر سے نفرت کرتے تھے، سلع کو بہت دوست رکھتے تھے، مرید اور خادم نہ رکھتے تھے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے آپ کی کرامات بہت کچھ بیان کی ہیں، چنانچہ کھانے میں نمک بہت ڈالتے تھے، مگر جب کھانا تیار ہوتا تو نمک موافق ذائقہ کے معلوم ہوا کہ اتنا ایک و زائد شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میرا عزیز بہت روز سے گم ہو اُس کے



مرنے جینے کی کچھ خبر نہیں آپ نے چندے مال فرما کر ارشاد کیا کہ وہ مر گیا۔ چنانچہ گجرات اُس کے مرنے کی خبر سنی ایک روز ایک ٹھاکر آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ شہنشاہ اکبر بندہ سے ناخوش ہو دعا کیجئے کہ میرا قصور معاف کرے جو اپنے اویں میں نذر کروں گا، آپ نے فرمایا کہ روبرو بادشاہ کے بے کھٹکے جا بیٹے اُس کی زبان بند کر دی، اُس کی زبان کو تیرے دیکھتے ہی یہ حرکت ہوگی کہ اس خلعت و وجب خلعت حاصل ہوگا بادشاہ کے پاس سے ایک بکرا میرے واسطے لانا، آخر راجپوت ٹھاکر بادشاہ کے روبرو گیا اور خلعت حاصل کیا اور بکرا لیکر آؤند کے روبرو آیا، آپ نے فرمایا یہی ایک بکرا میرا حدیہ ہے وفات حضرت کی سنہ ۱۵۷۷ء میں بمقام قصور ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نظام الدین بن شیخ عثمان زندہ پیریانی تہی** آپ خلیفہ اپنے پدر کے تھے باوصان مجدد موصوف

تھے، فطانت اور ریاضت اور عبادت میں شہرہ آفاق و دونوں جہاں بے پروا اور متفرق بہ یاد مولیٰ تھے، آپ بھائی تھے بڑے بھائی آپ کے شیخ کمال کہ حقیقت میں اسم بامسمیٰ تھے، بعد انتقال الد کے ان کو صاحب سجادہ کرنا چاہا مگر آپ قبول نہ کیا اور اپنے جھوٹے بھائی شیخ نظام الدین کو صاحب سجادہ کیا، شیخ نظام نے صاحب سجادہ ہو کر ایک مدت حدایت اور ارشاد میں مشغول رہ کر سنہ ۱۵۷۷ء میں حلت فرمائی، مزار پانی پت میں ہوا اور شریف ایک سو نیا لیس مسکن بنی ہوئی

**ذکر حضرت شیخ رحمت شوریانی حشتی قدس سرہ** یہ حضرت اولاد سے پیر کبار کی تھے اور روحانیت جذباتی سے تربیت پائی، اور تمام حیوانات کی

بولی سمجھتے تھے، ان سے کلام کرتے تھے، وفات حضرت کی سنہ ۱۵۷۷ء میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ محمد بن فضل الد قدس سرہ** انسب آپ کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے پہلے بزرگ آپ کے جوہنور کے باشندے تھے

پھر گجرات میں جا رہے تھے، آپ گجرات میں پیدا ہوئے، اور آپ کے والد نے آپ کی طفولیت میں قصا کی، جب جوان ہوئے پہلے شیخ صفی گجراتی کی خدمت میں رہ کر فرقہ خلافت پہن کر بعد مکتہ معظمہ میں گئے۔ بارہ برس شیخ علی متقی کی خدمت میں بسر کئے وہاں سے احمد آباد میں آکر نکاح کیا، ایک مدت شیخ وجیہ الدین سے کتاب علوم ظاہری کیا، بعدہ مجدد شیخ ماہ جوہنوری کے گجرات میں تھے، آئے انہوں نے ان کے والد سے سنا تھا کہ میرا بیٹا فطرت ہوگا، اس واسطے بہت اعزاز سے رکھتے تھے۔ ایک بار شیخ ابو محمد خضابی نے کہ سرید ان کے والد کے تھے، شیخ وجیہ الدین اور شیخ ماہ کو لکھا کہ میرا شہباز پرواز کیوں نہیں کرتا، انہوں نے

جواب میں لکھا کہ پروازی تمھارے ہاتھ میں ہے، اور شیخ محمد کو اسیر کی طرف نصبت کیا، وہاں پہنچ کر انہوں نے وہ نعمت کہ جو آپ کے والد شیخ ابو محمد اسیر کے سپرد کر گئے تھے حاصل کر کے برہان پور میں جا کر تدریس ظاہری اور باطنی میں مشغول ہوئے، آپ کو خدمت جناب رسانتاب صلی اللہ علیہ وسلم میں کمال محبت تھی، ہر سال واسطے زیارت رسول مقبول کی جاتے، چند سے قیام کہ بعد باشارہ حضرت علیہ السلام واپس آتے جو فوج ہوتا ایک نلت عیال و اطفال کو ایک نلت فقرائے خانقاہ کو دیتے اور ایک نلت مدینہ طیبہ کو ارسال کرتے۔ وفات حضرت کی بمقام برہان پور شب دوشنبہ دوسری رمضان ۱۰۲۹ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت اولاد سے پیرکار کی تھے، اور اخبار لاویا اور محتاج الولايت کے مصنف خواجہ غلام محی الدین

### ذکر حضرت لانا شیخ احمد شوریا نی قدس سرہ

عبد اللہ خوشگئی چشتی آپ کے دادا تھے، اور شاگرد اور مرید حضرت شیخ الحق بن شاہ کاکو کی کہ وہ اولاد سے بابا صاحب کی تھے اور لاہور میں رہتے تھے ہزاروں اُن کے مرید تھے شیخ احمد اُن کی خدمت میں قصور سے حاضر ہوئے آپ کے زمانہ میں جو سلسلہ علمائے لاہور اور ملتان سے حل نہ ہوتا تھا وہ آپ کے روبرو پیش ہو کر حل ہوتا تھا اور ہمیشہ ادعیہ نادرہ و جہل اسم و دعائے صیغی و حزب البحر کا ورد رکھتے تھے، اور شیخ احمد فاروقی سرسری کا بی مجددی و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و شیخ عیسیٰ برہان پوری یہ تینوں صاحبان حضرت کی نہایت عزت کرتے تھے اور شیخ عبد اللطیف برہان پوری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی عمر میں دو شخصوں سے بہتر نہیں دیکھے ایک شیخ عبدالوہاب دوسرے شیخ احمد شوریا نی بلکہ برہان پور میں جو طالب قصور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو واپس قصور میں خدمت شیخ احمد میں بھیجتے اور تالیف و تصنیف کی نسبت فرماتے کہ متدین تالیفات کافی اور واقعی ہیں آپ نے کچھ تالیف نہیں فرمایا، مگر ایک کتاب سبالات احمدی رو لحد وغیرہ مرجع تالیف کی وہ کافی ہے، وفات حضرت کی ۱۰۳۸ھ میں چنی مزار شریف قصور میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ محمد صدیق چشتی لاہوری کے تھے، آپ کو سماع سنتے ہی وہ حالت ہوتی

### ذکر حضرت شیخ محمد سلیم صابر چشتی لاہوری

تھی کہ دم نکلنے میں کچھ ہی باقی رہ جایا کرتا تھا، تین ہین چار چار دن بیہوش پڑے رہتے تھے شل مردہ کے اور نہایت بابرکت اور صاحب کرامت تھے، وفات حضرت کی ۱۰۴۵ھ میں چنی مزار لاہور میں متصل مزار شیخ محمد صدیق کے ہوئی۔

حضرت نے پہلے سید ابوالاعلیٰ نقشبندی سے

### ذکر حضرت میر سید محمد کالپوی قدس سرہ

مرید ہو کر سب نقش بند کیا، بعدہ زیارتِ روضہ خواجہ بزرگ حمیر میں آئے اور روحانیت خواجہ کئی سلسلوں میں فیض یاب ہوئے، ایک بار آپ روبرو مزارِ خواجہ مشغول تھے، معلوم ہوا کہ حضرت نے پان عنایت کئے جب بحال خود کئے تنگس یا نوکلا تھ میں پایا اور ہمیشہ درس میں مشغول رہتے فقرائے بہت تواضع اور تعظیم پیش آتے امرار سے کم تو جھی کرتے تھے، اور ہر ایک سلسلہ میں مرید فراتے تھے اور تفسیر سورہ فاتحہ لکھی وفات حضرت کی سلسلہ میں ہوئی۔

آپ مدایح اعلیٰ و مراتب معلیٰ رکھتے تھے اولاد ذکر حضرت شاہ علی حشتی پانی پتی قدس سرہ سے شیخ جلال الدین کبیر لالیا کی تھے۔

خرقہ خلافت اپنے والد شیخ نظام الدین سے حاصل کیا، اور شیخ نظام الدین نارنولی سے بھی خرقہ تبرک حاصل کیا، پہلے نام نامی عبد السلام تھا بعد شاہ علی مخاطب ہوئے پہلے آپ نوکری پیشہ تھے، فواخان کہ امرائے سلطان بابر بادشاہ سے تھا، اُس کے نوکر رہے، تیر اندازی میں تمام فوج باری میں مشہور تیر انداز تھے۔ جب جذبہ الہی گلوگیر ہوا دہلی سے پانی پت میں اپنے پدر کی خدمت میں حاضر ہو کر حسبِ جازت اُن کے ایک حجرہ میں متصل درگاہ حضرت شاہ ولایت چلہ میں بیٹھے اور ریاضت اور مجاہدہ میں بہت کوشش کی، یہاں تک کہ درجہ مسدود کر لیا تھا اُنہی حالت میں شیخ نظام الدین نارنولی کو دیکھا، فرماتے ہیں کہ حصہ باطنی تیرا میرے پاس ہو، چلے سے اُنھیں شیخ نظام الدین نارنولی کی خدمت میں پہنچ کر خرقہ خلافت و خطاب شاہ علی سے مشرف ہوئے بمصنّف سیرالاقطاب شیخ اللہ دیا کہ آپ کے مریدوں میں سے ہیں تحریر کرتے ہیں کہ میں ایک امر کی روحانیت حضرت بوعلی قلندر سے استدعا کی اور کچھ تذقوبولی جب میری مراد حاصل ہوئی میں ہر کام حضرت شاہ علی نیاز چڑھانے چلا رہا ہستم میں بارش بہت ہوئی، آپ نے ہر ایوں کو فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو بارش سے تم کو کچھ نقصان نہ ہوگا ہم نے دیکھا کہ ہم سے دو قدم کے فاصلہ سے بارش ہوتی ہو اور ہم نہیں بھیگتے۔ الغرض درگاہ میں پہنچے نیاز چڑھائی تقسیم کی مگر ہم پر ایک بوند تک نہ پڑی، لکھتے ہیں کہ میرا ایک پیر بھائی چند اشرفیاں اپنے مکان میں کہیں گاڑ کر بھول گیا ہر چند تلاش کیا نہ پایا ناچار حضرت مرشد سے عرض کیا آپ اس کے مکان کی طرف متوجہ ہوئے، جب قریب دروازہ مکان کہ شاہ راہ پر تھا پہنچے، آپ نے ایک عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ یہاں کھودا اُس نے جو کھودا برتن اپنا بھر اشرفیوں سے پایا یہ کچھکیر حیران ہو کر عرض کی کہ میں یہ برتن اپنی کوٹھڑی میں گاڑا تھا راہ میں کیونکر آگیا، اس میں کیا بھید تھا، آپ نے فرمایا یہ ستر الہی جو اس کا ذکر ناسخ ہو

شاہ اعلیٰ نے اپنی خانقاہ میں چاہ تیار کرایا مگر اُس کا پانی کھاری نکلا جب خدام نے حضرت سے عرض کیا تو اُسی وقت ایک خادم درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین نے چند کاک تبرکات لاکر رکھے، آپ نے اُن کو توڑ کر اپنے ہاتھ سے اُس چاہ میں ڈالے اور فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ اب اُس چاہ کا پانی چکھ کر دیکھو، پس حاضرین نے بموجب رٹلو کے پانی جو چکھا تو شربت ہو گیا، آپ کے دو فرزند تھے شاہ منصور اور شاہ نور دونوں نے روبرو حضرت کے قضا کی اور شاہ محمد ابن شاہ منصور صاحب سجادہ ہوئے تھے اور حضرت (۸۹۹ھ) میں پیدا ہوئے اور بعد ایک سو بیالیس سال (۱۰۱۳ھ) میں بعد حضرت جہانگیر بادشاہ انتقال فرمایا، شیخ اللہ دیا نے تاریخ ولادت لفظی (۱۰۱۳ھ) سے نکالی ہے اور تاریخ وفات (۱۰۱۳ھ) ہر شیخ اعلیٰ نے نکالی۔ بعد وفات کے کئی برس پیچھے اُستانی نے آپ کے روضہ کی عمارت تیار کرائی۔ لکھا ہے کہ جب چوترا بن کر تیار ہوا ایک شب میر عمارت سے بحالت خواب فرمایا کہ چوترا بننے سے میری نعش کا صندوق شکستہ ہو گیا، ایک اینٹ صندوق میں لڑی جو میرے بائیں اڈو پر پڑی ہے، مناسب ہے کہ پہلے اینٹ اٹھا کر صندوق درست کر کے پھر نئے سے چوترا بنا، میر عمارت نے صبح اپنا خواب اُستانی سے بیان کیا، اُس نے کہا کہ جیسا حضرت کا حکم ہے اسی طرح کرنا چاہیے۔ الغرض تمام رُسلے شہر و ملازمان نواب مقر خیل و جس نے سنا اسی طرح تمام خلائق پانی پت آپ کے حزار پر جمع ہوئی، چوترا ہمارا گیا، قبر کا پٹا کھولا دیکھا تو واقعی بائیں طرف کا تختہ ٹوٹا ہوا ہے، داہنا پیر پھیل ہوا ہے، بائیں سکڑا ہوا ہے کہ جس طرف اینٹ جا پڑی تھی، باقی یہ معلوم ہوتا تھا کہ آرام فرماتے ہیں اور آنکھیں غیرہ تمام درست ہیں، تمام خلائق زیارت نعش مبارک سے مشرف ہوئی، بعد تختہ صندوق کا درست کر کے پھر چوترا بنا۔ ان اُستانی کی کیفیت کہ جو کاتب الحروف نے اپنے بزرگوں سے سنی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت جد امجد نور الدین جہانگیر بادشاہ نے اپنی کینزوں میں سے ایک کینز اپنے رضاعی بھائی نواب مقرب خاں کو جنہوں نے اکسوتی کے کھنبہ قلندر صاحب کی درگاہ پر چڑھائے تھے اور وہیں اُن کا مقبرہ ہے اور اولاد سے شیخ جلال الدین کبیر لاد لیا کی تھے اُن کو عنایت کی، وہ بی بی نہایت عیضہ اور قرآن شریف کی حافظہ تھیں۔ نواب اور اُن کا تمام خاندان عطیہ سلطانی سمجھ کر اُن کی عزت کرتا تھا یہ نہایت برہیزگار اور نمازی تھیں یہ امرائے پانی پت کیرانہ کی لڑکیوں کی اُستانی تھیں، یعنی دختر نواب اور دختر دیوان عبدالرحیم اور دیگر لڑکیاں اُس خاندان کی اور دیگر شرفا کی ان کے پاس اگر قرآن پڑھتی تھیں، زیور ان کے پاس بہت تھا انہوں نے اُن کو فروخت کر کے شاہ اعلیٰ صاحب کی دگاہ بنوائی اور کیرانہ میں درمیان دونوں رباؤں کے چاہ اور حوض و درخت بنائے

تیار کر لائی اُسی مسجد کے صحن میں ان کی قبر ہے، اس پر سنگ مرمر کا تونڈ ہے، وہ مسجد بھی مسجدِ ستانی کی مشہور  
جوانجان ہیں وہ دربار کی مسجد کہتے ہیں۔

آپ مشائخ وقت تھے اور تربیتِ روحانیت  
شیخ تک سے پانی ایک روز سماعِ میخ ش

نوکر حضرت بایزید تیک نے فی حقیقتی قدس سرہ

وقت تھے، فرمایا کہ کوئی ہو کہ میرے روبرو آئے میں اُس کو خدا سے ملاؤں قبیلہ خوشگئی سے شیرخان مجوزی پانڈ  
مجوزی و صدر الدین و توزی سُن کر اُٹھے اور آپ سے مصافحہ کیا، اُسی وقت تینوں وہل حق ہوئے کہتے ہیں  
کہ جب سماع سنتے تھے ہی الفاظ فرماتے اسی طرح بہت سے وہل حق ہوئے۔ ایک بار آپ نے بموجبِ عادت کے یہی کلمہ  
فرمایا ایک غیر شخص روبرو آیا، آپ نے فرمایا کہ تجھ کو قابلیت نہیں ایک دایت ہو کہ جب ہ مصافحہ کرنے اُٹھا شیخ نے  
اور اپنے درمیان آگ سے بھری ہوئی کھائی دیکھی مصافحہ نہ کر سکا، آپ کی زوجہ روایت ہو کہ بعد نماز صبح مصلے پر  
بیٹھے ہوئے بیٹے شیخ کو کبھی بصورت پیر کبھی بصورت جوان کبھی بصورت شیرخان دیکھا، پہلے صورت شیر میں کھینچا  
ڈری، میرا ڈر نامعلوم کہ صورت اہلی میں ہو کر فرمایا کہ مت ڈر شیران حق کے گھر شیر جنگلی نہیں آتا ایک بار آپ سفر  
میں تھے، قریل کبر آباد کے آدمی کی کھوپری پڑی تھی، آپ اُس سے باتیں کرنے لگے، اُس کی سرگزشتِ ریافت و فاکر  
اُس کے واسطے دعا کی وفات حضرت کی ۳۰۰ھ میں ہوئی، مزار پر انوارِ قصور میں ہو، آپ کے تینوں خلفاء کا ذکر حسبِ قبل ہو۔

اول خلیفہ آپ کے شیرخان امجوزی تھے، ایک بار آپ چلے جاتے تھے کہ ہاتھی مست آتا تھا، فیل بان لے  
کئی بار پکار کر کہا کہ راستہ سے ہٹ جاؤ، آپ نے فرمایا کہ مست کو مست کچھ اندیشہ نہیں جب وہ فیل مست  
قریب آیا آپ کے روبرو سرزمین کے اوپر رکھا، آپ نے ہاتھ سے سر اُس کا اُٹھایا اور فرمایا کہ اگر میں اس کا  
سر نہ اُٹھا تا تو یہ تمام عمر سرنگوں رہتا، ایک بار ایک پیر زال آپ کی خدمت شریف میں آئی اور عرض کیا کہ  
اس بوڑھی کا ایک بی لڑکا ہے وہ رب م ہے، اُس کی شفا کی غاکیجئے، آپ نے چند سے تامل فرما کر ارشاد کیا کہ  
اسکی عمر پوری ہو چکی اب سوائے اس کے کچھ چارہ نہیں کہ میں اپنی عمر اسکی دوں، یہ کہہ کر چادر اوڑھتے ہی لیٹ کر جان  
بجی تسلیم ہوئے، اُدھر اس پیر زال کے لڑکے کو شفا ہوئی۔ مردانِ خدا خدا نداشت، لیکن زخا خدا نداشت، دوسرے  
خلیفہ صدر الدین شیخ صدقہ کے مثل دیوانوں کے پھر کرتے تھے، بچے آپ کے ہمراہ بہت راکرتے تھے اور وہ بچے  
بانگ کرتے تھے، آپ اپنی نفل میں نکال نکال کر دیا کرتے تھے، ایک بار آپ یاروں کے ہمراہ چلے جاتے تھے کہ مینہ  
بندت آگیا ہمراہی گھبرائے آپ نے فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو چنانچہ اُن کے گرد اگر دپائی برسا وہ لوگ بچے ہے

تیسرے خلیفہ شیخ پایندہ توزی تھے جو ان کے بچے ہوئے وضو کے پانی کو پیتا اولیا ہو جاتا تھا۔

آپ خلیفہ شیخ نظام الدین بلخی صابر  
**ذکر حضرت شیخ جان السلاہوری قدس سرہ**

آراستہ پیراستہ تھے، اوایل میں بمقام لاہور طلباء کو درس کرتے تھے، جب جذبہ حقیقی نے اپنی طرف کھینچنا ترک تعلیم کر کے طلب حق میں ٹھکرا تھا میرا کر شیخ نظام الدین کے مرید ہو کر کار درویشی تمام کر کے ہمراہ مرشد حج کر کے بلخ میں آ کر خرقہ خلافت لیکر پھر لاہور میں آئے اور آپ کا شہرہ کرامات بلند ہوا اور ہزاروں مرید ہوئے، وفات حضرت کی نویں جمادی الثانی ۸۳۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

آپ خلیفہ شیخ نظام الدین بلخی کے تھے  
**ذکر حضرت سید علی غواض ترمذی قدس سرہ**

بلخ کو چلے ہیں، بہت دنوں خدمت مرشد میں رہ کر نعمتیں حاصل کر کے ملک یوسف زئی کی طرف رخصت ہوئے وہاں ہزاروں آپ کے مرید ہوئے اور بہت سے خدا رسیدہ ہوئے، چنانچہ مولانا درویشہ پشاور اور ان کے فرزند شیخ عبدالکریم مرید ہوئے۔ صاحب مخزن الاسلام نے حضرت کی نہایت تعریف کی جو حضرت اپنے عہد میں غوث اعظم ثانی تھے اور بلا ملازمین کے سماع سنتے تھے، وفات حضرت کی ۸۳۹ھ میں ہوئی مزار ملک یوسف زئی میں ہے۔

آپ خلیفہ سید علی غواص کے تھے علوم  
**ذکر مولانا درویشی پشاور حشتی قدس سرہ**

پردہ ولایت آپ طلباء کو پڑھایا کرتے تھے اور کفر اور شرک اور بدعت کو دور کرنے میں نہایت کوشاں تھے۔ آپ کی تالیفات سے مخزن اسلام زبان افغانی میں نہایت مقبول ہے کسی قدر نامور رہ گئی تھی، سو آپ کے فرزند شیخ عبدالکریم نے پوری کی اور صاحب معارج الولاہی کی اس پر شرح چڑھی ہوئی ہے۔ اپنے وقت میں عالم تھے۔ وفات حضرت کی ۸۳۹ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ دانیال کے صاحب کبر  
**ذکر حضرت سید محمد مہدی بن سید یوسف جونپوری**

اور مغلوب الحال تھے، حالت سکون  
 مثل بعض حضرات کے کسی نے انا اللہ وانا الیہ راجعون فرمایا آپ لفظ انا مہدی فرمایا کرتے تھے اور

حالتِ محبت میں جو دعویٰ مہدیت کرتے تھے، جب ہوش میں آتے اُس سے مائب ہوتے جو جاہل کہ حالتِ سحر میں یہ کلام سنتے تو بہ کھینچ نہ جانتے تھے، آخر کو ایک گروہ مہدویہ کے نام سے مشہور ہو گیا تھا۔ آپ کو ہر چند منع فرماتے سمجھانے کہ جھکو دعویٰ مہدیت نہیں مگر بعض وقت جو زبان حضرت سے نکلا تھا وہ اُس ہی کے پابند تھے، اور حضرت کی مراد یہ نہ تھی کہ میں مہدی ہوں بلکہ انا مہدی کے معنی ہادی مہدی ہیں۔ وفات حضرت کی آخر سالہ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ حاجی گلشن یانی قصوی قدس سرہ

یہ حضرت اولاد سے پیر کیا رہی تھے، اول میں آپ کو تفرید اور تجرید اور تقویٰ بدرجہ

کمال تھا۔ سات حج کئے اور نقاب ہمیشہ چہرہ پر ڈالے رہتے تھے کہ نظر نامحرم پر نہ پڑ جائے، لیکن نقاب نہ ہوتا تھا۔ ہر جذبہ کوشش کی بہت اولیائے ملت ہی ہوئے مگر ساتویں مرتبہ حج کو گئے، وہاں جاکر خانہ کعبہ کے روبرو بہت گریہ زاری کی کہ اے غیب نے ندائی فتح باب تیرا شیخ عیسیٰ مشوانی کے پاس ہے، پس ہندوستان میں اگر شیخ عیسیٰ مشوانی کی خدمت میں پہنچے۔ شیخ عیسیٰ مشرب ملا متیہ رکھتے تھے، اکثر شراب پیا کرتے تھے یہ حال دیکھ کر بد اعتقاد ہوئے اور اُن سے انکار کیا، شیخ عیسیٰ نے نور باطن سے معلوم کر کے آواز بلند کہا کہ تو جس کے پاس گیا کشتہ کار نہ ہوا، آخر کعبہ سے معور ہو کر میرے پاس آیا اور ملاقات ہوئے سے پہلے ہی پھر گیا یہ امر عقل کے خلاف ہے، یہ سنتے ہی بصدق اعتقاد سراپا شیخ کے قدموں پر رکھا اور بیٹھے، شیخ نے بوتل شراب کی طرف اشارہ کیا کہ اس کو اٹھا کر میرے پاس لا، انہوں نے کسی قدر تامل کیا، شیخ نے خود اٹھ کر بوتل اٹھا کر تمام شراب اُن کے حلق میں ڈال دی، اُسی وقت یہ بنجود ہو گئے، جب ہوش آیا لباس تقویٰ اُن کے لباس محبت یعنی بقدرتِ سعادت لباس اختیار کیا اور دنیا اور اہل دنیا سے کم التفات کرتے تھے، سکر ہر وقت غالب رہتا تھا، سر اور ڈاڑھی اور مونچھ اور ہلکوں کے بال اکھاڑ ڈالتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ زینتِ دنیا ہے اس کو دور کرنا چاہیے حضور اور مجرد رہنا چاہیے، سماع سے بہت ذوق رکھتے تھے، آگ سے بہت مشغول رہتے کہ ہر وقت آگ روشن رہتی تھی جو کچھ نذرانہ آتا اُس کو دعویٰ میں ڈال دیتے ایک افغان بے اولاد آیا اور دعا چاہی کہ میرے گھر اولاد ہو فرمایا کہ پہلا لڑکا جھکوٹے تو تیرے بہت سی اولاد ہوگی میں دعا کرتا ہوں اللہ قبول کرے گا۔ جب پہلا لڑکا پیدا ہوا اُس افغان نے اُس لڑکے کو لاکر شیخ کی نذر کیا آپ نے اس بچہ کو لیکر آگ میں ڈال دیا، یہ دیکھ کر وہ افغان بہت پشیمان ہوا اور کہا کہ میں اس کی جلائے کے واسطے نہ لایا تھا آگ میں

نکال کر مجھ کوئے، آپ نے فرمایا کہ بیٹے تیرے پس کو جلایا نہیں، اپنے گھر جا اس کو اُس کے گہوڑے میں باندھ کر جب وہ اپنے گھر گیا اپنے بچہ کو گہوارہ میں پایا۔ لکھا ہے کہ بسبب غلبہ جلال کے آگ بھی منظر جلال آگئی ہر وقت روشن رکھتے تھے، وفات حضرت کی سن ۳۲۷ھ میں ہوئی، مزار شریف قصبہ قیسور میں ہے، بعد وفات شیخ جس کی کچھ حاجت ہوتی ہو وہ بصدق دل نیت کرتا ہو کہ جب میری مراد پوری ہوگی آگ روشن کر دوں گی۔ چنانچہ بعد حصولِ شب جمعہ کو آگ روشن کرتے ہیں، پس آگ ہی حضرت کی نیاز مانی جاتی ہے۔

ذکر حضرت شیخ حاجی عبدالحلیم حشتی لکھنوی قدس سرہ  
آپ کا طریق ادنیٰ تھا ظاہر نہ کسی  
معبیت نہ کئی روحانیت خواہ

بزرگ قدس سرہ سے تربیت پائی اور شجرہ جو اپنے مریدوں کو دیتے بعد اہم مبارک خواجہ اپنا نام تحریر فرماتے اور اپنی تالیفات میں خود لکھا ہے کہ وفات میری سن ۳۲۷ھ میں ہوگی، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ذکر حضرت شیخ حاجی عبدالحکیم حشتی لاہوری قدس سرہ  
یہ حضرت شیخ مخدوم عبدالمک  
عبد اللہ انصاری کے فرزند

اور مرید شیخ نظام الدین بلخی صابری تھے لکھا ہے کہ حضرت بھی ہمراہ شیخ کے بلخ میں ہے، بعد انتقال اپنے والد کے لاہور میں آکر حدایت خلق السد میں مشغول ہوئے نہایت بابرکت اور صاحبِ کرامت تھے، آپ نے دوج کئے ایک ہمراہ والد کے اور دوسرا پیادہ سو چند مریدوں کے راہِ خشکی سے پس اس سفر میں ایک بار راہِ گم گئے اسی جگہ پہنچے کہ جہاں پانی نہ تھا یاروں پر تشنگی غالب آئی آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا کی کہ ایک تیر آپ کے سر پر سے بولتا ہوا گذرے، سمجھے ضرور کہیں پانی ہو یہ سمجھ کر چند قدم چلے تھے کہ چشمہ پانی کا ملا سب نے فیل کیا اور فرمایا کہ آج سے جو ہمارا مرید ہو تیر کو نہ مانے، اُس روز سے آپ کے سلسلہ میں تیر کا گوشت منع ہو گیا روزِ حاجی صاحب اپنی خانقاہ سے کہ قریب بلخ زریب لندار بگیم دختر حضرت اور گزریب ملکیر بادشاہ کے تھی برائے فاتحہ مزار پیر زہدی پر جاتے تھے ایک شخص شیرانام رشیم بان ملا اور وہ دن بھی عرفہ عید الضعی کا تھا، شیرا بولا کہ آج کا دن حج کا ہو وہ لوگ بٹے طاع در میں جو طواف کعبہ کا کرتے ہوں گے، افسوس ہو کہ ہم اس وقت محروم ہیں یہ سنتے ہی فرمایا کہ اگر تو بھی چاہتا ہو کہ میں بھی حاجیوں کے ساتھ شریک ہوں تو اپنی آنکھیں بند کر کے میرے پیروں پر اپنے پیر رکھ اُس نے بموجب حکم آنکھیں بند کئے اپنے پیر حضرت کے پیروں پر رکھے، جب آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ہمراہ شیخ جبل عرفا پر پایا اور چھی طرح رسومات حج ادا کئے اور اسی طریقہ سے پھر لاہور میں آیا، آپ کی تصنیفات سے اسرارِ عجیب



جو اذکار و اشغال حسیہ میں نہایت عمدہ کتاب ہے اور شرح فصوص الحکم فارسی بھی مشہور کتاب ہے وفات حضرت کی سن ۸۰۰ھ میں بتایا ہے ۲۰ رجب بمقام لاہور ہوئی اور اپنی خانقاہ میں فن سوائے آپ کے چار فرزند تھے شیخ یحییٰ اور احمد نور اور عبدالحق اور اعلیٰ حضور ان میں شیخ یحییٰ نہایت باکمال و صاحبِ حال قال ہو ہیں ہزاروں آپ کے مرید تھے ایک بار ایک چور کہ نام اس کا خیر و نقادہ رہنما بھی کرتا تھا موضع سید والہ سے بارادہ چوری لاہور میں آیا اور بہت کوشش کی کہیں موقع نہ لگا آخر خانقاہ شیخ یحییٰ میں لگ کر نقب لگائی اور شیخ کے دیل کھول کر انقب سے یسکر باہر آیا اُسی وقت اندھا ہو گیا پھر اندر خانقاہ کے گھسا بنیا ہو گیا جب یہ باہر آیا بنا ہوا کئی بار آیا ہوا آخر مجبور ہو کر جہاں سے بل کھولے تھے وہیں باندھے اور ایک کونہ میں بیٹھ رہا جب سچ ہوئی خادبان خانقاہ نے شک ماجرا عرض کیا اور اُس چور بنا کو در بدو لے گئے اُس نے تمام کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا اس وجہ سے واجبِ رحم ہے اور اپنا ہاتھ اُس کی کھول کر پھر اُسی وقت بنایا ہوا اور چوری سے تو بہر کر کے مرید ہو کر کمال کو پہنچا۔

آپ اولاد سے پیر کبار کی تھے نہایت متوکل اور  
**ذکر حضرت شیخ الداد دوزی قدس سرہ** ہمیشہ حجرہ میں معتکف رہا کرتے تھے کسی کی شادی

غنی میں شریک نہ ہوتے تھے اور ہمیشہ حجرہ بند رہتا تھا اور آخوند سید شوریانی آپ کی بہت عزت کرتے تھے ایک بار آپ نے دعا کی کہ میری اولاد زیادہ ہوگی ان میں کیسی شقی کوئی مستحق ہوگا امیدوار ہوں کہ سب کو بخش دے آواز ہوئی کہ کمان ہاتھ میں لیکر تیر چھوڑ جتنے قدم پر تیر پڑیگا اتنی شیت کو بخشا آپ نے کمان سے جب تیر چھوڑا چا قدم پر جاگرا معلوم ہوا کہ چار شیت کی بخشش ہوئی وفات حضرت کی سن ۸۰۹ھ میں ہوئی مزار تصور میں ہو۔

آپ خلیفہ شیخ الداد کے اور وہ خلیفہ محمد جہدی کے  
**ذکر حضرت ملک محمد جانی قدس سرہ** وہ خلیفہ شیخ دانیال کے وہ خلیفہ سید راجی حاد شاہ

کے وہ مرید شیخ حسام الدین ملک پوری کے کہ خاندان نظامیہ میں مشہور مشائخ گذرے ہیں اور نقب کچا محقق ہندی تھا آخر عمر میں آپ گہڑے ہو گئے تھے ایک بار حضور اکبر اعظم نے شہنشاہ نے ان کی ہیبت کو دیکھ کر تبسم فرمایا آپ نے کہا کہ لے بادشاہ ظرف پر تبسم کیا یا کہار پر بادشاہ نے آپ کی فطانت پر آفریں کی ہندی ارباب میں آپ کی تالیفات بہت ہیں۔ مثل پداوت دھونی نامہ پوسی نامہ وغیرہ اور وفات حضرت کی سن ۸۰۹ھ میں ہوئی

**ذکر حضرت مخدوم شیخ عبدالرشید جوہپوری قدس سرہ** لقب آپ کا شمس الدین فیاض تھا

اور مرید اپنے والد شیخ مصطفیٰ عبد الحمید عثمان کے اور وہ مرید شیخ محمد بن شیخ نظام الدین انبلیشی کے وہ مرید شیخ معروف جو پوری کے وہ مرید شیخ الداد شاہ کا فیہ و حدایہ کے وہ مرید راجی حاد شاہ کے اور شیخ طیب سے دوسرے سلسلہ میں جازت یافتہ تھے پہلے درس تدریس فرماتے تھے بعدہ وہ چھوڑ کر کتب خانے معرفت کا مطالعہ کرنے لگے عربی زبان سے بہت شوق تھا اور شیخ محی الدین کے اسرار مخلوقات پر عمدہ شرح تحریر کی ذکر جہر بہت کرتے تھے سماع میں بہت وجد ہوتا تھا اور کتب رشیدیہ اور زاد السالکین من مشہور اہل اللہ ایک دیوان آپ کی تصنیفات سے ہیں شمسی خلص کرتے تھے وفات حضرت کی ششہ ص میں ہوئی۔

آپ پسر و مرید سید محمد کے اور عاشق نام پاک میر سید محمد گیسو دراز کے

### ذکر حضرت میر سید احمد گیسو دراز کا لیوی قدس سرہ

اُن کی متابعت میں اپنے بھی گیسو دراز کے سماع کو بہت دوست رکھتے تھے ہندی اور فارسی زبان میں شعر فرماتے تھے اور مسائل توحید و مقدمات شیخ محی الدین بن عربی کے اوپر علانیہ تقریر دلپذیر کرتے بعد اوائے فرض نماز کلمہ توحید نو بار فرماتے شاہجہانپور کے لوگ کہ جو سلسلہ نقشبندیہ میں تھے مقابلہ در مناظرہ کیا کرتے تھے مگر جوٹا کو آتا اس کی تسکین فرماتے آپ کی تصنیفات سے جو اجماع اکلم اور مشاہدات میں وفات حضرت کی ششہ ص میں ہوئی آپ مرید خاندان شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے تھے

### ذکر حضرت مولانا نقی الدین ودی

نہایت متقی دن بھر جنگل میں عبادت مشغول رہتے تھے تھوڑی دیر گھر میں ٹھیکر کو پھر باہر آ جاتے ابدال آپکے پاس آتے تھے بلکہ انہوں نے ایک بار چاکا کہ آپ ہمارے جہاد رہیں آپ نے اہل دیال کا غدر کر کے منظور نہ کیا شیخ افق الدین پسر بزرگ شیخ نور قطب عالم کہ نہایت بزرگ متواضع و صاحب جلال تھے شیخ انور بڑا خورشید نور کہ نہایت سخی اور جہاں نواز تھے شیخ حسام الدین لکھتے ہیں بندہ نے مخدوم زادہ سے پوچھا کہ عشق کیونکر ہوتا ہے فرمایا کہ جب تک مکہ کھول کر دیکھے معلوم کرے کہ دست آتا ہے یا اس کا پیا آتا ہے ہر وقت اسی کے خیال میں رہے ورنہ کیوں آنکھیں کھولیں۔

### ذکر حضرت شیخ ابوسعید حشتی صابری گنگوہی بن شیخ کریم الدین بن شیخ عبد القدوس قدس سرہ

یہ حضرت نواسہ شیخ بندگی جلال الدین تھانی سری کے تھے چند مدت اپنے جلال کو کوسٹ سپاہ گری میں پوشیدہ رکھا جب عشق کا غلبہ ہوا تو اپنے نانا شیخ جلال کے مرید بنے چونکہ شیخ کبر سن اور فرائے احادیث میں مستغرق رہتے

تھے کار شجنت شیخ نظام الدین تھانیری کے سپرد تھا، آپ کو بھی ان کے حوالہ کیا کہ تم ان کو تربیت کرو پہلے  
 اپنے ذکر نفی اثبات شروع کیا تھا، بعدہ ایک مدت کے جب یہ یا منت شائق کی اور مجاہدہ کیا انوار جبروتی و ملکوتی  
 رونما ہوئے، چونکہ ہمت عالی رکھتے تھے ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے کہ طلب شہود ذات رکھتے تھے اب جاننا  
 چاہیے کہ نور میں تم پر ہے جو صفت جلال سے ظاہر ہوتا ہو، برگ ملک قناب یا برگ طلا یا برگ کشکائی یا تاج  
 جو بہ صفت جمال ظاہر ہوتا ہو، برگ ماہ یا نفروہ یا پانی جلوہ گر ہوتا ہو تیسرا نور ذات منورہ ہے، صفات سے  
 ان کی سوا کچھ اولیاء اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا حضرت کو تو جو اس نور کی طرف تھی۔ الغرض جب شیخ نظام الدین  
 طرف عرب کے روانہ ہوئے اور حضرت گنگوہ شریف میں ریاضت اور عبادت میں مشغول رہے اور جنگوں میں  
 سراسیمہ پھر کرتے تھے، ایک روز روضہ قطب عالم بندگی شیخ عبد القدوس پر بیٹھے تھے، اور مفاہات  
 پر بیٹھ رہے تھے کہ قبر کے اندر سے آواز آئی کہ ابو سعید اگر طالب خدا ہے تو بلج کو جا آپ تین شب روضہ  
 شیخ پر رہے تینوں شب یہی ندا سنی اور ایک شخص انجان آیا اُس نے کہا کہ اگر بلج کا راستہ معلوم نہیں  
 تو میں چلتا ہوں اور اُن کو گھوڑے پر سوار کر کے لے چلا، جس منزل پر پہنچے تھے وہاں نہایت مدارات  
 ہوتی تھی کہتے ہیں وہ شخص روحانیت شیخ تھی جب بلج سے تین کو سب سے تو شیخ نظام الدین کو بشارت ہوئی  
 کہ ابو سعید آتا ہے تیسری امانت اس کے حوالہ کرنا، سب یہ خانقاہ شیخ میں پہنچے تین روز امیرانہ دعوت اور  
 مدارات کی، چوتھے روز ان کو گوشہ میں لے جا کر نوازش ان کے بعد کی اور کل کیفیت بیان کی اور  
 شغل سے پایہ تلقین فرمایا، الغرض بارہ برس مجاہدہ اور ریاضت میں مشغول رہے، ایک روز فرمایا کہ تمہارے اہل  
 اور اشغال نے تم کو تعجب میں ال رکھا ہوا ہے چاہیے کہ کتوں کی خدمت کیا کر، آپ چند روز شکاری کتوں کی خدمت  
 میں مصروف رہے، ایک روز کتوں کو ٹہلنے جلنے تھے کہ بارش ہونے لگی، سامنے سے ایک دوکتا آگیا اس پر ان  
 شکاریوں نے حملہ کیا، آپ نے رو کا پھیر لیا کہ کچھ نہیں کر پڑے، اس وقت رو کر کہا کہ ابھی ایک بندہ تیرا شیخ  
 نظام الدین ہو کہ دنیا اُس کے پیر و دھو دھوکہ پتی ہو ایک میں ذلیل و در خواہوں اُسی وقت عنایت الہی ہوئی کہ  
 چودہ ہفت روزہ ہو گئے بعد ترتیب و تکمیل کے ہندوستان میں مقام گنگوہ شریف حدایت خلق میں مشغول ہوئے  
 سوا طبع الانوار سے روایت ہو کہ ایک شخص منکر حال درویشان آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں طلب خدا  
 میں آیا ہوں مگر قوت ریاضت اور مجاہدہ کی نہیں رکھتا، چاہتا ہوں کہ نظر کیا اثر سے مجھ کو خدا تک پہنچا دیکھے  
 اپنے عصا یا تھن میں بیکر فرمایا کہ میں طالب خدا کو تین ضرب میں خدا رسیدہ کرنا ہوں اور اُس کے

سر پر عصا مارا کہ عالم ملکوت اُس پر تکشف ہوا، دوسرا عصا مارا عالم جبروت کھل گیا، تیسرا عصا مارا عالم شہود پر  
 بہرہ ور ہوا۔ یہ ہوش ہو کر گر پڑا، تین روز دست اور پنجو در با جب ہوش آیا مرید ہو کر صاحب کمال ہوا، اقبال اللہ  
 سے نقل ہو کہ ایک بار حضرت غسل فرما رہے تھے اور شیخ محمد صادق سر مبارک پر پانی ڈال رہے تھے اُن کو ایسا  
 معلوم ہوا کہ چپانی کا قطرہ جسم مبارک کیچے زمین پر گرنا ہے، بصورتِ امر صاحب جمال ہو کر آسمان اُڑ جا  
 ہے، پھر نہیں دکھائی دیتا، پس بعد انفرار غسل کے شیخ محمد صادق نے یہ کیفیت عرض کی آپ نے فرمایا کہ  
 تجھ کو اللہ تعالیٰ نے عالی مرتبہ فرمایا اور اس معاملہ کی احسن طور پر شرح فرمائی عمر حضرت کی دراز ہوتی ہے  
 جب کہ خری وقت قریب ہوا اُس وقت تبرکات پیران اور سجادگی بندگی شیخ محمد صادق کو مرحمت فرما کر اسمِ عظم  
 تعلیم فرمایا، وفات حضرت کی کیم یاد دوسری بیچ انسانی ۵۹۰ھ میں ہوئی، بعض نے ۵۹۰ھ لکھا ہو، خلفاء آپ کے  
 بہت ہوئے، مگر جو مشہور ہیں یہیں بندگی شیخ محمد صادق جن کا ذکر آدیا، دوسرے شیخ ابراہیم رامپوری قدس سرہ  
 کہ نہایت فقر اور فانی موصوف تھے اور زہد اور ریاضت میں قدم راسخ رکھتے تھے ہمیشہ فنا کے احدیت میں مستغرق  
 رہتے اور محبتِ اہلبیت میں بے اختیار تھے، جن دنوں میں حضرت بنقام سید پور علاؤ الدین کرناں میں مقیم تھے چار پانی  
 پر نہ سوتے تھے لوگوں نے سببِ ریافت کیا آپ نے فرمایا کہ لبض سادات اس مقام کے لیے ہیں کہ ان کو چار پانی  
 میسر نہیں وہ زمین پر سوئیں میں چار پانی پر قدم رکھوں نہایت ترکِ دلبہ اور آپ ہمیشہ دکن باغ سید پور میں  
 مشغول رہتے، جب باغ میں پھل گئے اطفال سادات ان پر پتھر راتے ٹر جھاڑتے اگر آپ کے جسم پر پتھر بھی  
 لگ جاتا تو اس کو سعادت سمجھتے آخر جب بہت ہی تنگ ہو چکے تھے کہ کیا نہ کھاؤ نگار درختوں سے فرمایا کہ مجھ کو  
 ادب سادات ہوا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اس روز سے اُن درختوں میں پھول تو گئے مگر ٹر نہیں آئے، اقبال اللہ  
 سے نقل ہو کہ آپ نے روحانیت حضرت ابو علی قلندر سے تربیت پائی اور نہایت خصوصیت اور حضوری تھی آپ کے  
 فضائل ظاہر ہیں کہ شیخ محمد دہلوی شاہ بازا آپ کی تربیت میں ہے، مزار شریف رامپور میں جو تیسرے خلیفہ  
 شیخ محمد صدیقی صدر پوری تھے کہ علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر طلب حق میں گھر سے نکل کر اکثر  
 مشائخین وقت سے ملے مگر مدعا حاصل نہ ہوا آخر دہلی میں گروہِ مقدسہ حضرت خواجہ قطب الدین پر تکلف ہو  
 حضور نے معاملہ میں فرمایا کہ سلسلہ شیخ صابر علی کا گرم ہو، سنگوہ میں بوسید کے پاس جا جگم خدا گنگوہ میں کہ شیخ  
 ابو سعید جی کے مرید ہوئے، شیخ نے اپنے خادم مجاہد کو فرمایا کہ تجدید وضو کر کے دو گانہ ادا کر کے گوشہ میں  
 بیٹھ کر استعاذ و محبتِ لہ کو دیکھ کہ اُس کے موافق تربیت کی جائے، جب انہوں نے مراقبہ کر کے دیکھا اور

عرض کیا کہ مناسبٹ لایت موسوی ہے۔ مراۃ الاسرار سے نقل ہے کہ شیخ محب الدین برائے زیارت روضہ شیخ احمد عبدالحق کے ردولی آئے، میرے مکان پر قیام کیا میں بھی وہیں موجود تھا، وہاں سے شہر اپنے میں میرید عبدالحکیم سے کسب فیاضی کیا، بعدہ الہ آباد میں سکین گزین ہوئے، پہلے فراقہ پیش کیا آخر کشا ہوئی اور ہزاروں مرید ہوئے، آپ مین برس الہ آباد میں ہے، بہت سے آپ کے خلیفہ ہوئے، وفات حضرت کی ۹ رجب بروز پنجشنبہ بوقت غروب قباب ششہ میں ہوئی، مزار الہ آباد میں ہے، آپ کے ایک پسر خود سال تاج الدین چھوڑا تھا، تیسرے خلیفہ شیخ خواجہ پانی تپی اور چوتھے خلیفہ شیخ حبیب الدین پانچویں خلیفہ شیخ ابراہیم سہارنپوری تھے۔

یہ حضرت خلیفہ اور برادر زادہ شیخ ابوسید کے تھے اور سماع نہایت زور شور سے سنتے

### ذکر حضرت بندگی شیخ محمد صادق گنگوہی

تھے، اس وقت جس پر نظر پڑ جاتی تھی تجلی ذات اس پر پرتو فگن ہو جاتی تھی اور حضرت نہایت خوبصورت تھے، حرانیت حضرت رسول قبول علیہ السلام سے نہایت ارادت تھی اور جو شخص آپ کے پاس تاجب تک بیٹھا رہتا، اسوا الدل برداشتہ رہتا تھا، ایک بار آپ عمدہ کپڑے پہن کر بروز عید برائے آداب کب نش اپنے عم بزرگ شیخ ابومعید کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے ان کا جمال دیکھ کر فرمایا کہ میل نچی لایت کا نور اس پسر کی میثانی میں چمکتا ہوا دیکھتا ہوں، دران کے قلب کو کشش کیا اور آخر ان کو شوق نام الہی ہوا، مرید ہو کر ریاضت اور مجاہدات میں مشغول ہوئے۔ اقتباس الانوار سے نقل ہے کہ ایک بار آپ بازار سہارنپور میں چلے جاتے تھے ایک جہاجن پر نظر پڑی، اسے جو پھر کر حضرت کو دیکھا، زلیفۃ جمال ہو کر قدموں پر اچڑا اور مسلمان ہو کر مرید ہوا، آپ نے اس کا نام شیخ عبد السلام رکھا کہ سماع میں اُن کی عجیب کیفیت ہوتی تھی، ایک بار آپ سے کہتے ہوئے بھام جگننا تھ پہنچے، بازار کی سیر کر رہے تھے کہ ایک بت نگین کو دیکھا کہ ہنود اُس کی پوجا کر رہے ہیں شیخ بھی جوتا مٹا ہو گئے، کہ وہ بت آپ سے ہم کلام ہوا اور آپ کی تعریف کی یہ شغف دیکھ کر بہت ہندو مسلمان ہوئے بعض مرید ہوئے، لکھا ہے کہ شیخ عبدالحق نام آپ کا ایک مرید گاؤں میں رہتا تھا اور ناگنہ تھا شیخ بھی اس کے باغ میں سیر کرنا تشریف لے گئے اور اُس سے فرمایا کہ چند دالے آئندہ، چونکہ فصل ہو چکی تھی وہ نہایت تلاش سے چلے دالے ثابت اور ایک کترا ہوا لایا، آپ نے اُن کو نوش فرما کر ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری منگو بچہ تم کو چھپسہ سالم ایک ناقص عطا کرے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چھپسہ اچھے پیدا ہوئے اور ایک کو نکا پیدا ہوا بعد چند روز کے

شیخ پھر اُس دیہہ میں تشریف فرما ہوئے اہل دیہہ شیرینی لیکر لئے تمام بال بچے گاؤں کے جمع ہوئے شیرینی تقسیم کی عبدالحق کے چھیوں سال بچوں نے گونگے کی شیرینی چھین لی، اُس نے غل و شور کیا آپ نے فرمایا کہ کیا غل ہو حاضرین نے عرض کیا کہ عبدالحق کے اچھے بچوں نے گونگے کی شیرینی چھین لی، فرمایا اس کو ہمارے ردِ بلاؤں جب وہ پاس پہنچا اپنا لب اُس کے منہ سے نکالیا اُسی وقت گویا ہوا وفات حضرت کی ۱۸ محرم ۱۰۳۵ھ میں ہوئی مزار گنگوہ میں ہے۔ آپ کے خلفاء میں سے آٹھ مشہور ہیں:- شیخ محمد داؤد کہ فرزندِ بزرگ تھے وہ شریعہ شیخ محمد گنگوہی کے فرزندِ دوم تھے باکمال اور صاحبِ سلسلہ گدے تھے، تیسرے شیخ ابراہیم مراد آبادی جو تھے شیخ عبدالباقی صاحبِ بیجم شیخ عبد الجلیل الد آبادی، چوتھے شیخ جمال ساکن موضع کا جھو، ساتویں شیخ مبارک تربیت یافتہ، شیخ ابوسعید کے تھے، انہوں نے بہت کچھ ریاضت اور مجاہدہ کے حج کئے تمام جہان کی سیر کی مگر کشود کار نہوا آخر بخدمت شیخ محمد صادق حاضر ہوئے، اور چندے مشقت کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور صاحبِ سلسلہ ہوئے ان کے مزار کا کچھ پتہ نہ لگا، آٹھویں خلیفہ شیخ یوسف کہ ان کو بھی خرقہ خلافت پیش گاہ شیخ ابوسعید سے حاصل تھا اور انہوں نے شیخ نظام الدین تھانیسری کو بھی دیکھا ہے، ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکرِ جہر کرتے تھے اور بہت اگلاز طبع تھے مگر کشود کار نہ تھا، آخر شیخ محمد صادق سے بیعت کی اور اولیائے روزگار ہو کر بمقامِ سامانہ علاقہ کرنال میں سکونت پذیر ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

ذکر حضرت شیخ محمد داؤد بن شیخ محمد صادق گنگوہی

آپ خلیفہ اور صاحبِ سجادہ بھی تھے کہ حال قوی ہمت بلند اور ریاضت اور مجاہدہ میں یگانہ روزگار تھے۔ مرآۃ الاسرار حضرت کے عہد میں تالیف ہوئی وہ لکھتے ہیں کہ حضرت کو اول عمر میں طلبِ حق دانگیر ہوئی، اور آپ کے والد نے حبیل لام حضرت رسول قبول آپ کی تربیت شریعہ کی اور حضرت ریاضت اور مجاہدہ شاقہ میں مشغول ہوئے اور جو تہمتی کر رہا ہوتا تھی عالیٰ مہنی سے اس پر قناعت ذکر کے شاہدہ ذاتِ رب الجلیل میں قدم آگے رکھتے اور موجبِ تلقین پدر خود اذکار و اشغال و مجاہدہ میں مصروف رہتے پھر دن چڑھے تک ذکر اسم ذاتِ جہر کے ساتھ کرتے اقتباس سے نقل ہے کہ شیخ داؤد ہمیشہ گیارھویں بیج الاول کو عرس حضرت غوثِ اقلیہ کا کیا کرتے تھے، ایک بار حضرت کے پاس کچھ خیر نہ تھا اپنے خلیفہ شیخ سوندھا سے فرمایا کہ کسی بہا جن سے کچھ قرض لو تا کہ عرس غوث پاک کیا جائے، یہ فرما کر برائے قیلو گھر میں جا کر استراحت فرمائی بیدار ہو کر شیخ سوندھا صاحب کے حجرہ میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ اب قرض نہ لینا غوث پاک نے خود کچھ

خج عرس حمایت کیا، شیخ سوندھالے مفصل حال اسکی دریافت فرمایا، آپنے فرمایا کہ میں سو گیا تھا، معلوم ہوا کہ غوث پاک تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ پڑیہ لے کر عرس کر اس میں گیارہ روپیہ اور ایک شرفی ہو جب میں بیدار ہوا وہ پڑیہ اپنے پاس رکھی ہوئی پائی، دیکھا تو اشرفی اور گیارہ روپیہ اس میں پائے کہتے ہیں اس سے پہلے آپکے ہاں بہت تنگی رہتی تھی جس روز سے غوث پاک نے یہ عطیہ مرحمت فرمایا نہایت کنشائش ہوئی اور فتوحات بدرجہ غایت ہونے لگی۔ نقل ہو کر آپنے ایک مرید کو چلہ میں بٹھایا، جب چلہ پورا ہوا اسنے عرض کیا میں چالینس روز کچھ نہیں کھایا۔ حضرت نے فرمایا کیوں جھوٹ بولتا ہے جو تو نے کھایا میں جانتا ہوں جس درخت کے چنے تو نے کھائے ہیں میں اُس سے لگا ہی دلا سکتا ہوں اور اس درخت کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ گویا نے، اُس درخت سے صبح زبان سے گواہی دی اور وہ مرید شرمندہ ہوا اور اپنا قصور معاف کرایا، آپنے فرمایا کہ تجدید بعیت کر کہ سبب دروغ کے تیری بعیت بھی کاذب ہوئی۔ شیخ سوندھالے آپکے فرماتے ہیں کہ ایک کتبستان آیا اور حضرت سے سوال کیا کہ فیروز بادشاہ کب ہوتا ہے، آپنے ارشاد کیا کہ جب فقیر کفر تمام ہونے اور حالت اذائم الفقر ہو اللہ جلوه نما ہو پھر اُس سے پوچھا کہ بند ملائق اطلاق اسم خدا کے کس کسے ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ اللہ ایک ہے جب بہت اللہ اللہ کہتا ہے اور اپنے کو فراموش کرتا ہے بلکہ خود نہیں بتاتا نقل ہو کر آپکے ہاں ایک مور بلا ہوا تھا آپ اس کو بہت دوست رکھتے تھے دانہ پانی اپنے ہاتھ سے دیتے تھے، جب آپکی انتقال ہوا اور جنازہ دروازہ سے باہر نکلا وہ مور دروازہ کے ایک درخت پر بیٹھا تھا فریاد کرنے لگا یہاں تک کہ مر گیا۔ نقل ہو کر ایک روز نواب سعدا شاہان وزیر حضرت صاحبقران ثانی شاہجہاں بادشاہ نے کہ عالم تنہا اور بیکار روزگار تھے بخدمت حضرت سلطان عرض کیا کہ شیخ داؤد گنگوہی علم ظاہر حیداں نہیں رکھتے اور علم باطن میں معلوم نہیں کہ کہاں تک رسائی ہے۔ اگر کم ہو تو ان کی آزمائش کروں، بادشاہ نے فرمایا کہ مجھ کو ان کے علم میں کچھ شک نہیں مگر بہتر ہے تم بھی اپنا شک مثلاً حضرت بتقریب عرس حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سترہ حاضر تھے، نواب مذکور بھی حیلہ زیارت مزار پرانوا خواجہ پر پہنچا، حضرت سے مل کر بحث مقدمات علیہ شروع کی، آپ نے روحانیت حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی، محارشا ہوا کہ بابا داؤد مینے تمھو کو بحر مواج کیا جو یہ سوال کہے جواب شافی ہے، پس سعدا شاہان نے سولہ سوال کئے، حضرت نے سبکے جواب شافی دیئے، یہ کرامت دیکھ کر حضرت کو خزینہ علوم سمجھ کر کہاں عجز و نیاز پیش آیا، اور مرضی ہو کر خدمت شاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ شیخ مدرسہ الہی کا تعلیم یافتہ ہوں ان سبب میں جلد معلوم موجزن ہیں بادشاہ نے فرمایا الحمد للہ کہ میں تو بعد اپنے حوصلہ کے ان کے کمال سے واقف ہوں

مگر تم بھی واقع ہوئے اور لکھا کہ شاہزادہ داراشکوہ قادری قدس سرہ کو حضرت کمال محبت تھی جب حضرت دہلی تشریف لے جاتے تھے دولت سرے شہزادہ پر قیام پذیر ہوتے اور دونوں بزرگوار برابر دو مصلے بچھا کر مشغول رہتے۔

نقل ہے کہ حضرت اورنگزیب عالمگیر بادشاہ شاہ میں سریر آرائے تخت شاہنشاہی ہوئے۔ بعض دشمنان خاندان چشتیہ نے شاہ سے شکایت کی کہ شیخ داؤد رات دن بدعت اور سماع میں مشغول رہتا ہے متابعت شرع شریف سے باطل منحرف ہے، داراشکوہ کا ہم صحبت اور دوست ہے، یہ سن کر بادشاہ نے حضرت کی طلبی میں فرمان جاری فرمایا، حضرت حسب طلب شاہ دہلی پہنچے شاہ نے ملا عبد القویٰ کے دشمن فقرا تھا برائے بحث بھیجا، اُس نے حضرت کے پاس آکر مسئلہ سماع کا استفسار کیا، آپ نے فرمایا کہ اگر از روئے ظاہر پوچھتا ہے تو اسماع لایہ مباح یعنی جواہر اُس کو سماع مباح ہے، میں اپنے کو لایق سننے سماع کے جانتا ہوں اگر از روئے باطن دریافت کرتے ہو تو تم پر ظاہر ہو جائیگا، پس جو قوال کہ ہمراہ تھے اُن سے ارشاد فرمایا کہ کچھ کہو انہوں نے قوالی شروع کی، شیخ مست جام توحید ہوئے اور ملا سے فرمایا کہ اے جاہل میں خود صاحب شرع ہوں مجھ نے لیل باحت سماع دریافت کرنا ہے۔ یہ فریلے ہی ملا کو تمام علوم فراموش ہوئے، جاہل محض ہو گیا۔ گریز زاری شروع کی اور اپنا سر شیخ کے قدموں پر رکھا اور غفو نقصیر چاہا، شیخ کو بھی اُس پر رحم آگیا اور فرمایا کہ تو ملک عدل اور مفتی ہے، فیروں کو کیوں تکلیف دیتا ہے، پس جو بھول گیا تھا یاد آگیا اور صدق دل سے مرید ہوا۔

صاحب قبا س الانوار ناقل ہیں کہ جب وقت آخری قریب پہنچا تین روز پہلے اپنے چھوٹے بھائی شیخ محمد سے فرمایا کہ تابوت میرے واسطے آرہا ہے کہ تین شبے برابر رسول مقبول کو دیکھتا ہوں کہ فرماتے ہیں کہ داؤد جلد میرے پاس آ، پس حسب الامر شیخ کے تابوت تیار کیا۔ شبِ پنجم ماہ رمضان شہود عالم اطلاق نے حضرت پر غلبہ کیا، حالانکہ اہرام جہانی سے کوئی لائق حال نہ تھا، قوالوں کو طلب کر کے قوالی شروع کرائی، بوقت صبح چھٹی رمضان کو تبرکات پیرانِ چشت اپنے چھوٹے بھائی کے سپرد کئے اور فرمایا کہ یہ امانت شیخ سوندھا کی ہے میرے بعد اُس کے حوالے کرنا اور جان اطہر کو مشاہدہ جاناں میں تسیم کر کے با دست یک رنگ ہوئے بعض نے سن وفات ۹۵۸ھ لکھے ہیں۔ خلیفہ آپ کے یہ ہیں اول شیخ سوندھا پسر شیخ عبدالمومن قدس سرہ کہ اولاد سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھے، آپ کے والد بھی صاحب دستگاہ اور قبضہ سفیدوں کی پانی بت سے چودہ کوس جانب غربہ متوطن تھے، اور حکام بادشاہی سے تھے شیخ سوندھا و برادر



آپ کے چھوٹے بھائی نے زور برد والد کے وفات پائی اور حضرت زیر تربیت اپنے والد کے لیے جب بچپن کو پہنچے کارروائی میں مشغول ہوئے، چندے اپنے کمال کو کسوت سپاہ گری میں پوشیدہ رکھا، اعلیٰ صہ میں پانی پت میں آپ کا نکاح ہوا، بعد چند روز کے آپ کی منکوحہ کا انتقال ہوا، اس وقت کئی تعلقات صوری سے خلاصی حاصل ہوئی اور تمام علایق سے مجرد ہو کر طلب مرشد حقیقی میں بھلے پہلی منزل پانی پت میں ہوئی اور جو روضہ حضرت شیخ جلال کبیر لادلیا میں اترے، نماز عشا سے فارغ ہو کر آرام فرمایا، شیخ جلال الدین کو معاملہ میں کچھ کہ تشریف لاکر ہاتھ پکڑا اور شیخ محمد داؤد کی صورت دکھائی اور فرمایا کہ یہ تیرا بیڑا داؤد نام ہے، قصبہ گنگوہہ ہی میں اس کا مکان ہے، وہاں جا اپنے مطلب کو پہنچا۔ جب حضرت بیدار ہوئے صورت شیخ داؤد کو لوح سینہ پر منقش دیکھا، صبح وہاں سے اٹھ کر گنگوہہ کی راہ لی اور خدمت میں شیخ داؤد کی پہنچ کر مرید ہوئے بعض نے لکھا ہے کہ فرقہ خلافت پہلے شیخ محمد صادق سے ہی پہنچا تھا، الغرض چندے ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہ کر بعد تکمیل کامل کے فرقہ خلافت حاصل کیا، اور حسب ہدایت پیر دستگیر شیخ محمد داؤد برلے ہدایت خلق پانی پت میں اگر مقیم ہوئے، کبھی روضہ کبیر لادلیا میں کبھی شاہ ولایت میں شب بسر فرماتے تمام دن جنگل میں عبادت مشغول رہتے، بعد حسب اجازت مرشد موضع پوہر میں چندے رہے اور روحانیت سید مضر الدین صاحب لایت سے استفادہ اٹھایا، شیخ بلاتی کہ ہمدتھے وہ آپ کے ہمراہ تھے، بعد بمقام کستیل کہ وطن شیخ بلاتی کا تھا تشریف لائے اور چند روز رہے اور ریاضت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک ایک چلہ قدم حجرہ سے باہر نہ نکلتے تھے، ایک بار بہرہ رومی شاہ ولایت بھوہر کا عرس تھا آپ بھی شریک تھے کہ بھوہر کے حاکم کا پسر فوت ہوا، اُس مردہ کو خدمت حضرت میں لائے، اُس کے باپنے عرض کی کہ مردان خدا خدا ناسند لیکن ز خدا جدا ناسند، امیدوار ہوں کہ میرا پسر زندہ ہو، یہ سن کر اُسٹھے اور اُس کے سر ہانے جا کر فرمایا کہ بحکم ان حی القیوم اُسٹھے، اُس نے اُسی وقت حشم واکس اور زندہ ہوا لکھا ہے کہ ایک بار حالت مستی میں پڑا وہ کی آگ میں پہر بھرتک بیٹھے تھے، جامہ تک نہ جلا اور ایک بار بمقام کستیل مجلس سماع میں تشریف رکھتے تھے، کہ ایک درویش نے حالت وجد میں کہا کہ دیکھو حضرت خواجہ معین الدین چشتی ہندالوی تشریف لائے بعض نے لکھا ہے کہ یہ کبابی تشریف لائے، اس پر قاضی شہر بہم ہوا کہ ولی کو نبی کہنا کفر ہے اور اس درویش کے درپے قتل ہوا، آپ نے قاضی سے فرمایا کہ عاشق و المجنون معاف رکھو درپے اس کے قتل کئے نہ ہو۔ قاضی نہ ہڈایا، اُس پر خفا ہو کر فرمایا کہ تو نے عاشقان الہی کے قتل پر کمر باندھی ہے کتے کی بولی بول کر مرے گا

چنانچہ اُسی وقت اس کو نپ اور کھانسی اور دم پیدا ہوا اور اُسی مرض میں مر گیا۔ یعنی وہ عرس شیخ صوفی اپنی کا تھا اور جس درکشیں نے نبی ہند کہا تھا اُن کا نام عبدالنقاد تھا جو شیخ بھٹی کے خاندان سے تھے۔

نقل ہے کہ ایک بار موضع براس میں بغرب عرس تشریف فرما تھے، وہاں سادات کی ایک مسجد تھی، اس میں قبلہ رو بیٹھے تھے، اُس مسجد کے روبرو ایک الان تھا، وہاں ایک خراباتی بھنگ پیس رہا تھا، آپ نے جو رگڑے کی آواز سنی فرمایا کہ کیا پیستا ہے۔ مریدوں نے کہا کہ ایک خراباتی بھنگ پیس رہا ہے، فرمایا اُنکی منع کرو، جب وہ منع کرنے سے نہ مانا، نوبت بہشتِ مُشت پہنچی، آپ کو پاس شریعت جلال آیا، حالانکہ اس وقت عمر شریف نوے سے گذر چکی تھی، مگر مثل جوانان عصا لیکر اُس کے روبرو گئے وہ آپ کی ہیبت سے بھاگا۔ آپ نے فرمایا کہ کہاں جاتا ہو، آخر نظر قہر اُس پر پڑ چکی تھی، موضع یتنگ میں جا کر مر گیا۔

نقل ہے کہ بوجہ کبر سنی کے بیٹھنا اُٹھنا محال تھا مگر جب سماع ہوتا خود کھڑے ہو کر وجد کرتے اور ایسی قوت ہو جاتی تھی کہ دس آدیسوں سے بمثل سنبھلتے تھے۔ اقتباس سے نقل ہے کہ ایک بار عرس شیخ جلال الدین سے فارغ ہو کر بھوہر جاتے تھے، راستہ میں رہزن نے مگر بوجہ ہیبت حضرت کی دست دلا کر نہ کر سکے ایک خادم پیچھے رہ گیا تھا اُس کو لوٹ لیا وہ روتا ہوا حضرت کے روبرو آیا آپ نے فرمایا کہ اس کی وٹا آگ نہ لگی، یہ فرماتے ہی وہاں آگ لگی، زمیندار وہاں کے دوڑے، عاجزی سے پیش آئے جو لٹا تھا حاضر کیا، آپ نے درود شریف پڑھ کر اُس طرف دم کیا فوراً آگ بجھ گئی، لکھا ہے کہ ایک بار آپ وجد سماع میں تھے کہ پیر بھر تمام بدن نظر مردمان سے غائب ہو گیا، پیر بھر کے بعد پھر دکھائی دیا، بعد فراع مجلس کے ایک نے پوچھا، فرمایا کہ نو معشوق عاشق پر غالب آگیا، اُس نے نور عاشق کو چھپایا تھا، لکھا ہے کہ جب قات قات نزدیک پہنچا تو الوں کو طلب کر کے فرمایا کہ یہ بیت حافظ صاحب کی کہو، صحبت غیر خواہم کہ بودین تصور؛ با خیال تو چرا باو گراں پردازم؛ پس جب قوالوں نے اُس کو شروع کیا تو آپ کو وجد ہوا اور اُسی ذوق شوق میں تاریخ ۱۴۴۰ ہجری ۱۰۲۹ھ میں بمقام سفید دریا انتقال فرمایا۔ خلیفہ آپ کے اول شیخ محمد اکرم بن محمد علی اکبر سلطان براسوی مصنف اقتباس الانوار و سواطع الانوار قدس سرہ ہوئے، آپ کے کلمات آپ کی تصنیفات سے ظاہر ہو سکتے ہیں، مثل مشہور ہے کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا اور نامہ حضرت اور نگریب زندہ ہے۔

دوسرے خلیفہ شیخ محمد علی بن شیخ النخس ساکن براس، تیسرے خلیفہ شیخ میر محمد ساکن تھانہ بھون، چوتھے خلیفہ شیخ عثمان کرمانی، پانچویں خلیفہ شیخ محمد صدیق کیسٹلی، چھٹے خلیفہ شیخ داد کے شیخ بلاتی، کہ محبوب

مرشد تھے، اور خود پیر مرشد کے عاشق صادق تھے، ذکر جہر بہت کرتے تھے، جب شیخ داؤد جی کا انتقال ہوا ہندوستان کو چھوڑ کر حج کیا، اور مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے، چندے وہاں رہ کر فوت ہوئے ساتویں خلیفہ شیخ داؤد کے شیخ عبدالقادر متوطن قصبہ ستور وفات بھی حضرت کی استور میں ہوئی آٹھویں خلیفہ شیخ داؤد کے شیخ ابوالعالی انبیطوی کہ جن کا ذکر آگے آویگا نوویں خلیفہ شیخ داؤد کے سید غریب الدین بن سید عبدالرسول کیراڑی کہ جہاں کا تہ لہروف بوجہ تباہی خاندان کے مفیم ہے دوسری وجہ قیام اپنے کی آگے بیان کر دینگا۔ جاننا چاہیے کہ سید غریب اللہ اور صاحب سیر الاقطاب دونوں بزرگ عالم زاد بھائی اور بہنیر بھی تھے اور سید غریب الدین کو آپ کے والد نے شاہ محمد پیر زادہ شیخ جلال پانی تہی کا مرید کر دیا تھا، جب یہ سیا لے ہوئے تو بیرے کچھ اعتقاد نہ تھا، جب سن بلوغ کو پہنچے اور طالب مولیٰ ہوئے تو گنگوہ میں جا کر شرف خدمت شیخ ابو انگوہی کا حاصل کیا اور اذکار و اشغال میں مشغول رہے، بعد مرید ہونا چاہا۔ حضرت نے فرمایا اس سے پہلے کہیں بیعت کی انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ خور دسالی میں شاہ محمد پیر زادہ کا مرید ہوا تھا اب آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا تو بکر بھگلو اور میرے پیروں کی کیا مجال ہو کہ اُس خاندان کے مرید کو مرید کریں ہم سب اُس درگاہ کے غلام ہیں، بہتر ہے کہ تو جا کر روضہ شیخ پرتختی ہو اور اپنا قصور اپنے پیر سے معاف کر لے سید غریب اللہ حکیم شیخ ابوسعید پانی پت میں آئے اور مرشد سے تمام حال بیان کر کے قصور معاف کرایا، اور ایک مدت تک پانی پت میں مشغول رہے، جب شیخ ابوسعید کا انتقال ہوا پھر خدمت شیخ محمد صادق میں حاضر ہو کر مرید ہونا چاہا، ان کے حکم سے شیخ محمد داؤد کے مرید ہو کر تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، اور شاہ حسین جی سے بھی خرقہ خلافت پہنچا تھا۔

نقل ہے کہ بعد عطائے خرقہ خلافت ضلع کرناں جلسے کا اُن کو حکم ہوا انہوں نے عرض کی کہ غلام کو طون شریفین کی اجازت ہو، شیخ نے فرمایا کہ وہاں تجھ کو کوئی نہ پوچھیکا، وہاں لوگ کسی کے معتقد نہیں ہوتے بھگ بتائیں گے، آپ نے عرض کی کہ فقیر کو ایسی ہی جگہ رہنا چاہیے کہ جہاں اُس کو کوئی نہ پوچھے، آخر کیرانہ میں کدو مکان آبابی ترہ محلہ میں مقیم ہوئے، چنانچہ اس فقیر نے بھی قیام اس قصبہ میں سب کیا ہو کہ کوئی پسران حال و تکلیف نہیں ہو، اہل قصبہ میں ایسی کچھ جامعیت ہو کہ ہر شخص بچوں و دیگر نیست کے مضمون میں بہت خوش ہو۔ فقر کی لاف کبھی اس اہل قصبہ کو توجہ نہیں ہوئی۔ چنانچہ ناصی محمد سالم خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے قابل قس و گنسے ہیں، اور اُن کی لولاد بھلی موجود ہے مگر اُن کے مزار کا نشان کسی کو معلوم نہیں۔ میاں یار علی مشاہ

عسائری کہ تمام اس نواح میں مشہور ہیں، مگر اہل قصبہ میں سے کسی کو ان کے مزار پر فاتحہ پڑھتے نہیں دیکھا۔ حضرت سید غریب اللہ شاہ کا مزار بھی ٹوٹا پھوٹا پڑا ہے، سیدوں کا حجرہ مشہور ہے، آپسے بھی لوگ کم واقف ہیں، جو شخص فقیہی کرنی چاہے کیرانہ میں آکر رہے، ہندوستان میں واسطے اپنے فقیہ کے سوا کیرانہ کے دوسرے مقام تصور نہیں ہوتا، کس واسطے کہ ہندو اور مسلمان اس قصبہ کے کبھی جوئے حال اور تکلیف دہ فقیہ کے نہیں ہوتے، آدم پر سید مطلب

نقل ہے کہ سید غریب اللہ اکثر عرس حضرت خواجہ قطب الدین میں حاضر ہوا کرتے تھے، ایک بار عین مجلس ایک پیر زادہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ محنت شاہی کو ہمراہ لیکر آیا، اور قوالی کو منع کیا کہ تمام صوفی بے حظ ہوئے سید صاحب نے روحانیت حضرت خواجہ کی طرف توجہ کی، معاً معلوم ہوا کہ قبر شریف ہوئی، اور حضور بہ لباس سرخ برآمد ہو کر قبر شریف پر بیٹھے، فرماتے ہیں: گلگوں لباس کرد سوار عند شد، یاران مذکر کنید کہ آتش بلند شد یہ سنتے ہی سید صاحب کو حالت ہوئی، یہاں تک کہ اس پیر زادہ کو کبھی حالت ہوئی، بعد چند روز کے وہ پیرا ایسی ہیبت میں مر گیا، اُس نواح میں یہ نقل مشہور ہے کہ بعد اس معاملہ کے حضرت اور گریب عالمگیر بادشاہ نے تمام مشائخین چشتیہ کو جو دہلی سے شمال میں تھے طلب فرمایا، اس نواح کے پیر زادہ جب کیرانہ میں آئے اور تیر ڈاڑھ و روازہ سے باہر پہنچے، ان کی گاڑیوں کے جوہل تھے رہ گئے، بہتیرا ہانکا مارا قدم نہ اٹھایا اس وقت سب کو خیال ہوا کہ سید غریب اللہ شاہ کا یہ تصرف ہے، سب صاحبان کے مکان پر آئے اور چلنے کے واسطے کہا، چونکہ آپ کا نام بھی حاضری کا حکم ہو چکا تھا، آپ نے اپنی رعیت کے کہا روں سے ڈولی تیار کر کر ان کے ہمراہ ہوئے۔ جب گاڑیوں سے ڈولی آگے ہوئی کل بیل چلنے لگے۔ بدتین منزل کے دہلی پہنچے، یہاں محتجب نے ایک مکان میں فرش کر کر اُس کے نیچے چھری کٹاریاں تلواریں تیز نکا رکھیں، کسی فقیر دوست نے ان درویشوں کو مطلع کیا، کل کو فکر ہو گیا کہ اسد ہی شرم رکھے، صبح صبحا حباس مکان میں طلب ہوئے حکم ہوا کہ یہاں حالت ہو تو دیکھیں یہ حالت تمہاری ریا کے ساتھ ہے یا سچی ہو۔ سب نیچے گرد میں کئے چُپ تھے سید غریب اللہ شاہ نے کہا کہ اگر سماع کی اجازت ہو تو ضرور عاشقانِ خدا کو حالت وجد ہو یہ کہہ کر اپنے درویش فرمایا کہ کچھ کہہ اُس نے یہ غزل خواجہ قطب الدین کی شروع کی، جس کا مطلع یہ ہے: ۵

دل اگر دانا بود در ہر گمن اسرار بہت ز چشم گر بینا بود یوسف بہ ہزار بہت، اس پر سید صاحب کی حالت ہوئی اور بے اختیار ہو کر لوٹنے اور وجد اور مستی کرنے لگے، پہر بھر کا دل وجد یا گرنہ فرش کہیں پھٹا نہ جسم بند

پر زخم آیا، یہ کرامت دیکھ کر حضرت عالمگیر نے کل درویشوں کو باعزاز رخصت فرمایا، سید صاحب کے جاگیر دہی چاہی آپ نے قبول نہ کی اور فرمایا کہ چند بیگہ زمین آپ کے بزرگوں نے میرے بزرگوں کو دی تھی، میری فوت لایوت کے واسطے وہی کافی ہے۔ نقل کرتے ہیں کہ جس شب آپ کی وفات ہوئی اُس کی صبح کو مستقدان اور مریدان میں سے ایک بزرگ پانی بت میں تھے، اُن کو معلوم ہوا کہ سید صاحب نے انتقال کیا، وہ روتے ہوئے بھاگے جب جہنم گھاٹ پر آئے، سنا کہ سید صاحب نے شب کو قضا کی آفتاب و خیراں باحال پریشاں کیرنہ میں گئے تو لوگ حضرت کو قبر میں اتار کر پھاڑتے تھے، ان حضرت نے حاضرین سے کہا ذرا تامل کرو اور کاغذ قلم دوات لاؤ، 'الفرس ایک پرچہ لکھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بعد مرنے کے ہم وہاں کی کیفیت تجھ کو بتائیں گے سودہ وعدہ ایفا فرمائیے، اور وہ کاغذ کو دوات قبر میں رکھ دئے، تھوڑی دیر بعد دست حق پرست کاغذ اور قلم دوات لے پھاڑے باہر آیا، اُن درویش نے وہ لیا اور ہاتھ آپکے پھر اندر ہو گیا، اُس پرچہ کو جو دیکھا تو لکھا ہوا تھا کہ یہاں کے حالات بیان کرنے کا حکم نہیں ہے، مزار کیرنہ میں حجرہ مشہور ہے اندر آبادی کے دیکھا اور سنا کہ آپ کی اولاد سے ایک ہی شخص رہتا چلا آتا ہے، دوسرا بیٹا زندہ نہیں رہتا ہے جو رہتا ہے وہ نیک نعت ہوتا ہے۔

### تذکرہ حضرت شاہ ابوالمعالی چشتی صابری

یہ حضرت خلیفہ شیخ داؤد گنگوہی کے تھے، اور ختم خلافت شیخ محمد صادق سے حاصل

کر کے داؤد جو سے تکمیل کی آپ کے والد سید محمد اشرف کہ قصبہ انبیٹھ میں جو متصل سہارن پور کے ہے متوطن تھے، جب ان کی وفات ہوئی تو شاہ ابوالمعالی خورد سال تھے، آپ کی والدہ نے آپ کو شیخ محمد صادق کے سپرد کیا اور شیخ شب دران کی تربیت میں لے گئے، جب انہوں نے انتقال کیا تو شیخ داؤد کے سپرد کیا آخر تکمیل پر چکر خلیفہ ہو گئے۔ سواطع الانوار سے نقل ہے کہ حضرت اوسط حال میں شہود ذات الہی میں محو ہو کر دنیا مافیہا کی خبر نہ رکھتے تھے، ایک بار تین ماہ تک کچھ نہیں کھایا پیا محو مطلق رہتے، جب وقت نماز آتا قادم شکل ہو سشیا کرنا نماز ادا کر کے پھر محو ہو جاتے تھے، انقضائے تین سال کمال بیوشی رہی، بعدہ امور دینی سے باخبر ہوئے مریدوں نے بدبھاکہ کیا حالت تھی، آپ نے فرمایا کہ مجھ کو برائے نماز آگاہی ہو جاتی تھی، بجانب سد نہاں آگاہ کرنے کی کچھ حاجت نہیں تھی۔

اقتباس الانوار سے نقل ہے کہ ایک بار موسم نیشکر میں اپنی زمین پر گر گئے کہ جہاں زراعت نیشکر تھی

اور جہاں گڑ تیار ہوتا تھا اُس جھونپڑے میں شب کو قیام فرمایا، جو لوگ کو لہو چلا ہے تھے ہندی زبان میں گانے لگے، تو چلیا جا اکتارا، تیری کھڑی ملا کی کارا، آدمی رات اندھیری، تیری جگہ کی سی پھیلا یہ سنتے ہی بخود سو گئے اور ہوکا غرہ کیا اور اُس جولھے میں اپنی بھٹی میں گر پڑے، لوگوں نے دوڑ کر نکالا تو دیکھا کہ ایک بال بھی نہیں چلا، اُس روز سے بہت ہی شہرت ہوئی ہزاروں مرید ہوئے۔

نقل ہے تھانیر میں مجلس تھی، آپ کے پیر بھائی اور دیگر مشائخین جمع تھے کہ ذکر کلمہ طیبہ آیا آپ نے فرمایا کہ جس نے اس کلمہ کو دل سے پڑھا ہے وہ اگر لفظ لاکسی ذی جان کے کان میں کہے تو وہ مر جائے اور اللہ کہے تو پھر زندہ ہو جائے، یہ کہہ کر پھر کھڑے ہوئے، وہاں ایک گائے بندھی تھی اُس کے کان میں لاکھا دہائی وقت مر گئی اللہ کہا زندہ ہو گئی اور چرنے لگی، نقل ہو کہ حضرت کے گھر میں کمال نگلی تھی اکثر فاقہ سے گذرتی تھی، کبھی شخص نے یہ خبر سید میراں بھیکہ کو دی، انہوں نے ظرف غلہ کا گھر سے منگا کر اُس میں اپنا ماتہ ڈالا اور کہا کہ کبھی اس ظرف میں سے غلہ کم نہ ہوگا، کیسا ہی خچ ہوگا۔ الغرض جب دو ماہ فراغت سے گزرے آپ نے استفسار حال فرمایا، لوگوں نے کل حال راست راست عرض کئے، پس جب اُس ظرف سے منگا کر تھوڑی دیر سرنگوں رہ کر فرمایا کہ میراں بھیکہ میرے توکل میں غلط ڈالتا ہے، اس ظرف کو توڑ دو۔

نقل ہے کہ ایک باریکبہ کا میلہ تھا، پانسو فقرائے ہند و دس کی جماعت انبیٹھ میں آئی، حضرت کا نام نہ آپ کے پاس آئے کہ ہم تم نام فقیری میں ایک ہیں تم مقیم اور ہم مسافر ہیں، ہمارے بھنڈار سے کافکر کر دو، آپ نے فرمایا کہ بننے کی دوکان سے ملے لو، اُس وقت چند دوکانیں تھیں، جس دوکاندار کے پاس سے اوجاپت اُٹھتی اُس کی دوکان پر تشریف ملے گئے اور فرمایا کہ ان درویشوں کو سیدھا تول سے اُس نے عرض کیا کہ میرے پاس دو چار سیر آٹا ہوگا اتنا سیدھا کہاں سے لاؤں اور سہارن پور و روہے کب آتا ہے اُسے آئے گا، آپ نے فرمایا کہ ٹوکر کی آٹے دال وغیرہ کی اور گھی کا برتن ایک جگہ نکال کر رکھ، جب اُس نے سب چیزوں کے برتن ایک جگہ رکھ دیئے آپ نے اپنی چادر مبارک سے ڈھانک دیا اور فرمایا کہ اب تو ملنا شروع کر، الغرض تصرفات حضرت سے سب سیدھا مل گیا، بعدہ جو دیکھا تو جس برتن میں جو چیز تھی جوں کی توں موجود تھی، یہ کرامت دیکھ کر وہ دوکاندار مسلمان ہو کر مرید ہوا اور مسلک اولیاء میں ملا۔

نقل ہے آپ کے ایک ہمسایہ تھا کہ ہر وقت اور ہر جگہ آپ کی شکایت کرتا اور جبری طبع یا کرتا تھا ہر وقت درپے آزار کے رہتا، مریدوں نے اُس کی تادیب بھی چاہی مگر آپ نے منظور نہ کیا، جہاں تک ممکن ہو اُس کے

اکرام و کرامت میں کوشش فرماتے، اتفاقاً وہ مر گیا، آپ نے اُس کا بہت رنج کیا اور کئی دن تک روتے رہے آخر یاروں نے حال دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ عالم ناسوت میں اکثر انبیاء اولیاء کا دامنِ حال غبارِ دنیا سے ملوث ہو جاتا ہے، اُس کا زایل ہونا بغیر بدگونی اور غیبت اور ملامت ایسے اشخاص کے ممکن نہیں سو یہ توفیق میرا بڑا دوست تھا، اس واسطے مجھ کو اس کے مرنے کا رنج ہوا، وفات حضرت کی ۸ ربیع الاول ۱۱۱۷ھ میں ہوئی مزارِ انبیٹہ میں ہو، خلیفہ آپ کے میراں یہ بھیکہ تھے کہ ذکر اُن کا بجائے خود آویگا۔

آپ خلیفہ فتح خان شہر لاہوری کے اعلیٰ درجے کے

### ذکر حضرت شیخ عبدالحق لاہوری حجتی صابری قدس سرہ

درویش اور صاحبِ سماع تھے، حالتِ سماع میں جس پر نظر ڈالتے مست و بیہوش کر دیتے تھے جو آپ کے حلقہ ارادت میں آتا تھا کامل ہو جاتا تھا، وفات حضرت کی ۱۲ رجب ۱۱۵۹ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہو۔

آپ مرید شیخ اسحق بن شاہ کا کونلا حجتی حجتی کے تھے اور میاں عارف شہور تھے عہد حضرت شہاب الدین

### ذکر حضرت شیخ عارف لاہوری قدس سرہ

صاحبِ قراں ثانی شاہجہاں غازی بن شہر لاہور میں شیخ وقت مشہور تھے، ہزاروں مرید تھے، ہر مہینہ کے آخر میں دس روز منقطع رہتے تھے پہلی تاریخ کو جھرو سے باہر آتے اُس وقت جس پر نظر پڑتی وہ تین روز بیہوش رہتا تھا، لہذا اُس روز کوئی پاس جھرو کے نہ آتا تھا، تاہم ن تہا جھرو پر بیٹھتے تھے اور سماع میں وجد بہت کرتے تھے کہ قریب لگ رہ جاتے تھے۔ شہزادہ دارا شکوہ سے مسائل توحید میں گفتگو کر کے دونوں بزرگوار حظ اُٹھاتے آخر بمقام لاہور ۱۱۶۲ھ میں درمیان اعتکاف کے انتقال فرمایا۔

آپ خاندان سے شیخ اعلیٰ علم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار تھے

### ذکر حضرت شیخ اسماعیل حجتی اکبر آبادی قدس سرہ

طالبِ دنیا یا دین جو خدمت میں آتا اُس کو محروم نہ رکھتے اور فرماتے تھے کہ اگر طالبِ دنیا کا مطلب حاصل ہوگا تو اُس کو اولیاء اور فقرائے محبت ہوگی، آخر رفتہ رفتہ طالبِ حق ہو کر منزلِ مقصودِ اصلی کو پہنچ جاوے گا، خلق کا ہر وقت از دحام راکز نا تھا اور سماع میں وجد بہت کرتے تھے۔ وفات حضرت کی ۱۱۶۶ھ میں ہوئی۔

حضرت مرید خاندان شیخ نظام الدین نازولی کے تھے، بعض نے لکھا ہے کہ جب حضرت کو سماع

### ذکر حضرت سعید خاں میانہ حجتی قدس سرہ

میں حالت ہوتی تھی وہ اثر جانوروں میں بھی ہوتا تھا کہ وہ مرغ نیم بیل کی طرح ترپتے ایک روز آپ زبردخت راگ سُن رہے تھے جب آپ کو وجد ہوا ایک فاختہ نیچے گر کر ترپنے لگی ایک انجان نے اُس کو ذبح کیا، آپ کو بہت رنج ہوا، فرمایا اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا آخر پہلے وہ ذبح دیوانہ ہو گیا پھر کسی نے اُس کو قتل کیا۔ وفات حضرت کی ۸۷۰ھ میں برہان پور میں ہوئی۔

آپ نے روحانیت پیر کبار سے تربیت پائی تھی نہایت باکمال اور سماع میں بہت غلو

**ذکر حضرت شیخ چھوگی انعمان عظیمی قدس سرہ**

کرتے تھے، تمام شب سماع سنتے تھے، جب وفات حضرت کی نزدیک پہنچی جانشین سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی نہ ہے، جب تک رسول پاک کی زیارت سے مشرف نہ ہوں گا جان نہ دوں گا تم لوگ تار پیدار رسول مقبول نہیں رکھتے، یہاں سے چلے جاؤ، درجہ بند کردو، بعد وفات میری کے چھت جھو کو شگافہ پانا چنانچہ ایسا ہی ہوا، وفات حضرت کی بمقام قصور ۸۷۹ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ عبدالحق لاہوری کے تھے جو کچھ زبان سے فرماتے فوراً اُس کا ظہور ہوتا

**ذکر حضرت شیخ عارف صابری لاہوری**

کامل وقت گزے ہیں، ایک بار آپ کی خانقاہ میں سماع ہو رہا تھا، جب قوال اس بیت پر آئے ۵ اُن میچائے کہ جاں در دست اوست، پوچھا ہد جان کنز بمیرم چند بار، شیخ کو اس پر ذوق ہوا وجد میں آئے کہ ایک شخص اپنے پس کولایا کہ وہ سخت بیمار تھا، دعا کی التجا کی، حضرت نے اُس کے منہ پر اتھ پھیرا، اسی وقت اُس کی صحت ہوئی، وفات حضرت کی ۸۷۵ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

حضرت فرزند مولانا درویش کے تھے

**ذکر حضرت مولانا عبد الکریم پشوری قدس سرہ**

اور خلیفہ میر سید علی خواجہ کے

اند علوم ظاہری اور باطنی کی تکمیل پر عالی قدر اپنے سے کی علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار تھے مخزن الاسلام کو پورا کیا کہ جو آپ کے والد کی تصنیف تھی، ایک شخص نے دریافت کیا کہ غوث کی تعریف کیا ہو آپ نے فرمایا کہ اگر ہر ملے کے کوئی اُس کے منہ کی طرف دیکھے تو وہ نہیں دے، چنانچہ بعد انتقال حضرت کے ایک شخص نے برائے امتحان حضرت کے چہرہ کی طرف دیکھا آپ ہنس پڑے وفات حضرت کی ملک یوسف زئی میں ۸۷۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نیچو پشوری قدس سرہ** یہ حضرت قوم گوگرد کا ملین وقت ہوئے ہیں



فیضان مولانا درویش سے تھا، آپ کے مرید اکثر صاحب کمال گذرے ہیں، چنانچہ مولانا چالاک میانہ و خوشنما چھوٹا  
 و شیخ علی وغیرہ مشہور ہیں، وفات حضرت کی سن ۸۷۱ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ پیر محمد سلون قدس سرہ

یہ حضرت مرید شیخ عبد الکرم کے تھے، اور وہ  
 مرید خاندان نظامیہ میں تھے، سلسلہ اُن کا

شیخ حاتم الدین ماکہ پروردگار سے تھا، عالم باعمل اور مرید بھی اکثر آپ کے با علم و فضل ہوئے ہیں، صاحبِ جبار لاویا  
 نے آپ کی کرامت کا بہت کچھ ذکر کیا ہے، یعنی آپ کی کیفیت نفی کر جیسی صورت چاہئے، ویسے ہی ہو جائی کرتی اور ہند  
 اور فارسی میں شعر خوب کہتے تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۱ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ یحییٰ گجراتی قدس سرہ

آپ شیخ وقت اور مرد با عظمت و باہدیت کے سلسلہ ارات  
 و اکابر آپ کا حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے

لامتی ہوتا ہے، بہت کچھ زہد اور ریاضت اور مجاہدہ کے بعد حج کر کے مدینہ طیبہ میں مقیم ہوئے، علماء و مشائخ  
 مدینہ آپ کی کرامت کے معترف تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۱ھ میں بمقام مدینہ پاک ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ جیندھانی ہشتی

آپ ثنائی جیندھادی تھے، شریعت اور طریقت اور معرفت  
 اور حقیقت سے خوب آفت ساکن، قصبہ موہان تھے، بعد ازاں

میں متوطن ہوئے، تمام شب یا دعا میں تنہا رہتے، دن کو جنگل سے لکڑیاں لاتے، اُن کو فروخت کر کے  
 خرچہ مساکین اہل خانہ میں لاتے، سماع میں بہت غلو کرتے، ہندی، فارسی، عربی میں خوب اشعار کہتے تھے، اور  
 چند رسالے فقہ میں تصنیف کئے، وفات حضرت کی سن ۸۷۱ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ حبیب خیری قدس سرہ

یہ حضرت متوطن بنگالہ کے تھے، حالیہ میں  
 اگر شیخ محمد کے مرید ہو کر چندے کے کشت ووشی

میں مشغول رہ کر خیر میں آئے اور میں برس بغیر ضرورت قوی کے حجہ سے باہر قدم نہ رکھا اور صائم الدہر اور  
 تام الیل تھے، فتوحات جو ہوتا اُس کو قبول نہ فرماتے، اسم ذات کا شغل رکھتے تھے، نہایت باکمال اور صاحب  
 کرامات تھے، غیب کی خبریں دیتے تھے، وفات حضرت کی سن ۸۷۱ھ میں بمقام اورنگ آباد ہوئی۔

### ذکر حضرت شیخ پیر محمد لکھنوی قدس سرہ

یہ حضرت شیخ کمال اور متوکل تھے، اور حاجی بھی  
 متوطن جو پورہ کے تھے، بعدہ دہلی میں تحصیل علم کیا

اُس کے بعد قنوج میں آئے، وہاں بھی کچھ بڑھا وہاں سے لکھنؤ آکر قاضی شیخ عبدالقادر سے بقیہ تحصیل کر کے حضرت شاہ عبدالرحیم سیاح چشتی کے مرید ہو کر سلسلہ عالیہ چشتیہ دیگر سلاسل میں جاز مہصل کی اور کنارہ گوشتی پر قیام فرما کر صداقت خلیق میں مصروف ہوئے اور فتوح بھی بہت تھا مگر سولے خیر ایک روزہ کے اور زیادہ نہ رکھتے تھے مہماں نوازی بہت کرتے سماع سے نہایت ذوق تھا اور جب چاہتے مہماں پانی پر سے گذر جایا کرتے تھے کسی کا پیر تر نہ ہوتا تھا دونوں وقت قوال حاضر ہوا کرتے تھے صاحب معارج الولاہیت لکھتے ہیں کہ جب میں بنگالہ سے لکھنؤ آیا شیخ پیر محمد کی خدمت میں حاضر ہوا نہایت شفقت سے پیش آئے اپنی تصنیفات بکرا فرماست شرح دیوان حافظ پیش کئے اُس کو لفظ فرما کر بہت خوش ہوئے اور بعض اشغال چشتیہ کی بندہ کو اجازت دی اور رخصت فرمایا، حضرت کی تصانیف سے شرح حکمت شرح ہدایہ حکمت و فتاویٰ فقہ میں اور مکتوبات تصوف میں اور راجع منازل سلوک میں ہیں وفات حضرت کی سن ۱۱۸۰ھ میں بمقام لکھنؤ ہوئی۔

آپ تمام دن طلباء کو علوم ظاہری

ذکر حضرت شیخ محمد صدیق چشتی صابری لاہوری

کی تربیت فرماتے تھے اور حالت وجد سماع میں جس پر نظر پڑتی وہ تارک دنیا ہو جاتا تھا۔ آپ مرید شیخ محمد عارف لاہوری کے تھے۔ وفات حضرت کی بمقام لاہور در ذی الحجہ ۱۲۸۲ھ میں ہوئی۔

یہ حضرت خلیفہ اعظم شیخ محمد ابراہیم رامپوری

ذکر حضرت شیخ محمد چشتی صابری لاہوری

کے وہ خلیفہ شیخ ابوسعید گنگوہی کے وہ خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے فقیر نظام الدین لمبی کے وہ خلیفہ شیخ بلال الدین تھانیسری کے وہ خلیفہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے فقیر شان عالی اور بلند رتبہ رکھتے تھے، مزار حضرت کا دہلی میں لب دریا ہے، وہ شیخ محمد کی باؤلی مشہور ہے یہ حضرت بھی اپنے عہد میں قطب دہلی تھے تمام امرائے دہلی معتقد تھے اکثر خوارق اور کرامات حضرت کے مشہور و معروف ہیں۔ بزرگان راقم کو بھی نہایت خلوص تھا، فتوحات آپ کو بدرجہ غایت تھا۔ وفات حضرت کی ۲۴ محرم ۱۱۶۵ھ میں ہوئی، آپ کے مزار پر عاشقی برستی ہی نہایت پر فیض جگہ ہے۔

آپ شادات عظام جالندھر سے تھے، بد تحصیل

ذکر حضرت شیخ عبدالرشید جالندھری

علوم ظاہری کے خوب سیاحت کی بعد وہ ابوالدعائی

کے مرید ہوئے، جب عمر طبعی حضرت شاہ کی پہنچی اُن کو سید میراں بھیک کے سپرد کیا، اُن کی خدمت میں اُنہوں نے تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، وفات حضرت کی غورہ ماہ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۱۱۱ھ میں طین حیات سید میراں بھیکہ میں ہوئی، فوت ہو کر جانتہ ہر میں مدفون ہوئے

## ذکر حضرت سید محمد سعید الخاطب بہ سید میراں بھیکہ حشتی صابری قدس سرہ

یہ حضرت صاحب سجادہ شاہ ابوالعالی کے تھے صاحب مقامات بلند درجات ارجمند با عظمت اور سمیت اور رحمانیت تھے، عشق اور محبت میں نمانی نہ رکھتے تھے، اکثر استغراق را کرتا تھا، سماع سے بہت خوش تھے جس قدر کثایت ظاہری اور باطنی اور قبولیت صوری اور معنوی حضرت کو حاصل تھی، اُس وقت میں دوسرے کو نہ تھی بہت کم آپ کے ہمرتبہ ابدالیت و قطبیت و غوثیت کے پہنچے ہیں، دوسرے ہندی زبان میں بیانِ تعبد میں خوب فرماتے تھے، مشہور ہیں اور سادات صحیح النسب تھے، یعنی سید میراں بھیکہ بن سید محمد یوسف سوانیہ بن سید قطب شاہ بن سید عبدالواحد بن سید احمد بن سید امیر سعید بن سید نظام الدین بن سید عزیر الدین بن سید شاہ تلج الدین بن سید عز الدین نو بہار بن سید عثمان بن سید شاہ سلیمان کفارکش بن سید زید سالار لشکر بن سید امیر احمد زاہد بن سید امیر حمزہ بن سید ابابکر علی بن سید عمر علی بن سید محمد تختہ بن سید علی شاہ رہبر بن سید حسن ثانی لقب مجسم بن سید محمد مدنی حمیص بن سید حسن شاہ ناصر ترمذی بن سید موسیٰ حمیص بن سید علی حسن حمیص بن سید حسین علی اصغر بن حضرت امام زین العابدین بن سید الکوین حضرت امام حسین شہید دشت کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور سلسلہ مادری بھی سالار لشکر سے جانتا ہے، اور سید زید سالار لشکر برائے جہاد ہندوستان میں اگر سوانہ میں ٹھہرے، وہاں کے راجہ نے اُن کو شہید کیا، بعدہ اُن کی اولاد راجہ سے لڑی اور فقیاب ہو کر سوانہ کی سکونت اختیار کی۔ سلطان شمس الدین التمش نے اس دودمان کی بہت کچھ مدارات اور پرورش فرمائی، بعض نے لکھا ہے کہ سلطان موصوف نے اس خاندان میں اپنی دختر کی شادی کی تھی مگر سوانے سلطانہ رضیہ بیگم کے سلطان کی دوسری دختر نہ تھی، رضیہ بیگم بادشاہ ہوئی پھر بسبب بد اعمالی کے معزول ہوئی مشہور ہے۔ صاحب ثمرۃ الفوائد لکھتے ہیں کہ حضرت میراں بھیکہ نو برس کی عمر میں تیمیم ہوئے اور آخوند فرید سے تحصیل علوم ظاہری کی بعدہ بطلب حق خدمت شاہ ابوالعالی میں مرید ہو کر بعد ریاضت

اور مجاہدہ شائقہ کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ نقل ہو لگا یک ہند دیر برنام ساکن موضع بی بی پور کہ مسلمانوں کا جانی دشمن تھا ایک بار اُس نے کچھ مقدمہ پروازی کی جس کی وجہ سے گرفتاری کا حکم ہوا، وہ بمقام پیش آیا، آخر گرفتار ہو کر سرہند میں آیا، صوبہ دار سرہند نے اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اتفاقاً برقدار کو تو اس کو قتل گاہ پر لے جلتے تھے کہ راستہ میں سواری حضرت شاہ میراں بھیکہ کی ملی وہ دوڑ کر قدوں گرا اور عرض کی کہ اگر میں بچ گیا تو مسلمان ہوں گا، میری شکلا کٹائی کیجے، آپ نے فرمایا کچھ اندیشہ نہ کر اس کو یاد کر محافظ اُس کو گھسیٹ کر لے چلے ابھی قتل گاہ پر نہیں پہنچا تھا کہ صوبہ دار کا حکم ہوا کہ اس کو خونی کوہمارے روبرو پیش کر جب سامنے اُس کے گیا اُس کا قصور معاف کیا اور خلوت دیکر خدمت دی وہ خدمت حضرت شاہ آکر مسلمان ہو کر مریہ ہوا۔ آپ نے اُس کا نام پیر شاہ رکھا کہ وہ واصلان الہی سے ہو کر داخل خلفاء ہوا لکھا ہے کہ ایک بار اساک باراں تھا تام رعایا اور بادشاہ سب کو بیخ اور فکر تھا اور وہ عہد محمد شاہ بادشاہ کا تھا۔ امرائے دہلی سے بعض نے عرض کیا سید میراں بھیکہ کہ اس وقت شیخ وقت اور وصل حق اور محبہ الیہ عوات ہیں اگر وہ دعا کریں تو مینہ برسے بادشاہ نے صوبہ سرہند کے نام حکم جاری فرمایا کہ سید میراں بھیکہ صاحب کو باعز از تام نزد مابدولت پہنچائے اور ایک خط حضرت کے نام مشتاقانہ لکھا۔ جب حاکم سرہند خدمت سید صاحب میں حاضر ہوا بادشاہ کا خط دیا اور کل حال عرض کیا۔ آپ نے اُس خط کو پڑھا اور فرمایا کہ میری جانب سے بادشاہ کو لکھ دو کہ میں ایک ناچیز فقیر ہوں۔ لایق حاضری دربار سلاطین نہیں ہوں نہ کسی کام ہوں سوائے اس کے کہ دعا کروں سو میں ہمیشہ برائے بادشاہ اسلام و دیگر مسلمانان دعائے خیر کیا کرتا ہوں، آپ کو کیا فکر ہے۔ اللہ جمیم اور کریم ہے اپنے بندوں پر خود رحم فرماویگا۔ فقیر کو معاف رکھے قدرت سے ادھر تو صوبہ سرہند کی عرضی پہنچی ادھر کثرت سے بارش ہوئی۔ بعد اُس کے حضرت محمد شاہ نے پچاس ہزار روپیہ نقد خدمت سید صاحب میں ارسال کئے، آپ نے بدقت قبول فرمائے۔

نقل ہے کہ ایک نوربات ساکن موضع نوندھن حضرت کامرید تھا۔ اتفاقاً اس کا دس برس کا لڑکا فوت ہوا، قدرت خدا سے اُسی وقت حضرت بھی اُس کے مکان پر پہنچے اُس نوربات نے روزانہ کر کے اپنے لڑکے کو کوٹھڑی میں ڈال کر بند کر دیا اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ جب تک حضرت کھانا نہ کھالیں انتقال ہر حال نہ کھلے اس کی اہلیہ نے کھانا تیار کیا، جب کھانا حضرت کے روبرو آیا آپ نے فرمایا کہ اپنے پس کو لایں، اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا، اس نے عرض کیا وہ کھیلنے گیا ہے، اُس وقت اُس کا آنا غیر ممکن ہوا آپ نے

فرمایا کہ میں بغیر اُس کے ہرگز نہ کھاؤں گا۔ جب وہ مجبور ہو کر عرض کیا کہ وہ تو آدھی رات تھی جو مرگیا۔ آپ نے فرمایا سوتا ہوگا جا کر دیکھ لے، اُس نے کوٹھڑی کے کواڑ جو کھولے دیکھا کہ اُس کا نفیری خواب بلند ہے یہ دیکھ کر خوش ہوا اُس کو جگا کر ہاتھ پکڑ کر حضرت کے پاس لایا یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں معتقد ہو گئے لکھا ہے کہ ایک شخص بارادہ صحبت خدمت حضرت میں حاضر ہوا اور دل میں اُس کے یہ خطہ گنہ را کہ اگر پیراں ہے تو آج مجھ کو بے موسم خرینہ دیکھا۔ حضرت نے نور باطن سے اُس کے خطہ کو معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اگرچہ نصف خرینہ موافق اُس شخص کی آرزو کے بنے طاق حجرو میں رکھا تو ہے حاضر کرو جب آیا اُس کے حوالہ کیا وہ خرینہ لیکر صدق دل سے مرید ہوا۔

نقل ہے کہ ایک بار محمد شاہ بادشاہ نے معرفت نواب روشن الدولہ بہادر قلاوند کچھ حلوا سوسن اور کچھ پوناک برائے تقسیم فقرائے اور کچھ نقد سید صاحب کے ارسال کیا اور دعا چاہی کہ ہمیشہ میری اولاد میں سلطنت ہے، نواب مذکور بعد قطع منازل خدمت سید میراں بھیکہ میں حاضر ہوا تو کشف بادشاہ مشکبش کیا حضرت نے وہ کل سامان حاضرین خانقاہ کو تقسیم فرمایا اور سلطنت کے بارہ میں مراقبہ فرما کر ارشاد کیا کہ محمد شاہ کو جو سلطنت ملی حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی سفارش سے ملی، انہوں نے دو بیٹ سلطنت کی سفارش کی تھی 'بندہ کا کیا چارہ ہے' ہاں اس کی اولاد میں بادشاہ ملک معرفت پیدا ہوگا، فخر الدین اس کا نام ہوگا، وہ قطبِ وقت اور شاہِ ولایت بنی ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اس خاندان میں سوائے شیخ کا تباہِ حروف کے اور کا نام فخر الدین نہیں ہوا نہ کوئی سوائے حضرت کے درویش ہوا۔

نقل ہے کہ حضرت ایک بار شاہجہاں آباد میں تشریف لاکر نواب تہور خاں کے مکان پر فرودکش تھے سہ پہر کو بہت سے اہل شہر حاضر تھے، خانماں نواب گلوریاں لایا اور تھالی گلوریوں کی حضرت کے روبرو رکھی، آپ نے اپنے دست مبارک سے ایک ایک گلوری کل حاضرین کو تقسیم کی، مگر تہور خاں کو نہ دی اُن کے دل میں دوسوہ پیدا ہوا کہ اُسی وقت ایک گلوری تھالی میں سے اُڑ کر نواب کے ہاتھ میں جا پڑی آپ نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ تہور خاں تمہاری مُراد ملی، انہوں نے آداب بجا لاکر اُس کو نوش کیا۔ نقل ہے کہ حضرت کو بہت فتوح ہوتا تھا موافق خیرچہ اپنے خادمان کے تو رکھ لیتے اور کل اپنے پیر کی نذر کرتے، بادرجی خان کی یہ کیفیت تھی کہ سوائے یا ہزار آتے سب کو بلا تخصیص قوم اور ملت کے کھانا پتکا ہوا بدعالتا تھا، جیسا کوئی کھانا طلب کرتا وہیسا ہی ملتا تھا، چنانچہ آج تک آپ کی خانقاہ آباد اور فیض ظاہری

اور باطنی جاری ہے۔ آپ کے مرید ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ بہت کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار فرمایا تھا کہ فقیر کو چاہیے کہ ایک لاکھ ذکر اسم ذات کیا کرے، اگر چالیس ہزار روزہ کرے تو اُس کو نعمہ درویشی و لذت حرام ہے، اور اپنے مریدوں کو بعد آدھی رات کے سونا بھی منع فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ کی خانقاہ میں بعد آدھی رات کے ففرائے خانقاہ اور مسافر درویش سب جگائے جاتے ہیں۔ ولادت حضرت کی ۹ رجب بروز دوشنبہ ۶۸۷ھ میں ہوئی اور چوراسی برس کی عمر ہوئی۔ پانچویں رمضان ۸۳۱ھ میں وفات پائی مزار قصبہ کھڑام میں حاجت روا کے خلق ہر خلیفہ آپ کے یہ ہیں۔ ۱۔ شاہ محمد باقر پیر شاہ ابو المعالی و شاہ امام الدین خلیفہ شاہ محمد باقر شاہ نظام الدین پیر دوم شاہ محمد و شاہ عابد کوئلہ والد و سید عبدالمومن کہ مرید شاہ ابو المعالی کے اور خلیفہ شاہ میراں بھلیہ کے و شاہ نعمت اسد مرید شاہ ابو المعالی و شاہ نورنگ و خواجہ مظفر و نواب روشن الدولہ ظفر خاں بہادر نواب بکھاری خاں پیر روشن الدولہ بانی مسجد طلانی لاہور شیخ امان اسد و سید محمد جواد کہ اولاد سے شاہ زید شہید کے اور حضرت کے تھے و میان اسد بندہ و سید نعیم مولوی سید مرتضیٰ گرویزی و سید حافظ غلام اسد و میان محمد شاہ کہ منصب دار بزرگان کا تب تھے و شاہ سجاد و حاجی بیت اسد جامع فضائل شاہ میراں بھیکہ و میان کرم علی کہ یار ہمدم سید صاحب تھے اور قصبہ کمر تھلہ میں مدفون ہیں شیخ محمد حیات سارنگ پوری علاؤ الدین و خواجہ عبد اسد و پیر شاہ مذکور بالا ساکن بنی پور و شاہ عبد الرحمن بھلول پوری و شاہ عنایت بھلول پوری و میان غلام محمد صائم الدہر و قایم اللیل کہ پچیس سال برابر معتکف رہے و موسیٰ خاں کہ گم تھلہ میں آسودہ ہیں و مولوی غلام حسین ساکن موضع مجتبیٰ متصل سہارن پور آسودہ ہیں و شیخ محمد و شیخ محمد فضل ساکن سامانہ جو سامانہ میں آسودہ ہیں دریا سے مثل زمین کے عبور کرتے تھے اور پیر ترمز ہوتا تھا و میان محمد اعظم کہ خدمت لنگر خانہ ان کے سپرد تھی، اور غرباء کو وظائف تقسیم کرتے تھے۔ شیخ چچو کہ نواح روضہ حضرت میں آسودہ ہیں و میان محمد طاہر و محمد فضل خاں کہ جو ار حضرت میں آسودہ ہیں و شیخ محمد میر شاہ آبادی و جعفر علی خاں ابن مرزا یار بیگ کہ اہل بزرگان کا تب تھے و میان کہ بخش و سید علیم اسد جالندھری و صوفی محمد صدیق و میان محمد مراد و شیخ جیون و سید عتیق اسد کہ سب کتب سادات سے گزے ہیں۔ کمالات ظاہری اور باطنی رکھتے تھے، مرید شاہ ابو المعالی کے اور خرقہ سید میراں بھیکہ سے پہنچا۔ وفات حضرت کی بمابہ شعبان ۸۳۱ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شاہ بہلول کی صابری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ سید میراں بھیکہ کے اور قوم سے  
پنجان متوطن جاندھر اور عالم علوم ظاہری باطنی

تھے۔ علم معقول و منقول سید عبدالرشید و سید عتیق السد جاندھری سے حاصل کیا، اور وضع قلندرانہ رکھتے  
تھے، بعد انتقال مرشد کے لاہور میں اگر شاہ بلاق قادری لاہوری سے فیض کامل حاصل کیا، اور آپ بہت  
اثرے صاحب تصانیف ہیں۔ فوائد الاسرار و شرح دیوان حافظ آپ کی تالیفات سے ہیں آپ کے کئی شاگرد بھی صاحب  
دیوان ہوئے ہیں عظمت خاں تخلص برکی اور سبھا چند تخلص نادر اور سید عظیم السد جاندھری بھی آپ کے شاگرد تھے  
وفات حضرت کی سال ۱۱۵۷ھ میں ہوئی مزار قریب عید گاہ جاندھر کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ شاہ لطف السیدی حشتی قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ بھیکہ کے تھے اور متوطن انانیاں  
کے اوائل سے علوم ظاہری اور باطنی

کی تکمیل شاہ بھیکہ سے کی اور ثمرۃ الفوائد شاہ بھیکہ کی کرامات میں لکھی، وفات حضرت کی بروز شنبہ ۱۱۵۷ھ  
میں بمقام جاندھر ہوئی۔ مزار باہر شہر کے ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سلیم صابری لاہوری قدس سرہ

آپ عظمائے مشائخ چشتیہ سے تھے اور غلبہ  
شیخ محمد صدیق لاہوری کے اور سماج

بہت خوش تھے۔ ہمیشہ سماع سنتے تھے، علمائے لاہور آپ سے دشمنی رکھتے مگر کچھ قابو نہ پاتے تھے، جب دہار  
لاہور حضرت کا مرید ہوا اُس نے تمام دشمنان حضرت کو سزائے واجبی دی۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۷ھ  
۱۱۵۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ یحییٰ مدنی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت خلیفہ حضرت قطب عالم  
شیخ محمد عظیم حشتی نظامی کے تھے

بعد حصول علوم ظاہری کی تکمیل علم الہی کی پیش گاہ پیر روشن ضمیر میں کر کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد  
یا پیادہ واسطے حج بیت السد کے تشریف لے گئے، وہاں سے مدینہ منورہ میں حاضر ہو کر مقیم ہوئے  
ہزاروں اہل عرب و عجم و ہند و دیگر ممالک کے مرید ہوئے۔ اُن میں بہت سے خلفائے اکمال ہوئے۔ آپ ہمیشہ  
ترتیب طالبان حق میں مصروف رہتے، صایم الدہر اور قایم اللیل تھے، آپ کو افطار کم تھا اور مزار پر افوا  
حضرت رسول مقبول سے بھی فیضان تھا۔ ہر وقت استغراق رہا کرتا تھا ذات پاک رسول و رآل رسول سے

نہایت محبت تھی، اور ہر ایک سلسلہ میں مرید فرماتے تھے، چنانچہ حضرت شیخ فخر محمد قادری کیرانوی کے خلیفہ اکمل سید طاہر کوٹاوی کے تھے وہ جب حج کرنے مدینہ طیبہ میں پہنچے، حضرت سے شرفِ حضورِ حاصل کر کے سلسلہ قادریہ میں بیعت کی، اور آپ کے عشق و محبت میں ایسے محو ہوئے کہ مغلطان اور ہندستان کو بھول گئے، بلکہ تاحیات آپ کی خدمت میں رہنے کا تہیہ کر لیا۔ مگر ایک بار حضرت نے فرمایا کہ فخر محمد رسول مقبول کا حکم ہے کہ تو واپس ہندوستان کو جاتے ہو سلسلہ جاری ہو گا خلقِ اندلیض اٹھانگی اور اپنی گڈری اور دستار دار تعلیم حضرت غوثِ افغانین مرحمت فرما کر ہندوستان کو روانہ کیا۔ آپ ہندستان میں آ کر کیران میں مقیم ہوئے، جس کی کماحقہ کیفیت آئندہ بیان ہوگی۔ اگرچہ آپ کے کئی خلیفہ صاحب سلسلہ ہوئے ہیں، مگر ہندوستان میں خاص سلسلہ چشتیہ حضرت شیخ کلیم الدجہان آبادی سے اور سلسلہ قادریہ شیخ فخر محمد غیاث الدین کیرانوی سے جاری ہو، اور وہ تبرکات شیخ یحییٰ مدنی ہنوز موجود ہیں سال میں دو بار ان کی زیارت ہوتی ہے۔ کمالات شیخ کے دیکھنے سیر الاولیاء سے بخوبی منکشف ہو سکتے ہیں۔ وفات شیخ مدنی کی بتاریخ ۲ صفر ۱۱۱۷ھ میں بمقام مدینہ طیبہ ہوئی اور زیر قبہ رسول مقبول کے دفن ہوئے۔

آپ عظیم الشان شیخ  
ذکر حضرت شیخ کلیم الدجہان آبادی قدس سرہ العزیز

خانہ چشتیہ نظامیہ تھے اور جہان آباد مخفف شاہ جہان آباد کا ہے۔ اول آپ نے شاہ جہان آباد میں تحصیلِ علوم ظاہری فرمایا اور درسِ تدریس میں مشغول ہوئے، ہزاروں طالبانِ علم کو فیض ہوا، جب غیبتِ الہی پیدا ہوا پیر طریقت کی تلاش ہوئی اور ریاضت اور مجاہدہ شروع کیا، بعدہ روحانیت حضرت سلطان المشائخ سے تربیت پائی۔ آخر بادشاہ روحانیت حضرت سلطان المشائخ معہ چند شاگردان باوفا عازمِ طرن بیت کے ہوئے، بعد انفرنج مدینہ طیبہ میں آ کر خدمت حضرت شیخ یحییٰ مدنی میں حاضر ہو کر مرید ہوئے، چند دنوں رہ کر تکمیل کر کے فرقہٴ خلافت حاصل کیا۔ بعدہ حکمِ پیر روشن ضمیر پھر شاہ جہان آباد میں تشریف لائے۔ قلعہ شاہی اور جامع مسجد کے درمیان ایک مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت اور نگزیب عالمگیر بادشاہ نے خاتواہ تیار کرائی اور محمد معظم بہادر شاہ بادشاہ سنہ چوتھے جلوس میں مرید ہوئے اور پیروی مذہب شیعہ سے توبہ کی۔ بعد ان کے محمد شاہ تک جو بادشاہ ہوئے سب استقامتِ بوسی کرتے رہے، چند مدت تعلیم اور تحقیقِ طالبانِ حق میں مصروف رہے، کہتے ہیں تمام شب حجرہ شریف میں محکوس لکھے رہ کر عبادت



حق میں مشغول رہتے تھے، آپ کی تصنیفات سے بائیس کتب ہیں، جن میں کشکول درمرقہ شریف اور سواہل وغیرہ مشہور ہیں، یہ اس کا تب نے بھی دیکھا ہے کہ جد کا تب حضرت ابو ظفر ہمیشہ عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے، فاتحہ ہوا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شیخ کلیم الدین صاحب شاہ ولایت شاہجہان آباد ہیں اور آپ کی ولادت موسوی تھی، آپ کو اسی طریقہ پر روحانیت حضرت خواجہ قطب الدین نجستیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضان تھا۔ وفات حضرت کی ۲۴ ربیع الاول ۱۰۲۲ھ ہجری میں ہوئی مزار اپنی خانقاہ میں تھا، اب بدعت در کے جو آبادی قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان کی ویران کر کے سطح ہوا کر گیا وہ خانقاہ وغیرہ سب منہدم ہو گئی فقط ایک چبوترہ ہے، اس پر مزار ہے اور گرد اُس کے کٹھرہ ہے۔ حضرت شاہ غلام فرید صاحب مرشد نواب بہاد پور نے تیاری چبوترہ اور کٹھرہ میں روپیہ سے بہت امداد کر کے فخر دارین حاصل کیا۔ خلیفہ آپ کے تمام ملک میں پہنچے اور سلسلہ جاری ہوا۔ مگر خلیفہ اعظم شیخ نظام الدین دلی اورنگ آبادی ہوئے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

## ذکر قدوة الاولیاء عہدہ العارفین حضرت شیخ نظام الدین دلی اورنگ آبادی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت شیخ المشائخ متاخرین و خلیفہ راستین شیخ کلیم الدین شاہجہان آبادی کے تھے، حضرت کو فتوحات اور رجوعات اپنے عہد میں شیخ شہاب الدین بہروردی اپنے جد سے کم نہ تھے، اُس وقت میں یہ کیفیت دوسرے مشائخ کی نہ تھی۔ ایک لاکھ تو مرید آپ کے دکھنی تھے اور دیگر علاقہ جات کا کچھ شمار نہیں آئیے خلفاء سے بہت باکمال اور صاحب عظمت ہوئے حضرت کے کمالات و خوارق زیادہ حد تحریر کے ہیں اللہ تعالیٰ نے ذرات فیض آیات کو ہمہ صفت موصوف کیا تھا، حسن صورت اور سیرت و دو نور حمت خرابائے تھے۔ وطن پہلی حضرت کا ملک پورب میں ایک قصبہ کر کہ اُس کو قصبات پورہ کہتے تھے، والد آپ کے عالم اور متمول تھے۔ بعد انتقال پدر بزرگوار کے برائے تحصیل علوم وارد شاہجہان آباد ہوئے، یہاں شہرہ علم بفضل شیخ کلیم کا اُس نے حاضر خانقاہ ہوئے، اُس روز شیخ مجلس سماع میں حالت وجد میں تھے، اور دروازہ خانقاہ برائے اغیاران بشرط سماع بند تھا، شیخ نظام الدین نے دروازہ بند دیکھ کر دستک دی، شیخ کے مریدوں میں سے ایک نے اگر دیکھا اور نام دریافت کر کے

شیخ سے عرض کیا کہ نظام الدین نام غیر شخص نا آشنا کھڑا ہے، شیخ نے ارشاد فرمایا کہ وہ بیگانہ نہیں بلکہ  
 بلالو لوگوں نے عرض کیا کہ خلافت قاعدہ مردنا آشنا کو اس مجلس میں بلانا نہ چاہیے۔ شرط سماع فوت  
 ہوتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر نظام الدین ہے تو نا آشنا نہیں ہے اپنا ہی ہے جلد لاؤ۔ الغرض جب  
 حضرت کو بروہ شیخ کے لئے تو آپ مراحت مرث دانہ سے پیش آئے تمام شاگردوں سے ممتاز فرما کر انیس  
 مجلس صحبت اپنی کا کیا اور ہمیشہ ان کی تعلیم میں مشغول رہتے۔ شیخ نظام الدین سماع میں شور و گریہ والا  
 آپ کے مریدوں کا دیکھ کر تعجب ہوا کرتے۔ اس عرصہ میں تحصیل علوم ظاہری سے انفرار ہوا، ایک بار  
 ایک بزرگ مردان شیخ کبیر شیخ کبھی مدنی مدینہ منورہ سے آئے، شیخ کلیم اسد اس وقت کچھ حقائق و معرفت  
 باری تعالیٰ بیان فرما رہے تھے۔ کل حاضرین سُن رہے تھے کہ وہ بزرگ بھی پہنچے۔ شیخ کی نظر کیا اثر جو  
 اُن پر پڑی بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے، یہ حال دیکھ کر شیخ نظام الدین نے شیخ کے مریدوں سے  
 استفسار حال کیا، ان صاحبوں نے تفصیل وار حالات فقر بیان کئے سُن کر فقیری کی طرف اعتقاد ہوا  
 اور خیال بیت آیا، ایک روز مجلس تھی جب وہ برخاست ہوئی شیخ اُٹھے گھر میں تشریف لے جاتے گئے  
 شیخ نظام الدین نے تعلیم شیخ حجاز کر درست کر کے رو برو لب فرش رکھیں، شیخ نے نظر عنایت سے  
 ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ نظام الدین تو واسطے کسب علوم ظاہری کے میرے پاس آیا بلکہ حاصل  
 فوائد باطنی کہ اولیٰ و سہیہ۔ آپ نے عرض کیا سہ سپردم ہو مایہ خویش را، تو دانی حساب کم و بیش را  
 یہ سنتے ہی شیخ کو فرما شیخ کبیر شیخ کبھی مدنی کا یاد آیا کہ مدینہ طیبہ میں وقت رخصت فرمایا تھا کہ کلیم اللہ  
 ایک شخص نظام الدین نامی اس بیت اور صورت کا آئیگا اور ہر وقت دعوت الی اللہ کے یہ بیت  
 زبان بر لائیگا۔ پس سنتے ہی اس بیت کے شناخت کر لیا کہ یہ وہی نظام الدین ہے جس کے واسطے  
 شیخ نے ارشاد فرمایا تھا، اور اُسی وقت اُن کو مرید کر کے تعلیم اور تربیت باطنی میں مشغول ہوئے۔ چند روز  
 مجاہدہ اور مشاغلو معنوی میں رکھ کر کار بہ تکمیل پہنچا کر خرد و خلافت عطا کر کے طرف دکن کے رخصت فرما کر  
 شاہ ولایت اورنگ آباد کا کیا۔ یہ حضرت دہلی سے رخصت ہو کر اورنگ آباد میں پہنچ کر طالبان حق کی تربیت  
 میں مشغول ہوئے، نہایت مقبول خلائق ہوئے، لاکھوں مرید ہوئے، یہاں تک کہ نواب نظام الملک صفحہ  
 بہادر جہ نواب غازی الدین خاں مصنف مناقب الفخریہ مرید ہوئے، اور حضرت کے حالات میں  
 کتاب حسن اشمال اور برکت صحبت حضرت سے باوجود امارت اور ریاست کے تصنیف باطنی میں کمال

بہم پہنچایا، نقل کرتے ہیں کہ آپ کا ایک خرید تھا، اُس کی زد جو عارضہ جذام لاحق ہوا اور اعضا بچکنے لگے، پہلے اُس نے اطباء سے رجوع کی، جب کچھ سود نہ ہوا حضرت کی خدمت میں آیا، آپ اُس وقت وضو فرمایا ہے تھے، اُس نے دعا چاہی اور بہت رویا کہ میری زوجہ کی یہ کیفیت اور اب یہ نوبت نہیں کرنا، کنبہ اُس سے متنفر ہے، حضرت اُس کی صحت کے واسطے دعا فرمائی، آپ نے فرمایا کہ میں طبیب نہیں کیا کروں، جب وہ بہت رویا آپ کو رحم آیا اور وضو کا باقیماندہ پانی جو بدھنی میں تھا رحمت فرمایا اور کہا کہ ہر روز قدرے اس میں سے پلایا کر اور تھوڑی مٹی یہ گیلی لے جا اور اُس کو زخموں پر لگایا کر اُس نے دیسا ہی کیا، دریاں نہتہ کے اُس کی زوجہ کو صحت ہوئی، کہتے ہیں اکثر مریض اور بگڑا ہوا صرّج خدمت عالی میں حاضر ہوتے تھے، جس پر چند روز دم فرماتے اُس کو صحت ہوتی اور جو شکایت ضعف بصر کی لانا اپنا لبّس کی آنکھ میں لگا دیتے، اس کی آنکھیں روشن اور تقویٰ ہو جاتی تھیں۔ ایک بار ایک سنیا سی حضرت کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ فقیری میں آپ کو کیا معلومات ہو، آپ نے فرمایا کہ سبحانک لا علم الا علمنا انکانت اعلم جب وہ بہت مصر ہوا آپ جلال اگیا اور فرمایا کیا دیکھنا چاہتا ہو اول تو تو اپنی مٹھل کو دیکھ ایک خادم کو حکم دیا کہ اس کو دائینہ لادو، اُس نے جو اپنی صورت دیکھی معلوم ہوا کہ نصف چہرہ بندر کا اور نصف خنزیر کا سا ہو یہ دیکھ کر وہ حیران ہوا اور کہا کہ میری صورت بدل جانے کی کیا وجہ ہے، آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو تیری آنکھوں سے دکھا دیا کہ جیسا بندروں و سوروں کو جتنے ہو ایسے ہی تمہاری شکل میں اُن کی شکلوں کی سی ہو کر تمہارا حشران کے ساتھ ہو گا یہ کرامت دیکھ کر وہ مسلمان ہوا اور عرض کی کہ مجھ کو ایک کسب ایسا یاد ہے کہ اگر آپ کو بتا دوں تو آپ عمر بھر جس قدر چاہیں خرچ کریں اور آپ کا خزانہ کم نہ ہو اور جہاں جو چاہو موجود ہو جائے، اُس نے اپنی جھولی میں سے ایک نایل پیش کیا کہ یہ بادن تولد پاؤ رتی۔ الغرض اُس نے تھوڑا تانبہ چرخ لے کر قدرے اُس میں سے ڈالا تانبہ اُسی وقت کندن ہو گیا، یہ ملاحظہ فرما کر آپ متبسم ہو کر فرمائے لگے کہ اس میں بہت بکھیرا ہے، ہم کو اسد صاحب نے بہت آسان طریقہ عنایت فرما دیا ہے، تھوڑا تانبہ اور چرخ لے، جب اُس نے تانبہ بچھلایا، آپ نے اُس میں تھوک دیا اُسی وقت و کندن ہو گیا، اُس نے عرض کیا کہ اس میں کیا حکمت ہو، آپ نے فرمایا کہ یہ برکت نام ابی کی ہو، جو زبان سے کیا جاتا ہے مگر وہ کام آتا ہے کہ جو اسلام کے ساتھ ہوتا ہے وہ از سر نو صدق ال سے مُرید ہوا اور عرض کی کہ کسب درویشی مجھ کو بھی تعلیم فرمائیے، آپ نے اُس کو مُرید کیا، جب اُس کو کئی برس ہو گئے محدث

مگر سبب اصلی نہ حاصل ہوا، ایک روز اس نے عرض کیا کہ مقامات نہیں کھٹکتے، آپ نے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے وہ بلا یعنی ناریل اکیر کا تیرے پاس ہنوز موجود ہے، اُس نے اقرار کیا، آپ نے فرمایا کہ اگر کس چاہ میں ڈال دے فیکر کو متوکل رہنا چاہیے۔ الغرض بموجب حکم پیر روشن ضمیر اُس نے اُس کو یعنی ناریل اکیر کو چاہ میں ڈالا، اُسی شب کو اُس کی مطلب برآری ہوئی اور اولیا نے وقت سے ہوا اور نام اُس کا عبدالحق رکھ کر تبریز کی طرف رخصت فرمایا، وفات شیخ نظام الدین صاحب کی ۱۲۲۲ھ میں ہوئی، مزار اورنگ آباد میں زیارت گاہِ خلافت ہے۔

آن مقتدرے اولیا و صاحب اسرار خفی و حلبی مستغرق در بحر کنار آن جہاں  
عظمت و ہلمت عالم فیض و کرامت آن باتفاق حسن و ولایت قطب الافراد  
محب بنی حضرت خواجہ لانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی حسی نظام فی سترہ

آپ عالم العلما و سرور انظم مشائخ عصر بلکہ قطب ہند اور خلیفہ اپنے پیر بزرگوار شیخ نظام الدین دہلی اورنگ آبادی کے تھے، علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ نسب آبلے کر ام حضرت کا شیخ شہاب الدین بہروردی سے ملتا ہے، اور نسب مادری حضرت یہ اساداتِ بندہ نواز میر سید محمد گیسو دراز تک پہنچتا ہے، حضرت مولانا کے پانچ بھائی تھے۔ اول شیخ محمد عماد الدین دوسرے شیخ غلام محین الدین تیسرے شیخ غلام بہاؤ الدین، چوتھے غلام کلیم اللہ اور پانچویں حضرت مولانا فخر صاحب نواب نظام الملک غازی الدین خاں بہادر والی حیدر آباد دکن جامع مناقب الفخریہ اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۲۱۶ھ میں حضرت بمقام اورنگ آباد تولد ہوئے، اس وقت حضرت شیخ کلیم اللہ جان آبادی دہلی تشریف فرما تھے، جب مولانا پیدا ہوئے غسل دے کر اُن کو اُن کے والد شیخ نظام الدین خدمت شیخ میں لے گئے، شیخ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور خرقہ پہنے ملبوس خاص سے تیار کر کے پہنا دیا اور مولانا فخر الدین نام رکھا۔ یعنی اول لفظ مولانا شیخ نے فرمایا۔ الغرض جب عمر شریف سات برس کی ہوئی، حضرت سید عالم فخر اولاد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ پانچ بن عطا فرمائے، جب بیدار ہوئے پانچ بن اُن تھے جس بلے صبح شیخ نظام الدین نے اپنے کشف سے

معلوم کر کے حضرت کے پاس آکر فرمایا کہ اے نور عین عطیہ رسول مقبول تنہا کھانا نہ چاہیے۔ روزی ہوا کہ تنہا نخوری، پس حضرت مولانا نے دو دانہ تو نوش فرمائے تھے، باقی تین دانہ رو برو والد کے پیش کئے، پس جب عمر شریف سولہ برس کی ہوئی شیخ نظام الدین آپ کے والد نے وفات پائی، بعدہ حضرت آٹھ برس زہد اور مجاہدہ ریاضت شادیں مصروف رہے، کار فقر کی تکمیل کی مگر تحصیل علوم ظاہری سولہ برس کی عمر میں فانی ہو چکے تھے، جب سن شریف پچیس برس کا ہوا ۱۱۸۵ھ میں دارودہلی ہو کر تعلیم اور ترتیب طلبائے ظاہری اور باطنی میں مصروف رہے۔ بعدہ بارادہ زیارت مزارات خواجگان چشت اہل بہشت بہ ہر ای کلوخوں اور شیخ نور محمد بھیل ہماروی دارالخیرا جمیر میں جا کر زیارت روضہ خواجہ سے مشرف ہو کر چندے دیاں رو کر استفادہ حاصل کر کے طرف اجداد کے چلے مشہور ہے کہ حضرت کو بھیکیتی اور بتوت میں کمال حاصل تھا، رستہ میں رہنروں نے گھیرا وہ میں ہمیں آدمی تھے اپنے قن تنہا اُن سے مقابلہ کر کے سب کو زیر کیا، یہاں تک کہ وہ سارا گاؤں مسلمان ہوا، وہاں سے اجداد میں حاضر ہو کر زیارت روضہ بابا صاحب مشرف ہو کر وہاں چندے معتکف رہ کر فیضان روحانیت بابا صاحب حاصل کر کے لاہور میں آئے، سید محرم علی نقشبندی سے ملے اور چندے اوپر مزار گھربار مخدوم علی گج بخش بھویر ببادائے سنت پیران خد معتکف رہ کر افادہ حاصل کیا اور کل مزارات لاہور پر فاتحہ پڑھی تین روز مزار میان میر لاہوری پر رہ کر مراجعت کی۔ پانی پت میں آکر زیارت مزار حضرت قلندر صاحب مخدوم صاحب شاہ ولایت صاحب و دیگر اولیاء سے فانی ہو کر واپس دہلی میں تشریف لائے کہتے ہیں کہ جب حضرت دہلی میں تشریف لائے تو شیش محل حاطہ شاہچان آباد سے باہر تھا، بعدہ اجمیری دروازہ کے باہر خانقاہ تیار ہوئی تھی، مسجد خانقاہ کی تو کا تبے بھی زیارت کی ہے، اب جو وہاں سے نہر نکلی ہے وہ مسجد منہدم ہو گئی ہے چند قبروں کے نشان باقی ہیں۔ آخر یہاں رجوعات خلایق پہنچے کہ حضرت ابونصر معین الدین جدکلاں راقم مرید ہوئے، اُن کے مرید ہونے ہی تمام رؤسائے شہر و شاہزادگان عالی قدر کل حلقہ ارادت میں آئے۔

نقل ہے کہ ایک بار مجلس سماع میں مریدان حضرت کو وجد تھا اور حضرت بھی بیہوش اور جامِ وحدت سے مدہوش تھے دو شخص بد معاش بھی اس وقت موجود تھے، ایک نے ایک سے کہا کہ میاں کیجنا یہ کپڑے کس طرح ناچتا ہے۔ اتفاقاً یہ آواز حضرت کے گوش زد ہوئی، آپ نے اُن کی طرف تیز نظر دیکھا اسی وقت

وہ ناچنے لگے، اور اپنے ہتیار اور کپڑے سب قوالوں کو دیدئے، جب ہوش آیا حضرت کے قدموں میں سر رکھا اور بیعت کی آرزو کی، آپ نے فرمایا ہم بچہ کہ قص و سماع میں ہیں تم ہم سے کیوں بیعت کرتے ہو انہوں نے عفو و تغیر چاہا، اور مرید ہوئے، حضرت نے دین شرفی اپنے پاس سے قوالوں کو لئے کر ان کے کپڑے اور ہتیار دلائے۔

نقل ہے کہ ایک شخص یار محمد نام صوفی کہ آستانہ حضرت سلطان المشائخ میں رہتے تھے وہ ایسے یار ہوئے کہ زندگی کی امید منقطع ہو گئی، ایک روز انہوں نے لوگوں سے کہا کہ اگر مجھ میں قوت چلنے کی ہوتی تو میں فخر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر شفا کے واسطے دعا کرتا، اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت مولانا فخر صاحب تشریف لائے اور فرمایا کہ مرزا یار محمد تم کو قوت چلنے کی نہ تھی میں خود تمہارے پاس آگیا تسلی رکھو اچھے ہو جاؤ گے، جب سوتے سے اٹھے اپنے کوچ صبح اور سالم پایا اور مولانا کی خدمت میں شکر یہ ادا کر کے کل کیفیت عرض کرنی چاہی۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ برنامہ شریف کے پیرزادوں میں سے ایک صاحب نے اپنے گھر میں کہا کہ اگر اب کے کسی کام کو دہلی جانا ہو تو مولانا فخر سے بیعت کروں یا مولانا خود یہاں آجائیں تو اور بھی خوب ہو، تھوڑی دیر کے بعد یہ گھر سے کسی کام کو نکلے دیکھا کہ مولانا تشریف لائے، دیکھتے ہی پکی قدم بوسی کی اور مرید ہوئے۔ عرصہ سے آج تک مولانا دہلی سے باہر قدم بھی نہ رکھا، پس تشریف لے جانا مولانا کا فقط بزرگداشت تھا۔ مشہور ہے کہ تاج ارصنا سوتی تھی کہ جو دہلی سے بیس کو س ہے تب دق میں مبتلا تھے، کامل نو ماہ تب کو ہو چکے تھے آثار زہون، اعضا ظاہر تھے چہرہ کی نظارت جاتی رہی تھی، پیشانی پر چین نہیں پڑتی تھی، کان اور گلا دونوں چھوٹے پڑ گئے تھے، براز کے ساتھ ہڈیوں کا گودا آنے لگا تھا، یوں میں دہنیت تھی، الغرض تیسرا درجہ تھا، آخر اپنی زندگی سے یاس ہو کر پاکی میں بڑ کر خدمت مولانا میں حاضر ہوئے اور روئے مولانا نے ان پر رحم فرمایا اور گلے لگایا اسی وقت ان کو شفا ہوئی۔

نقل ہے کہ اعرائے شاہچان آہلو سے ایک صاحب حضرت کے مرید تھے، مگر بوجہ ہرکالے دشمنان فقرائے ان کا اعتقاد فسخ ہو گیا تھا، وہ اکثر میاں سید ظفر علی ابدال شاہ کے پہاڑ گنج میں رہتے تھے ان کی خدمت میں بھی آجایا کرتے تھے، ایک بار سماع سننے کے بلے میں حضرت مولانا کی شکایت کی، سید صاحب کو نہایت ناگوار معلوم ہوا اور ان کو تیز نظر سے دیکھا کہ وہ بیہوش ہو کر ترپنے لگے یہ حالت دیکھ کر

جو ملازم اُن کے ہمراہ تھے اُن کو پالکی میں ڈال کر مکان پہلے بہت کچھ تدارک کیا مگر کوئی کارگر نہ ہوا ناچار حضرت مولانا کی خدمت میں لا کر عرض کیا کہ یہ آپ کے مُرید ہیں ان کے واسطے دعا کیجئے، حضرت نے فرمایا کہ یہ وقوعہ سید ظفر علی شاہ کے مکان پر ہوا ہے، اور وہ ہندوستان کے اس وقت شاہِ دہلی ہیں وہیں لے جاؤ میں اس میں کچھ نہیں کہہ سکتا، الغرض ان کے لواحق وہاں سے اُن کو سید صاحب کی خدمت میں لائے، سید صاحب نے ان کو جو نظر الطاف سے دیکھا فوراً شفا ہوئی، وہ نوابِ صحت پا کر چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد مولانا بھی تشریف لائے اور کیفیت اُس کی دریافت کی، سید صاحب نے تبسم ہو کر فرمایا کہ کیا تم مجھ سے دریافت کرتے ہو، یہ کہہ کر کہا کہ میرا وقت وصال قریب ہے تمہاری امانت جو عطیہ غوثِ اقلین میرے پاس ہے وہ دوا درمجھ کو رخصت دو، دونوں بزرگوں نے مصافحہ کیا، مولانا تو میانہ میں سوار ہو کر اپنے مکان پر آئے اور سید ظفر علی شاہ نے اُسی شب کو انتقال کیا۔ ایک بزرگ درویش کہ جن کی عمر چار سو برس کی تھی اور مرید حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کے تھے کہ جن کا ذکر دوسرے حصہ قادیان میں آئے دے گا، سید حسن رسول نما کے قریب پہاڑ پر بہتے تھے، یہ ظفر علی شاہ کو نعمت اُن پہنچی تھی، پہلے سید ظفر علی شاہ مرید خاندانِ چشتیہ کے تھے۔

تقل ہے کہ دس شخصِ فغانِ ولایتی کو جو دہلی میں طالبِ علمی کرتے تھے اور حضرت مولانا کے دشمن اور علانیہ بازاء میں بُرا کہا کرتے اور قتل پر آمادہ تھے، کسی نے یہ خبر مولانا کو بھی دی، آپ نے اُن کو کچھ خیال نہ کیا، چند روز اسی طرح گزر گئے، ایک بار عرس حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی میں لانا بھی تشریف فرما تھے اور مجلسِ سماع گرم تھی، یعنی دالانِ مجلسِ خانہ میں سماع ہو رہا تھا اور حضرت نزدیک مزارِ بزرگوار مشغول تھے، ان میں سے دو دشمن چھریاں لئے ہوئے منتظر وقتِ جبوترہ مرزا قاضی جیلانی پر بیٹھے تھے اور آواز بلند سے بُرا بھلا کہہ رہے تھے، آخر مبلغ الدین فادم آستانہ نے حضرت کی عرض کیا کہ اب تغافل نہیں ہو سکتا، کہاں تک ان کے سخن پسینیں یہ تو ذوقِ سماع میں خلل نہ لائیں، یہ سن کر حضرت نے اُن کو نگاہِ تیز سے دیکھا کہ دونوں بیوش ہو کر توتر و بچ کر گر پڑے اور ناچنے لگے، آخر قدموں پر گر کر اپنا قصور معاف کر لیا اور مُرید ہو گئے، چنانچہ صاحبِ مناقب الفخریہ فرماتے ہیں کہ نگاہِ شہناں را دستِ کردہ، اثرِ بزرگ و در پستِ کردہ۔

نقل ہے کہ ایک عالمِ دکن سے شہرہ علم و فضل حضرت مولانا کا شن کر دہلی آئے، ذریعہ انفاہ کے

ایک مسجد میں ٹھہرے۔ حضرت نے نور باطن سے اُن کا آنا معلوم فرما کر اپنا شعار کر لیا کہ دو نو وقت گھر سے کھانا لے جا کر اُن کو کھلاتے اور باہر بیٹھنا باکل چھوڑ دیا، جب وہ مولوی خانقاہ میں آکر حضرت کو درخت کرتے معلوم ہوتا کہ اندر گھر میں تشریف رکھتے ہیں، اسی طرح اُن کو ہفتہ گذر گیا۔ ایک باجوہ حضرت کھانا کھلا گئے، اُن مولوی نے کہا افسوس ہمیں اتنی دور سے آیا اور مولانا صاحب کی زیارت سے مشرف نہ ہوا آپ نے فرمایا کہ کون مولانا، انہوں نے کہا مولانا فخر الدین صاحب، آپ نے فرمایا کہ وہ بھی عاجز ہے، یہ سن کر وہ روئے اور افسوس کرنے لگے کہ چودہ سو کوس کی محنت لائیں گے، کتنا کچھ تھا دیکھا کچھ اور اپنے خادم سے کہا کہ جلد دہلی سے جلوہ آپ نے فرمایا کہ آج میری دعوت قبول کیجئے کل اختیار ہے اور جو پہلے میں خدمت کی وہ حق مسجد تھا، غرض جوں توں کر کے وہ ٹھہرے، آپ نے مکان پر اگر نقیب کو حکم دیا کہ صبح مجلس ہے ایک عالم دکن سے تشریف لائے ہیں، کل مشائخ دہلی جمع ہوں، شب گذری صبح آپ لباس درویشی سے مسند حضرت خواجہ بزرگ پر آکے بیٹھے تمام مشائخ حاضر ہوئے قوالی شروع ہوئی۔ آپ نے نقیب کو حکم دیا کہ فلاں مسجد میں ایک مولوی ٹھہرے ہوئے ہیں اُن کو حاضر کر نقیب موافق احوال الہ کے مولوی کو ہمراہ لایا، جب مولوی در خانقاہ پہنچا سماع کی آواز آئی بہت ہی خفا ہو کر اپنے ملین کی خبر چلو آج معاملہ صاف ہو جائے گا، پس جس وقت ردبر حضرت کے آئے اور نظر فیض اثران پر پڑی فوراً بخود دست مدہوش ہو کر وجد کرنے لگے تمام کپڑے قوالوں کو دیدئے، اس قدر شورش کی کہ مثل مردہ ہو کر پڑ گئے۔ حضرت منہ پر رد مال رکھ کر مسم فرمایا کئے، آخر آپ نے کوزہ پانی طلب فرما کر اُس پر دم منہ پر چھینا دیا، چونکہ وہ برہنہ ہو گئے تھے آپ نے لنگی اُن کے اوپر ڈال دی، جب وہ ہوشیار ہوئے قدموں پر گرے اور عرض کی کہ جیسا سنا تھا اُس سے متوجہ زیادہ پایا اور یہ ہو کر چند روز میں مشغول رہ کر ادیبانے زمانہ سے ہوئے۔ مولوی کو تنفر اس پر ہوا تھا کہ ریش مبارک خشتاخی رہتی تھی اور انگشتان بعض میں انگشتی رہتی تھی۔ نقل ہے کہ ایک روز حضرت صحن خانقاہ میں جلوہ فرما تھے اور تدریس سلم میں مشغول تھے کہ ایک بٹھان چھری ہاتھ میں لے کر آیا اور بعد سلام پوچھا کہ مولوی صاحب باوجود اس علم فضیلت کے سماع سنتے ہو اس کا کیا سبب کیا دلیل ہو۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تصویراً ہوں تم دعا کرو یہ سنتے ہی اُس نے حضرت پر چھری لگائی مگر زخم نہ آیا، چاہتا تھا کہ دوسری اور بائیں کے ایک خادم نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔ حضرت نے خادم کو نظر سے منع فرمایا کہ اس کا ہاتھ چھوڑ دے اور اپنا سر اُس کے



آکے جھکا کر فرمایا کہ میں حاضر ہوں اگر میرا سر کسی کے کام آجائے تو بہتر ہے، پس وہ بیرحم شرمندہ ہو کر چلا گیا، دو سو روز وہ بدگوہر اور ہراہیوں کو لیکر آیا، حضرت وقت معینہ پر تشریف فرما تھے دروازہ بند تھا، اُس نے آواز دی کہ دروازہ کھولو جب دروازہ کھلا وہ تینوں اندر آئے، حضرت معلوم فرمایا کہ کج ضروریہ بارادہ قتل آیا ہے، تیز نظر سے اُن کی طرف دیکھا وہ اُسی وقت زمین پر گرے اور وجد میں آئے، یہاں تک کہ سر پھوٹ گئے، کہنی گھٹنے ٹوٹ گئے، جب ہوش آیا قدموں پر گرے تقویٰ جانا اور بیعت کی خواہستگی کی، آپ نے اُن کو بیعت تو نہ فرمایا مگر کچھ دیکر رخصت فرمایا، مشہور ہے کہ ایک بار کسی نے بیان کیا کہ اس شہر میں حرام بہت ہونے لگا ہے، خصوصاً مکہائیوں کا جواڑہ ہے اُس سے اور بھی زیادہ خرابی ہو، جس کے پاس دو پیسہ بھی ہوں وہ جا کر اپنا منہ کالا کر آئے یہ سن کر حضرت کو خیال ہوا کہ ایسا امر ہونا چاہیے کہ بندگان خدا حرام سے بچیں، آخر شام کے وقت سوار ہو کر چلے گئے اڈہ میں آئے وہ دیکھتے ہی سب جمع ہوئے قدم بوسی کرنے لگیں، آپ نے فرمایا کہ سب تم اپنی جگہ پر جاؤ جب چلی گئیں آپ لگ لگ ہر ایک کے مکان پر گئے، اُن کی خرچی دریافت کی جو جس نے کہا وہ اُس کو دیکر فرمایا کہ کج فقر تمہارا جہان ہو، عرصہ راز تک ہر روز اُن کو روپیہ تقسیم فرمایا، آخر ایک ٹرید کو حضرت کا وہاں جانا معلوم ہوا اُس نے عرض کیا کہ وہاں جانے میں کیا عہد ہے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو یہ خیال آیا کہ بڑھیا جو طوفان میں اُن کے پاس تو مالدار ہی جائیگا، اور یہ اڈا ایسا ہو کہ دو دو پیسہ کے واسطے وہ کجخت بھی گنہگار ہوتی ہیں، دیکھ بھائیوں کو بھی گنہگار کرتی ہیں، جو دن مخلوق خدا سے بچے بہتر ہے۔ کہتے ہیں وہ رنڈیاں سوا سو کے قریب تھیں سب حرام سے تو یہ کر کے کلج کر لیا، اور جس نے سب سے پہلے اٹھ کر قدم بوسی کی تھی وہ فقیر کو بنی کریم کے چوراہے پر جا بیٹھی اور سالک مجدد ہوئی۔

نقل ہے کہ حاجی احمد خلیفہ مولانا صاحب کہ مدینہ طیبہ میں سکن پذیر تھے ایک روز انہوں نے عالم دیا میں مولانا کو مجلس رسول مقبول میں دیکھا، صبح مدرسہ سے روانہ ہوئے، دہلی میں پہنچ کر حضرت بیعت کی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، صاحب مناقب الفخریہ فرماتے ہیں کہ میرے گھر میں جو فرزند ہوتا حضرت نام رکھتے تھے، ایک بار جو فرزند تولد ہوا میں نے عرضی لکھی، اس کے جواب میں مبارکباد تو لکھی مگر نام نہ لکھا۔ میں نے قتل سمجھا کہ یہ فرزند نہ بجے گا، چنانچہ ایک ماہ کا ہو کر مر گیا۔ اور نیز صاحب مناقب فخریہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک لڑکا تھا تین برس کی عمر میں سلع میں اُس کو جسد ہوا ایک بار وہ بیمار ہوا میں نے عرضی لکھی

جواب لکھا کہ ایک اچھا ہو جائیگا، دوسری بار جو بیمار ہوا جانبر نہ ہوا۔ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار اکبر شاہ بادشاہ کے سر پر شدت سے درد تھا بادشاہ نے خواجہ سرا کو خدمت مولانا میں بھیج کر عرض کرایا، آپ نے سر مبارک پر علامہ اُنار کو خواجہ سرا کو دی کہ یہ بادشاہ کو دیدینا اُس نے لاکر حضور میں پیش کی، بادشاہ نے غلطیاً اُس کو ٹھکر رکھا معاً درد موقوف ہو گیا۔ اس کلام سے سو بار مروارید تول کر خدمت حضرت میں ارسال کی حضرت اُنکو وقت وہ طلبائے خانقاہ کو تقسیم کر لئے۔ ایک بار حضرت کے اُس تقریب کسی عرس کی غمی تمام اس شہر اور شہزادے اور مشائخ سب حاضر تھے۔ علین قوالی میں قوالوں کو بند فرما کر حافظ عبدالقادر متخلص بہ قادری کہ حضرت کے مرید تھے ارشاد فرمایا کہ قصیدہ بردہ سے کچھ پڑھ اُنہوں نے چند بیت خوش الحانی سے پڑھیں تمام مجلس کو جوش و خروش ہوا اُسی وقت ایک مبروص کرایا، اُس نے جو نظر افشانی اشرافی اسی وقت وہ اچھا ہو گیا اور مولوی محمد روشن علی و سید محمد مرزا کہ قراتی نواب روشن لود کے تھے اُسی روز مرید ہوئے۔ نقل کرتے ہیں کہ حضرت مولانا انتقال سے دو برس پہلے محل سلطانی میں رونق افروز ہوئے چند بیگمات مرید ہوئیں۔ چنانچہ والدہ حضرت ابو ظفر جی حضرت کی مرید تھیں انہوں نے حضرت بہادر شاہ کو پیش کر کے مرید کرایا اس وقت عمر اُن کی آٹھ برس کی تھی حضرت نے کچھ پڑھ کر بہادر شاہ پر دم کیا، اور بادشاہ اکبر سے فرمایا کہ اگر یہ بچہ بادشاہ کا نہ ہوتا تو میں اس کو لیکر اپنا کرتا۔ بادشاہ نے عرض کی اب بھی آپ ہی کا غلام ہے، فرمایا کہ یہ خود ہمارا ہو جائیگا۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت مولانا مجلس سماع میں روضہ حضرت سلطان المشائخ پر حاضر تھے ایک نوجوان کو وجہ ہوا، ناگاہ قوال کسی ضرورت کو اٹھ گئے کچھ چپ ہوئے وہ نوجوان مردہ ہو گیا تمام بدن سرد ہو گیا، تمام اہل مجلس اس کی طرف نگراں تھے اُس کا باپ یہ حال دیکھ کر روتا ہوا مولانا کے دربار آیا اور عرض کی کہ یہی ایک بستر تھا سو فوت ہوا، میں بھی جینا نہیں چاہتا۔ حضرت نے ازراہ رحم فرمایا کہ یہ ابھی زندہ ہے تسلی رکھو اور توالوں کو گلے کا حکم دیا کہ یہ غزل شروع کرو۔

لب لعل تو صد جان می دہد      خضر آسا آب جیواں می دہد  
مردہ گر با شتم بعالم باک نیست      جاں بوصل خویشاں می دہد

جب قوالوں نے یہ غزل شروع کی تمام مجلس جوش و خروش میں آئی اس نوجوان کو بھی حرکت ہوئی پھر بحالت وجد زمین پر لوٹنے لگا، بعد تھوڑی دیر کے ہوشیار ہو گیا، نقل کہ مولوی سکرم کہ علامہ نے دینی سے

تھے سماع کے واسطے میں حضرت مولانا بہت پرہیز رکھتے تھے۔ ایک روز عین وقت مجلس کے بارادہ بحث آئے، مولانا نے نگاہ تیز سے دیکھا کہ گویا تیر سا لگا، مولوی محکم بیٹھ گئے اور وجد ہوا، بعدہ مرید ہوئے ترک تدریس کر کے سلوک طریقت میں مصروف ہوئے، کبھی روبرو حضرت کے نعرہ ہائے عاشقانہ مانتے اور کہتے کہ اے مردمان دیکھو ہزن دنیا اور قصاب عاشقان مولانا فخر الدین کو کہ ایک تیر نگاہ سے مولوی محکم کی شہید کیا۔ حضرت اُن کی ایسی مستانہ وار باتیں سن کر تبسم فرمایا کرتے تھے۔ ایک بار مولانا نے ایک لڑکے کو برائے تعلیم مولوی محکم کے سپرد کیا کہ اس کو میزان الصرف پڑھاؤ۔ اگرچہ مولوی بسبب عشق الہی و دولہ طبعیت کے لایق درس تدریس نہ ہے تھے مگر حکم مرشد کو جبراً قہراً منظور کیا، دو روز تو اُس کو پڑھایا، تیسرے روز ضرب زیداً عمر اُگاسبق آیا، لڑکے نے آپسے پوچھا کہ استاد کو زید نے کیوں مارا، مولوی نے فرمایا یا با معشوقانِ عاشقان بگیناہ کو ناحق مارتے ہیں، یہ کہہ کر کتاب چاہ میں ڈالی پگڑی پھینک دی و جد میں اگر بیہوش ہوئے یہ خبر مولانا صاحب کو ہوئی، فرمایا کہ مولوی کو میرے پاس لاؤ، جب روبرو آکر ہوشیار ہوئے مولانا نے فرمایا کہ لفظ ضرب زیداً عمر اُگاسبق کی کیا کیفیت ہو، عرض کی کہ حضرت بس بس دو روز بوجہ حکم عالی کے سبق دیا اب معاف فرمائیے، اگر مار ڈانا منظور ہے بہتر ہے ورنہ میرا دلغ صرف پڑھانے کے لایق نہیں ہو چند روز بعد مولانا میں رو کر دیا گئے روز گاہ سے ہوئے۔ وفات حضرت مولانا فخر صاحب کی بتاریخ مہتمم جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ میں بمقام شاہجہان آباد ہوئی، مزار گھر بار زیر مسجد استانہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا حاجت روائے خلق ہو کہتے ہیں کہ جہاں مولانا کا مزار ہے یہ جگہ بہت کوتاہ تھی، جب جس مبارک کو اس جگہ دفن کرنا چاہا تو ہرگز کسی کو گمان نہ تھا کہ یہاں پورا مزار ہو جائیگا، اگر قدرت خدا سے حضرت کا بھی مزار بناؤ پاس آپ کے چھوٹے صاحبزادہ کا بھی مزار ہے، اور ادھر بھی جگہ ہے۔ چچا فیروز شاہ قادری غلٹ شاہزاد سلیم کہ جن کا ذکر دوسرے حصہ میں ہوگا، فرماتے ہیں کہ ایک بار بادشاہ بہادر شاہ خواجہ صاحب میں مقیم تھے میں بھی وہیں تھا اور موسم نہایت گرم تھا، شبِ روز ٹوچتی تھی میرے بھلیوں کی رائے ہوئی کہ آج کا دن باغ محمد شاہی میں کہ باغ ناظر شہور ہے تمام دن رہیں، میں اور میرے دوستوں نے باغ میں کھانا کھایا، جب وہ پہر ہوئی تو میں و مزار عدد انگن بخت دونوں وہاں سے پایادہ چلے، خواصوں نے چھتیاں اکھول لیں، جب قریب محلِ سلطانی کے آئے، حضور جگلی ڈیوڑھی پر ایک کردہ میں تشریف فرما تھے اور گردن تاسینہ کھڑکی سے باہر تھی اس کردہ کے نیچے ہی سے راستہ تھا، جب ہم نے بادشاہ کو دیکھا آداب

بجالاتے، ڈیوڑھی پر حاضر ہو کر اپنے حاضر ہونے کی اجازت چاہی، بس حسب حکم ہم دونوں کو باریابی ہوئی پھر آداب بجالاتے اور حسب اجازت بیٹھے، بعد مزاج پُرسی کے بیٹے عرض کیا کہ جنانا بجالی تو بہت سخت چلتی ہو یہ کھڑکی بند ہو جانی چاہیے، ایسا نہ ہو نصیب اندلو لگ جائے۔ بادشاہ نے ابدیدہ ہو کر فرمایا کہ چار روز ہو کہ مینے یہیں بیٹھے کچھ ایسا دیکھا کہ ہر دوپہر کو یہیں آکر بیٹھتا ہوں، یہ تو مجھ کو ہولے خس خانہ سے بہتر معلوم ہوئی ہے، مینے عرض کیا کہ وہ ارشاد ہو فرمایا کہ ایک روز میں اسی جگہ بیٹھا تھا مینے دیکھا کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور میرے حضرت صاحب یعنی مولانا فخر صاحب دودو بزرگ ہاتھ پکڑے جھرنے کی طرف چلے آتے ہیں، قریب تھا کہ میں جھرو کوں کی طرف سے کودوں مگر اشارہ سے منع فرمایا، میں سکتہ کے عالم میں ساکت رہ گیا، اُس روز سے دوپہر اسی جگہ گذرتی ہے، اور یہ مولانا اس کا تب کی ہے کہ حضرت ابوظفر کو مزارات حضرت خواجہ اور حضرت مولانا سے اس قدر محبت تھی کہ اکثر خواجہ صاحب میں رہا کرتے، آستانہ کی طرف کبھی پشت نہ کرتے تھے، جس امر میں مولانا صاحب کے قدوس کی قسم کھاتے تھے وہ سچی ہوتی تھی، جب کبھی حضرت مولانا کا ذکر آتا روتے اور حالت طاری ہو جاتی تھی، تصویر حضرت مولانا کی کسر ہاتے رہتی تھی، بعد حضرت مولانا کے تعلیم حضرت مولانا قطب الدین فرزند اکبر حضرت مولانا سے پائی اور تمام پوتوں اور پڑوتوں کو مولانا سے بھی بہت محبت رہی، بہت ادب سے پیش آتے تھے، مینے دیکھا ہے کہ جب میاں کالے صاحب مبارکباد چاند رات یا مزاج پُرسی کو نشرین لاتے تو سند سے آگے کھڑے ہو کر تعظیم کرتے اور بار بار سند شاہی پر بٹھاتے، جب میاں کالے صاحب حج کو گئے ہیں تو معرفت ریڈیٹنٹ دہلی بنام رؤسائے ہند و حکام عالی قدر منجانب گورنر انگریزی سران جاری ہوا تھا کہ بادشاہ کے پیر زادہ حج کو جاتے ہیں لازم ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہو، چنانچہ جہاں سے گزریں وہاں کے حاکم ضلع یا رئیس نے کو سوں سے پیشوائی کی دعوت اور نذر و نیاز سے پیش آئے اور میاں نظام الدین صاحب و میاں غلام معین الدین صاحب کہ پڑوتے مولانا صاحب کے اور بادشاہ کے پوتوں سے بھی چھوٹے تھے، مگر کبھی ان صاحبان کے نام نہ لیتے تھے، بڑے میاں اور چھوٹے میاں فرمایا کرتے تھے۔ جلد مریدان مولانا صاحب کے کمال محبت رکھتے تھے، جو درویش خاندان فخریہ کا آتا اُس سے نہایت محبت سے ملتے مصافحہ کر کے روتے جو اس کی قسمت کا ہوتا خدمت گذاری کرتے، مولانا کے اکثر فضائل

بیان فرماتے اور اولاد مولانا بھی اولاد بہادر شاہ پر کمال مہربان رہی۔ چنانچہ میاں کالے صاحب اس کا تب پر نہایت شفقت فرماتے اور ارشاد کیا کرتے تھے کہ محبت خدا داد ہے جس قدر مجھ کو اُلفت غلام نظام الدین سے ہے اُسی قدر احمد اختر سے ہے، بلکہ ایک گھجی اور اُس کا یا کو کہ جو خورد سالی میں میاں غلام نظام الدین کی سواری کا تھا احقر کو مرحمت فرمایا تھا، ایک بار فقیر بیمار تھا دو ماہ اپنے مکان پر رکھا اور جب صحت ہوئی اُس وقت قلعہ میں بھیجا، آخر کیفیت ارادت اور محبت حضرت ابو ظفر کی یہ کہ جب بجائے تخت کج بوریا بیٹھنے کو بلا اور رنگون میں بھیجے گئے وہاں سے بھی صدر کو ایک درخواست بھیجی تھی کہ میں اور کچھ نہیں چاہتا یہ جو کچھ نقد اور سامان رنگون میں ملتا ہے یہ بھی نہیں چاہیے، اُمید یہ کہ مجھ کو بمقام ہنری جھوٹا دیا جائے کہ وہاں میرے پیر کا مزار چاہتا ہوں کہ جودن کی زندگی ہو اُس مزار کی جادوب کٹی میں بیکر کے اپنے پیر کے قدموں میں فن ہوں، مگر یہ آرزو ہی پوری نہ ہوئی وہ بھی ہو گا کوئی اُمید برائے جس کی اپنا مطلب نہ ایک چرخ کج ہے سکلاؤ اور غلفاء حضرت مولانا کے صد ہائے ہیں، مگر تیر گا چند صاحب مرج ہوتے ہیں۔ اول حضرت مولانا قطب الدین پسر سجادہ نشین حضرت کہ پدر بزرگوار سے کچھ کم نہ تھے۔ ۲۸ محرم ۱۲۳۳ھ میں وفات پائی، دوسرے اکمل الخفاری مولانا نور محمد میل جہاروی و شاہ عبد اللہ و شاہ ظہور اللہ مولوی روح اللہ و سید احمد و شیخ شمس الدین، مولوی بدیع الدین، مولوی فرید الدین، شیخ محمد سلیم، مولوی مکرم، مولوی فرید، مولوی روشن علی، مولوی حسن محمد، شاہ محمد فتح اللہ و صوفی یار محمد شاہ اودانی قادری و لواب نظام الملک غازی الدین خان مصنف مناقب فرید شاہ محمد بیداد و حاجی محمد واصل و مولانا سید محمد و مولانا سید ضیاء الدین، سید فخر الدین مست و شیخ گل محمد و حافظ سعد اللہ و شاہ مراد و شیخ محمد مراد و شیخ امان و مولوی علاء الدین و شیخ ضیاء الدین، مولوی محمد صلح و میاں عبد الوہاب بیکانیری و حاجی احمد و حاجی فدا بخش محمد غوث کیرت پوری و محمد غوث فرزند ثانی کہ حضرت والد کے پہلو میں آسودہ ہیں، و مولانا عہد الدین معروف سید میر محمد دہلوی، مولانا شاہ نیاز احمد و حضرت اکبر شاہ ثانی بادشاہ۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ آپکی والدہ حضرت جناب عالیہ سادات عظام سے تھیں۔ جب اکبر بادشاہ اُن کے محل میں آئے وہ جب قرآن پڑھتیں کہیں متشابہ لگتا یا کوئی لفظ غلط صادر ہوتا آپ بتاتے، اُن کو اپنے حکم میں سے آواز آتی۔ ایک روز انہوں نے شاہ عالم سے کہا کہ میرے شکم میں کوئی جن یا کوئی بلا ہے قرآن پڑھنے میں جہاں بولتی ہوں میرے شکم میں سے کوئی مجھ کو بتا دیتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ کچھ

اندیشہ نہ کر و تمہارے شکم میں ولی خدا ہے، ان کا شعار تھا کہ بہت کم بولتے تھے اکثر اشاروں سے کام لیتے، تمام دن درود شریف پڑھتے تہجد کی نماز کو بیدار ہو کر صبح تک اداے نوافل میں مصروف رہتے اور مرید بھی کرتے تھے۔ شب چار شنبہ، رمضان بمقام کند پور ریاست دیوان میں پیدا ہوئے اور بروز جمعہ ۲۸ جمادی الثانی بمقام درگاہ قطب الدین بختیار کاکی انتقال کیا اور وہیں دفن ہوئے اور خلیفہ حضرت مولانا فخر صاحب الوظفربہادر شاہ ثانی کے سلسلہ جشتیہ و قادریہ و نقشبندیہ شریعت و کبرویہ میں صاحب اجازت تھے، چونکہ میرے جد تھے میں سلم سے حضرت کے خوارق و کرامات لکھنا مناسب نہیں سمجھتا، مگر ایام غدر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ غدر ہوتے ہی ترک لباس کر دیا تھا، سخت کا بیٹھنا ساقوت فرما دیا تھا، اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں خاتم النسل تیور ہوں اس کا خاتمہ میرے ربڑ ہو گا۔ ایک بار میزبان کے دالان میں جلوہ افروز تھے، حاضرین دربار سے فرمایا کہ گولہ روکتے روکتے میرے ہاتھ جل گئے، جو اعرائے مفرین سے تھے ان سے فرمایا میرے ہاتھ دکھو اور سو گھوڑے بٹک ہاتھ سرخ ہو گئے تھے، بارود کی بو آتی تھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے پیر روشن ضمیر کے مریدوں میں سے کوئی سوائے اس بذصیب کے ایسا نہیں کہ جو منزل مقصود کو پہنچا ہو، میں بھی امیدوار ہوں کہ میرا میر کس وقت آوے گا، اگر جواں بخت ہوشیار ہو جائے تو میرا مصمم ارادہ ہے کہ میں اس نام بادشاہی کو چھوڑ کر اپنی تکمیل کروں۔ چنانچہ چھ برس رنگون پہنے سے وہ مراد پوری ہوئی۔ رنگون میں یہ کیفیت رہی کہ جبر سے کم باہر آتے تھے تمام دن تلاوت کرتے تھے، شب کو اداے نوافل اور ذکر اکرام ذات میں مشغول رہتے تھے شرح گلستاں کہ جو تصوف میں لکھی ہے ایک بار طبع ہو چکی ہے، شاعری آپ کے دیوانوں سے ظاہر ہے آپ کے نو دیوان تھے، دو وہ کجن میں پتہ، ٹھٹھی، دہریت، تروٹ، ترانہ، سرگم، خیال، چوٹی چند کتب وغیرہ تھے اور ہر ملک کی زبان میں تھے، غدر میں کتب خانہ کے ہمراہ غارت ہوئے، خط طغرائیں بہت کچھ ایجاد کے نسق کے خوشنویس تھے، اکثر کلاہ دوزی کیا کرتے تھے، وفات حضرت کی بمقام رنگون ۱۱ شعبان ۱۲۸۵ میں ہوئی، مشہور ہے کہ غدر سے چالیس برس پہلے غلہ کا کھانا ترک کر دیا تھا، آنبہ اور رنگرہ سے رغبت تھی، مگر ان کا بھی عرق چوس کر تھوڑی دیر بعد نمک پانی پی کر شکم کو صاف کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ نواب نجم الدولہ دبیر الملک اسد خاں نظام جنگ جو ہرنیم برز کے خلیفہ میں انظم لکھی ہے اس سے تہذیب عالی ظاہر ہے۔

ایکے از راز نہاں آگے نہ	دم مزن لرزہ کہ مردہ	در ہزاراں مرد مردہ کی	آدمی بسیار اما شہر کی
در تومی پرسی کہ مردہ اکہیت	جوسراج الدین بہادر شاہ	در طلقہ رہنمائے رہزان	در خلافت پیشوائے خزان
آنکہ چوں ز راز و محکم زند	دفتر کون مکان برہم زند	آنکہ جودے نوارا سر دہ	نہ شود نخلے کہ بشی بردہ
آنکہ چو شوق آسمان زایش	تخت چوں رفوف بر زانید	بشی از نبردہ آواز عشق	شاہ مابرتخت گوید راز عشق
عشق دارد پایہ ہر کس نگاہ	ممبر از بشی و تخت از بارشاہ	انچہ براہیم ادہم یافت است	بعد ترک مسند جم یافت است
شاہ ماہ دارد دہم در ہروی	خرقہ پیری و تاج خسروی	شاہی درویشی انجا باہم است	بادشاہ عہد قطب عالم است
بر دعائے شہ سخن کوتاہ ادا	تا خدا باشد بہادر شاہ ادا		

## ایضاً

مید بخشش کف دریا و سحاب نوال	قرلوائی فلک خرگہ دستارہ سپاہ
رئیس تا جوران خسرو جہاں داور	دلیل راہرواں مرشد خدا آگاہ
بفیض آگہی آئین شناسن سیر سلوک	بفرخروی ارزش فزائے دولت و جاہ
دم مراقبہ صورت نمائے جوہر عقل	آگہ مشاہدہ نیرو فزائے نور نگاہ
ز حق عظیمہ پذیرد چو ماہتاب ز مہر	بخلق بہرہ رساند چو آفتاب ماہ

بعد انتقال حضرت کے بھی کسی نے کچھ لکھا ہے جس کا یہ ایک شعر مجھ کو بھی یاد ہے شعر  
ظاہر اگر گو شاہ بود باطن آدر ویش بود      مال و جان بردین دادہ کوئی سبقت در بود

## ذکر حضرت مولوی مکرم خلیفہ مولانا فخر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ عالم بے بدل و درویش بے مثل تھے ایک بار شریف فرمائے ادا آباد ہو کر سید محمد خاں داروغہ کے مکان پر قیام پذیر ہوئے ایک روز مجلس سماع تھی اور آپ کو وجد تھا ناگاہ قاضی الدآباد بھی وہاں آگیا مولوی مکرم کو وجد میں دیکھ کر ازراہ تسخر کہنے لگا کہ اس مولوی کو کیا ہوا کہ اس طرح چوڑا ہلا تا ہے اسی شب کو وہ اپنے پٹنگ پر سوتا تھا کہ صورت مثالی حضرت مولانا فخر کی وہاں پہنچی اور قاضی کے چوڑا پکڑ کر زمین پر سے مارا اور فرمایا کہ لے قاضی نابکار میرے مریدوں کی نسبت ایسے کلمات بے ادبی کے زبان پر لایا۔ صبح کو جو قاضی بیدار ہوا اُس کے چوڑا پر ذیل سخت نمودار ہوا اور

اس میں نہایت ٹیس اور چپک تھی کہ چوڑا نہ ہلا سکتا تھا، بہت کچھ تدا بیر عمل میں لایا مگر سود نہ ہوا آخر دی محکم کی خدمت میں حاضر ہو کر غفور جہاں چاہا، مولوی صاحب نے رحلی سے دہلی پر ہاتھ لگایا، اسی وقت موقوف ہوا، آخر مولوی صاحب کی دعا سے اس کو صحت ہوئی۔

## حضرت مولانا نور محمد جھیل جہاروی قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ اعظم و مصاحب  
ہمد حضرت مولانا خیر الدین

جہاں کے تھے، فقر میں عالی شان و بلند مرتبہ رکھتے تھے، اور جو جہربانی پیر روشن ضمیر کی حضرت پر دوسرے کو نصیب نہیں ہوئی۔ ایک بار حضرت مولانا فرماتے ان کے حق میں فرمایا کہ نور محمد خلق کے تجھ سے کام پڑیں گے، یہ سن کر آپ متعجب ہوئے اور دل میں خیال کیا کہ میں ایک ناچیز ہوں، حضرت ایسا فرماتے، آخر جیسا کہ مولانا نے فرمایا تھا، اُسی طرح کا ظہور ہوا کہ ہزاروں طالبان خدا حضرت کی توجہ سے با اور صاحب ولایت ہوئے، کرامات آپ کی مشہور ہیں، جو شخص حضرت کے روبرو آتا اس کی انی بعض اُبیان فرماتے، یہاں تک کہ مولوی غلام حسین کہ آپ کے مُرید تھے آپ سے سو کوس پر ان کی وفات ہوئی، آپ کو ان کے جنازہ کے ہمراہ دیکھا یہ غلام حسین جھیل دہلی کہلاتے تھے۔ شجرۃ الانوار میں لکھا ہے۔ اجداد نور محمد نے پہلے قرآن حفظ کیا، بعدہ برائے تحصیل علوم دہلی میں گئے اور مولانا کی حضوری میں شرف لیا، علوم ظاہری سے فارغ ہو کر سنہ ۱۱۰۰ھ میں مُرید ہوئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے فرقہ خلافت حاصل کیا۔ دوسرے کئی بار لوگوں نے خدمت مولانا میں عرض کیا کہ نور محمد پنجابی اب تو نیکہ لگا کر بیٹھتا ہے گویا شیخ ت ہو گیا ہے، آخر مولانا نے ان کو طلب فرما کر ارشاد کیا کہ نور محمد ابھی پنجاب کو چلے جاؤ، یہاں ایک م ٹیڈر آخر حسب الحکم پیر روشن ضمیر بمقام جہار ان عرف تلج سرور ریاست بہاولپور میں اگر مقیم ہوئے، ملیم و تلقین مُریدان میں معروف ہوئے۔ مزار ان کا پاک پٹن شریف سے بجانب غرب چالینس کو س کے ملہ پر ہے، اب جو صاحب سجادہ ہیں ان سے بھی ملا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ایک بار بعد چلے آئے ان کے سے حضرت مولانا نے فرمایا تھا کہ میرے پاس ایک روٹی تھی، سو آدھی نور محمد پنجاب میں لے گیا، ی میں تم سب مُرید ہو۔ میر محمدی یہ اپنے ماموں سید فتح علی شاہ صاحب کی دولت سے بھی غنی ہے جو اس کا حصہ میرے پاس تھا لے چکا۔ وفات حضرت کی سہرزی الحجۃ سنہ ۱۱۸۰ھ میں ہوئی، وفات نے یہ ہر حیث و اولیٰ جہاں بے نور شد، مزار تلج سرور جہار ان شریف میں ہے، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:-



حضرت قاضی محمد عاقل، حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی، حضرت خواجہ نور محمد نرنولی و حافظ جمال لسانی و حافظ غلام حسین چیلادہنی و مولوی محمد مسعود جہانگی والے و حافظ غلام محمد کیری والے و حافظ غلام ناصر پیش امام و سید مارفت شاہ پاک پنی و شیخ جمال محمد ہشتی قدس سرہ العزیز۔

آپ خلیفہ مولانا فخر صاحب کے

**ذکر حضرت مولانا ضیاء الدین حبیب پوری قدس سرہ**

مولانا نے ان کو بے پور کی طرف رخصت کیا، آپ بے پور کے باہر مقیم ہوئے، بعد چند روز کے لوگ آپ کو شہر میں لے گئے اُس وقت وہاں سوائے مسجد شاہی کے دوسری مسجد نہ تھی، اُس میں راجہ کے گھوڑے بند تھے، پکار کر اذان کہنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔ بعد چندے قیام کے آپ کی کرامات کا شہرہ ہوا، راجہ بھی خدمت عالی میں حاضر ہونے لگا۔ ایک بار اہل ہندو کا کوئی تہوار تھا، شاہی جنم اشٹمی تھی۔ راجہ برائے پوجا ٹھاکر دوارہ کے سوار ہوا، راستہ میں خیال آیا کہ فقیر سے بھی مل چلا، آخر خدمت عالی میں حاضر ہوا بعد تھوڑی دیر کے عرض کی کہ میں ہوتا ہوں آپ نے فرمایا کہ اور بیٹھو، اس نے کہا کہ تمام شہر او پاسا ہے یعنی روزہ سے ہے، جب میں پوچھ کر کے او پاس کھو دوں گی تب سارا شہر پوجا کر کے روزہ کھو دینگا، آپ نے فرمایا کہ تم تمہارے ٹھاکر کو یہیں بلا دیجئے تم میں پوجا کرو۔ اس کرامت کا راجہ بھی مستثاق ہوا، آپ راجہ کو اپنے حجرہ میں لے گئے، فرمایا آنکھیں بند کر، جب اس نے چشم بند کر کے بعد تھوڑی دیر کے جو دیکھا اپنے ٹھاکر کی مورتی کو حضرت کے روبرو حاضر پایا، راجہ نہایت متعجب ہوا اور اُس کی پوجا کی، اوپری دل سے سمجھا کہ یہ کوئی شعبہ دار اپنے گلے میں سے اپنی مالا اُتار کر اُس بُت کے گلے میں ڈال دی، حضرت نے راجہ سے کہا کہ پھر آنکھیں بند کر۔ الغرض پھر جب راجہ نے آنکھ کھول کر دیکھا اُس کو وہاں نہ پایا، آخر رخصت ہو مندر میں آیا، وہاں عجب گہما گہمی دیکھی کہ تمام بُجاری گھبرائے ہوئے پھرتے ہیں، پوچھا کیا ہے، پندتوں نے کہا کہ مہاراج کی عمر و راز پونج ٹھاکر جی بکلیٹھ کو گئے تھے بہت دیر سنگھاسن سے غایب ہے وہاں کی نشانی بھی لائے، یعنی ایک مالگلے میں پڑی ہے۔ راجہ نے جو دیکھا تو اپنی مالا مورت کے گلے میں بائی، بُجاریوں سے کہا کہ یہ مالا ہماری جوگ ہے، پس وہ اپنی مالا اس کے گلے سے اُتار کر اپنے گلے میں ڈالی اور معمولی طور پر پوچھ کر کے پھر حضرت کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ میں آپ کے حالات سے واقف نہ تھا، آپ کی خدمت کچھ بجانہ لایا، اب مجھ کو اپنا نیاز مند سمجھ کر کچھ خدمت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ مہاراج تم کو خدا نے راجہ مہاراجہ بنا کر ملک مال دولت و حشمت دی تم کو چاہیے

اپنی کُل رعایا کو ایک نگاہ دیکھو تمہاری مسلمان رعایا کو نہ ہونے مسجد اور بانگ سے بہت تکلیف ہو دیتی  
 راجہ نے اپنے ہمراہی اہلکار کو حکم دیا کہ بیس ہزار کی تیاری سے ایک مسجد بنادی جائے اور اذان کی اجازت  
 ہو، آپ نے فرمایا کہ بہتر یہ ہے کہ بادشاہی مسجد کہ جس میں طویلہ ہے خالی کرادی جائے راجہ نے اُس رویہ سے  
 طویلہ تیار ہو جانے کا حکم دیا کہ ابھی وہاں سے گھوڑے نکال کر اس کی مرمت استرکاری کرادی جائے  
 آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارا پیسہ نکالو پھر اس میں نماز ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے کام خود کرا لیتا ہے۔ الغرض  
 وہ مسجد مسلمانوں کو ملی، اور اب حضرت کے طفیل سے بیس سے زیادہ مسجدیں ہیں، جن میں دہرادہن  
 نمازیں ہوتی ہیں۔ ایک دوست فرماتے ہیں کہ میں جمیر سے آتا تھا جے پور میں گاڑی بھرتی تھی، وقت دوپہر  
 کا تھا سخت گرمی تھی، ایک پالکی گاڑی میں سوار ہو کر بھاگا بھاگا مولانا ضیاء الدین کے مزار پر آیا، جی  
 چاہا کہ مزار کی قدمبو سی کروں، مگر جب چلا تو پتھر فرش کے لیے گرم تھے کہ پیر بھلس گئے، غرض جو کچھ  
 قریب پہنچا، جب اس سل پر پیر پڑا کہ جو زیر توذ تھی بالکل سچ تھی، میں نے بخوبی کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھی  
 اور حضرت کے مرتبہ عالی پر عش عش کرتا ہوا پھر اسٹیشن ریلوے پر آیا۔

## ذکر حضرت مولانا سید عمار الدین میر محمدی لہوی قدس سرہ

آپ ہمیشہ زادہ سید فتح علی شاہ قادری کے اور خلیفہ اکمل حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں کے اور نہایت با عظمت  
 و کرامت تھے، سادات عظام و رؤسائے عالی مقام دہلی سے تھے، علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہو کر  
 پہلے تربیت درویشی کی اپنے ناموں سید فتح علی شاہ قادری سے کر کے کئی سلسلوں میں اجازت حاصل کی  
 آخر حضرت مولانا صاحب کے مرید ہو کر کار تکمیل پہنچا کہ خرقہ خلافت حاصل کر کے اوپر تربیت شہزادگان  
 و رئیسان دہلی کہ جو مرید حضرت مولانا کے تھے مقرر ہوئے اور آپ کے بھی ہزاروں مرید تھے، ذات بابر کا  
 سے فیض عام جاری تھا، سماع کو بہت دوست رکھتے تھے، اوائل میں بہت سفر کئے بزرگان وقت سے  
 فوائد حاصل کئے، جب تک حضرت مولانا حیات رہے بغیر دیکھے اُن کے نہ رہ سکتے تھے، عاشق میر تھے، تہام  
 اولاد حضرت ابو ظفر بہادر شاہ اور دیگر شاہزادہ و امراء آپ کے مرید تھے، چنانچہ شہزادہ سلیم خور دسال تھے  
 چھت کے اوپر پتنگ اڑا رہے تھے، حضرت نیچے دالان میں تشریف فرما تھے، اُن کے پتنگ پر اوکئی صاحبزادے  
 نے پیچ ڈال دیئے وہ روئے لگے، حضرت نے ان کے روئے کی آواز سن کر دالان سے باہر آئے اور پوچھا کہ

میاں روئے کیوں ہو، انہوں نے عرض کیا کہ میرے ایک پتنگ برکتے ہی بیچ ڈال دیے ہیں، آپ نے فرمایا نہ روو وہ کاٹا معا یہ فرماتے ہی جتنے بیچ پڑے تھے سب کٹ گئے، میں نے دیکھا کہ تا ایام غد حضرت ظل سبحانی ہمیشہ عرس شریف میں شامل ہوتے رہے، وفات حضرت کی ۲۲ لاکھ میں ہوئی۔ مزار شاہجہان آباد میں متصل چلی قبر کے اپنی خانقاہ میں ہو، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:- سید عنایت حسین ساکن کشمیری دروازہ، شاہ میر محمد شیخ فیض اللہ، مرزا خجستہ بخت عم شاہ، شاہزادہ سلیم برادر شاہ مرزا محمد روشن شیخ کاتب محمد دارا بخت میراں شاہ پدر کاتب شیخ الکبش متوطن ساگر صاحبزادہ لطف اللہ کہ کسی اولیاء کی اولاد سے تھے، مولوی رحمت علی، مولوی نجیب اللہ۔

## ذکر حضرت مولانا سید شاہ نیاز احمدی فخری نظامی خلف سید حاجی حکیم شاہ رحمت سرہندی قدس

آپ اعظم اولیائے متاخرین و کبرائے و خلفائے راستین مولانا فخر الدین فخر جہاں کے تھے کہ باناز و نیا ہمراز درہ سوز گداز دماز و در عشق و محبت جانناز علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روز و صوری اور معنوی میں یکائے روزگار تھے، طالبان خدا کو بخدا پہنچاتے تھے، بارگاہ حضرت کے معدن فیوضات ربانی اور خانقاہ مطلع انوار سبحانی تھے، مولد شریف حضرت کا سرہند تھا، جب آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ خور و سال تھے، آپ کی والدہ عقیقہ روزگار تھیں، آپ کی پرورش فرماتی تھیں۔ بعدہ بلے تربیت ظاہری و باطنی حضرت مولانا فخر جہاں کے سپرد کیا، مولانا نے آپ کی تعلیم میں نہایت کوشش کی کہ تیرہ برس کی عمر میں علوم منقول اور معقول ذریع اور اصول حدیث اور تفسیر اور فقہ وغیرہ فاضل ہو کر دستا فضیلت حاصل کی اور بیعت ہوئے، چند سال کی کوشش میں بکمال ولایت باطنی فایز ہوئے، بعد عطلے خرقہ خلافت پیش گاہ پیر مرشد سے بخت بانس بریلی مامور ہوئے۔ وہاں پہنچ کر ہدایت خلق اللہ میں مشغول ہوئے ہزار با آدمی سلسلہ ارادت میں آئے اور مردان کابل و قندھار و بدخشاں و شیراز و فارس و عرب شام و روم و کوہ قاف آ کر مستفیض ہوئے اور خلفاء حضرت کے ہر چہار سمت عالم میں مامور ہوئے۔ مغرب و مشرق کہ حضرت سید شاہ عبداللہ بغدادی قادری گیلانی کے اولاد سے حضرت غوث اعظم کی تھے دہلی میں تشریف لائے بمقام حاجی مسجد مجمع عام میں حضرت مولانا فخر الدین سے کہا کہ چندے نیاز احمد کو مجھ کو دیدیجئے کہ ہندوستان میں

اسی کے واسطے آیا ہوں، جو امانت اس کی جو اس کو دیدہ دل و حسبِ محکم حضرت غوث پاک کے اپنی لڑائی کی شادی اس کے کروں دوسرا کام نہیں ہو، حضرت مولانا نے اُن کا فرمان قبول کیا، آپ بمقام رامپور تشریف لے جا کر اُن کے بھی مُردہ پہنے اور نعت پڑھائے قادر یہ مشرف ہوئے۔ خوارق اور کرامات حضرت کی بہت مشہور ہیں، بالکل قدم بقدم حضرت مولانا کے تھے، دیوان نیاز آپ کی تصنیفات کے مرغوب طبع آصفیہ ہے، اردو فارسی دونوں زبانوں میں عمدہ اشعار تحقیق اور معرفت میں فرماتے تھے، ولادت باسعادت بمقام سرہند ۱۲۳۸ھ میں ہوئی، اور وفات حضرت کی بانس بریلی بتاسیخ ۱۲۶۱ھ جمادی الثانی ۱۲۸۸ھ میں ہوئی، مزار گھر بار بریلی میں حاجت بروائے خلق ہے۔

**ذکر حضرت مخدوم زادہ شیخ یار علی شاہ کیرانوی صابری ختی قدس سرہ** یہ حضرت اولاد حضرت شیخ

جلال الدین کبیر الاولیا پانی پتی کے تھے، بڑے صاحبِ عظمت و جلال و ربا کمال گذرے ہیں و بہت خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں، البتہ آپ کے وقت میں کچھ اہل کیرانہ آپ سے رجوع کرتے تھے، بعد انتقال آپ کے پیر وہ ہیت اصلی پر آگئے، مزار آپ کا کیرانہ میں آپ کی ہی بیٹھک میں ہے، جو شاہ جی کی بیٹھک نواب دروازہ مشہور ہے۔

**ذکر حضرت سید علیم الدین سید عتیق اللہ ختی جالندہری قدس سرہ** آپ خلیفہ شاہ ابوالعالی کے

اور عالم ظاہری اور باطنی تھے۔ انہار الاسرار و شرح بوستان سعدی و نہر بہتہ السالکین و شرح اخلاق ناصری و زبدۃ الادیات و نشر الجواہر فارسی ترجمہ نظم الدر المنیر جان عربی مؤلف مرزا خاں برکی محدث آپ کی تصنیفات ہیں، آپ خور دسالی میں شاہ ابوالعالی صابری کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور تکمیل سید میراں بھیکہ سے کی اور فرقہ خلافت حاصل کیا، تمام عمر تلقین اور تعلیم میں بسر کی۔ نقل ہو کہ آدینہ بیگ خاں فوجدار دوآب جالندہ نے صدیق بیگ کو قصبہ نور محل کا حاکم کیا، اُس نے ایک سید کی ملک ضبط کر کے تیس روپے طلب کئے وہ حضرت کی خدمت میں آیا، آپ نے ایک خط سفارشی صدیق بیگ کو لکھا آپ نے سفارش نامنظور کی اور کلمات ناشائستہ زبان پر لایا۔ قدرت خدا سے دوسرے ہی روز صدیق بیگ کو آدینہ بیگ خاں نے بکارت قید کیا، اور تیس ہزار روپیہ جمانہ کیا۔ آپ کے حالات اسرارِ علم میں شرح وار لکھے ہیں۔ ولادت حضرت کی ۲۲ جمادی الآخر ۱۲۰۹ھ میں ہوئی۔ وفات ۱۶ صفر ۱۲۸۸ھ میں بمقام جالندہر ہوئی۔ دروازہ پر آفتابِ چشتیہ مادہ تلخیص وفات کندہ ہے۔

## ذکر حضرت سید علی شاہ چشتی جالندھری قدس سرہ

آپ خلیفہ سید علیم الدین کے تھے  
اور صاحب تجاد بھی تھے ہزار

مرید ہوئے، وفات حضرت کی ۱۲۷۱ھ میں ہوئی رضی اللہ عنہ آپ کا مادہ تالیف ہے کہ جو غلام رسول ساکن ٹانڈہ  
نے نکالا کہ آپ کے مریدوں میں سے تھا۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سعید چشتی جالندھری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ سید علیم الدین کے تھے  
قصیر راہوں دو آریہ جالندھری میں

رہتے تھے ذات جامع الکملات تھے علوم ظاہری اور باطنی سے خوب ہر تھے تمام عمر تعلیم و تلقین میں مصروف  
ہے، وفات حضرت کی ۱۹ ر ذی الحجہ ۱۲۷۱ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ محمد سعید بیری شریقی لہوری قدس سرہ

آپ قوم سے نو مسلم تھے  
اور خوجہ قوم کا جو مشہور

ہے پیشہ آبائی کرتے تھے، بعض وقت غلہ ایک جگہ سے لجا کر دوسری جگہ فروخت کرتے تھے، کبھی کسی بہت سے غلہ  
بیل پر لاد کر لاہور میں لاتے اور فروخت کر کے اُس کے نفع میں گزر کرتے، ایک بار غلہ لے جاتے تھے دریا کا وادی کر  
جب موضع نیاز بیگ پر قریب مدرسہ کہنے کے اُنے بیل کا پیرا مجاہدہ گرا پیر ٹوٹ گیا، غلہ کی گون گر پڑی جو آپ کے  
ہمراہی تھے اُن سے ہر چند کہا کہ تم اس بار کو تقسیم کر کے اپنے بیلوں پر بکھو مگر وہ نہ مانے وہ سب بیٹن و سکھوں کے دہان  
چلے گئے یہ نہیں ہے۔ الغرض جو دن باقی تھا وہ تمام ہوا شہنشاہ ہیری تھی، آپ نے درگاہ پر دروگہا عالم  
مستجاب الدعوات میں دعا کی کہ الہی کوئی سبب پیدا کر کہ یہ غلہ سلامت لاہور میں پہنچ جائے، جب نصف  
شب گذری ایک سوار دور سے پیدا ہوا، جب وہ نزدیک آیا اُس نے سخت آواز دی کہ تو کون ہے جو  
اس ویرانہ میں کہ اندھیری رات ہو غلہ لئے بڑا ہے میرے پاس آیا ہے سمجھے کہ کوئی رہزن ہو تو ٹٹنے آیا ہے  
زخمی سے جواب دیا کہ میں غریب مسافر مزدور ہوں میرا نام سجد ہے میرے پاس سولے اس غلہ کے  
اور کچھ نہیں، ایک بیل تھا سودہ لنگڑا پڑا ہے، اُس سوار نے فرمایا کہ گون غلہ کی میرے پاس لاؤ انہوں  
نے جواب دیا کہ بیل بیکار ہے مجھ اکیلے سے گون اٹھ نہیں سکتی، سوار نے فرمایا کہ لنگڑا انہیں ہے، پھر  
انہوں نے کہا کہ اس کے بیکار ہونے کی وجہ سے میں یہاں بڑا رہا اور ہمراہی چلے گئے، سوار نے فرمایا کہ  
اس کو کھڑا کر، ذرا انہوں نے بیل کو سہارا دیا وہ کھڑا ہو گیا پھر باکل درست تھا، اب انہوں نے جانا کہ

یہ امداد غیبی ہے اور یہ سوار سہزن نہیں ہی بلکہ رہنما ہے، پھر انہوں نے کہا کہ گون بھاری ہی میں تنہا نہیں اٹھا سکتا۔ وہ سوار نزدیک آیا، اور نوک بھالہ سے اٹھائی، انہوں نے یہ کرامت سوار کی دیکھ کر اُس کے قدم پکڑ کر عرض کیا کہ میں آپ کی زیارت مشرف تو ہوا، مگر اپنا اسم مبارک بھی فرمائیے، میرا خاص مطلب یہ ہے کہ اس دنیا سے بے پردہ ہو جاؤں، سوار نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا کام ہے جا اپنا راستہ یہ بہت سونے اور عجز سے پیش آئے، تب سوار نے فرمایا کہ میں علیؑ ہوں حکم پروردگار تیری امداد کو کیا ہوں جا تجھ کو خدا رسیدہ کیا، یہ فرما کر نظر سے غائب ہوئے سیدہ اہلس شرق پور میں گئے اور جو کچھ گھر میں تھا راہ مولائیں دیکر یا صفت اور محنت میں مشغول ہوئے، اور سلسلہ صابریہ میں مرید ہو کر اولیائے روزگار سے ہوئے۔ یعنی شیخ محمد سعید بن محمد باقر شرق پوری مرید شاہ مراد ملتانی کے وہ مرید شیخ جیو شاہ گجراتی کے وہ مرید شیخ ذکریا دوی کے وہ مرید حاجی قطب دوی کے وہ مرید شاہ درگاہی لاہوری کے وہ مرید شیخ ابوسعید گنگوہی کے۔ ایک بار آپ خرپڑہ لاہور میں لا کر دوکان نیلگر پر فروخت کرنے لگے۔ نیلگر کے دل میں خطرہ گذرا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی تخم وغیرہ خرپڑہ کاٹ نیل میں جا پڑے اور وہ خراب ہو جاوے اس سے بہتر ہے میں اُن کو یہاں سے اٹھا دوں، اپنے نور باطن سے اس کا خطرہ معلوم کر کے کل خرپڑہ باقی ماندہ اُس کے مات میں ڈال کر فرمایا کہ تیری زندگی تک اب اس مات میں نیل ڈالنے کی حاجت نہ ہوگی جتنا چاہے رنگ، چنانچہ بارہ برس تک وہ مات رنگین رہا کبھی نیل ڈالنے کی حاجت نہ ہوئی۔ اس قسم کی ہزاروں کرامات مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۲۸۶ھ میں ہوئی، مزار شرق پور میں مادہ تاریخ لفظ درخ مزار پر کندہ ہے۔

آپ مشہور شاعر پنجاب

**ذکر حضرت شیخ خیر الدین خیر شاہ چشتی لاہوری قدس سرہ**

آپ کا مشہور ہے اور مرید شیخ سلیم لاہوری کے تھے، سماع میں وجد بہت ہوتا تھا اور لنگہ جاری تھا، اُس میں فقیر اور غنی کی خصوصیت نہ تھی۔ وفات حضرت کی ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۲۵ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

آپ خلیفہ اکمل بندگی شاہ میراں بھیکہ کے تھے، عجائب حال و غرائب اطوار عالم

**ذکر حضرت شیخ محمد سالم روپڑی قدس سرہ**

علم معرفت تربیت مریدوں میں یگانہ عصر تھے، سماع سے بہت حظ اٹھاتے تھے، رجوعات فتوحات

بکثرت تھے، ہزاروں مُرید تھے۔ ہر روز ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ سوالا لکھ کیا کرتے تھے، وفات حضرت کی ۳۲ ذی الحجہ ۱۱۸۷ھ میں ہوئی، مزار روپڑ میں ہے۔

**ذکر حضرت سید محمد اعظم روپڑی قدس سرہ** آپ خلیفہ و صاحبِ سجادہ شیخ محمد سالم روپڑی کے تھے اور فرزند بھی تھے۔ آپ کی

ایسا جذب تھا کہ نظر فیض اثر جس پر پڑتی وہ خدا رسیدہ ہوتا تھا۔ ایک بار حضرت گھوڑے پر سوار روپڑ سے دو سکر گاؤں میں جاتے تھے کہ رہنوں نے آگھیرا اور گھوڑا لینا چاہا، آپ کمالِ حلم سے پیش آئے اور فرمایا کہ یہ گھوڑی کہ جس پر میں سوار ہوں دُبی اور کم قیمت ہے، دوسری گھوڑی میرے مکان پر موجود ہے وہ اس سے نہایت بہتر ہے، اگر اس وقت ٹھہرو تو میں وہ گھوڑی لاکرم کو دوں، یہ فرما کر مکان پر گئے اور وہ پیش قیمت گھوڑی لاکر رہنوں کو دیدی وہ لیکر اپنے مقام پر گئے، دوسرے روز تمام مردوزن اُن کے آکر تائب ہوئے اور حضرت کی گھوڑی اور ایک دوسری لاکر لے گئیں۔ وفات حضرت کی ۱۹ ربیع الاول ۱۲۳۷ھ میں ہوئی مزار آپ کی روپڑ میں ہے۔

**ذکر حضرت شاہ نصیر کوکہ ذکر الصابری حشتی قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ محمد ہلوی حشتی صابری کے تھے

زہد و تقویٰ سے آراستہ مجاہد باللہ شیر صورت با عظمت ہدیت تھے۔ عاشقِ سماع و وجد تربیت یافتہ روحانیت حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی اور ذکر اسم ذات جہر کے ساتھ بہت کرتے تھے، دنیا اور اہل دنیا سے بہت متنفر تھے، نام پاک حضرت مخدوم علی احمد صابری حشتی کلیر کے عاشق تھے تربیت مریدوں میں یکجا ۷ روز گزارتے، وفات حضرت کی، ۲۷ ذی الحجہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سادات شاہ غلام حشتی صابری قدس سرہ** آپ خلیفہ شاہ نصیر کوکہ ذکر اللہ کے تھے فقریشان

عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے، علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیرا تھے، سماع کو بہت دوست رکھتے، آپ کے دو صاحبزادے تھے بڑے صاحبزادہ سید صابر علی شاہ اور دوسرے صاحبزادہ نے خورد سالی میں انتقال کیا، آپ کی مجلسِ سماع میں کل حاضرین پر حالت طاری ہوتی تھی، حالت وجد میں جس پر نظر پڑتی وہ بھی وجد میں جاتا تھا، حالت وجد میں تو الون بہت داد و دوش فرماتے تھے وفات حضرت کی ۱۱ رمضان المبارک ۱۲۸۱ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت بندگی سید بر علی شاہ معروف میاں صاحب بخش حشتی مولوی صابر قسیرؒ

آپ خلیفہ اکل وصاحب سجادہ بندگی شاہ غلام سادات تھے، بیان کرامت حضرت کا احاطہ تحریر سے افزوں ہے کل امراء دہلی شاہ و شاہزادگان ذات بابرکات سے معتقد تھے، حضرت نہایت بخیر تھے، فتوحات کو کم قبول فرماتے تھے، غریبوں سے نہایت محبت تھی۔ ایک بار کیسا ہی آسیب زدہ روبرو حضرت کے جا تا حضرت کی صورت دیکھتے ہی اس کا آسیب بھاگ جاتا تھا، آپ کے نفس پاک کو اللہ تعالیٰ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ کیسا ہی سخت بغض ہوتا، جہاں حضرت سے دو چار دن دم کرایا اُس کو صحت ہوئی۔ ہزاروں گھر آپ کی رعایا تھے ہر شخص کو رعایا سے مثل فرزندوں کے پرورش فرماتے۔ وفات حضرت کی تاریخ ۱۲ رجب الاول ۱۲۳۲ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں اندرون شہر ہے۔

## ذکر حضرت سید میر عبد اللہ شاہ قدس سرہؒ

آپ خلیفہ و پیر صاحب سجادہ سید صابر علی شاہ حشتی صابر کے تھے نہایت بابرکت اور صلح اور عابد تھے، حضرت کا زہد اور عبادت آپ کی زیارت سے اہل نظر کو معلوم ہو جاتی تھی، اوائل عمر سے عابد اور صلح تھے۔ چنانچہ بوجہ صلاحیت اور عبادت کے بادشاہ بھی اعزاز کرتے تھے۔ تمام شہر دہلی حضرت سے معتقد تھا، حکام یورپین بھی اعزاز کرتے تھے، پیرزادگان میں یگانہ عصر تھے، اوائل سے تا آخر فقر و بے فرومایا، اگر آخری وقت میں حضرت کو سراج دہلی، فخر دہلی، برکات دہلی جو کہیں سو بجا ہے۔ مجھ کو بچہ پن سے حضرت کی خدمت میں نیاز اور حضرت کو مجھ پر شفقت تھی۔ وفات حضرت کی تاریخ ۲۳ شعبان ۱۲۳۲ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں قریب مزار والد کے اندرون خانقاہ ہے۔

## ذکر حضرت مولانا قاضی محمد عاقل حشتی فخری نظامی قدس سرہؒ

حضرت خلیفہ کلان مولانا نور محمد بھیل مہاروی کے تھے، کوٹ مٹھن میں پیدا ہوئے اور سات آٹھ برس کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہوئے، اور چند سال محنت کر کے تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دستاویز فیض حاصل کی، بعدہ مولانا نور محمد سے بیعت کر کے ریاضت شاقہ اور زہد میں مشغول ہوئے، چند روز میں کارروائی تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا۔ تمام دن تعلیم طلبائے علم دین میں مصروف رہتے۔



آدھی رات تک طالبانِ حق کو تعلیم فرماتے، بعد آدھی رات کے ذکر اسم ذات میں مشغول ہوتے حضرت کے مدرسہ شریعت اور طریقت سے ہزاروں کامل ہو کر نکلے۔ ان میں سے جو اولیاء اور صاحبِ اجازت ہوئے وہ یہ ہیں:- اول مولانا قاضی خواجہ خدابخش پیر حضرت دوم مولوی سلطان محمد تیسرے مولوی عبداللہ، چوتھے شیخ شرف الدین، پانچویں شاہ محمد اعظم کہ اولاد سے مخدوم جہانیاں کہ تھے، چھٹے حافظہ جان محمد ساکن اوج شریف ساتویں مولوی خواجہ تلج محمد صاحب، آٹھویں خواجہ محمود غیرہ اکبر مولانا نور محمد صاحب سجادہ، نویں خواجہ گل محمد احمد پوری، دسویں حاجی نصرت، گیارہویں میاں نور محمد ان کے علاوہ اور بھی بہت خلیفہ ہوئے وفات اس ذات جامع الحسنات حامی دین متین پیشوائے اہل تقین کی ۸ مارچ ۱۲۹۹ھ میں ہوئی، مزار گھربار کوٹ مٹھن میں سجدہ گاہ مریدان ہے۔ اودہ تاریخ اُس بادشاہ شریعت شاہنشاہ طریقت کا یہ ہے۔

روز ہشتم بود از ماہ رجب  
کز جہاں نور جہاں شد محتسب

### ذکر حضرت مولانا خواجہ قاضی خدابخش ابن قاضی محمد عاقل کوٹ مٹھن

یہ حضرت خلیفہ اعظم و فرزند مکرم قاضی محمد عاقل کے تھے، یہ مادر زاد ولی تھے، خوارق اور کرامات طفولیت سے ظاہر ہونے لگے تھے، علوم ظاہری اور باطنی میں یگانہ روزگار اور تربیت مریدوں میں شہرہ آفاق تھے، نظر فیض ترجس پر پڑتی تھی فوراً اس کے دل میں محبت الہی پیدا ہو جاتی تھی اور باسنا اور عطا تھے، باپ جو آمدنی املاک ہمدی اور قوت و حاکمیت کے ترک اور تجربہ کے ساتھ آیام گزاری کرتے تھے، فتوحات اور آمدنی ذاتی کو نعمہ مساکن فرماتے اور خرقة خلافت بہت کم عطا کیا ہے، چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو جب تک شہود ذات میسر نہ ہو قابل عطاء خرقة خلافت کے نہیں ہوتا، چنانچہ چچہ حضرت کو کہ جو اس مرتبہ عاقل کو پہنچ گئے تھے خرقة خلافت عطا فرمایا، وہ یہ ہیں:- مولانا شاہ غلام فخر الدین فخر جہاں، وعدی خواجہ نصیر حسین مہاروی خواجہ نور حسین خواجہ نور محمد ثانی و مخدوم کرم حیدر ساکن اوج دسویں غلام کبریا۔ وفات حضرت کی ۸ رذی الحجہ شب جمعہ ۱۲۶۹ھ بمقام چاچڑاں شریعت ریاست بہاولپور میں ہوئی، مزار پڑانوار بمقام کوٹ مٹھن زیارت گاہ خلائق و حاجت روائے مریدان ہے۔

ذکر حضرت مولانا خواجہ فخر الدین فخر جہاں قدس سرہ

آپ خلیفہ اعظم و فرزند اعظم  
خواجہ خدابخش کے تھے، اور علوم

نظامی اور باطنی سے آراستہ پیر راستہ فقر میں رتبہ بلند رکھتے تھے، تفرید اور توحید میں یگانہ عصر تھے۔  
 جمال یوسفی کمال موسوی خلق محمدی حاصل تھا، اپنے کمال ولایت کو تامقدور چھپاتے تھے، فتوحات بھی  
 بہت تھا، عبادت اس طرح فرماتے کہ کسی کو آگاہی نہ ہو، شہرت کو کم پسند فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ  
 دنیا بڑا کہے خواہ بھلا کہے اس کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیے، پروردگار عالم سے معاملہ سچا ہے۔ اول اقل  
 سلطان الاذکار فرماتے تھے، بعدہ شہود حق میں مستغرق ہو گئے تھے۔ حضرت بروز دوشنبہ بمقام  
 چاچڑاں شریف تولد ہوئے اور بہار جمادی الاول ۱۲۸۵ھ میں وفات پائی، حزار پُر اذکار کوٹ مٹھن میں  
 حاجت ردائے خلق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے برادر حقیقی حضرت مولانا خواجہ شاہ غلام فرید کہ بیشک اس وقت  
 فرید عصر اور مقتدائے مشائخ ہیں زیب مسند خواجگان چشت ہوئے، یہ حضرت بہار ذیقعدہ ۱۲۸۵ھ  
 میں تولد ہوئے۔ بیعت زہے گوہر خاندان نسرید ہوئے، یا جمی قدر و عزت مزید، اس بیت سے  
 انارنج ولادت نکلتی ہے۔ جب عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی آپ کے والد خدائے بخش قدس سرہ نے انتقال  
 کیا۔ آپ کے برادر کلاں خواجہ مولانا فخر الدین فخر جہاں نے آپ کو مثل فرزند پرورش فرمایا، اور شب رو  
 آپ کی تربیت میں مصروف رہتے۔ اول قرآن حفظ کیا اور چند روز میں تحصیل علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ  
 ہو کر اپنے برادر کلاں سے بیعت کر کے ریاضت شاقہ اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے  
 خرقہ خلافت پایا، آخر صاحب سجادہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ذات ستودہ صفات کو سلامت رکھے کہ  
 اس وقت میں حضرت یادگار سلطان المشائخ ہیں اور اخراجات حضرت کے گویا اخراجات حضرت سلطان المشائخ  
 نظام الدین اولیا کا نمونہ ہے۔ اس وقت ہندوستان میں دوسرا فقیر یا امیر ایسا نسی نہیں ہے کہ آپ کے  
 نزدیک اشرفی اور پیہ سونا چاندی، اینٹ پتھر سب برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سیر حسی دی ہو کہ جو  
 سائل پہنچ جاتا ہے سینکڑوں ہزاروں دیتے ہیں، میں بھی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ برحورہ دارغور شاہ  
 جامع سلاسل فخریہ کا غلام ہے۔ میں نے دیکھا کہ ہر وقت حضرت کو استغراق رہتا ہے، میں بہت سیاحت  
 اکثر درویشوں کی زیارت سے مشرف ہوا، مگر حضرت شاہ غلام فرید صاحب کے مقالات وہ پائے کہ  
 جن کا بیان کرنا اسرار الہی کا فاش کرنا ہے، مگر جی چاہتا ہے کہ بعد تحریر اس مجموعہ کے حضرت کے حالات  
 ریاضات و مقالات کہ جو طے فرما چکے ہیں اور خوارق و کرات اور کمالات طبیات جمع کر کے سعادت حاصل  
 کروں گا، خلفا حضرت کے یہ ہیں:- حضرت صاحبزادہ مولانا خواجہ محمد بخش صاحب کہ خورد سالی سے عبادت کا

شوق تھا، خدمت سید ولایت شاہ ساکن اوج صاحبزادہ میاں فضل حق و میاں نصیر بخش صاحبان جہاد کی ولایت والی ریاست بہادر پور سلطنت اسلامیہ۔

آپ خلیفہ نامدار و احباب باوقار خواجہ  
ذکر حضرت خواجہ محمد سلیمان چشتی فخری نظامی

کرامات زحد و ریاضت و عبادت و عشق و محبت الہی میں شریعت سے غریب و رنج و شبہ شمال تک مشہور تھے۔ پہلے وطن آپکا گرجی کہ ایک پہاڑی مقام ہے تھا، ہوسٹیاں ہوئے کوٹ مٹھن میں مدرسہ قاضی محمد عاقل صاحب میں تحصیل علوم ظاہری فرمائی۔ اُسی عرصہ میں شیخ نور محمد موعظ غلام دیگر مشائخ کوٹ مٹھن شریف لائے اور خانقاہ خدمت میں ٹھہرے، خواجہ سلیمان مجذوب جاذب حقیقی وہاں پہنچ کر بیعت مشرف ہوئے، کئی برس بحضور پیر مرشد رہ کر کار و درویشی تکمیل پہنچا کہ خرقة خلافت حاصل کیا اور حسب الامر پیر روشن ضمیر تونسہ شریف میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، آپ کے مرید اقداد اور خلیفہ بے انداز ہوئے۔ ہر جہاں ہمت عالم میں پہنچا فیضانِ فخریہ جاری کیا، اور ایک لاکھ کافروں کو مسلمان فرمایا۔ بعدہ برلن زیارات خزار خاجگان چشت وارد ہندوستان ہو دیلی میں آکر میرے جد ابو ظفر سے حرامات دہلی کی زیارت کی بعدہ اجیر شریف کی زیارت سے مشرف ہو کر تونسہ کو مراجعت فرمائی۔ مناقب المجدوبین وغیرہ کتاب دیکھنے سے آپ کے کمالات ظاہر ہو سکتے ہیں و مشہور ہیں۔

نقل ہے کہ آپ کے وطن میں ایک مجذوب بیہوش تھے، جب آپ محل مادر میں تھے، اور آپ کی والدہ گھر سے باہر آئیں وہ مجذوب آپ کی والدہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جاتے تھے، اہل دیہہ نے ان کی طرف گمان فاسد کر کے اُن کو تکلیف دینا چاہا، اول اُن سے سبب پوچھا کہ اُس عورت کو دیکھ کر تم کیوں کھڑے ہوتے ہو کیا ارادہ ہے، انہوں نے فرمایا کہ اس عورت سے مجھ کو کیا علاقہ ہے، اس کے شکم میں بادشاہ دین دنیا ہے، میں اس کی تعلیم کو کھڑا ہوتا ہوں۔

نقل ہے کہ ایک بار بعد اوائے نماز ظہر حجۃ شریف میں وظیفہ ادا کر رہے تھے کہ ایک عورت رُتی ہوئی آئی اور عرض کی کہ میرا ایک ہی بیٹا تھا وہ مر گیا اب میں کیا کروں، آپ نے فرمایا صبر کر، آپ کے خادم کو اس ضعیفہ کے روتے پر رحم آیا، اُس نے عرض کیا کہ حضرت ایک بیماری سکتی کی ہوتی ہے اگر ازراہ کرم حضور جل کر ملاحظہ فرمائیں تو تسلی ہو جائے، یہ سن کر حضرت اُس ضعیفہ کے مکان پر آئے، اُس کا پسر

مردہ پڑا تھا اُس کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ تو مردہ معلوم ہوتا ہے۔ خادم نے پھر عرض کی کہ سکتہ بھی مشابہ موت کے ہوتا ہے، حضور نبض ملاحظہ فرمائیں، آپ نے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ ناڑی بھی نہیں جو، پھر خادم نے عرض کیا کہ غور سے ملاحظہ کیجئے آپ کی توجہ قلبی اس طرف ہوتے ہی قدرت خدا سے اُس کی نبض کو حرکت پائی فرمایا کہ چلتی تو ہے، اُس خادم نے کہا کہ پھر غور سے دیکھئے، دوسری بار توجہ اُس طرف ہوئی بخوبی نبض کو حرکت لگی اور وہ بیٹھا ہو گیا، اُس عورت نے اُس لڑکے کو لاکر حضرت کی نذر کیا، آپ نے پانی بھرنے کی خدمت اُس کے سپرد کی وہ بہت جیا۔

نقل ہے کہ ایک لایتی آپکا معتقد اور سوداگر تھا، جب وہ ہندوستان سے ال فرودخت کر کے واپس جاتا، حضور کی زیارت مشرف ہوتا، بہت کچھ پیش کرنا۔ ایک بار وہ بیٹھا تھا اُس کے سامنے بہت فتوح ہوا، اُس کے دل میں خطرہ گذرا کہ یہ حضرت لنگر خانہ اور دادو دیش جو ہے ہم دنیا داروں کے باعث ہے اگر ہم کچھ نہ دیں تو سارا کارخانہ درہم برہم ہو جائے، آپ نے فوراً باطن سے معلوم فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ اور سلطان غیاث الدین کی وہ نقل بیان کی۔ جب سلطان نے ممانعت کی تھی کہ کوئی ہمارا ملازم وہاں نہ جائے نہ کچھ لے جائے، اس پر حضرت سلطان المشائخ نے خواجہ مبشر کو حکم دیا تھا کہ آج سے دو غنا خچ کر وجود رکھو طاق حمرو میں سے لیا کرو، اور اس سوداگر سے فرمایا کہ حمرو میں سے ہمارا مصللاً اٹھالو، وہ حسب حکم حمرو میں گیا، جس وقت جاننا ز اٹھائی دیکھا کہ اُس کے نیچے دریا کی تین دھاریں چلی جاتی ہیں، ایک اشرفی کی، ایک روپیہ کی، ایک میں جواہرات بہتے چلے جاتے ہیں یہ دیکھ کر اُس کو سہیت ہوئی، جاننا ز ہاتھ سے گر گئی لرزتا ہوا آکر قدموں پر گر غرقو تصور چلا۔ آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ جو مرنے میں وہ سوائے خدا کے کسی کے محتاج نہیں، یہ جو آتا ہے یہ اسباب ظاہری ہو، اور اس کو منع فرمایا کہ اس کی شہرت نہ ہو جب وہ سوداگر بار دیگر ہندوستان میں آیا دہلی پہنچ کر برائے ملاحظہ شاہ اپنی اشیاء لایا، یہ کرامت حضرت کی چشم خود دید بیان کی، سینے پر نقل زبانی شاہ کی سنی۔ وفات حضرت کی، صفر بروز پنجشنبہ بعمر یک صد سال ۱۲۶۷ء میں ہوئی۔ مزار پر انوار شگھر و شریف میں حاجت روائے خلق جو۔ خلفاء اگرچہ حضرت کے ہزار در ہزار تمام ممالک میں ہیں مگر چند صاحب تبرکات تحریر ہوتے ہیں۔ حضرت شاہ انکبش سلمہ اللہ تعالیٰ کو حضرت کے صاحب سجادہ اور مفید وقت اور شیخ المشائخ ہیں۔ بیٹے بھی حضرت کی زیارت کی جو دوسرے شیخ محمد یار و حافظ محمد علی خیر آبادی و مولوی محمد علی و میاں عبداللہ شاہ کہ ان کے مریڈ ہیں

حاجی احمد الد صاحب غنیمت ہیں۔

## ذکر حضرت مولانا غلام نصیر الدین معروف کالے صاحب دھلوی خلف مولانا قطب الدین خلف اکبر حضرت مولانا صاحب

آپ علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ تھے، زہد اور تقویٰ میں یگانہ عصر اول اول کھوت غنا میں اپنے کمال کو پوشیدہ رکھا، بعدہ چند سے توبہ شریف میں حضرت شاہ سلیمان صاحب ہمعصبت نے کم بولتے اور نہایت شہ زور تھے، مرید اور خلیفہ اپنے والد کے تھے، وفات حضرت کی بمابہ صفر ۱۲۶۲ھ میں ہوئی، مزار قطب میں آپ کے بعد آپ کے فرزند کلاں مولانا نظام الدین صاحب سجادہ ہوئے۔ ۲۱ شوال ۱۲۹۶ھ میں وفات پائی، مزار قطب میں ہو، آپ کے بعد آپ کے برادر خورمیاں حسین الدین صاحب سجادہ ہوئے، ۲ صفر ۱۳۱۷ھ میں وفات پائی، آپ کے بعد آپ کے برادر میاں کمال الدین سلمہ الد تعالیٰ صاحب سجادہ ہوئے اور نگ آباد میں آسودہ ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ حاجی رمضان چشتی لاہوری قدس سرہ چشتی کے تھے اور عالم اور

صائم الدہر عابد زاہد خلیق و مجرد از خلق و وصل بحق ہمیشہ مسجد میں مشغول رہتے، حالت فقر اور تجرید سے گزارتے تھے، سماع میں آپ کو بہت اضطراب ہوتا تھا اور استجاب لدعوات تھے، زیارت حرمین خیرین بھی مشرف ہوئے تھے، بمابہ رمضان ۱۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے، اور ۳۰ رمضان ۱۳۱۷ھ میں فوت پائی، مزار شیخ محمد ظاہر لاہوری کے مزار کے متصل ہے۔

## ذکر حضرت بندگی حافظ موسیٰ چشتی صابری مانک پوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ بندگی سید محمد غلام روپڑی کے تھے، اوائل میں آپ کی دوزوجہ تھیں، پہلے لوہے کو صیقل فرماتے تھے، آخر میں قلوب انسان کو صیقل کیا۔ سجان الد کیا اسرار آگہی تھا، پس جب جاذب حقیقی نے اپنی طوٹ کھینچا دو فوہیوں کو طلاق دیکر تارک الدنیا ہو کر سید محمد غلام روپڑی کی خدمت میں بیعت کر کے بحق مشغول ہوئے، بعد تکمیل کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور ایک مدت روپڑا اور بہلول پور میں مشغول رہے آخر مانک پور میں مقیم ہوئے اور خلق الد کی ہدایت میں مصروف ہوئے، حالت جذب میں جس کو نظر بھر کر

دیکھ لیتے تھے وہ مجذوب ہو جاتا تھا۔ چنانچہ کریم شاہ و محمد شاہ وغیرہ حضرت کی توجہ سے مجذوب ہوئے، وفات حضرت کی ۱۶ رمضان بروز یکشنبہ ۱۲۴۸ھ میں ہوئی، مزار قصبہ مانگ پور میں زیارت گاہ و خلائق ہر خلیفہ آپ کے غلام معین الدین، حافظ محمد حسن عرف حافظ بانکے، مولوی امانت علی، خواجہ عبداللہ امر دہوی و میر امانت علی و محمد بخش سہاگ ڈالے و پیر شاہ صاحب سجادہ ہوئے

**ذکر حضرت مولوی امانت علی چشتی** آپ خلیفہ موسیٰ مانگ پوری کے تھے، مرد بزرگ صاحب عبادت کہ دنیا اور اہل نیا سے کچھ کار نہ رکھتے تھے، بعد وفات حافظ صاحب کبک کشمیر میں جاکر شیخ احمد کشمیری کی خدمت میں حاضر رہ کر فیض حاصل کیا، بعدہ امر وہہہ میں سکونت اختیار کی، وفات حضرت کی ۱۱ ذیقعدہ ۱۲۵۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت محمد حسن عرف حافظ بانکے** یہ حضرت خلیفہ موسیٰ مانگ پوری کے تھے، مجرد بالبد صاحب ترک و تجرید اور فقر میں شان عالی رکھتے تھے، علم توحید میں مبیل تھے، سینکڑوں مرید رکھتے تھے، آزاد منش اور فارغ قیودات دنیوی سے تھے حضرت کے خلفاء سے مرزا قایم الملک چشتی صابری اس وقت میں غنیمت اور صاحب سلسلہ ہیں، تمام ہندوستان میں ان کے خلفاء کے مرید ہر مل و معصوم صفت بھی ہیں سلسلہ اللہ تعالیٰ۔

**ذکر حضرت بندگی غلام معین الدین شاہ خاموش حیدر آبادی** یہ حضرت خلیفہ اکمل حافظ موسیٰ مانگ پوری کے تھے

صاحب زہد و ریاضت و عشق و محبت صاحب سماع و سخی وقت رجوعات و منقوحات بد جہ غایت تھا، سا فزون اور درویشوں و راہل عرب سینکڑوں بلکہ ہزاروں دیتے تھے چنانچہ اب تک جو عات آپ کی صاحب سخا کے پاس آئی کہ کسی درویش حیدر آباد کو نہیں جو نہایت باکمال گذرے ہیں، ہندوستان میں بڑے زیارت مزارات خواجگان چشت جو آئے تھے اس سفر میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا اپنے سلسلہ کے پیران چشت کے مزارات پر کھواب اور زلفیت کے غلاف چڑھائے، باوجود اس فتح کے خود فقرا و تجرید کے ساتھ ایام گذاری کرنے تھے، لباس صابر یہ پہنتے تھے مزاج میں کچھ قسمی کمی کا متکلف نہ تھا، عبادت میں شہرہ آفاق تھے، اگرچہ کایہ تب لحوون زیارت کے مشرف نہیں ہوا، لیکن جہت یقین حیدر آباد میں گیا بطور سیاحی تو حضرت ہندوستان میں تھادرواں کے فقر کو دیکھا زیادہ حیدر آباد میں ٹھہرنا نہ ہوا، کس واسطے کہ ارادہ یادت ملک در اس تلنگان تھا، چھاؤنی میں ایک سنیا سکی مکان پٹھرا تھا

چہار منارہ کے قریب لالہ لالہ پرشاد بالکا پرشاد کے مکان پر مدعو تھا کہ ان سے سرسُنج کی ملاقات تھی، وہ قانون کو سرسُنج کے ہیشہ زادہ تھے، چونکہ وہاں سے آپ کا مکان بھی قریب تھا آپ کے حالات سن کر گیا، منہا کہ ہندو گئے ہوئے ہیں، ایک ہفتہ بعد آباد میں ٹھہر کر سیراگیوں کی جماعت کے ہمراہ آگے چلا گیا، آخر سترہ سالہ میں حضرت کے روحی فیضان ہوا جس کی ذکر تذکرۃ الفقراء میں ہو چکا ہے۔ وفات حضرت کی ۲۸ مایہ روز بقعدہ شمس ۱۱۷۱ ہجری قمریہ عزا حیدر آباد دکن میں ہو خلیفہ آپ کے یہ ہیں: برید محمد ہاشم حسینی حشیتی صابری سجادہ و ہلال شاہ و امان الدشاہ و ہلاقی شاہ۔

یہ حضرت سالک مجدد تھے، سوالے  
**ذکر میاں گھوڑا شاہ سرسُنج حشیتی نظامی قدس سرہ**  
 ایک گُردے کے اور کپڑا نہیں رکھتے تھے

حالت جذب میں مثل گھوڑے کے کوندے پھاندتے، اگر چاہے یا نالہ آیا جست کر جاتے تھے ضعیفی میں بزرگ کرامت وہی حالت رہی، ایک گھوڑی سواری میں اور ایک نیل گائے کو تل رہا کرتی تھی، جس کو آپ کے بالکے کفر چٹ لیکر چلا کرتے تھے، ایک نیند را بردہ کہا کہ علاقہ بھیلہ متصل شمس آباد ہے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہمارے ہاں تشریف فرما تھے کسی کے ہاتھ کا پکایا ہوا نوش نہ فرماتے تھے۔ کفر چٹ کھانا تیار کر کے اپنے ہاتھ سے کھلاتے تھے اور وہی طہارت بھی کرایا کرتے تھے، حضرت کے واسطے انگلیٹھ پر باٹی سینک ہے تھے کہ ابراہا اور مہاٹ کا پانی برسنے لگا، تو سر پر ہاتھ رکھ کر ہماری پولی یعنی دروازہ میں آگئے، اور باواز بلند کفر چٹ سے فرمایا کہ اگر میری دھوتی پر ایک بوند بھی پڑی تو آج تیری خیر نہ ہوگی، کفر چٹ اپنے کرتہ کا دامن دھوتی پر دے کھڑے ہو گئے، گھوڑی دیر کے بعد پانی قہم گیا، دیکھا خوب پانی برسا تھا چار طرف بہ نکلا مگر حضرت کی دھوتی پر ایک بوند نہ پڑی۔

نقل ہے کہ ایک بار ٹونک کی طرف عازم ہوئے، بمقام ریاست اندر گڑھ پہنچ کر در دولت راجہ پر مقیم ہوئے اور اُس وقت بسبب مساک باراں کے تمام مالوہ پریشان تھا، دوسرے روز کفر چٹ کا نکر یعنی باٹی سینک ہے تھے، حضرت نے کفر چٹ سے فرمایا کہ بچہ اتنے باٹی سینک میں گھوڑی کو تالاب میں سے پانی پلاؤں، لوگوں نے عرض کی کہ بہشتی اگر پانی پلا دیگا، تالاب خشک پڑا ہے۔ آپ نے دس سنا گھوڑی لئے ہوئے تالاب کے بیچ میں گھوڑی پکڑ کر بیٹھ گئے، تمام شہر میں شہرہ ہوا کہ فقیر تالاب میں بیٹھا ہوا ہے، لوگوں نے جا کر پس لانا چاہا، آپ نے سب کو دھتکار بتائی، وہ دن تمام ہوا، دوسرے روز ایک ٹکڑا ابراہا آیا اور ایسا پانی برسا کہ تالاب بھر گیا، گھوڑی جھوٹ کر کنارہ پر آئی، حضرت غوطہ کھانے لگے آخر راجہ مع اپنے

اراکین دولت پہنچا بدقت حضرت کو نکالا، جب بستر پر آئے راجہ نے برائے اولاد نرمیہ دعا چاہی، آپ نے فرمایا کہ کج سے نویں مہینہ بیٹا ہوگا۔ راجہ آپ کو محل میں باعز از ٹھہرایا، خدمت میں مصروف ہوا، جب نویں ماہ فرزند تولد ہوا، راجہ دست بستہ آکر کھڑا ہوا اور عرض کی جو حکم ہو بجالاؤں، آپ نے فرمایا پانچ سو بکریاں دے، اُس نے اُسی وقت حکم دیا، جب بکریاں آئیں اور حضرت نے اُن کو ملاحظہ فرمایا تو گھبرائے کہ میں کیا کرؤں گا میں تو پانچ سو تھوڑی سمجھا تھا، راجہ نے عرض کی کہ اب یہ آپ کی ملک ہے جو چاہے کیجئے فرمایا اچھا اب تو میں وزیر خاں کے پاس ٹونک جاتا ہوں جب وہاں سے واپس آؤں گا لے جاؤں گا۔ الغرض بعد قطع منازل قریب ٹونک کے ایک درخت بڑے نیچے ٹھہرے، چونکہ حضرت سے بہت لوگ واقف تھے نواب سے خبر کی کہ سرمنج سے میاں گھوڑا تشریف لائے ہیں، چونکہ نواب وزیر الدولہ نہایت پابند شریعت تھے برائے امتحان ایک گٹھا گھانسن چار سیر چنے ایک مشک پانی بھیج دی اور جعدار دروازہ کو ہراہ کیا جب وہ سامان رو بہ حضرت کے آیا کفر چٹ سے فرمایا کہ گھوڑی کے داہانہ لٹکا کر چھوڑ دے، اور آپ اس کے امتحان پر مثل گھوڑی کے جا کھڑے ہوئے، کفر چٹ سے فرمایا کہ اکاڑی بچھاڑی نکال دے، اور تو برا چڑھا کے الغرض کئی پوئے گھاس کے کھلے ایک مشک پانی مثل گھوڑی کے پیا، باوجودیکہ منہ میں ایک دانت بھی نہ تھا، مگر مثل گھوڑی کے کل دانہ چاب گئے، اور گھوڑی کی سی لید کی اور اُسی رنگ کا پیشاب کیا اور جعدار سے فرمایا کہ گھوڑا شاہ کا یہ تبرک ہے، نواب کے پاس لے جا۔ جعدار نے یہ کرامت نواب سے بیان کی، نواب اُٹے اور کہا کہ یہ لوازمہ برائے اسپ حضور ارسال کیا تھا نہ کہ برائے حضور، اور پوچھا کہ یہاں کیونکر قدم نہ فرمایا، آپ نے فرمایا کہ راجہ اندر گڑھ نے بکریاں دی ہیں اُن کے چرانے کو جھگڑے، نواب نے کہا کہ جو گاؤں علاقہ سرمنج سے پسند ہوئے لیجئے، نواب نے ایسا گاؤں تجویز کیا کہ جو شہر سے قریب اور اُس کی نشست چار پانچزار روپیہ کی تھی، آپ نے قبول نہ کیا فرمایا کہ وہ بستی راجپوتوں کی ہے، بکریاں جسٹا اُجاڑ کر یگی وہی میرا سر بھوڑ دیکھا۔ آخر اگر وہ گاؤں کو جو پہاڑی تھا منظور کیا کہ جو میرے سامنے پندرہ روپیہ سال پر ٹھیکہ کو تھا وہاں بکریاں چھوڑ دیں، انتقال حضرت کا غدر سے پہلے ہوا، مگر یہ کسی نہیں فرمایا اس سبب سلسلہ گم ہوا

ذکر مولوی غلام مصطفیٰ وزیر آبادی قدس سرہ

آپ مرید شیخ الدننا صابری کے تھے  
 وہ مرید شیخ کریم الدین کے وہ مرید شیخ  
 محمد غوثؒ وہ مرید شیخ قادریؒ کے وہ مرید حامد شاہ کے وہ مرید شیخ محمد صدیق لاہوری کے وفات حضرت کی ۱۱۶۷ھ



میں ہوئی، مادہ تالیخ خدا پرست ہے۔ آپ کے بعد سیر چلیغ شاہ سبزواری لاہوری صاحب سجادہ ہوئے۔

### ذکر حضرت شیخ فیض بخش لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت صاحب جدد و سلع تھے، تجوید اور تفسیر کے ساتھ ایام گزاری کرتے

تھے، اور مرید سید حیدر علی شاہ کے، وہ مرید شیخ خیر شاہ کے سال بھر میں سرہ عرس کیا کرتے تھے اور شہر ساز سے ایام گزاری کرتے تھے۔ آپ کے مرید بھی باکمال گذرے ہیں، اور حضرت کا ملان متاخرین صابریہ میں باکمال گذرے ہیں، عاشق رسول تھے، چنانچہ شب ہنم جب ششہ احد میں کہ چند روز پہلے سے تپ محرقہ میں مبتلا تھے، حافظ قادر بخش سے فرمایا کہ مناجات پڑھو، انہوں نے یہ مطلع شروع کیا ۵

منم خاکِ در کوئے محمدؐ، اسیر حلقہٴ مومے محمدؐ، قلیلِ نوکِ شیرِ نگاہشؐ، شہید تیغِ ابروئے محمدؐ، یہ سننے ہی حالت وجد ہو کر عرق آیا اور انتقال فرمایا۔

### ذکر حضرت سلطانِ مملکتِ عشقِ ہادینا و مرشدِ نامرزا روشنِ بختِ گورگانی

#### چشتی و القادری السہروردی ثم نقشبندی قدس سرہ العزیز

یہ حضرت اولاد سے احمد شاہ بادشاہ کی ہیں۔ آپ کے والد حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں دہلوی کے مرید تھے اول ان کے گھر کئی دختریں پیدا ہوئیں، ان کو فرزندِ نرینہ کی کمال آرزو تھی، جب حضرت محل میں آئے تو آپ کے والد ماجد نے اپنے پیر روشن ضمیر سے عرض کیا کہ بگیم کو پھر حل ہے اور کھانا بھی کم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے وہ بہت ضعیف اور نحیف ہوتی جاتی ہیں، ان کے واسطے تو یزیدِ محبت کیجئے اور دعا کیجئے کہ ابجے اللہ تعالیٰ فرزندِ نرینہ عطا کرے۔ حضرت مولانا نے چندے تال فرما کر ارشاد کیا کہ مرزا کچھ اندیشہ نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے تم کو فرزندِ دلی مادر زاد عطا کیا، اور یہ جو تمہارے گھر میں کھانا کم ہو گیا ہے اس کی وجہ یہ کہ تمہارا فرزند مالِ سلطنت کو کہ شکوک ہو قبول نہیں کرتا اور جس وقت وہ بچہ پیدا ہو اُس کا نام فخر الدین رکھنا اور اپنا پہنا ہوا اگر تمہارے محبت کر کے فرمایا کہ اس میں سے کُرتہ بنا کر پہناؤ، مگر وہ بیٹا میل ہو گا۔ جب حضرت تولد ہوئے تو شیر نہ نوش کیا، والدین حضرت کو نہایت فکر ہوا، سائے ٹٹلنے آئے، انہوں نے دم کیا تو یزید وغیرہ دئے، آخر سب نے کہا کہ آخری علاج یہ ہے کہ خیرات کرو، آپ کے والد نے بہت کچھ خیرات کیا، اُس وقت حضرت نے شیر نوش کیا، اور جب زبان کھلی پہلے لفظ اللہ کہا اور اوائل

عمر سے تاحیات کھل کھلا کر کبھی نہیں ہنسے جب کسی قدر بوٹن آیا حضرت مولانا قطب الدین خلعت حضرت مولانا فخر الدین کی خدمت میں جانے کا شوق ہوا اور مولانا موصوف بھی نہایت عنایت فرمائے لگاتار حضرت مولانا عطاء الدین میر سید محمد دہلوی کے مرید ہو کر ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوئے اور مولانا نیاز احمد سے بھی فیض حاصل کیا۔ بائیس برس کی عمر میں خرقہ خلافت حاصل کیا اور غنا کو ترک کر کے فقر اختیار کیا اور حکم پیر روشن خمیر جریدہ خوب سیر و سفر فرمایا۔ علاقہ جودھپور میں ایک بزرگ کی خدمت میں چندے رکھ کر فیضان حاصل کیا۔ جب وہاں ملی میں آئے سکونت قلعہ علی ترک کر کے بلخ امیر خا میں کہ اس محلہ میں خسرو فائے شیخ زادگان رہتے تھے اور اکثر غریب بھی تھے آپسے تھے مگر حالت جذب کی تھی بعد اس کے مرزا قادر بیگ گوالیار دیلمی میں تشریف لائے کہ حضرت نے اپنی لایت کو سمیٹ سپاہ گری میں پوشیدہ کیا تھا مگر چند طالبان حق دہلی سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک صاحب نے حضرت پیر و مرشد سے عرض کی کہ ایک درویش کامل صاحب لایت قریب تیلی داڑھ کے ٹھہرے ہوئے ہیں قابل ملنے کے ہیں یہ سن کر حضرت اُن کو مسافر اور جہان شہر سمجھ کر مع چند یاران باصفا کے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے، معاً دیکھتے ہی وہ اٹھ کر حضرت سے ملے اور مصافحہ کیا اور فرمایا کہ تمہارے واسطے دہلی آنا پڑا اپنی امانت لیجئے۔ حضرت نے عرض کیا کہ میں آپ کی تلاش میں سرگرداں پھر الحمد للہ کہ آج منزل مقصود کو پہنچا اور اُس بیوقت بعیت کر کے نعمت ولایت قادریہ مشرف ہوئے وہ حالت جذب اُسی وقت موقوف ہو گئی اور سن بلوغ سے تا ایام ندر ہمیشہ نماز صبح اور عصر اور مغرب جامع مسجد میں گزاری کہی ناغہ نہیں ہوئی۔ چالیس برس شب کو نہیں سوئے دوپہر کو قدرے ادا اُسے سنت قیلولہ فرمایا کرتے تھے ہمیشہ پابندی سنت نبوی کے ساتھ ایام گزاری کرتے تھے۔ طریقہ رسول مقبول علیہ السلام کو فرو گذاشت نہ فرماتے تھے ہر وقت با وضو اور بآداب رہتے تھے۔ عشا کے وضو سے نماز صبح ادا فرمایا کرتے تھے اور نوافل تہنیت اور آداب مسجد کہی قضا نہیں ہوئے۔ ہر خورد و کلاں سے پہلے حضور سلام علیک کرتے اس کا تب اور دیگر سینکڑوں اشخاص نے چاہا کہ پہلے ہم سلام کریں گریہ مطلب کہی کھی پورا نہوا۔ کئی بار کا تب نے راستہ میں بٹے پیر جا کر شیت کے پیچھے سے سلام عرض کرنا چاہا۔ مگر جب چاہا کہ زبان کہوں اُسی وقت حضرت نے پھر فرمایا السلام علیکم مرزا صاحب۔ ایک یہ کہ کہی کسی کا ہاتھ حضور کے قدم تک نہیں پہنچا جب کوئی قدموں کو ہاتھ لگا نا چاہتا فوراً حضرت کے

دست حق پرست اس کی بظنوں میں آجاتے اور آپ اُس کو اپنے سینہ سے لگا لیتے اور ہمیشہ بیوگان عربا جملہ اکام کام کیا کرتے، یہاں تک کہ کوئی سوت کوئی انڈے کوئی مرغی کوئی بکری دیتا کہ اس کو چوک پر فرد کر کے لاد بیٹھے۔ آپ وہ سامان لے کر فروخت کر کے اُس کے دام مالک کو لاکر دیتے محملے سے لے کر نکلنے قابلِ محملہ دیکھتے مگر چوک پر کبھی کسی نے آپ کو فروخت کرتے نہیں دیکھا۔ ایک بار اس زور بید را احمد اختر کا تمل لحروف نے عرض کیا کہ سماع کے بارے میں احقر کو کیا ارشاد ہوتا ہے؟ زبان حق بیان سے فرمایا کہ بھائی صاحب کسی عالم سے دریافت کرو جو وہ فرمائے اُس پر عمل کرو پھر اس غلام نے عرض کی کہ حضرت علماء تو منع فرماتے ہیں اور فقرا اس کے اثبات میں کمال لال لیتے ہیں ارشاد فرمایا کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا اگر علماء سے اعتقاد ہے اُن سے دریافت کرو اگر فقرا سے محبت اور ارادت ہو اُن سے پوچھو پھر بیٹے عرض کیا کہ حضور شریک سماع کیوں نہیں بچتے کبار کا سماع میں شریک ہونا تو ثابت ہو۔ فرمایا مجھ میں وہ صفات ہرگز نہیں ہیں جو کبار میں تھیں اور جو شرایط کا سماع سننے میں چاہئیں اُن کا پورا ہونا مشکل ہے۔ غرض کہ میں آپ کو سماع سننے کے لائق نہیں پاتا۔ اس وجہ سے نہیں سنا دوں گا کہ کو اپنا اختیار ہے، پھر بیٹے عرض کیا کہ سماع میں کسی کو جسد ہوتا ہے کوئی روتا ہے کوئی جنتا ہے کوئی محو ہوتا ہے کسی پر سکے کا عالم ہو جاتا ہے، حضرت نے چشم مبارک پر نرم کر کے ارشاد فرمایا کہ بیٹے جو درویشوں سے سنا ہے وہ اس طرح بر ہے کہ اہل صفا سماع کو معراج الروح کہتے ہیں اور حالت وجد کی سات قسمیں ہیں۔ اول یہ کہ مرد درد مند اور صلح ہو اگرچہ شغل اور سلوک سے اُس کو کچھ تعلق نہ ہو مگر سماع کے سننے سے رونے لگتا ہو، آہ اور نالہ کرتا ہے مگر وہ فقط نرمی و خیال عذاب قبر یا عذاب ووزخ وغیرہ سے رونے لگتا ہے نہ اُس کو کچھ عشق نہ ذوق ہے کس واسطے کہ آواز میں اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقت عطا کی ہے کہ ہر سننے والے کا دل متحرک ہو جاتا ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ صوفی مبتدی یا سوتی کہ بسیار درد و فراق محبوب و رکشت اندوہ اور عدم یاستگی مطلب ذوق اور شوق اُس کی جلاتا ہے وہ روتا ہے شور کرتا ہے مگر اُس کو جانتا نہیں کہ یہ کیا ہے، اور کہاں سے ہے اس کی کیفیت مثل صاحبِ عرشہ کے ہو جاتی ہے کہ بدن اُس کا کانپتا ہے اگر صاحبِ مال اُس کو معلوم نہیں کر سکتا کہ اُس کو کون ہلاتا ہے کیوں کانپتا ہے نہ اُس میں کچھ رنج و حسرت



کو ایک حالت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اُس کی لذت کو نہ بیان کر سکتا ہے نہ نشان دے سکتا ہے۔ اس وقت اُس کے دل میں تننا ہوتی ہے کہ محو احدیت ہو کر وجود سے گذر کر محو اور متلاشی ہو کر تمام باہمیہ اپنے سے خود رفتہ ہو کر یکتائی و یگانگی پیدا کرے کہ ہستی اُس کی سے کچھ اثر باقی نہ رہے محو مطلق ہو کر الان کا کان ہو جائے ہر چند عاشق جانناز چاہتا ہے کہ محو ہو کر خود مضمحل ہو کر لاشی محض ہو کر عین مشوق ہو جائے مگر جب مدعا پورا نہیں ہوتا تو کمال حسرت اور محبت حضوری سے بے اختیار ہو کر آہ و نالہ اور گریہ و زاری کرنے لگتا ہے۔ چہٹی حالت وہ ہے کہ صوفی کو عین وجد و سماع میں بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ عام مجاز سے انتقال کر کے عالم باطن میں سیر کرتا ہے اور اُس جگہ خط اُٹھاتا ہے تمام اعضا اس کی لذت بے خبر ہوتے ہیں مگر دل آگاہ ہوتا ہے یا یہ کہ دل حقیقی اس سے مطلع ہوتا ہے اس کا اثر تمام بدن میں ہوتا ہے۔ مثل حجبی کہ حجب سے شغل ہوتی ہو اور اثر اُس کا بوسیلا شہزادین کے تمام بدن میں پہنچتا ہے بدن گرم معلوم ہونے لگتا ہے مگر زبان کو یارا نہیں کہ اس لذت کا شہر بھی بیان کر سکے۔ کس واسطے کہ دنیا میں کوئی چیز اُس کے مقابلہ کی نہیں کہ جس پر تشبیل دے۔ حالت ہفتم یہ ہے کہ بعض وقت صوفی صاحب ذوق اور وجد کو عین حالت وجد و سماع میں اُس کا شعور برقرار رہتا ہے مگر اپنی ہستی سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک باریاں میر لاہوری قدس سرہ نے حالات ارباب ذوق و مشوق اور اصحاب سکر اور فنا میں فرمایا کہ اس عالم میں صاحب وجد کامل و رمنتہی وہ ہیں کہ عین حالت میں ان کا شعور برقرار رہے۔ اگر ان کے دامن میں کو دوں ڈال دیں تو ایک دانہ نیچے نہ گرے۔ حامن زمین نے ایک سے عرض کیا کہ حالت سماع و وجد شمرن بخودی اور محویت ہو اور شعور کا باقی رہنا اس کا منافی ہے حضرت نے جواب دیا کہ اس وقت کا علم ذاتِ صوفی سے نہیں ہو کہ وہ اپنی صفات سے فانی اور اپنی ہستی اور تمام عالم سے فانی ہے بلکہ اُس کو ایسی بخودی ہوتی ہو کہ اس شعور کے ساتھ بھی شعور نہیں رہتا پس عالم حق اس وقت اس میں قائم ہو کر یہ حفاظت کرتا ہو پس جو فعل کہ اُس وقت صادر ہوتا ہے وہ حقیقت وہ منسوب بحق و صوفی درمیان میں نہیں ہوتا۔ ایک بار چند دریش خدمت عالی میں حاضر تھے اور چند رؤساء شہر شاہزادگان عالی قدر سے بھی موجود تھے ایک صاحب نے عرض کیا کہ سلاسل مشائخ کبار میں کون سا سلسلہ بہتر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جتنے سلاسل ہیں سب نور علی نور ہیں۔ یوں ہر شخص اپنے سلسلہ کو انس و علی سمجھتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہو

تمام کرم شمع کے عاشق ہیں لیکن جان کے خوف سے جلنے کی تاب نہیں رکھتے پروانہ اس کی محبت میں ایسا بے اختیار ہے کہ وہ اپنے وجود کو شمع پر ڈال کر بجز دو شہود و شمع ذات اپنی کو فدا کر کے بشرق آگ و بجلی کی مشرق ہوتا ہے۔ بخلاف دوسرے کرم کے کہ بوسے یگانگت و اتحاد ان کے شام جان میں نہیں پہنچتی۔ اسی طرح سالک جملہ طریق کے قید و حفظ جان میں گرفتار ہیں۔ تجلیات صوری اور معنوی پر قناعت نہیں کرتے ہیں۔ بخلاف عارفانِ چشتیہ اور قادریہ کے کہ یہ پروانہ ہستی تعین روحی اپنے کو لاشعہ انوار شمع ذات محبت میں جلا کر عین نور ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ مولانا جامی نے فرمایا ہے رفت اوز میاں ہمیں خدا ماند خدا، الفقر اذ اثم ہو اندہ نیست۔ پس یہ سنکر تمام مجاس کو حالت طاری ہوئی اکثر اہل دل روئے لگے، مرزا فیروز شاہ خلف شاہزادہ سلیم ناول ہیں کہ ایک بار ناظر قلعہ معلیٰ نے بجنور شاہ عرض کیا کہ دربانان دروازہ دہلی قلعہ معلیٰ نے بیان کیا کہ جس وقت ہم دروازہ کھولتے ہیں مرزا روشن صبح کو دروازہ کے باہر کھڑے ہوتے ہیں احتیاطاً اطلاع کرتے ہیں جناب اقدس فدوی سجھا کہ شب کو مرزا صاحب موصوف شہر میں رہا کرتے ہیں صبح قلعہ میں آجاتے ہیں۔ اس امر کا غلام کو خیال ہوا دو خواجہ سسر ابرائے نقیص حال پوشیدہ طور پر مرزا صاحب کے مکان پر تعین کئے کہ دیکھیں کیا یہ باجرا ہو۔ غرض مرزا صاحب شب کو باہر جانا ثابت نہوا بلکہ معلوم ہوا کہ بعد نماز عشا کے مرزا صاحب تھوڑی دیر قیلولہ فرماتے ہیں، بعدہ اول وقت نماز صبح تک بالا خانہ پر عبادت میں مشغول رہتے ہیں یہ معاملہ قابلِ گزارش تھا اس وجہ سے عرض کیا۔ چچا صاحب مغفور فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت حاضر تھا حضور نے ناظر سے ارشاد فرمایا کہ ہرگز انکی گزائی نہ کی جائے۔ وہ شخص قطبِ وقت اور اہل خدمت ہے اس کو بند اور کھلا دروازہ سب یکساں ہر بلکہ ان کی نسبت شاہ سلیمان صاحب بھی مجھ سے کچھ فرما گئے تھے۔ غرض اس وقت تک حضرت کارزارِ فاش نہوا تھا۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی اور خلعت نے رجوع کی اس وقت اپنے محلِ مسکن آبا کی کہ جو قلعہ میں تھا اس کی سکونت ترک کر کے باغِ عظیم خاں میں متصل دہلی دروازہ کے کہ وہاں شرفا اور غریب لوگ آباد تھے جا رہے تھے اور اپنی آمدنی میں سے قدرے برائے سدرت رکھ لیا تھا، باقی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ حوالہ صاحبزادگان اور ثنوم الکمان کر دیا تھا۔ حضرت کے تین صاحبزادے تھے بڑے صاحبزادہ فوت ہوئے، چھوٹے مجذوب تھے، چھلے صاحبزادہ مرزا جلال الدین عرف مرزا بلاتی کہ علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ پیراستہ ہیں پہلے اپنی کرامت کو پردہ

ملازمت میں پوشیدہ رکھا، پچاس روپے ماہوار سے زیادہ کی نوکری قبول نہیں کی۔ اب دنیا اور اہل دنیا سے بغیر ہر گز گوشہ عافیت میں ایام گذاری کرتے ہیں، ہفتہ میں بسنے کا زعمہ باہر آتے تھے۔ ایک کرامت مرزا روشن صاحب کی یہ تھی کہ جتنے آپ کے مرید تھے سب کو کشف القبور تھا۔ چنانچہ اس احقر کتاب الحروف کو کہ اس وقت لہو و لب میں مشغول تھا ایک بزرگوں کے مزارات پر جانے کا شوق ہوا وہاں حاضر ہو کر مشغول ہوتا۔ چنانچہ پیر روشن ضمیر کے تصدق سے ان کی زیارت کے مشرف ہوتا جو میرا کام ہوتا اس کے بارہ میں عرض کرتا جو حکم دیتا اسی کے موافق ظہور میں آتا تھا۔ چنانچہ دو روز حضرت شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی قدس سرہ کے مزار پر انوار پر جا کر مشغول ہوا۔ تیسرے روز حضرت کی زیارت کے مشرف ہو کر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو حاضر ہوا کروں، فرمایا کہ فقیر کی بہت دوستی اچھی نہیں اُسی وقت میں وہاں سے رخصت ہو کر چلا آیا اور یہ کیفیت مرزا بہادر صاحب خلیفہ پیر روشن ضمیر اپنے کے روبرو بیان کی تبسم کناں ہو کر فرمائے گئے کہ میاں وہ عالیجناب پر جلال مرزا ہے کہ بڑے بڑے وہاں کوشش کر کے چلے گئے زیارت تو بڑی بات ہے مگر بوجہ جلال حضرت ٹھیکر بھی نہیں سکے اور تم ایسا کہتے ہو میں نے مکر عرض کیا کہ خلاف نہیں ہو جو میں نے عرض کیا راست ہے اس پر فرمایا کہ اگر تم نے حضرت کو دیکھا ہے علیہ شریف بیان کرو اس وقت میں نے علیہ شریف عرض کیا علیہ سنکر مجھ کو گلے سے لگایا اور فرمایا کہ نہ ہے نصیب بہائی صاحب یہ تصرف تھا ہے پیر کا ہے۔ پیر کو مجھ کو ہمراہ لے کر خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں آپ کو مبارکباد دینے آیا ہوں۔ بادشاہ نے فرمایا تم کو بھی مبارک ہو وہ کیا خوشی ہے انہوں نے عرض کی احمد اختر درویش کی حاضری میں تیسرے روز زیارت حضرت شمس العارفین سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر فرمایا بہائی بہادر صاحب سچ ہے یا دل لگی انہوں نے فرمایا علیہ شریف دریافت فرمائیے حضور نے بندہ سے فرمایا کہ تجھ پر کیا کیفیت گذری اور علیہ شریف حضرت کا کیا ہے میں نے جو دیکھا تھا عرض کیا، پس بندہ کو گلے لگا کر فرمایا کہ اے نور عین جو کچھ تجھ کو تیرے پیر نے بتایا ہے اُس پر خوب محنت کر دیکھی تو نے اپنے پیر کی کرامات اس کے بعد اور درویشوں کے حالات بیان ہوتے ہیں بعد ہم رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئے۔ اب دو تین برس کا عرصہ گذرنا ہے کہ میری ایک پیر بہن درد عرق انسا میں مبتلا تھیں ناگاہ یہ فقیر اور مرزا ولی نجات کہ فائدہ ان اور نگزیب عالمگیر میں ممبر اور میرے مہربان ہیں اُن کے

مکان پر جانکے اُس وقت اُن کو نہایت تکلیف تھی بہت جھین تھیں میری طرف دیکھ کر فرماتے لگیں کہ مرزا روشن کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر کچھ تدبیر کر دینے کہا کہ ڈاکٹر اس کا علاج خوب کریگا۔ کہنے لگیں کہ میں نے سبک علاج کر لیا جبکہ مرزا روشن کی آنکھوں سے دیکھو یہ سنکر میں سمجھا کہ یہ حضرت ہی کی طرف ہدایت ہے۔ میں نے عرض کی کہ چشم مبارک کا تصور کر کے اُن کو دیکھنا شروع کرو پاؤ گھڑی کے بعد اُن کو صحت ہوئی۔ اس کے بعد دوسرے زندہ رہیں، پھر اس درد کی شکایت نہیں ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک بار ارشاد فرمایا کہ اسباب دنیا جمع کرنا عیش ہے کیونکہ دنیا ناپائدار جگہ ہے اس میں مسافروں کو بسر کرنا چاہیئے، بلکہ جس قدر ممکن ہے اسباب موت جمع کرے ہر وقت اسی کی فکر میں رہے، کس واسطے کہ آخر یہ ہوتا ہے کہ قبر گھر اور خاک کا بچھونا اور کپڑے دوست ہوتے ہیں اسباب دنیا سے اُس وقت کچھ کام نہیں ہوتا، پس موت کے فکر سے بہتر کوئی فکر نہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا اسباب موت کیا ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہر وقت اُس کو یاد رکھنا اور نیک عمل کرنا پھر فرمایا کہ جو مردان خدا ہیں وہ ہمیشہ موت کے خواہاں رہتے ہیں کہ ایک وسیلہ ہے اُسی سے اعلیٰ کی طرف جانے اور محبوب حقیقی سے ملنے کا، جیسا کہ کسی نے خواجہ جنید بغدادیؒ کو پوچھا کہ ابوسعید خدریؒ کا مرتے وقت کیا حال تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اُن کو ایسا شوق تھا کہ اگر اُن کی روح مائے شوق کے پرواز نہ کرتی تو کچھ عجب نہ تھا، اور حضرت کا یہ شعار تھا کہ اکثر قبرستان میں جا کر کچھ پڑھ کر نواب اسکا اہل تسبیح کی اردو احوال پہنچاتے اور رویا کرتے بہت بہت دیر بیٹھے رہتے اور اکثر یہ فرماتے کہ صحبت اہل دنیا سے بلکہ مذاکرہ کی صحبت سے اہل قبور کی صحبت بہتر ہے، ایک تو اُن کی صحبت آخرت کو یاد دلاتی ہے، پس جو آخرت کو یاد رکھیں گے آفات دنیوی سے بچیں گے۔ دوسری خوبی ان کی صحبت میں یہ ہے کہ بعد چلے آئے کے بغیریت نہیں کرتے اور یہ قاعدہ تھا کہ آستانہ کسی بزرگ کے اندر نہیں شریعت لے جاتے تھے، باہر کھڑے ہو کر فاتحہ ادا کیا کرتے تھے۔ ایک بار اس کا تباہی حروف کے دل میں یہ خطرہ گذر کہ حضرت کو کسی دہائی نے بہکا دیا جو مزارات اولیاء اللہ کی طرف سے اعتقاد کم ہو گیا پس دیکھ جاتے ہیں زیارت کرتے ہیں اپنے ہاتھوں سے خوشبو لگاتے ہیں مزارات کی گرد اپنی آنکھوں پر ملتے ہیں۔ معاً نور باطن سے میرے خطرہ کو معلوم کر کے میرے سید و جاد علی کی طرف متوجہ ہو کر اولیاء اللہ کی صفات بیان کیں گے احوال فرماتے ہیں، بعد کہنے لگے کہ میں کبھی کسی اولیاء اللہ کے مزار کے متصل نہیں جاتا، دُور سے



سلام اور فاتحہ عرض کر کے چلا آتا ہوں، بعض کا یہ خیال ہوگا کہ یہ کرامت اولیاء اللہ کے قائل نہیں یا متکبر ہیں۔ استغفر اللہ یہ ہرگز نہیں اولیاء اللہ خاصانِ خدا بادشاہِ دین و دنیا میں ایک ناچیز ہوں میری کیا مجال کہ نزدیکِ مقربانِ خدا کے جا بیٹھوں۔ اس وجہ سے دُور رہتا ہوں، کس واسطے کہ دنیا کے امیرِ کرجن کی امارت و حکومت برائے چندے اور فانی ہر اُن کے پاس ہر کہ دمہ کی مجال نہیں کہ جاسکے ان کے پاس بیباکی سے جانا خلافتِ ادب اور موجبِ بُرائی کا ہے جو نزدیک جاتے ہیں وہ اس لائق ہوں گے، مگر میں اپنے کو اس لائق نہیں سمجھتا کہ خاصانِ کی صحبت کے لائق ہوں، تیسرے پہر کو میں اپنے پیر بھائی مرزا بہادر مغفور کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے حال پر نہایت مہربان اور باعثِ میری مریدی کا بھی آپ ہی تھے۔ میں نے جو کہ خطہ میرے دل میں گذرا اور حضرت نے جو ارشاد فرمایا اُن کے روبرو بیان کیا اُنہوں نے فرمایا کہ یہ جو کچھ حضرت نے فرمایا اُن کی کس نفی ہے ورنہ کمالاتِ حضرت کے تم بھی کس قدر جان گئے ہو دیکھو تم نے فقط ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیا، بغیر کسی محنت کے کشفِ القلوب ہو گیا۔ جلتے ہو کہ جتنے تہا ہے پیر بھائی ہیں سب کو کشفِ القلوب ہے، جو کچھ مجاہدہ اور ریاضت کرتے ہوں گے اُن کی کیا کیفیت ہوگی، سمجھ لو کہ جس کے ہاتھ پکڑنے میں یہ برکت ہے اُس کے رتبہ کو کون معلوم کر سکتا ہے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ فقر سے محبت رکھو اُن کے پاس جایا کرو اُن کے کلامِ سناؤ، مگر جب جاؤ خالی ہاتھ نہ جاؤ، کس واسطے کہ فقر سے افضل کوئی نہیں ہے، یعنی قیامت کے روز فرشتوں سے اللہ تعالیٰ فرمایا گا میرے بندوں سے برگزیدہ لوگ کہاں ہیں، فرشتے عرض کریں گے کہ الہی وہ کون ہیں فرمان ہوگا کہ وہ فقیر کہ جو قافلہ اور صابرا اور میری رضا پر راضی ہیں اُن کو جنت میں داخل کرو، پس چاہیے کہ آدابِ فقر ملحوظ رکھے، فقیر کو بُرا نہ جانے چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الفقیر فخری ایک بار مرزا بہادر صاحبِ دَمیر و اجد علی وغیرہ یارانِ حضرت حاضر تھے ایک شخص نے ذکر کیا کہ کل حضرت سلطانِ خلد اسدِ ملکہ نے ملا حسین کشمیری کو کہ جو مسجدِ فتحپوری میں رہتے ہیں اور اکثر طلباء کو درس کرتے ہیں خرقہِ خلافت عطا کر کے مکہ دیا کہ چندے استستانہ حضرت خواجہ صاحبِ پرستگت رہ کر وطن کو جاؤ ملا آپ مجھے شخص ہیں نہ معلوم بادشاہ سے جو خرقہِ خلافت حاصل کیا اُس میں کیا مجید ہے وہ کچھ طامع بھی نہیں ہیں یا حضرت یہ تو ارشاد فرمائیے کہ یہ خرقہِ خلافت

کیا چیز ہے۔ حضرت نے زبان حق بیان سے ارشاد فرمایا، خلافت مشائخ جو اس وقت رائج ہے اس کی آٹھ قسمیں ہیں، اُن میں بعض مقبول بعض مجہول۔

اول خلافت الہی، دوم اصالتاً، سوم اجازتاً، چہارم اجماعاً، پنجم وراثتاً، ہشتم حکماً، نہتم تکلیفاً ہشتم اویساً۔ پس خلافت الہی تو وہ ہے کہ جیسے حضرت سلطان المشائخ کو تھی، جیسا کہ سیر ملاویا میں لکھا ہے کہ ایک بار حضرت گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے چاہا کہ اپنے مریدوں میں سے ایک کو خلافت دے کہ صاحب لایت ہندوستان کریں کہ ہاتھ غیبی کی آواز سنی کہ نظام بدادنی آتا ہے، راستہ میں اس خلافت کے لائق وہ ہے، پس جب حضرت سلطان المشائخ پہنچے بابا صاحب نے باہر حق اُن کو اپنا خلیفہ کیا اور بہت رحمتیں فرمائیں۔ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ میں نے بابا نظام الدین کو نظام میں اپنا خلیفہ کیا، مگر باطن میں وہ خلیفہ باری تعالیٰ ہے اور نائب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسی خلافت کو صوفیائے کبار خلافت الہی کہتے ہیں، اور خلافت اصالتاً وہ ہے کہ مرشد اپنے مرید میں لیاقت اس بارگراں کے اُٹھانے کی خود دیکھ کر اُس کو خرقہ خلافت عطا کر کے کسی جگہ برائے ارشاد و ہدایات خلق کے مقرر کرے، اور خلافت اجازتاً وہ ہے کہ مرشد اپنے مرید کو قابل دیکھ کر مرید کی نیکی اجازت دے، جیسا کہ رسم ہے، ایسی خلافت کو رضائی بھی کہتے ہیں اور اجماعاً اُسے کہتے ہیں کہ مثلاً کسی بزرگ نے انتقال کیا، اپنی زندگی میں کسی مرید یا وارث کو خلیفہ نہ کیا تو قوم اور قبیلہ نے وارث یا مرید کو خلافت اُس کی میں تجویز کر کے اُس کا صاحب سجادہ کیا، اور وراثتاً وہ ہے کہ مثلاً کسی بزرگ نے وفات کی اور اس کا کوئی خلیفہ نہ تھا اُس کی اولاد سے لائق شخص سجادہ پر بیٹھا ایسی خلافت نزدیک اصفیا کے جائز نہیں، ہاں اگر مورث اس امر کی اجازت دیدے تو جائز ہے اور حکماً وہ ہے کہ ایک بزرگ تھا اُس نے وفات پائی اور اس کا کوئی خلیفہ نہ تھا اور اُس کے وارثوں میں بھی اختلاف ہوا۔ حاکم وقت نے کسی وارث یا رشتہ دار لائق کو ممتاز بخلافت کیا تو یہ جائز ہے اور تکلیفاً یہ ہے کہ مرید نے پیر سے بار بار عرض کی کہ بندہ کو خلافت عطا ہو یا دوسرے شخص کی سفارش یا حمایت سے خلافت حاصل کی یہ بھی جائز نہیں ہے نہ اس میں بر خورداری ہو ایسے خلیفہ اس وقت میں بہت ہیں، لکھے نہ پڑھے نام محمد فاضل، رنگین کپڑے کر لئے بال بڑھائے موٹے دانوں کی تسبیح ہاتھ میں لی، الی اللہ یا اللہ کا دم بھرنے لگے، آنکھیں بند کر کے دبی دبی آواز سے باتیں کرنے لگے

قطب ہو گئے، نفوذ باللہ اللہ ہر مسلمان کو ریا سے بچائے اور ایسا وہ ہے کہ روح پاک کسی بزرگ سے تربیت اور تلقین پائے یا نعمت حاصل کرے، مگر متاخرین کے نزدیک ایسی خلافت ناجائز ہے۔ کس واسطے کہ جب تک تکمیل کار درویشی نہیں کر لیتا اس لائق نہیں ہوتا، جو حضرات ایسی ہوئے ہیں ان کو مجاہدہ اور ریاضت اور ان کے مراتب کو خیال کر لینا چاہیے، فرمایا کہ جب سالک مقام جبروت و فنا فی الرسول حاصل کر لے اس وقت پر جائز ہے کہ اُس کو خلافت عطا کرے اور اگر نہ دینا منظور ہو تو اس وجہ سے کہ ایسا نہ ہو یہ اسی جگہ رہ جائے معاملات شیخی میں رہ جائے تو پیر کو اختیار ہے جسے مانے اور جب طالب شہود ذات پر پہنچے شیخ پر واجب بلکہ فرض ہے کہ خلافت عطا کرے بعض حضرات اہل علم و کمالات کو خلافت دیتے ہیں وہ اچھا نہیں کرتے بعض کے نزدیک جب مرید خطرات روحانی اور شیطانی سے آگاہ ہونے لگتا ہے لائق خلافت ہو جاتا ہے، مگر ہمسے پیروں کے نزدیک جب تک شہود ذات پر نہیں پہنچتا لائق خلافت نہیں ہوتا اور خلافت جو دیتے ہیں وہ بھی دوطرح کی ہوتی ہے ایک مستقل کہ وہ اصلاً خلق اللہ کو ہدایت کرے اور سلسلہ اپنے نام کا دے، دوسرے بطریق نیابت یا سفارت کہ شیخ مرید کو فرمادے کہ تو میری جانب مرید کر، پس جو مرید ہو گا وہ شیخ کا ہو گا اور سلسلہ بھی شیخ کے نام تک ہو گا یہ باطل ہے اور بعض نے خلافت کبریٰ اور خلافت صغریٰ فرمایا ہے، کبریٰ وہ ہے کہ پیر کو متواتر الہام برائے عطائے خلافت خاص ایک کے لئے ہو یہ خلافت کبریٰ ہے کہ شیخ فرقہ دینی میں حق کی طرف سے ماسور ہے اور خلافت صغریٰ وہ ہے کہ شیخ سالک کو لائق دیکھ کر یعنی سمجھ لے کہ اس کو شہود ذات بہم پہنچا اُس وقت اُس کو فرقہ خلافت اور اجازت نامہ دیکر برائے ہدایت جس جگہ مناسب جائے مقرر فرمائے۔ ۱۰۶ھ میں حضرت چراغ ملی میں تشریف لے گئے وہاں تپ عارض حال ہوئی، حذام درگاہ حضرت نصیر الدین چراغ ملی سے فرمایا کہ میرا وقت قریب ہے ایک سرزادے کی جگہ آستانہ میں چاہیے، چونکہ اقبال اس خاندان کا چچا تھا ہوا بگڑ گئی تھی انہوں نے کہا کہ اندر جگہ نہیں ہو باہر موجود ہے، آپ نے فرمایا کہ خصوصیت اندر کی تھی باہر کی کچھ ضرورت نہیں یہاں نہ مریں گے اور کہیں جاؤں گے، اسی وقت ایسے ہو گئے کہ گویا بار ہی نہ تھے، وہاں سے فرید آباد میں کر ٹھیرے، بعد کئی روز کے منجھلے صاحبزادہ سے فرمایا کہ تم یہاں سے چلے جاؤ، میں جہاں تم ہو گے تمہارے ساتھ رہوں گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بارہ برس تک اُن کو ہر وقت ہمراہ معلوم ہوئے، اور وہیں فرید آباد میں انتقال کیا، اور اہل و آلے تکبہ میں دفن ہوئے۔ کاتب و دیگر علمائے حضرت نے

مزار شریف کا حال دریافت کیا، مگر وہ جگہ سب کے دل سے محو ہو گئی۔ سبحان اللہ تمام عمر میں حضرت سے کبھی کوئی امر خلافت شروع نہ فرمایا، واقعہ میں نہیں آیا، پروردگار عالم نے آپ کے مزار کو پرستش سے بچانے کو سب کے دل سے اس کا نشان محو فرمادیا، دوسرا امر یہ ہے کہ آپ کو ترک تجرید زیادہ نہ تھا، بعد انتقال کے بھی وہی صورت پیش آئی۔

خلیفہ آپ کے مزار بہادر صاحب شہید تھے، ان حضرت نے میاں قادر شاہ قادری سے بھی تربیت پائی تھی اور صاحب اجازت تھے۔ اول طریقہ زہد اور ذکر پاس انفاس اس عاجز کو حضرت نے تعلیم فرمایا تھا۔ ایک روز آپ مجھ سے فرمایا کہ چلو کل جو شیرنی پکڑی آئی ہے اُس کو دکھیں، میں حضرت کے ہمراہ ہوا، جب نیچر شیرنی کے قریب پہنچے نگہبانوں نے قریب جانے سے منع کیا، آپ نے فرمایا کہ ہم سے یہ کچھ نہ کہیگی، مینے دیکھا وہ حضرت سے آنکھ نہ ملائی تھی، یہاں تک کہ آپ نے غصہ سے اس کے کئی ہودے مارے مگر وہ کچھ نہ بولی اور دوسرا جو کوئی ذرا پاس ہوتا اُس پر بھپکتی غرائی۔

فدر میں جب شہر خالی ہوا آپ کے کو احقین نے ہر چند چاہا کہ آپ بھی شہر سے نکلیں، آپ نے فرمایا کہ مزار روشن کے طفیل مقامات حاصل ہو گئے، شہادت باقی تھی سودہ خود میرے پاس آگئی ہے اور ہر وقت شہداء امجدہ کو اپنی طرف بلاتے ہیں، چنانچہ حضرت سید الشہداء فرماتے ہیں کہ بہادر علیہ السلام یہاں سے نہ جاؤں گا آخر شہید ہوئے۔

نقل ہے کہ آپ کے صاحبزادہ مرزا حمید الدین عرف مرزا بلاتی صاحب نے پندرہ سیپارہ اول کے حفظ فرمائے تھے، پندرہ آخر کے باقی تھے، اور ماہ رمضان المبارک قریب تھا، آپ نے ہر چند حافظوں سے کہا کہ ایسی ترکیب کرو کہ میرا پسر اب کے قرآن سُنائے جو کوئی یہ کام کرے گا وہ جو کچھ وہ میں دوں گا، کسی سے یہ نہ ہو سکا۔ ایک روز حافظ کالے کہ حضرت کے مرید اور یار ہدم مزار روشن کے تھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ حافظ صاحب بارہ تیرہ روز رمضان کے رہ گئے دُعا کرو کہ بلاتی قرآن سُنائے، انہوں نے عرض کیا کہ میں بھی دعا کرتا ہوں حضرت بھی دُعا کریں یہ سُن کر حضرت مزار روشن قدس اللہ سرہ نے صاحبزادہ کو بلایا کہ قرآن لے کر آؤ، جب وہ آئے کہا قرآن کھولو اور اپنا سبق نکالو اور فرمایا کہ میاں کچھ دکھائی بھی دیتا ہے، انہوں نے عرض کیا کہ اباجان نور کے حرف معلوم ہوتے ہیں، چنانچہ صاحبزادہ موصوف نے قرآن سُنایا

اور آج تک حضرت صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ حیات ہیں، آخر کے پندرہ سیپاروں میں تشابہ تک نہیں لگتا۔

آپ خلیفہ میر عیوض علی کے تھے اور وہ خلیفہ مولوی بدیع الدین

## ذکر حضرت مولانا ظہیر الدین کیرانوی قدس سرہ

کے، وہ خلیفہ حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں لہوی کے، بڑے صاحب سبب اور عالم باعمل تھے۔ رضوٰۃ عالیہ حضرت سلطان الاشباح کے عاشق تھے، کبھی روضہ عالیہ کی طرف پشت نہیں کرتے تھے، نقلین بہت پڑھتے تھے، جو آمدنی موردنی سے آتا وہ راہ مولانا میں صرف فرماتے ہر روز بعد نماز مغرب خواجگان شہت کا ستم ہوتا نمازیوں کو وہ قہقہہ میم فرماتے، خود فقر اور فاقہ سے بسر فرماتے، جو سا فرار و مسجد ہوتا اُس کو کھانا دیتے، جس مسجد میں حضرت مشغول رہا کرتے تھے اُس کے صحن میں جامن کا درخت تھا۔ ایک روز ترشح ہو رہی تھی جامن خوب پکد ہی تھی، حضرت اس کے نیچے ادا لے نوافل میں تھے کہ ایک رائیں کے لڑکے نے جامن جھاڑ نیکو پتھر مارا وہ سر مبارک میں لگا کہ جس کے صدر سے سر بھٹ گیا، خون جاری ہو گیا، اپنے اُس جامن کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اگر یہی جامنیں رہیں تو ظہیر الدین کا سر کیوں کچھیکا، اُس روز سے تاحیات حضرت کی اُس میں پھل نہیں آیا، بعد انتقال کے وہ اپنے موسم پر بارور ہوئی، میری عمر دس برس کی تھی، مینے بھی آپ کے ہمراہ کھانا کھایا ہے، اُسی روز سے کچھ عشق پیدا ہو گیا، اور مولانا فخر الدین زرا دی کے رسالہ اصول السماع کا فارسی میں ترجمہ فرمایا کہ طبع بھی ہو گیا ہے۔ ایک روز ایک صاحب نے دریافت کیا کہ مولانا شریعت اور طریقت میں کیا فرق ہے، آپ نے فرمایا کہ اس کی ایسی مثال ہو جیسے کھانا عمدہ ظرف اچھے مگر جب وہ کھایا گیا تو لذت نہ آئی، معلوم ہوا کہ اس میں نمک کم ہے، پس جب تک نمک طریقت نہیں ملتا لطف نہیں آتا۔ وفات آپ کی سن ۸۱۷ھ میں ہوئی، مزار شریف قصہ بنیبت میں ہے۔

آپ خلیفہ مزار روشن بنجت کے تھے، سوائے قرآن شریف

## ذکر مرزا دلیر شاہ قدس سرہ

کے اور کچھ پڑھا نہ تھا، پہلے مولوی محمد حیات صاحب کے مُرید ہوئے، آخر حسبِ اجازت اُن کی مرزا روشن سے بیعت کر کے کار تکمیل پہنچا کہ خرچہ خلافت حاصل کیا۔ آپ کی کیفیت تھی کہ حافظ شیرازی کی غزل پر غزل فرماتے، جس قسم کا مسئلہ آپ نے دریافت کیا جاتا، اُس کی احسن طور سے حل فرماتے تھے، چندے رامپور میں شریف فرمایا ہے۔ نواب رامپور نے ہر چند ملنا چاہا

آپ نے قبول نہیں کیا، تیسرے خلیفہ حضرت حافظ کالے دہلوی، چوتھے مولوی فتح محمد پنجابی، پانچویں شاہ محمد حسین، چھٹے مرزا دولت شاہ، ساتویں سید واجد علی کہ عاشق پیر اور صاحب اکیر تھے اور تاجات اُن کو پیر سے حضوری رہی۔

## ذکر قدوة العلماء زبدۃ الاتقیاء جرنی بسیل اللہ مولوی رحمت اللہ آفیدی ہندی قدس سرہ

اگرچہ اوصاف اس برگزیدہ آفاق خابج احاطہ تحریر و تقریر سے ہیں، لیکن مضمون بالا پر ک کلا لایرک کا کچھ تحریر کرتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ مولود و منشا اس برگزیدہ اصفیا کا قصبہ کیرانہ محلہ دربار کلاں ضلع مظفرنگر کا ہے اور یہ قصبہ قدیم سے مردم خیز ہے، اور اولاد حضرت امیر المومنین جامع قرآن عثمان بن عفان خلیفہ ثالث رسول حبیب الرحمن سے یہاں جیسا کہ نسب نامہ حضرت ذی النون موجود ہے۔ بہر صورت جدِ اعلیٰ ان کا شیخ عبدالرحمن گارزونی تھا کہ ہمراہ سلطان محمود غزنوی کے ہندوستان میں آئے قصبہ پانی پت میں وفات پانے کے زیر قلعہ مدفون ہوئے، اُس روز سے اولاد اُن کی جو ہمراہ تھی سکونت پذیر پانی پت ہوئی اور اُن کی اولاد سے بعد چند پشت کے حضرت مخدوم جلال الدین کیرانویا پانی پتی قدس سرہ کے ذکر کرامات اُن کا اور خلفائے اُن کے کا کتاب روضۃ الاقطاب و روضۃ الاصفیاء وغیرہ میں مندرج ہے، بعد اُس کے اولاد خلعت کلاں حضرت جلال الدین سے حکیم عبدالکریم عرف شیخ ہنا کا کتاب خلاصہ تنانی ان کی تالیف ہے، مقرب درگاہ جلال الدین اکبر بادشاہ مخاطب بخطاب شیخ الزماں، مقبرہ اُن کا مقبرہ حضرت ابو علی قلندر جانب شمال اہل بشرق پانی پت میں نالاں موجود ہے اور فرزند کلاں مخاطب بخطاب مقرب خاں عہد نور الدین جہانگیر بادشاہ میں صوبہ سورت ممبئی کے ہوئے اور انہوں نے اپنی حکمت علی سے سات جہاز غرق سالہا سال کے برآمد کئے، منجملہ اور چیزوں کے ستون کسوٹی بھی انہیں میں تھے اور بادشاہ جہانگیر کو برآمد جہازاں سے اطلاع دی۔ بادشاہ نے کل اسباب انہیں کو عطا کیا بعد اس کے آئے ہوا کیرانہ کی پسند کر کے مکان سکونت اور دو آب پختہ اندرون وسط تالاب کے ایک بنگلہ بالائے چوترہ بنوا کر ستون کسوٹی برپا کئے اور ایک گڑھی بنوائی اور پانچ بلغ تخم اُن کا

دکھن سے منگائے گئے اور سال سو پہویں جلوس میں بادشاہ جہانگیر کی راہ میں آئے، جیسا کہ عبارت جہانگیری سے ظاہر ہے، وہ یہ ہے کہ جو عرصہ کثیر سے زبده مخلصان یا اخلاص عمدہ محبان باختصاص یار وفادار مقرب خاں ملتی تھا کہ کلبہ احزان کو قدم مہینت لزوم سے رشک فرمائے، فردوس یوں کہ چو گز تئیں خاطر اس کی بغایت منظور تھی اس واسطے عنان عزیمت اس طرف منعطف فرمائی، اس خیر خواہ قدیمی نے اسباب جواہر تہ تی تین لاکھ روپہ کا اور باغ اور دو تالاب مع بنگلہ نذر حضور کیا، لینا تالاب اور بنگلہ کا اقتضا فتوت شاہنشاہی سے بعید سمجھ کر اسباب جواہر اور باغ باغ قبول فرمائے، جیسا کہ باغبار مذکورہ تا عہد بہادر شاہ قبضہ ایلیان شاہی میں ہے، لیکن ۱۲۴۷ھ سے بمعرض ضابطی سرکار انگریزی نیلام ہو گئے، خریداران نیلام کے قبضہ میں ہے۔ اگرچہ ہر دو تالاب و چو ترہ و گڑھی موجود ہیں مگر جو ملی کا دروازہ قائم نہیں جیسا کہ وہ محلہ بنام نواب دروازہ مشہور ہے اور خطوط اسی پر سے آتے جاتے ہیں۔ روایت معتبر ہے کہ ایک روز دربار جہانگیر بادشاہ میں کسی شخص نے ذکر کیا کہ مقرب خاں کے ہاں ایک ایسی شے ہے کہ حضور کے ہاں نہیں ہے، پوچھا وہ کیا چیز ہے، عرض کیا کہ ستون کسوٹی کے حکم ہوا کہ لکھ بھیجو حضور میں بھیج دے، آپ کے وکیل نے اسی وقت اطلاع دی۔ مقرب خاں نے ستون مذکورہ بنگلہ مسطورہ سے اکھڑا کر شباشب پانی پت خانقاہ میں بھیج دیے، تیسرے روز فرمان بادشاہ بمضون مذکورہ الصدر آیا، انہوں نے عرضی کہی کہ پہلے درود فرمان والا شان سے نذر خانقاہ کر چکا، اگر حکم ہووے وہاں سے اکھڑا کر ارسال حضور کروں۔ حکم آیا کہ کچھ ضرورت نہیں، جو کہ جلدی نہیں کر دئے تھے، اس واسطے رزق السد خاں خلف مقرب خاں نے دوبارہ مرتب کرایا جیسا کہ اس کے کتبہ سے سما حال موجود ہے، ہویدا ہے اور وہ ابیات یہ ہیں۔

## ابیات

منظر نور جلال ست جلال، ہر سچو عسیٰ مرہ را بخند رواں  
 بوملی چوں بوملی سیناںش کرد زان سبب کیت آن رسوخاں  
 تہانیا فرمودہ ایوان چو قلند، بہر تون سنگ نمک زیر آں  
 از خرد چشم غبار سال، بچوں ملئی کیمیا کردم عیاں  
 سال و تار سنج انبایش در حساب  
 شد بوالا جادہ رزق السد خاں

اور بعد سنگ سرخ اندرون خانقاہ تعمیر ساختہ رزق السد خاں ہے اور کہتے ہیں کہ ایک تاجرانگو مٹی

دربار جہانگیری میں لایا کہ یہ سیرے کی بے جوڑ ہے، بادشاہ نے سب میران حاضرین دربار کو دکھائی کسی کی شناخت میں نہ آئی، مقرب خاں نے دیکھ کر عرض کیا کہ پانی میں ڈالی جائے، اس وقت تک آریزہ کا متغیر ہو گیا ثابت ہوا کہ وہ مصری سفید سے تراشی ہوئی تھی، اگرچہ قصہ اور بھی مشہور ہے کہ تحریر اس کا فوت مطلب کا باعث ہوتا ہے اور مقبرہ مقرب خاں اندرون خانقاہ مشہور و قائم ہے، اب مطلب اصلی پر آتا ہوں برادر دوم یعنی پسر نامی شیخ سادیلوان عبدالرحیم نے کہ مکان اُن کا بجلہ نواب دروازہ تھا مشہور و قائم ہے اور کہ ایسے محال پچاس برس طرف شاہجہاں بادشاہ سے اُن کی جاگیر میں رہا اور دیوانہ ان کا کہ نامزد عدل گڑھ تھا اور عوام اس کو بادل گڑھ کہتے ہیں مکان سکونت اور عدل گڑھ میں حیات اپنی میں شیخ حسینی اور شیخ احمد دیا کو دیکر مکان دوسرا بنا فرمایا اور نام اُس کا دربار معزز پایا شیخ فضل پسر سوبی اپنے کے سکونت اختیار کی اور شیخ فضل مصاحبان درگاہ شاہجہاں بادشاہ سے ہے اور سبج ہر یہ محتاج فضل شد بدل وجان غلام شاہجہاں، بعد اس کے نجابین شیخ قطب الدین اور شیخ بدر الدین ہر دو برادران حقیقی کے تقسیم مکانات ظہور میں آئے بنام دربار کلاں مکان شیخ قطب الدین و دربار خود مکان شیخ بدر الدین مشہور ہوا، جیسا کہ تاہذ ایوم دربار کلاں اور دربار خود مشہور ہیں، بعد اس کے فرزند سوبی شیخ قطب الدین کہ موسوم بہ عبدالرحیم تھے، اُن کے پسر حبیب احمد اور اُن کے والد حبیب احمد پسر سوبی نجیب احمد مولوی حبیب الرحمن علیہ الرحمۃ والغفران کہ دیانت اور صلاحیت میں مشہور ہیں لافلان والامثال تھے، بعد اس کے بمضمون حدیث شریف العید من سعد فی بطن امہ ۳۳۳ھ ماہ جمادی الاول میں مولوی رحمت اللہ پیدا ہوئے اور والدہ شریفہ مولوی محمد ج بیان کیا کرتی تھیں کہ بیٹے حمل میں بکثرت دیکھا ہے کہ بیان اُن کا خالی دراز نفسی سے نہیں، لیکن ایک خواب بیان کیا جاتا ہے کہ ایک فہ بیٹے دیکھا کہ وزیر النصار یعنی ہشیر خود مولوی صاحب یہ کہتی ہیں کہ بیڈولی والی تیرے نام پر کیا چاند روشن نہیں ہوا ہے کہ روشنی اُس کی تمام جہان کو محیط ہے، ابتدائے طفلی میں آثار صلاحیت عیاں تھی اور عمر دس بارہ برس میں کتب درسیہ و درجہ فارسی سے فراغت پائی اور تحریر خطوط فارسی اچھا کرتے تھے انہیں ایام میں افغانیش شیخ فرید الدین ساکن قصبہ بڈولی ضلع مظفر نگر خالو حقیقی اپنے کے ہمراہ مولوی علی احمد ساکن قصبہ مذکور کہ قرابت قریب رکھتے تھے واسطے تحصیل علوم روانہ شاہجہاں آباد ہوئے مدرسہ مولوی محمد حیات قیام پذیر ہوئے کے مصروف بہ تحصیل علوم ہوئے اور چونکہ طبع سلیم اور ذہن



خدا داد مستقیم تھا، آیام طالب علی قصبہ سبق ہے، بعد اس کے سنہ ایک ہزار دوصد و پنجاہ ہجری میں والد ان کے کہ بعدہ منشی گری راجہ ہندوراؤ بہادر مرہٹہ کے عرصہ چند سال سے ملازم تھے، ہمراہ آقائے نامدار اپنے کے فایز شاہجہان آباد ہوئے، ہمراہ ملازمین لشکر ظفر پیکر سرکار کے مقام ترولین گنج بیردن لاہوری دروازہ جانب غرب متصل پہاڑی دہریج قیام پذیر ہوئے، مولوی صاحب بھی بخدمت والد ماجد رہنے لگے اور تنخواہ بھی ان کی بصیفۂ تالیف سنائے وقت شش کے اپنی سرکار سے مقرر ہو گئی، اس وقت میں ہر روز ترولین گنج سے واسطے سبق کے آمد و رفت مدرسہ سبق الذکر میں رکھتے تھے، اور شب کو حسب الطلب سرکار کے مضمون کتابا کبرنامہ تالیف شیخ ابوالفضل کا گوش گذار سرکار کرتے تھے اور کار تحریر خطوط والد اپنے کا بخوبی انجام دیتے تھے، بعد اس کے سنہ یک ہزار دوصد و پنجاہ و سہ ہجری برطانی والدان کے کی اس سرکار سے ظہور میں آئی۔ والدان کے وطن میں خانہ نشین ہوئے، اور یہ بجائے والد کے کار تحریر خطوط کا دیتے تھے، بعد چند ماہ کے موقوفی ان کی بھی ظہور میں آئی، پھر فارغ البال ہوئے مدرسہ مطور میں مصروف بہ درس تدریس ہوئے پھر جو سبق موافق خواہش اپنی کے نہ پایا ہمراہ چند طلبار پایادہ روانہ لکھنؤ ہوئے، وہاں کے مفتی محمد سعد الدین سلم الثبوت اور میرزا احمد امور عامہ پڑھا اور لکھنؤ میں مرجع طلباء پھر سنہ ایک ہزار و دوصد و پنجاہ و شش ہجری میں وارد وطن ہوئے اور دختر اوسط خال حقیقی کہ مدت سے منسوب بنام ان کے تھی شادی کے بعد سنہ یک ہزار دوصد و پنجاہ و سہ ہجری راجہ ہندوراؤ نے ان کو مع والد طلب کر کے والد کو ان کے ہمراہ غلام غوث خان مختار کار اپنے کے بہ تنخواہ قدیمی ملازم کے واسطے بندوبست الماک اپنی کے روانہ کامل چکلی ضلع دھاروار کیا، اور ان کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ بجانب کوہ بہجت شکار ہوا۔

بعد اس کے وقت فایزگی شاہجہان آباد بمقام ترولین گنج ہنگامہ تعلیم طلباء گرم اور کار تحریر خطوط سرکار کرتے تھے، پھر سنہ یک ہزار دوصد و شخصت ہجری میں لڑکے ان کے نے جو کم نام ایک سالہ تھا انتقال کیا، اور زوجہ ان کی نے برض حمی دق بے ستلا ہو کے سنہ یک ہزار دوصد و شخصت و یک ہجری میں انتقال کیا، پھر نسبت ان کی اگرچہ اقربا میں ہو گئی تھی چند سال نکاح نہ کیا بلکہ اپنی طرف سے انکار کیا، بعد اس کے سنہ یک ہزار و دوصد و شخصت و دو ہجری میں انتقال والد

ان کے کا بمقام کامل ظہور میں آیا، بعد اس کے تعلق لازمی ترک کر کے اپنے چھوٹے بھائی منشی محمد طیلح سرکار ہندو راؤ میں مقرر کر کے کوئی دن مدرسہ مولوی محمد حیات میں پڑھا۔ بعد اُس کے مسجد اکبر آبادی میں کہ جانب جنوب مشہور تھی قیام پذیر ہو کے بتدریس طلباء مصروف ہوئے، بعد اُس کے ۱۲۶۶ھ ہجری میں کہ انہیں ایام میں دہلی محمد حیات نے انتقال کیا تھا وارد وطن مالوہ ہو کر منہگامہ و غلط و غلطین پذیر طلباء میں مصروف ہوئے، اور آبادی مسجد محلہ بخوبی ظہور میں آئی، اور جو کہ تحریر کتاب اراد لادام بفرشتہ شاہ عبد الغنی ساکن خانقاہ غلام علی شاہ فارسی میں لکھی تھی اب تک نبض اس کی ظہور میں نہ آتی تھی کہ آپ بعد ضہ تپ لرزہ بیمار ہوئے، باوجود مصالحت و سہلات الزالہ بخار ظہور میں نہ آیا، اور اکثر طبیوں کی رائے میں حمی و قی تجویز ہو گئی، لیکن برادر اوسط اُن کا کہ معالج تھا برخلاف اور طبیوں کے تھا، غرض کہ بیماری مولوی صاحب سے تمام خاندان بے سرو سامان تھا، جیسا کہ عم کللاں اور ہر دو عم خورد اور دیگر اعزاء نے اُن کی اللہ کے پاس آ کر بیان کیا کہ جو ہمارے دودمان میں ذات مولوی صاحب کو فخر خاندان پیدا کیا ہے، ہم یہ چاہتے ہیں کہ طبیب اور ہی آپ کے علاج کے واسطے لادیں، اور کوشش در باب استعلا بہم پہنچادیں، اللہ مخدومہ ان کی لئے کہ لادیں کہ صالحہ اور متدین تھیں کہا کہ تدبیر وابستہ تقدیر ہے کہ میں رائے خلف اوسط اپنے کے بہ نسبت اور طبیوں کے واثق سمجھتی ہوں، غرض کہ شدت بیماری سے زوال طاقت آیا ہوا کہ بیٹھنے سے معذور ہوئے اور لیٹے ہوئے چار پائی پر نماز ادا کرتے تھے۔ ایک روز یہ کہا دیکھو میں نماز ظہر پڑھتا ہوں کوئی آگے کو نہ نکلے، بعد تھوڑی دیر کے گریاں ہو کر ہوش میں آئے، بھائی اوسط اُن کے لئے جانا کہ اوپر مالوسی حیات اپنی کے گریاں ہیں، یہ کہا بھائی متسم بخدا میرے نزدیک قواعد طب سے کوئی علامات رد یہ نہیں، انشاء اللہ صحت ہو جائے گی، فرمایا کہ میں اس لئے نہیں روتا ہوں اور مجھ کو کبھی صحت اور بقا حیات اپنی کی امید ہے، اگر اس واسطے کہ مینے اس وقت خواب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف لائے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یا فتی الزحیٰ حک رسول اللہ قال کذا وکذا یعنی لے جو ان خوشخبری ہو جو بیچ حق تیرے کے رسول نے کہا ایسا اگر چہ تالیف اراد لادام جہاد مرض ہوا ہے یقین ہے کہ جہاد شافی ہی ہوگا، بعد اس کے حالت اصلی صحت پر آ کے اراد لادام کہ منتشر ہوا تھا بعرہ سات ماہ کے صاف کیا، بعد اس کے بتقریب

بعض اتفاق تشریف بری شاہجہان آباد ہوا، اور صورت چھپنے کتاب مذکور میں حاشیہ پر استفسار مولوی آل حسن مصنف ظہور میں آیا اور انہیں ایام میں ڈاکٹر وزیر خاں ساکن محلہ کاغذیان سہلقات ہوئی، اور ڈاکٹر مذکور مستدعی تشریف بری اکبر آباد کا ہوا، وہاں پہنچ کر بسرائے جہلی بہت مقیم ہوئے جو کہ ان دنوں میں محکمہ صدر اکبر آباد میں تھا اور وکلاء صدور میں رہتے تھے اور پادری فنڈر صاحب بھی وہیں مقیم تھے اور ہر کسی سے بروقت ملاقات یہ کہتے تھے کہ کوئی ہماری میزان حق کا جواب لکھے اور طعن ہماری کا جو محمدیوں پر ہے جواب دے جو کہ اکثر اس امر پر سکوت کر کے جواب نہیں دیتے تھے، یہ بھی باعث خود پسندی پادری صاحب صوف کا ہوتا تھا، اس وقت میں اکثر وکلاء و رؤسا اکبر آباد ملتی اس بات کے ہونے کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ مقابلہ پادری صاحب ہو، ہر چند مولوی صاحب نے غدر غریب الیٰطی کا کیا لیکن پذیرا نہ ہوا۔ آخر الامر وکلاء نے مذکور انصاف سلسلہ جنباں مباحثہ فیما بین ہوئے، پادری صاحب نے اس امر کو فوراً عظیم سمجھ کر زیادہ تر مٹھوئے، جیسا کہ رسالہ مباحثہ کا کہ خطوط فیما بین مولوی صاحب و پادری صاحب کے قریب دس گیارہ جزو کے فخر المطالع میں شائع ہوا تھا، اور اُس کے اشتہار میں تاریخ یوم تقرر مباحثہ کا دیا گیا تھا، اگرچہ اُس زمانہ میں ریل نہ تھی مگر پھر اکثر سامعین سواری گھوڑا گاڑی پر اگر داخل مجمع مباحثہ ہوئے، اور چودہ ٹکوں میں مباحثہ تقریر کیا تھا اور شرط یہ تھی کہ جب تک ایک مسئلہ طے نہ ہو جائے گفتگو دو سکر مسئلہ میں نہ کی جائے۔ غرض کہ روز اول پادری صاحب گفتگو زیر سے پیش ہے اور دو سکر روز مغلوب ہے، اور تیسرے روز نہایت عاجز ہوئے اور یہ امر باعث بدنای پادری صاحب کا ہوا، بعد اس کے اگر عبادت قدم بازار میں کھڑے ہوتے تو ہر ایک دوست سے کہتے تھے کہ تیری زبان کہاں گئی تھی جو بولانہ گیا، بعد اس کے ۲۳، ۲۴، ۲۵ سہری میں سولہویں رمضان کو وقوع غدر واقع ہوا، اور مولوی صاحب اس حادثہ ناگہانی میں اشتہائی ہو گئے، عازم مکہ معظمہ ہوئے اور جو کچھ جائداد موروثی جو وطن میں تھی ضبط ہو کر نیلام ہو گئی، بعد اُس کے ۲۶، ۲۷، ۲۸ سہری میں پادری فنڈر صاحب واسطے حصول ملاقات استنبول روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر ایک امیر سلطان سے مل کر مستدعی جواب کے ہوئے، اس امیر نے علماء سے مشورہ کیا، جو کہ محمودی رئیس خجیب آباد کہ ایام غدر سے داخل زمرہ مصاحبان امیر موصوف تھا منظر ہوا کہ ہندوستان میں ایک فاضل جلیل الشان کی گفتگو نہ ہی پادری بلند مکان سے ہوئی تھی، اور اُس فاضل نے

کتاب در جواب اعتراضات اس پادری کے لکھی ہے، اور وہ کتاب چھپ گئی ہے۔ جو کہ قافلہ حلاج ہند ہر سال آتا ہے دستیاب ہونا ممکن ہے، جیسا کہ یہی مضمون بنام شریف مکہ آیا، اتفاقاً خلف شریف مولوی صاحب سے پڑھتا تھا، جواب میں لکھا گیا کہ وہ کتاب اور اُس کا مصنف یہاں موجود ہے، بعد اُس کے موافق حکم شریف نے سامان زاد راہ کر کے مولوی صاحب کو روانہ استنبول کیا اور انہوں نے وہاں پہنچ کر جواب اعتراضات بحضور علماء پڑھا، پسند خاطر ہوا، بعد اس کے پادری سائل کو طلب کیا، بوقت آنے کے فیما بین ظہور میں آئی۔ پادری صاحب سوائے اس بات کے کہ میں نے جواب سوالات اپنے کچھ پایا زبان پر نہ لائے بعد اس کے واپس ہوئے اور اشترارہ میں فوت ہوئے، اور بحسب درخواست اس کتاب کی ترجمہ فارسی سے عربی اور ترکی میں لکھا اور کتاب عربی مسموم بنظر ہر حق کیا، ہر دو نسخہ چھاپہ خانہ بکرات قلاب طبع میں آئے، آپ عرصہ تین سال تک استنبول میں قیام پذیر ہو کر مکہ میں آئے اور بعد وصول النساء بیگم رئیسہ بنگالہ بنا مدرسہ کی محلہ جندریہ میں بی بی الی چنانچہ مدرسہ مولیہ مشہور ہے اور کوشش بیگم مذکور اور روضہ ہند سے آبادی مدرسہ مذکور کی بخوبی ظہور میں آئی اور جو کہ ترجمہ ترکی چھپ کر دخل مکتب خانہ شاہی میں ہوا تھا، ایک روز اتفاق سے ملاحظہ سلطان میں گذرا، اور استفسار حال مُصنّف ہوا، جانب حضرت سلطان سے طلب مولوی صاحب ظہور میں آئی، مولوی صاحب مع حضرت مولوی نور فایز استنبول ہوئے بوقت پہنچنے بندر کے سلطان کی طرف چند امیر مع توپ خلعت کے آئے اور بروقت پہنچنے کے مراتب تعظیم ظہور میں آئے اور بزبان ترکی فرمایا کہ ہم تمہاری کتاب اور ذکر خیر سن کر مشتاق ملاقات ہوئے اور بعد چند روز کے ارشاد ہوا کہ تا تقرری خدمت پانٹوروپیہ ماہواری تم کو ملا کریں گے، یہاں قیام پذیر رہیں، انہوں نے التماس کیا کہ میں حالت پیری میں سکونِ مدفن کچھ جانتا ہوں چنانچہ تین سو روپیہ ماہواری مقرر ہو گئے، مبلغان مذکور باسم مدرسہ لوحین اپنے کے دفتر شاہی میں لکھوائے اور بروقت نصرت عرض کیا کہ بشرط مرضی برادر یا داد اپنے کو گر بیان امن میں روانہ شد خدام والا مقام کروں گا اور نصرت ہو کر روانہ مکہ ہوئے، اور عند الذکر سامعین نے کہا کہ ایفادہ وعدہ کر کے بعد تحریر و استرضاء برادر خود اپنے یعنی قاری بدرالاسلام برادر زادہ اپنے کو روانہ استنبول کیا وہ وہاں جا کر ہشاہرہ پانٹورقہ جس کے ایک سو پچاس روپیہ کے قریب یہاں کے رائج الوقت ہوتے ہیں

ماہواری ملازم ہو گیا اور خدمت داروعلی کتب خانہ شاہی کی بنام اس کے تقرر پائی، اور بعد انتقال مولوی صاحب کے پھر نوری خدمت انتظام مدرسہ صولتیہ کی بنام قاری بدرالاسلام ہوئی، چنانچہ تا حال مقیم مکہ معظمہ منتظم مدرسہ مذکور بہ تنخواہ بدستور مامور ہے، اور مولوی صاحب نے ۲۴ رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ بمصر ۵ سال انتقال فرمایا، اور مکہ میں مدفون ہوئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

## قرآن مجید صنعتی الف

جس کی ہر سطر شروع کلام مجید سے آخر تک الف سے شروع ہوئی ہو اور حاشیہ پر تفسیر اتقان اُردو و بیچ ہر اگر کسی سطر کے الف پر سونی سے نشان لگایا جائے تو آخر تک وہ نشان الف پر ہی لگیگا۔ غرض کہ وہ مصنف بے بہا ہے جو شاہی کتب خانوں میں ہزاروں روپیہ کی لاگت کے باوجود نظر نہیں آتا۔ طول ہر صفحہ ۱۳ انچ، عرض ۱۰ انچ، ۲۱ سطریں ہیں۔ ہدیہ بلا جلد تھے، مجلد چرم، علاوہ محصولہ اک۔

## نقشہ گلزارِ چشتیہ

یہ نادر مرقعہ بھی ایک عجیب و غریب قابل زیارت تحفہ ہے، جس میں اکتالیس اولیائے کرام چشتیہ کی شبیہ بار معانام و تاریخ ولادت و سنہ وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لیکر مولانا فخر الدین صاحب چشتی قدس سرہ تک قابل زیارت درج کی گئی ہیں۔ یہ مرقعہ طول میں ۱۲ انچ اور عرض میں ۱۸ انچ ہے کاغذ دبیر رنگ سبز و لاجوا بر نہایت خوبصورتی سے چھاپا گیا ہے۔ قیمت ایک روپیہ نمبر

## گلبنِ حُبّت

اس تاریخ میں ۶۴ اولیائے کرام کی تصویرات مع حالات تاریخی ولادت و سنہ و مقام ولادت و وفات درج ہیں، کتاب کیا ہے ایک گلدستہ ہے۔ قیمت آٹھ آنہ ۸

تمام فرماشیں بنام منیجر کتب خانہ میو رپریس دہلی آئی چاہئیں

# تذکرہ اولیاء

جلد سوم

مؤلفہ

علامہ باخبر جناب مرزا احمد اختر صاحب

خلف اکبر محمد دارا بخت میران شاہ دہلوی

جس کو

حساب الارشاد منشی ابلاقی اس صاحب مالک مطبع

مرزا صاحب نے تالیف کیا

اور

کتبخانہ میو پریس دہلی محلہ پیلہا دیوین باہتا منشی شبنم یالاک کتب خانہ

پریس چھپکشی شائع ہوا

چھپکر فیض بخش خاص عام ہوا

مطبوعہ اقبال رنڈا دادا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# در بیان حضرات خواجهکانِ حشمت قادریہ

حرمۃ اللہ علیہم اجمعین

اول ذکر غوث الثقلین حضرت محبوب کبریا سید محی الدین سلطان عالم  
اولیائے عظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ لغز

کثرت آپ کی ابو محمد و لقب محی الدین ہے اور غوث الثقلین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ تصرف حضرت کا  
اور چرن و اس کے تھا اور اسم شریف سید عبدالقادر خلف سید ابی صالح بن سید موسیٰ بن سید عبد اللہ  
ابلی بن سید یحییٰ الزاہد بن سید محمد بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ موسیٰ الجون  
بن سید عبداللہ محض یا محسن بن سید حسن الثنی بن حضرت امیر المومنین امام حسن بن حضرت امیر المومنین  
امام متقین اسد اللہ الفاضل علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ  
اور کنیت ان کی ام الخیر اور لقب امہ الحیا کہ دختر نیک اختر شیخ عبداللہ صومعی کی نہیں کہ وہ مشائخ کبار  
جیلان سے اور اولیائے زماں مستجاب لدعات تھے نسب ان تاج المستورات کا حضرت امام حسین  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے کہ فاطمہ ام الخیر بنت شیخ الاسلام سید عبداللہ صومعی بن سید ابو جلال محمد  
بن سید ابو طاہر بن سید ابو عطاء عبداللہ بن سید الجمال عیسیٰ بن سید ابو علاؤ الدین محمد بن سید  
علی العریضی بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امیر المومنین امام حسن  
رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جلی حضرت کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ ولادت حضرت کی جیل میں ہوئی کہ اس  
جیلان اور گیلان اور کیل بھی کہتے ہیں صاحب تاریخ یا فنی تحریر فرماتے ہیں کہ نام اس قصبہ کابل  
تھا وہ جگہ نہایت پُر فرزا اور آب و ہوا معتدل کہ نیچے کوہ جودی کے واقع ہوا ہے، کوہ جودی

وہ ہے کہ کشتی نوح علیہ السلام کی اُس جگہ ٹھہری تھی چنانچہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہے اور بغداد سات روز کا راستہ ہے اور محی الدین لقب ہونیکی یہ وجہ ہے کہ خود فرماتے ہیں کہ میں بروز جمعہ بغداد سے باہر آیا راستہ میں مقابل ایک بیمار ضعیف اور نحیف کے پہنچا، اُس نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا السلام علیک یا عبد القادر میں نے کہا وعلیکم السلام یا عبد اللہ اُس نے کہا میرے پاس جب میں نزدیک گیا کہا کچھ کو بٹھائیں اُس کو بٹھایا، اُسی وقت وہ حالت اُس کی جاتی رہی رنگ چمکنے لگا اور مجھ سے کہا کہ مجھ کو پہنچاتا ہے میں نے کہا کہ نہیں کہنے لگا کہ تیرے وجود موعود کی برکت بار دیگر زندہ ہوا میں تیرے دادا کا دین ہوں کہ تجھ سے پہلے ضعیف ہو گیا تھا اور تو محی الدین ہو زمین پر نام نہا محی الدین اور آسمان پر بار اِشہب ہے۔

نقل ہے کہ نسبت ارادت و تربیت حضرت کو بلا واسطہ روحانیت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور پیر خرقہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مبارک محرمی تھے کہ سلسلہ بالآخر ذکر حضرت میں درج ہوگا صاحب مخزن قادر یہ تحریر کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کو خواجہ جنید سے ملحق ہے سلسلہ امامیہ قادریہ و سلسلہ الذہب کہتے ہیں اور پیر صحبت حضرت کے شیخ حامد یاس تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت نے صلب پدر سے انتقال کیا تو عمر شریف آپ کی والدہ کی ساتھ برس کی تھی یہ بھی کرامت ظاہر ہے کہ ساٹھ برس کی عمر میں کہ وقت نا اُمیدی محل کا ہے ولادت بشر و جو حضرت خارق اور عادت کا ظہور ہوا اور بعد تولد حضرت کے سید ابی عبد اللہ برادر خور پیدا ہوئے کہ عین جوانی میں اُن کا انتقال ہوا اور آپ کی ہشیر کا نام بی بی نعیمہ تھا تحفۃ الغیبین میں مذکور ہو کہ والد حضرت ایک بار مع چند اصحاب کینزان اپنے باغ میں تفریح طبع فرما رہے تھے ایک درخت سید پھلا ہوا تھا اس میں سے ایک سیدب خوشنما معلوم ہوا اُس کو توڑنا چاہا چونکہ وہ بلند تھا ہاتھ نہ پہنچا خدنگار سے فرمایا کہ چوکی لا جب چوکی آئی اُس پر چڑھ کر دست دراز کیا کہ اُسی وقت در در جگر اٹھا بیتاب ہو کر چوکی پر گر پڑیں کینزوں اور مصاحبوں نے شور کیا کہ لٹنے میں ایک ماریاہ اوپر سے گرا اُس کو دیکھ کر فرحت ہوئی کہ حکمت الہی تھی اگر وہاں ہاتھ جا پہنچتا تو ضرور سانپ کا ٹٹا جب حضرت تولد ہوئے اور آغوش مادر میں کہیں ہے تھے کہ آپ کی والدہ نے آپ کے منہ پر طمانچہ مارا آپ نے والدہ کو کہا کہ یا والدہ کج اس کی تلانی ہوئی کہ جو ناخن میں نے تھامے جگر میں راتھا بسبب سانپ کے وہ گستاخی معاف کیجئے سبحان اللہ مادر رحم میں یہ کرامت تھی جو ظاہر ہو۔ صاحب نیل نقاد



شاہ بہار الحق بن حقائق و معارف آگاہ شاہ رحمت اللہ کرنا لی زبانی حضرت کی والدہ کی نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا ایک بار فقط گھر میں ہی جو دھڑی کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا 'میں نے اس خیال سے کہ یہ محروم نہ جائے خود برقعہ اوڑھ کر کھانا لیکر دروازہ کے قریب جا کر کہا کہ 'اے اس بد بخت نے معلوم کیا کہ گھر خالی ہے وہ اندر چلا آیا' اسی وقت ایک شیر پیدا ہوا اور اُس کے پارچہ کر کر ہوا پر گئے دونوں کا نشان نہ رہا' اُس وقت عبد القادر جل میں تھے 'اس قصہ کو سننے کسی سے نہ کہلا جب عبد القادر پیدا ہوا اور کتب میں آیا جایا کرتا تھا 'ایک بار لڑکوں کے ہمراہ کھیل میں لگا رہا بہت دیر بعد آیا سینے براہ چشم نمائی دھمکایا تو مجھ سے کہا کہ اے مادر میرا تیرے پر حق ہے بھول گئی سینے کہا وہ کیا بیان کیا کہ فلاں تاریخ فلاں وقت کہ میں تیرے شکم میں تھا ایک سال بے ادبانہ تیرے صحن مکان میں شیر پیدا ہوا تھا وہ میں ہی تھا' وہ فرماتی ہیں کہ میں اُس روز سے نہایت ادب کرنے لگی تھی۔ صاحب مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ جس روز حضرت تولد ہوئے ایک ہزار طفل پیدا ہوئے لڑکی ایک نہیں ہوئی، تمام وہ لڑکے اولیا ہوئے، سب نے حضرت سے فیض حاصل کیا ولادت باسعادت مقام جیلان اول شب رمضان شکوہ میں ہوئی۔ درجن جمالِ حبلی بہ ہریدہ کہ دیکھتے عاشق، تاریخ ولادتش زعارف، ہر کس کہ شنید گفت عاشق، رمضان میں تمام دن شیر نوش نہ فرماتے تھے۔ جب حضرت تولد ہوئے تو آپ کی والدہ نے معاملہ میں رسول مقبول کو معہ صحابہ دیکھا کہ تشریف لائے اور مبارکباد دیکر فرمایا 'یا اباصلح اعطاک اللہ ابنا و ہود لدی و محبوبی و محبوب اللہ تعالیٰ سبحانہ و سکون لہ شان فی الاولیاء و الاقطاب کثانی بین الانبیاء و الرسل۔

روایت ہے کہ اس قدر مجاہدہ توکل اور تجرید فرمائی کہ دوسرے سے ممکن نہیں چونکہ حضرت سرحلقہ اولیا تھے تمام مقامات غوثی و قطبی و قطب لاقطابی سے ترقی کر کے مقام محبوبی پر پہنچے۔ سید محمد انکی مرکا لمعانی میں لکھتے ہیں کہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ محبوبیت میں مشہور ہیں۔ مناقب غوثیہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سرور عالم فخر اولاد شب معراج عرش پر تشریف لے گئے 'راہ میں روح پاک محبوب بجان کی کو اپنے قدم کے پاس دیکھا اور نہایت شفقت سے اپنا قدم دوش مبارک غوث الثقلین پر رکھ کر فرمایا قدمی علی رقبۃک و قدمک علی رقاب اولیاء امتی۔

روایت ہے کہ جب حضرت پیدا ہوئے نشان قدم مبارک رسول کا آپ کے دوش پر موجود تھا

بعد میں تمام اولیائے اُمت نے اس کو مان لیا۔ شیخ شریف بن خضر حینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ وہ تیرہ برس حضرت کی خدمت میں رہے تھے، کہتے ہیں کہ میں نے کبھی بیٹھتی کبھی جسم مبارک نہیں دیکھی، حضرت سید عبدالجبار پر حضرت کی روایت ہے کہ میں نے ایک بار عرض کیا کہ جہاں آپ کا بول براز پڑتا ہے وہاں کی گھاس میں سے خوشبو آتی ہے اور کبھی جسم مبارک پر نہیں بیٹھتی یہ تمام صفات جسم مبارک رسول مقبول میں تھیں، آپ نے فرمایا کہ عبدالقادر فانی اور باقی ہوا ہے، وجود باوجود اپنی صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم بالمدھداً وجود جدی لا وجود عبدالقادر پھر بیٹھنے عرض کیا کہ اسی طرح ابرو جو سایہ فگن رہتا تھا، فرمایا کہ بندگان خدا شبہہ میں پڑتے اور مجھ پر گمان نبوت کرتے اس وجہ سے میں یہ ترک کیا۔ ایک بار حضرت نے فرمایا کہ اور ولی انبیاء کے قدم بقدم ہیں میں اپنے جد کے قدم بقدم ہوں، مولانا جامی تاریخ امام عبدالسید یافعی سے نقل کرتے ہیں کہ جو کرامات و خوارق و عادات حضرت سے صادر ہوئے کسی اولیاء سے لیے نہیں ہوئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے چند ابیات حضرت کی شان میں لکھی ہیں یہ ہیں ابیات غوث اعظم دلیل راہ یقین، یقین رہبر اکابر دین، دوست درجہ اولیا شہباز، جو بغیر در انبیا ممتاز، اولیاء بندہ اش از دل و جان، قدم او بگردن ایشان، و صف تعریف او ز من نہ نکوست، خود کرامت او معروف اوست، مجمع القضاے سے نقل ہے کہ آپ کے پیدا ہونے کی خبر جناب سرور انبیاء نے جناب امام حسین علیہ السلام کو دی تھی کہ تیری اولاد میں فلاں صدی میں غوث اعظم عبدالقادر پیدا ہوگا، علیہ مبارک حضرت غوث اعظم خیف البدن خوی سیلہ میانہ قد گندم کون پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی ریش کلاں آواز بلند اور روئے مبارک ایسا چمکتا تھا کہ برائے دیدار جو آتا فحشا شاہدہ جمال نہیں رکھتا تھا، جو مدیہ آتا وہ حاضرین کو تقسیم فرمائیے، غریب اور فقراء سے نہایت ہی در تواضع کے ساتھ پیش آتے، اہل دنیا کی تعظیم کو نہ کھڑے ہوتے اپنے ہم نشینوں کی بہت عزت کئے مہربانی ایسی تھی کہ ہر شخص اپنے دل میں تصور کرتا تھا کہ میری سی محبت دوسرے نہیں درجہ یا عاجز آپ کی خدمت میں آتا اُس پر ہاتھ پھیرتے ہی اُس کو شفا ہوتی تھی، کبھی کسی امیر یا خلفا کے گھر نہیں گئے ایک بار خلیفہ بغداد ابوالمظفر دس توڑہ اشرفیوں کے لیکر آیا آپ نے قبول نہ فرمائے، اور آپ صائم الدہر تھے اور قبلہ رُویٹھے تھے، مجاہدہ کی کیفیت یہ رہی کہ برابر چار سال ایک خلوت میں گزائے، اور مہینوں کو جنگلوں میں رہے، چالیس برس عشا کے وضو سے صبح کی نماز گذاری، بغداد شریف میں پندرہ برس

بعد عشا کے تمام شب ایک پیر سے کھڑے ہو کر عبادت کی، یعنی ایک قرآن ختم فرماتے اور لباس فاخرہ پہنتے تھے، حضرت خود ارشاد فرماتے ہیں کہ اوائل جوانی میں اگر میری آنکھ جھپکتی تو میں آواز سننا کہ اے عبداللہ! تجھ کو سونے کے واسطے نہیں پیدا کیا۔

نقل ہے کہ آپ کی عمر سولہ برس کی تھی کہ بغداد میں آکر بقرات قرآن حفظ کیا، بعدہ چند روز میں تمام علوم حاصل کر کے علمائے وقت سے ممتاز ہوئے، یعنی سات برس میں تحصیل علوم سے فارغ ہوئے آٹھ برس تجرید میں رہ کر بعدہ دعوت الی الحق میں مشغول ہوئے اور سائیس چھ سو طلبہ بارہ روز سبق پڑھاتے تھے، جس طالب علم کے پاس کتاب نہ ہوتی اپنی قلم سے لکھ کر عطا فرماتے، جس کو مرید فرماتے سلسلہ پیران اپنی قلم سے لکھ کر دیتے اور نماز نوافل میں ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ کے سورۃ مزمل یا سورۃ الرحمان پڑھتے یا سورۃ اخلاص سو بار پڑھتے، اور شب کو قریب تہجد کے قرآن ختم فرماتے اور مجموعہ چہل چھ سو ساٹھ دفعہ پڑھتے، شب اور دن کو دعائے یحییٰ و حزایمان و عزیمت کبیر درود کبیر و نودونام خدا ہزار بار پڑھتے، اور شجرہ جنیدی برائے استمداد ایک بار بلاناغہ پڑھتے، شیخ ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی سے نقل ہے کہ فاطمہ نام مہری سولہ برس کی لڑکی کوٹھے پر سے غائب ہوئی میں حضرت کی خدمت میں گیا اور تمام ماجرا عرض کیا، فرمایا کہ آج کی شب جنگل کنج میں کہ بغداد کا ایک محلہ ہے وہاں جاکر زمین پر اپنے گرد دائرہ کرا اور کہہ سم اللہ علی بنت عبدالقادر اور جب بیٹھے تو کہو یا شیخ عبدالقادر شیخ اللہ جب خوب اندھیرا ہو گا جوق جوق جن بصورت مختلف آویں گے اُن سے ہرگز نہ ڈرنا، صبح ہوتے اُن کا بادشاہ آویگا اس سے مطلب بیان کرنا۔ چنانچہ مینے جاکر موافق حکم کے عمل کیا، دیکھا کہ مختلف صورتوں کے گردہ در گردہ جن آئے لگے، میرے دائرہ میں کوئی نہیں آیا صبح ہوتے بادشاہ آیا، اُس نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارا کیا کارہے مینے کل حال بیان کیا، اُس نے تمام جنوں کو بلا کر دریافت کیا میرا چور بھی حاضر ہوا اور میری لڑکی کو لادیا، مینے اُس بادشاہ سے کہا کہ تم بہت مطیع غوث پاک ہو، اُس نے کہا کیونکہ نہ ہوں سید عبدالقادر غوث انقلین ہیں، جن اور انس سب اُن کے فرمان پذیر ہیں جو اُن سے پھر ہے وہ مردود ہے۔ ایک شخص کی عورت کو مرگی آتی تھی، اُس نے حضرت کے در بدر شکایت کی، آپ نے فرمایا اُس کے کان میں کہہ دے اے جانس اس جگہ شیخ عبدالقادر مقیم ہیں، اگر پھر دوبارہ ہو تو مجھ کو خبر دینا، الغرض پھر مرگی تاحیات

اُس کو نہ آئی، امام عبدالسدیافنی تاسیخ یا فنی میں لکھتے ہیں کہ حضرت چالینس برس بغداد میں رہے کبھی کسی کو مرگی نہ آئی، شیخ ابوالقاسم عمر بن سعود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز مدرسہ میں تھا، حضرت وضو کر رہے تھے ایک چڑیا نے بالائے جامہ پچال کر دی چاہتی تھی کہ اُڑے اُسی وقت گر پڑی اور مر گئی۔ جب وضو سے فارغ ہوئے اُس جگہ کو پاک کیا اور جامہ بدن سے اتار کر بندہ کو دیا اور فرمایا اس کو فروخت کر کے مساکین کو دے۔ گلزار معانی سے نقل ہے عہد دولت میں یہ کیفیت تھی کہ اگر کوئی بے نام آپ کا لیتا سترن سے جدا ہو جاتا تھا، آخر سید عالم نے بشارت دی کہ یاد دی وجود تمہارا وسیع ہوا اب نبی کی کیا حاجت ہے، ترک جلال کرو آگے ایسا وقت آدیکھا کہ ہر ایک تیرا نام لے گا اُس سے حضرت نے ترک جلال کیا، یعنی حزمیانی کا وظیفہ ترک کیا، کہتے ہیں کہ بخوف جان کوئی بے وضو حضرت کا نام نہیں لیتا تھا، یہ اب بھی ہے کہ جو بے وضو نام نامی لیتا ہے تنگی رزق کی ضرور ہوتی ہو اور جو ہمیشہ شیرینی پر نیاز کرتے ہیں تنگ نہیں رہتے، اور آپ کی گیارہویں کرنا برائے کشائش رزق مجرب عمل ہے، تمام بزرگوں کا اتفاق ہے، اور ترکیب ختم یہ ہے کہ گیارہ یا سات یا تین شخص باطہارت گیارہویں شب ہر ماہ کو ایک جگہ بیٹھ کر اول گیارہ بار الحمد للہ باتسمیہ پڑھ کر سو بار درود شریف اور گیارہ بار کلمہ تجید اور ایک سو گیارہ بار یا شیخ عبدالقادر شعی لہ اور سورہ یسین ایک بار اور ایک اکتالیس بار اہل نشرے باتسمیہ اور ایک سو گیارہ بار درود شریف پھر گیارہ بار الحمد پڑھ کر شیرینی پر فائز حضرت کی دے کر تقسیم کرے، یہ ختم برائے ہر کار مجرب ہے اور ایک جلسہ میں سو الاکھ مرتبہ پڑھنا یا شیخ عبدالقادر شعی لہ برائے ہر ہم مفید ہے، اپنے کھلمہ میں شیخ ابوالقاسم عمر بن زاز لکھتے ہیں کہ حضرت فرمایا کہ جس کسی کو کچھ مشکل کا سامنا ہو وہ میری طرف رجوع کرے تو اُس کی مشکل حل ہو اور جو مجھ سے توسل کرے اُس کی حاجت براری ہو۔ ترکیب اٹلے صلوٰۃ الاسرار و صلوٰۃ الحاجت و صلوٰۃ الی اللہ الخ حضرت قادریہ کہ درمیان مغرب اور عشا کے ادا کرتے ہیں حضرت رسول مقبول سے استفادہ اٹھاتے ہیں، چنانچہ شیخ یوسف سجاندی فرماتے ہیں میں نے حضرت رسالت پناہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ جس کی موت قریب ہو اُس کا علاج کیا ہے کہ نہ مرے فرمایا کہ اگر دو گنا نہ ولدی عبدالقادر باعقاد ادا کرے عمر اُس کی دراز ہو اور جس مدعا کے لئے متواتر چالیس روز ادا کرے وہ پورا ہو اور توشہ حضرت کا قبولنا برائے ہر مطلب مفید ہے بعدہ و توشہ

بالجہارت تیار کر کے مسلمانوں کو تقسیم کرے، بہتر یہ ہو کہ ایک توشہ پہلے ادا کرے، وزن توشہ میدہ گندم آدھ سیر، روغن زرد شکر سفید ہر ایک سوا سیر مغز بادام پستہ، کشمش، مغز خراہر ایک ساٹھ سات تولہ بدستور حلوا بنا کر حضرت کی نیاز دیکر تقسیم کرے۔

حقیقۃ الحقائق سے نقل ہے کہ ایک بیوہ پیر زال کا پسر دریا میں ڈوب گیا وہ خدمت حضرت میں آکر کہنے لگی کہ ایک پسر تھا سو دریا میں ڈوب گیا میں حضرت کی معتقد ہوں آپ کو خدا نے سب طرح کی قوت دی ہو، میرا پسر مجھ کو دیجئے، آپ نے فرمایا وہ تیرے گھر آگیا، اُس نے گھر جا کر دیکھا پسر نہ پایا پھر دوڑی آئی اور روئی آپ نے فرمایا وہ تو گھر آگیا پھر اُس نے جا کر دیکھا پسر نہ پایا پھر جا کر رونے لگی، آپ نے مراقبہ فرمایا کہ جاوہ تیرے گھر آگیا۔ اور یہی روایت ہے کہ حکم خدا جمعہ کے روز حضرت کی نظر جن مسلمان پر پڑتی تھی وہ اولیا ہو جاتا تھا۔ اسرار السالکین سے نقل ہے کہ حضرت ایک بار چلے جاتے تھے کہ عیسائی اور ایک محمدی مباحثہ کرتے چلے آتے تھے، عیسائی محمدی سے کہتا تھا کہ میرے نبی تیرے نبی سے بہتر ہیں اور تو اپنے نبی کو بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے عیسائی سے فرمایا کہ تیرے نبی کو فضیلت کس دلیل سے ہے، اس نے کہا کہ وہ مردہ کو زندہ کر دیتے تھے، آپ نے فرمایا کہ گروہ مصطفائی سے میں ایک ناچیز ہوں اگر میرے روبرو مردہ آئے تو میں قم کہہ کر اُس کو زندہ کر دوں بلکہ مردہ زندہ ہو کر قبر سے باہر آجائے، میرے ہمراہ کسی مردہ کی قبر چلی فضیلت احمدی تجھ کو دکھا دوں، عیسائی ہمراہ آیا اور ایک بڑا نی قبر پر پہنچ کر کہا کہ اس کو زندہ کرو، آپ نے فرمایا کہ تیرے پیغمبر کیا کہہ کر زندہ کیا کرتے تھے، اُس نے کہا تم باذن اللہ کہہ کر زندہ کیا کرتے تھے، آپ نے منہ اپنا قبر کی طرف کر کے فرمایا تم باذن اُسی وقت قبر بھٹی اور قوال خوش الحان گانا ہوا باہر آیا، عیسائی نے یہ معائنہ کر کے فضیلت محمدی کا اقرار کیا اور مسلمان ہوا نقل ہے کہ ایک فقیر خدمت عالی میں آیا اور کہنے لگا ہر روز آپ کی درگاہ سے فیض دیکھا ہے اور آج آثار سخاوت نہ دیکھے، آپ نے خدام کو ارشاد فرمایا کہ ایک سو چالیس فاسق اور فاجر لاؤ جب وہ آئے دائیں بائیں سطر سطر کھڑے کر کے بنظر الطاف اُن کی طرف دیکھا، اُسی وقت اُن کو بمقام وصول الہی پہنچایا اور اس فقیر سے فرمایا کہ آج یہ سخاوت تھی ۵

جزاں محبوب خدا کیست کہ ایسا کار کند کہ چشیں طائفہ را لایق دیدار کند

کیست عیسے نفی بعد محمد جزوے کہ بیک نظر دو صد مرد و بیدار کند

نقل ہے کہ سید احمد رضی بن ابوالحسن رضی دختر سادات حسینیہ سے تھے اس وجہ خواہراؤ حضرت کے مشہور کرتے ہیں، مگر حضرت کے خلیفہ تھے مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ ایک بار حضرت اپنے خادم کی معرفت سید احمد رضی کو کہلا بھیجا، عاشق سید اس کلمہ کے سنتے ہی جوش عشق میں آکر عشق نار اندھی کہنے لگے خدا ہوا عشق آپ کے روبرو درخت تماماً جلنے لگا اور وہ بھی جل کر فاختہ ہو گئے پھر مثل پانی کے ہو گئے، خادم نے یہ کیفیت جاکر حضور سے عرض کی ارشاد فرمایا کہ اسٹانی کو لا، جب خادم واپس آیا دیکھا کہ سید صاحب نے لمحہ حقیقت سے رجوع باعمل وجود عنصر انسانی کر کے سر اٹھایا، خادم نے پھر جاکر حضرت سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ یہ مرتبہ ایک ان کو اور ایک بزرگ کو ہوا، سوائے دو کے تیسرے کو نصیب نہیں ہوا، شہسوار نے کہ دیدند حسن یار یو یافتند دریا حسش بے کنار، جملہ گشتند غرق بحر حسن دوست، نے خبر از بحر طارند و از کنار؟

نقل ہے کہ ایک روز ایک عورت حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ میرے میں لڑکیاں پیدا ہوئیں لڑکا نہیں ہوتا، میرا شوہر مجھ کو طلاق دے کر دوسرا نکاح کرنا ہے، میرے واسطے دعا کیجئے، آپ نے فرمایا جا لڑکا ہوگا، اس کے دل میں خطرہ آیا کہ میرے واسطے دعا نہیں کی، میری تسکین کو ویسے ہی کہہ یا اپنے خطرہ معلوم کر کے ارشاد فرمایا کہ تیری کل لڑکیاں مرد ہو گئیں، جب وہ گھر آئی سب کو مرد پایا، مناقب غوثیہ سے نقل ہے کہ شیخ علی عربی کے گھر لڑکا بے تناسل کا پیدا ہوا ایک مجذوب نے حضرت کا پتہ دیا کہ وہ دعا کریں تو کام چلے وہ حضرت کی خدمت میں آئے اور فرزند کے واسطے دعا چاہی، حضرت نے ارشاد کیا کہ تمہاری تقدیر میں نہیں، انہوں نے کہا کہ اگر تقدیر میں ہوتا تو حضرت کے پاس کیوں آتا، آپ نے فرمایا کہ میری پشت سے پشت ملا میری تقدیر میں ایک فرزند اور باقی تھا، سو تجھ کو دیا، اس کا نام محمد ہوگا، میرے نام پر لقب کرنا، جب شیخ اکبر محمد پیدا ہوئے، محی الدین لقب ہوا، توحید میں بہت کچھ آپ کی تصنیفات ہیں، قطب وقت اور مشہور ہوئے، حضرت غوث پاک نے ان کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ سبحان اللہ کیا لڑکا پیدا ہوا کہ جو اپنے وقت میں میری زبان ہوگا، سرخی کو آشکارا کرے گا۔ شیخ محی الدین بن عربی کو کچھ پہنچا بے واسطے دوسرے کے حضرت سے پہنچا، مگر حضرت دارا شکوہ کے نزدیک شیخ محی الدین بن عربی حید شیخ یونس القصار کے وہ

خلیفہ محبوب جانی کے اور شیخ ابوالحسن علی بن عبداللہ سے خرقہ خلافت پایا اور خضر علیہ السلام سے بھی فیض ہوا اور شیخ ابو مدین مغربی کی بھی صحبت میں رہے۔ شب جمعہ ۲۲ ربیع الآخر کو انتقال کیا۔ مزار بیرون دمشق ہے۔ لکھا ہے شیخ شہاب الدین سہروردی بھی حضرت غوث پاک کی دعا سے پیدا ہوئے، فضائل حضرت کے حد تحریر سے باہر ہیں، کوئی کتب صوفیہ سے ایسی کتاب نہ ہوگی کہ جس میں حضرت کا ذکر خیر نہ ہوگا، اس وجہ سے چند نقول پر تمام کیا۔ وفات حضرت شب یازدہم ربیع الآخر ۷۸۵ھ میں ہوئی، مزار پر انوار حاجت روائے خلق مدرسہ باب الازج میں واقع ہے کہ حضرت کو مدرسہ شیخ الاسلام شیخ ابوسعید مبارک مخدومی نے دیا تھا، امام عبداللہ یافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص بغداد میں جا کر روضہ محبوب جانی کی زیارت سے مشرف نہ ہوا کرامات اُس کی تلبہ ہو جاتی ہیں۔

## ذکر فرزندان حضرت غوث پاک

ذکر سیف الدین عبدالواہب سیرہ  
آپ بہاء شہان ۸۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور بعد والد کے صاحبِ مقام ہوئے۔

ہوئے، وفات حضرت کی ۲۴ شوال ۸۹۳ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں ہے، ابوالنصور عبدالسلام شیخ ابو الفتح سلیمان یہ دو آپ کے صاحبزادہ تھے۔

ذکر حضرت شیخ شرف الدین عیسیٰ قدس سرہ  
آپ فرزند دوم حضرت غوث پاک کے تھے، نام ابو محمد ابو عبد الرحمن عیسیٰ ہے کہ فیضانِ نبوی اپنے والد سے حاصل کیا، ہمیشہ درس میں رہتے تھے، اور فتوح الغیب آپ کے واسطے لایف ہوئی تھی، وفات حضرت کی ۸۳۵ھ میں ہوئی مزار مصر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ شمس الدین ابو بکر عبدالغفر بن قدس سرہ  
آپ فرزند سوم حضرت غوث پاک کے تھے، وفات حضرت کی بمقام قصبہ بخارا ۸۹۹ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ سراج الدین عبد الجبار عبد الرحمن ابو الفتح قدس سرہ  
آپ فرزند چہارم حضرت غوث پاک کے تھے، نام علوم اپنے والد سے

حاصل کئے اور دیگر بزرگوں سے فیض اٹھایا اور چند عہدے عراق کے مفتی بھی رہے، وفات حضرت کی سنہ ۵۸۹ھ میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ تاج الدین ابوبکر عبد الرزاق قدس سرہ

آپ فرزند نجم غوث پاک کے تھے تحصیل علوم ظاہری اور باطنی اپنے والد سے کی اور صاحب سلسلہ اور صاحب گردہ ہوئے، ہزار ہا فقیر آپ کے سلسلہ کے موجود ہیں رزاق شاہی کہلاتے ہیں، تلج ترکی سر پرکتے ہیں اور کتاب جلال الخواطر آپ کے جمع فرمائی، نقل ہے کہ ایک بار آپ اپنے اپنے والد کے پاس ہوا پر سے مردان غیب کو آتے دیکھا، آپ کو دہشت معلوم ہوئی، حضرت غوث پاک نے فرمایا کہ مقام خوف نہیں ہے یہ مردان غیب ہیں اور تو بھی ان میں سے ہے۔ صاحب انیس القادریہ نے آپ کے پانچ فرزند لکھے ہیں۔ شیخ ابوالصالح و شیخ ابوالقاسم عبدالرسیم و شیخ ابو محمد اسمعیل و شیخ ابوالحسن فضل اللہ و شیخ جمال اللہ کہ عشبہ غوث پاک کے تھے، وفات حضرت شیخ عبدالرزاق کی ۶۷۱ ماہ شوال سنہ ۵۸۶ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں مقام حرب ہے۔

### ذکر فرزند ششم شیخ ابوالاسحاق ابراہیم قدس سرہ

آپ سنہ ۵۲۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲ شوال سنہ ۵۹۲ھ میں وفات پائی مزار نزدیک مزار والد کے ہے۔

### ذکر فرزند ہفتم شیخ ابوالفضل محمد قدس سرہ

آپ عالم حدیث تھے، وفات حضرت کی ۵۲ ذیقعدہ سنہ ۵۸۶ھ میں ہوئی، مزار آپ کا مقبرہ جلیہ میں ہے۔

### آٹھویں فرزند شیخ عبدالرحمن قدس سرہ

آپ سنہ ۵۸۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴ صفر سنہ ۵۸۶ھ میں وفات پائی، مزار بغداد میں ہے۔ آپ کے دو صاحبزادے

تھے، شیخ ابو محمد عبدالرحمن و شیخ ابو محمد عبد الرزاق، یہ دونوں صاحب عالم متبحر ہوئے ہیں۔

### نویں فرزند شیخ ابو ذکریا یحییٰ قدس سرہ

آپ ۱۲ ربیع الاول کو سنہ ۵۸۵ھ میں پیدا ہوئے، ۱۵ اشبان سنہ ۵۸۶ھ میں بمقام بغداد سفر آخرت فرمایا

مزار برابر شیخ عبدالواہب کے ہے۔

### دسویں فرزند شیخ ابوالنصر موسیٰ قدس سرہ

سلح ربیع الاول سنہ ۵۸۶ھ میں پیدا ہوئے اور شب غرہ جمادی الآخر سنہ ۵۸۶ھ میں فوت ہوئے، مزار دمشق میں ہے۔



## ذکر نقشہ خلفائے حضرت غوث الثقلین

سلسلہ	نام بزرگوار	تاریخ وفات میں	جائے مزار	کیفیت
۱	شاہ ابو عمر قرشی بن مرزوق	۵۶۳ھ	مصر نزد امام شافعی	آپ کی عمر بڑی ہوئی ہے، ایک بار آپ کی دعا سے دریائے نیل کا پانی کم ہو گیا، دوسرے سال اُس میں اور تھوڑا پانی ڈالنے سے زیادہ ہو گیا
۲	شیخ قصبہ ابان موصولی	۵۶۴ھ	موصل	قاضی موصولی کو آپ نے انکار تھا، ایک بار راستہ میں ملا پکڑ کر حاکم کے پاس لے جانا چاہا، تھوڑی دیر بعد آپ کی تین صورتیں دکھیں، آخر تائب ہوا۔
۳	شیخ احمد بن مبارک	۵۶۲ھ	بغداد	وعظ میں حضرت کے پاس بہتے تھے۔
۴	شیخ ابوسعید قیلولی	۵۶۵ھ	قیلولہ	عراق میں مشہور شائع گذرے ہیں۔
۵	شیخ صدق بغدادی	۵۶۲ھ	بغداد	کراماتیں آپ کی مشہور ہیں۔
۶	شیخ عمر صیرفی	۵۶۵ھ	عرب	صاحب لایت ہوئے، ہر زمین پر بیٹھے ہوئے، ان کی بیعت کرتے
۷	شیخ محمد الادانی	۵۶۶ھ	منفرد بن	تھے یعنی اُن لوگوں میں جو دائرہ قطبہ خارج ہیں
۸	شیخ ابوسعید بن شبلی	۵۶۹ھ	بہت بڑے	کامل گئے ہیں کہ ایک سوداگر کا جہاز آپ کی نذر ہونے سے ڈوبنے ڈوبتے بچ گیا۔
۹	شیخ حیات	۵۸۲ھ	سلسلہ ہادی ثانی	مشہور بزرگ گذرے ہیں
۱۰	شیخ ابوسعید مغربی شعیب	۵۹۰ھ	کسی کا	عاشق بنے مار ڈالا وہ رو رہا تھا، آپ نے اس شیر کو کچل دیا گذرے والے کو دبا کر اس سے گدھے کا کام لیا کر چنانچہ تمام عمر شریعت کی
۱۱	شیخ موفق الدین المقدسی	۶۲۲ھ	آپ صاحب	کثیر التصانیف ہیں
۱۲	شیخ خضر الدین قمی بڑا	۶۳۰ھ	عالم متبحر	نہایت مستی اور صاحب تصانیف گذرے ہیں۔

بیچہ	نام بزرگوار	تاریخ وفات موسیٰ	بائے مزار	کیفیت
۱۳	شہاب الدین مہرودی	۳۳۲ھ	بغداد	ان کا ذکر لگے ہوگا، ان کے پیر بھی حضرت کے مرید تھے۔
۱۴	سید احمد رفاعی	۲۲ جمادی الثانی ۵۶۲ھ	.	محبوب ترین خلفائے تھے کہ آپ کی والدہ کو حضرت ہمیشہ فرمایا کرتے تھے۔
۱۵	شیخ شمس الدین علی حداد بن عمر بغدادی	۱۹ رجب سنہ نہیں ملا		مشہور اور قطبِ قت اور صاحبِ سلسلہ گذرے ہیں، کئی گروہ آپ سے ملے ہیں، آپ کے تین خلیفے تھے شمس الدین علی بن قحی بن قطیب الدین ابو الفیث جمیل یعنی شیخ ابی فخص۔

## ذکر نبیرہ گان حضرت غوث الثقلین

اول امام ابو منصور عبد السلام بن قدس سرہ بن سید عبد وہاب شیبہ بن ذی الحجہ ۵۲۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی، مزار مقبرہ جلیہ میں ہے۔

دوم شیخ ابو الفتح سلمان بن سید عبد وہاب قدس سرہ بہ ماہ رمضان ۱۱۳۶ھ میں وفات پائی مزار بغداد میں ہے۔

سوم شیخ ابو القاسم عبد اکرم قدس سرہ بن سید عبد الرزاق، وفات حضرت کی ۱۱۳۷ھ میں ہوئی مزار باب حرب میں ہے۔

چہارم شیخ ابو اسماعیل بن سید عبد الرزاق قدس سرہ کہ زینت اہل عراق تھے، وفات حضرت ۱۱۳۸ھ میں ہوئی، مزار بغداد میں ہے۔

پنجم سید ابو عبد اللہ محمد قدس سرہ بن سید عبد العزیز کہ عالم تصوف اور پرنسز گارتھے، وفات حضرت کی ۱۱۳۹ھ میں ہوئی۔

ششم شیخ ابو الفتح داؤد قدس سرہ بن سید ابو الفتح سلیمان بن سید عبد وہاب ہمیشہ وعظ و نصیحت میں رہتے تھے، اور صاحب سلسلہ تھے، وفات حضرت کی ۱۱۴۰ھ میں ہوئی مزار نزد جہنود۔

ہفتم شیخ سید محی الدین ابو عبد اللہ چراغ علان بن شیخ ابو صلح قدس سرہ، وفات حضرت

کی ۶۵۶ء میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

ہشتم سید سیف الدین ابو بکر یحییٰ بن سید ابوصلاح قدس سرہ کہ قدوہ علمائے ۶۵۶ء میں وفات پائی مزار اطراف بغداد میں ہے۔

نہم سید محی الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حامد بغدادی کہ نوے سید عبدالرزاق کے تھے شہادت آپ کی ۶۵۶ء میں ہوئی مزار بغداد میں ہے۔

دہم سید ابو احمد عبد اللہ کہ برادر حضرت محبوب سبحانی کے تھے صاحب علم و ولایت تھے سن فوات نہیں ملا۔

## ذکر دوستانِ محبانِ معتقدانِ حضرت غوثِ پاک

شیخ ابورضا محمد بن احمد بغدادی وفات حضرت کی ۶۵۷ء میں ہوئی۔

شیخ غدی بن مسافر سفینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ وفات آپ کی ۶۵۷ء میں ہوئی مزار جبل بیکارہ میں ہے شیخ موسیٰ بن ہامین رولی ۶۵۷ء میں وفات پائی۔

سید عبدالرحمن طفیسونجی کہ قبیلہ اسد سے تھے بہت بڑی عمر کے مثل غوث گذرے ہیں مزار طفیسونج میں ہے۔

شیخ ابو محمد قاسم بن عبد اللہ بصری کہ وفات حضرت کی ۶۵۸ء میں ہوئی۔

شیخ مظہر بازاری کہ وفات حضرت کی ۶۵۸ء میں ہوئی مزار عراق میں ہے۔

شیخ ناجد کردی کہ آپ کے اقوال نہایت زبردست اور پرہیزی ہیں وفات آپ کی ۶۵۸ء میں ہوئی مزار جبل خرمین میں ہے۔

شیخ جاگیر الکردی کہ وفات حضرت کی ۶۵۹ء میں ہوئی۔

شیخ علی بن وہب البخاری آپ بڑے اجاب سے ہیں وفات حضرت کی ۶۵۹ء میں ہوئی۔

شیخ عمر بن عثمان مرزوق کہ ۶۶۰ء میں وفات ہوئی مزار امام یاضی کے مزار سے شرق میں مکہ معظمہ میں ہے۔

شیخ سوید بخاری کہ وفات حضرت کی ۶۹۲ء میں ہوئی مزار بخار میں ہے۔

بلخ ارسلان دشتی کہ جب آپ کا انتقال ہوا لوگوں نے جنازہ کے ساتھ آپ کے گروہ بزرگوار کو دیکھا۔  
شیخ عبدالرحیم مغربی کہ وفات حضرت کی ۹۵۵ھ میں ہوئی، مزار موضع قینی توالج مصر میں۔  
شیخ بلخ مکارم نہر۔

## سلسلہ پیران حضرت محبوب جانی

اس طرح پر ہے کہ حضرت مرید سلطان الاولیا شیخ ابوسعید مبارک مخدومی بن علی بن حسین مخدومی  
قدس سرہ کے پیر طریقت و حقیقت اور عالم علوم ظاہری اور باطنی تھے، وفات حضرت کی ۲۵ محرم ۸۵۳ھ  
میں ہوئی، مزار بغداد میں مدرسہ بابا لارج میں ہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن الہنکاری بن یوسف بن جعفر قریشی الہنکاری قدس سرہ آپ مرشد شیخ ابوسعید مبارک  
مخدومی کے تھے تین روز بعد افطار کرتے، بعد نماز عشاء کے نماز تہجد تک قرآن شریف ختم کرتے تھے، وفات  
حضرت کی ۱۱ محرم ۸۵۳ھ میں ہوئی۔

شیخ ابوالفرح طرطوسی کہ نام یوسف تھا بن شیخ محمد بن عبداللہ کہ پیر شیخ ابوالحسن کے اور مرید شیخ عبدالعزیز  
یمنی کے اور شیخ ابوالفضل سے بھی فرقہ خلافت پہنچا تھا، وفات حضرت کی ۱۰ ربیع الاول ۸۵۳ھ میں ہوئی۔  
شیخ ابوالفضل تہمی بن شیخ عبدالعزیز طرطوسی بن حرث بن اسد کی کہ اصلی نام عبدالواحد تہمی اور کنیت ابوالفضل تہمی  
تھی، اور مرید اپنے والد کے تھے، وفات ۵ ارجادی الآخر ۸۵۳ھ میں ہوئی، مزار بمقام بغداد مقبرہ امام  
جنبل میں ہے۔

شیخ عبدالعزیز طوسی بن حرث، یہ مرید شیخ شبلی کے تھے، ۱۱۰۰ھ یا دسویں یقعدہ ۸۵۳ھ عہد خلیفہ عبدالکریم  
میں آپ کی وفات ہوئی، مزار یمن میں ہو، اس وجہ سے یمنی بھی کہتے ہیں۔

## خاندان

شیخ ابوبکر شبلی کہ مرشد شیخ ابوالفرح طوسی کے اور مرید خواجہ جنید بغدادی کے کمالات حضرت کے  
انہر من شمس ہیں، عیاں راچہ بیاں۔ وفات حضرت کی ۱۰ ربیع الاول ۸۵۳ھ میں ہوئی کہ شب جمعتھی  
آپ کے خلیفہ یہ ہیں: شیخ ابوالقاسم فیصل بن مقتدر شاہ عبدالموین، شیخ ابوبکر طستانی و ابوالقاسم  
نصر آبادی و ابوالحسن بن حنین بن محمد و اہلباب بن شیرازی مرشد ابوعبداللہ

خفیف مزار شیخ شبلی کا بغداد میں ہے۔

سید الطایفہ طاووس العلما رتواری وزجاجی خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی کہ شیخ مرشد ابوبکر شبلی کے تھے اور مرید سرہنقلی کے آپ بھی صاحب خانوادہ ہیں آپ کے سلسلہ سے کئی گروہ جاری ہیں کئی مشہور ہیں وفات حضرت کی ۲۴ رجب ۸۳۷ھ میں ہوئی 'حزار بغداد میں ہے' خلیفہ آپ کے یہ ہیں: خواجہ ابوبکر شبلی کہ سلسلہ قادریہ ہیں وخواجہ ابو محمد رویم کہ سلسلہ کارزونیہ و زاہدیہ ہیں وخواجہ منشاو علودینوری کہ سلسلہ حشیتیہ و نقشبندیہ قادریہ و طوسیہ و سہروردیہ و فردوسیہ صوفیہ ہیں وخواجہ ابوعلی رودباری کہ سلسلہ نقشبندیہ بسویہ و عبدوسیہ ہیں وخواجہ ابو محمد حریری کہ سلسلہ انصاریہ و سلطانیہ ہیں وخواجہ ابوبکر واسطی وخواجہ عثمان کی پیر مرشد شیخ منصور حلاج وخواجہ احمد بسوی سلسلہ بسویہ وخواجہ ابوالعباس بن عطا وخواجہ ابوبکر کتانی و جعفر خلانی و شیخ ابوبکر محمد بن علی عطوفی وخواجہ ابو محمد قنص کہ صاحب سلسلہ حشیتیہ امامیہ ہیں اور یہ صاحب بے سلسلہ ہے 'شاہ محمود شاہ عثمان مغربی شاہ دقاق و شاہ رومی۔

حضرت سرہنقلی بن مجلس مرشد خواجہ جنید اور مرید خواجہ معروف کرخی کے وفات حضرت کی بروز شنبہ وقت صبح بتایا سوم ماہ رمضان ۸۵۳ھ میں بعد خلیفہ ابوالعباس احمد ہوئی۔ ۹۸ سال کی عمر ہوئی اور پانچ خلیفہ تھے خواجہ جنید بغدادی وخواجہ خیر التلج ابوالحسن محمد بن اسماعیل وخواجہ ابوالعباس احمد بن محمد سروق وخواجہ ابوالحسن نوری صاحب گروہ نوریہ و شاہ محمود بے سلسلہ حضرت خواجہ معروف کرخی مرشد سرہنقلی اور مرید داؤد طائی کی کنیت ابو محفوظ بن فیروز بیٹے معروف بن علی کہتے ہیں کہ سات خانوادوں کے پیشوا تھے اور شاگرد امام اعظم کے لکھا ہے کہ داؤد طائی مرید حبیب عجی کے اور وہ مرید خواجہ حسن بھری کے اور وہ مرید حضرت علی رضی علی کرم اللہ وجہہ کے۔ دو سلسلہ خواجہ معروف کرخی کا اس طرح ہے کہ خواجہ مرید حضرت امام موسیٰ رضا کے وہ مرید حضرت امام محمد تقی کے 'وہ مرید حضرت امام جعفر صادق کے' وہ مرید حضرت امام ہاشم کے وہ شیخ رضا وہ مرید حضرت امام محمد قاسم کے 'وہ مرید حضرت امام زین العابدین کے وہ صحابہ امیر المومنین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔ جاننا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق پہ کو حضرت قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرقہ خلافت پہنچا تھا اس وجہ سے

خواجہ معروف کرخی مقتدائے خاندان نقشبندیہ بھی ہیں سوائے خاندان جنید یہ اور طفور یہ کے کل خاندان فقرا کے آپ پیشوا ہیں، وفات حضرت کی ۲۲ محرم ۸۳۵ھ میں ہوئی مزار پر انوار نقباء میں ہے۔

شاہ نعمت الدین سید ابوبکر سید شاہ  
نور بن سید لیل و ہم بن سید جعفر بن محمد

### ذکر حضرت شاہ نعمت الدین سید لیل و ہم بن سید جعفر بن محمد

بن سید بہاؤ الدین بن سید داؤد بن سید ابوالعباس احمد بن سید جن بن سید موسیٰ بن سید علی بن سید محمد بن سید تقی بن سید صلح بن سید ابی صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث الثقلین قدس سرہ اسرار ہما شاہ نعمت الدین عظمائے مشائخ سے گزے ہیں، خوارق اور کرامات بہت سے حضرت سے ظہور میں آئے اور سلسلہ ارادت آپکا اپنے بزرگوں سے دست بدست چلا آیا ہے۔

تاریخ فرشتہ سے نقل ہے کہ ایک بار فیروز شاہ بادشاہ نے احمد خاں خاٹھاناں کی آنکھ میں سلامی پھیر کر اندھا کرنا چاہا، اور وہ سپاہ لیکر بادشاہ کے مقابل ہوا۔ ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تلج ترکی سبز سر پر رکھے ہوئے ہیں اور خوشخبری سلطنت دکن کی دیتے ہیں انہیں روزوں میں بادشاہ مغلوب ہوا اور احمد خاں کو سلطنت نصیب ہوئی، شاہ نعمت الدین جو ہندوستان میں وارد تھے، بعد چند روز کے شہرہ کرامات آپ کا جب بلند ہوا تو احمد خاں نے کچھ تحالیف ہمراہ شیخ حبیب اللہ جنیدی کے خدمت میں سید صاحب کی بھیجے اور دعا چاہی کہ اللہ تعالیٰ محمد کو فرزند عطا کرے، حضرت نے وہ حدیث شاہ قبول فرمایا اور بسبب شہرہ شیخ قطب الدین خلیفہ اور شاہ نور الدین بن خلیل اللہ اپنے پوتے کے تلج ترکی سبز رنگ احمد خاں کو بھیجا، احمد خاں اُس تلج کو دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ وہی تلج ہے جو خواب میں میرے سر پر رکھا تھا، اور شاہ نور الدین صاحب کا بہت اعزاز کیا اور اپنی دختر سے ان کا نکاح کیا۔

مشہور ہے کہ جب وقت حضرت کا آخر آیا اور انتقال فرمایا تو مریدان مالدار اور فقرا میں تکرار ہوئی، ہر فریق کا یہ خیال تھا کہ ہم اپنی طبع پرست کو اٹھاویں گے، قریب تھا کہ تلوار چلے آپنے جلد سے اٹھ کر فرمایا کہ تم مت لڑو ہم یہاں نہیں مرتے اور کہیں جامیں گے ۸۳۵ھ میں وفات ہوئی وہاں سے چل کر کوہ ہکملی میں انتقال کیا وہیں مزار ہے حضرت صاحب گروہ گزے ہیں آپ کو فقہ تلج ترکی کہتے ہیں اور نعمت الدین شاہی کہلاتے ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ بہاؤ الدین جنیدی قدس سرہ

آپ صاحب کمال دروہ صلی حق  
گزرے ہیں سلسلہ شکار پور

قادر یہ رکھتے تھے خوشبو سے بہت شوق تھا اور خوشبو پہنچنے سے آپ کے نہایت ذوق ہوتا تھا یہاں تک کہ حالت ذوق میں انتقال فرمایا ۹۲۱ھ میں وفات ہوئی شیخ احمد نقی آپ کے خلیفہ تھے سلسلہ قادریہ میں یہ صاحب سلسلہ گذرے ہیں مزار شیخ بہاؤ الدین کاسرہند میں ہے۔

## ذکر حضرت سید محمد غوث گیلانی قدس سرہ

بن سید شمس الدین گیلانی بغدادی حلی بن  
سید شاہ میر بن سید ابو الحسن علی بن سید ابو علی

بن سید محمود بن سید ابو العباس احمد بن سید صفی الدین صوفی بن سید سیف الدین عبد الوہاب بن حضرت محبوب سبحانی قدس سرہ العزیز۔

آپ عالم علما و واقف اسرار یزداں کے نہایت سخی اور بہادر تھے آپ کے والد حلب میں کریم ہوئے اور سید محمد غوث حلب میں پیدا ہوئے اور عین شباب میں کلکگر کی جج کے تمام رابع مسکوں کی سیر کی چندے ناگور میں رہے وہاں مسجد بنائی چندے لاہور میں یہ بجاہ برائے زیارت پدر حلب میں پہنچے اپنے والد سے ایک روز عرض کی کہ میں ہندوستان میں رہنا چاہتا ہوں انہوں نے فرمایا کہ چندے تاخر کر آخر بعد وفات پدر کے بمقام اویچ اگر مقیم ہوئے اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور سلطان سکندر لودھی آپ کا مرنہوا اور ذات بابر کات سے فیضان قادریہ ہندوستان میں جاری ہوا ہزاروں مرید ہوئے شعر خوب فرماتے تھے۔ قادری تخلص تھا۔ ایک بار قطب الدین لکناہ حاکم ملتان نے خواب میں دیکھا کہ حضرت غوث اٹھتے فرماتے ہیں کہ تو اپنی دختر بی بی دس کا نکاح میرے فرزند سید محمد سے کر دے چنانچہ حکم غوثیہ کی اُس نے تعمیل کی مگر اس بی بی کو کوئی فرزند نہ پیدا ہوا بعد ازاں بفتح حسینی کی خیر خواہی سے سید صفی الدین بانی کے تھے اور اویچ میں مقیم تھے اور بہانجے سید اسحاق گارزونی میران بادشاہ لاہور کچی کہ وہ سجد نواب وزیر مغل میں آسودہ ہیں نکاح ہوا ان بی بی کا نام فاطمہ تھا اور ان کے شکم سے عبد القادر ثانی و سید عبداللہ ربانی و سید مبارک حقانی و سید محمد نورانی اور ایک دختر پیدا ہوئی سید محمد نورانی لاوڑ ہے باقی چاروں صاحبزادوں کی اولاد قدیم آبادی اویچ سے جدا آباد ہو۔ وہ آبادی اگیلانیان مشہور ہے۔ وفات حضرت شاہ محمد غوث کی ۹۲۳ھ میں بمقام اویچ ہوئی۔

## ذکر حضرت میر سید شاہ فیروز قدس سرہ

پہلے آپ کے دادا الباق سید فیروز دہلی میں تھے اور ہندوستان کی سیر کر کے لاہور میں جا کر سکون

پذیر ہوئے۔ جب سید فیروز سندار شاد پرمتکون ہوئے تمام دن علم حدیث اور فقہ پڑھتے۔ رات کو طالبان حق کی تعلیم میں مصروف رہتے۔ بعد نماز جمعہ کے شام تک وعظ فرماتے، آپ مرید اپنے دادا شاہ عالم کے وہ مرید شاہ نور الدین کے وہ مرید شیخ احمد کے وہ مرید شیخ حاکم وہ مرید شیخ عبدالرزاق کے وہ مرید سید عبداللہ گیلانی کے وہ مرید شیخ احمد قادری کے وہ مرید سید میر کے وہ مرید سید معبود وہ مرید سید علی وہ مرید سید صوفی کے وہ مرید سید عبدالوہاب بن غوث الثقلین کہتے وفات حضرت کی ۹۳۲ھ میں بمقام لاہور ہوئی مزار تکبہ ڈنڈی گراں میں ہے۔

## ذکر حضرت سید عبدالقادر ثانی قدس سرہ بن سید محمد غوث حسنی جلی اویچی

آپ صاحب کرامات ظاہری و باطنی عاشق الدرب رسول الحبس پرآپ کی نظر پڑتی کیسا ہی کفار ہوتا مسلمان ہو جاتا تھا اگر فاسق ہوتا ناسب ہو جاتا تھا ولایت حضرت کی ولایت غوثیہ تھی اسی میں سے عبدالقادر ثانی مشہور ہوئے، ادا اہل عمر میں عیش طلب اور صاحب نعمت تھے جب صاحب سجادہ ہوئے سب چھوڑ دیا سماع سے بھی پرہیز کیا۔ بلکہ اپنے مریدوں کو بھی منع فرمایا اگر کہیں آواز سماع گوش زنی ہو تو بہت روتے آہ سرد بھرتے، بلکہ مرنے کے قریب ہو جایا کرتے تھے اور حایت حضرت غوث اعظم سے تربیت پائی۔ جب بعد انتقال اپنے والد کے صاحب سجادہ ہوئے دنیا اور اہل دنیا سے دل برداشتہ ہو کر حق سے مشغول رہتے تھے، اور دیگر برادر آپ کے امرائے شاہی سے تھے، انہوں نے تدبیر کی کہ حایت بادشاہ سے ہم سجادگی لیں، آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر تمام اسناد جاگیر و ملاک و خلافت بادشاہ کے پاس ارسال کر کے لکھا کہ میں یہ نہیں چاہتا جو طائب ہوں اُن کو دیکھ، بعدہ ساہا سال متوکل ہے اور خلق کی جو رجحان اٹھائی۔ ایک بار بادشاہ زادہ نے آپ کو بلایا آپ نے جواب میں تحریر فرمایا ہے

یہ سچ باب ازیں باب روئے گشتن نیست ہر آنچہ بر سر ما میرود مبارک باد  
 کسیک خلعت سلطان عشق پوشیدہ است بجلد ہائے ہمیشتی کجا شود دل شاد

نقل ہے کہ ایک بار ملتان میں بیماری طاعون بہت پھیل ہی تھی، تمام خلق تنگ گئی تھی مگر آپ کے وضو کے جگہ کی گھاس گھونٹ کر پیتا تھا اُس کو شفا ہوتی تھی، اسی طرح ایک بار نواح ملتان اورچ میں ات اہل جناب



پھیلا اُس میں بہت لوگ مرتے تھے ایک روز بہت خلق برائے دعا آپ کی خدمت میں آئی اُسی شب کو آپ کے مُرید غیاث الدین نے خواب میں سید عالم کو دیکھا کہ مجھ کو لکڑی دی اور فرمایا کہ یہ لکڑی میرے فرزند عبدالقادر کو دے اور کہہ دے کہ جو مریض تیرے پاس آئے اس لکڑی کو درد کی جگہ چھوئے اور سورہ اخلاص دو مرتبہ صبح جب غیاث الدین بیدار ہوئے وہ چوب اپنے پاس پائی اُس کو لاکر پیر کی نذر کی اور خواب کئی عرصہ کی الغرض اُس روز سے ہزاروں کو صحت ہوئی۔ ایک روز آپ برائے اداۓ نماز صبح بیدار ہوئے اور تمام اہل خانہ کو پکارا کہ بیدار ہو اور سعادت دارین حاصل کرو کوئی نہ اُٹھا صبح لوگوں نے پوچھا کہ آپ کیوں جگاتے تھے فرمایا میں ظاہر رسول مقبول صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا چاہتا تھا کہ تم لوگ بھی یہ سعادت حاصل کرو مگر تم نہ اُٹھے آپ کے مُرید بہت سے کال گذرے ہیں ولادت آپ کی ۶۲۷ھ میں ہوئی اور وفات ۸ ربیع الاول ۷۹۴ھ مزار اربع میں ہو۔

### ذکر حضرت سید محمود حضوریؒ بھوی قدس بن سید شرف الدین شمس العافینؒ ری موسیٰ

آپ اولاد سے امام موسیٰ کاظم کے تھے سید محمد غور سے سیرکناں ہندوستان میں گرشہر لاہور میں علمہ حاجی الی میں کہ اب وہ ویران ہو مقیم ہوئے تھے آپ کے ہزاروں مُرید ہمے آپ صاحب گروہ ہوئے ہیں آپ کے فقیر سید شاہی کہلاتے ہیں آپ مرید اپنے پدربیس لہین کے وہ مرید اپنے پدربیس یعقوب کے وہ خلیفہ سید عبداللہ قادری کے وہ خلیفہ سید علی کے وہ خلیفہ سید احمد کے وہ خلیفہ سید اصغر کے وہ خلیفہ سید شاہ ابوالحسن کے وہ خلیفہ سید السادات سید عبدالوہاب کے تھے وفات حضرت کی ۷۹۲ھ میں ہوئی مزار بمقام لاہور مقبرہ سید جان محمد حضوریؒ تھا و حضوری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ زیارت نبی کریم سے مشرف ہوئے۔

### ذکر حضرت سید عبدالقادر گیلانیؒ بھوی قدس

آپ مُرید اپنے پدربیس جمال الدین کے تھے بغداد سے آکر لاہور میں مقیم ہوئے آپ کے چار صاحبزادہ تھے سید حاجی و سید سلطان اکبر و سید غیاث الدین و دولت شاہ وفات حضرت ۹۴۱ھ میں ہوئی

### ذکر حضرت سید عبدالرزاق گیلانیؒ بن عبدالقادر ثانیؒ اچھی قدس سرہ

نہایت بزرگ کامل و عظیم الشان تھے جب آپ کے والد کا انتقال ہوا آپ ناگور میں تھے بزرگ شہنشاہ

اپنے پدر کا انتقال معلوم فرا کر اوج میں اگر صاحب سجادہ ہوئے، وفات حضرت کی ہر جادی الآخر ۹۵۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر میران سید مبارک حقانی اوچی قدس سرہ

آپ فرزند سید محمد غوث کے تھے۔ صاحب تقویٰ و عبادت ترک تجرید کے

خزوت خلافت اپنے پدر سے حاصل کیا، جب آپ کو استغراق بڑھا حالت شکر میں اوج سے نکل کر ایسے جنگل میں جا پہنچے کہ جہاں دوسرے آدمی کا گذر نہ ہوتا تھا، صحبت خلق سے نہایت متنفر تھے جو جگہ کے ساتھ یا دوسلی میں مصروف ہے۔ تذکرہ نوشاہی سے روایت ہے کہ حالت تجرید میں کسی کی مجال نہ تھی کہ حضرت کے روبرو جاسکے اگر کوئی جاتا یا ہوش ہو جاتا تھا یا است ہو جاتا تھا آپ بارہ بارہ کوں گرد آجی نہ جاسکتا تھا مگر شیخ معروف چشتی کا اولاد سے شیخ فرید الدین گنج شکر کی تھے صحرائے لکھی میں حضرت کے پاس پہنچے، اور ایک ہی نظر میں اولیا ہوئے، آپنے فرقا خلافت ان کو مرحمت فرما کر ارشاد کیا کہ معروف تجھ سے نیا خاندان جاری ہوگا۔ چنانچہ شیخ معروف سے گروہ نوشاہی جاری ہوا، بعد اس کے سید مبارک لاہور میں آئے اور ۹۵۶ھ میں انتقال فرمایا۔ شیخ معروف نے ان کے جد مبارک کو لاہور سے لا کر اوج میں ان کے والد کے پاس دفن کیا۔

### ذکر حضرت سید محمد غوث بالا پیر بن سید زین العابدین سید عبد القدوس ثانی قدس سرہ

حضرت فقر میں شان عالی مرتبہ بلند رکھتے تھے، سید زین العابدین نے روبرو اپنے والد کے راستہ ناگور میں رہنوں کے ہاتھ سے شہادت پائی، اور سید محمد غوث نے اپنے دادا کے سایہ عاطفت میں پرورش پائی بعد انتقال اپنے دادا کے بوجہ تکرار سجادگی سید حامد گنج بخش اپنے چچا زاد بھائی کے اوج سے نکل کر قصبہ ست گھر ملک پنجاب میں مقیم ہو کر حدایت خلق میں مشغول ہوئے اور ۹۵۹ھ میں بہار اسلام بن شیر شاہ وفات پائی۔

### ذکر حضرت سید بہاؤ الدین گیلانی معروف بہاول شیر قلندر قدس سرہ

فرزند سید محمود سید علاؤ الدین معروف بن زین العابدین بن سید سیح الدین بن سید صدر الدین

بن سید ظہیر الدین بن سید شمس العارفین شمس الدین بن سید مومن بن سید شتاق بن سید علی بن سید صالح بن سید عبدالرزاق بن حضرت پیران پیر کہ شائع کبار سے تھے علوم ظاہری اور باطنی سے ماہر اور صاحب عشق و محبت و ذوق و شوق اکثر انکو استفراق رہا کرتا تھا، حضرت کے والد بغداد سے ہندوستان میں آکر مدیون میں سکین گزین ہوئے۔ اُس وقت حضرت خرد سال تھے بعدہ آپکے والد نے انتقال کیا اور مدیون میں دفن ہوئے، چونکہ حضرت مرید اپنے پدر کے تھے اُن کے انتقال کے بعد اپنے اچھا سے تکمیل کی اور عبادت حق میں مشغول ہوئے۔ عبادت کی یہ کیفیت تھی کہ بارہ بارہ برس کا ایک چلہ کیا کرتے تھے، ایک بار ایک غار میں حالت استفراق میں ایک پتھر سے پشت لگا کر ستر برس بیٹھے رہے۔ جب بامرب وہاں سے باہر آئے کھانچکی ہوئی پتھر سے وہیں رہ گئی۔ لباس قلندرانہ رکھتے تھے بہت باہمیت تھے۔ عرش شریف دھانی سو برس کے قریب تھی خوب تحقیق ہے کہ جب حضرت کی عمر شریف سو برس کی ہوئی اُس وقت آغاز ریش مبارک کا ہوا۔ سواری میں اکثر شیر را کرتا تھا بجائے تازیانہ کے مارسیاہ رکھتے تھے۔

نقل ہے کہ جب حضرت غار سے باہر آئے ہیں تو وہاں سے چلکر اُس جگہ آئے جہاں آپ کا حجرہ ہے، پہلے یہاں دریا تھا۔ آپ کنارے دریا کے آ بیٹھے۔ بوجہ ہیبت اور عظمت کے ہر کسی کا ہباؤ نہ پڑتا تھا کہ حضرت کے روبرو آسکے اور متصل جو آبادی تھی اُس میں قوم دہول آباد تھی۔ اُن کی مستورات چوپانی بھرنے آئیں حضرت کو دیکھ کر خوفناک ہوئیں اور اپنے مردوں سے شکایت کی۔ انہوں نے آکر حضرت کو دوسری جگہ بٹھایا۔ آخر کسی وجہ سے وہاں سے بھی بار دیگر اٹھایا۔ آپ کو جو جلال آیا اپنا عصا زمین پر مارا اور فرمایا کہ اے دریا مجھ کو جگہ دے۔ فوراً وہاں سے دریا ہٹ گیا، کسی قدر زمین نکل آئی۔ آپ نے وہاں تین میخیں گاڑیں۔ ایک چوب نیب کی، دوسری چوب بڑکی، تیسری کسی پہاڑی درخت کی تینوں اُسی وقت ہری ہوئیں جن میں دو درخت ہنوز موجود ہیں۔ ایک خشک ہو گیا اویس داؤد یعنی دال کہ آپ کے برادر زادہ تھے اُن گھر آگئی دعا سے بہت اولاد ہوئی، حضرت صاحب سلسلہ میں وفات حضرت کی ۱۵ شوال ۸۹۹ھ میں بعہد اکبر اعظم ہوئی۔ مزار حجرہ شریف میں ہے۔

نوکر حضرت مخدوم جی قادری قدس سرہ شیخ عبدالوہاب سے نقل ہے کہ بوجہ کبریا کی

اٹھایٹھناوشوار تھا مگر بعد نماز تہجد کے صبح تک کھڑے رہ کر ایک قرآن ختم کرتے وفات حضرت کی ۹۷۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید عبدالسدر ربانی بن سید محمد غوث گیلانی حلبي اوجي قدس سرہ**  
آپ علم معقول و منقول فرع و اصول سے ماہر اور عالم باعمل و متوکل و مرتبہ ولایت رکھتے تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے پرواہ اور اوج ہی میں مقیم تھے۔ آپ کی توجہ سے بہت سے باکمال ہوئے وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید اسماعیل گیلانی بن سید عبدالسدر ربانی قدس سرہ**  
حضرت اولیائے عہد اور مرید اپنے والد کے تھے جب حضرت کے کمال کا شہرہ ہوا حضرت اکبر اعظم نے برائے زیارت آپ کو لاہور میں طلب کیا اور ایک ہزار بیگہ پختہ زمین زرعی علاقہ فیروز پور میں آپ کی نذر کی سبحان اللہ کہ بادشاہ و امراء تو حضرت سے رجوع تھے اور حضرت حق سبحانہ تعالیٰ سے ہر وقت رجوع کئے ہوئے تھے۔ دنیا یا اہل دنیا کو اپنے دل میں جگہ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۷۸ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔ مزار لکھی محلہ میں کہ جواب ویران ہے مقبرہ میران شاہ محمد موج دیدیا بخاری اندرون احاطہ بی بی کلاں زوجہ محمد شاہ موج کے ہے۔ اور حضرت کے تین پسر کامل وقت ہوئے سید حاجی بہاؤ الدین و سید بدر الدین و سید قطب الدین۔

**ذکر حضرت سید حامد مشہور بہ حامد گنج بخش قدس سرہ بن سید عبدالرزاق بن عبد القادر ثانی اوجي قدس سرہ**

آپ مرید و صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے اور نیز صاحب ولایت کہ فقر میں رتبہ بلند رکھتے تھے اپنے وقت کے شیخ زمین کہلاتے تھے اور حضرت کے ہزاروں مرید تھے۔ باؤناہ آپ کے در پر آتے تھے تمام عمر یاد خدا میں صرف کی اور خود سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ کو اپنا جانشین کیا اور ۹۷۸ھ میں بمقام اوج انتقال کیا۔ آپ کے خلفاء میں سے سید جمال الدین ابوالحسن موسیٰ و شیخ شیر علی شاہ کہ ملتان سے سات کو سب جانب غریب ان کا مزار ہے۔ مشہور ہیں۔

تیسرے شیخ داؤد کرمانی چونی دال قدس سرہ صاحب حال و قال و کشف کرات کہ مجاہدہ شاف

وریا صفت عظیم کے ہوئے تھے اور بہت نفس کش تھے۔ رشام سے صبح تک کھڑے ہو کر یاد مبعود کرتے کبھی تمام شب رکوع میں رہتے کبھی تمام شب سجدہ میں پڑے رہتے۔ جب کئی برس اس طرح پر گزے تو دل ماسوا اللہ سے متنفر ہوا اور تفرقہ دور ہوا اُس وقت بارگاہ الہی میں رجوع کی کہ طریقہ معیت کہ سنت نبی علیہ السلام ہے، کس خاندان میں اور کس سے کروں۔ بشارت ہوئی کہ خاندان عالیہ قادر یہ میں حامد گیلانی سے معیت کرنا چنانچہ حضرت حسب بشارت الہی خدمت سید حامد میں شرف انداز ہوئے اور مرید ہو کر طریقہ سلوک قادر یہ کی تکمیل کی آخر فرقہ خلافت پایا اور صاحب ارشاد ہوئے۔ صاحب شجرۃ الاولیاء تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ داؤد کرمانی بن سید فتح الدکرمانی بن سید مبارک بن سید فیض الدباتی بن سید صفی الدین آدم بن سید نقی الدین احمد بن عیسیٰ المجید بن سید عبدالحمید بن سید عبدالرشید بن سید ابوالفتح بن سید ابوالکلام بن سید ابوالحسن بن سید ابوالفیض بن سید ابوالفضل بن سید عبدالباقی بن سید ابوالاعلیٰ بن سید ابوالوہب بن سید ابوالحیات بن سید محمد بن سید محمد ماہ بن سید شاہ محمد میر بن سید مسعود بن سید محمود بن سید ابوالاعلیٰ بن سید داؤد بن سید ابو ابراہیم اسماعیل بن سید محمد بن موسیٰ متبرق بن حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ۔

حضرت داراشکوہ قادری تحریر فرماتے ہیں کہ سید فتح الدعرب سے وارد ہند ہوئے اور ملیب پور میں ٹھہرے، بعدہ قصبہ جونی کہ لاہور سے چالیس کوس ہر طرف جنوب کے وہاں آکر متوطن ہوئے وہیں شیخ داؤد پیدا ہوئے، یعنی بعد انتقال والد سے چند ماہ پیچھے پیدا ہوئے، جب کس بلوغ کو پہنچے مولانا اسماعیل شاگرد مولانا عبدالرحمن جامی سے علوم ظاہری حاصل کئے، جب عشق الہی پیدا ہوا روحانیت حضرت غوث پاک سے تربیت پائی اور حضرت غوث پاک کے اشارہ سے سید حامد معیت کر کے کامل ہوئے، اپنی مجلس میں ایسے حیران اور پریشان اور گھبرائے ہوئے بیٹھتے تھے کہ گویا ان کی کوئی چیز گم ہو گئی ہے یا معشوق کا انتظار ہے، کبھی بیکایک حالت طاری ہوتی، جنگل میں نکل جاتے کلمات حقایق باواز بلند فرماتے کبھی ارشاد کرتے کہ عراق کی طرف جو ہوا آتی، نفوہ نفحات الہی سے اس کے ہمراہ ہوتے ہیں، اکثر عراق کی طرف بوجہ عشق حضرت غوث اعظم کے منتظر رہتے اور نہایت پابند سنت تھے، کوئی امر خلاف حدیث شریف کے زبان سے سرزد نہ ہوتا تھا، وفات حضرت کی سن ۹۸۲ھ میں ہوئی، مزار پر انوار شیر گڑھ میں کہ متصل جونی کے ہے ہزاروں کرامتیں حال ظاہر ہوتی ہیں، چنانچہ ہر سال

عرس شریف میں دور دور سے خلائق جمع ہوتی ہے پہر بھرات ہے روشنی روضہ عالیہ کی گل بجاتی ہے اور تجلی نورانی ظاہر ہوتی ہے جس کو تمام خلائق دیکھتی ہے کہتے ہیں کہ پہلے روئے مبارک کی زیارت ہو اگر فی تمہی۔

## ذکر حضرت شیخ بہلول دریائی قدس سرہ

آپ اولیائے پنجاب ہیں، صاحب تقویٰ و ریاضت و عبادت و خوارق کہ تمام عمر سیاحی میں بسر فرمائی اور صاحب گروہ بھی ہیں۔ آپ کے فقیر بہلول شاہی کہلاتے ہیں۔ بعض فقیر بہلول شاہی سہروردی مشہور ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح لاتے ہیں کہ بہلول دریائی مرید شاہ لطیف اللہ کے وہ مرید شیخ نصیر الدین قریبی سہروردی کے اور جو فقیر خانہ ان قادریہ سے نسبت کرتے ہیں وہ اپنا سلسلہ اس طرح لاتے ہیں کہ شاہ بہلول مرید شاہ لطیف اللہ برکی کے وہ مرید شیخ جمال حیات المیر زندہ جاوید کے وہ مرید حضرت غوث اعظم کے اور شاہ بہلول دریائی نے خرقہ تبرک حیات المیر زندہ جاوید بھی حاصل کیا تھا عمر آپ کی دراز ہوئی جو حقیقۃ النقر میں لکھا ہے کہ آپ نے سیاحی میں بہت بزرگوں سے فیض حاصل کیا اور بعد انتقال مرشد کے برائے حل بعض مقامات ولایت نجات اشرف میں حاضر ہو کر روضہ متبرکہ حضرت شیر خدا پر دو سال معتکف رہے، اور جاردب کشی سے مشرف رہے جب مطلب برآری ہوگئی وہاں سے کر بلائے معلیٰ میں حاضر ہو کر تین ماہ روضہ ید الشہداء علیہ السلام پر معتکف رہ کر نعمت لائے گوناگوں سے مشرف ہو کر کعبہ میں آکر حج کیا، بعدہ مدینہ طیبہ کی زیارت سے مشرف ہو کر پھر بغداد میں آئے، روضہ عالیہ غوث پر ایک سال معتکف رہے، بعدہ برائے حصول افادہ مشرف ہو کر روضہ حضرت امام موسیٰ رضا پر حاضر رہے۔ ایک شب معاملہ میں امام برحق نے فرمایا کہ فلاں جگہ فلاں فار میں ایک مجذوب ہے اُس کی خدمت میں جا کر اپنا حصہ قادر یہ لے۔ آپ وہاں سے بخوشی تمام اُس غار پر آئے، دیکھا کہ اکیلے وہ بزرگ مراقبہ میں ہیں در چند فادم مجدا ایک جگہ پر ہیں، انہوں نے فدام سے استفسار کیا کہ انہوں نے بیان کیا کہ ایک بار ہر روز مراقبہ سے سر اٹھاتے ہیں ایک دو حالت جلال الہی جو بدروا ناوی علیہا ہو وہ آج کا دن ہے

ایک روز نظر جمال ہوتی ہے، جو رو برو آتا ہے قطب وقت ہو جاتا ہے آپ نے اُس روز تو تامل کیا دوسرے روز جب شیخ نے مراقبہ سے سر اٹھایا اور اُن پر نظر پڑی اُسی وقت اُن کو مقالات قطبیت کھل گئے ان درویش کو لوگ مرزوق کہتے تھے، وفات شاہ بہلول دریائی کی ۹۸۳ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ ابوالفتح قادری لاہوری قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ داؤد کرمانی چونی وال کے تھے، علوم ظاہری

اور باطنی میں یگانہ عصر ریاضت اور مجاہدہ تقویٰ اور سخاوت میں شہرہ آفاق صائم الہر اور قائم امیل تھے۔ صاحب کرامت و خوارق کہ بادشاہ ابوالفتح عالی دلی کہ ان آپکا مرید تھا، آخر وقت میں لاہور آکر محلہ فلان میں کہ محلہ پیر عزیز ننگ مشہور ہے سکونت پذیر ہوئے اور ہدایت طالبان حق میں مشغول رہ کر ۹۸۵ھ میں وفات پائی اور اپنے مکان میں دفن ہوئے وہیں آپکے صاحبزادگان کے مزار بھی ہیں آپکا مقبرہ نیرنگ سے جانب شرق کے ہے۔

**ذکر حضرت سید میر میران بن سید مبارک حقانی گیلانی** آپ مرد صلح و بزرگ عالم اور سخی اور صاحب کلمات و ولایت تھے

مرید اپنے والد کے آخر وقت سے آکر لاہور میں ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، آپ کی ذات بابر کا سبب فیضان ظاہری اور باطنی جاری رہا، ہزاروں مرید ہوئے اور ۹۸۵ھ میں انتقال کر کے گورستان لاہور میں دفن ہوئے۔

**ذکر حضرت شاہ معرفت پتی قادری قدس سرہ** آپ اولاد سے شیخ فرید الدین گنجشکر کے تھے، اول اپنے پدر سے طریقہ عالیہ

چشتیہ میں مقامات سلوک طے کئے بعدہ سید مبارک گیلانی بن سید محمد غوث حلوی کی خدمت بابرکت میں بمقام لکھی جنگل میں پہنچے۔ لوگوں نے پاس جانے کو منع کیا کہ آدمی کی تاب نہیں ہے، جو ان کے پاس جاسکے یہ نہ مانے اور ان کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ مراقبہ میں تھے مگر نور باطن سے ان کا آنا معلوم فرما کر سر اٹھایا اور تبسم ہو کر ان کو دیکھا، انہوں نے قدموں پر سر رکھا، تین روز بیہوش رہے جب ہوش آیا مرید ہوئے، بعد کچھ کار غوثیہ کے خرقہ خلافت سے مشرف ہو کر شاہ معروف سبک خاں طاب ہوئے اور طریقہ نوشاہی کے امام بنے، وفات حضرت کی ۹۸۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید محمد نور بن سید بہاؤ الدین شیرگیلانی قدس سرہ

آپ صاحب بجاوہ اپنے پدر عالی قدر کے تھے، علوم ظاہری و باطنی میں فرد فقر میں شان عالی رکھتے تھے اور نواسے شاہ کمال بخاری کے تھے، جس وقت حضرت کے والد نے ولادت فرمائی آپ وہاں موجود نہ تھے، بعد چند روز کے جب آپ آئے تو دیدار والد سے شرف ہوئے، تمام اقربا وغیرہ کو حکم دیا کہ کوئی پاس نہ آئے، مگر وہ سہار کے جس نے قبر مبارک کھودی تھی چھپ رہا تھا، جب آپ نے کفن چہرہ مبارک پر سے اٹھایا اور زیارت کی معمار کی جو نظر پڑی اُسی وقت نابینا ہو گیا۔ بعد چند روز کے جب آپ نے مقبرہ بنانا چاہا تو عمدہ معمار کی تلاش ہوئی، وہی نابینا معمار حاضر ہوا اور عرض کی کہ اگر میں بیٹا ہو جاؤں تو اچھی طرح کام بناؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اس شرط پر کہ جب تک تو کام کرے گا بیٹا نہ ہوگا، بعدہ اندھا ہو جایا کریگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دن کو بنایا اور رات کو نابینا ہو جانا تھا۔ جب کام ختم ہوا پھر کچھ نہ دکھائی دیا۔ وفات حضرت کی ۹۸۵ھ میں ہوئی، مزار قصبہ چونی میں ہے۔

## ذکر حضرت شاہ قمیص قدس سرہ العزیز

احمد بن سید شاہ داؤد بن سید جمال الدین علی ابن ابی صالح نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک یہ حضرت صاحب سلسلہ اور گردہ ہوئے ہیں کہ ان کے فقیر قمیص کہلاتے ہیں پہلے سکونت حضرت کی ملک بنگالہ میں بمقام قصبہ سالورہ خضر آباد میں تھی اور تجرید اور تفرید کے ساتھ بسر فرماتے تھے بعدہ نصر اسد نام ایک بزرگ تھے انہوں نے اپنی لڑکی سے حضرت کا نکاح کیا، بعدہ شہرہ کمالی آپ کا بلند ہوا، ہزاروں مرید تھے، بہت خلیفہ ہو کر اطراف عالم میں پہلے وفات حضرت کی ۹۹۲ھ میں ہوئی مزار سالورہ میں ہے، بعد اُنکے سید عبدالرزاق خلیفہ آپکے صاحب بجاوہ ہوئے۔

## ذکر حضرت سید اسماعیل بن سید ابدال قدس سرہ

آپ صاحب بجال قال باکال گذرے ہیں، قلعہ رتھور میں رہتے تھے، اولاد سے حضرت غوث پاک کی ہیں، اولاد غوث پاک سے پہلے حضرت ہی کے دادا ہندوستان میں تشریف لائے، ذات ابرکات سے فیض عام جاری ہوا، اور بعض کالین زندہ آپ سے



بعیت کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مثل شیخ عبدالرزاق جھنجانی حنفی نظامی و شیخ محمد حسن و شیخ امام یانی قبیحی یعنی تینوں خلیفہ آپ کے مجمع البحرین مشہور ہیں، سلسلہ آپ کا اس طرح پر ہے سید اسماعیل بن سید ابدال بن سید نصیر بن سید محمد بن سید موسوی بن سید عبدالجبار بن ابی صالح نصیر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث اعظم اور سلسلہ درویشی بھی آپ کے ہی خاندان میں دست بدست چلا آیا ہے وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی، مزار میٹھور کے قلعہ میں ہے۔

آپ اولاد سے سید عبدالغفار ثانی کے تھے، ہمراہ برادران لاہور میں کرم قیم ہوئے

### ذکر حضرت سید الکبیر گیلانی قدس سرہ

مقدمہ شریعت کہلاتے تھے، ہزاروں کو عداوت فرمائی اور ۹۹۴ھ میں وفات ہوئی، ملک بنگالہ کے بخشی دیہہ میں آپ کا مزار ہے۔

آپ شیخ وقت اور صاحب تجرید اور تفرید اور تارک الدنیا اور اہل دنیا سے بے پروا

### ذکر حضرت شیخ خضر بیوتانی قادری

اور ہمیشہ قبرستان میں تنہا رہتے تھے، وقت اشتہا کے سوکھے پتے درختوں کے کھا کر ایام گذاری کرتے اور کپڑا فقط ایک تہ بند رکھتے تھے، ایک تنور بنا رکھا تھا اُس کو گرم کر کے اس کے اندر میٹیک عبادت کرتے، شہر اور گاؤں میں قدم نہ رکھتے تھے، جانوران صحرائی آپ کے بھلیں رہتے تھے، موسم گرما میں گرم پتھر پر بیٹھ کر بجی مستغرق رہا کرتے تھے، حضرت دار شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار حاکم سیوستان برائے زیارت حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا، وقت دوپہر کا اور موسم بھی گرم تھا آپ ایک سل پر مراقبہ میں تھے، اُس نے اپنا سایہ حضرت پر ڈالا آپ نے معلوم فرما کر چشم واکیں اور فرمایا کہ تو کون ہے اس ویرانہ میں کیوں آیا ہے، اُس نے عرض کی کہ زیارت کو آیا ہوں، جو ارشاد ہو خدمت بجالاؤں، آپ نے فرمایا کہ اپنا سایہ مجھ پر سے دور کر اور جہاں سے آیا ہے چلا جا، جس کے سر پر خدا کا سایہ ہے اُس کو دوسرے کے سایہ کی حاجت نہیں، اُس نے پھر منست کی کہ کچھ تو کا فرمائیے، ارشاد کیا کہ اگر کچھ کار ہوگا تو دیکھا جائیگا، اُس نے پھر عرض کیا کہ وقت عبادت کے میرے واسطے دعا کیجئے گا، فرمایا کہ خدا نہ کرے کہ میں اُس وقت تجھ کو یاد کروں اور رسول اللہ تعالیٰ کے مجھ کو دوسرے کا خیال ہو۔ یہ حضرت مرید شاہ سکندر کے وہ مرید بشر الاولادیا خواجہ حافی کے وہ مرید سید علی

قادری کے وہ مرید شاہ جمال مجروح کے وہ مرید سید لعل شہباز کے وہ مرید شیخ ابو اسحق ابراہیم کے وہ مرید شیخ مرتضیٰ سبحانی کے وہ مرید شیخ احمد بن مبارک کے وہ مرید حضرت غوث الثقلین کے وفات حضرت کی ۹۹۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید شاہ نور حضوری لاہوری بن سید محمود حضوری غوری قدس سرہ

حضرت فاضل روزگار درویش بلند اقتدار مرید اپنے والد کے اور ان کے ہم پلہ تھے جو کوئی آپکا مرید ہوتا اول ہی شکیب دیدار نبوی سے مشرف ہوتا، وفات حضرت کی ۹۹۹ھ میں مئی مزار لاہور میں ہے۔

بن سید حامد گنج بخش گیلانی کے درویش عالی مقام و عالی ذوی الاحترام ہوتا۔

### ذکر حضرت موسیٰ پاک شہید قدس سرہ

میں یگانہ روزگار تھے اپنے عہد میں شیخ پنجاب تھے اور زیارت رسول مقبول حضرت غوث پاک سے مشرف ہوتے تھے، روحانیت غوث پاک سے فیضان حاصل تھا اور روحانیت سید عبدالقادر ثانی سے بطریقہ اولیٰ فیض حاصل کیا، وفات حضرت کی ۱۰۱۲ھ میں ہوئی یعنی راہ ملتان میں گولی سے شہید ہوئے۔

آپ درویش کامل اور صحبت یافتہ بزرگان اور سفر کردہ کرطوس دہلی میں آ کر فوت ہوئے قلعہ چھوٹا

### ذکر حضرت سید حسین قدس سرہ

میں زیر مہد قوت الاسلام قرب دروازہ جنوبی آپکی مقبرہ ہے، اب وہ امام ضامن کی درگاہ مشہور ہے یہ حضرت کھیتی کرتے تھے اپنے عضو تناسل کو کاٹ کر پھینک دیا تھا۔ وفات حضرت کی ۹۹۴ھ میں ہوئی، دہلی کھنسر میں زیر مہد قوت الاسلام مقبرہ عالی ہو۔

### ذکر حضرت شیخ عبدالوہاب متقی قادری شاذلی الحنی المدنی قدس سرہ

آپ مرید شیخ علی بن حسام الدین مفتی کے تھے، مگر مجمع البحرین تھے کہ فائدہ ان چشتیہ قادریہ میں جازت یافتہ تھے۔ آپ بمقام منڈوی خانہ شیخ ولی اللہ کامل روزگار تھے پیدا ہوئے بعدہ آپ کے والد برہان پور میں تشریف لائے یہ صغیر سن تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا، ان کو خور دی میں

عشق الہی پیدا ہوا کہ ملک گجرات و سرندپ کی سیر کرتے ہوئے بیس برس کی عمر میں کعبہ میں پہنچ کر شیخ علی متقی کے مرید ہو کر مقامات سلوک طے کئے، اور شیخ کے کمالات میں ایک کتاب لکھی جس کو شیخ بہت عزیز رکھتے تھے اور بارہ برس مکہ معظمہ میں خدمتِ مرث میں رہے، باقی اٹھائیس برس مکہ میں گزار کر حج کئے، بعد امتحال پیر کے گجرات میں آکر لوہاقوں سے ملے پھر کعبہ کو مراجعت کی اور شیخ کے بعد پچاس برس کی عمر میں متناہل ہوئے اور فتوحات بدرجہ غایت ہوئے لگا، جو آتما سب کو لغتہ مساکین کرنے اہل خانہ کو برائے سدر مق دیتے۔ اخبار الاخیار سے نقل ہے کہ آپ فرماتے ہیں، ایک بار میں ہمراہ اپنے والد کے سفر میں تھا، راستہ بھول کر ایسے جنگل میں پہنچے کہ جہاں کچھ نہ تھا، مجھ پر بھوک اور پیاس غالب ہوئی، میں اس کی وجہ سے روئے لگا، والد نے میری تسلی کی کہ اب پانی اور کھانا آتا ہے، اس شام ہو گئی، ابو جحوف جانور ان صحرائی کے ہم دونوں درخت پر چڑھ گئے، تمام رات گزری، صبح ہم دیکھا کہ چشمہ شیریں ہے، اُس پر ایک پیر مرد کھڑا ہے اس نے مجھ کو دیکھ کر دو روٹی گرم بغل میں نکال دیں، ہم نے اُن کو کھایا، پیا، اس پیر مرد نے فرمایا کہ قریب گاؤں ہے وہاں جا کر آسودہ ہو ہم اُس گاؤں میں گئے، مگر مجھ کو اس پیر مرد کے دیکھنے کا پھر شوق ہوا، جب میں اس درخت کے نیچے گیا کہ جہاں شب کو رہا تھا، وہاں چشمہ دیکھا نہ وہ پیر مرد، میں حیران ہوا شاید وہ خضر علیہ السلام تھے۔ چنانچہ ایک بار کتاب الحدود اور ایک بزرگ دونوں سفر تھے اتفاق سے دو شبانہ روز کھائے ہوئے گزر گئے، تیسری شب کو ایک جنگل میں زیر کوہِ نجس کا ایک مسجد دیکھا وہاں چاہ بھی تھا، یہ موقع دیکھ کر ہم اُس چاہ پر ٹھہرے، کھانا تو وہاں کہاں تھا مگر پانی پیئے کو جی چاہا پانی بہت سرد تھا برف پڑتی تھی، جب ڈوہچی چاہ میں ڈالی تو پانی دور تھا رستی چھوٹی تھی، مینے پُنجاری سے کہا کہ اگر رستی دو تو ہم پانی پی لیں، اُس نے کہا تپ چڑھ رہی ہے رستی میرے زیر پٹنگ ہے میں اٹھ نہیں سکتا، مجبوراً تمام شب اُس چاہ پر پیاسے پڑے رہے، جب پیر بھر رات رہی وہاں سے چل دئے کہ اتنے میں روز روشن ہوا ابو جہاں سردی کے چلا مشکل سے جاتا تھا، ادھر بھوک کی اذیت تھی، تیمم کر کے ہم دونوں نے نماز صبح ادا کی اور چلے تو راستہ بہت تنگ تھا دونوں طرف جھاڑی تھی میں آگے تھا، مینے دیکھا کہ ایک جھاڑی پر تین روٹیاں رکھی ہیں، اُن کو دیکھ کر جی چاہا کہ ان کو اٹھا لو مگر دل میں خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کس قوم کی ہیں، اور یہ بزرگ کہیں گے کہ ذرا سے امتحان میں یہ

صبر نہ کر سکا یہ سوچ کر آگے بڑھا اور وہ بزرگ اُس جگہ پر آئے، ان کی نظر بھی اُن روٹیوں کی طرف پڑی اُنہوں نے مجھے بلایا اور کہا یہ اُمثالو، میں نے اُن سے کہا کہ نہ معلوم کس کی ہیں یا کتنا اُٹھا لایا ہے اُنہوں نے وہ اُٹھا کر مجھ سے کہا کہ یہ رحمت خدا ہے دیکھو گھی سے چپڑی ہوئی ہیں ابھی گھی ان کا چھائی نہیں ہے اور یہاں دُور دُور آبادی کا نشان بھی نہیں معلوم ہوتا نہ راہ میں کوئی مسافر ملا میں نے جو دیکھا کہ بیشک گھی اُن پر کا جانا تھا اُٹھاتے ہی سردی سے جم گیا، جب دھوڑی دُور گئے ایک مالہ لایا، اُس کو ہم دیکھ کر بہت خوش ہوئے میں اس میں نہانے لگا وہ بزرگ برائے نسخ حاجت گئے، وہاں سے جو آئے ایک درخت مچ کا لیکر آئے اُس میں پانچ مرچیں تھیں ہم دونوں نے شکر پروردگار داد کیا اور ڈیڑھ ڈیڑھ روٹی کھائی تو وہ روٹیاں چنے کے آٹے کی تھیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بعد امتحان کے اپنے بندوں کی ضرورت ادا فرماتا ہے، سیر و سفر میں ایسے ایسے مقام پر خبر لی کہ اگر ان کو لکھوں تو ایک بڑی کتاب تیار ہو۔ آدم برسرِ مطلب۔ شیخ عبدالوہاب مفتی فرماتے ہیں کہ ایک بار میں مسافر تھا، میرا گذر شہر لمبار میں ہوا، وہاں قاضی عبدالوہاب شافعی خدمت گزار نظر تھا، مجھ کو بھی فقیر شکل دیکھ کر میرے پاس آیا، میں نے اُس سے پوچھا کہ اگر اس شہر میں کوئی صلح درویش ہو تو میں اُس سے لموں، قاضی نے کہا کہ یہاں ایک بزرگ صاحب کرامات و خوارق ہیں، مگر شراب پیتے ہیں میں اس وجہ سے ان سے نہیں ملتا۔ پس دوسرے روز میں اُن پر بزرگ کے پاس گیا دیکھا کہ اونچے ٹیلہ پر ان کا مکان ہے دو تین آدمی اور بھی بیٹے ہیں، جب قریب گیا دیکھا کہ بہت مرد و عورت ان کے پاس بیٹھے ہیں، مجھ کو دیکھ کر حجاب کا اور خوش ہوئے، دھوڑی ویر بعد در شراب شروع ہوا، مجھ کو بھی اشارہ کیا کہ پی میں نے کہا یہ حرام ہے اس کا پینا ناجائز ہے بہت کچھ اُنہوں نے کہا جب میں پینے پر راضی نہ ہوا تو کہا کہ خیر دیکھ کچھ کو کیا پیش آتا ہے میں وہاں سے رنجیدہ ہو کر اُٹھا، اُنسی غائب خواب میں دیکھا کہ ایک باغ نمونہ بہشت ہے، میں نے اس میں جانا چاہا دیکھا کہ وہی مرد شرابی کھڑا ہے پیالہ شراب کا اس کے ہاتھ میں ہے، مجھ سے کہنے لگا کہ اگر شراب پی تو باغ میں جاوے نہ ممکن نہیں، صبح جب میں بیدار ہوا لا حول پڑھی، پھر جب سویا وہ ہی صورت پیش آئی، میں نے توجہ جناب سرور عالم کی طرف کی اور پھر جو میں با جناب سرور عالم کو دیکھا کہ تشریف لائے اور عصا ہاتھ میں ہے رو برو حاضر ہوا۔ وہ مرد شرابی بھی آیا حاضر صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم نے عصا اُس مرد کی طرف ڈالا فرمایا کہ کتنا ہو جائے ناسکار اُسی وقت وہ گناہ گوار

اور وہاں سے بھاگا پھر میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میں نے اس کو نکال دیا کہ وہ اس شہر میں بھی نہ رہیگا، صبح جب میں بیدار ہوا اس کے مکان پر جا کر دیکھا کہ وہ اُسی شب کو بھاگ گیا تھا میں نے شکر پروردگار ادا کیا، وفات شیخ عبدالوہاب متقی کی سنہ ۱۰۱۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبدالوہاب بھاکری قدس سرہ

فرزند سید عبدالرزاق بھاکری ماہر علوم دینی و دنیوی جامع کمالات صوفی و معنوی اور مرید اپنے والد کے تھے، تمام عمر عبادت خلق میں مصروف رہ کر سنہ ۱۰۹۹ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت سید میرا سیم حسینی اوجی قدس سرہ

آپ مرید شیخ بہاؤ الدین قادری کے صاحب علم و تصرفات ظاہری باطنی رکھتے تھے آپ کے بہت شاگرد مولوی ہوئے ہیں، وفات حضرت کی سنہ ۱۰۹۲ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد حسن قادری جونپوری

آپ صاحب لایت جون پور ہیں۔ خاندان چشتیہ میں مرید اپنے والد شیخ حسن کے تھے اور بزرگان چشتیہ سے بھی فیض تھا، جب آپ حج کو گئے وہاں خاندان قادریہ میں شیخ عبدالوہاب کے مرید ہوئے اور کئی برس کعبہ میں رہے، پھر دہلی میں آئے۔ ۱۰۷۲ھ میں وفات پائی، مزار متصل مسجد اپنے والد کے مزار کے پاس ہے۔

ذکر حضرت سید صوفی بن سید بدر الدین بن سید محمد اسماعیل گیلانی قدس سرہ

یہ حضرت صاحب شریعت و معرفت تھے، جو آپ مرید ہوتا تھا کامل ہو جاتا تھا لاہور میں کوس شریعت آپ کا چند روز خوب بجا، آخر سنہ ۱۰۱۷ھ میں وفات ہوئی۔

ذکر حضرت سید کامل شاہ لاہوری قدس سرہ

آپ ملی مطلق و شیخ محقق تھے، مرید شیخ السداد مداری کے ہو کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور بعد دولت حضرت اکبر عظیم حسب طلب بادشاہ لاہور میں اگر موضع بابو ساہو کے جنگل میں ٹھہرے ہزاروں آپ کے مرید ہوئے، وفات حضرت کی ۱۰۷۳ھ میں ہوئی اور بجائے اقامت دفن ہوئے، بعد نواب عبدالرحیم خاں جرنیل سلطانی نے آپ کا مقبرہ بنانا چاہا، شکیب خواب میں اس سے

فرمایا کہ میرا زار خام ہے گنبد نہ بنا۔

### ذکر حضرت شیخ حسین لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت خلیفہ شیخ بہلول دریائی کے تھے۔

صاحبِ دق و شوق و وجد سماع اور اپنا طریقہ

لامتیہ کہتے تھے۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ کلس رائے کا ستم لے کر باشندہ لاہور کے تھے، عہدِ فیروز شاہ میں مسلمان ہو کر شیخ عثمان نام پایا اور کار بافندگی کا کر کے ایام گزاری کرتے تھے اُن کے متعلقان عثمان ڈھڑا کہلاتے ہیں اور کار و بار بننے کا کرتے ہیں۔ شیخ حسین ۹۴۵ھ میں شیخ عثمان نو مسلم کے گھر پیدا ہوئے جب سات برس کے ہوئے حافظ شیخ ابوبکر لاہوری سے قرآن شریف پڑھنا شروع کیا تین برس میں حافظ ہوئے انہیں دنوں میں شیخ بہلول دریائی لاہور میں اگر مسجد حافظ ابوبکر میں ٹھہرے اور شیخ حسین کو دریا کے پانی لینے بھیجا کہ پانی قریب مسجد نکد کر کے ٹکسالی دروازہ کے باہر تہا تھا جب شیخ حسین پانی لئے شاہ بہلول نے وضو کر کے دوکوت تہیت الوضوء ادا کر کے شیخ حسین کے واسطے دعا کی کہ الہی اس بچہ کو عارف اور اپنا عاشق کر پس اس وقت عمران کی دس برس کی تھی شاہ بہلول سے بیعت کی چونکہ رمضان تھا شاہ بہلول نے شیخ حسین کو امام کیا اور ان سے قرآن سنا اور چند سال کی کوشش میں ان کو باکمال کر کے قصبہ جندیوٹ کہ لاہور سے سات کو س اور شاہ کی سکونت کی جگہ تھی چلے آئے شیخ حسین نے ۲۶ برس ریاضت اور مجاہدے میں گزارے دن کو کنا سے دریا راوی پر جنگل میں شب کو روضہ شیخ علی مخدوم گنج بخش بھویری پر بسر کرتے تھے ایک روز بوقت شب مزار پر انوار پر یہ تنہا تھے کہ مخدوم پیدا ہوئے اور جہر بانی شیخ کے حال پر فرمائی۔ اُسی وقت یہ روشن ضمیر ہو گئے تمام مقامات کھل گئے، نقل کر کہ ایک روز شیخ حسین تفسیر مدارک کا سبق شیخ سعد الدین لاہوری سے پڑھ رہے تھے واما الخیۃ الدنیا کے معنی دریافت کئے استاد نے احسن طور پر تفسیر بیان کی شیخ نے کہا کہ مجھ کو قال سے کچھ مطلب نہیں میں طلبگارِ حال کا ہوں یہ کہہ کر مست جام حال ہوئے اور مسجد سے اٹھ کر کوٹنے لگے اور گانے لگے کتاب چاہ میں ڈال دی اس حرکت سے اور درویش ان کو لامت کرنے لگے آپ چاہ پر آئے اور فرمایا کہ لے پانی کتاب ڈالنے کی وجہ سے درویش مجھ کو برا کہتے ہیں میری کتاب مجھ کو واپس دے اُسی وقت وہ کتاب پانی کے اوپر اُٹھی آپ نے اُس کو لیکر درویشوں کو دی وہ کتاب بہکی نہ نہیں تھی اُس روز سے اپنے اپنا طریقہ لامتیہ کرایا ڈال بھی مونچر منڈا کر جام ہاتھ میں لیکر لامت نہ پسند کیا

اور دیوانہ وار کبھی مسجد میں کبھی میخانہ میں کبھی کوچہ و بازار میں کبھی پہنتے کبھی روتے پھر کرتے تھے ایک بار آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج دریائے راوی کی سیر کر بیٹھ گئے انہوں نے کہا کہ مرغن کھانا کھلاؤ تو چلیں، آپ نے منظور کیا اور سب بلکہ موضع منڈیان والے میں آئے کہ جو دریا سے قریب تھا بہار خاں سردار موضع نے آپ کے یاروں کو پکڑ کر پاہ جولان کیا اور ان سے کہا کہ اس کا باراں ہے جب تک پانی نہ برسیگا میں ان کو نہ چھوڑوں گا۔ اگرچہ بہار خاں خادم الفقرا تھا مگر یہ جلد برائے بارش اُس نے کیا تھا آپ اپنے یاروں کے پاس گئے اور فرمایا کہ معاملہ برعکس ہوا کہ کہانے کے بدلے قید ہوئی، بعدہ بہار خاں کے پاس آئے اور فرمایا کہ اس حید سے پانی برسنا ممکن نہیں بلکہ آگ برسیگی مگر اے جو کھا نام مرغن شیر و شکر میرے یاروں کے آگے لاکر دعوت کرے تو کیا عجیب ہے کہ پانی برسے یہ سن کر بہار خاں بہت محبت سے پیشیں آیا اور انواع و اقسام کے کھانے لاکر اُن کے یاروں کے دربرو رکھے اور بہت مازات سے پیش آیا۔ جب آپ نے اپنے یاروں کو خوش نہکھا تو طرف آسمان کے کر کے کہا کہ الہی حسین اپنے یاروں سمیت خوش ہو اس وقت لازم ہے کہ باران رحمت بھیج کہ ان کے دل خوش ہوں اُسی وقت پانی برسنا شروع ہوا ایسا برساکہ تمام جنگل بھر گئے نقل کے آپ کے کسی دشمن نے شہنشاہ اکبر اعظم سے شکایت کی کہ حسین نامی فقیر لاہور میں ہے ڈاڑھی مونچھ منڈاتا ہے سب لباس پہنتا ہے اور ایک لڑکا مادہ ہونا م ہے اُس سے صحبت رکھتا ہے اُس کا ہاتھ پکڑ کر ڈھول پر ناچتا ہے اسی حرکات کر کے دعوائے ولایت رکھتا ہے شہنشاہ نے یہ سن کر ملک علی کو تو ال کے نام فرمان نافذ فرمایا کہ حسین کو پاہ جولان کر کے حاضر حضور کرے فرمان کے پہنچتے ہی کو تو ال نے اپنے پیادوں کو حکم دیا کہ شیخ حسین کو گرفتار کر کے لاؤ حضرت لاہور میں موجود تھے بدستور پھر کرنے تھے مگر کو تو ال کے پیادے نہ پاس کے ایک روز کو تو ال شہر عبد اللہ راہرن کو کو تو بھٹی سے تھا حسب الحکم بادشاہ قتل گاہ میں لیجاتا تھا، خلق کا بہت ہجوم تھا اُسی ہجوم میں شیخ بھی لے کو تو ال نے اُن کو گرفتار کیا اور جیل خانہ میں بھیج کر پاہ جولان کیا اُسی وقت بیڑی شکستہ ہوئی یہ کرامات دیکھ کر کو تو ال نے کہا کہ اے حسین جادو کے زور سے تو نے زنجیر توڑی اگر میں چاہوں تو دونوں بیروں میں بیڑیاں ڈال کر بادشاہ کے پاس بھیج دوں آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں ابھی تیرے بدن میں ابھی میخیں ٹھک جائیں ورتو اُسی صدمہ مرے اتفاقاً جو فرمان عبد اللہ کا تھا میں کہتا ہوں کہ قتل

جو عبداللہ کہے وہ لکھکر ہمارے پاس ارسال کرے چنانچہ عبداللہ نے خوب گالیاں دی تھیں پس کو تو ال نے من و عن وہ گالیاں تحریر کر کے ارسال حضور کیں، حضور بملاحظہ اُن الفاظ سے سخت رنجیدہ ہوئے اور ناظم لاہور کے نام حکم ہوا کہ کو تو ال کی مقعد میں لوہے کی میخ ٹھونک کر ماریں کل مال قرق کریں عیال و اطفال کو قید کریں چنانچہ ناظم نے تعمیل حکم کی فرمانا شیخ کا درست آیا۔ بعد اقل کو تو ال کے بادشاہ نے شاہ حسین کو اپنے طور پر اپنے پاس بلایا جب آپ روہرو بادشاہ کے گئے ایک ہاتھ میں صراحی ایک میں جام شراب تھا بادشاہ نے یہ کیفیت دیکھکر کہا کہ تم مرید خاندان قادر کیے ہو اور یہ حال ہے حسین نے صراحی میں سے ایک جام بھر کر بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے جو دیکھا تو اُس میں سرد پانی تھا دوسرا جام دیا تو وہ شربت بھر ہوا تھا تیسرا جام جو دیکھا تو وہ دودھ سے لبریز تھا۔ بادشاہ نے دوسری صراحی شراب کی منگا کر حسین کے ہاتھ میں دی انہوں نے بدستور جام بھر کر دیا تو وہی سرد پانی تھا دوسرے میں شربت تیسرے میں دودھ پھر بادشاہ نے برائے امتحان اُن قید خانہ میں بھیجا کہ اگر یہ کامل ہے قید اس کو ملے نہیں پس ان کو قید خانہ میں روانہ کر کے بادشاہ و خسل محل ہوئے دیکھا کہ حسین بادشاہ بیگم کے پاس کھڑا ہے یہ دیکھکر قید خانہ میں دریافت کر لیا وہاں اُن کو نہ پایا پس اپنے کئے سے بادشاہ تاڑب ہوا اور چند سے اُن کو اپنے پاس رکھکر خدات بجالا کر فیض قادریہ حاصل کیا اور آپ کی صحبت کی وجہ سے اصطلاح ظاہری سے بے پردا ہو کر اصطلاح باطنی کیا کوشاں ہے اور قیودات ظاہری کو باطل چھوڑ دیا تھا قاعدہ ہے کہ شیخ کامل جس طریق پر ہو گا اُس کا طالب بھی وہی طریقہ اختیار کریگا۔

نقل ہے کہ حاجی یعقوب متوطن مدینہ تھے انہوں نے شیخ حسین کو مدینہ میں متکلف دیکھا اور دوستی پیدا کی جب وہ بطریق سیر ہندوستان میں آئے اور جب لاہور میں پہنچے شیخ حسین کو بازار چکیں مست اور متوالا دیکھکر متعجب ہوئے ایک سے دریافت کیا اُس نے کہا کہ اس کو حسین کہتے ہیں لڑے ہو ہی کا ہنسنے والا ہے یہ سنکر حسین کے پاس گئے اور کہا کہ تو وہی جو مدینہ میں متکلف تھا یہ کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ آنکھیں بست کر جب انہوں نے آنکھیں بند کیں حضرت کو اُسی لباس سے مدینہ میں متکلف پایا یہ کرامت دیکھکر حاجی یعقوب مرید ہوئے۔

نقل ہے کہ مخدوم الملک قاضی لاہور میں چلا جاتا تھا آپ کو دیکھا کہ ڈھول پر نایع ہے ہیں



یہ دیکھ کر وہ برہم ہوا اور آپ کو تکلیف دینی چاہی، آپ نے جھپٹ کر اُس کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر فرمایا کہ قاضی! ارکان اسلام کے پانچ ہیں، اول کلمہ توحید و اقرار رسالت احمد مجتبیٰ علیہ السلام اس میں ہم تم دونوں شریک ہیں نماز اور روزہ کو میں نے ترک کیا ج اور زکوٰۃ کو تو نے ترک کیا۔ تقریر صرف حسین کے واسطے کیوں ہے یہ سن کر قاضی ہنسا اور چلا گیا۔

لکھا ہے کہ آپ کے خادم قریب نو ہزار کے تھے، بعض ایک لاکھ کہتے ہیں مگر سب کی ہوئے اور آپ کے سولہ خلفاء گزے ہیں، جن میں چار غریب کہلاتے ہیں جو یہ ہیں شاہ غریب بمقام اتی ٹھٹھ وزیر آباد سے تین کو دوسرے شاہ غریب موضع تلگوی والا ضلع وزیر آباد میں ہیں تیسرے شاہ غریب اجیلا پور دکن میں چوتھے شاہ غریب لاہور میں متصل حراز حضرت کے اور چار دیوان کہلاتے ہیں، اول مادہ دیوان لاہور میں، گورکھ دیوان لاہور میں بخشی دیوان سیجا پور میں، اللہ دیوان لاہور میں مگر مادہ ہو محبوب ترین خلفاء سے تھے تین خاکی کہلاتے ہیں، اول مولائش خاکی لاہور میں، دوم خاکی شاہ وزیر آباد میں، سوم حید بخش خاکی دکن میں، چار بلاول کہلاتے ہیں، اول شاہ رنگ بلاول، دوم بدھ سوم شاہ بلاول کہ یہ تینوں گرد و غصہ حضرت میں آسودہ ہیں، چہار شاہ بلاول دکن میں۔ وفات شیخ حسین کی صلح جمادی الثانی سنہ ۷۵۷ میں ہوئی مزار لاہور میں مع خلافت ہے۔

آپ مرید شیخ عبدالوہاب کے تھے خاندان چشتیہ سے بھی فیض یافتہ تھے۔ اخبار الاخیار سے

## ذکر حضرت شیخ حسین قادیانی قدس سرہ

نقل ہے کہ کنارہ دریائے زہد کے اکثر جگہ جگہ اور پہاڑ ہے، ایک مقام سر راہ پر شیر آگیا تھا اُس نے راستہ بند کر رکھا تھا، آپ کا بھی وہاں گزر ہوا، شیر کا حال سن کر ایک ہاتھ میں چادر لپیٹی ایک میں کار دیا اور اُس جھاڑی میں کہ جہاں شیر تھا گھس کر شیر کو پکڑ کر کار دے ہلاک کیا وفات حضرت کی سنہ ۷۵۷ میں ہوئی۔

آپ مرید اول میر بالا میر لاہوری

## ذکر حضرت شیخ نعمت اللہ سرہندی قدس سرہ

کہ ایک سوداگر مع اپنے فرزند کے خدمت شیخ میں آیا اور عرض کی کہ راہ میں چور میرے پیسے لے گیا، آپ نے نور باطن سے مسلم کر کے سوداگر بچہ سے کہا کہ فلاں گنبد میں تو نے پیسے کھکے ہیں جلد لا کر اپنے باپ کے لئے وہ یہ سن کر قدموں پر گرا اور مبلغان لا کر باپ کے حوالے کئے، ایک بار ایک شخص نے عرض کیا

اک میری ایک باندی تھی خوبصورت، میں اُس کا عاشق ہوں وہ گم ہو گئی کچھ تجویز بتائیے جو وہ مل جائے  
آپ نے فرمایا کہ سربراہ فلاں جگہ جا بیٹھ ایک گاڑی آدگی اُس کے پردہ کے پاس جا کر کہنا کہ اے کنیز باہر آ  
وہ مل جائیگی چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور اُس کی کنیز مل گئی، وفات حضرت کی بعد نور الدین جہانگیر  
بادشاہِ ہند میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ بزرگ گیلانی قدس سرہ

حضرت شاہ بزرگ گیلانی بن سید شرف الدین  
بن سید یحییٰ بن سید علاؤ الدین علی بن شمس الدین  
محمد بن سید شہاب الدین احمد بن علاؤ الدین علی ثانی بن سید قاسم بن سید یحییٰ تاتاری بن سید احمد متقی  
بن سید ابی صلح بن سید ابی نصر بن سید عبدالرزاق بن حضرت غوث پاک کرم و صاحب ولایت اور  
پیر طریقت کہ بعد حضرت اکبر اعظم میں لاہور میں آئے ساکنان پنجاب سے ہزاروں مرید ہوئے، خوارق و  
کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوئے، وفات حضرت کی ۱۲ ربیع الاول ۸۱۸ھ میں ہوئی مزار موضع متا  
علاقہ پٹیالہ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ شمس الدین قادری لاہوری

یہ حضرت خلیفہ شیخ ابوالسحاق قادری کے  
تھے اور عالم باعمل و عارف مکمل اپنے  
عہد میں یگانہ روزگار تھے، لاہور میں آپ کو بہت فسوح تھا، یہاں تک کہ حضرت جہانگیر بادشاہ  
بھی معتقد ہوئے، جس کے بارے میں جو بادشاہ تحریر فرماتے بادشاہ اُسی طرح کرتے تھے، اس ذریعہ  
ہزاروں کی کار برآری ہوئی۔

ذکر حضرت سید جو علی نقاد ثالث قدس سرہ

آپ اولیائے وقت اور صاحب  
ولایت تھے اور مرید اپنے والد سید  
محمد غوث بالا پیر صاحب ست گہرو کے کہ بعد انتقال پدر تمام ہندوستان کی سیر کر کے بزرگانِ وقت کے افادہ  
حاصل کیا بعد لاہور میں اگر شہر سے باہر محلہ رسول پور آباد فرما کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور  
وہیں ۸۲۲ھ میں وفات پائی مزار آپ کا شہور ہے آپ کی دو صاحبزادیاں تھیں، بڑی بی بی کلاں کہ  
میران محمد شاہ موج بخاری سے بیاہی گئیں تھیں، اور بی بی دولت کا نکاح سید نظام الدین بن سید میر  
میران بن سید مبارک بن سید محمد غوث سے ہوا۔

## ذکر حضرت سید خیر الدین ابوالمعالی قادری کرانی قدس سرہ

فرزند سید رحمت اللہ  
بن سید فتح اللہ

ولی کامل اور صبیح انب سادات کرمان سے تھے صاحب کرامات خوارق وزہد و تقویٰ بعد تکمیل کسب دریا کے خرقہ خلافت حاصل کیا، مرید اپنے برادر زادہ اور شیخ داؤد و شیر گڑھی کے تھے، بعدہ لاہور میں آکر راستہ میں جہاں ٹھہرے باغ، چاہ، تالاب تیار کرایا وہ عمارات ہنوز موجود ہیں اور لاہور میں ہزاروں تہ ہوئے ایک یہ کرامات تھی کہ جو آپسے بیت کرتا اُسی شب کو زیارت رسول مقبول سے مشرف ہوتا یا زیارت غوث پاک سے مشرف ہوتا، حضرت دارالاشکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ملا شاہ نقل کرتے ہیں کہ ایک بار میں ہمراہ اپنے اخوند ملا نعمت اللہ کے عالم و عال و فقیر کامل تھے حضرت کی زیارت کو آئے، ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت کے ایک مرید نے تسبیح نذر کی، میرے دل میں آیا کہ اگر مجھ کو دیں تو خوب ہو جب ہم چلنے لگے مجھ کو اپنے روبرو بلا کر فرمایا کہ یہ تسبیح اپنی خواہش کے موافق لے، اگر ہو سکے تو اس پر ستوا بار درود پڑھا کر مجھے تحفہ اور مالک تسبیح کو بہت ثواب ہوگا۔ اخوند نعمت اللہ سے روایت ہے یعنی آخوند کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ مجھ کو غوث پاک سے نہایت محبت اور ارادت ہے آیا غوث پاک کو بھی میری ارادت کی خبر ہوگی یا نہ ہوگی، اُسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جنگل میں سرسبز بہنے لگا ہوں اور حضرت غوث پاک نے دستار سفید عطا کی اور فرمایا کہ میں تیرے حالات سے واقف ہوں صبح جب میں بیدار ہوا شاہ ابوالمعالی نے مجھ کو کتاب کر کے دستار سفید عنایت کی اور کہا کہ یہ وہی دستا ہے جو شب کو غوث پاک نے مجھ کو دی تھی اور شاہ ابوالمعالی صاحب دیوان اور صاحب تصانیف بھی ہیں، چنانچہ بوجہ عشق حضرت محبوب سبحانی کے تحفہ القادریہ تحریر کی کہ مشہور کتاب ہے ولادت حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں ذی الحجہ ۹۶۰ھ میں ہوئی اور وفات ۱۶ ربیع الاول ۱۰۲۵ھ میں ہوئی مزار لاہور میں موتی دروازہ کے باہر ہے عیدین کو ہزاروں آدمی زیارت کرتے ہیں۔

آپ خلیفہ میاں میر بالا پیر لاہوری  
کے تھے تمام عمر خدمت مرشد میں رہے

## ذکر حضرت میاں ننھا شاہ قادری قدس سرہ

اور حالت استراق میں بھی پاس رہتے تھے۔ ایک روز ایک درویش جو نہر سے آپ کے پاس آئے اپنے بچہ کو کون ہے اور کس کام کو آیا ہے اُس درویش نے کہا کہ آپ کی زیارت کو آیا ہوں فرمایا کہ مجھ کو

دیکھ اس درویش نے کہا کہ آپ کا نام اور حال وغیرہ سے بھی خبردار ہونا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ نام میرا ننھا اور قوم تیل نکالنے والا اور میاں میرا صاحب کا ادنیٰ خادم ہوں اور حال میرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کنجیاں عالم جبروت و ملکوت و لاہوت کی میرے ہاتھ میں دی ہیں، جب چاہتا ہوں در ملکوت کھول کر داخل ہوتا ہوں، اسی طرح جبروت اور لاہوت میں جاتا ہوں۔ حضرت داراشکوہ مجدد راقم سکنیتہ الاولیاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ درخت اور پتھر وغیرہ نباتات و جمادات سب حضرت کے آگیا ہوتے تھے، اور اپنے اپنے فوائد اور خواص بیان کیا کرتے تھے، آپ کچھ جواب نہ دیتے تھے، ایک روز گنبد میں مشرفین فرماتے تھے باہر آنا چاہتے تھے کہ آواز سنی کہ ایک ساعت ٹھہر، آپ نے کہا تو کون ہے اور اور منع کرنے کا کیا باعث ہے، پھر آواز ہوئی کہ میں گنبد ہوں اور منع اس واسطے کرنا ہوں کہ باران بکثرت آویگا باہر جانے سے تم کو تکلیف ہوگی، یہی گفتگو تھی کہ بارش ہوئی۔ ایک روز یہ چلے جاتے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک چوہا مڑا ہوا ہے، آپ نے اُس طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو اس حال سے راستہ میں پڑا ہے اٹھ اور اپنی جگہ جا، وہ اُسی وقت زندہ ہو کر روانہ ہوا۔ ایک بار میاں میرا صاحب آپ سے پوچھا کہ تنہا اب کہاں مشغول رہتے ہو، آپ نے فرمایا کہ موضع چہرہ کے بلخ میں مشغول رہتا تھا، وہاں جو بہت درخت تھے، اور سیج سبحان اللہ والحمد للہ کہتے تھے ان کے شور سے خلل آتا تھا، اب خلیفہ بنید محلہ میں ایک کونہ میں مشغول رہتا ہوں، یہ سنکر میاں میر نے تبسم کر کے فرمایا کہ دیکھو یہ تیلی کا لونڈا کہاں تک پہنچا ہے کیہ کہتا ہو ایک روز میاں میر و میاں ننھا و ملا محمد سیالکوٹی سایہ دیوار حجرہ میں بیٹھے تھے کہ ہوا تپ چلی اور بارش آئی، میاں میر نے فرمایا کہ اب ناچار یہاں سے اٹھنا پڑا سیالکوٹی منتقل ہونے کا اگر حکم ہو تو میں بارش اور ہوا کو آپس میں ٹکراؤں تا مطلع صاف ہو جائے، یہ بات میاں میر صاحب کو ناگوار گذری اور فرمایا کہ تو اظہار کرامات اور خود نروشنی کرتا ہے یہاں سے اٹھ کر حجرہ میں چلے جانے سے کیا نقصان ہوگا راجی میں ہم دخل دیں بے ادبی ہو کہ فعل المحمود محمود ہے۔

کہا ہے کہ آپ ناخاندہ تھے، مگر جو سامنے آتا اُس کو بخوبی پڑھ لیتے تھے۔ وفات حضرت کی شب ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔ مزارِ قرب مزار میاں میر کے، جب آپ کا انتقال ہوا تو میاں میر صاحب نے ابدیدہ ہو کر فرمایا کہ رونق فقیر خانہ میاں ننھا لے گئے، اور فسادِ آن کو وصیتِ سسرمانی کہ بعد مرنے کے مجھ کو بھی میاں ننھا کے پاس دفن کرنا۔

## ذکر حضرت حاجی مصطفیٰ سرہندی قدس سرہ

آپ صاحب زہد اور تقویٰ اور قانع و قانع نفس میاں میر صاحب کے مرید تھے

ہر وقت سکر اور استغراق رہتا تھا ایک بار آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے جب رکوع میں چمکے استغراق غالب ہوا کہ رکوع میں رہ گئے جو مقتدی تھے وہ دوسری بار اپنی نماز ادا کر کے چلے گئے۔ آپ سات روز رکوع میں رہے وفات حضرت کی ۳۹ صفر ۱۰۳۹ بروز چہارشنبہ ہوئی۔

## ذکر حضرت سید عبدالوہاب گیلانی قدس سرہ

آپ تعلیم یافتہ عبد القادر گیلانی ثالث کے تھے لاہور میں رہتے تھے

شیخ وقت کہلاتے تھے ہزاروں مرید تھے ۳۷ سنہ میں انتقال ہوا۔

## ذکر حضرت سید شیخ عبداللہ قدس سرہ

آپ اولاد سے غوث پاک کی تھے اور مرید اپنے والد سید عمر کے تھے اور پابند

طریقہ غوثیہ اور قدسیہ کیے تھے پندرہ برس کی عمر سے شوق درویشی ہوا، بغداد سے نکلا کہ ہندوستان میں اگر تحصیل علوم کر کے موضع ٹھٹھ نواح دہلی میں مقیم ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب تک آپ زندہ رہے کبھی اس موضع میں چوری یا اور کوئی ظلم نہ ہوا۔ وفات حضرت کی ۳۷ سنہ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت ملا حامد قادری قدس سرہ

آپ قرآن پڑھنے میں لاثانی تھے، علوم ظاہری اور باطنی اور رموز طریقت اور حقیقت

سے خوب ماہر تھے، پہلے یہ میاں میر صاحب کے منکر تھے بعدہ مرید ہو کر کمال معقد ہوئے بعدہ ترک درس فرما کر عبادت معبود میں مشغول ہوئے، مقوڑے ہی دنوں میں بکمال لایت پہنچے، آخر ۳۷ سنہ میں بتاریخ ۱۱ مارچ رمضان وفات ہوئی مزار روضہ میاں میر میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ محمد میسرہو میاں میر بالا پیر قادری لاہوری قدس سرہ

آپ مشائخ عظام قادریہ عاشق غوثیہ اور خلیفہ شیخ خضر سیستانی قادری کے تھے، آپ کے والد کا نام قاضی سائیدہ بن قاضی قلندر فاروقی اور آپ کی والدہ بی بی فاطمہ بنت قاضی تارن اور نسب الا

حسب حضرت امیر المومنین عمر ابن الخطابؓ منتهی ہوتا ہے، آپ شہر سیوستان میں ۵۰ سالہ میں پیدا ہوئے ناز و نعمت سے پرورش پائی، آپ کی سات برس کی عمر بھی جو تئیم ہوئے پانچ برس میں تحصیل علوم ظاہری سے فارغ ہوئے پہلے اُن کے والد نے اُن کو بطریقہ قادریہ تعلیم و تعلیم فرمایا، بعدہ پہاڑ سیوستان پر جا کر شاہ خضر سیوستانی کے مرید ہو کر کار تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا اور حسب اجازت بیر روشن بنویر لاہور میں آئے اور حضوری روحانیت حضرت غوث پاک سے مشرف ہوئے پھر تمام عمر حسب چاہتے تھے حضوری سے مشرف ہوتے تھے شب کو نہ سوتے دن کو نہ کھاتے تصامیم پہنتے تیسرے روز افطار کرتے بعدہ ایک ماہ کے بعد افطار کرنے لگے تھے، حضرت دارا شکوہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک بار آپ کے بھائی سیوستان سے لاہور میں آئے اُس وقت ان کے پاس کچھ نہ تھا اُن کو اپنے جھرو میں بٹھایا آپ نے باغ میں جا کر وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کر کے دعا کی کہ الہی میں یکس بے یار و دیار ہوں، سوائے میرا کون ہو، ہمان آیا اور میرے پاس کچھ نہیں جو اُس کی خدمت کروں، آپ دعائیں تھے کہ ایک شخص نے اگر خبر دی کہ ایک شخص کھانے کا خانہ لئے تیرے در پر منتظر ہے، آپ اپنے جھرو پر آئے دیکھا تو خوان کھانے کا موجود ہے، آئندہ خون نے وہ آپ کے رو برو رکھا دیکھا تو اُس میں کھاتا اور کچھ نقد ہے، اُس نے کہا کہ اس وقت جو تم نے چاہا تھا کھانا اور نقد موجود ہے، اگر حاجت ہو تو ارشاد کیجئے کہ اور آجائے آپ نے شکر پروردگار ادا کیا اور برادر کے ہمراہ کھانا نوش فرمایا۔ نقل ہے کہ نور جہاں بیگم زوجہ حضرت جہانگیر بادشاہ کہ مذہب اشاعری تھیں، ایک بار بمقام اکبر آباد بادشاہ سے کہا کہ آپ مجھ پر بہت ہی مہربان ہیں میرا مذہب کبے جوتی ہے اُس کو کیوں نہیں قبول فرماتے، بادشاہ نے فرمایا کہ جانا جان دادم نہ کہ ایمان۔ نور جہاں نے کہا کہ آپ نے ہم کو بے ایمان سمجھا میں جو پابند اس مذہب کی ہوں تو اس وجہ سے کہ یہ مذہب حق ہو باقی اور مذہب میں افراط و یفراط ہے، بادشاہ نے کہا کہ اس کی سند کیا ہے، نور جہاں نے کہا اس کو تحقیق کیجئے، حق اور باقی کمال جائیگا، یعنی مشہد مقدس، ہمارے مذہب کے ایام کو طلب فرما کر اپنے مذہب کے علمائے مبارک سے مذاکرہ کرنا جوتی ہو اُس کی بیروی کیجئے۔ الغرض ایک سیر اثنا عشری مشہد مقدس کو گیا وہاں سے ایک عالم کہ جو مشہور وقت اور چمکانہ روزگار تھا اور مذہب اشاعری کا امام مانا جاتا تھا باعز از تمام بیکروانہ ہندستان ہوا، اُدھر نور جہاں کے کہنے سے بادشاہ نے تمام صوبہ داروں کے نام فرمان جاری کر دیئے تھے کہ فلاں

مجتہد مشہد سے آتے ہیں، جہاں پہنچیں اُن کی تعظیم و تکریم میں اور ضیافت اور مہمانداری میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جائے اور ہر صوبہ اور شہر و علاقہ شہر و فقرائے امت استقبال کرے، اور جو خدمات مجتہد صاحب کی بجائے اُس سے حضور کو مطلع کرے۔ الغرض جب مجتہد قریب لاہور کے آئے کہ صبح لاہور میں داخل ہوئے صوبہ لاہور نے میاں میر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ صبح مجتہد صاحب لاہور میں داخل ہوں گے پیشوائی میں آپ کو بھی چلنا ہوگا، آپ نے فرمایا کہ فقیر کو معاف رکھئے، صوبہ نے کہا میں مجبور ہوں بادشاہ کا حکم اسی طرح ہے اگر آپ نہ گئے اور خبر نگیم صاحبہ کو ہوئی تو خوف ہو کہ کچھ فساد اُٹھے مصلحت یہی ہے حضرت بھی تشریف لے چلیں، حضرت نے مصلحتاً قبول فرمایا۔ صبح تمام ایمان لاہور نے مجتہد کا استقبال کیا جب مجتہد کی سڑے منور میاں میر پر پڑی صوبہ لاہور کے کہا کہ ان حضرت کی تعریف کیجئے، صوبہ نے کہا کہ آپ عالم اور درویش ہیں مجتہد نے آپ سے مصافحہ کیا اور صوبہ سے کہا کہ میرے اُترنے کے واسطے رکان حضرت کی خانقاہ کے قریب درست ہونا چاہیے، الغرض قریب خانقاہ ایک مکان آراستہ کیا گیا، اُس میں مجتہد فردکش ہوئے، دس سے روز صبح تمام خلائق کہ مجتہد کی مشتاق تھی میاں میر کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم مجتہد کا وعظ سنا چاہتے ہیں، مگر یہ آپ کے ذریعہ سے پیش ہوگا، حضرت نے ہر جذبہ غدر کے مگر جب وہ لوگ نہ مانے آپ اُن کے ہمراہ قیام گاہ مجتہد پر آئے، مجتہد نہایت تعظیم سے پیش آئے آپ نے مجتہد سے فرمایا کہ مخلوق لاہور آپ کی زبان در بیان سے کچھ سنا چاہتی ہے اور یہ فقیر بھی مشتاق ہے، مجتہد نے کہا میں آپ کا مشتاق ہوں، آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ غلبہ کثرت سڑے پر ہوا کرتا ہے۔ الغرض چونکہ بھی اور مجتہد صاحب نے اُس پر جلدہ افزہ ہو کر موافق معمول اپنے مذہب کے اہلبیت رسول مقبول کی شناسائی کی، جب ذکر کر بلائے معلیٰ کا آیا اُس کی تعریف میں فرمایا کہ اے مومنین اللہ تعالیٰ نے زمین کو وہ عظمت دی ہے کہ اُس کے گرد بارہ بارہ کوس تک دوزخ کی آنج حرام ہے، اُس پر میاں میر صاحب نے سر اٹھا کر آواز بلند فرمایا کہ اے حاضرین والامکین یہ بزرگی کو ہلاکی اس وجہ سے ہے کہ وہاں نولے رسول مقبول لیٹے ہوئے ہیں، سبحان اللہ جائے غور ہے کہ جہاں خود وہ سرور عالم مع اپنے تینوں دین کے آسودہ ہیں اُس جگہ کے واسطے اگر کہا جائے کہ اس کے گرد سو سو کوس دوزخ کی آنج حرام ہے تو بجا ہے، یہ سن کر مجتہد صاحب چُپ ہوئے اور سببِ کسل راہ کے درد سر کا جیلہ کر کے چونکی سے اُتر آئے، جلسہ برضا ہوا، صوبہ لاہور سے کہا کہ بادشاہ کو لکھ دو کہ مجھ کو آب و ہوا ہندوستان کی موافق نہیں

میں واپس جاتا ہوں، اُس پر ہمراہی امیر نے کہ جو اُن کے ہم مذہب تھا قطعی اس کا سبب اپنے طور پر پوچھا، مجتہد نے فرمایا کہ میں جو فقیر آدمی ہو کہ جس کو اپنے کار سے فرصت نہیں اس کی یک کیفیت تم نے مشاہد کی، چہ جائیکہ علماء ہند کہ جو میرے آنے کی خبر سن کر جہنوں اور برسوں سے محنت کئے واسطے مباحثہ کے تیار ہیں اُن سے گلو گزاری مشکل ہوگی، آخر مجتہد صاحب لاہور سے واپس پھر گئے۔ نقل ہو کہ میں میر صاحب باغ زین خاں میں مشغول تھے، ایک فاختہ درخت پر بیٹھی تھی سترہ کہہ رہی تھی، ایک شکاری آیا اور اُس کے ایک ایسا غلہ مارا کہ وہ مر گئی نیچے گری، شکاری نے اُس کو اٹھانا چاہا دیکھا تو وہ مر چکی تھی، اُس کو چھوڑ کر چلا گیا، حضرت نے اپنے خادم سے فرمایا کہ اس مُردہ فاختہ کو لا، جب وہ پاس لائے، آپ نے اپنا دست حق پرست اس پر لگایا وہ اُسی وقت اُٹھ گئی اور اپنی جگہ جا بیٹھی اور بولنے لگی، شکاری نے جو بھر آواز سُنی اور قریب اُس کے آکر غلہ مارنا چاہا حضرت نے منع فرمایا وہ نہ مانا اور غلہ چھوڑا اُسی وقت اُس کے ہاتھ میں سخت درد اُٹھا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور لوٹنے لگا، آپ نے اُس کے پاس جا کر فرمایا کہ لے بے در، یہ درد خیری بیدردی کا ثمر ہے، مینے منع کیا تو نہ مانا وہ شخص بہت رو یا قدم بوسی کی اور شکار سے توبہ کی، حضرت نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھا وہ اچھا ہوا درد باطل جاتا رہا، یہ کرامات دیکھ کر وہ مُرید ہوا اور مرتبہ اعلیٰ پر پہنچا، حضرت میاں میر صاحب کے انفاس پاک کو اللہ نے وہ تاثیر بخشی تھی کہ آپ کا دم کیا ہوا پانی کیسے ہی سخت بیمار کو چلاتے اُسی وقت اُس کو شفا ہوتی گو نگا گویا ہوتا، جس کو شکایت ضعف جسم ہوتی اس پانی کے رگائے سے چشم روشن ہوتیں۔ ایک شخص اپنے پسر گنگ کو لیکر خدمت عالی میں آیا اور عرض کی یہ بولتا نہیں، آپ نے اُس بچہ کی طرف توجہ فرما کر ارشاد کیا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، اُسی وقت اُس نے بسم اللہ پڑھی اور گویا ہوا اور حقوڑے دنوں میں قرآن حفظ کیا۔ نقل ہے کہ ایک بار آپ نے چہرہ ہلایا ہو کر رومال مستعمل اپنے خدمتگار کو دیکر فرمایا کہ تیرا جو بیمار ہوا یا آسیب زدہ ہو اُس کے سر پر رومال پیٹ دیا کر، چنانچہ اُس روز سے خادم کے ہاتھ سے ہزاروں کو شفا ہوئی، خوب اُس کی دوکان گم رہی جو بیمار اس کے پاس آتا وہ رومال عطیہ میاں میر اُس کے سر پر پٹتا اُس کو صحت ہوتی، ایک روز آپ ایک باغ میں شریعت فرماتے، درخت سرو سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اسم باری تعالیٰ سے تو کونسا نام لیتا ہے، وہ درخت گویا ہوا کہ اسم یا نافع کی تسبیح کرتا ہوں۔ ایک روز حضرت صحن خانقاہ میں جلوہ افروز تھے اور بہت سے لوگ حاضر تھے کہ ایک نفل فقط تہ بند باندھے اگر حضرت کے روبرو بیٹھ گیا



اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کچھ نقد پیش کش کیا، آپ نے نداس کی قبول فرما کر اس مغل کو دیکر فرمایا کہ اگھوڑا خرید کر فلاں شاہزادہ کے پاس جانے کر ہو جائیگا۔ ایک ہوش بہت دنوں سے بطع زر خانقاہ میں پڑا تھا کہنے لگا کہ آپ کبھی کسی کی نذر قبول نہیں فرماتے آج قبول کی تو ایک نئے آدمی کو اتنا مال دے دیا ہم جو مدت سے امیدوار رہے ہیں محروم ہے، ایسے گستاخانہ کلام کر کے وہ توجلا گیا، آپ نے فرمایا کہ یہ دروغ گو ہے، ایک سوساٹھے بائیس درم اس کے پاس ہیں وہ اس کے پاس سے گم ہوں گے اور یہ ان کے غم میں مر گیا، اور تین جاںیں اور جائیں گی، چنانچہ دوسرے روز اس کو حاجت غسل ہوئی وہ غسل خانہ میں نہایا کپڑے پہنے ہیمانی وہیں چھوڑی اور خدمت میاں میر میں آیا آپ نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ کھول کر بیٹھے، اُس نے جو کمر کھول کر دیکھا خالی پایا، وہاں سے گھبرا کر چلا آپ نے فرمایا کہاں چلا، اُس نے کہا کہ غسل خانہ میں کچھ بھول آیا ہوں، جب غسل خانہ میں دیکھا ہیمانی نہ پائی روتا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا، اُسی وقت شکم میں مروڑا اٹھا خون کا دست آیا پھر حضرت کے روبرو گر پڑا زاری کرنے لگا، آپ نے فرمایا کہ دریا پر جاؤ وہاں ایک کشتی میں ایک درویش ہو، اُس سے اپنی ہیمانی لے لے، وہ جب دریا پر آیا کشتی اور درویش کو دیکھا، دل میں کہنے لگا کہ یہ مزدور معلوم ہوتا اس کے پاس ہیمانی کہاں، اُس فقیر نے سر اٹھا کر کہا کہ اپنی ہیمانی لے اور بہت سی ہیمانیاں اُس کے روبرو ڈالیں وہ اپنی ہیمانی لے کر آیا مگر دست جاری تھے آخر مر گیا، دو شخصوں نے وہ ہیمانی لی، تیسرے کو جو خبر ہوئی اُس نے اُن دونوں کو زہر سے کھرا مارا، آخر وہ بھی بجرم قتل زہر خورانی بجگم صوبہ لاہور مارا گیا، جیسا ارشاد فرمایا تھا پورا ہوا، نقل ہے کہ حضرت شاہجہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما ہوئے، بروز جمعہ وقت صبح میاں میر صاحب کی زیارت کو آئے، اور پچاس ہزار روپیہ پیش کیا، میاں میر صاحب نے قبول نہ فرمایا بادشاہ نے کہا کہ اہل خانقاہ کو تقسیم فرما دیجئے، آپ نے ارشاد کیا کہ مال سلطنت مشکوک ہوتا ہے جس کو میں اپنے واسطے منظور نہیں کرتا، اس کو دوسرے بھائی مسلمانوں کے واسطے کس طرح منظور کروں، مجبور بادشاہ وہاں سے رخصت ہو کر ایک اور بزرگ لاہور میں تھے اُن کے پاس گئے اور وہ روپیہ نذر کیا، اُن بزرگ نے خدام سے فرمایا کہ رکھ لو، جب دوسرے جمعہ کو پھر بادشاہ میاں میر صاحب کے پاس آئے استفسار کیا کہ وہ روپیہ آپ نے قبول نہ فرمایا اور فلاں حضرت نے قبول کر لیا، آپ نے فرمایا کہ وہ درویش مثل دریا کے ہیں اور میں مثل کوڑہ کے ہوں کہ ناخن ڈوبنے سے اُس کا پانی

مکروہ ہو جاتا ہے، الغرض یہاں سے رخصت ہو کر بادشاہ پھران درویش کے پاس گئے اور پوچھا کہ میری نذر آپ نے قبول کی اور میاں میر صاحب نے نہ قبول کی اس میں کیا اسرار ہے، انہوں نے فرمایا کہ میاں میر صاحب کا اتفاقاً ہوا ہے۔

نور محمد خادم میاں میر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت ایک بار بالائے حجرہ تشریف فرماتے مجھ سے فرمایا کہ نعلین اور کوزہ پانی کا میرے پاس رکھ کر جاسورہ بنے نعلین تو اوپر رکھ دی کوزہ پانی کا رکھنا بھول گیا، جب پہرات ہے میں بیدار ہوا مجھ کو یاد آیا کہ پانی برائے دمنو نہیں رکھا، پس پانی لیکر اوپر گیا، دیکھا کہ حضرت نہیں ہیں بجھا کہ بیت الخلا گئے ہو گے وہاں جا کر آواز دی کچھ اشارہ نہ معلوم ہوا، ناچار چلنے روشن کر کے تمام حجرہ میں دیکھا کہ ہینخ پایا متحیر ہوا کہ اس وقت کہاں گئے ہو گے کہ اتنے صبح ہوئی، حجرہ برے مجھ کو آواز دی کہ دمنو کو پانی لائیں پانی نے گیا اور بے اختیار ہو کر متفسر حال کیا فرمایا کہ کنج کی رات میں غار حرا میں تھا، وہاں عبادت کا بہت ثواب ہو گیا مگر یہ سیراز تا حیات کبھی نہ کہنا، نقل ہے کہ جن روزوں میں جہانگیر بادشاہ رذل فرزند کشمیر تھے کسی بدگمن نے شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مرزا حسام الدین غلیفہ شاہ باقی بالہ کی شکایت کی، بادشاہ نے ان دونوں بزرگوں کو کشمیر طلب فرمایا، جب یہ صاحب لاہور میں وارد ہوئے شیخ عبدالحق پریشان حال خدمت میاں میر میں آئے اور اپنا تمام حال عرض کیا، میاں میر نے فرمایا کہ تم کشمیر نہ جاؤ گے، تمہارا فرزند نورالحق کا بل جائیگا اور نہ مرزا دہلی سے جدا ہو گا۔ چوتھے روز لاہور میں خبر مشہور ہوئی کہ بادشاہ نے انتقال کیا اور شہزادہ لاہور میں لا کر دفن کی گئی یہ واقعہ ۱۰۳۲ھ کا ہے۔ نقل ہو کر امرائے لاہور سے ایک نے اپنے مکان میں کنواں کھدایا پانی اُس کا شور مچا اُس نے ایک کوزہ پانی اپنے چاہ کا حضرت کی خدمت میں ارسال کر کے تمام کیفیت عرض کر بھیجی، حضرت سورہ فاتحہ پڑھ کر ان پانی پر دم کر کے قدمے اُس میں سے نوش فرما کر ارشاد کیا کہ یہ پانی اسی چاہ میں ڈال دیا جائے، وہ پانی پڑنے ہی پانی اُس چاہ کا کہ جو بے چاہت تھا شیریں اور قابل چاہ ہوا۔ ایک بار آپ کے مرید محمد فاضل کا پسر مر گیا، اُس کو بہت غم ہوا، جب حضرت کے پاس گیا آپ نے فرمایا کہ غم مت کر تیری عورت حاملہ ہے اُس نے اپنے گھر آکر دریافت کیا، معلوم ہوا کہ حمل ہے، جب وہ بچہ پیدا ہوا آپ نے اس کا نام محمد فاضل رکھا اور فاضل سے فرمایا کہ تیری تقدیر میں لڑکی تھی مینے تین بار خدا سے دعا کی اُس نے قبول فرما کر تجھ کو لڑکا مرحمت فرمایا لکھا ہے کہ حضرت کے تین

برادر اور دو ہمیشہ تھیں، ایک میاں قاضی، دوسرے قاضی عثمان، تیسرے قاضی طاہر ایک بی بی باقی دوسری بی بی جمال خاتون کے عارفہ وقت تھیں۔ نقل ہے کہ ایک بار حضرت مولانا شاہ اپنے خلیفہ کے سر ہانے ایک قبر کے بیٹھے مشغول تھے، مولانا صاحب نے کشف القبور سے عرض کیا کہ حضرت صاحب قبر کہتا ہے کہ میں جوانی میں مرا اور اپنے کردار کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں تم عزیز میرے سر ہانے آئے، تعجب ہے کہ میں عذاب تک پہنچا ہوں، حضرت نے فرمایا کہ صاحب قبر سے پوچھ کہ تیرا عذاب کس طرح رفع ہو، مولانا شاہ نے توجہ کی پھر عرض کیا کہ وہ کہتا ہے ستر ہزار کلمہ طیبہ کا ثواب اگر مجھ کو بخشا جائے تو میرا عذاب رفع ہو، حضرت نے تمام فریادوں اور یاروں کو طلب فرما کر باتفاق رائے سب کلمہ پڑھوایا، جب وہ پورا ہوا مولانا شاہ صاحب نے توجہ کر کے عرض کیا کہ صاحب قبر کہتا ہے کہ وہ عذاب تک پہنچا، سبحان اللہ کیا حیمت اسلام تھی۔

نقل ہے کہ ایک فاضل، مولانا سنی، ام حضرت کے خادم تھے ایک بار حضرت نے اُن سے فرمایا کہ اگر ایک تم کو دوستی اپنے وطن میں ضرر دے جانا چاہیے اور متعلقوں کی خبر لینی چاہیے، اگرچہ اُن کا دل چاہتا تھا کہ تعمیل حکم جلد بدخشاں میں پہنچے، بعدہ بعد مغرب داخل روستا ہوئے، جب گھر کے قریب پہنچے دیکھا کہ بہت لوگ جمع ہیں مشعل روشن ہیں دگیں پکٹی ہوئی تیار ہیں، آپ نے ایک سے پوچھا کہ یہ ہنگامہ کیا ہے، اُس نے کہا کہ مولانا سنگی ایک شخص تھا بایں برس ہوئے کہ ہندوستان میں چلا گیا، اب اُس کے مرنے کی خبر آئی، بعد عدت کے اُس کی ایامیہ کا دوسرا نکاح ہوا تھے میں بعض ہتھکڑیوں نے اُن کو پہچانا سب نے وہ معاملہ درجہ برجم ہوا، مولانا ایک مدت گھر میں ہے فرزند لڑا ہوا اور بھر خدست میاں میرا آئے ہی حضرت نے ارشاد کیا کہ مولانا اگر ایک ساعت کی بھی دیر کرتے تو بہت مشکل ہوتی، مولانا نے اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھا اور شکریہ ادا کیا، واہ واہ کیا کرامات کیا ولایت تھی، نقل ہے کہ کسی شخص کی باندی کچھ مال لیکر فرار ہوئی، وہ مال بیگانہ تھا، اُس نے بہت تلاش کی جب نہ ملی تو حضرت سے التجا کی آپ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر میں ہے، اُس نے جو گھر جا کر دیکھا باندی کو اپنے گھر میں پایا، اُس سے سارا حال پوچھا اُس نے کہا کہ میں بہت دور چلی گئی تھی، ابھی کسی نے میرا بازو پکڑ کر یہاں پہنچا دیا، میں حیران ہوں اتنی دور کیونکر آگئی۔ چنانچہ قلعہ کا نگراہ مدت کے فتح نہ ہوتا تھا، ابک فریج آپ کا فرید تھا، اُس نے عرضی دی، آپ نے عرضی کی پشت پر تحریر فرمایا

کہ فلاں قتل تیرے ہاتھ سے فتح ہوگا، چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی ستاسی برس کی عمر میں بتاریخ، ربیع الاول ۵۸۵ھ عہد حضرت شاہجہاں میں ہوئی۔ نواب وزیر خاں اُس وقت صوبہ دار لاہور تھے، مزار پر انوار لاہور میں مشہور حاجت روائے خلق ہو، چونکہ حضرت دارالشکوہ شاہجہاں بادشاہ کو آپ کی خدمت میں ارادت تھی، اس وجہ سے انہوں نے مقبرہ بنوایا مشہور ہو کر جب رنجیت سنگھ لاہور کا مالک ہوا اُس نے برائے تیاری گردودارہ امرتسر کے تمام مکانات شاہی اور مساجد اور مقابر سے پتھر اتار کر امرتسر کو روانہ کئے جن کے ذریعہ گردودارہ تیار ہوا، اُس کی قاعدہ تھا خود بہر مقام پر جا کر اپنے سامنے مسمار کراتا تھا۔ ایک روز مدد لیکر میاں میر صاحب کے مقبرہ پر گیا، حکم دیا مساروں کو کہ توڑو قدرت خدا سے اُس کا گھوڑا بگڑا اور یہ گرا اٹھ کر ہنسا اور کہا کہ یہ بادشاہوں کے پیر کا مقبرہ ہے اس کو نہ چھیڑو، اور چھ سو روپیہ سالانہ برائے عرس حضرت اپنے خزانہ سے مقرر کر دیئے تھے، چنانچہ گورنمنٹ انگریزی نے وہ روپیہ ہر سال دیتی ہے، خلفاء آپ کے بہت ہوئے ہیں، ان میں سے چند صاحبان کا ذکر تو ہو چکا ہے اور چند اصحاب کا ذکر آگے ہوگا جو دیگر مالک ہیں، وہ معلوم نہیں ہندوستان میں مشہور ہوئے وہ تحریر ہیں۔

## ذکر حضرت سید غلام غوث و شاہ حاکم قدس سرہ

یہ دونوں بزرگ کامل وقت اور صاحب کرامات گذرے ہیں، ان کے دادا سید ظہور الدین بخارا اگر اچھ میں متوطن ہوئے اور راؤ گھاسی بن علی راؤ کو دامیر کہہ کر ہی تھا، سید صاحب کا مریہ ہوا اور بمقام علی کنارہ راوی پر کہ لاہور سے چار کوس ہے سید صاحب کو لا کر رکھا، وہاں بہت قبولیت ہوئی، ان حضرت کی دعا سے بہتوں کے اولاد پیدا ہوئی، امیر نظام الدین شاہجہانی نے اولاد کے لئے استدعا آپ کی دعا سے اُس کے اولاد ہوئی۔ وفات سید غلام غوث کی ۵۵۸ھ میں در شاہ حاکم کی ۵۸۵ھ میں ہوئی مزار دونوں بزرگوں کے موضع مذکور میں ہیں، آج تک کسی کی مجال نہیں کہ سرور ختی خانقاہ سے مسواک توڑے چنانچہ عہد حکومت رنجیت سنگھ میں وہ موضع راجہ دھیان سنگھ کی جاگیر میں تھا، اس کے ملازمان سے کسی نے ان درختوں سے مسواک توڑی، اُسی وقت درخت میں سے خون جاری ہوا اور مسواک لینے والا تپ میں مبتلا ہوا، بعد دو روز کے وہ شخص مزار پر آکر جہ سانی کرنے لگا اور نذر قبولی، جب چھا ہوا

تھوڑا زمانہ گذرتا ہے کہ دریائے راوی مزار سے قریب آگیا تھا آپ کی اولاد نے نغشبائے غلام غوث  
و شاہ ماکم وید غوث علی بنیر حضرت بد سدر الدین پیر حضرت قبر سے نکالیں تازہ پائیں کفن بھی میلانہ ہوا تھا

## ذکر حضرت سید شاہ بلاول بن سید عثمان بن سید عیسیٰ لاہوری قدس سرہ

آپ سناٹا پنجاب اواریا غود و مشرت و صایم الدیر قائم اللیل تھے، خرقہ درویشی سید سل الدین قادری  
لاہوری سے حاصل کیا تھا کہ وہ خلیفہ شیخ ابوالفتح لاہوری کے تھے، صاحب محبوب الواصلین تحریر فرماتے  
ہیں کہ بزرگان شاہ بلاول ہرات ہمراہ ہمایوں بادشاہ ہندوستان میں آئے اور شیخ پورہ کہ لاہور سے  
دس کوس ہے ان کی جاگیر میں دیا گیا تھا، شاہ بلاول اسی موضع میں تولد ہوئے، ولی مادر زاد تھے  
آپ کی سات برس کی عمر تھی کہ آپکا بھولی ایک لڑکا مر گیا، آپ اس کے سر ہانے لگے اور فرمایا کہ بار  
بیوقت سونا نہ چاہیے، اٹھ کہ ہم تم کھیلیں، اُس لڑکے نے آنکھیں کھول دیں اور اُٹھ کر ہمراہ حضرت کے  
جلا گیا، یہ سن کر آپ کے دادا سید عیسیٰ نے آپ کو برائے تحصیل علوم لاہور میں بھیجا کہ آپ نے شیخ فتح محمد  
کے زیر تعلیم رہ کر تھوڑے دنوں میں کمال حاصل کیا، بعد شوق الہی پیدا ہوا کنارہ دریا پر شیخ  
شمس الدین سے لے شیخ نے بہ محبت ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو برائے اپنی  
معرفت کے پیدا کیا ہے تم کو لازم ہے کہ میری صحبت میں رہو، تمہارے حصہ کو جو امانتاً میرے پاس  
اُس کو وہی اسی وقت مرید ہوئے، کسب درویشی میں مشغول ہوئے، ایک بار شیخ شمس الدین کنارہ دریا  
پر ایک درخت کے نیچے سوتے تھے، شاہ بلاول خدمت میں استعاذہ تھے ایک زمیندار آیا اور درخت پر  
چڑھ کر سوکھی لکڑیاں توڑنے لگا، آپ نے فرمایا کہ ذرا توقف کر جب پیر بیدار ہوں اُس وقت لکڑیاں  
توڑنا وہ نہ مانا، آپ نے اُس کو تیز نظر سے دیکھا فوراً وہ درخت گر کر مر گیا، جب شیخ بیدار ہوئے اُس کا حال  
دریافت کیا، آپ نے بے کم و کاست عرض کیا، اُس پر شیخ نے فرمایا کہ ہم فقیروں کو غصہ نہ چاہیے، جبکہ  
تمہارا جلال فرو نہ ہو تم محلہ شاہ ابوالفتح میں حجرہ میں رہ کر قرآن پڑھا کرو، چنانچہ کئی سال آپ حجرہ  
میں رہے، اتفاق سے اس محلہ میں کسی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، انتقال بہ لائی لینے آئے نہ چھنے لگے  
لگے، صاحب خانہ کے پاس اس وقت کچھ نہ تھا وہ بہت متفکر تھا، آپ نے اپنے حجرہ میں نور پٹن  
سے اُس کا حال دریافت فرما کر اپنی بہن لیکر حجرہ سے باہر آکر اُس کے گھر میں پھینک دی کہ وہ

لوٹ گئی۔ صاحب خانہ نے جو دیکھا تو وہ کھڑے سب سونے کے تھے۔ اس میں سے کچھ تقالوں کو دیا باقی آسودہ ہوا۔ لکھا ہے کہ آپ کا لنگر خانہ دونوں وقت عام تھا آپ لباس مکلف پہنتے تھے اور باورچی خانہ میں ہر قسم کے برتن تھے۔ ایک چور نے اسباب باورچی خانہ لینا چاہا اندھا ہو گیا۔ آخر ایک کونے میں چھپ رہا۔ جب صبح ہوئی آپ نے داروغہ باورچی خانہ کو بلا کر فرمایا کہ ایک نابینا فلاں گوشہ میں بیٹھا ہے اُس کو لا اور دونا حصہ اُس کو دے کہ رات کا بھوکا ہے۔ داروغہ نے اُس کو تلاش کر کے کھانا دیا۔ اس نے منت کی کہ مجھ کو حضرت کے روہر لے چلو۔ جب روہر آیا تو انجا کرنے لگا قدموں پر سر رکھا اور مرید ہو کر بیٹھا ہوا اور اوقات آپ کے اس طرح تقسیم تھے کہ صبح سے تاہر چاشت مراقبہ میں رہتے بعد اس کے کھانا تقسیم کراتے۔ بعد دوپہر قدرے قیلولہ فرماتے بعدہ نماز ظہر اجماعت ادا کر کے حلقہ مریدوں کو توجہ دیتے۔ اُس وقت خلافت کو زہ پانی کالئے حاضر رہتی بعد توجہ اُن پر دم کرتے۔ اس پانی سے بیماروں کو شفا ہوتی۔ بعد عا جمند آتے جن کے واسطے سفارش نامہ بنام بادشاہ لکھے جاتے اور نقد داد و دہش فرماتے۔ بعدہ تا مغرب عبادت میں مشغول رہتے بعد مغرب روزہ کھوتے۔ نماز مغرب سے سفارغ ہو کر ادائے نوافل کرتے۔ بعدہ روٹی کے ٹکڑے سے ساگ چولائی نوش فرماتے۔ اور پھر تقسیم طعام کراتے۔ بعد نماز عشا خلوت میں تشریف لجا کر تا وقت تہجد تین ختم قرآن کہتے ایک بار شیخ ابو طالب دس ہزاری کہ حضرت کا مرید تھا آیا اور عرض کی کہ اساک باران کی وجہ سے میرے دیہات جاگیر میں نہایت خرابی واقع ہے۔ حضور توجہ فرمائیں۔ حضرت نے یہ سن کر آسمان کی طرف دیکھا کہ ابراہیم اور ان کی جاگیر کے دیہات پر خوب پانی برسا۔ وفات حضرت کی ۱۱۷۶ھ بتاریخ ۲۶ شعبان میں ہوئی۔ عمر حضرت کی ستر برس کی ہوئی۔ مزار قریب دہلی دزدانہ ہے۔

## ذکر حضرت سید عبدالقادر نجاری اکبر آبادی قادری قدس سرہ

شیخ صاحب حال و قال و عالم باعمل و زاہد بے بدل اور تقویٰ میں یگانہ روزگار تھے نصف شب تعلیم مریدان اور نصف عبادت پر دروگاہ میں بسر فرماتے۔ سوائے قیلولہ نصف النہار کے نہ سوتے تھے۔ سن بلوغ سے تالیفات کبھی دن کو نہیں کھلا۔ وفات حضرت کی ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔ مزار شریف اکبر آباد میں ہے۔

ذکر حضرت مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ آپ علاوہ مباحثات و فیوض ذری الاقترار

دعالم باعمل دشمنیجے مثل کہ نہاد اور ریاضت میں ثانی نہ رکھتے تھے حضرت غوث پاک سے نہایت اعتقاد تھا۔ پہلے سید جمال الدین ابوحنس مولیٰ پاک شہید گیلانی خلف شیخ حامد گیلانی کے مرید ہو کر افادہ حاصل کیا اور خرقہ خلافت پایا اور شریعت و طریقت میں مقتداۓ روزگار ہوئے علم حدیث اور فہم کی قاضی عناد سے تکمیل کی۔ عہد جہانگیر بادشاہ میں مقبول خواص و عوام ہوئے۔ بادشاہ بھی حضرت کو مانتے تھے اور بہت اعزاز فرماتے تھے۔ آپ منجانب نغرا و غرا و علما بادشاہ سے جو کہتے اسی طرح بادشاہ عمل میں لاتے نقد یا جاگیر جو کہتے مرحمت فرماتے اور شیخ احمد مجدد الف ثانی اور حضرت سے بابت تخریر مکتوبات شیخ احمد کے سامنے رہتا تھا۔ آخر دونوں بزرگوں میں صفائی ہوئی اور بہت اخلاص بڑھا۔ وفات حضرت کی بعد حضرت شاہ جہاں افسانہ میں ہوئی۔ مزار پر انوار بلی میں کنارہ حوض شمس کے مقبرہ عالی پر زیارت گاہ ہے۔ تھوڑا وقت گزرا ہے کہ ایک ولایتی بزرگ آپ کے مقبرہ میں رہتے تھے۔ ایک شخص نے ان سے کہا کہ یہاں مولوی کے مقبرہ پر کیوں پڑے ہو اس سے بہتر درجہ بتادیں۔ اُن ولایتی نے کہا کہ میں دل لگ گیا ہے اسوجہ سے پڑا ہوں جب اُس شخص نے بہت ہی اصرار کیا تو ایک روز اُن ولایتی نے اُن کو لجا کر مقبرہ کے باہر بٹھایا اور کہا کہ چپ بیٹھے رہنا اُس نے سنا کہ کوئی اندر مقبرہ کے باور بلند قرأت سے عمدہ لہجے کے ساتھ صحت الفاظی سے قرآن پڑھ رہا ہے۔ جب وہ آواز آئی بند ہوئی ولایتی اس کا ہاتھ پکڑ کر اندر مقبرہ کے لے گئے دیکھا تو وہاں آدمی کوئی نہ تھا اُس شخص سے ولایتی نے کہا کہ مولوی روز اس وقت تلاوت قرآن کی کرتے ہیں میں اُن کے قرآن پڑھنے کا عاشق ہوں اس وجہ سے یہاں پڑا ہوں۔ اُس شخص تاب ہوا اور دل سے روحانیت اور مزار حضرت کا معتقد ہوا۔ آپ کی تصنیفات سے بہت کتب ہیں مگر تیر کا چند تحریر ہوتی ہیں شرح مشکوٰۃ عربی و فارسی صراط المستقیم و اخبار الاخیار و شرح فتوح النیب و جذب القلوب الی یار المحبوب کہ جس میں مدینہ منورہ وغیرہ کا مفصل حال درج ہے اور علم تصوف میں بھی کئی رسالہ ہیں رحمۃ اللہ علیہ ۛ

ذکر حضرت سید محمد متیم محکم الدین قدس سرہ سید محمد متیم محکم الدین بن شاہ ابوالمعالی بن سید

محمد نور بن سید بھاؤ الدین بھادول شیر گیلانی۔ آپ مرید حیات المیر جمال اللہ بندادی کے کلمات ظاہری و باطنی سے آراستہ پیراستہ اور شیخ وقت اور پیر طریقت تھے۔ آپ درجائی تھے۔ شاہ متیم و شاہ نیر و پیر دہلستان نور دہلی تھے کہ ان کے والد نے انتقال کیا۔ ان حضرات نے تھوڑے

عصر میں تحصیل علوم ظاہری سے فراغت پائی۔ محمد متیم کو جب شوق الہی پیدا ہوا ہر شب برائے کثابہ باطنی مزار اپنے دادا آنحضرت بھاول شیر پر جا کر اُس کے گلے لگ کر سوتے۔ ایک روز خواب میں دیکھا کہ سید بھاول شیر مزار سے باہر آئے اور آپ کے ادھر مہربانی کر کے فرمایا اے فرزند تیرا حصہ میرے پاس نہیں سید بھاول حیات میرے پاس ہے۔ لاہور میں جاؤ وہاں وہ ملیں گے۔ اسی وقت لاہور کو روانہ ہوئے جب قبرستان لاہور میں پہنچے سید حیات کا حجرہ معلوم کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر مرید ہوئے اور اسی وقت صاحب کمال ہوئے۔ ایک روز شاہ متیم بایا ران زیر درخت کے بیٹھے تھے کہ ایک شخص آیا اور بیان کرنے لگا کہ فلاں عابد کی اتنی عورتیں ہیں ہر شب سب کے پاس رہتا ہے اور اپنے حجرہ میں عبادت کیا کرتا ہے۔ دوسرے فقیر نے یہ سنکر اپنے دل میں انکار کیا۔ آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اولیاء اللہ کی کرامت سے انکار نہ چاہیئے۔ اس درخت کے پتوں کو دیکھ تسلی ہو جائیگی۔ اس حدیث نے سر اٹھا کر جہتوں کو دیکھا ہر شاخ اور پتے پر شاہ متیم کو موجود پایا اور جہاں بیٹھے تھے وہاں بیٹھے پایا۔ آپ صاحب سلسلہ اور صاحب گروہ ہیں اور موضع حجرہ میں رہتے تھے۔ ایک زمیندار نے قریب موضع حجرہ کے گاجروں کی کاشت کی اُس میں کھاؤ ڈالا۔ آپ کو جو بد بو آئی خدام سے فرمایا کہ ان کو اکھیر کر میرے گھوڑوں کے آگے ڈال دو۔ خدام حکم بجالائے۔ گروں میں کہتے تھے کہ حضرت نے بے اجازت الگ کے بیگانے مال میں تصرف کیا۔ صبح کو مالک کھیت پر آیا اور اپنا کھیت تباہ دیکھا اور حضرت سے عرض کی کہ میں نے یہہ گاجریں اس وجہ سے کاشت کی تھیں کہ آپ کی نذر کرونگا مگر آج کی رات کوئی لیگیا۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ خوب ہوا حق بچو دار رسید۔ وفات حضرت کی ۷۵۰ھ میں ہوئی۔ مزار موضع حجرہ میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ مادھو قادری لاہوری قدس سرہ

آپ اکمل غفار شیخ  
حسین لاہوری کے تھے اور کل مریدوں سے محبوب تھے۔ گروہ بہلول شہابی میں شیخ وقت اور عارف باللہ گذرے ہیں۔ لکھا ہے کہ آپ کے والد برہن تھے اور شاہدہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ نہایت پاک صورت و سیرت تھے۔ شیخ مادھو ایک روز سوار ہوئے پلے جا رہے تھے شیخ حسین کی نظر ان پر چڑی ہزار جان سے عاشق ہوئے اور خود شاہدہ میں جا رہے اور تمام شب ان کے گھر کا طواف کیا کرتے تھے دن کو جہاں مادھو بیٹھتے یہ بھی ان کے رو برو جاسیتے۔ مگر مادھو کو ان کی طرف کچھ خیال نہ تھا، لیکن



شب کو جو مادھو اپنے اہل خانہ سے باتیں کرتے شیخ حسین صبح اُسکو سب کھدیتے۔ اسید طرح کی برس گزرنے اور شہر و عشق شیخ حسین کا تمام میں پھل گیا چونکہ دسے دکن راہ ہوتی ہے۔ آخر مادھو کو بھی شیخ حسین کا خیال پیدا ہوا کبھی کبھی ان کی خدمت میں آنے لگے۔ آخر یہ نوبت پہنچی کہ رات دکن شیخ حسین کی خدمت میں حاضر رہنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر والد مادھو رنجیدہ ہوئے ان کو منع کیا مگر یہ نہ مانے ناچار ہو کر مادھو سے کہا کہ گنگا کا نہان ہے میں نہانے جاتا ہوں تم بھی میرے ہمراہ ملو یہ سنکر مادھو خدمت شیخ میں آئے اور خدمت طلب کی آپ نے فرمایا کہ مادھو تو اپنے والد سے کھدے کہ وہ جاویں انشاء اللہ میں تجھ کو وقت نہان کے وہیں پہنچا دوں گا یہ سنکر مادھو نے باپ سے کہا کہ تم جاؤ میں آجاؤں گا شیخ نے وعدہ کیا ہے کہ میں پہنچا دوں گا اس میں اسکا امتحان ہو جائیگا انکے والد تو ہر دو وار گئے شیخ کے پاس رب جسن غسل گنگا کیا مادھو نے شیخ سے التجا کی کہ وعدہ پورا کیجئے شیخ انکو لیکر شہر کے باہر آئے اور فرمایا کہ قدم اپنے میرے قدموں پر رکھ کر آئیں بند کر انہوں نے ایسا ہی کیا جب انکو کھولی اپنے کو کنارے گنگا کے پایا۔ غسل کیا اور والدین سے ملے۔ بعد پھر شیخ کی خدمت میں آئے جس طرح پر گئے تھے اسی طور شاہدہ میں آگئے اسی روز سلمان ہوئے۔ بعد چند روز کے ہوئی آئی۔ تمام ہندو عیش میں مشغول ہوئے شیخ حسین نے بھی برائے مادھو مجلس سماع مقرر کی اور خوب رنگ اور گلال ہوا خوب ناچ رنگ رہے۔ اسی مجلس میں حضرت مادھو مدہ ہوئے اور اسی وقت نظر فیض اثر پڑنے ہی کامل ہوئے۔ آپ کے سلسلے کے بہت فقیر ہیں اور کئی غلیفہ ہوئے ہیں۔ وہ صاحب جمع ہو کر بروز بخت مجلس سماع اور رنگ گلال گرم کرتے ہیں اور غلیفہ آپ کے یہ ہیں شیخ یاسین و شیخ صالح و شیخ کا کو و شیخ شہاب الدین و شیخ عبدالسلام دبا حاجی و قاضی شاہ و شیخ یعقوب و بہار خان قوم سٹڈا و میان ابراہیم میان محمود و میان شعبان و میان شعبان ثانی۔ بخت کے روز حضرت کے مزاج بہت بھوم ہوتا ہے۔ انفرص شیخ مادھو بہ کمال ولایت جب فائز ہو چکے شیخ حسین نے ان سے فرمایا کہ تجھ کو چاہیے کہ لاہور سے راجہ مان سنگھ کا نوکر ہو کر اس کے ہمراہ مہم دکن پر جا یہ سنکر انکو بہت رنج ہوا۔ مفارقت پر یہ روشنی غم کی اگرچہ گوارا نہ تھی مگر تعمیل حکم ہمراہ راجہ مان سنگھ روانہ ملک دکن ہوئے جب غنیم سے جنگ شروع ہوئی بعد بہت کوشش کے ایک بار فوج مان سنگھ بد دل ہوئی۔ ان سنگھ کچھو کما ریس میپور یہ حال فوج کا دیکھ کر حضرت سے ملتی ہوا آپے قبل فرما کر یہ روشنی غم کی طرف توجہ کی۔ جماعت شیخ حسین بزرگ کرامات شیخ مادھو کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ راجہ سے کھدے کہ ابھی ملے

مقابلہ دشمن سوار ہوا انشاء اللہ فتح پائی نگار مان سنگہ حسب الامر جنگ میں مشغول ہوا اور وہ کھاکہ فوج کثیر دین پڑو کی آسمان سے اترتی ہے اور میرے دشمنوں سے لڑتی ہے۔ آخر اسی روز فتح پائی۔ بعد ہر در بزرگوار ہمراہ لاہور میں شریف لائے نقل ہے کہ ایام وفات شیخ حسین کے جب نزدیک پہنچے قرب لاہور کے چاہ اور بارغ تیار کر لیا اور فرمایا کہ برائے چندے میرا مرقدا اسی جگہ ہوگا۔ میرے مرنے کے سال بھر بعد بالوپورہ میں دفن ہو گئی۔ چنانچہ بعد سال بھر کے شیخ مادھو نے موافق وصیت کے نعش شیخ حسین کو بالوپورہ میں لا کر دفن کیا شیخ مادھو ۸۹ھ میں پیدا ہوئے اور بعد انتقال شیخ حسین کے جب سال تمام ہوا ۱۰ برس مان سنگہ کے پاس رہے۔ تیرہویں سال لاہور میں آکر بجائے پیر صاحب سجادہ ہو کر ۲۵ سال اس خدمت پر محمود ہے اور بتاریخ ۲۲۔ ذی الحجہ ۵۷۰ھ میں وفات پائی۔

ذکر حضرت خواجہ بہاری قدس سرہ العزیزہ آپ خلیفہ میان میر لاہوری کے تھے۔ بہت بڑے

عالم اور فقیہ اور محدث اور عارف تھے۔ حاجی پور میں رہتے تھے۔ پہلے قصبہ کوہ پور میں شیخ جمال اولیا سے تحصیل علوم کیا بعد لاہور میں اکوٹا محمد فاضل سے حدیث صحیح کی اور ان ہی مکان پر قیام کیا۔ بعد میان میر صاحب کے مرید ہوئے۔ بعد انتقال میان میر کے آپ سے خلافت بہت رجوع ہوئی اور ہزاروں مرید ہوئے ایک روز غازی خان کے ہاں عرس تھا بہت مشایخ اور دیگر قسم کے حضرات جمع تھے اور موسم بھی گرمی کا تھا۔ ذکر توحید کے بارہ میں آگیا شیخ بہاری نے کچھ جواب نہ دیا سامنے آگ روشن تھی اٹھکڑا س میں جا بیٹھے اور فرمایا کہ قال قیل کی کچھ حاجت نہیں ہے حال توحید یہ ہے اور صحیح دسالم آگ سے باہر آگئے کہتے ہیں کہ اکثر آپ کے دست و پا جدا ہو جایا کرتے تھے اھتجاب الدعوات تھے۔ ایک بار حضرت دارا شکوہ قادری نے عرض کیا کہ مرزا آصفی بیگ والی خطہ ایران قندھار پر قبضہ کر نیکا ارادہ رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کی کیا مجال ہے کہ تمہارے ملک پر ہاتھ دوا کرے انشاء اللہ مارا جائیگا۔ بعد ایک ماہ کے معلوم ہوا کہ ۱۰۰۰ھ میں مرزا آصفی بیگ کو کسی نے زہر دیکر مار دیا۔ وفات حضرت کی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ سلیمان قادری قدس سرہ آپ صاحب سجادہ شاہ معروف چشتی قادری کے

تھے سکراہ عشق اور محبت ہیں شان عانی رکھتے تھے صاحب کرامات اور خوارق تھے۔ چار سال کی عمر میں منظر نظر

شاہ معروف ہوئے تھے ہر وقت حالت شکر میں رہتے تھے۔ ایک بار شاہ معروف مریض بھیلو وال میں تشریف لجا کر بیان منگو کے مکان پر شب باش ہوئے۔ میان منگو حاضر خدمت رہے کہیں شاہ سلیمان بھی کھیل رہے تھے ان کو دیکھتے ہی اٹھے ان کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ منگو یہ میری امانت ہے یہ کچھ شیخ وقت ہو گا ہزاروں کو اس سے فیض پہنچے گا۔ شاہ معروف تو وہاں سے چلے آئے اور میان منگو والد شاہ سلیمان ان کی تربیت میں معروف ہوئے۔ انکو لڑکپن میں بھی وجد ہو جاتا تھا جب بالغ ہوئے خدمت شاہ معروف میں حاضر ہو کر کسب قادریہ کی تکمیل کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا۔ آپکو سماع میں بہت وجد ہوتا تھا یہ چاشنی عشق چشتیہ کی تھی۔ آپکے دو خلیفہ مشہور ہوئے ہیں اول حاجی محمد نور شاہ گنج بخش دوسرے مولوی کریم الدین قادری۔ لکھا ہے کہ جب شاہ سلیمان موضع منجر میں رہتے تھے ایک موچی کے ہاں قیام پذیر تھے۔ ہر وقت مراقبہ میں رہتے۔ اُس موچی کا جو ہمسایہ تھا وہ سحرہ پن سے آپکی نقلیں کیا کرتا تھا ایک بار آپ چلے جاتے تھے اور وہ سحرہ پن سے گردن جھکائے مراقبہ حضرت کی نقل کر رہا تھا آپ نے دیکھا اور اس سے کہا کہ فقیروں کے حال کی نقل کرنا پھر سحرہ پن کرنا اچھا نہیں ہوتا اس حرکت سے باز آؤرنہ منرا یا منگا اُس نے گستاخی سے کہا کہ تجھ سے سکار فقیر میں نے بہت دیکھے ہیں جا اپنا کام کر اپنے فریاد کو جس طرح میرے پیچھے نقل کرتا ہے میرے رو برو بھی تو کر کہ میں دیکھوں۔ اُس نے بیباکی سے آپکے مراقبہ کی نقل کی پھر جو گردن اٹھائی نہ اٹھی۔ تاحیات گردن کج رہی کہتے ہیں کہ موضع چک کا جو سردار تھا اُس کے چار بیٹے تھے چڑیا میاں اس کا ہنسپال تھا اُس نے جو شہرہ کرامت شاہ سلیمان سنا آپ کی خدمت میں آیا اور چالیس روپے نذر کئے۔ اس کے باپ چودہری کو خبر ہوئی اُس نے بیٹے سے کہا کہ تو ایسے کے پاس جاتا ہے جو موچی کا لڑکا ہے اس کو چالیس روپے کیوں دیئے چار روپے دیئے تھے اگر شاہ سلیمان چند ہر کو دیتا تو وہ شریف تو تھے۔ پھر جو وہ خدمت عالی میں آیا آپ نے چار روپے رکھ لئے باقی واپس کر دیئے اور فرمایا کہ تیرے باپ کی اجازت چار روپے کی ہے اور فرمایا خدا کرے کہ اُس کا سکرابوت موجیوں سے شکستہ ہو۔ آخر ایسا ہی ہوا کہ چودہری نے اپنی زوجہ کو گالیوں دیں اور کہا کہ کل تجھ کو جان ماروں گا۔ اس نے اپنے ہمسایہ نعلین دوزوں سے کہا۔ انہوں نے اسی شب کو اپنی اُس لکڑی سے کہ جس سے جوتی بناتے تھے اس کا کام تمام کیا۔ وفات حضرت شاہ سلیمان کی سنہ ۶۵۰ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید جان محمد حضوری بن شانور بن سید محمود حضوری لاہوری قس

آپ شایخ عظام قادریہ سے تھے اور اولاد حضرت امام موسیٰ کاظم کی تھے مرید اپنے والد کے جو شخص آپ کا مرید ہوتا اسی شب کو زیارت رسول قبول سے شرف ہوتا۔ صاحب عظمت و مہبت اور مرجع طلاب تھے وفات حضرت کی ۶۶۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت محمد صلح اکبر آبادی قدس سرہ

آپ شیخ الشیوخ اور عالم علوم ظاہری و باطنی اور واقف رموز صوری و معنوی تھے۔ نہایت صابر و قانع اور ہزاروں مرید رکھتے تھے۔ مریدوں کو کچھ نہیں دیتے تھے۔ وفات حضرت کی ۱۳۔ ذیقعد بروز جمعہ ۶۶۵ھ میں ہوئی۔ مزار اکبر آباد میں ہے۔

## ذکر حضرت سید عبد الرزاق شاہ چراغ لاہوری قدس سرہ

فرزند سید عبد الوہاب بن سید عبد القادر ثالث بن سید محمد غوث بالا پیر بن زین العابدین بن سید عبد القادر ثانی بن سید محمد غوث، ادبی گیلانی قدس سرہ کہ اعظم اولیا۔ قادریہ سے اور علوم ظاہری اور باطنی میں جامع تھے مرید اپنے والد کے۔ آپ اپنے دادا کے رو بہ پیدا ہوئے انہوں نے اس وقت فرمایا تھا کہ ہمارے گھر چراغ پیدا ہوا اس روز سے شاہ چراغ مخاطب ہوئے بہت بڑے سیاح تھے بشایخ حرمین سے بہت ہم محبت بکراستفادہ اٹھایا۔ حضرت شاہجہان آپ کے بہت معتقد تھے۔ وفات حضرت کی ۲۲۔ ذیقعد ۶۶۵ھ میں ہوئی۔ مزار لاہور میں متصل مزار اپنے والد کے ہے جس پر مقبرہ شاہجہاں بادشاہ نے تیار کرایا آپ کے سات صاحبزادے تھے جن میں سید مصطفیٰ کامل و شہر تھے دہی صاحب سجادہ ہوئے تھے۔ ۱۶ برس بعد والد کے زندہ رہ کر ۱۳ شعبان ۸۸۵ھ میں انتقال کیا اور روضہ والدین میں مدفون ہوئے۔

## ذکر حضرت شیخ شاہ محمد ملا شاہ قادری قدس سرہ

آپ خلیفہ اعظم میاں میر لاہوری کے تھے۔ صاحب حال و قال و خوارق و عادات۔ کینت کیکی آخوند اور لقب لسان اللہ آپ کے والد

مآبہ متوطن موضع ارکسان علاقہ روستاق اقلیم بجنشان آج در آپ بھی وہیں پیدا ہوئے اور صغریٰ میں  
 آپ کو طلب حق و انگیر ہوئی اسی عشق میں اگر کشمیر میں تین سال رہے وہاں سے لاہور میں آئے بہت کم  
 قیام کر کے اکبر آباد میں آئے وہاں میاں میر کے فضائل سنکر لاہور میں آکر میاں میر سے بیعت کی اور  
 ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہو کر بالکل دنیا سے دل اٹھالیا یہاں تک کہ عام مریدان میاں میر سے  
 ممتاز ہوئے۔ غلام یا خدمت گار ہمراہ نہ رکھتے تھے آپ کے ہاں کبھی ہانڈی نہ چڑھتی تھی نہ کبھی چراغ  
 روشن ہوتا تھا۔ سات برس تک تمام شب بلا ناغہ جس دم کے ساتھ ذکر فرمایا اور سلطان الاذکار بھی  
 کرتے تھے کچے خاندان کے سب درویش سلطان الاذکار کرتے ہیں اور بہت جلد کامیاب ہوتے ہیں۔ سیاحی  
 میں ایک درویش آپ کے خاندان کے ملے یہ کاتب اور وہ چند روز ایک سجدہ سیدانہ میں مقیم ہی بہت کم میں نے  
 اسکو کیا مگر بہت جلدی اس میں فتیاب ہونے لگا اور میاں ملاشاہ صاحب عشا کے دفتر سے صبح کی نماز ادا کرتے  
 سن بلوغ سے تاحیات کبھی آنکھ میں نیند نہیں آتی زمین سے پشت نہ لگائی۔ کبھی غسل کی حاجت نہ ہوتی تھی  
 ایک نزدیک درویش کے دل میں خطرہ آیا کہ یہ کبھی نہیں نہاتے۔ آپ نے نور باطن سے فرما کر ارشاد کیا کہ  
 غسل احتلام حالت نیند میں ہوتا ہے اور غسل جنابت قربت زن سے ہوتا ہے میں نہ سوتا ہوں نہ غوث  
 رکھتا ہوں اس وجہ سے دونوں غسلوں سے پاک ہوں اور بعد عطار خرقہ خلافت کے کشمیر میں متوطن ہوئے  
 شہرہ کرامت آپ کا تمام عالم میں بلند ہوا اور جمع خلائق ہوئی مگر جو شیعوں کشمیری تھے وہ دشمن تھے وہ آما وہ بحث پر  
 ہوئے مگر ان میں سے جو رو بردار آئے وہ نائب ہوئے انکی برکت سے ہزاروں بددین دار ہوئے جسکو چاہتے تھے  
 چشم ظاہر سے دیدار رسول مقبول دامصحابہ کبار و غوث پاک کو دکھا کر مشرف کرا دیتے تھے۔ کشمیر میں آپ کے  
 بہت مرید ہیں حضرت داراشکوہ جدر اقام تحریر فرماتے ہیں کہ مسئلہ توحید میں مجھکو سخت مشکل کا سامنا  
 تھا مگر بخوف حضرت سے عرض نہ کر سکتا تھا کہ ایک بار میں نے توجہ روح پر فتوح حضرت سید عالم  
 کی طرف کی۔ اسی وقت روحانیت پاک معوض غنائے راشدین ظاہر ہوئی اور ارشاد کیا کہ اللہ جل شانہ قادر  
 ہے جس طرح چاہے قدرت اس کی متقاضی ہوتی ہے۔ بندگان مومنین کو دیدار دکھانا ہے۔ اس جواب پر  
 میری شکل مل ہوئی جب میں بار دیگر خدمت سولانا میں حاضر ہوا تبم فرما کر ارشاد کیا کہ اپنے مسئلہ کا جواب  
 پایا جس شخص نے جواب دیا میں نے انکو اطلاع کی تھی سبحان اللہ کیا مرتبہ تھا اور حضرت کو خود فرستگی  
 فنا کے احیاء ذات ظہور ذات و وحدت الوجہ میں زیادہ تھی۔ اسی وجہ سے مربیان باوقفا

اس سلسلہ کے حامل قال وحدۃ الوجود رکھتے ہیں مثل حضرت شیخ ذلی کے کہ یہ پہلے کا سیتھ تھے اور منصب امیر الامراء رکھتے تھے حضرت داراشکوہ ان سے بہت مانوس و محبتیں تھے جب جذبہ عشق آہی آگیا دامنگیر ہوا اور صحبت داراشکوہ نے ان میں اثر کیا ترک جاہ و مال کر کے مولانا شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہو کر بیعت کی جملہ اولیاء سے ہوئے اُن کی شنوئی اُن کے حال کی شاہد ہے اب آخر وقت میں قیصر شاہ بھی اس سلسلہ میں کامل تھے جب ۱۲۸۱ھ میں انتقال کیا ہے حضرت ملا شاہ صاحب یونانی تھے اور تمام یونان معترف بوحدة الوجود کے مسائل سے بھرا ہوا ہے وفات مولانا شاہ کی ۱۶۹۱ھ میں ہوئی مزار روضہ میاں میر لاہوری میں زیارت گاہ ہے۔

## ذکر حضرت اراشکوہ قادری خلیف اکبر، چہان بادشاہ قدس سرہ الغریز

خزقہ خلافت شیخ محمد ملا شاہ سے پہنچا اور میاں میر لاہوری سے بھی تربیت پائی اور شاہ سرمد دہلوی سے بھی خزقہ خلافت حاصل تھا فقر میں شان عالی اور رتبہ بلند رکھتے تھے زہاد و ریاضت میں یگانہ روزگار علوم ظاہری اور باطنی سے خوبا ہر تھے مسائل توحید سے خوب آغوش اور نہایت خوبصورت تھے اگرچہ حلم و سنکرت پٹھے نہ تھے مگر بزور ولایت چاروں یوں کے ترجمہ کئے اور اپنشد کا ترجمہ سر اکبر ہوئے جو کہ شہرت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ برائے فقر اکبر اعظم ہے جو طالب خدا چھ ماہ آپ کی خدمت میں رہا کال ہو گیا بلکہ بعض کو ہمزہ مقامات درویشی کھل گئے آپ کی تصنیفات دیکھ کر بہت اولیاء ہوئے آپ کے بعد جو بزرگ گزے سب آپ کی تصنیفات سے فیض اٹھایا اور اٹھا ہے ہیں آپ کی تصنیفات سے چھبیس کتب خور و کلاں سفینۃ الاولیاء سیکندۃ الاولیاء رسالۃ حق نما جمع البحرین دیوان قادری سر اکبر جو کہ شہرت رسالہ معارف حسنات العارفین و رسالہ شاہ راجہ جوی واسر راجہ جوی واسر العاشقین مقامات الصادقین و اکبایطالبین وغیرہ ہیں باقی فقر کی نظر سے نہیں گذریں۔

آپ سادات صحیح نسب اور جامع کمالات صوری معنوی تھے ابتداً انتقال حضرت کی قبر سے

## ذکر حضرت سید شاہ کردیر قدس سرہ

دست حق پرست باہر اگر معیت کرتا تھا آخر شیخ بہار الدین ذکر یا ملتانی نے ایک بار مزار پر حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کی کرامات میں کسی کو شک نہیں مگر آپ کے جد کی شریعت میں رخنہ پڑنا ہو آگے آپ ایک

ہیں، اُس روز سے وہ ہاتھ ٹکنا بند ہو گیا، مزار حضرت کا نواحِ مٹان میں ہے۔

### ذکر حضرت سید مولہ قدس سرہ

آپ صحیح النسب ساداتِ عظام سے تھے، اور  
مُرید اپنے جدی خاندان کے غیاث الدین بلبن کے

عہد میں ملی میں رہتے تھے، سخاوت بہت بڑی تھی کوئی کیمیا گر کوئی شعبہ باز کوئی جادو گر کوئی بالکمال  
جاننا تھا آخر عہد سلطان جلال الدین خلجی میں قلندرانِ شیخ ابو بکر طوسی نے شہید کیا، اُس روز ایسا گرد  
غبار اٹھا تھا کہ گویا قیامت نمودار ہونے والی تھی۔

### ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین

آپ عالمِ تصوف اور باکمال تھے، طلباء کو پڑھاتے تھے  
اور صاحبِ تصنیف تھے بہت سی کتب کے ماسیہ کلمے

مُرید شیخ محمد غوث کے تھے، وفات حضرت کی سنہ نو سو کئی ہجری میں ہوئی اور اپنی خانقاہ میں دفن  
ہوئے، بعد اُن کے فرزند شیخ عبدالصاحب سجادہ ہوئے۔

### ذکر حضرت شاہ عبداللہ قرشی قدس سرہ

یہ حضرت مشرقِ قادریہ رکھتے تھے، زنا  
بہلول لودھی میں ملی آئے تمام سلوک

طے کئے ہوئے تھے، ہر روز ہزار نفل پڑھتے تھے اور تین ختم روز کرتے تھے، رحمۃ اللہ علیہ۔

### ذکر حضرت سید رفیع الدین فی قدس سرہ

آپ اولاد سے میر معین الدین صاحب  
تفسیر معنی کے تھے، اپنے عہد کے محدث

تھے اور بہت سخی اور خلیق تھے، سلطان سکندر اُن کا معقد تھا، اس وجہ سے آگرہ میں رہتے  
تھے، وفات حضرت کی آگرہ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت مخدوم جیو قادری دکنی

نہایت متبرک اور عظیم الشان درویش تھے خلق سے  
مستغنی اور بہت من تھے، بدبضعت کے

اُٹھانے جاتا تھا، اگر کر باندھ کر تمام شب کھڑے ہو کر عبادت کرتے تھے۔

### ذکر حضرت شاہ صفی اللہ سیف الرحمن قدس سرہ

آپ پسر و خلیفہ شاہ مقیم حکم الدین کے تھے، نہایت کریم اور خلیق اور عالم با عمل صوفی بے بدل

حقائق و معارف آگاہ اور مرید اپنے والد کے اور صاحب بجاہ بھی تھے 'مستجاب الدعوات اور سریع زبان تھے لکھا ہے کہ آپ نے مقبرہ والد اپنے کا بنانا یا ہمارے دریافت فرمایا کہ اس قسم کے گنبد بنانے کا تخمینہ کر لیا کہ لگی اور فرد تیار کر کے لے کر اکل رویشی لگی دیدیا جائے 'ہمارے تخمینہ کر کے فرد پیش کی 'آپ نے فرمایا کہ میرے مُصلے کے نیچے سے لے لے 'اُس نے جو مُصلیٰ اٹھایا دیکھا کہ اشرفیوں کی خیمہ رکھی ہو اُس نے اٹھا کر جو شمار کیا تو موافق فرد کے اُس میں نکلانہ کم تھا نہ زیادہ 'بعد چند روز کے معمار نے پھر عرض کیا کہ بچہ سفیدی گنبد فرد میں تحریر نہیں ہوا وہ عنایت ہو 'فرمایا کہ اُس روز تیری تحریر کے بموجب بیٹے طلب کیا غیب سے امداد ہوئی 'اب شرم آتی ہو کہ ملائکان قدس کو کیا بار بار تکلیف دوں یہ بچہ اور جگہ سے ہو جائیگا۔ وفات حضرت کی ہر سبب الادل ششہ میں ہوئی 'مزار بمقام مجھو کہ مشہور ہے وہی آپ مقیم تھے۔

**ذکر حاجی عبدالمحیل قدس سرہ**  
آپ خلیفہ شیخ رنگ بلادل کے وہ مرید شیخ مادھو کے وہ مرید شیخ حسین لاہوری کے کامل وقت گزے ہیں اور درگاہ قدم رسول دہلی دروازہ کے باہر بمقام لاہور آپ ہی نے تیار کرائی تھی اور بہت بڑے تیار تھے سات جگہ 'وفات حضرت کی ششہ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت حاجی محمد شام گیلانی قدس سرہ**  
آپ اولاد سے سید محمد غوث اچھی کی تھے! ایک سو میں برس کی عمر ہوئی 'بارہ برس سیاحت مملکت کی اور بہت مشایخوں نے فیض حاصل کیا 'آخر لاہور میں آکر مقیم ہوئے وہاں بہت رجوع خلائق ہوئی 'آخر بروز جمعہ محرم ششہ میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت قطب ابدال میر سید طاہر قطب الدین کوتانوی قادری قدس سرہ**  
آپ کی کنیت ابو الحسن واسم طاہر لقب قطب الدین فقرا اور تجربہ میں شان عالی و مرتبہ بلند رکھتے تھے اہل بصیرت آپ کو محمد دم جہانیاں کہتے تھے خلیفہ و صاحب بجاہ پدر خود میر سید محمود بخاری شہید کوتانوی کے اور اپنے چچا سید عبدالوہاب اور جد خود میر سید حسین سے بھی استفادہ اٹھایا تھا اور نعمتہائے دو جہانی بلا واسطہ روحانیت حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے حاصل کیں شاہ محمد خلیل اپنے راسطہ لقیات تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز سید طاہر نے فرمایا کہ تفسیر سورہ منزل کی بیٹے خود نہیں لکھی 'منجانب حق تعالیٰ ہے



جیسا ارشاد ہوا اُس کے موافق لکھا ہے، یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ای ولی تفسیر سورہ  
زلزل کی لکھنا کہ خلق کو ہدایت ہو، اس فقیر نے عرض کیا کہ فقیر نے ترک کثابت کیا کچھ نہیں لکھتا ہوں، فرمایا کہ  
اس سورہ کی تفسیر ضرور لکھنی چاہیے اور فقیر سے فرمایا کہ کرتے اپنا آگے سے اٹھائیں بوجہ حکم کے اپنے شکم  
پر سے کرتے اٹھایا اور حضرت نے بھی اپنے شکم پر سے پیراہن اٹھا کر دست حق پرست اپنا اپنی ناف پر  
رکھا اور اشارہ کیا، ایک نئے سفید مثل شیر قدرے ناف مبارک میں سے نکلی اور اچھل کر فقیر کی ناف  
میں آگئی چونکہ میں سوتا تھا اُسی وقت آنکھ کھلی اپنی طبیعت پر سرور اور انکشاف پا کر بے اختیار اٹھ کر  
چند کلمے تحریر کئے، پس جو اُس کو دیکھے گا انشاء اللہ اسراغیب عجایب رونما ہوں گے، یہ تفسیر مرث۔  
کیل ہے اور فرمایا کہ میرے مریدوں سے جو اس کا مطالعہ کرے یا اپنے پاس رکھے مجھ کو اپنے پاس حاضر جانے  
بے شک وہ تفسیر الہی ہی ہے، اس کا تب نے بھی مطالعہ کیا ہے، منہج اسرارِ حضرت شیخ فرغ محمد غیاث <sup>الدين</sup>  
سے روایت ہے کہ حضرت سید طاہر نے کل یا دس پارہ اپنے عم سید حسین سے پڑھا تھا مگر فضل الہی سے  
تمام علوم دینی و دنیوی گھل گئے تھے، جو کتاب رو برو آئی اُس کو پڑھ کر اُس کی شرح فرمائی جو مسئلہ  
لاصل ہوتا اُس کو آج کل طرح پر حل فرماتے یہ معلوم ہوتا تھا کہ علوم دینی و دنیوی ازبرد حفظ یاد ہیں، ایک بار  
اوایل حال میں پطرف نارنول کے تشریف لے گئے اور حضرت شیخ عاشق بن فرخ شاہ بن قطب شاہ بن  
شیخ نظام الدین نارنولی سے کہ خلیفہ خواجہ خانو علی حجتی نظامی کے تھے، اُنہوں نے نہایت تکلف سے  
اُن کی دعوت کی، کھانے اقسام اقسام کے رو برو رکھے اور فرمایا کہ خوب سیر ہو کر کھاؤ، سید صاحب نے کہا  
کہ مجھ کو دوسرا کھانا دے، تب شیخ نے جاننا کہ یہ طالب خدا ہے اور فرمایا کہ یہ کھانا کھا خدا وہ بھی عطا کریگا  
بعد تناول طعام شیخ نے فرمایا کہ میرے ہمراہ تالاب پر چل سید صاحب نے کہا مجھ کو تالاب اور نالہ سے کیا کام  
ہے، مجھ کو حرف وحدت چاہیے، یہ سن کر شیخ عاشق نے فرمایا کہ تمہارا کام تمام ہوا، کتنا جاؤ تمہاری  
ذات سے بہت سے عارف اولیا ہوں گے، پس وہاں سے رخصت ہو کر گتانا آئے اور گوشہ عزلت  
میں بیٹھ کر فقر اور فاقہ اختیار کیا اور ہدایت خلق میں مشغول ہوئے اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ نازنول کا  
حق میرے ذمہ ہے، شیخ محمد نصیر ساکن گڑھی کہ مرد بزرگ گذرے ہیں، فرماتے ہیں کہ جب آپ کے  
وصال کی خبر شیخ ابراہیم رامپوری کو پہنچی بہت رو کر فرمایا کہ سبحان اللہ کیا عارف خدا  
صاحب ارشاد پیدا ہوا تھا، اگر چند روز دنیا میں اور رہتا تمام ہندوستان عاشق خدا ہو جاتا

اور سید صاحب بھی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میرے وقت میں شیخ محمد صادق گنگوہی و شیخ ابراہیم رامپوری و شیخ معصوم سربندی و شیخ پیر محمد ساکن بنو شیخ علاؤ الدین ساکن برنادرہ عارفانِ خدا و صاحب ارشاد ہیں، اکثر ان صاحبوں سے جو خط کتابت کرتے تھے اُس کا یہ طریق تھا۔ مجاہد اظہارِ اشتیاق اگرچہ بتقریب مدعا ضروری است اما طریقت اہل دل معنی کفر است چوں جاذبہ شوق شرارہ آتش است پنبہ را چیارا کہ در خود پنهانواند ساخت ناچار شدہ دودہ بر سر من زند الدما سوا ہوس۔ لکھا ہے کہ حضرت نہایت متوکل اور غربادوست تھے، امرا اور اہلِ دول سے متغیر فرماتے تھے، نواب جعفر خاں آپ کا معتقد تھا، ہمیشہ کتانہ حاضر ہوتا، مگر آپ نے کبھی اُس کی نذر قبول نہیں کی، حضرت اور گلزیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کو طلب کیا، آپ نے جواب تحریر کیا کہ فقیر یہیں بیٹھا بادشاہ کے واسطے دعا کرتا ہے، غیبت کی دعائیں اکثر بادشاہ نے پھر خود کتانہ حاضر ہونا چاہا، آپ نے قبول نہ فرمایا کچھ نقد ارسال کیا اُس کو بھی نہ یا سب کا خرچ خانقاہ کچھ دیہینے چاہے آپ نے منظور فرمائے اور ایسے پابندِ سنت تھے کہ کبھی طریقہ رسول کو فرو گذاشت نہ فرماتے تھے، نماز فجر اول باجماعت ادا کرتے تا اشراق کسی سے مکلم نہ ہوتے تا بہرِ چاشت با شوق تلاوت کرتے، بعد نماز چاشت کے بغیر بولے قیلولہ فرماتے بعد نماز ظہر و ظالفت ادا کرتے قبل از عصر حاضرین سے ہم کلام ہوتے، بعد نماز عصر کے پھر درود شریف پڑھتے تا بہ مغرب بات کرتے، بعد از مغرب بعد اداے نوافلِ آدھی رات تک تلاوت کرتے بعد اداے تہجد ذکر میں مشغول رہتے، نماز جمعہ کے واسطے سب پہلے جامع مسجد میں جاتے اور صائم الدہر بھی رہتے پیش از جمعہ سونہ کہتے پڑھتے ایک جمعہ درمیان دیکر اصلاح بنواتے غسل کر کے کفنی پہنتے کلاہ چار ترکی کو دوست رکھتے جو حاضر خدمت ہوتا اُس کو جلدی خدمت فرماتے، اگر ہجومِ خلافت ہو جاتا تو آپ فرماتے بلے کہ یا مرتضیٰ صل بلاین یہ فرماتے ہی حاضرین کے دل اُچاٹ ہو جایا کرتے تھے اور مریدوں کو بھی ارشاد فرماتے کہ طالب کو تنہا شب بسر کرنا چاہیے کہ کنائش اسرار پروردگار تیسر ہو آپ خود فرماتے ہیں سے

زطالاشنو این سخن اکتفاست بہ تنفر خلافت تقرر خداست بہ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ کوئی مجھ کو نہ جانے نہ میں کسی کو جانوں، خدا مجھ کو جانے اور میں خدا کو نظر فیضِ انہ کی کیفیت تھی کہ مومن پر نظر پڑتے ہی اُس کا دل ذکر ہو جایا کرتا تھا ہر روز و دینِ کرامات ظاہر ہوتی تھیں یہ سادہ ہوئے سے ایک شخص آیا اور عرض کی کہ تمام شہر نے آپ کو سلام عرض کیا اور شکر ادا کرتے ہیں کئی یامین

ہوتی تھی آپ کا نام لینے سے نصفت ڈوبی ہوئی تر آئی اور تمام مردم سلامت رہے، آپ نے فرمایا دیا کچھ چیز نہیں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ یَفْعَلُ مَا یُؤْتِیْ - محی کد بہانہ برغیر می ہند:

نقل ہے کہ سال بھر پہلے اپنے وصال سے اپنے خلیفہ شیخ محب اللہ کو فرمایا کہ میرا سفر قریب ہے اور سات روز پہلے خرقد اور سند خلافت شیخ فتح محمد غیاث الدین کو مرحمت فرمایا اور ایک خط لکھا تھا وہ سنی لے گلدستہ گلستان لایت احمدی دای ثمرہ بستان حدایت محمدی ای طوبی علم و کرامت دای شجرہ سدرہ علم و استقامت ای آفتاب آسمان دین وائے ماہتاب برج یقین ای انسان انسان عین واک منظور و مقبول حضرت غوث الثقلین ای شیخ الاسلام و المسلمین دای نوحیم فقیر طاہر قطب الدین پوس ہو شیار کہ مجلس آخرا مد؛ بیدار کہ عمر سن سراسر آمد؛ قانون جہاں ست چوں کف بجو؛ یک رفتہ دیگرے درآمد قول پیر عبد البکیر است مرید چراغ پیر ست ہر چند کہ سر برآوردن پذیرا ست ہر سال بتاریخ یازدہم عرس حضرت غوث اعظم فرض بلکہ بچو فرض واجب تراست خلافت من ترا در ست ہو شیار باش بیدار باش سنگ تراشی بہ تراش امدل مردم محراش محراش محراش سد بس باقی ہوس۔ رقعہ دیگر منظوم

ای واصل اصل نور دیدہ	وی صاحب دل خدا رسیدہ	وی شیخ مشائخ زمانی	وی جان جہاں جسم جانی
ای اختر برج استقامت	وی درخشن صدق کرامت	زاخجا کہ تو نور قطب دینی	سٹریہ سعادت و یقینی
از واصل خدا اشارت باد	ایں طال توئی مبارکت باد	از لطف علی ولی ولایت	سجادہ نبی بتو عنایت
تو خاطر خوشی جمع می دار	من شیم از تو دور ز نہا	تو تن صفتی و من جو جانم	در جان تو جان صفت نہا
آئیں کہ ترانہ دستار است	کردن وی روی ذوالفقار	تو آئینہ و من جسمالم	با آئینہ خویش در خیالم
فرض ست ترا ہدایت علم	بر وقت نہیے شیم غطا	نفس تو بیا دتا قیامت	ہر سلسلہ را سبب قیامت
مردانہ دریں نہیے قدم زن	ستانہ در بچہ عدم زن	در خاتم دل تو حق گین با	طاہر معہ مصطفیٰ قرین با

اللہ بس ما سوا اللہ ہوس

عمر شریف ۶۳ سال کی ہوئی، وفات اس جامع الکملات کی بتاریخ الاربیع الآخر بروز چار شنبہ ۸۸۵ھ ہوئی، سبحان السدوق وصال حضرت کا امین عصر اور غریب لکھا ہو۔ مزار بمقام کوتانہ تحصیل باغپت ضلع میرٹھ میں زیارت گاہ ہے۔ مشہور ہے کہ جب نقش مبارک کو قبر میں رکھا رسم ہے کہ چہرے کفن اٹھا کر قبر میں کھاتے ہیں جب حضرت کا چہرہ کھولا ہاتھ اٹھا کر انگلی سے منغ فرمایا یہ کرات دیکھ کہ خلقت میں

شور اٹھا، حضرت کے دو صاحبزادے تھے، سید محمد عاشق و سید محمد صادق کہ دونوں حضرات صاحب ارشاد ہوئے، اور خلیفہ حضرت کے یہ ہیں :- حاجی حرمین شیخ فتح محمد غیاث الدین صاحب مجاہدہ کہ جن کا ذکر انھوں میں ہوگا و شیخ محمد جمال الدین قادری اکبر آبادی کہ یہ اپنے والد کے ہمراہ کھرکھوڑ سے اکبر آباد میں مقیم ہوئے تھے، عین جوانی میں آپ کو شوق الہی پیدا ہوا اکثر بزرگوں سے ملے آخر کتانہ میں آکر سید طاہر کے مرید ہوئے اور ۲۷ سال سوائے نماز عیدین و جمعہ کے حجرہ سے قدم باہر نہیں رکھا، اغنیاء سے بہت متنفر تھے، پیر پرست ہو کر پھر فنا فی اللہ ہو گئے تھے، آخر میں بعمر ۶۰ سال بروز پنجشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو وفات پائی، مزار کھرکھوڑہ میں ہے۔ فتح محمد ہادی بذاتِ طلبہ بود، سید طاہر کے تیسرے خلیفہ شاہ محبوب اللہ ساکن چھکولہ کہ ریاضت اور مجاہدہ کو بجد کمال پہنچا دیا تھا، چھ ماہ بے آب طعام رہتے تھے، کیسا ہی دریا چڑھا ہو شوق دیدار پیر میں مصلیٰ دریا پر ڈال کر پار چکا، تھے جب یہ خبر پڑا کہ کوہی آپسے اُن کو منع فرمایا کہ اظہار شرکایت محبوب ہے، اور ان کے حق میں سید طاہر نے ایک بار فرمایا کہ جو میرے مریدوں میں محب اللہ کی قدم بوسی کرے وہ جنتی ہوگا۔ وفات شاہ محبت ۸ رجب کو ہوئی۔ اول چھکولہ میں کنارہ دریائے جہنا کے مدفون ہوئے، بعدہ بوجہ طغیانی دریا کے آپ کی اولاد نے نقش مبارک موضع نمیری متصل سرلے روح اللہ خاں نواح دہلی میں لا کر فرما کی، جب نقش نکلی تو کفن تک میلانہ ہوا تھا۔ چوتھے خلیفہ شاہ عبدالبتول خیر آبادی کہ اولاد سے مخدوم شیخ اللہ دیا کی تھے، جبلکہ کے رہنے والے تھے، اور صاحب تصانیف بھی تھے، مزار کج جہلکہ میں ہے، پانچویں شاہ الکبش ساکن مکہ معظمہ کہ درس کراتے تھے، چوتھے خلیفہ فتح شاہ فندھاری کہ صاحب خانقاہ تھے ساتویں خلیفہ شاہ عبدالواحد مدنی، آٹھویں سید کمال شگوفہ میں، نویں حضرت شاہ استبول میں، دسویں شاہ الکبش ثانی بغداد میں، گیارھویں شاہ فاضل شہر دو بھر میں، بارھویں شاہ پیر محمد سورتی تیرھویں شاہ محمد صلح دو بھر میں، چودھویں شاہ عبدالصلح سراندیپ میں، پندرھویں شاہ عبدالواحد کر بلانی، سولہویں شاہ میرزا ان کا مزار معلوم نہیں، سترھویں شاہ کمال الدین لدانی، اٹھارھویں شاہ توکل شگوفہ میں، انیسویں شاہ سلیمان بصری، بیسویں شاہ عبدالواحد کلاں صف آبادی، اکیسویں شاہ بلانی جدہ میں، بائیسویں شاہ سدید، تیسویں شاہ تقوی مدنی کہ خانقاہ یعنی صفہ عبداللہ شاہ میں رہتے تھے۔

## ذکر ان حضرات کا جو فیضانِ صحبت سے باکمال ہوئے

شیخ جیون ساکن نانوتہ کہ ۱۲ ربیع الاول کو انتقال کیا اور سید صاحب کے مزار کے پاس دفن ہوئے  
 شیخ محمد ساکن انبالہ و شاہ ہدایت اسد کہ سالک مجذوب تھے و سید فتح محمد المتانی و شیخ محمد ثانی و شیخ  
 جلال الدین جالندہری و شاہ خلیل و شاہ الکبش و شاہ الربندہ و شاہ غلام محمد و شیخ حسن علی کہتے ہیں  
 بعد انتقال سید صاحب کے نواب جعفر خاں عالمگیری نے آپ کی خانقاہ اور درگاہ تیار کرائی  
 کہ جو اب شکستہ پڑی ہوئی امیدوار ہوں کہ اُس کی مرمت کرا کر سعادت حاصل کروں اور یہ چند  
 دوہے سید صاحب کے جو ہندی زبان میں ہیں ہدیہ ناظرین ہیں و و و

موسے پنتارین دن جو کڑی گھن کھائے  
 طاہا سندر بھجن کو کبھی نہ چھوڑا جائے  
 مہارن دکھ موت ہوتن من جھکڑے نابنہ  
 کو کر در در پھرت ہے دُر دُر دُر ہوئے  
 طاہا بانی کے سوانگک درس دیکھ مکھ کے دھوکے  
 طاہا سونا عجب ہے جو کوئی جانے سو  
 طاہا جون کر تل میں تیل ہو جون ہرنے بی بی  
 طاہا کوٹھے پر کی دوڑ ہے دوڑا جائے تو دوڑ  
 طاہا جس ہرنے پی نہیں لگو اُس ہرنے آگ  
 طاہا یہ سوتن نندرا بڑی بی بی پاس جان نہ دے  
 طاہا مرتک ہو رہو اوڑھ پریم کی سوڑھ  
 اوگن کی زنجیر میں مورکھ باندھے جان  
 جاوے پی نیرن بوتادن سکھ پایو جیو  
 طاہا تن کا دیو اُکروں باقی گردن سو جیو  
 طاہا تو مر جائیں گے کچھ ہم میں ہے نہ ہم

طاہا بی کے بھجن بن جسم اکارت جائے  
 ایسا مورکھ کون ہے پان چھوڑ کھل کھائے  
 طاہا وہ ڈگ جائیں گے جن کے تھانگی نابنہ  
 طاہا ایک درگہ رہو در در کرے نہ کوئے  
 آج رین ہے رنگ کی کال نہ ایسے ہوئے  
 سن کی لکٹی لائے کرتن کو ڈالے کہو  
 جو دیکھا چاہو پیو کہ دل مل ڈاور جی  
 پھر پاچھے پچھتائے گا جب گھر جائیگا چھوڑ  
 جس کے ہرنے پی بے اُس کو سدا سہاگ  
 بی کے اتی پرتاپ سے اس سوتن مکھ کہی  
 کہ ہی تو پی پونچھیں گے ہی کون ہوا اس ٹھور  
 طاہا بندے چھوڑ بن بند ہوئے چھوڑ بنان  
 دسوں دسادرن بھٹی جت دیکھو ت پیو  
 لوہو تیل جلائے کے تو مکھ دیکھو پیو  
 اب ہم سے جم بھاگیو جم پر بھی ہم جسم

طاہا ہم تو اسے پریم کے دم سے ڈرتے تانبہ  
 طاہا دنیا گھر ہے بھونس کا مٹا لاگے آگ  
 رہنے اور چیت نہیں چلنے اور چساؤ  
 طاہا جو جی دیکھے پرکردیت نہ لاگے بار  
 طاہا پہلے ایک بھی چہوں دس بی بی ہوئے  
 طاہا اب تک تو مہلی بھی اور ایک ہی منہ  
 طاہا بی ڈھونڈ یاروم شام خراسان  
 طاہا سنگے جیو کا جگ میں ناہیں کوئے  
 طاہا جم آجی نین کو ڈھونڈ سے سگرے دیہ  
 طاہا سن کھ ہو جو چمک دیکھ مت بھاگ  
 طاہا دھرا نہیں دھیرا جہاں ہے گر کی بان  
 طاہا ایسی پریت کر جوں کر سان کی ریت  
 طاہا کوٹ سرلے کا پھوٹ رہا چہوں اور  
 طاہا صورت مٹر کی چڑھی ہے نت چت  
 طاہا جگ چلتا جات ہے جگ میں لاہا ناہنہ  
 طاہا مٹائی لاج کی روک رہی سب بھٹا نو  
 طاہا تن کی تنہی من بھیو اور من کی تنہی جیو  
 طاہا جگ میں آن کے کہیں نہ پایو چین  
 طاہا جگ میں آن کے چھوڑ دو سگری انیٹ  
 طاہا کنکری پتھری ٹھیکری رہے آری ہوئے  
 طاہا بیل سو بیل ہے ایچی ٹھاہنہ کٹا نہہ  
 طاہا بھتے دریاؤں میں پڑے سو غوط کھائے

جم بپارا کیا کرے جو جیوت ہے مر جانہ  
 بی کا ہرگ بوجھ کر بھاگتا جائے نو بھاگ  
 طاہا پی سے یوں ملے جوں ندیاں دریاؤ  
 ایک جیو کیا ہوت ہے دیکھے لاکھ ہزار  
 نا جاناو جمن ایک میں کون سہاگن ہوئے  
 جب جی جم کی بس پے تب بت رہی کہ نانیہ  
 گر نیٹری بتلایا نکھو جان پکچپان  
 اور سنگ سب بھاڑے پی سنگ ہو سو ہوئے  
 جب جی بی کے پاس ہو تو جم کہاں سے لیہ  
 بھاگن کو جاگ نہیں چہوں دس لاگے آگ  
 سلمان بھاگ نیا رے سیں کا فر بوجن جائیہ  
 دام گھنے دکھ چوگنا نو دکھیت سے ریت  
 مت سوئے سکھ نندرا کن لگے ناچور  
 کھاؤ پیو سکھ کرو یا درکھو یہ نت  
 جو جمن پی کے سنگ رہو سو ہی لاہا جان  
 من کی مٹائی دور کر سو جھ پرے دوکا نو  
 جی کی تنہی پی بھیو دی پیرو ہی جیو  
 سانس نفاہ کو نچ کا باجت ہے دنین  
 لینا ہے سوئے چلو اُجڑی جات ہے پیٹھ  
 جب دیکھوں نین بھر سب میں پاؤں ملے  
 ہم سے تم کو بہت ہیں تم ساہم کو ناہنہ  
 بہتی ڈوبے ناتری کہیں نہ پائے تھلے

یہ چند دوسے اس کاتب المحروف احمد اختر کے ہیں

اس گیا سنار میں بھانت بھانت کا پھول  
انڈی جیرج جراج میں جھوبیس میں ایک  
جوگ کر دکی جگ کر جیت رہو پی نام سو  
احمد دنیا باوری کرے کالج یے سون  
دور کہے سے دور ہے پاس کہے سو پاس  
جوگ جگ سب چھوڑ کر درڑہ کر پالی پریت  
لوگ کہیں درشن کی سٹی ہے من کی آگ  
روشن کے میں داریاں واری سو سو بار

مالی سبک ایک ہر مورکھ سے نہ بھول  
گیت نہیں پر گھٹ ہے بن کھول کے دیکھ  
بن من استہر کئے بنے نہ یک سو کام  
لکھنے ہار لکھ گیا تو میٹن ہار اکون  
اپنی سمجھ کا پھر ہے پیا بے تو پاس  
ہر دم دیکھو آپ میں یہی گرو دن کی ریت  
یہاں تو درشن دیکھ کر دوئی بڑھ گئی لاگ  
کاگا سے ہنسا کئے کرت نہ لاگی بار

### دوا

روشن کے بل جاؤں میں روشن سانچا پیر  
نام یا جن سب کیا جوگ جگ آپچار

وقت پڑے پر گئے کرت بندھا سے دیر  
بنائے پی نام کے بنے نہ اچھو کار

سید محمود شہید جو سید بخاری  
کتا نوی طاہا کے پیر اور

### ذکر پیران سلسلہ سید طاہا کتا نوی قدس سرہ

والد تھے فقر میں شان عالی و رتبہ بلند رکھتے تھے اور اداہل سے صاحب حال و قال تھے زیارت  
حرمین سے مشرف ہو کر حسن ابدال کی طرت تشریف لائے، اتفاقاً دہاں کفاروں سے جنگ شروع ہوئی  
آپ بھی برائے جہاد وادائے سنت جہود شریک جہاد ہوئے، ہزاروں کو قتل کیا آخر سر مبارک  
تن سے جدا ہوا، ایک ہاتھ میں سُرّیا، ایک میں تلوار لیکر غنیم پر گرے، یہاں تک قتل کیا کہ فوج کفار  
فرار ہوئی، اُس وقت حضرت زمین پر گرے، شہادت حضرت کی یوم دوشنبہ ربیع الآخر میں ہوئی  
مزار اسی نواح میں کنارہ دریائے اہک کے واقع ہے۔

آپ فرید سید علاؤ الدین قادری  
کے اور فرزند بھی تھے، اُن کی

### ذکر حضرت میر سید حسین بخاری قدس سرہ

والدہ کا نام بی بی راج باس بنت مخدوم شیخ عبدالغفور اعظم پوری تھا، حضرت جامع الکملات  
و منبع الحقائق علوم ظاہری اور باطنی میں مکمل تھے۔ نقل ہے کہ ایک شتر پُر از جواہر سرکار

جہانگیر بادشاہ سے گم ہوا ہر چند تلاش کی نہ ملا آخر داروغہ جواہر خان نے حضرت سے رجوع کی آپ نے ایک نقش تحریر فرما کر عنایت کیا اور فرمایا کہ دروازہ ڈیرہ جواہر خانہ چسپاں کر دو اونٹوں کی نظار آدیگی اپنا شناخت کر کے لے لینا چنانچہ بموجب ارشاد کے اسی طرح شتر علاء حضرت کی ایک سود و برس کی تھی، بتاریخ ۱۶ جمادی الآخر کو وفات پا کر اکبر آباد میں دفن ہوئے۔

### ذکر حضرت میر سید علاء الدین

ابن سید جلال الدین بن سید فتح الدین بن سید شمس الدین بن سید ظہیر الدین بن سید شاہ بن سید عبدالرزاق بن سید ناصر الدین محمود بن محمود جہانیا سید جلال الدین بخاری، مرید شیخ عبدالغفور عظیم پوری کے اور مرشد پیر میر سید حسین کشمیری کے صاحب ریاضت و مجاہدت و ترک تجرید اور فقر میں شان عالی رکھتے تھے وفات حضرت کی بروز دوشنبہ دسویں جمادی الآخر ۸۹۰ھ میں ہوئی، مزار کانہ میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ عبدالغفور عظیم پوری قدس سرہ

فرزند شیخ بدر الدین ساکن بھٹانہ کوثری سے تھے اور ضیغہ میر سید عبدالکبیر کے جانشین سے بھی پیونجا اور خاندان چشتیہ میں شیخ عبدالقدوس گنگوہی نعمت پائی اور خرقہ خلافت حاصل کیا، آپ کی کرامات مشہور ہیں آپ نے فرمایا جو کہ درویش کو مہار دے گا ہے اس کو یافت اور نایافت کا نہیں بے اختیار ہو، طلب بدو اور درویش کر میں اپنے کو ایسا مشغول کرے کہ اگر بادشاہ آجمل آئے اور سلام کرے تو جواب نہ دے سکے، کس واسطے کہ ابان کو بادشاہ سے کیا کام تو بادشاہ کو بادشاہ ہو۔ پہلے حضرت نے بیعت سید الکبیر تہنا پوری کی، بعدہ اور جگہ بیعت ہوئی، وفات حضرت کی شعبان ۹۸۰ھ میں ہوئی، مزار عظیم پور میں ہے، تین صاحبزادے تھے شیخ ابوالفتح و شیخ احمد و شیخ بندہ جو نہری تینوں صاحب عظیم پور میں سودہ ہیں۔

### ذکر حضرت میر سید عبدالکبیر قدس سرہ

آپ شان عالی و کرامات بلند رکھتے تھے اور مرید میر سید عبدالقطب شکار پوری کے تھے اور بیٹے سید محمد وہ تید عمر کے وہ سید شہاب الدین کے وہ ناصر الدین محمود کے وہ محمود جہانیا کے اور سید عبدالکبیر دہلوی تھے عالم فاضل میمنہ نجا، مکتبہ اسی طرح ظہور ہوتا تھا اور پیر کے عاشق تھے بہت باد تھے وفات حضرت کی ۱۰۲۰ھ میں ہوئی، مزار تہنا پور میں ہے۔

### ذکر حضرت سید عبداللہ قطب شکار پوری قدس سرہ

آپ فرزند سید قطب بن سید



اسمعیل بن سید ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ خرقہ ارادت سید ناصر الدین بخاری سے حاصل کیا پیر مرید دونوں ہم بد تھے یعنی سید ناصر الدین پیر آپ کے چچیرے بھائی کے بیٹے تھے، آخر بعد تکمیل کے خرقہ خلافت حاصل کیا اور اچ سے دہلی میں گئے، سلطان سکندر لودھی آپ کے معتقد ہوا بہت آپ کو شہر میں لا کر رکھا، رجوعات اور فتوحات بدرجہ غایت تھی، مگر خود فقرا و فاقے سے بسر فرماتے تھے ہزاروں مرید تھے ایک روز آپ حجرے میں تشریف فرما تھے خیال آیا کہ کوئی آجائے تو گھر سے قرآن سنگالوں، پس پشت حجرہ گھر تھا، آپ کے فرزند سید جلال نے کہ گھر میں تھے، والد کے خطرو کو معلوم فرما کر دیوار میں سے اترتے بڑھا کر قرآن والد کے سامنے پیش کیا، حضرت نے فرمایا کہ دروازہ سے کیوں نہ آیا اتنی جلدی نہ چاہئے پوشیدگی باطن فرض ہے۔ وفات حضرت کی دسویں ذی الحجہ ایک سال میں تھی، مزار شکار پور میں ہے، آپ کے پانچ فرزند تھے۔

### ذکر حضرت سید صدر الدین سلطان

بن سید زین العابدین سید حسین  
بن سید کبیر بن سید اسمعیل

بن سید ناصر الدین محمود بن مخدوم جہانیاں کہ مرید سید فیصل اللہ کے تھے اور سید محمد بن فیصل اللہ سے بھی خلافت پائی تھی کشف و کلمات و زہد و عبادت میں شہرہ آفاق تھے، عالم شریعت پیشوائے طریقت ماہر حقیقت و معرفت تھے، اور دو خلیفہ رکھتے تھے ایک سید عبداللہ شکار پوری، دوسرے حاجی عبدالوہاب بخاری، وفات حضرت کی ۲۷ شعبان میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید فیصل اللہ قدس سرہ

آپ مرید اپنے برادر سید حامد قطب کے تھے علم تصوف کے محقق اور محدث عاشق اللہ

کہ تمام مقامات فقر طے کر کے فنا فی الذات میں مستغرق ہو گئے تھے، آپ کے دو خلیفہ تھے ایک سید محمد پیر حضرت دوسرے سید فیصل اللہ مزار حضرت کا اوج میں ہے۔

### ذکر حضرت سید حامد قطب نو بہار قدس سرہ

آپ خلیفہ اپنے پدر ناصر الدین محمود کے

اور کامل وقت اور واصلان حق سے ہوئے ہیں جو حضرت کا مرید ہوا کامل ادیا ہوا اور آپ کے فیض اپنے پدر سے بھی تھا، سلسلہ آپ کا سنور جاری ہے، آپ کی اولاد اچ میں گدائی میں تھی مگر فیض اپنے پدر سے بھی تھا، سلسلہ آپ کا سنور جاری ہے، آپ کی اولاد اچ میں گدائی میں تھی مگر

آتی ہے۔ مزار آپکا پنج میں ہے۔

## ذکر حضرت ناصر الدین محمود نوشہ قدس سرہ

یہ حضرت محبوب ترین فرزند

مخدوم جہانیاں سے تھے

علم و اخلاق و نفس قاطع تصرفات صوری و معنوی رکھتے تھے، لباس اچھا پہنتے تھے، معشوق بسر فرماتے تھے، اور مرید اپنے والد مخدوم جہانیاں کے تھے۔ نقل ہے کہ جب مخدوم جہانیاں نے بی بی شریف لائے اور سلطان فیروز شاہ آپکا مرید ہوا یہ کیفیت تھی کہ دعوت میں بھی موجود ہوتے تھے اور اپنی فرود گاہ پر عبادت میں مشغول دکھائی دیتے تھے، ایسی کرامات دیکھ کر نام دہلی معتقد ہوئی تھی ایک بار شتر عورتیں گرفتار شدہ کینز ہو کر آئی تھیں سلطان نے سب کو مخدوم کی نذر کیا، مخدوم نے سید ناصر الدین محمود کو غایت کیں، جب یہ خبر سلطان کو ہوئی متعجب ہوا کہ ان کے ادائے حقوق کیونکر ہوں گے، سلطان نے دوسری عورتوں کو اس معاملہ کی خبر کے واسطے مقرر کیا، معلوم ہوا کہ ہر روز ہر محل میں موجود ہوتے ہیں، کھانے کے وقت سب کے ہاں کھانے کھاتے ہیں، غسل کے وقت سب کے ہاں غسل کرتے ہیں، یہ سن کر بادشاہ اور بھی متعجب و معتقد ہوا، ان نبیوں کے شکم سے ۲۵ فرزند قطب ہوئے، بی بی تنگنی دختر والی لشکارہ کے شکم سے سید حاکم قطب فیض اللہ سید اسماعیل و سید شہاب الدین و سید علیم الدین یہ پانچ قطب ہوئے، اور بی بی رحمت خاتون کے شکم سے سید برہان الدین و میاں سادات عالم دو قطب ہوئے کہ ولایت گجرات میں سودہ ہیں اس قبیلہ میں اکثر بزرگ صاحب طالع قال ہوتے آئے ہیں اور ایک فرزند سید ناصر الدین محمود کے شاہ جلال تھے کہ قنوج میں انتقال کیا۔ وفات سید ناصر الدین محمود کی ۲۲ رمضان ۸۸۴ھ میں ہوئی، مزار شریف پنج میں ہے، اور ذکر مخدوم جہانیاں کا دوسری جگہ آئے گا، کس واسطے کہ اول خرقہ ان کو خاندان سہروردی کے ملا تھا۔

نسبت ارادت

سید جان محمد حضور

## ذکر حضرت سید سرور دین لاہوری قدس سرہ

سے رکھتے تھے کہ وہ آپکے والد اور مرشد بھی تھے، اور سید محمود حضور سے تاسید سرور دین چارپشت صاحب لایت و ارشاد ہو کر ہدایت خلق میں مشغول ہے، اور زیارت رسول سے شرف

ہوتے ہے، وفات سرور دین کی بتائیں ۲۱ شوال بروز جمعہ ۱۱۳۵ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں نزد مزار پدر زیارت گاہ ہے۔

### ذکر حضرت سید محمد امیر قدس سرہ

آپ اولاد سے سید بہاؤ الدین بہاول شیر کی اور مرید سید سیف الرحمن بن شاہ مقیم محکم الدین

کہ عارف کامل و ربادی دین گذرے ہیں جس وقت دہلی میں مقیم تھے حضرت اورنگزیب عالمگیر نے زیارت کا ارادہ کیا، آپ نور باطن سے معلوم کر کے غائب ہوئے، جب بادشاہ آپ کے مکان پر گئے آپ کو ہر چند تلاش کیا نہ پایا، فقط سید نور محمد آپ کے پسر سے ملکر چلے آئے، بعد تلاش کے معلوم ہوا کہ قطب صاحب کی لالچہ پر کھڑے ہیں، نور محمد نے قوالوں کو حکم دیا کہ کچھ کہو ان کی آواز سن کر نیچے آئے، لکھا ہے کہ بادشاہ جین اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ وفات حضرت کی ۱۱۳۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت حاجی محمد قادری بنو شاہ گنج بخش قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ سلیمان قادری کے تھے، صاحب سکرو جذب شوق و زہد و ریاضت اور نہایت متقی تھے اور صاحب لایت اور امام فرقہ نوشاہی کے، آپ نے پیادہ ساجج کئے، لکھا ہے کہ آپ کی نو برس کی عمر تھی آپ سوتے تھے، اور والدہ آپ کی آٹا گوندھ رہی تھیں، ایک بی بی جو کہ سنا کی تھیں وہ آئیں اور آپ کا منہ کھول کر بغل میں تکیہ رکھنا چاہا، دیکھا کہ مار سیاہ پٹا ہوا ہے، وہ دیکھ کر شور کرنے لگیں کہ آپ کی والدہ بی بی جو شور سن کر دوڑی آئیں دیکھا تو کچھ نہ تھا، متعجب ہوئیں کہ گھر میں سے آواز ہوئی کہ یہ عورت ناپاک تھی ہم کو منظور نہ ہوا کہ ہمارے دوست کو ہاتھ لگائے، کچھ تعجب کی جگہ نہیں ہے، جب عمر آپ کی پانچ برس کی ہوئی تو آپ کے والد بیت اللہ سے آئے اور قرآن پڑھنے بٹھایا، کئی ماہ میں قرآن حفظ کیا، اور سال بھر کے بعد آپ کے برادر شیخ اسماعیل پیدا ہوئے، جب عمر شاہ گنج بخش کی نو برس کی ہوئی ترک دنیا کی اور جگہ میں جا کر مشغول ہوئے، بعد بہت جستجو کے آپ کے والدین آپ کے پاس پہنچے اور بدقت نوشہرہ لاکر ایک بزرگ کی لڑکی سے آپ کا عقد کیا، چھ برس تمام شب کنارہ دریا پر کھڑے رہ کر عبادت کرتے اور تمام دن مسجد نوشہرہ میں تلاوت فرماتے، ایک بار کسی نے کہا کہ ملا کریم الدین ایک کامل درویش کی خدمت میں پہنچے کہ جو موضع بھیلوال

پر گنہ بہیرہ میں رہتے ہیں، اُن کی توجہ ہمیشہ مقبول بارگاہ کبریٰ پہنچے، اگر تم بھی وہاں جاؤ تو خالی نہ رہو گے یہ سن کر بھیلو وال پہنچ کر خدمت شاہ سلیمان میں مشرف ہوئے، خرید ہو کر کار درویشی تکمیل پہنچا کر محبوب مرشد ہوئے کہ انہوں نے اپنے فرزند تاج محمد و رسم داد و دیگر اشخاص کو آپ کی تربیت میں سپرد کیا اور نوشتہ گنج بخش خطا یا، آپ قوم سے کہہ کر دل تھے کہ ایک قوام پنجاب سے ہے آپ کے اکثر بزرگ بابرکت تھے ہیں۔ ایک روز ایک شخص نئی زوجہ نابینا کو رو برو حضرت کے لایا اور بٹھایا اور بینا ہو نیکی استدعا کی۔ حضرت نے فرمایا کہ آنکھ کھول کر میری طرف دیکھ، اُسی وقت بینا ہوئی۔ حافظ معصومی آپ کے خلیفہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ قیامت کو گرد ہا گردہ اپنے اپنے سر گرد ہوں گے جھنڈے کے نیچے ہوں گے آیا یہ سچ ہوا یا کیا جبرہ ہے، اُسی شب کو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے اور بہت خلق جمع ہے اور بہت سے جھنڈے معلوم ہوتے ہیں، اُن میں ایک بہت بڑا جھنڈا حضرت غوث اعظم کا ہے، میں نے جھنڈا نوشاہی تلاش کیا، دیکھا کہ حضرت معیار و کعبہ موجود ہیں، مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ آتیری یہ جگہ ہے، صبح جب میں حاضر خدمت ہوا معاً فرمایا کہ حافظ سید قیامت برحق ہے، جیسا کہ تو نے خواب میں دیکھا ایسا ہی انشاء اللہ ہو گا۔ تذکرہ نوشاہی میں لکھا ہے کہ جیون حجام آپ کا مُرد تھا، موضع ماہوکی کا رہنے والا تھا، اُس نے عرض کیا کہ حضرت اگر میری کھیتی پر تشریف لے جائیں تو موجب برکت ہو، آپ قبول فرما کر چلے کہ وہ موضع نوشہرہ سے دو کوس تھا، مریدوں نے عرض کیا کہ وقت عصر آگیا ہے، فرمایا کہ جیون کی کھیتی سے اگر ادا کر دوں گا، سب چُپ رہے اور سمجھے کہ ضرور شام ہو جائیگی، دو کوس کا جانا ادا آنا ہے، آپ وہاں گئے بدیر ٹھہرے، نماز کا خیال نہ رہا، مگر آفتاب اُس جگہ سے نہ ہٹا، اور آپ نے وہاں سے اگر نماز عصر ادا کی، تھوڑی ہی دیر بعد آفتاب غروب ہوا، آپ متجاہل لدعات اور سبب زبان تھے، جو مُرد غائبانہ وقت مصیبت کے آپ کو پکارتا ہر دو لایت ہر طرح سے کُسی امداد فرماتے، جیسا کہ تذکرہ نوشاہی میں مفصل درج ہے، حافظ معصومی آپ کے داماد بھی تھے اور خلیفہ بھی تھے، قیامت تھا کہ جو مسافر آتا اُس کے اپنے گھر ٹھہرنے اُس کی خدمت کرتے، اگر مسافر زیادہ ہوتے تو گاؤں میں خود مانگ کر اُن کو اُٹھاتے، وفات حضرت کی بعد عالمگیر بادشاہ غازی سلطنت میں ہوئی۔

آپ گجرات میں مشہور اولیا ہوئے  
ہیں اپنے عہد کے شیخ وقت اور

ذکر حضرت میاں غیاث قدس سرہ

افضل اعدائے تھے، بہت مخیر اور متواضع اور رحیم کریم سلیم تھے، مرید میاں بھگت کے وہ مرید میاں محمد طاہر کے۔

## ذکر حضرت شیخ عبدالودود شیخ رحمت اللہ قدس سرہ

آپ ساکن مدینہ تھے، مدینہ سے وارد ہندوستان ہو کر طالبان دین کو نہایت نفع پہنچایا، احمد آباد میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔

## ذکر حضرت سید جعفر بن ہاشم بن صوفی علی گیلانی قدس سرہ

آپ مرید اپنے والد کے اور نہایت بابرکت تھے، وفات حضرت کی دو شنبہ ۹ رجب ۸۱۵ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں امی والا تکیہ میں ہے۔

آپ کے بزرگ  
۸۱۵ھ میں

## ذکر حضرت سید عبدالحکیم گیلانی بن سید بایزید قدس سرہ

ایران سے ہندوستان میں آئے اور بعد حضرت بابر بادشاہ ۹۲۴ھ میں سید نجم الدین علی میں آئے، اُن کے دادا نظام الدین لاہور میں آئے تھے، حضرت لاہور میں پیدا ہوئے، بعد تحصیل علوم ظاہری کی شیخ عبدالودود کے مرید ہوئے، وہ مرید شاہ فیروز کے، وہ مرید شاہ عالم کے، وہ مرید شیخ نور الدین کے، وہ مرید شیخ احمد کے، وہ مرید سید صوفی کے، وہ مرید سید عبدالوہاب کے، وہ مرید و فرزند حضرت غوث علی کے نہایت صابر و شاکر تھے، لہذا دُنیا کو ترک کر دیا تھا، نمک اور شکر کو برابر سمجھتے تھے، وفات حضرت کی ۹۷۴ سال ۸۱۵ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں ہے۔

## ذکر حضرت سید محمد فضل متوکل بن سید ہاشم گیلانی قدس سرہ

آپ صاحب توکل و عبادت و ریاضت تھے، ترک اور تجرید میں شہرہ آفاق، دُنیا اور اہل دُنیا سے نہایت متنفر، صائم الدیر، قایم اللیل، عالم اور عامل بوجہ اتقی کے، حضرت عالمگیر بادشاہ آپ سے بہت خوش تھے، فتوح کو قبول نہ کرتے تھے، سن بلوغ سے تاحیات سوائے اپنے حجرہ یا جامع مسجد کے دوسری جگہ نہیں گئے، وفات حضرت کی دوسری ذی الحجہ ۸۱۵ھ میں ہوئی، مزار باہر لاہور کے متصل خانقاہ ہے۔

اسمعیل محدث کہے، 'مجدد دیگر عمارات آپ کے مزار کی حضرت اور نگریب عالمگیر نے تیار کرائی تھی رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہمراہ دیگر مقبروں کے اس کے بھی پتھر اکٹھے کئے، بعدہ پشاور و گردوں نے انہیں بھی اکٹھا کر فروخت کیں۔

## ذکر حضرت خواجہ محمد فصیل قادری نوشاہی قدس سرہ

آپ رہنے والے کابل کے تھے، پہلے ہندوستان میں آکر ملازم سلطانی ہوئے، بعدہ ترک کر کے بندہ مست حاجی محمد نور شاہ حاضر ہو کر مرید ہوئے، بتذکیل کار درویشی کے خدمت خلافت پاکر پھر کابل میں جا کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے، کیسا ہی فاسق آپ کے روبرو آتا تا تب ہوتا، کیسا ہی مریض روبرو آتا اُس کو شفا ہوتی، کابل میں آپ وحی مشہور ہیں، ایک بار چند اہل دیہہ کابلی ایک زندہ گھوڑا چار پائی پر ڈال کر مردہ بنا کر برائے امتحان کرامت حضرت کے روبرو سے نکلے، آپ برائے اداۓ نماز جنازہ اُس کے ساتھ ہوئے، جب موقع نماز پر آئے آپ کو پیش امام کیا، حضرت نے تکبیر فرمائی اسی وقت اُس مخروط کی سوج قبض ہوئی، اُس کے ساتھی منتظر تھے کہ اب یہ آٹھ کر کے گا کر میل کچی کر است سے زندہ ہوا، ہم مخروہ پن کریں گے، جب وہ نہ اٹھا تو سب حیران ہوئے اور آپ کے قدموں پر پڑے اور اظہار حال کیا اور بولتی ہوئے کہ معاف کیجئے، آپ نے فرمایا کہ حجت القلم باہو کا بن ایک بار باغ سرکاری میں ستر آدمی پہاڑ پر سے ایک سل کو نیچے لاتے تھے مگر نہ لاسکے، باغبان نے حضرت سے اگر عرض کی کہ آپ باغ میں گئے اور لا اللہ کا نعرہ ادا اُس کے ستر ٹکڑے ہو کر جُدا جُدا جا پڑے، یہ کرامت دیکھ کر حاکم کابل نے وہ باغ 'نذر کیا، آپ کو ہمیشہ سکر رہتا تھا، گلے میں موت ہو جاتے تھے، اس وجہ سے علمائے کابل نے آپ کو تکلیف دینی چاہی اور فتوے پر تمام علماء کے دستخط کر کے آپ کو طلب کیا اور کہا کہ تم پر نماز فرض ہے اگر نہ پڑے گا تو حد شرع جاری ہوگی، آپ نے فرمایا کہ نماز بے وضو کی روا نہیں ہے، پس علماء بانی لائے، آپ وضو کرنے بیٹھے، جب ہاتھ پر پانی ڈالا ہاتھ پر رواں نہ ہوا، یہ کیفیت تھی کہ پانی ہاتھ پر ڈالا اور وہ خشک ہوا تب آپ نے فرمایا کہ جب تک پانی اعضا پر نہ پہنچے وضو درست نہیں ہوتا، اس وجہ سے میں مجبور ہوں آخر سب نے معافی چاہی اور معتقد ہوئے۔ وفات حضرت کی ۱۲۸۷ھ میں ہوئی مزار کابل میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ رحیم داد قادری قدس سرہ

آپ پسر بزرگ اور جانشین شاہ سلیمان قادری کے تھے، صاحب علم و عمل و متوکل کہ بعد وفات اپنے پدر کے شاہ نوشاہ سے تعلیم پائی تھی آپ کو نہایت استغراق رہتا تھا، مگر وجہ حلال سے روزی پسند کرتے، ایک بار آپ نے خرپڑہ بوائے تھے، اور آپ کے صاحبزادے رکھوالی پر تھے کہ ایک سپاہی آیا اُس نے خرپڑے توڑنا چاہے، صاحبزادے نے منع فرمایا، اُس بد بخت نے اُن کے منہ پر طمانچہ مارا وہ روتے ہوئے والد کے پاس آئے، آپ نے فرمایا کہ صبر کرو وہ اپنا کیا پائیکا رات کو وہ سپاہی دیوانہ ہوا ہر کسی پاس جا کر کہتا کہ برائے خدا میرے سر پر دو چار جوتیاں مار دو کئی روز کے بعد اُس کے متعلقین حضرت کی خدمت میں لائے، غصہ قصور چاہا، آپ نے معاف فرما کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھا، اُسی وقت اُس کی صحت ہوئی وفات حضرت کی ۱۱۱۵ھ میں ہوئی، مزار بھیلوال میں متصل والد کے ہے۔

## ذکر حضرت سید عمر گیلانی قدس سرہ بن سید ہاشم گیلانی

آپ کو ادرادت اپنے والد اور بزرگ گزے ہیں اور صاحب تصنیف بھی ہیں۔ وفات حضرت کی بروز یکشنبہ ۱۲ شعبان ۱۱۱۵ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید حسن پشاور گیلانی قدس سرہ

آپ مرید اپنے پدر سید عبدالرشید گیلانی کے ہیں، سید محمود وارد ہندوستان ہو کر ٹھٹھہ میں مقیم ہوئے تھے، آپ پشاور میں اگر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے نہایت بزرگ اور صاحب عظمت تھے، وفات حضرت کی ۱۱۱۵ھ میں ہوئی، مزار پشاور میں ہے سید محمد غوث لاہوری آپ کے فرزند تھے۔

## ذکر حضرت شاہ رضا قادری شطاری لاہوری قدس سرہ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی و صاحب تقویٰ بہت بڑے عامل گزے ہیں، فتوحات بدرجہ نہایت تھا، سلسلہ آپ کا اس طرح پر ہے کہ شاہ رضا مرید قاضی شیخ محمد فضل لاہوری کے وہ مرید شیخ الداد کے وہ مرید محمد جلال کے وہ مرید سید نور کے وہ مرید سید زبیر العلبدین کے کہ چشتی مشہور تھے، وہ مرید شیخ عبدالغفور

۱۹۱۱ء میں ہونے والی مزار لاہور میں ہے۔  
 وہ مرید شیخ وجیہ الدین کے وہ مرید شاہ محمد غوث گوالباری کے، وفات حضرت کی بتایا ۱۲ جمادی الاول

ذکر حضرت سید محمد صالح قادری نوشاہی قدس سرہ  
 آپ سادات عظام شرفا  
 کرام و یاران کبار و مجاہدین

غنی و غفار باوقار و خدام نامدار حضرت حاجی محمد نو شاہ سے ہیں اور ان پر عایجاہ حضرت شاہ کی  
 از حد غایت تھی، وفات حضرت کی ۱۱۱۱ھ میں ہوئی، اور ان کا خزار پر انوار چمک سادہ میں جو کہ چھوٹی  
 گجرات کے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے، زیارت گاہ غلام ہے۔

ذکر حضرت شیخ صدر الدین قادری نوشاہی قدس سرہ  
 حضرت نوشاہ عایجاہ  
 کے مریدان عالی شان

و خدام بلند مکان میں سے ہیں، اس حضرت اہل دہاری کا پیشہ کرتے تھے، مرشد کی نظر پٹنے ہی کمال  
 ہو گئے، وفات حضرت کی ۱۱۱۲ھ میں واقع ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ درگاہ قادری لاہوری قدس سرہ  
 یہ حضرت عبدالرزاق  
 شاہ چراغ گیلانی کے

خلیفہ تھے، نہایت متقی اور فاضل صابر یہ میں بھی اجازت یافتہ تھے، نقل ہوا کہ آپ کی خانقاہ کے  
 نزدیک ایک زمیندار کا چاہ تھا، ایک روز اس نے عرض کیا کہ میرا لڑکا پھنسیوں کی بیماری میں مبتلا ہے  
 اگر آپ مہربانی کریں تو وہ اچھا ہو جائے، چونکہ اس وقت خوشی میں تھے فرمایا کہ کنوئیں کے پانی میں نہلا  
 شفا پائے گا، اور اس کنوئیں کے واسطے دعا کی کہ جو کنوئی بیماریوں میں مبتلا ہو اس میں غسل کرے  
 اچھا ہو جائیگا، چنانچہ وہ فیض جاری ہوا۔ وفات حضرت کی ۱۱۲۲ھ میں ہوئی، اور ان حضرت کا مزار  
 چاہ پائیاں والا کے متصل لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ تاج محمد قادری قدس سرہ  
 آپ شاہ سلیمان قادری کے چھوٹے  
 پسر تھے، اور تربیت اور تکمیل حاجی محمد

سے کی، بعد وفات پدر موضع لکھیا نوالہ میں آئے۔ ایک دفعہ اس کا باراں تھا، لوگوں نے آپ سے دعا  
 چاہی آپ کلکڑ میدان میں کھڑے ہو گئے، اسی وقت اس قدر بارش ہوئی کہ پلکے کپڑے بھیگ گئے اور



جنگل سیراب ہو گیا۔ نقل ہے کہ تجا ب لدعوات تھے، جو زبان سے نکلتا تھا فوراً اُس کا ظہور ہوتا تھا وفات آنحضرت کی ۱۲۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبد الحمید قادری نوشاہی قدس سرہ  
آپ خلیفہ حاجی محمد نوشا کے تھے، اولیائے وقت گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۲۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید نور محمد بن سید محمد امیر گیلانی قدس سرہ  
آپ مادر زاد ولی تھے جب بڑے بھلا یا تو اُستاد کے آگے قرآن پڑھنا شروع کیا اور اس کا ترجمہ سنا یا اور خوب روئے وفات حضرت کی ۱۲۶۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ خوش محمد قادری نوشاہی قدس سرہ  
آپ حاجی محمد نوشا کے خلیفہ تھے، اور اشعار فارسی و ہندی کہتے تھے، معج ظلائق ہوئے ہیں، وفات حضرت کی ۱۲۲۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حافظہ برخوردار نوشاہی قدس سرہ  
آپ فرزند اور خلیفہ حاجی محمد نوشا کے تھے، شہاد روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے، نہایت خلیق و بابرکت تھے، اکثر کرامات آپ کی مشہور ہیں وفات حضرت کی ۱۳۳۸ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عبد الوہاب بن سید مراد الدین بن جان محمد حضوی لاہوری قدس سرہ  
یہ حضرت مرید اپنے والد کے نہایت متقی و صاحب عظمت اور صاحب فیض گذرے ہیں، وفات حضرت کی ۱۳۸۸ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد تقی نوشاہی قدس سرہ  
حضرت نوشا عا علیہ السلام کے مرید تھے، مجاہد فیض اس قدر کہ ہمیشہ محبت الہی میں مست و مدہوش تھے۔ ایک بار عیداضی کو قربانی ہو رہی تھی، ایک بے چوچا یہ کیا ہوتا ہے، اُس نے کہا اللہ کے واسطے بکری قربانی کرتے ہیں، یہ سن لکاپ کو جوش آیا اور چھری لیکر اپنے گلے پر پھیری کہ میں بھی اللہ کے نام پر قربان ہوتا ہوں، تھوڑا سا گلہ لکھنے پایا تھا کہ لوگوں نے چھری پکڑ لی وفات حضرت کی ۱۳۳۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ ہاشم دریا دل نوشاہی قادری قدس سرہ

آپ نے زندگانی حضرت حاجی محمد نوشاہ کے تھے، نہایت سخی اور متقی اور ہماں نواز تھے، اور شاگرد مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی و مولوی عبدالسدر لاہوری کے تھے۔ ایک شخص نے ایک روز آپ کو برا بھلا کہا اسی روز اس کا فرزند مر گیا۔ ایک دفعہ آپ خانقاہ نوشاہ میں بیٹھے تھے، ایک بیکار کہ جس کے ہاتھ اور پاؤں رہ گئے تھے چار پائی پر ڈال کر آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے فرمایا کہ سورہ ملک پڑھ، اس نے پڑھی اور صحت پائی، وفات حضرت کی ۳۱۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید احمد شیخ الہند گیلانی قدس سرہ

آپ پہلے عرب کے تشریف لائے، کوٹلہ میں متصل وزیر آباد کے سکونت اختیار کی، اولاد غوث پاک سے تھے، نہایت خوش صورت و خوش سیرت باکرامت تھے، وفات حضرت کی ۳۱۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید بدر الدین گیلانی لاہوری قدس سرہ بن سید علی

ہمیشہ طلباء دین کو درس کراتے، اور محمد معز الدین جہاندار شاہ بادشاہ آپ کے معتقد تھے، وفات حضرت کی ۳۱۰ھ میں ہوئی اور آپ کا مزار پٹانوار لاہور میں واقع ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عصمت اللہ نوشاہی قدس سرہ

یہ حضرت پیر نجم مانف خروڑا کے ہیں، نہایت بزرگ، متقی عابد و عالم گذرے ہیں، اور تکمیل درویشی کی شیخ عبدالرحمن سے کی، نہایت بابرکت و با عظمت گذرے ہیں، آپ کی ادنیٰ توجہ سے کئی آدمی کمال ہوئے، وفات حضرت کی ۳۱۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ فتح محمد غیاث الدین قادری کیرانوی قدس سرہ

آپ فرزند عبدالسدر کے تھے، کرامات بلند و مقامات ارجند رکھتے تھے، خلیفہ قطب البدال سید طابا قادری کوتانوی کے تھے، اور روحانیت غوث پاک سے بھی فیض یاب تھے، وطن اصلی آپ کا انبالہ ہے، نقل ہو کر آپ کی چودہ برس کی عمر تھی، کہ شیخ محمد قلندر ساکن انبالہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے سامنے

ذکر و شغل کیا کرتے، بعد ایک مدت کے ان قلندر نے اپنے سر پر سے کلاہ اتار کر اُن کے سر پر رکھی اُس روز سے ان کو اور بھی محبت بڑھی، یہاں تک کہ ذکر حق میں اپنے کو فراموش کرتے، کیفیت اُن کی دیکھ کر اُن بزرگ نے فرمایا کہ تو جا کر بمقام کوتانہ سید طاہر صاحب کا مرید ہو، آپ بموجب ارشاد اُن کے کوتانہ میں آئے اور سید صاحب کے مرید ہوئے، اور ذکر و شغل میں چندے مصروف رہے، بعد تکمیل کار درویشی کے خرقہ خلافت حاصل کیا، بعدہ حسبِ جازت مرشد عازم بیت اللہ ہوئے مگر کبشیش شاہ بدر الدین قادری کہ صحرائے مصر میں برقعہ اوڑھے رہتے تھے، ان کی خدمت میں پہنچ کر نعمتاً بشمار سے مشرف ہوئے اور مکہ معظمہ میں آئے، بعد اوائسے حج مدینہ شریف میں آکر حضرت شیخ کبریا یحییٰ مدنی کی خدمت میں مشرف ہو کر معیت کی اور نعمتہائے گونا گوں سے مشرف ہو کر سلسلہ قادریہ شریفہ و مہرہ اوقش بنہدیر میں صاحبِ جازت ہوئے چلتے تھے کہ باقی زندگانی مدینہ میں بسر کریں۔ ایک روز شیخ یحییٰ مدنی نے فرمایا کہ فتح محمد رسول فرماتے ہیں کہ تو ہندوستان کو جا تجھ سے بہت لوگ ہدایت پائیں گے اور آخر خرقہ خلافت حاصل کر کوتانہ میں آئے، اور اللہ تعالیٰ میں حسبِ حکم شیخ یحییٰ مدنی قصبہ کیرانہ میں آکر حویلی و خانقاہ و چاہ تعمیر کئے۔

نقل ہے کہ حضرت بطریق سیر وار دہلی ہو کر زیارت مزارِ خواجہ قطب الدین پر حاضر ہوئے، وہاں ٹھیکہ مراقبہ کیا، قوال یہ بیت گا رہے تھے: ای لبرہند منعم تجھ بنِ سلما نی نہیں، کفر است بے تورستی یہ بات پہنانی نہیں، یہ بات سن کر آپکے جوش آیا اور سر مراقبہ سے اٹھا کر بے اختیار رونے لگے، حاضرین پر حالت طاری ہوئی، مولوی جلد سد کہ چومرید خاص تھے ہمراہ تھے، بعد اقامت انہوں نے پوچھا کہ یا شیخ کبھی یہ طرح نہیں ہوئی، جیسی کہ آج حالت ہوئی، اس میں کیا جھید؟ آپ نے فرمایا کہ افشائے واقعات منع ہو، مگر تم فرماتے کہ یہ ہو، میں نے مراقبہ میں یہ دیکھا کہ حضرت قطب لاقطاب تشریف فرما ہیں اور تمام اولیاء دہلی حاضر ہیں آپ بشوق تمام مومن ہیں، یہ کیفیت دیکھ کر میں بھی بقرار ہو گیا۔ اُس روز سے جمعیت دہلی جا کر تھے، ایک روز آپ شاہ ترکمان بیابانی کے مزار پر جا کر مشغول ہوئے، ایسی تجلی ہوئی کہ جس قدر آدمی روضہ عالیہ میں تھے کسی کو تاب نہ رہی کہ وہاں ٹھہر سکے، جس وقت آپ کیرانہ میں تشریف لائے ہیں اول بھولا شاہ فقیر کہ صاحبِ خانقاہ تھا اور آپکی منکر تھا، آخر مرید ہو اور آپ کی خانقاہ کی جادوئی پر محو رہا، دوسرا امر یہ ہوا کہ مشرک سٹالی پر شیخ سہار الدین خلیفہ کبیر الاولیاء پانی پتی کا

مزار ہے اس سڑک پر کیرانہ اور شالی کے درمیان کوئی چاہ نہ تھا، مسافروں کو نہایت تکلیف تھی۔ زمینداران کیرانہ نے متصل مزار مذکور کے ایک کنواں بنانا چاہا، دن بھر معمار اُس پر کام کرتے جب دوسرے روز جا کر دیکھتے تو کنواں ڈھایا ہوا ملتا، جب کئی روز اسی طرح گذر گئے اہل کیرانہ حضرت کی خدمت میں آئے امداد چاہی، آپ زراہ رحم اس مزار پر تشریف لے گئے، چند زمیندار بھی آپ کے ہمراہ تھے، جب رات ہوئی وہ لوگ تواو پر درختوں کے چڑھے، آپ چاہ پر بیٹھ گئے جب آدھی رات گئی ایک بزرگ پھاوڑا ہاتھ میں لئے پیدا ہوئے، چاہتے تھے کہ کنوئیں پر پھاوڑا ماریں آپ منع آئے، انہوں نے کہا میں اس مقام پر کنواں نہ بننے دوں گا، کنوئیں کی وجہ سے یہ مقام ناپاک رہیگا، ہر چند آپ نے سمجھایا وہ بزرگ نہ ملے اُس روز تو وہ چلے گئے، دوسرے روز اسی وقت پھر وہ پیدا ہوئے، وہ زمیندار درختوں پر بیٹھے تھے، انہوں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک تخت اترتا اُس پر دو بزرگ تھے، یہ دونوں صاحب ان کو دیکھ کر کھڑے ہوئے اور تعظیم بجالائے، ان دونوں بزرگواروں نے جن کا مزار تھا ان سے فرمایا کہ ہم کو فتح محمد کی خاطر منظور ہے، لہذا چاہ بننے دو، انہوں نے منظور کیا اور وہ تخت جس طرح سے آیا تھا اُسی طرح چلا گیا۔ ان زمینداروں نے حضرت پر جھکا کر تخت پر یہ دونوں بزرگ کون تھے، فرمایا کہ جو دہنی طرف تھے وہ غوث اعظم تھے اور جو بائیں طرف باادب بیٹھے تھے وہ ان کے پیر فتح جلال الدین بانی تھی تھے، یہ کرامت حضرت کی دیکھ کر تمام کیرانہ معتقد ہوا۔ نقل ہو کہ آپ نے دو برس اپنے انتقال سے پہلے مریدوں کو خبر دیدی تھی کہ وقت وصال میرا نزدیک ہے، چنانچہ تاریخ ۹۰۹ھ ربیع الاول ۱۰۱۰ھ شب چہار شنبہ بعد نماز عشاء تین بار اسم ذات فرما کر جان بحق تسلیم کی، عمر آپ کی ترسیلہ برس کی ہوئی، اُس روز تمام دن تیرہ و تاریک رہا، چنانچہ مادہ تاریخ اَنَا بَعَثْنَاكَ لَمْ يَفْتَحْ، خلیفہ آپ کے یہ ہیں:۔ حاجی محمد نظر محمد قادری، حافظ عبدسہ قادری، ہلوی و سید بلال و شاہ عثمان و شاہ سلیمان، شاہ محمد شریف و شاہ محمد طاہر شاہ محمد خلیل و شاہ عبدالرشید صاحب سجادہ وفات ان کی پانچویں محرم ۱۰۱۱ھ میں ہوئی، ان کے بعد شیخ جلال الدین شاہ چراغ صاحب سجادہ ہوئے۔ ۹۶۶ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شیخ محمد یوسف قادری سجادہ نشین ہوئے ۱۰۲۳ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شیخ نجف علی صاحب سجادہ ہوئے، ۱۰۲۸ھ میں وفات پائی، ان کے بعد شاہ امین الدین صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ یہ بزرگ بھی اپنے وقت کے صاحب تقویٰ و عاملِ گدے، میں نہایت خلیق و متقی تھے، انہوں نے

۱۵۲۷ھ میں وفات پائی اُن کے بعد شاہ جمال الدین سجاد دہشیں ہوئے۔

ذکر حضرت شیخ احمد بیگ نوشاہی قدس سرہ

مُرید و شاگرد حضرت نوشاہ کے تھے اور ولی مادر زاد تھے اور تمام معاملات دینی و دنیوی کا انکشاف تھا، بہت سے آپ کے مرید بھی باکمال گذرے ہیں وفات حضرت کی ۱۵۱۷ھ میں ہوئی مزار سیالکوٹ میں ہے۔

ذکر حضرت شاہ عنایت قادری شطاری قدس سرہ

آپ مُرید شاہ ضیا لاہوری کے تھے بعد عطائے فرقہ خلافت لاہور میں آکر صداقت خلق میں مصروف رہ کر ۱۵۱۷ھ میں وفات پائی مزار لاہور میں ہے۔

ذکر سید حاجی عبداللہ گیلانی قدس سرہ بن سید اسماعیل

تمام عمر کسی نیادار کے گھر پر نہیں گئے تعلیم طلبا رحی میں مصروف رہتے تھے ناظم لاہور آپ کا مُرید تھا، خوارق آپ کے بھی مشہور ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۵۱۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ جمال اسد نوشاہی قادری قدس سرہ

آپ فرزند ششم خواجہ برخوردار کے تھے صاحب ذوق و شوق اور ذکر کی کیفیت تھی کہ سو گئے جاتے آپ کا قلب ذکر رہتا تھا جس کی آواز لوگ سنتے تھے وفات حضرت کی ۱۵۱۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت حافظ معموری نوشاہی قادری قدس سرہ

یہ حضرت صاحب جمال و کمال و ذوق و شوق تھے مرید خاندان نوشاہی کے تھے وفات ۱۵۱۷ھ میں ہوئی۔

ذکر شاہ محمد غوث لاہوری گیلانی قادری قدس سرہ

فرزند سید حسن پشادری، مُرید اپنے والد کے علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ

اور صاحبِ جازت سلسلہ ختیہ اور قادریہ اور نقشبندیہ میں تھے، روحانیت میں میاں میر لاہوری بھی تربیت پائی تھی اپنے عہد میں شیخ وقت مقدس روزگار مرجعِ خلافت تھے، ایک بار نوہال سنگھ نے آپ کی خانقاہ کے چند درخت کٹوائے تھے جو باعثِ ہلاکت اس کے ہوئے وفات حضرت کی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔  
**ذکر حضرت شیخ پیر محمد المشہور بسپار قدس سرہ**  
 آپ حاجی نور محمد شاہ کے خلیفہ تھے بعد انتقال پیر کے گجرات میں آکر

۱۰۵۲ھ میں انتقال فرمایا۔

**ذکر حضرت شیخ عبد الرحمن المشہور بہ پاک حمان نوشاہی قدس سرہ**

یہ حضرت بھی حاجی محمد نوشاہ کے خلیفہ تھے کہ اکثر خلفاء اولاد حضرت نوشاہ نے اُن سے تکمیل کی۔ جب مرتبہ صمدانیت کو پہنچے کھانا باکل ترک کر دیا تھا۔ نقل ہے کہ ایک روز اپنے خادم سعدی سے فرمایا کہ میں خدا سے چاہتا ہوں کہ جس مریض پر تو نظر ڈالے اُس کو شفا ہو اور جس فاسق پر تیری نظر پڑے وہ ولی ہو جائے چنانچہ اُس روز سے جو مریض شیخ سعدی کے سامنے آتا تھا اُس کو شفا ہوتی تھی، وفات شیخ عبد الرحمن کی ۱۰۵۳ھ میں ہوئی اور مزار ٹھری عبد الرحمن میں مشہور ہے اور شیخ الذاکر صاحبِ بقی و ثوق تھو کے پیر تھے

**ذکر حضرت سید عبد القادر شاہ گد اگیلانی بن سید عمر بن حاجی محمد ہاشم قدس سرہ**

آپ جامعِ طریقت و شریعت و محرم اسرار حقیقت و معرفت تھے کہ حاجات زہد و ریاضت میں مشغول رہے آپ صاحبِ ملفوظات بھی ہیں اور سیفِ زبان بھی خور و سالی میں سید عبد السمک کی سے تکمیل کی بعد اس کے سید عبد الرحمن کی خدمت میں رہے بعد اس کے سید محمد لاہوری سے فیض حاصل کیا اور صاحبِ لایع بھی ہیں وفات حضرت کی ۱۰۵۴ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ فرید نوشاہی لاہوری قدس سرہ**  
 آپ خلیفہ پیر محمد بسپار کے تھے آپ کو جذبہ درستی و شغافہ تھا

معا پہلے ملازم بزرگانِ راقم کے تھے جب جذبہ اکبری دامنگیر ہوا ترکِ لباس کر کے شیخ پیر محمد مرید ہو کر تکمیل کر کے اولیا ہوئے آپ ولاد سے بھاکری حسینی کے تھے۔ بعد عطائے خرقہ خلافت لاہور میں آئے کوٹلہ آباد کیا

جو کولہ شاہ فرید آباد مشہور ہے اور ہدایت خلق میں مصروف ہے، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ فتح محمد نوشاہی قدس سرہ**  
آپ نوشاہ عالی جاہ کے مرید تھے  
ملک پوٹھواری میں تمام خلقت آپ کی کمرٹھ  
تھی، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار پوٹھواری میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ عنایت قدس سرہ بن حافظ برخوردار**  
یہ حضرت مرید شیخ عبدالرحمن کے  
تھے، گیارہ برس تک حالت  
استغراق میں رہے کچھ نہیں کھایا، اکثر شب بیدار رہتے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی  
آپ سالک مجذوب صاحب سک  
اور عشق و محبت تھے، مرید شیخ  
سندی شاہ کے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی اور مزار لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت سیدہ حسین بن سید نور محمد سجائو نشین حجرہ قدس سرہ**  
مشہور مشائخ و  
مرجع خلافت تھے  
بہت کرامات و خوارق آپ سے ظاہر ہوئے ہیں، وفات حضرت کی ۱۱۵۳ھ میں ہوئی اور مزار حجرہ میں ہے۔

**ذکر حضرت میاں حممت اللہ قدس سرہ بن حافظ برخوردار نوشاہی**  
آپ نہایت متقی و متقی تھے، ایک بار حاکم علاقہ نے تقاضا کر لیا کہ میں تمہارے پاس آؤں اور تمہاری خدمت میں رہوں، آپ نے ارشاد کیا  
کہ اس سے کہہ دو کہ ہم نے تمہارے حکومت سے جدا کیا اس تقاضے میں ہماری توہین تھی، چنانچہ اسی روز وہ معذور  
کیا گیا، جس امر میں چاہتے تھے غیب سے امداد ہوتی تھی۔ وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شاہ نصرت اللہ نوشاہی بن حافظ برخوردار قدس سرہ**  
آپ بہت بڑے عالم باہل اور با خدا گذشتے ہیں، مرید اپنے والد کے تھے، اور فیض احمد بیگ سے بھی پایا تھا  
وفات حضرت کی ۱۱۵۰ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت میر علی شاہ قصوری قدس سرہ  
آپ خلیفہ شاہ غایت تھے اور سماع میں بہت  
حالت ہوتی تھی، وفات حضرت کی ۱۱۸۵ھ میں تھی۔

ذکر حضرت شیخ سعد اللہ نوشاہی بن جافظہ بر خوار قدس سرہ  
آپ طبابت بھی کرتے  
تھے، جو مریض آپ کے

زیر علاج رہتا تھا اس کو شفا ہوتی تھی، گو یا جامع الشفا تھے۔ ایک شخص آپ کا منکر تھا اور ہمیشہ تخلیف  
دیا کرتا تھا، آخر اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ اس کا مال و اسباب چور لے گئے اور ہر دو پرفوت ہوئے اور  
خود نابینا ہو کر مر گیا۔ وفات حضرت کی ۱۱۸۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمد عظیم قادری قدس سرہ  
آپ منظر کرامات و خوارق تھے اولاد سے  
شاہ مقیم محکم الدین صاحب حج کو کہتے  
مرید اپنے جدی سلسلہ کے تھے، اگرچہ افغانان لاہور لوٹ مار کرتے تھے مگر کوٹ بیگم تک کہ جائے سکونت  
حضرت کی تھی نہ آ سکتے تھے، وفات حضرت کی ۱۱۸۱ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت عظیم شاہ سراج قادری قدس سرہ  
آپ مرید مصاحبان قادری  
کے تھے وہ مرید حضرت شاہ میاں صاحب  
سجادہ حجرہ کے تھے، بعد عطائے خرقہ خلافت بمقام بابکوال کہ لاہور سے چھ کوس ہے تشریف لائے  
اور تلقین ظاہری و باطنی میں مشغول ہوئے، بہت بڑے صاحب کرامات گذرے ہیں، احمد شاہ ابدالی  
درانی کو بھی آپ سے عقیدت تھی، وفات حضرت کی ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید محمد شاہ رزاق گیلانی بن شاہ محمد ہاشم قدس سرہ  
آپ تجرید و تقویٰ  
میں یگانہ روزگار

تقویٰ اور صلاحیت میں شہرہ آفاق تھے، وفات حضرت کی ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ مصاحبان خور و لاہوری قدس سرہ  
یہ حضرت خلیفہ سید  
سردار شاہ کے تھے

علوم ظاہری و باطنی میں کامل، اکثر صدایت خلق اور درس تدریس میں مشغول رہتے تھے، وفات حضرت  
کی ۱۱۹۰ھ میں ہوئی اور مرزا نصیب بابک وال میں کہ لاہور سے پانچ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔



ذکر حضرت شاہ صدر الدین بن سید میر عبدلرزاق قدس سرہ | آپ صاحب شیعہ اور سخاوت و

شجاعت تھے، دفعہ کوفہ میں نہایت کوشاں رہتے تھے، وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید سعد الدین بن سید عبدلرزاق صاحب حجرہ قدس سرہ

نہایت بابرکت بزرگ گذرے ہیں، بہت خلق آپ سے فیض یاب ہوئی ہے۔ وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی آپ

ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہ | آپ خلیفہ مصاحب خان کے تھے وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ عبداللہ شاہ بلوچ لاہوری قدس سرہ | مرید شیخ شرف الدین پانی پتی کے تھے، وہ

مرید خاندان میاں میر لاہوری کے تھے، اکثر لوگوں نے آپ کی کرامات کے امتحان کئے، آخودہ لوگ غلبہ ہوئے، اکثر کرامتیں آپ کی لاہور میں مشہور ہیں، آپ کے خلیفہ یہ ہیں:- امام غلام محمد گاموشیخ الدیاری، شیخ فیض قریشی، وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ محمود قدس سرہ | آپ مرید سید صدر الدین کے تھے، صاحب مال قابل گذرے ہیں، وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید عادل شاہ گیلانی بن سید فاضل قدس سرہ

صاحب تقویٰ اور بافیض تھے، وفات حضرت کی سن ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت سید شاہ قادری لاہوری قدس سرہ | آپ لاہور میں انگریزوں پر مرزا محمد گنج بخش ہوتیری کے مقیم ہوئے

بہت خلق نے آپ سے رجوع کی، وفات ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شاہ سراقادری قدس سرہ | آپ خلیفہ جان محمد قادری کے تھے، اپنے وقت میں کامل و بابرکت گذرے ہیں، وفات ۱۱۰۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر سید علی شاہ قادری قدس سرہ

یہ حضرت احمد آباد سے لاہور میں تشریف لاکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے، آپ بہت سی کرامات کا اظہار

ہوا، آپ مرید سید غازی کے وہ شاہ اعظم کے وہ شاہ اکرام کے وہ شاہ غلیل کے وہ شاہ میاں کے وہ شاہ مصطفیٰ کے وہ شاہ میاں جی کے وہ سید پیر کے وہ شاہ کرم علی کے وہ شاہ مسعود کے وہ شیخ نور محمد کے، دہشیخ احمد کے دہشیخ صوفی کے دہشیخ رحمت اللہ کے دہشیخ فضل اللہ کے وہ سید عبدالوہاب کے اور وہ حضرت غوث اعظم کے وفات ان کی ۱۲۲۷ھ میں ہوئی، مزار لاہور میں بمقام جنگی چراغ شاہ واقع ہے۔

## ذکر حضرت شیخ سید سر علی شہید مقیم شاہی قدس سرہ

آپ کی کرامات و خوارق طویل ہیں اور ۱۲۲۸ھ میں شہادت پائی۔

## ذکر حضرت شاہ غلام نبی قدس سرہ

آپ اپنے پدر بزرگوار کے مرید و خلیفہ تھے، نہایت بزرگ بابرکت و کرامت تھے، اور روح پاک محمد گنج بخش ہو تری بھیجی

فیضان حاصل کیا تھا، بغیر کشتی کے دریا سے گذر جاتے تھے اور قدم تر نہ ہوتا تھا، وفات ان کی ۱۲۳۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید قطب الدین گیلانی قدس سرہ

خلیفہ اپنے والد کے تھے، مرجع خلائق بابرکت صاحب کرامت عالم باعمل فائز آپ کی ۱۲۷۷ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شیخ مسلم خاں قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ صدر کے ہیں آپ امیر زادہ تھے ترک نال منال کر کے فقیر ہوئے، تبدیل سجادہ شیخت پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں

مصرف ہے، وفات آپ کی ۱۲۵۲ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت شاہ بے صاحب دہلوی قدس سرہ

آپ صحیح النسب اداات عظام اور اولیاء کرام اور سلسلہ قادریہ میں مشہور و مشہور

صاحب کرامت و خوارق گزشتے ہیں، عہد حضرت محمد شاہ بادشاہ میں وارد دہلی ہوئے، اس زمانہ میں برائے امتحان فقرہ حکم بادشاہ فقیر گرفتار کر کے بندی خانہ میں رکھے جاتے تھے، ان حضرت کو کوثر الی کے پیادوں کے کھاکہ یہاں سے بھاگنا و ورنہ پکڑے جاؤ گے، آپ نے فرمایا کہ میں نے کیا جرم کیا ہو، اس بحث میں در پیادہ آگئے، آپ کی بندی خانہ میں لے گئے، داروغہ بندی خانہ نے کہا کہ یہ جکی موجود ہے تم بھی دانہ دلو، آپ نے جکی کی طرف بھاگنا معادہ چلنے لگی، بیکرامت دیکھ کر کل فقیر بجز تمام مستعدی ہوئے کہ یا بندہ خدا ہماری بندی چھڑا لے، آپ نے

حکم دیا کہ اسے چلیو! حکم خدا دانہ دو۔ فقر کو نہ تکلف دو! اُسی وقت سب چکیاں چلنے لگیں، دانہ اُن میں بڑے لگا۔ کیفیت دیکھ کر داروغہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کا مطلب حاصل ہوا اور کل اجراء عرض کیا بادشاہ ہوا دار پر سوار ہو کر خان سامانی میں آئے، جہاں فقیر قید تھے اور حضرت کی قد مبوسی کی اور عرض کیا کہ تکلیف دینے کا باعث صرف یہی تھا کہ کامل درویش نے، خدا نے میری ہر ادبوری کی۔ حضرت کو اپنے ہمراہ لاکر ایک عمدہ مکان میں باعزاز رکھا اور دیگر فقر کو نقد اور جاگیریں دیکر رخصت کیا۔ ایک روز حضرت نے رخصت چاہی بادشاہ نے عرض کیا کہ میری التجا یہ ہے کہ آپ میرے پاس رہیں، جہاں حکم ہو خاقانہ تیار ہو جائے، آپ نے فرمایا چار کوڑی خشت منگا اور ہم تم دونوں دریا کی سیر کریں۔ الغرض دونوں کشتی پر سوار ہوئے، جب کشتی بیچ دریا کے پہنچی حضرت نے وہ خشت دریا میں چھوڑ کر فرمایا کہ جہاں یہ ٹھیسوں وہاں تکیہ فقیر کا ہو گا۔ حکم بادشاہ ان اینٹوں کی تلاش ہوئی، آخر دیکھا کہ پانی بہت گیا، چاروں اینٹیں کچھ کچھ فاصلہ سے رکھی ہیں، جب کشتی قریب پہنچی حضرت کشتی سے اتر کر وہاں جا بیٹھے، بعد اس کے کیفیت ہوئی کہ ہر وقت ہزاروں آدمی اہل شہر اور امراء بادشاہ حاضر خدمت رہا کرتے تھے ہزاروں کرامت اور خوارق حضرت سے ظہور میں آئے، اور ہنوز مزار پر انوار سے فیضان جاری ہے۔ ایک ادنیٰ کرامت یہ ہے کہ اُس وقت سے کچھ تک کیسی ہی دریائے جن نے طغیانی کی مگر آپ کے تکیہ پر پانی نہیں چڑھا، وہ تکیہ دریا کے بیچ میں نگم بووہ کے سامنے موجود ہے، اور وہیں مزار ہے، آپ کے در سے صاحب سجادہ میاں قادیان بخش مجذوب ہوئے، 'دن کو تمام شہر میں پھرتے جس کے گھر میں چاہتے گھس جاتے جوتے جس کو چاہتے اُٹھا کر پیدے کوئی مانع نہ ہوتا تھا۔ ایک روز ایک جوہری کا صندوقہ اُٹھالائے اور اُس کو اپنی جھونپڑی میں رکھ کر گوجروں کو بلا کر لائے اتنے میں وہ جوہری شیرینی لیکر آئے اور مدعی ہوئے، گو جرم متقاضی ہوئے کہ وہ صندوقہ ہم کو دیکھے، آپ نے فرمایا کہ جھونپڑی میں گدڑی کے نیچے ہے بیلو اگر مل جائے، گو جروں نے جا کر خوب ڈھونڈا ان کو نہ ملا، بعد مالک صندوقہ سے فرمایا کہ جلدی اندر جا کر اپنا صندوقہ لے لے، جوہری اندر گیا اور اپنا صندوقہ لے لیا، یہ کرامت دیکھ کر سب حیران ہو گئے، گو جروں کو شیرینی دے کر فرمایا کہ تمہاری قسمت میں نہ تھا چلے جاؤ۔ ایک بار ناظر قلعہ کا درشاہ اُتار لائے قلعہ سے باہر اُس میں پتھر رکھے اور شمر کی بیگم کے باغ میں سے ماریاہ پکڑ لائے، اُس سے اُس گٹھڑی کو باندھا اُس کا پھن منھ میں لیکر گانٹھ دی اور اُس کو مڑک پر رکھ دیا اور راہ گیروں سے فرمایا کہ جو چاہے لیے مگر سانپ

دائے اُس کی دہشت سے کوئی پاس نہ گیا، آخر وہ گھٹری اپنے سر پر رکھ کر پڑنے کو ٹلک کو چلے، طامع کو پیچھے رہنے، آپ نے کوٹلہ پہنچ کر وہ گھٹری بھینک دی اور اپنے تکیہ کی راہ لی، وہ گھٹری پھینکتے ہی نظر مردمان سے غائب ہو گئی، لوگوں نے دوڑ کر آپ سے پوچھا کہ وہ گھٹری کسے سے آئے فرمایا کہ وہ بچہ سونے کے تھے، جب کسی نے نہ لئے مینے اس کو جنوں کو دیدیا وہ اٹھالے گئے۔ بعض وقت دریا سے اس طرح گذر جاتے تھے کہ پیر کا تلوا بھی تر نہیں ہوتا تھا، اُن کے بعد میاں جہدی علی شاہ صاحب کا ہوا ہوئے، نہایت بزرگ اور متواضع مرجع غلایق تھے، بادشاہ بھی حضرت کی خدمت میں گاہے گاہے حاضر ہوتے تھے، ایام خشکی میں جو زمیندار اپنے لیکر اُس طون گذرتے تھے، فی بار چار کوڑی اور پانچ اُپلے حق تکیہ عالیہ کے مقرر تھے۔ ایک روز حضرت ظل سبحانی خلیفہ الرحمانی ابو ظفر بہادر شاہ حضرت کے پاس بیٹھے تھے، تمام جلوس سواری زیر تکیہ حاضر تھا کہ چند کھاسیں اُپلوں کی آئیں حضرت نے دیکھ کر آواز بلند فرمایا کہ بھلا ہے، بابا اور وہاں سے اُٹھ کر کوڑیاں اور اُپلے لیکر پھر بادشاہ کے پاس آکر گفتگو میں مصروف ہوئے، حضرت باکل بیباک اور پاک تھے ہر کدومہ کو ایک نظر دیکھتے تھے، برادر خورد کا تبا لمخوف مرزا گوہر سلطان حضرت کا مرید اور نہایت پیارا تھا، آپ کی کسی فرد فرمایا کرتے تھے، چنانچہ قبل از وقت نکلنے ریش بردنکے اُس کے چہرہ پر ڈاڑھی کل کی تھی زبان فیض تر جمان سے نکلتا تھا فوراً میں ظہور ہوتا تھا۔ ایک بار سائیں کل پوش اور دو تین اُسی قسم کے آدمی جمع ہو کر شاہ بڑے صاحب کے تکیہ کی طرف چلے راہ میں مشورہ ہوا کہ اگر جہدی علی شاہ صاحب کرامات ہے تو ہم کو حسب دلخواہ ہر ایک کے کھانا کھلائے گا اور ہر ایک نے ایک ایک چیز کھانی مقرر کر لی، جب تکیہ میں حضرت کے پاس پہنچے آپ نہایت مہربانی سے پیش آئے کہ اسی وقت چوہدار بادشاہی دو خان کھانے کے لوگ لایا اور عرض کی کہ حضور نے یہ کھانا آپ کے واسطے بھیجا ہے، آپ نے ان صاحبوں سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تمہاری دعوت عنایت کی ہے کھاؤ، ان صاحبوں نے عذر پیش کیا، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ کل پوش راستہ میں جہدی علی شاہ کے پاس بیٹی روٹیاں کھانا چاہتے تھے نوادر کھاؤ انفض موافق ضمیر ہر شخص کے اپنے دست حق پرست سے ہر ایک کو دیا اور فرمایا کہ خوب کھاؤ۔ کل پوش کہتے تھے کہ انہار اس کرامت سے ہم متحیر ہوئے اور غفور غفور چاہا وفات حضرت کی غدر سے کئی سال پہلے ہوئی، مزار اُسی تکیہ میں ہے۔

تذکرہ حضرت حافظ مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی المعروف حضرت آخوند صاحب قس

آپ فرشتانہ کی کھڑکی کے سامنے اپنی مسجد میں عداوت خلیق اور نفی رسانی شہر میں صرف بہتے تھے عاشق رسول، عامل وقت گذرے ہیں۔ کاتب کو بھی حضرت کی خدمت میں نیاز حاصل تھا، ہزاروں مریض و سحر آلودہ و دیگر حاجت مند ہر صبح حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے، بفضل خدا ان سب کی مطلب برآری ہوتی تھی، حضرت کی کرامات و خوارق احاطہ تحریر سے باہر ہیں، مگر کسی قدر تبرکاً درج کرتا ہوں۔

ایک روز میرے پیر بھائی مرزا بہادر صاحب کہ جو فرید عصر تھے مجھ کو ہمراہ لیکر حضرت کی خدمت میں گئے، اُس وقت حضرت مریضوں و حاجت مندوں کی طرف متوجہ تھے، کامل دس بجے جب فارغ ہوئے مرزا صاحب مذکور سے فرمایا کہ آج خلاف عادت انی دیر ٹھہرنے کا کیا باعث ہوا، انہوں نے کہا کہ میں آج ایک اور ضروری کو آیا ہوں وروہ یہ ہو کہ میں مقرض ہو گیا ہوں میرا قرض ادا کیجئے، آپ نے فرمایا کہ میں فقیر متوکل ہوں میرے پاس کیا ہو تم کو اللہ نے شہزادہ کیا تم ہی کچھ اس کی سبیل نکالو، مرزا صاحب موصوف نے کہا کہ ہمارا آپ کی پُرانی دوستی ہو کبھی کوئی کام نہیں پڑا آج ذرا سا کام پڑا ہے سو ہی آپ گریز کرتے ہیں۔ اگر کچھ میرا کام نہ ہو تو پھر میں کبھی نہیں ملوں گا، یہ سن کر مرزا صاحب موصوف کا ہاتھ پکڑ کر حجرہ کے بالاخانہ پر جو مقام عبادت گاہ ہے لے گئے، بعد تھوڑی دیر کے دونوں بزرگ نیچے تشریف لائے، مرزا صاحب موصوف اور یہ کاتب مخلص ہو کر سوار ہوئے، میں نے راستہ میں مرزا صاحب موصوف سے دریافت کیا کہ آپ دونوں صاحب ادب پر گئے تھے آپ کو آؤند صاحب نے کچھ دیا کچھ بتایا، مرزا موصوف نے فرمایا کہ بھائی اپنے حجرہ میں مجھ کو لے جا کر جلال میں اگر مجھ سے فرمایا کہ کیا کہنا ہے میں نے کہا کچھ دلائیے یہ سن کر ایک دو تہ چھت پر ماری، میں نے دیکھا کہ چاروں طرف چھت گیری میں سے روپیہ کی دھاریں بندھ گئیں، وہ روپیہ اس قدر تھا کہ اگر چھت مسکان کی بیٹھ جاتی تو کچھ عجب نہ تھا، اور مجھ سے فرمایا کہ اپنا روپیہ بھر لے جا، مگر یہ یاد ہے کہ تیری فقری بگڑ جائیگی، میں نے ہنس کر قدم پکڑے اور عرض کی کہ مال مشکوک میں بھی نہیں چاہتا فقط ہنسی کی بات تھی نفل ہو کہ کسی جگہ طلباء کی دعوت تھی، طلباء کہ حضرت کے یہاں سے پرورش پاتے تھے سب گئے ایک نہ گیا، ہر چند اُس کو لوگوں نے کہا وہ نہ گیا چنانچہ حضرت نے بھی فرمایا، اور تو چلے گئے وہ حضرت کے پاس بیٹھا رہا، اُس وقت میرے ایک دوست بھی حضرت کے پاس موجود تھے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت نے صاحب دعوت کے مسکان کی طرف منہ کر کے زور سے سانس لیا اور فرمایا کہ بریائی کی بو آتی ہے اس طرح پر سانس لے لے کے کئی کھانوں کے نام لئے اور فرمایا کہ وہاں قہانے کھاتے ہیں اور تو یہاں بیٹھا ہے

وہاں کیوں نہ گیا، اس عرصہ میں وہ طلباء بھی آگئے، میں نے اُن سے دریافت کیا کہ تم نے کیا کیا لکھا یا جن کھانوں کے نام حضرت نے لئے تھے وہی کھاتے، اُنہوں نے کھائے تھے اور سلسلہ ارادت آپکا اس طرح پرچہ یعنی حافظ صاحب مرید شاہ محمد غوث کے وہ مرید شاہ آل احمد کے، وہ مرید سید شاہ جزہ کے وہ مرید شاہ آل محمد کے وہ مرید شاہ برکت اللہ کے، وہ مرید شاہ فضل اللہ کے، وہ مرید سید احمد کے وہ مرید سید محمد کے، وہ مرید شیخ محمد دم جمال اولیا رکے، وہ مرید شیخ ضیاء الدین قاضی جیا کے، وہ مرید حضرت شاہ محمد بھکاری کے وہ مرید سید ابراہیم کے، وہ مرید شیخ بہار الدین کے، وہ مرید سید احمد جیلانی کے وہ مرید میر سید موسیٰ کے، وہ مرید میر علی کے، وہ مرید سید علی محی الدین ابی نصر کے، وہ مرید سید ابوصالح کے وہ مرید سید عبدالرزاق کے، وہ مرید حضرت غوث اعظم کے۔ وفات حضرت کی ۱۲۹۶ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں درگاہ حضرت خواجہ باقی باللہ میں زیارت گاہ ہے۔ آپ کے صاحب سجادہ مولانا حافظ مولوی محمد عمر صاحب سلمہ اسم تعالیٰ جو ان صالح با عظمت صاحب زہد و تقویٰ تھے، آپکی ذات بابرکات سے فیض عام جاری ہے مثل اپنے مرشد برحق کے عاشق رسول اور صاحب سلسلہ ہیں۔

یہ حضرت فی زمانہ نولوح دہلی میں قطب وقت اور

### ذکر حضرت مولانا سید غوث علی شاہ قادری قدس سرہ

شیخ زمانہ گزے ہیں، جن کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ و کرامات بے غایات کے کتابیں بھری ہوئی ہیں اور زباں زرد خاص و عام ہیں۔ تذکرہ غوثیہ سے حضرت کے فضائل بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ حضرت مرید سید اعظم علی شاہ باری کے وہ مرید سید عبداللطیف تبری کے وہ مرید سید امیر بالا پیر کے، وہ مرید سید مقیم محکم الدین کے وہ مرید سید ابو المعالی کے، وہ مرید بھادل شیر قلند کے، وہ مرید شیخ عبدالجلال کے، وہ مرید سید شاہ محمود کے، وہ مرید سید نور محمد کے، وہ مرید سید جلال الدین کے، وہ مرید سید شمس الدین کے وہ مرید سید شہاب الدین کے وہ مرید سید احمد اونی کے، وہ مرید سید علی کے وہ مرید سید عبدالرزاق کے، وہ مرید حضرت پیران پیر کے، اور مولانا کو خان دان سہروردیہ میں شاہ فدا حسین شاہ صاحب رسول شاہی سے خرقہ خلافت پہنچا تھا، اور خاندان نقشبندیہ میں میاں غلام علی شاہ صاحب دہلوی سے خلافت پائی تھی، وفات حضرت کی شب دوشنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں ہوئی، مزار شریف پانی پت میں حاجت روائے خلق ہے

حضرت کے مریدوں میں سے کئی حضرات باکمال ہیں، چنانچہ مولانا مولوی اسحاق صاحب دہلوی ساکن محلہ روڈ گراں عجیب بالنسبت صاحب مذاق مستغرق بمقام فتاویٰ الشیخ بالتصرف صاحب ذوق و ترقی کہ فقر میں شان عالیٰ مرتبہ بلند رکھتے ہیں اس احقر پر نہایت جہربان ہیں اور انکشاف کرامت سے محرز کہ اپنے کمال کو کسوت ملازمت میں پوشیدہ کر رکھا ہے۔

## ذکر حضرت خواجہ محمد باقی باللہ دہلوی قدس سرہ

آپ مقتدلئے روزگار امام زمانہ قطب عہد کمالات ظاہری اور باطن سے آراستہ پیراستہ اور وابستہ محبت الہی صاحب تقویٰ غرق بحر معرفت کہ خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے آپ سے نسبت تھی اور روحانیت خواجہ احرار سے بھی فیضان حاصل کیا تھا، کابل سے سمرقند میں تشریف لے جا کر تحصیل علوم ظاہری کیا، بعد خواجہ کنکی کے مرید ہو کر چندے ریاضت شافہ میں مصروف رہ کر کار درویشی تکمیل پہنچا کر خرقہ خلافت حاصل کیا، آپ کم سوتے کم کھاتے کم بولتے اور عشا کے بعد سے نماز تہجد و ختم کئے بعد نماز تہجد ایک سو بیس بار سورہ یسین پڑھتے، بعد اس کے ذکر اسم ذات میں مصروف ہوتے، جب آغاز صبح کا ہوتا عرض کرتے کہ الہی رات کو کیا ہوا جو جلدی سے گزر گئی، تھوڑی دیر نہ کی، بعدہ تجدید وضو کر کے دو رکعت تہنیت الوضو ادا کر کے درمیان سنت اور او قفل صبح کے اکتالیس بار سورہ مزمل پڑھ کر نماز صبح باجماعت ادا کر کے تا وقت اشراق و ظائف میں مشغول رہتے، بعد اشراق کے ڈیڑھ پہر دن چڑھے تک تلاوت قرآن میں مصروف رہتے، بعدہ عشاء کی کار برآری فرما کر بوقت دوپہر بعد نماز چاشت قدسے قیلوہ فرما کر نماز ظہر ادا کر کے تا بعد عصر ادا نوافل میں مشغول رہتے، عصر سے تھوڑی دیر پہلے حاضرین سے ہم کلام ہوتے، بعد عصر کے تا بعد مغرب درود شریف پڑھتے، بعد ادائے نماز مغرب و نوافل ہمیشہ تا بعد عشا طالبان خدا کی تربیت فرماتے، اکثر روضہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی پر حاضر ہوا کرتے تھے، آخر روحانیت خواجہ سے فیضان حاصل کیا جس کی سند گئی۔

نقل ہر کہ ایک روز آپ کے پسر خواجہ محمد عبداللہ حاضر ہوئے اُن کے ہاتھ میں آری تھی، فرمایا اُس کو دیکھ

جب انہوں نے آئینہ پر نظر کی خواجہ کی ریش مبارک کو سفید دیکھا، حالانکہ آپ کی ڈاڑھی سیاہ تھی یہ دیکھ کر رستہ متعجب ہوئے، آپ نے فرمایا کہ جلتے تعجب نہیں کہ یہ نور الہی ہے کہ سبھی ریش پر نمودار ہوا، ایک روز حضرت امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ رہے تھے جب آپ نے الحمد للہ پڑھنی ستمی کی، روحانیت امام ابوحنیفہ کوئی آپ کے آگے ظاہر ہوئی اور فرمایا کہ شیخ میرے مذہب میں بہت اولیاء اور علماء ہیں رہنے اتفاق امام کے پیچھے الحمد کا پڑھنا موقوف کیا ہے تم بھی ترک کر دو، مولانا بدرالدین سرسندی کو خلیفہ امام ربانی مجدد الف ثانی کے تھے، اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں ایک بار دہلی آکر مزار حضرت خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہو کر روبرو مزار کے بیٹھ کر متوجہ ہوا، حضرت نے نہایت عنایت سے اپنی نسبت خاص سے کچھ بندہ کو بھی عطا کیا، وہاں سے پہل کر مزار حضرت خواجہ قطب الدین کی زیارت سے مشرف ہوا، تاج کو حکم ہوا کہ آج جو نسبت خواجہ باقی باللہ نے تجھ کو عطا کی ہے وہ نسبت سیری ہے وہاں سے جل کر حضرت سلطان المشائخ کے روضہ کی زیارت سے مشرف ہوا، وہاں سے مجبوراً شاد ہوا کہ جو نسبت تجھ کو خواجہ باقی باللہ نے عطا کی ہے وہ عاشقی اور نیاز مندی سے متعلق ہے اور سیری نسبت میں محبوبیت غالب ہے، تجھ کو وہی نسبت کافی ہے، دہلی سے چل کر میں اجمیر شریف میں آیا، جب روضہ حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت سے مشرف ہوا اور میں متوجہ ہوا فرمایا کہ وہ نسبت کہ جو تجھ کو خواجہ باقی باللہ سے حاصل ہوئی ہے وہ مجھ سے ہے، میں نے عرض کیا کہ خواجہ باقی باللہ نے کبھی نہیں فرمایا کہ مجھ کو نسبت خواجگان حقیقت سے حضرت نے فرمایا کہ جب میں نے خدمت خواجہ لایسن ہمدانی سے نسبت پائی وہ مشعر بہ شوق و ذوق و فن تھے، وہ نسبت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو حاصل ہوئی اور خواجہ قطب الدین کی روحانیت سے وہ نسبت خواجہ باقی باللہ کو حاصل ہوئی، آخر حق بمقدار رسید، وفات حضرت کی دو شنبہ ۲۶ جمادی الثانی ۱۱۱۳ھ میں ہوئی، مزار پُر الوار بیرون فیصل شاہ جہاں آباد نہر جہ پیر سے متصل درگاہ قدم شریف زیارت گاہ ظاہر ہے۔ حضرت غلام علی شاہ دہلوی سے روایت ہے کہ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بندہ برائے زیارت روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر ہوا اور توجہ کی، دیکھا کہ حضرت مزار سے باہر تشریف لائے، موسم گرما میں وقت دوپہر کا تھا، چونکہ حضرت کے مزار پر سایہ نہیں ہے، سبب گرمی کے میں پریشان ہو گیا اور اٹھ کر چلا آیا، اس روز سے نہایت انوس میں ہوں، کس واسطے کہ حضرت کی ذرا سی توجہ سے اپنے میں بہت ترقی دیکھتا ہوں اگر زیادہ نصیب ہوتی تو اور زیادہ ترقی کرتی ہوتی، ایک طالب فیضان مدت کے آپ کے مزار پر مشغول تھا ایک روز اس سے فرمایا کہ تو یہاں



کیوں پڑا ہے، اُس نے عرض کیا کہ طالب خدا و نیز طالب فیضان حضور ہیں، آپ نے ارشاد کیا کہ ہمارے مرید شہر میں ہیں تو ان کے پاس با تیری مطلب برآری ہوگی، چنانچہ وہ شخص حضرت شاہ ابوسعید کے پاس کر مرید ہوا اور کل کیفیت بیان کی۔ نقل ہے کہ ایک طالب آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی میں طلبِ معرفت الہی ہوں، فرمایا کہ چند روز رہ کر کسبِ نقشبندیہ کر خدا فضل کرے گا، اُس نے جواب دیا کہ میں بے مشقت چاہتا ہوں مجھ سے محنت نہ ہو سکی، اگر آپ کی درگاہ سے محروم کیا تو معلوم کروں گا کہ کسبِ صوفیہ میں جو بزرگوں کے حالات لکھے ہیں وہ ایک ڈسکو سلہ ہے، یہ سن کر آپ کو جلال آیا اور اُس کی طرف دیکھا موعاً یہوش ہو گیا، بعد افاقہ ہوا اپنے مریدوں سے فرمایا کہ یہ شخص اُمّی ہے اس پر خدا نے فضل کیا جس علم میں چاہو بکثرت کرو، چنانچہ امتحان میں پورا اُترا اور ہوا پر پرداز کر کے نظر مردمان سے غائب ہو گیا۔

## نقشہ سلسلہ پیران حضرت خواجہ باقی باللہ دہلوی

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ	مدینہ منورہ	.
۲	حضرت محمد بن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ	.	.	.
۳	حضرت قاسم بن محمد	۱۲ھ	مدینہ	.
۴	حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام	دو شنبہ ۱۵ رجب ۱۲۹ھ	.	.
۵	حضرت بایزید بسطامی	جمعہ شعبان ۱۳۶ھ	بسطام	.
۶	خواجہ ابوالحسن حرانی	۳۲۵ھ	.	.
۷	خواجہ ابو علی فارمدی	۴۶۰ھ	.	.
۸	خواجہ یوسف ہمدانی	۵۳۴ھ	ہرات	.
۹	خواجہ عبدالخالق عجمدانی	۵۷۵ھ	عجمدان	.
۱۰	خواجہ محمد عارف ریوگری	۷۱۵ھ	ریوگر	.
۱۱	خواجہ محمود نقوی	۷۱۷ھ	.	.
۱۲	خواجہ عزیز علی راسینی	۷۶۱ھ	خوارزم	.

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ وفات	جائے مزار	کیفیت
۱۳	خواجہ محمد بابا ساسی <sup>۱۱۵۵ھ</sup>	<sup>۱۱۵۵ھ</sup>	قصبہ ساس	.
۱۴	خواجہ امیر کلال	پنجشنبہ ۸ جمادی الاول <sup>۱۱۶۲ھ</sup>	سوخار	.
۱۵	خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی	۳ ربیع الاول <sup>۱۱۹۱ھ</sup>	قرب نجار	.
۱۶	خواجہ علاؤ الدین عطار	۲ رجب <sup>۱۱۸۲ھ</sup>	جفانیا	.
۱۷	مولانا یعقوب چرخي	<sup>۱۱۵۱ھ</sup>	یلفنو	.
۱۸	خواجہ عبدالسدا حرار	غره محرم <sup>۱۱۹۵ھ</sup>	سمرقند	.
۱۹	مولانا زاد دوی	<sup>۱۱۳۶ھ</sup>	خرش	.
۲۰	مولانا درویش محمد	<sup>۱۱۷۰ھ</sup>	موضع اسفہار	.
۲۱	خواجہ محمد الکنگی	<sup>۱۱۰۸ھ</sup>	قصبہ الکنگ	.
۲۲	خواجہ باقی باللہ	<sup>۱۱۱۲ھ</sup>	دہلی	.

### دوسرا سلسلہ پیران خواجہ باقی باللہ اس طرح ہے

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ سنہ	جائے مزار	کیفیت
۱	حضرت علی مرتضیٰ	۲۱ رمضان <sup>۱۱۲۰ھ</sup>	نخجہ اشرف	.
۲	خواجہ حسن ابصری	۵ محرم <sup>۱۱۱۱ھ</sup>	بصرہ	.
۳	خواجہ حبیب عجمی	۳ ربیع الاول <sup>۱۱۵۶ھ</sup>	.	.
۴	خواجہ داؤد المانی	<sup>۱۱۶۲ھ</sup>	.	.
۵	خواجہ سعید کرخی	۲ محرم <sup>۱۱۲۰ھ</sup>	کرخی	.
۷	خواجہ سری سقعی	۳ رمضان <sup>۱۱۳۵ھ</sup>	بنداد	.
۷	خواجہ جنید بغدادی	۲۷ رجب <sup>۱۱۰۳ھ</sup>	.	.
۸	خواجہ ابوعلی رودباری	<sup>۱۱۲۲ھ</sup>	رودبار	.
۹	خواجہ ابوعلی کاتب	<sup>۱۱۵۶ھ</sup>	.	.

نمبر شمار	اسم بزرگ	ماہ و سنہ	جائے مزار	کیمیئیت
۱۰	خواجہ عثمان مغربی	۳۶۳ھ	نیشاپور	•
۱۱	شیخ انقاسم کرکانی	۴۵۰ھ	کرکان	•
۱۲	شیخ ابوعلی فارمدی	۴۶۰ھ	•	•
۱۳	خواجہ یوسف ہمدانی	۵۰۴ھ	ہرات	•
۱۴	خواجہ عبدالحق عجمدانی	۵۵۵ھ	عجمدان	•
۱۵	خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی	۵۹۱ھ	قریب بخارا	•

باقی بزرگوں کے حالات پہلے نقشہ میں لکھے گئے

## ذکر حضرت شیخ احمد مجد الفغانی فاروقی کابلی سرہندی قدس سرہ

آپ عالم علوم ظاہری و باطنی میں قطبِ قوت غوثِ عہد گذرے ہیں، جامعِ اکرامات صاحبِ ولایت عاملِ سنت جماعت و ارثِ کمال نبویہ مزین اطوار احمدیہ نقشبندیہ امامِ طریقت مقتدائے حقیقت پیشوائے طریقت نقشبندیہ مجددیہ کہ منظرِ کرامت اولاد سے حضرت عمر فاروق کی تھے۔ لکھا ہے کہ حضرت کو سلسلہ نقشبندیہ میں ارادت خواجہ باقی باللہ سے تھی اور طریقہ قادریہ میں شاہ سکنہ نقشبندی اور سلسلہ صابریہ حیشتیہ میں مخدوم عبداللہ سے اور سلسلہ سہروردیہ میں بھی مخدوم عبداللہ سے فیضان تھا۔ لکھا ہے کہ حضرت ۸۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔ شیخ بدر الدین نقشبندی سے روایت ہے کہ عالمِ خرد سالی سے اظہارِ کرامت شروع ہونے لگے تھے۔ شیخ محمد نعمان کہتے ہیں کہ میں ایک معاملہ میں دیکھا کہ حضرت رسول خدا با حضرت صدیق اکبر تشریف لائے اور حضرت نے ابو بکر صدیق سے فرمایا کہ نعمان سے کہو کہ جو مقبول شیخ احمد کا ہے وہ مقبول میرا ہے، جو میرا مقبول ہے وہ خدا کا مقبول ہے۔ سید محمد صالح کہتے ہیں کہ ایک بار مجھ کو حضرت نے طرف بھڑکچ کے ججا اور فرمایا کہ راستہ میں سورہ لائلاف بہت پڑھنا اگر مشکل پیش آئے تو مجھے یاد کرنا، جب میں چلا راستہ بھول گیا ایک جنگل و برانہ میں جا چکا ایک شیر چاہتا تھا کہ میرے اوپر حملہ کرے میں نے حضرت کا نام لیا اسی وقت حضرت بذاتِ خود پیدا ہوئے اور شیر کو بھگایا اور میں نے میرے ہمراہیوں نے شیر سے خلاصی پائی۔

نقل ہے کہ ایک روز شیخ احمد سجد میں بیٹھے حلقہ کراہے تھے، مریدوں کی تعلیم میں متوجہ تھے کہ شاہ سکندر  
کی تھلی تشریف لائے اور خرقہ قادریہ شیخ احمد کو دیا، اُسی معاملہ میں ان کو خیال پیدا ہوا کہ میں مرید خاندان  
نقشبندیہ کا ہوں اور نسبت قادریہ نے مجھ کو گمراہ کیا ہے کہ پیران نقشبندیہ ناراض ہوں اُسی وقت  
دیکھا کہ حضرت غوث اعظمؒ اور خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیؒ اور خواجہ عبدالباقیؒ و خواجہ حسین الدین حسینیؒ و شیخ  
شہاب الدین سہروردیؒ و شیخ نجم الدین کبریٰؒ و مدار صاحب پیران عظام تشریف لائے اور سب نے آپ کا اپنا  
خلیفہ کیا، اُس روز حضرت صبح سے ظہر کے وقت تک مراقبہ میں رہ کر اس حال کو دیکھتے رہے۔

نقل ہے کہ قید ہونے سے چند روز پہلے آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا تھا کہ مجھ پر کوئی بلا آتی والی ہے  
کس واسطے کہ ترقی مقامات ولایت مجھ کو ہوتی ہیں، اب ضرور ہے کہ کوئی بلا نازل ہوگی، چنانچہ جب قید ہو  
ہزاروں قیدی کفار آپ کے ہاتھ سے مسلمان ہوئے، مگر رات قید میں بادشاہ کے واسطے کبھی بددعا نہیں کی  
بلکہ فرمایا کرتے تھے کہ بادشاہ نے جو مجھ کو قید کیا خوب ہوا، کس واسطے کہ کئی ہزار آدمی دولت دین سے  
مشرق ہوئے اور میرے مقامات میں ترقی ہوئی، ہر چند مرید چاہتے تھے کہ بادشاہ کے واسطے بددعا کریں  
آپ منع فرماتے تھے، یہ ذکر عہد نور الدین جہانگیر بادشاہ کا ہے، کاتب کی رائے یہ ہے کہ بیشک  
حضرت قطب الوقت و اہل حق اور نصف مزاج تھے، کس واسطے کہ بادشاہ کی جو حالت تھی اظہر  
من الشمس تھی، مگر اُس وقت کے علماء ہند کو آپ سے نفاق تھا۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی  
سے چند روز آپ کا نفاق رہا اور تمام شیعہ مع نور جہاں بیگم کے آپ کے دشمن تھے صحیح یہ ہے کہ وہ  
لوگ باعث تخریب تھے، پس یہ قید ہونا اور جو بے ادبی ظہور میں آئی وہ صرف ایمانے شیعہ سے تھی  
حضرت ازراہ کشف بادشاہ کی ضمیر سے واقع تھے، کیونکہ بددعا دیتے کس واسطے کہ بادشاہ کو اس میں  
بے گناہ سمجھتے تھے، مگر آخر میں خاندان کے ایک مرید نے جس کا نام لکھنا مناسب نہیں سمجھا جانا اُس نے آپ کا  
بدراجہا نجبر کی اولاد سے یا الغرض آدم بر سر مطلب چونکہ یہ خاندان تموریہ ہمیشہ سے خادم الفقراء مشہور ہے  
اور آخر کو بعد در سال کے شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے صفائی گئی ہو گئی تھی، بادشاہ نے حضرت کو انجور و بزملا کر جو  
بے ادبیاں کہ علماء شیعہ کے کہنے سے ہوئی تھیں ان کا عذر چاہا اور بہت اکرام کیا، یہاں تک کہ حضرت کو  
اپنے سے جدا کرنا گوارا نہ کرتے تھے، اور شہزادہ خورم کو آپ کا مرید کر دیا، اُس روز سے نا عہد عالمگیر بادشاہ  
اکثر ائمائے شاہی آپ کے سلسلہ ارادت میں آتے رہے، آپ فرماتے تھے کہ قیامت تک جو ہر سلسلہ میں مرید

ہوں گے، اُن کی خبر مجھ کو ملا کرے گی، اور جو میرے سلسلہ میں ہے وہ آتش و دوزخ سے آزاد ہے اور مجھ کو بشارت دی گئی ہے کہ جہدی آخر الزماں میرے طریقہ میں ہوں گے۔ حضرت کے فضائل حضرت کے مکتوبات ظاہر ہیں، دوسرا سب آپ کے قید ہونے کا یہ ہے کہ آپ نے ایک رسالہ در دفعہ میں تالیف فرمایا تھا، وہ لوگ حضرت کے بہت دشمن تھے، چونکہ نور جہاں بیگم بھی شیعہ تھیں، پس یہ لوگ بھی باعث آپ کی تحقیر کا ہوئے ہیں، میرے نزدیک یہ قید ہونا گویا حضرت کی حکمت تھی، ایک تو اس قید میں ترقی مقامات کا ہونا دوسرے شہزادہ اور احرار کا حلقہ ارادت میں آنا، ورنہ ایک بادشاہ کیا اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ جمع ہو کر آپ کو ضرر پہنچانا چاہتے ہرگز ممکن نہ تھا، کس واسطے کہ عارف قید میں نہیں آسکتے، آپ کا درجہ تو اعلیٰ تھا، آپ کی ادنیٰ ادنیٰ غلامانِ غلام سے بہت سی کراتیں ظاہر ہوئی ہیں اور اُن کے مزارات سے ہنوز ظاہر ہوتی ہیں، نقل ہے کہ ایک شخص شہرہ کرامت حضرت کا سُن کر داخل سرہند ہوا، وقت شب تھا آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا، آپ کے کسی دشمن کے گھر ٹھیکر کر آپ کا حال دریافت کیا، اُس نے برعکس بیان کیا بلکہ سخت کلمات کہے جب کہ صبح رات گزری وہ اہل خانہ مر گیا، یعنی اُس کا کوئی دشمن پہنچا اور سوسے کو ہلاک کیا، صبح وہ شخص جب حضرت کی خدمت میں آیا آپ نے اُس کو گلے لگایا اور فرمایا کہ تو جس شخص کے گھرات کوربا تھا اُس نے جو کچھ کہا تھا جھوٹ کہا تھا، آخر اُس نے اپنی سزا پائی، نقل ہے کہ شیخ الاسلام مولوی عبد الحکیم بیا لکونی ادا اہل میں آپ کے دشمن تھے، ایک شب آپ کو خواب دیکھا کہ آپ بیت قل اللہم ثم ذرہم پڑھتے ہیں، یہ سنتے ہی مولوی کے دل میں آپ کا شوق پیدا ہوا، جب بیدار ہوا تو اپنے قلب کو ڈاکر پایا اور چند روز آپ کے تصور میں ذکر حق کرتا رہا، آخر حاضر خدمت ہو کر مُرید ہوا، شیخ عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ایک سید دشمن معاویہ تھا، ایک دفعہ شیخ مکتوبات کو دیکھ رہا تھا جب تعریف معاویہ کی دیکھی مکتوبات کو ہاتھ سے پھینک دیا، اُسی شب کو خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور اُس کے دونوں کان پر کمر فرمایا کہ ادبِ ادب تو میرے کلام پر اعتراض کرتا ہو، اگر تجھ کو یقین نہیں تو آج تجھ کو علی مرتضیٰ کی خدمت میں لے جاتا ہوں، چنانچہ کشاں کشاں اس کو بھنور علی مرتضیٰ لے گئے اور عرض کی کہ یہ شخص تعریف معاویہ سے مجھ پر معترض ہے، میری کتاب پھینک دی کیا ارشاد ہوتا ہے، جناب علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ ہرگز اصحابِ پیغمبر خدا سے عداوت نہ کرنی چاہیے اور جو شیخ احمد نے کہا وہ حق ہے، یہ سُن کر وہ سید متحیر ہوا اور کچھ دلیل کرنے لگا، حضرت امیر نے فرمایا کہ ابھی دل اس جاہل کا نورِ صحت سے منور نہیں ہوا ہے، اس کے سینہ پر ایک سیلی مارو کہ توبہ کرے، چنانچہ حضرت نے ایک سیلی اُس کے سینہ پر ماری اور اُس نے توبہ کی صبح جب وہ بیدار

ہوا تو اُس کے سینہ پر سیلی کا نشان تھا، حضرت کی خدمت میں گر مرید ہوا، نینر روایت ہو کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور شیخ احمد صاحب دونوں بزرگوں میں نزاع تھی، ایک روز میں شیخ محدث کی خدمت میں گیا اور اپنے شیخ کی کرامت بیان کی انہوں نے انکار کیا، مینے کہا بزرگان دین اور عارفان حق سے عداوت خوب نہیں، ہمارا تمہارا منصف قرآن ہے ہم تم وضو کریں اور قرآن کھولیں جو آیت نکلے اُس کے موافق عمل کریں، چنانچہ قرآن شریف کھولا یہ آیت نکلی رجال لا تلهیہم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اسی وقت شیخ محدث تائب ہوئے اور وہ جھگڑا موقوف ہو گیا، شیخ جان محمد جالندہری فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ قادریہ میں شیخ کا مرید ہوا، ایک شب حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میرے دل میں گذر کہ میں سوال کروں کہ مجھ کو زیارت غوث الاعظم کی تمنا ہے، شیخ نے نور باطن سے میرے دل کا حال معلوم کر کے میرا ہاتھ پکڑ کر کھڑے ہو کر فرمایا کہ جان محمد قطب نامے کو پہچاننا ہے، مینے انگلی سے بتایا اسی وقت ایک شخص ستائے سے خرقدہ سیاہ پہنے ہوئے گھوڑے پر سوار اُس سے جدا ہو کر جلدی سے شیخ کے روبرو آیا، شیخ نے آداب عرض کیا اور مجھ سے فرمایا کہ غوث اعظم ہی حضرت ہیں زیارت کر لے، جب میں زیارت کر چکا حضرت غوث اعظم جس طرح تشریف لائے تھے اسی طرح وہیں چلے گئے۔

ملا شیخ میرک فرماتے ہیں ایک بار میں سرہند میں پہنچا اور شیخ سے ملنے کا ارادہ کیا اگر شیخ کمال ہے میرے چاروں سوالوں کا جواب لے گا اول یہ کہ شیخ اپنے کو صدیق اکبر سے افضل کہتا ہے اگر اس سے پاک ہے تو میری تسلی کر لے گا دوم مینے سنا ہے کہ خواجہ باقی باللہ بے اجازت اپنے پیر کے مرید کرنے لگے تھے، اس کا جواب بھی مجھ کو شافی نہ لے گا، سوم میرے باپ دادا کا حال ظاہر کر لے گا، چہارم خواجہ خاوند محمود بخاری سے کیا اعتقاد ہے بیان کر لے گا۔ ہنوز یہ خطہ میرا لپڑا نہ ہوا تھا کہ شیخ نے اپنے سرہانے سے ایک جزو مجھ کو نکال کر دیا فرمایا کہ پڑھ اور فرمایا کہ دیکھ اس جزو سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں اپنے کو خلیفہ پیغمبر بر فضیلت دیتا ہوں، مینے دیکھ کر کہا کہ نہیں معلوم ہوتا فرمایا کہ جو کچھ مجھ پر واقع ہوا ہے یہ جو باقی دشمنوں کی افزا پر دازی ہے، پھر فرمایا کہ ایک روز خواجہ خاوند محمود یہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ خواجہ باقی باللہ کو اجازت مرید کرنے کی اپنے پیر سے نہیں ہے، کس واسطے کہ ایک روز خواجہ اکمن کی خرپڑہ کھا ہے تھے اور قاشیں کر کے اپنے مریدوں کو بھی دے رہے تھے، مگر خواجہ باقی باللہ کو نہیں دیا، حاضرین نے کہا کہ خواجہ باقی باللہ کو بھی مرحمت ہو، انہوں نے فرمایا کہ میں نے ثابت ایک خرپڑہ

اس کو دیدیا ہے، خواجہ باقی باللہ یہ سن کر خوش ہوئے اور سمجھے کہ شیخ نے مجھ کو اجازت مرید کر نیکی دیدی اس کے جواب میں میں نے کہا کہ اس طرح نہیں ہوئے اپنے پیر سے اور دوسرے بزرگوں سے نہیں سنا بلکہ میرے نزدیک ثابت ہوا کہ خواجہ امکنکی نے خواجہ باقی باللہ کو اجازت اور خلافت دیدی ہو مگر وہ قبول نہ کرتے تھے کہ میں اس بارگراں کے اٹھانے کے قابل نہیں ہوں مگر خواجہ امکنکی نے نہ مانا اور فرمایا کہ میں نے تجھ کو اجازت دی اور یہ کام تجھ کو کرنا ہوگا، اُس وقت کئی بوڑھے آدمی اور بھی موجود تھے، اُنہوں نے بھی تصدیق کی، یہ سن کر خواجہ خاوند محمود نے فرمایا کہ میں نے بھی سنا ہے اور میرے چوتھے سوال کے جواب میں فرمایا کہ خواجہ خاوند محمود میرے پیر زادہ کی اولاد خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی کی ہیں، پس چاروں سوالوں کا جواب پا کر میں مقنعہ اور مرید ہوا، چنانچہ فقیر نے اپنے مرشد سے سنا ہو کہ فرماتے تھے دہلی میں بامیں قطب علی درجہ کے ہیں، میں خواجہ باقی باللہ بھی ہیں، میں نے بھی روحانیت حضرت سے فیضان حاصل کیا اور سلسلہ نقشبندیہ میں بلا واسطہ روحانیت حضرت سے اجازت ہو، ایک زمانہ میں یہ کاتب بھی ایک روز روضہ عالیہ پر حاضر ہو کر زیارت شریف ہوا جو فیض اور مذاق حاصل ہوا بیان سے باہر ہے، چنانچہ غدر سے پہلے بشارت دی تھی کہ تو دہلی سے چلا جا اور مالوہ کو جانا ہوگا، میں نے اپنی نصیبی سے اُس پر عمل نہیں کیا، جب مالوہ میں پہنچا وہاں قبولیت عظیم ہوئی، جب سمجھا کہ حضرت پہلے ہی آگاہ کر چکے تھے، یہ قبولیت حضرت کے طفیل ہو نقل ہو کہ سید غلام علی شاہ دہلوی عالم بے بدل و درویش بے مثل اور سلسلہ قادریہ میں مرید شاہ کمال کیسختی کے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ احمد مجدد العت ثانی حلقہ مریدوں میں تشریف فرما تھے، فرماتے لگے کہ حاضرین حلقہ سے ایک شخص کے گلے میں طوق کفر پڑا ہوا ہے مگر طریقہ راہ راست پر آجائے گا یہ سن کر تمام مرید کا نپ اٹھے کہ نہ معلوم ہم میں سے کون ہو اور اُس کا نام کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ شیخ طاہر ہے، یہ سن کر حاضرین کو اور بھی تعجب ہوا آخر بعد چند مہینے کے شیخ طاہر ایک ہندو عورت پر عاشق ہوئے اور ترک لباس اسلام کر کے زنا کر گئے میں ڈالا چونکہ شیخ طاہر سے آپ کو بہت محبت تھی حیل سن کر بہت رنجیدہ ہوئے، آخر آپ کے دونوں صاحبزادوں نے ایک وقت عرض کیا کہ ہمارا اُستاد کا کفر کے دنیا میں سر ڈوب گیا ہے اگر آپ توجہ فرمائیں تو وہ پھر مسلمان ہو جو ہونا تھا سو ہوا، جب صاحبزادوں نے بہت ہزار کیا آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی کہ ابھی حضرت غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ جس کسی کے تئیں کسی کار پر قدرت ہو وہ اگر توسل میرا درمیان میں لائے تو اللہ تعالیٰ اُس کی وہ حاجت روا کرے، میں دعا کرتا ہوں کہ اپنے

دوستوں کے طفیل سے شیخ طاہر کو اس بلا سے نکال، اُسی وقت شیخ طاہر کی مستی اور وہ عشق مزاجی دور ہوئی، اُسی وقت آپ کی خدمت میں اگر دوبارہ مشرف باسلام ہو کر مُرید ہوئے، سید غلام علی شاہ دہلوی فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر صدی میں ایک مجدد پیدا ہوتا ہے، چنانچہ جنید بغدادیؒ غوثِ اعظم اپنی اپنی صدی میں مجدد اور محی الدین مجھے ہیں، پس گیارہویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے شیخ احمد کو مجدد دین اسلام پیدا فرمایا، چنانچہ مجدد الف ثانی و قلم ربّانی و محبوبِ جانی و امام ربّانی و قطبِ آپ ہی ہیں صاحبِ روضۃ السلام فرماتے ہیں کہ شیخ احمد سے دو خوارق ایسے ہیں کہ قیامت تک زمین پر یادگار رہیں گے ایک تو آپ کے مکتوبات اور دوسرے رسالہ کہ جس میں حقائق اور محارف برطانیہ درج ہیں، دوسرے آپ کے غزنیہ کہ جن کو آپ نے اپنے کمال سے منل اپنے کر لیا تھا، وہ ایک خواجہ محمد صادق دوسرے شیخ احمد سعد تیسرے شیخ محمد معصوم، چہارم شیخ محمد اشرف، پنجم محمد فرخ، ششم شیخ محمد علی، ہفتم شیخ محمد یحییٰ مشہور بہ شاہ جی، ان صاحبوں میں سے شیخ احمد سعید اور محمد معصوم صاحبِ سجادہ ہوئے، وفات حضرت کی بروز شنبہ ۱۲ صفر ۱۰۳۲ھ میں ہوئی، مزار سرہند میں زیارت گاہِ خلائق و حاجت روا کے مُریدان ہیں۔

## ذکر حضرت شیخ محمد طاہر لاہوری نقشبندی قدس سرہ

آپ خلیفہ حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی کے تھے، صاحبِ ریاضت و مجاہدات و مقاماتِ عالی و کرامت و خوارقِ کبوی بہت رکھتے تھے، پہلے خاندانِ قادریہ میں شاہ سکندر بن شاہ کمال کتبلی کے مُرید ہوئے بعدہ شیخ عبدالواحد والد شیخ احمد مجدد کے زیرِ تعلیم رہے، اُن کی وفات کے بعد صحبت شیخ احمد سے بہرہ مند ہوئے اور تعلیمِ خواجہ احمد سعید و خواجہ محمد معصوم پر متعین ہوئے، بعدہ بلائے کفار میں پھنس کر پھر دماغ حضرت سے اُس کفر سے خلاصی پائی، جیسا کہ بیان ہو چکا ہے، بعدہ توجہ حضرت مرشد کے کمال و لایزال ہوئے اور طریقہِ نقشبندیہ قادریہ میں صاحبِ اجازت ہوئے، اور لاہور میں مامور ہو کر ہدایتِ خلق میں مصروف رہے، مقاماتِ حضرت کے آپ کے اُن مکتوبات سے جو خدمتِ پیر میں تحریر کئے ہیں ان سے ظاہر ہیں، خلیفہ آپ کے مشہور ترین یہ ہیں:- شیخ ابو محمد قادری نقشبندی لاہوری، دویم صوفی دہلوی سویم شیخ لکھن مست کہ لاہور میں آسودہ ہیں، چہارم شیخ ابو القاسم کہ مزار آپ کا جدہ میں ہو، پنجم شیخ آدم بنوری کہ سلسلہ قادریہ میں مُرید تھے، وفات شیخ طاہر کی ۸ محرم ۱۰۳۲ھ میں بمقام لاہور ہوئی۔



## ذکر حضرت خواجہ سیرنگ قدس سرہ

آپ صاحبزادہ خواجہ باقی باللہ کے ادرمید بھی تھے، بعد خواجہ حسام الدین کہ مرید

خواجہ باقی باللہ کے تھے، اُن کی خدمت میں رہ کر کار تکمیل پہنچایا، وفات حضرت کی سوسہ ماہ ہوئی، مزار نزد والد ہے۔

## ذکر حضرت آخوند ملا حسین جبار کشمیری مجدد قدس سرہ

آپ پہلے مرید لانا محمد فادری کے

بعد خواجہ عبدالشہید دہلوی کے ہو کر فیضان کامل حاصل کر کے چند سے روضہ خواجہ باقی باللہ پر حاضر رہ کر پھر کشمیر میں آ کر حدیثِ خلق میں مصروف ہوئے، تاریخِ عظیمہ میں ذکر ہے کہ شیخ محمد امین صوفی اور مولانا حیدر و خواجہ محمد فضیل و بابا نصیب الدین سہروردی بروز جمعہ آپ سے ملنے آئے، خواجہ محمد عظیم صاحب تاریخ مذکور میں کہتے ہیں کہ میں بھی اپنے پیر بابا نصیب الدین کے ہمراہ تھا، ملا حسین نے ایک حدیث بڑھ کر مولانا حیدر سے پوچھا کہ اس حدیث کا راوی کون ہے، ملا حیدر چپ رہے، مگر اُن کے صاحبزادہ خواجہ محمد فضل نے کہا کہ حضرت عثمان غنی سے روایت ہے ملا حسین نے التفات نہ کر کے پھر مولانا حیدر سے پوچھا، مولانا نے اپنے فرزند کے کلام کی تائید کی، ملا نے کہا پہلے تم نے کیوں نہ کہا اب یہ تائید کلام کیوں ہے اس میں سخت تردد ہوا حاضر ہوا کہ حضرت عثمان غنی سے اس کی تصدیق کی جائے۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک شخص برقع پوش نورانی آیا، یہ سب بزرگ عظیم بجالائے اور اس شخص کے قدم چومے نوادار دے آہستہ باد بکلی تصدیق کی، بعد تصدیق کے وہ برقع پوش جس طرف سے تشریف لائے تھے وہیں تشریف لے گئے، یہ تینوں بزرگ حضرت عثمان غنی کے مشکور ہوئے اور فرمایا کہ مریع پاک خلیفہ ثالث اکی تھی، برائے تصدیق روایت حدیث تشریف لائے تھے، وفات خواجہ ملا حسین کی سنہ ۱۰۵۰ھ میں ہوئی، مزار کشمیر ریاست محلہ کوجور میں ہے۔

## ذکر حضرت خواجہ خاوند حضرت ایشاں قدس سرہ

آپ دلی مادر زاد قطب الانشا صاحب حال، قال عاشق

ذوالجلال، ظہر جلال و کمال بن میر سید شریف بن خواجہ مجیر بن تلج الدین حسن بن خواجہ علاؤ الدین عطار اور مرید خواجہ ابوالحسن سفید کے اور روحانیت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی

سے بھی ایسے طریقے پر فیضان تھا، اور سلسلہ آپکا خواجہ غفید بغدادی سے مل جاتا ہے، میں برس کی عمر میں خوش میں اگر تعیم ہوئے، ایک روز مجلس باقی بیگ حاکم خوش میں بیٹھے تھے کہ بہت بد مزاج اور منکراو لیا تھا، آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ وہ لوگ کہ جو اپنے کو خواجہ زال کہتے ہیں خلق خدا کو گمراہ کرتے ہیں ان کی ناک اور کان کاٹ کر شہر میں شہیر کیا جائے، یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ میں میدان دار ہوں کہ انگ خاندان دشمنان بزرگان کے ناک کان کٹیں، چنانچہ بعد ایک ہفتہ کے میر شکر شاہ بخارا کا موعا جانور شکاری خوش میں آیا ایک ضیعفہ کی بکری زبردستی لے لی، اس پر حاکم خوش نے میر شکار کو خوب ٹپوایا اُس نے بخارا پہنچ کر بادشاہ سے استغاثہ کیا کہ حاکم خوش نے مجھ کو ٹپوایا اور بار سرکاری چھین لیا، یہ سن کر شاہ برہم ہوا اور باقی بیگ حاکم خوش کو بلا کر اُس کی ناک اور کان کٹوا دیئے، اُس منکراو یار نے اپنی سزا پائی، پس جب عبداللہ خاں شاہ بخارا اور اُس کے پسر عبدالمومن نے انتقال کیا حضرت وہاں کے کشمیر میں آکر جمیل بیگ حاکم کشمیر کے مکان پر قیام پذیر ہوئے بہت کچھ رجوع خلافت ہوئی ہزاروں مرید ہوئے تاحال آپ کی اولاد کشمیر میں موجود ہے، بعدہ اکبر آباد لاہور دہلی میں بھی چندے ہے، بعد شاہان جلال آباد یعنی از عہد حضرت اکبر اعظم تا حضرت شاہجہاں حضرت کا نہایت اعزاز رہا اور جو دعا کرتے فوراً بارگاہ الہی میں مستجاب ہوتی تھی، چنانچہ دوبار بارش کے واسطے دعا کی اور پانی برسا۔

نقل ہے کہ جب شرف بیگ برادر عرض بیگ کابل جانے لگا، حضرت نے کسی کار کے واسطے ارشاد فرمایا اُس نے سستی کی، آپ اُس سے منکر خاطر ہوئے وہ تپ کہنے میں مبتلا ہوا اور نفاس حرارت کا روز بروز زیادہ ہونے لگا، آخر اُس کو حضرت کی خدمت میں لائے اور دعائے صحت چاہی، حضرت نے نجیر فرما کر ارشاد کیا کہ اگر خدا چاہے گا صحت ہوگی، لوگ سمجھے کہ شفا کے واسطے فرمایا اُس کو پھر گھر میں لے گئے، اُس کا گھر قریب خانقاہ تھا، جب رات ہوئی یکایک اُس کے گھر سے رونے کی آواز آئی معلوم ہوا کہ شرف بیگ مر گیا، اُسی وقت اُس کا برادر عرض بیگ روتا پٹیتا آیا اور عرض کی کہ خواجہ نقشبند نے مردوں کو زندہ کر دیا میں بھی امید دار ہوں کہ میرا برادر زندہ ہو، آپ نے تبسم کر کے فرمایا کہ گھر میں جا کر دیکھ شاید زندہ ہو، یہ فرمایا ہے تھے کہ رونے کی آواز موقوف ہوئی اور خبر آئی کہ شرف بیگ نے آنکھ کھولی، حضرت کی توجہ سے دین روز میں صحت ہوئی، ایک بار حضرت عید گاہ لاہور میں بروز عید تشریف فرما تھے، نمازی جمع ہو چکے تھے، مگر صوبہ لاہور کا انتظار تھا اثناء ذکر میں آخر وقت نماز کا ذکر آیا

حضرت نے فرمایا کہ وقت آخر وقت تا بہ زوال ہے، ملا برصالح لاہوری نے انکار کیا اور بے ادبی کے سخن زبان پر لایا، حضرت نے فرمایا کہ اے آفتاب حیات تیرا زیر برسات آگیا، چنانچہ لا بعد نماز کے گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو چلا کہ گھوڑا بگڑا اور ملا گلا اور گردن کا منکا ٹوٹا، بالکل اپنے گھر پہنچا اور جانا کہ یہ شامت اُس بے ادبی کی ہو، آخر قاضی نور الدین و شیخ الاسلام میر حسین کو حضرت کی خدمت میں بھیج کر عفو قصور چاہا، حضرت نے فرمایا کہ اب مجبوری ہے تیر بہدف پہنچ چکا میں اگرچہ راضی ہوں مگر میرے خواجگان نے نہیں آخر ملا اُسی روز مر گیا۔ ایک بار ملا ذہبی شاعر کشمیر تاسیخ خانقاہ حضرت لکھ کر لایا، اُس وقت ہجوم خلائق تھا اُس کو پیش نہ کر سکا، جب چلا حضرت نے پکار کر فرمایا کہ ملا جو کا غذ تیری جیب میں ہو دیتا جا کہ اس وقت سے بہتر کون قوت ہو گا، ملا متعجب ہوا اور پرچہ تاسیخ پیش کیا، خواجہ معین الدین تحریر فراتے ہیں کہ انتقال سے پندرہ روز پہلے بعد نماز عصر نواب فقار خاں عالی جاہ کمرید حضرت کا تھا اُس فرمایا کہ بعد پندرہ روز کے میرا سفر آخرت ہے، چنانچہ جب سولہواں روز آیا بعد نماز مغرب کئی باری شعر پڑھا اُسی غنچہ امید بکن گئے از روضہ جاوید بنما، اور غنا سے پہلے سر سجدہ میں رکھ کر سفر فرمایا، اُس وقت حضرت شاہجہاں بادشاہ لاہور میں تشریف فرما تھے، آپ کے انتقال کی خبر سن کر میران سید جلال الدین صدر صدور لاہور کو حکم دیا کہ تم جا کر میری طرف سے اہتمام تجہیز و تکفین کرو، پس جب برائے غسل نعش مبارک کو تختہ پر لٹایا قریب تھا کہ تہہ بند کی گرہ کھل جائے، حضرت نے دونوں ہاتھوں سے اپنا تہہ بند پکڑ لیا یہ کرامت دیکھ کر تمام حاضرین نے اقرار کیا کہ اولیا اسد لایموتون پس جب لحد میں رکھا اور برائے زیارت چہرہ مبارک سے کفن اٹھایا تو رولب اس طرح جنبش کرتے تھے کہ کچھ پڑھ رہے ہیں، بعد نواب سعید خاں نے آپ کا مقبرہ بنوایا، انتقال حضرت کا ۱۱ شعبان ۱۰۲۵ھ میں ہوا مزار لاہور میں ہے، بعد انتقال کے ہزاروں کرامتیں ظہور میں آئیں۔ حکام لاہور سے ایک شیعہ تھا اُس نے گنبد کو گرانا چاہا آخر اُس کی بیٹی نے اُس کو قتل کیا۔ آپ کے چھ فرزند تھے خواجہ تلج الدین خاندانہ، خواجہ احمد و خواجہ خاندانہ محمد و خواجہ خاندانہ معین الدین صاحب کتاب رضوانی کہ شاگرد شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تھے و خواجہ خاندانہ قاسم و خواجہ بہاؤ الدین خاندانہ مجاہد مزار والد ہے، اور خلیفہ آپ کے یہ ہوئے ہیں، خواجہ احمد پیر حضرت و خواجہ عبدالحسین نقشبندی کہ اولاد سے خواجہ حسن عطار کی تھے، وہ بیٹے علاؤ الدین عطار کے و خواجہ سید بیگی کہ اولاد سے شاہ شجاع کرمانی کے تھے و خواجہ محمد امین و حیدری و خواجہ عبد العزیز و حیدری و خواجہ

باقی ترسون خواجہ شادان کابلی و مرزا ہاشم برادر خواجہ دیوانہ بلخی کہ مرشد سبحان قلی خاں شاہ بلخ کے تھے  
 و خواجہ لطیف بخشی مرزا ابراہیم برادر میر نعمان مجددی و خواجہ باندی کشمیری و خواجہ حاجی طوسی حاجی ضیاء الدین  
 و خواجہ ابوالحسن سمرقندی و مولانا پایندہ حارثی و خواجہ معین الدین فرزند حضرت ۔

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد سرہندی کے  
 اور بہلول پور علاقہ سرہند میں رہتے

### ذکر حضرت حاجی خضر اوغانی قدس سرہ

تھے پہلے شیخ احمد کے والد کی صحبت میں رہ کر کالات حاصل کئے، بعدہ بخمدت شیخ احمد بکمال ولایت  
 مشرف ہو کر تمام اقالیم کی سیر کی۔ لکھا ہے کہ ایک بار شیخ احمد مجدد صاحب نے اہلس سے پوچھا کہ میرے  
 مریدوں میں سے وہ کون ہے جس پر تو نے دست برد نہ پائی ہو، اُس نے عرض کیا کہ حاجی خضر کبھی میرے ام  
 میں نہیں آیا۔ وفات حضرت کی ستر سالہ بے مقام بہلول میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ احمد مجدد ثانی کے تھے  
 پہلے حاجی خضر کے تعلیم یافتہ تھے

### ذکر حضرت خواجہ سید آدم بنوری قدس سرہ

اُس کے بعد مجدد صاحب کے مرید ہوئے، مگر علوم ظاہری سے نا آشنا تھے۔ ایک روز معاملہ میں  
 آواز غیب سنی کہ کوئی کہتا ہے کہ تو نے قرآن کیوں نہیں پڑھا، آپ نے عرض کی کہ پروردگار تو قادر ہے  
 اب رحمت کر اسی وقت ایک دست نورانی پیدا ہوا آپ کے سینہ کو مس کیا، اسی وقت تمام علوم  
 کھل گئے، مولانا بدر الدین تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت پابند سنت اور رفع بدعت میں بہت کوتاہی  
 تھے، ایک ہزار طلباء کو آپ کے لنگر سے دو وقت کھانا ملتا تھا، آپ سید حسینی اور قصبہ مودہ کے رہنے والے ہیں  
 ایک روز آپ نے فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب جناب سرور عالم کو خواب میں دیکھا کہ اپنے سینہ پر  
 ہاتھ پھیر کر کوئی چیز نکال کر اُن کو دے کر فرمایا کہ اُس کو کھائے، حسب الامر انہوں نے اُس کو کھایا اور  
 شب کو میری والدہ حاملہ ہوئیں، بعد نواہ کے میں پیدا ہوا اب مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ میرا وجود عطیہ  
 شاہ رسالت سے ہے، آپ ستر سالہ میں مع چند سادات و افتخاران و مشائخ وارد لاہور ہوئے  
 دس ہزار آدمی آپ کے ہمراہ تھے، چندے و ہاں قیام کیا مگر دشمنانِ اولیائے حاکم لاہور کو درغلا یا  
 جب آپ کو خبر ہوئی وہاں سے واپس وطن میں آکر زیارت کعبہ سے مشرف ہو کر مدینہ طیبہ میں  
 آئے اور وہیں وفات پائی۔ ایک بزرگ نے لکھا ہے کہ آپ کے ہمراہ دس ہزار افتخاران تھے

اور فوج بادشاہی مہم پر تھی، بادشاہ کو یہ خوف ہوا کہ یہ لاہور پر قبضہ نہ کر لیں، اس وجہ سے ہاں چلے آئے، یعنی بادشاہ نے نہ ٹھیرنے دیا، یہ روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ جب شاہجہاں کو مرید اور معتقد سلسلہ مجددیہ کا اوپر لکھا گیا ہے تو پھر بدگمانی کجا۔ شیخ محمد شریف فرماتے ہیں کہ میں نے اور دوسرے یاروں نے آپ کی پیشانی پر اسم ذات لکھا دیکھا۔ ایک روز ہم نے اس معاملہ کو دریافت کیا آپ نے اُس کا اظہار منع فرمایا اور اُس روز سے وہ نظر مردمان پر پوشیدہ ہو گیا، شیخ صالح کہتے ہیں کہ جب میں آپ کے طریقہ میں مرید ہوا تو میں نے کہا افسوس ہے کہ اگر میں پہلے پیدا ہوتا اور کسی بزرگ کے طریقہ میں مرید ہوتا تو بہت سہرا ہوتا اب طریقتہ متاخرین مجددیہ میں مرید ہوا ہوں کیا فائدہ ہوگا اسی شب میں نے خواب میں دیکھا کہ درویش ہر طریقہ کے اپنے مریدوں سمیت آئے اور مجھ سے مصافحہ کر کے کہا کہ تو سعادتمند ہے کہ طریقہ مجددیہ میں مرید ہوا گو یہ طریقہ آخری ہے مگر متقدمین سے بہتر ہے جب آنکھ کھلی بہت خوش ہوا۔ صبح جب حاضر ہوا فرمایا کہ الحمد للہ تیری تسلی ہو گئی، شیخ غلام سہارنپوری کہتے ہیں ایک بار مجھ سے فرمایا کہ جس مشکل میں تو مجھے یاد کرے گا میں تیری امداد کروں چنانچہ سفر قندھار میں رہزنوں نے مجھ کو گھیرا میں نے آپ کی طرف توجہ کی اسی وقت آپ کے چشم ظاہر دیکھا آپ کی ہیبت ہزین بھاگ گئے بنور میں ایک عورت پر جن عاشق تھا اُس کے لواحقین نے آپ سے عرض کیا، آپ نے فرمایا کہ اس عورت کے کان میں کہہ دو کہ شیخ احمد کہتے ہیں یہاں سے چلا جا ورنہ جلادیا جائیگا چنانچہ لوگوں نے اُس عورت کے کان میں کہا اور وہ اُسی وقت اچھی ہو گئی۔ شیخ محمد شریف کہتے ہیں کہ میں سوتا تھا معلوم ہوا کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ اٹھ تیرے گھر چوڑا میں گھر کر اٹھا کوٹھے پر گیا تو چور مجھ کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ ایک حاکم نے آپ کی دعوت کی آپ نے فرمایا کہ اگر تو ظلم اور عدت سے توبہ کرے تو میں تیری دعوت قبول کروں یہ وہ سن کر غصہ ہوا اور سخن بے ادبانہ زبان پر لایا، آپ نے اُس کو تیز نظر سے دیکھا اُسی روز وہ شکار میں اپنے دشمنوں کے ہاتھ سے مارا گیا وفات حضرت کی ۱۳ شوال ۱۰۵۲ھ میں ہوئی، مزار آپ کا مدینہ منورہ میں متصل روضہ خلیفہ سوم کے ہے، آپ کے چار بیٹے تھے شیخ محمد اولیا و شیخ محمد عیسیٰ اور شیخ محمد محسن و شیخ غلام محمد۔

تذکرہ حضرت شیخ حامد لاہوری قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ آدم بنوری

کے تھے نہایت متقی اور بالکمال کماپنے پیرمائیوں کی تعلیم پر متعین تھے وفات آپ کی بروز پنجشنبہ ۱۲ جمادی الاول ۱۰۵۹ھ میں ہوئی مزار بنور میں ہے

**ذکر حضرت شیخ نور محمد پشاورى قدس سرہ** | آپ خلیفہ شیخ آدم کے اور ترک اور  
بحریدین شہرہ آفاق سلطان

میں تحصیل علوم کر کے شیخ آدم کے مرید ہوئے اور صاحب کمال ہو کر پیر خاندان یوسف زئی ہوئے اور آج تک وہ سلسلہ جاری ہے وفات آپ کی ۱۰۵۹ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت میر نعمان مجددی قدس سرہ** | آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے  
صاحب شریعت و طریقت و بابرکت

و پیر پرست و صاحب ہدایت گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۹۔ صفر ۱۰۶۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید امیر ابو العلی القشبندى قدس سرہ** | آپ اولاد سے  
خواجہ احرار کی تھے

آپ کے والد الامین اکبری سے تھے وہ اولاد تھے انہوں نے اجمیر شریف جاکر روضہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی پر اولاد کے واسطے التجا کی شرب کو بحالت خواب معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ فرماتے ہیں کہ تیرے گھر لڑکا پیدا ہوگا وہ میرا ہوگا چنانچہ بعد اس معاملہ کے حضرت پیدا ہوئے۔ صغیر سنی سے آثار بزرگی سیمائے نورانی سے ظاہر تھے اور کرامت و خوارق ظاہر ہونے لگے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت مادر زاد ولی تھے۔ چند روز میں علوم ظاہری سے فارغ ہو کر دربار شاہی سے منصب موزنی حاصل کیا اس عرصے میں ان کے والدین نے انتقال کیا اور دہلی میں قلعہ کہنہ کے سامنے مدفون ہوئے آپ کا روبرا مارت میں مصروف رہے ایک شرب خواب میں دیکھا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی فرماتے ہیں کہ اے فرزند جس واسطے پیدا ہوا اُس کو بھول گیا اور کچھ تعلیم فرمایا۔ جب بیدار ہوئے اپنے دل کو شوق الہی میں مستغرق پایا آخر ترک مارت کر کے عبادت حق میں مصروف ہوئے۔ اجمیر شریف جاکر روحانیت خواجہ بزرگ سے اولیسی طریقہ پر فیضان حاصل کیا بعدہ حضرت خواجہ امیر عبداللہ سے بیعت ظاہری کی کہ وہ مرید خواجہ یحییٰ کے وہ مرید خواجہ عبدالحق کے وہ مرید خواجہ احرار کے وہ مرید مولانا یعقوب چرخى کے وہ مرید خواجہ علاء الدین عطار کے وہ مرید

خواجہ بہاؤ الدین نقشبندیہ کے چچے کہتے ہیں کہ جب آپ کی فقیری کا شہرہ ہوا تو حضرت نور الدین جہانگیر بادشاہ نے ایک روز آپ کو طلب کیا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے بھر کر آپ کو دیا آپ نے انکار کیا اس وقت بادشاہ نے فرمایا کہ اے ابوالعلیٰ انکار کرتا ہے تو غضب سلطانی سے نہیں ڈرنا آپ نے کہا میں غضب الہی سے ڈرتا ہوں اس کے آگے غضب سلطانی کوئی چیز نہیں ہے یہ سنکر بادشاہ نے آپ کو گلے نکایا اور غدر چاہا اور کہا کہ یہ فقط تمہارا امتحان تھا الحمد للہ کہ جو گمان میرا تمہارے ساتھ تھا وہ درست رہا اور جہانگیر آپ کی واگذاشت کی آپ قبول نہ فرماتے تھے اُس پر بادشاہ نے مصر ہو کر فرمایا کہ یہ واسطے اخراجات مساکین کے ہے حضرت نہایت متقی اور معدنِ جود و احسان تھے جو لے لیا و عقیقی آپ کی خدمت میں آتا متوجہ ہو کر انکی مشکک نشانی فرماتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بہتر ہے میرے پاس طالب دنیا آویں کہ واسطے کشائش دنیا سے کشائش عقیقی ہو جاتی ہے مگر یہ کیفیت تھی کہ پہلے جو طلب دنیا میں اُن کے پاس جاتا تھا بعدِ چند روز کے طالبِ عقیقی و مولا ہو جاتا۔ آپ پر نسبتِ پشتیہ غالب تھی وفات حضرت کی بروز شنبہ ۹ صفر ۱۰۶۷ء میں ہوئی مزار انوالکبر آباد میں طبعت روحانی ہو

### ذکر حضرت شیخ ابوالفتح قدس سرہ

آپ مرید شیخ آدم کے تھے نہایت محبوب کرار کہین سے اپنے پیر کی خدمت میں رہو وفات

آپ کی ۱۰۶۷ء میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے صاحب استغراق و پابند سنت و باکرامت گذر ہو

### ذکر حضرت شیخ عبدالحی قدس سرہ

وفات آپ کی ۱۰۶۷ء میں ہوئی۔

آپ فرزندِ خلیفہ شیخ احمد سرہندی کے تھے

### ذکر حضرت شیخ احمد سعید قدس سرہ

کہ بعینہ مثل اپنے والد کے تھے ملا بدر الدین کہتے

ہیں کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص ایک بیڑہ پان ڈھاک کے پتے میں لپٹا ہوا لایا آپ نے گھوری اس میں سے کھائی اور پھر اُس کو اسی طرح بیٹ کر میری طرف پھینک دیا میں سمجھا کہ اس میں بیڑہ ہی ہے آداب بجالا کر جو کہولا تو خالی تھا حاضرین ہنس پڑے میں شرمندہ ہوا مگر اُس پتے کو بیٹ کر اپنی پکڑی میں رکھ لیا جب مکان پر آکر اس پتے کو پھینکنا چاہا تو وہ برگ پان ہو گیا تھا

بزرگ اسکو میں نے کہا یا اور وہ ملاوت باطنی پیدا ہوئی کہ بیان سے باہر چنا چنچہ آپ کے حق میں خواجہ باقی باللہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ احمد کے دونوں پسرا احمد سعید و محمد معصوم جو اہر کئے کھڑے ہیں کہ خوشنوی میں مقامات احمد کو پہونچ گئے ہیں کسی شخص نے سید غلام علی شاہ دہلوی سے کہا کہ خواجہ شہار اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ دونوں صاحبزادے باب تجدید میں شیخ احمد سے شرکت رکھتے ہیں غلام علی شاہ نے فرمایا کہ شیخ نے فرمایا ہو کہ معاملہ میرا اور میرے فرزندوں کا مثل صاحب شرح وقایہ کے ہر وفات حضرت کی ششہ میں ہوئی :

### ذکر حضرت شیخ محمد سلطان پوری قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب حل وقال وعالم

باعمل جس بیمار پریم اللہ ٹھہر دے کرتے اسکی شفا ہوتی اگر جنگل میں جا کر ذکر اللہ کرتے جانوران صحرائی حاضر ہوتے تھے وفات حضرت کی ششہ میں ہوئی :

### ذکر حضرت شیخ محمد معصوم قدس سرہ

فرزند سید شیخ احمد سرہندی کے جب آپ پیدا ہوئے ہیں تو خواجہ باقی باللہ نے فرمایا تھا

کہ احمدیہ فرزند تیرا جبکہ مبارک ہو چنا چنچہ سولہ برس کی عمر میں دستار فضیلت حاصل کی بعدہ باعلوم باطنی متوجہ ہوئے اور اپنے بھائیوں سے سبقت لیگئے آخر والد نے اپنے مریدوں کی تعلیم آپ کے سپرد کی اور ان کو وصیت کی کہ اپنی خالقاہ کو تخت سلطنت اور بلور یہ کوندا شاہی سے بہتر سمجھنا اور امرا اور وزراء بادشاہوں سے محترز رہنا چنا چنچہ امراء شاہجہانی کی محبت قبول نہ کی مگر بوجہ عقیدت حضرت اوندنگ زیب عالمگیر بادشاہ سے نہایت محبت رہی بعض اہل کتاب نے لکھا ہے کہ حضرت عالمگیر آپ کے مرید تھے اسی وجہ سے آپ کے مرید امراء عالمگیری میں داخل ہوئے جب زیارت حرمین کو گئے وہاں بھی ہزاروں مرید ہوئے تذکرہ اوہمیہ میں لکھا ہے کہ بوجہ مریدی عالمگیر کے حضرت داراشکوہ قادری کو آپ سے نفاق تھا بلکہ آپ کے مریدوں سے بھی تغیر تھا اس وجہ سے حضرت نے روضہ نبویؐ عرض کی کہ داراشکوہ ولیعہد شاہجہاں اہل سرہند کے درپے تخریب ہو اسوقت معلوم ہوا کہ حضرت رسالت مآب نے ارشاد کیا کہ جو دشمن تیرا وہ دشمن میرا ہو اس کے واسطے شمشیر قہر الہی کی کافی ہو چنا چنچہ شہادت داراشکوہ کی مشہور ہے میرے عسکری سے روایت ہو کہ مکہ معظمہ میں ایک شخص کا لڑکا مر گیا





اور متقی اور عالم باعمل تھے ملا عبدالحکیم سیالکوٹی سے روایت ہے کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا ایک روز مجھ کو دیا میں نے اس کو جیب میں ڈال لیا کئی سال وہ رویہ میرے پاس رہا کبھی میرا کیسہ خالی نہ رہا جس قدر خرچ کرتا تھا اتنا ہی غیب سے اور پہنچتا تھا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۸۱ھ میں ہوئی :

ذکر حضرت شیخ محمد انبالوی قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے صاحب کرامت ظاہری اور باطنی تھے وفات آپ کی سنہ ۱۰۸۲ھ میں ہوئی]

ذکر حضرت شیخ محمد شریف شاہ آبادی قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے عالم باعمل و درویش بے مثل صاحب حال و قال گزرے ہیں وفات آپ کی سنہ ۱۰۸۲ھ میں ہوئی :

ذکر حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ بن خواجہ خاوند محمود

آپ پسر و خلیفہ اپنے والد کے تھے صاحب تقویٰ پابند مذہب بنوی نہایت صالح و عالم علوم تھے اپنے عہد کے مفتی کہ تمام علماء آپ سے فتویٰ طلب کرتے تھے چنانچہ فتوہ منقش بندہ و کسرت السعادت بعبارت آپ کی تالیفات سے موجود ہیں اور اپنے والد کے حال میں رسالہ رضوانی لکھا عہد سلطنت حضرت شاہ جہاں بادشاہ میں نواب مظفر خاں صوبہ کشمیر ہوا اس کی حکومت میں شیعہ اور سنی خوب لڑے بعد کشت و خون کے مقدمہ روبرو قاضی ابوالقاسم و قاضی محمد عارف کے پیش ہوا اور حکام نے متنبیہ اہل شیعہ میں سستی کی کہ ان کا گروہ زیادہ تھا اس میں اہل سنت کو برا ہی ہوئی شہرے جل کر بہ سرداری حضرت مہفت مینار مقام کیا اور حضرت نے صوبہ کشمیر کو سخت کلمات تحریر کیجیے وہاں وقت حاضر ہوا اور کل اہل سنت کو مناکر شہر میں لیگیا بہت سے تبرہ کہنے والوں کو قتل کیا یہ فعل اس کا ظاہری تھا کسوا سٹے کہ بادشاہ سے خواجہ کی شکایت کی بادشاہ نے خواجہ کو لاہور میں رہنے کا حکم دیا حضرت نے اپنے فرزند کو اپنا صاحب سجادہ کر کے کشمیر میں بھیجا وفات حضرت کی سنہ ۱۰۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ عبدالحق حضوری قدس سرہ [آپ خلیفہ شیخ آدم کے تھے۔ خواجہ قطب خان سے

روایت ہے کہ میں ایک روز حضرت کی خدمت میں حاضر تھا میں نے عرض کیا کہ دعا کیجئے شاہزاد اورنگ زیب بادشاہوں میں ایک دینیہ نذر خدام کروں گی یہ سن کر چندے تامل کر کے فرمایا کہ لشکر دارا غلو کو شکست ہوئی عالمگیر تخت پر بیٹھا تھوڑے دن بعد اس کا لہو ہوا پس سند حضرت کو پیش کی قبول فرما کر ارشاد کیا کہ میں نے برائے خدا اُس کی امداد کی نذر لینا ہمارے پیروں کا طریق نہیں ہے۔ ایک روز تیل نہ تھا خادم نے عرض کیا اپنے فرمایا کہ تیل کا برتن لا چنانچہ وہ برتن آیا آپ نے بسم اللہ پڑھ کر اُس میں دم کیا وہ تیل بھر گیا فرمایا کہ یہ مار کسی سے نہ کہنا چنانچہ چند سال اُسی برتن میں سے خرچ ہوا بعدہ اُس نے یہ کرامت کسی سے بیان کی اُس وقت وہ برتن خالی ہو گیا وفات آپ کی ۱۰۸۱ھ میں ہوئی +

**ذکر حضرت خواجہ اوڈ مشکوٰتی قدس سرہ** آپ شاگرد خواجہ حیدر جی کے تھے اور شکوۃ شریف حنفی تھے

بعد حصول علم ظاہری کے بابا نصیب الدین سے سلسلہ قادریہ میں بیعت کر کے اسرار الابرار حالات شلیخ میں بزبان عربی و فارسی تالیف کی بعدہ خواجہ خاوند محمود نقشبندی کے مرید ہوئے اور ۱۰۹۷ھ میں وفات پائی۔ مزار کشمیر میں محلہ کندر پور متصل عید گاہ کے ہے۔

**ذکر حضرت شیخ محمد امین کشمیری قدس سرہ** آپ مرید سید عبدالوہاب کے وہ خلیفہ شیخ عثمان جالندھری کے تھے

تھے۔ بعد عطائے خرقہ نقشبندیہ کشمیر میں آکر مقیم ہوئے ہزاروں مرید ہوئے جب عمر شریف سر سے زیادہ ہوئی ۱۱۰۹ھ میں وفات پائی مزار کشمیر میں ہے مصرعہ تاریخ عرش بود مکن روح الامین۔

**ذکر حضرت شیخ یوسف الدین قدس سرہ** آپ فرزند محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی عالم علوم ظاہری و باطنی

اور بسبب اتباع سنت کے محی السنۃ مشہور ہوئے جو فاسق فاجر کا فر آپ کے روبرو آتا تا جب ہوتا اہل دل کے گھر کا کچھ نہ کھاتے تھے اُن سے بہت برہمیز کرتے تھے ہر وقت منتظرانہ بیٹھے رہتے تھے اگر کوئی آپ کے روبرو اللہ کہتا اُسی وقت بیہوش ہو جاتے تھے آپ سے بہت سی کرامتیں بے اختیار صادر ہوتی ہیں ایک شب بڑے اداے نماز تہجد اُٹھے حجرہ کی صحت پر

جاتے ہی بانسلی کی آواز آئی، بیقرار ہو کر نیچے گر پڑے ہاتھ میں بہت ضرب آئی فرمانے لگے کہ مردان مجھ کو  
بسبب ترک سماع کے بیدار دیکھتے ہیں مگر بے درد وہ ہیں کہ منکر صبر کرتے ہیں ایک بار آپ کا ایک مرید علی  
سماع میں شامل تھا اُس کو حالت ہوئی اُس نے ضبط کیا کہ اس کا قلب بھٹ گیا اور وہ مر گیا آپ نے اُس کی  
کیفیت سُن کر فرمایا کہ سماع مہلک درد مندوں کو اسوجہ سے علما نے سماع کو حرام فرمایا ہے آپ کے مریدوں سے  
ایک نے تقلیل غذا کی آپ نے اس کو منع فرما کر ارشاد کیا کہ اس طریقہ میں حاجت تقلیل غذا کی نہیں  
ہمارے پیروں کے ہاں وقوف قلبی اور صحبت شیخ اور نذرہ مجاہدات شافہ کا خرق عادت اور تصرفات ہوا  
ہمارا کام ہمیشہ باتباع سنت ذکر توجہ الی اللہ کثرت النوار وبرکات ہے وفات آپ کی ۹۰۰ھ میں ہوئی  
ذکر حضرت شیخ سعدی مجددی لاہوری قدس سرہ آپ خلیفہ شیخ  
آدم کے تھے

اور خود سالی سے شیخ آدم کی خدمت میں رہے شیخ محمد عمر پناور ہے کہ آپ کے خلیفہ تھے انہوں نے  
کتاب جواہر الاسرار آپ کے کوالیف عمری میں لکھی شرف الدین نے روضۃ السلام میں بھی آپ کی  
بہت کچھ تعریف لکھی ہے آپ ولی مادر زاد تھے خود سالی میں جو مشکل پیش آتی وہ برسیدہ حضرت  
سیدانام حل ہوتی تھی آپ کی توجہ سے آسیب بھاگ جاتے تھے جس بزرگ کی طرف توجہ کرتے  
اُس کی روحانیت سے فیض حاصل ہوتا آپ کی سات برس کی عمر تھی ایک روز اپنے دیہہ کے  
باہر چاہ پر وضو کر رہے تھے کہ حاجی سعد اللہ وزیر آبادی پنور کو جاتے تھے اُن کو دیکھ کر کہنے لگے  
کہ یہ بچہ کیا احتیاط سے وضو کر رہا ہے وہ تو وہاں سے پانی پیکر چل دیے اُنہوں نے اُن کے  
ہمراہیوں سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون ہیں اُس نے کہا حاجی سعد اللہ ہیں پنور اپنے پیر کے پاس  
جاتے ہیں یہ بھی اٹھکر ان کے ہمراہ ہو لیئے راستہ میں کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب حاجی صاحب  
خدرت مرشد میں پہنچے انہوں نے ہر ایک درویش کو جب واجب الپوچھا جب اُن کی نوبت  
آئی تو حاجی جی نے عرض کیا کہ یہ لڑکا بھی میرے ہمراہ آیا ہے مگر عجیب احوال ہے شیخ نے فرمایا کہ  
مت کہو کہ میرے ہمراہ آیا ہے بلکہ یوں کہو کہ میں اس کے ہمراہ آیا ہوں یہ سعادت مند مقبول راگاہ  
الہی ہے اگر تمہاری بخشش ہوگی تو اسی لڑکے کا سبب جانا پھر شیخ نے اُن سے پوچھا کہ تیرا نام کیا  
ہے انہوں نے کہا کہ سعدی شیخ نے فرمایا کہ دردارین سعدی اور بہت مہربانی فرما کر اپنے

گھر میں لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا کہ یہ خور و سال ولی میرے پاس آیا ہو رسول خدا اس پر بہت مہربان  
 ہیں بعد یہ فرما کر کسی خدمت پر مامور فرمایا۔ تاریخ بخشی سے نقل ہے کہ حضرت خود فرماتے ہیں کہ میں ہر کام  
 مرشد سہارنپور میں مقیم ہوا شب کو خواب میں دیکھا کہ شہر پر نور برس رہا ہے اور ایک عفت مانجے کہ اولاد  
 انبیاء علیہ السلام سے تھیں میرے پاس آکر فرمایا کہ تجھ کو حضرت قرۃ العین رسول آخر الزمان طلب فرماتے  
 ہیں میں ان کے ہمراہ ایک مسجد نورانی میں گیا دیکھا کہ تمام انبیاء کی مستورات اسادہ ہیں حضرت بی بی فاطمہ  
 سید النساء کی امام میں میری طرف دیکھ کر فرمایا کہ اسے پسریں بنی طرف سے تجھ کو اسم اعظم دیتی ہوں پس  
 مجھ کو اسم اعظم بتا کر اور ہر بیویں سیرت ہوا پر پردار کی اور انکھ سے غائب ہوئیں روایت ہے کہ حرین  
 شریفین جاتے وقت جب شیخ آدم جہاز پر سوار تھے یکا یک جہاز طوفان میں اگیا اہل جہاز آپسے متعلق  
 ہوئے آپ نے دعا کی جہاز بلا سے نکلا جب مکہ میں پہنچے میر منصور نے تباہی کا ذکر کیا شیخ آدم نے فرمایا  
 کہ وہ برکت سعدی کی تھی شیخ محمد امین بخشی فرماتے ہیں مجھ کو شیخ نے پہلے روانہ طرف بدینہ  
 کے کر دیا تھا راستہ میں مجھ کو حاجت غسل کی ہوئی ایک چشمہ میں نہایا موسم سردی کا تھا مجھ کو چا  
 جڑھ آیا کہ اس چشمہ میں سے ایک مرد نکلا اور مجھ کو گرم گرم حلو ا کھلایا میں اچھا ہو کر رہی ہوا۔ مولانا  
 محمد یحییٰ زنگی سے روایت ہے کہ جب خبر انتقال شیخ آدم کی پہنچی آپ لاہور میں مقیم ہو کر ہدایت  
 خلق میں مصروف ہوئے وفات حضرت کی چار شنبہ ۱۰۸۸ ھ ربيع الثانی ۱۱۰۸ ھ میں ہوئی مزار  
 متصل لاہور کے پیر عزیز فرنگ شہور بنو خلیفہ آکے یہ ہیں خواجہ محمد سلیم و محمد غنی و خواجہ محمد یوسف  
 خواجہ محمد عارف۔

### ذکر حضرت مولانا حاجی محمد اسماعیل غوری نقشبندی مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ سعدی لاہوری کے اور مولانا یار محمد گل مہاری کہ خلیفہ شیخ آدم کے تھے ان کو بھی  
 فیض حاصل کیا تھا پہلے کرب حلال سے پشاور میں ایام گزارا کرتے تھے اور بہت سیاحت کی  
 زیارت حرین سے مشرف ہوئے اور دیگر مشایخ سے فائدے اٹھائے بعد لاہور میں آکر شیخ سعدی  
 کے مرید ہوئے صاحب خوارق و کرامات محبت خاں کی مسجد میں جب مراقبہ فرماتے تھے مسجد  
 بلجیا کرتی تھی قدیم سے محراب اس مسجد کی ذرا قبلہ سے بھری ہوئی تھی آپ کی توجہ سے سیدھی  
 ہو گئی وفات آپ کی ۱۱۰۸ ھ میں ہوئی۔ مزار پشاور میں ہے۔

ذکر محمد م حافظ عبد الغفور شاپوری مجددی قدس سرہ

آپ خلیفہ حاجی اسماعیل تھے اور شیخ سعدی لاہوری سے

بھی فیض حاصل کیا تھا۔ نہایت فروتنی اور نفس کشی رکھتے تھے، ولی مادر زاد تھے، لڑکپن میں مزار بابا عبد اللہ پر جا کر نقل پڑھتے، بعد ہر رکعت کے ایک پیسہ زیر قدم پاتے، وہ اپنے بھولیوں میں تقسیم فرماتے اور روحانیت سید علی ہمدانی سے بھی فیض اٹھایا، اور شیخ سعدی سلسلہ قادریہ و حشمتیہ نقشبندیہ و دہروردیہ میں صاحب اجازت تھے۔ کتاب روضۃ السلام کے دیکھنے سے حضرت کے کمالات بخوبی ظاہر ہو سکتے ہیں درید محمد غوث گیلانی نے بھی آپ کے کوائف لکھے ہیں۔ وفات حضرت کی ۴۱ شعبان ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

ذکر خواجہ حافظ احمد لبوی قدس سرہ

آپ منظر خارق و کرامات و مورد انوار تجلیات اور خلوت گزین تھے، اپنے وطن ترکستان سے جہاں

سیر کرتے ہوئے وار کشمیر ہو کر حضرت ملا شاہ کی خانقاہ میں کئی برس رہے، آخر خواجہ نظام الدین نسیر خواجہ خاوند محمود بہشت ان کو شہر میں لائے اور اپنے فرزند ان کو مرید کرایا، یہ حضرت بھی اپنے عہد میں شیخ کشمیر گذرے ہیں اور ۱۳۱۵ھ میں بمقام کشمیر انتقال فرمایا۔

ذکر حضرت شیخ محمد راکشیری قدس سرہ

آپ فرزند ملا محمد طاہر مفتی اور مرید شیخ خاں محمد سرہندی کے تھے، چندے دہلی اور سر

میں رہے ہیں اور تہجد کے وقت ہزار رکعت روز پڑھتے تھے، نہایت صالح اور بابرکت گذرے ہیں، بمرہ ۷۷ سال ۱۳۱۵ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے مرید خواجہ محمد غلام کی تصنیفات رسالہ فیض اور تواریح عظمیٰ ہیں

ذکر حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ

آپ مرید شیخ سیف الدین بن محمد معصوم بن شیخ سرہندی کے عالم متبحر صاحب تقویٰ و کرامت

دنیا اور اہل دنیا سے متنفر جس پر مہربانی سے نظر کرتے وہ طالب حق ہو جاتا تھا، وفات حضرت کی ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت خواجہ محمد صدیق مجددی قدس سرہ

یہ حضرت پیر خلیفہ شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے، یہ بھی اپنے والد سے کم نہ تھے، وفات آپ کی ۱۳۱۶ھ میں ہوئی، ۱۰ سرہندی

## ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بنی مجددی قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبدالحمید محمود کے تھے اپنے وطن سے چلا کر کشمیر آکر قبولیت عظیم پائی اور بہت بڑے

ریاح تھے۔ خواجہ محمد اعظم و خواجہ بابا نور و خواجہ بہاؤ الدین۔ ان صاحبوں نے بھی آپ سے خرقہ خلافت حاصل کیا تھا۔ وفات آپ کی ۱۲۹۹ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت خواجہ عبداللہ بنی فاری قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ بنجم الدین کبریٰ کے تھے پہلے مرید جدی سلسلہ میں تھے

بعدہ سیاحی کرتے ہوئے مکہ معظمہ میں آئے اور شیخ احمد کی کہ خلیفہ شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے اُن کے مرید ہو کر کار تکمیل پنچاگر کشمیر میں تشریف لاکر مقیم ہوئے۔ خلق کثیر حلقہ ارادت میں آئی اور ۱۳۱۰ھ میں وفات پائی

## ذکر حضرت شیخ عبدالاحد بن شیخ احمد سعید بن شیخ احمد سرہندی قدس سرہ

آپ خلیفہ اپنے پدر کے اور صاحب سلسلہ مجددیہ و کرامت فوارق گذرے ہیں وفات آپ کی ۱۳۱۰ھ میں تھی

## ذکر حضرت شیخ محمد فرخ قدس سرہ

کہ بزرگان حضرت شیخ احمد سرہندی تھے صاحب تقویٰ ماہر علوم۔ فاری و باطنی اور مجیب الدعوات تھے۔ وفات حضرت کی ۱۳۱۰ھ میں ہوئی

## ذکر حاجی محمد افضل قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ محمد معصوم اپنے پدر کے عالم بے بدل صوفی بے مثل تھے

بارہ برس والد سے تعلیم پائی پھر بارہ برس شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہ کر فیضان حاصل کئے بعدہ زیارت حرمین سے مشرف ہو کر انبیا کتب خانہ وقف فرمایا اور خود یاد مولیٰ میں مشغول ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حدیث آپ ہی سے صحیح کی۔ آخر ۱۳۱۰ھ میں انتقال فرمایا۔

## ذکر حضرت حافظ محمد بن نقشبندی قدس سرہ

آپ اولاد سے شیخ عبداللہ بنی مجددی دہلوی کی اور

مرید شیخ محمد معصوم سرہندی کے کالات ظاہری اور باطنی سے آراستہ پر استقامت طریق مجددیہ میں کامل و مکمل گذرے ہیں آپ کے کالات کتاب مرزا مظہر جان

جاناں سے بخوبی معلوم ہو سکتے ہیں۔ وفات آپ کی ۱۳۱۰ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید محرم علی نقشبندی لاہوری قدس سرہ

آپ اعظم اولیائے ہند سے گذرے ہیں پابند سنت صاحب ذوق قطب

شیخ عہد گذرے ہیں۔ کمالات آپ کے ظاہر ہیں کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی نے آپ کے ملاقات کر کے آپ کے فقر اور کمال کی تعریف کی سن وفات نہیں ملا۔

**ذکر حضرت نواب محرم خاں مجددی سرفراز** | آپ امرائے عالمگیری سے تھے ترکہ مارت کر کے شیخ محمد معصوم سرہندی کے مرید ہوئے

ایک روز بادشاہ نے پوچھا کہ تیری عمر کس قدر ہے کہا کہ چار سال بادشاہ نے تبسم کر کے فرمایا کہ کیونکر جواب دیا کہ جو دن آپ کی خدمت میں گذرے اگرت گئے جو چار برس پیر کی خدمت میں گذرے یہ اصلی تھے۔ اوجہ یہ کہ دسترخوان آپ کا کشادہ اور پر تکلف تھا۔ جو شریک طعام ہوتا تھا۔ نور باطن سے اس کا سینہ منور ہو جاتا تھا۔ لکھا ہے کہ جب آپ کا ۱۲۸ھ میں انتقال ہوا اور قبر میں رکھا آپ نے چشم کھل کر فرمایا کہ وہ ملا جو خواجہ احرار کے سر کی ہوا اور مجھ کو میرے پیر سے پہنچی ہے میرے سر پر رکھو کہ میرا فخر ہے۔ آخر خادم نے کلاہ لاکر سر پر رکھی آپ نے آنکھیں بند کر لیں عمر آپ کی ایک سو میں برس کی تھی

**ذکر شیخ محمد فضل ٹیپالوی قدس سرہ** | آپ ماہر اسرار شریعت واقف انوار طریقت صاحب حال و قال صاحب سلسلہ مقدائے اولیا کہ مرید

شیخ محمد فضل کلا نوری کے وہ مرید شیخ ابو محمد لاہوری کے وہ مرید شیخ محمد ظاہر قادری کے وہ مرید شاہ سکندر کتھیل کے وہ مرید شیخ احمد سرہندی کے تھے کمالات آپ کے تذکرہ آدمیہ و روضۃ السلام سے دریافت ہو سکتے ہیں وفات حضرت کی ۱۲۸۵ھ میں ہوئی مرزا ٹیپالہ ہیں۔

**ذکر خواجہ حافظ سعد اللہ قدس سرہ** | آپ مرید شیخ محمد صدیق بن شیخ محمد معصوم سرہندی کے تھے۔ صاحب مقامات عالی فقر اور قناعت میں شہرہ

آفاق مرزا منظر جان جاناں کی ایفات سے آپ کے کمالات ظاہر ہیں ۱۱۸۲ھ میں وفات پائی دہلی میں بیرون دروازہ اجیری آپ کا مزار ہے۔

**ذکر حضرت شیخ محمد زبیر قدس سرہ** | آپ مرید شیخ محب اللہ نقشبندی کے صاحب تقویٰ کہ ذکر نفی اثبات بہت کرتے تھے، مرید شاہ گلشن کے

صاحب راز و نیاز کہ امرائے دہلی سے تھے اور ۱۱۸۲ھ میں وفات پا کر دہلی میں دفن ہوئے البتہ آپ کا تابوت سرہند میں لاکر دفن کیا گیا۔



## ذکر خواجہ شاہ گلشن قدس سرہ

آپ مرید خواجہ عبدالاحد مجددی کے تھے جامع کلمات  
و منبع الحنات صاحب تقویٰ ترک تجرید میں شہرہ آفاق

مارک لذات جامع مسجد نبی میں رہتے تھے بارہ ماہ عوض مسجد کا پانی پیتے ترکاریوں کے چھلکے یا خشک تپے  
کھاتے تھے اور صاحب کشف کلمات گذرے ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۰۵۳ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ عبدالرشید مجددی بن شیخ محمد مراد کشمیری مجددی قدس سرہ

آپ مرید اپنے پدر کے تھے اور چند روز سرہند میں شیخ عبدالاحد کی خدمت میں رہے جب شیخ دہلی میں آئے  
آپ بھی ان کی تاحیات دہلی میں رہے بعدہ ان کی نقش کے ہمراہ سرہند میں آئے اور پھر حج کیا دہلی کو دہلی آکر  
۱۰۷۲ھ میں انتقال فرمایا۔

## ذکر حضرت خواجہ نور الدین محمد آفتاب کشمیری بن خواجہ نظام الدین قدس سرہ

آپ اولاد سے خواجہ غاوند محمود کی تھے اور تربیت یافتہ خواجہ احمد بسوی کے تھے نہایت مرجع خلافت گذرے  
ہیں۔ وفات آپ کی ۱۰۷۶ھ میں ہوئی۔

## ذکر حافظ محمد عابد قدس سرہ

آپ مرید شیخ عبدالاحد کے تھے نہایت عابد اور زاہد صاحب  
تقویٰ مجدد کو آپ کے پاس بہت لوگ آکر مستفیض ہوتے  
تھے اور صاحب کشف کلمات گذرے ہیں وفات حضرت کی ۱۰۸۸ھ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت حاجی محمد سعید لاہوری قدس سرہ

آپ سلسلہ قادریہ میں مرید سید محمود بن  
سید علی ساکن مدینہ کے کہ سلسلہ شاہ محمود

محوالیناری تھے اور سلسلہ مجددیہ میں مرید حافظ سعد الدار کے تھے صاحب کلمات متجاہد غوات ایسے کہ آثار بدلی  
میں لاہور لٹا مگر لکھی محلہ و عبدالسہ داری کو جہاں بک قیام تھا کچھ کھٹکانہ ہوا کہ امتیں آپ کی لاہور میں ہو  
ہیں آپ نے دوج کئے تھے وفات حضرت کی عمر ایک سو دس سال ۱۱۶۶ھ میں ہوئی مزار لاہور میں ہے  
خليفة آپ کے شیخ عبدالرحیم ذوالے آپ کے درخیز علی تھے۔

## ذکر حضرت خواجہ عبدالسلام کشمیری قدس سرہ

آپ مرید حافظ عبدالغفور پناوری کے

کہ قطب عہد اور شیخ وقت مقتدائے مشائخین کشمیر گزے ہیں۔ صاحبِ حالِ قالِ خوارق و کرامت جو کوئی حاجت لاتا یا مراد جاتا جو دعا کرتے متجاہب ہوتی شیخ شرف الدین کشمیری کہ آپ کے مرید تھے انہوں نے اپنی کتاب ردۃ السلام میں آپ کے کمالات شرح وار لکھے ہیں اور بہت سی کرامتیں زباں زد اہل کشمیر ہیں وفات حضرت کی ۱۸ ر شوال ۸۲۷ھ میں ہوئی، مزار کشمیر میں ہے۔

### ذکر حضرت شاہ محمد صادق قلندر کشمیری

آپ اُسے کشمیر سے تھے ترک دنیا کر کے خواجہ بیرنگ فرزند خواجہ باقی باسد کے مرید

ہو کر مست جام وحدت ہو کر قیودات ظاہری سے قدم باہر رکھا جو ہوشیار آپ کی خدمت میں جاتا مست مدہوش ہو کر علانیہ کلمہ ہمدست کہنے لگتا، آخر علمائے کشمیر نے حضرت عالمگیر کو ان کے حال سے مطلع کیا آخر معرفت شاہ صادق گرفتار ہو کر حضور بادشاہ گئے، بادشاہ نے سببِ یو انگی دریافت کیا، اُس کے جواب میں چند اشعار مستان وار پڑھے، بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو رہا کیا جائے کہ یہ معذور رہے وفات حضرت کی ۱۱۷۷ھ میں ہوئی، مزار موضع لار علاقہ کشمیر میں ہے۔

### ذکر حضرت شیخ محمد رضا الہامی قدس سرہ

آپ ولاد سے خواجہ احرار کی طریقہ نقشبندیہ روحانیت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی

اور قادریرہ روحانیت غوث پاک سے اور نیز روحانیت حضرت صدیق اعظم سے بھی تربیت پائی جس کشف و کرامت با عظمت گزے ہیں وفات آپ کی ۱۱۶۹ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ محمد اعظم دومری قدس سرہ

یہ حضرت فاضل روزگار درویش کا مکار کہ مرید شیخ محمد مراد عجدی

کے تھے کہ تاریخ دومری احوال بادشاہان و مشائخین فضلاء و شعرائے کشمیر میں جن طور پر لکھے ہیں درویشوں میں مقامات فقر و فیض مراد آپ کی تابغات ہیں وفات آپ کی ۱۱۷۵ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت خواجہ کمال الدین بن خواجہ نور الدین قدس سرہ

حضرت صاحبِ شریعت و طریقت اور مرید اپنے والد کے

تھے ۱۱۸۸ھ میں اہل شیعہ نے آپ کو شہید کیا۔

ذکر حضرت شاہ اسماعیل دین حبیب مزار مظہر جانان قدس سرہ آپ وان عظام

عادی سے تھے سلسلہ سی حضرت کا محمد حنیف بن علی رضی سے ملتا ہے اور میر عبد السبحان آپ کے جدا مجد تھے اور وہ مرید فاذاں چشتیہ کے تھے اور بی بی اُن کی اسد خاں وزیر کی دختر تھیں درمید شاہ عبد الرحمن قادری کے دونوں بزرگوار ترک دنیا کر کے ریاضت اور عبادت الہی میں مصروف ہوئے۔ لکھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ برس کی عمر میں علوم ظاہری سے ان فراغ حاصل کیا جبکہ لہ برکے ہوئے یتیم ہو گئے بعدہ بخدست سید نور محمد بدایونی مجددی سے بیعت ظاہری کی کس اسلے کہ آپ لی مادر زاد اور روحانیت حضرت خواجہ باقی باللہ و خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی سے پہلے ہی تعلیم پانچکے تھے اور حاجی محمد <sup>افضل</sup> و حافظ سعد الدین و محمد عابد صاحبان سے فیضان کامل حاصل کئے پہلے حویلی آبائی حضرت کی زیرِ راجع مجد رہے دوکان لالہ بھڑ بھونجہ کے تھی اب اس میں ہندوؤں کا ایک محلہ آباد ہے خدا کی قدرت ہی آپ بہت نازک مزاج اور مجاہد باللہ عالم علم شریعت و طریقت و حقیقت معرفت تھے نقل ہے کہ خیاط کلاہ تیار کر کے لایا آپ نے سر مبارک پر رکھی معاً در و شروع ہو گیا حاضرین نے سبب ریافت کیا فرمایا کہ ظاہر کوئی سبب نہیں معلوم ہوتا حاضرین نے پھر عرض کیا کلاہ اتار دیجئے کہ سر مبارک کو ہوا لگے چنانچہ کلاہ اُتارتے ہی در و برف ہوا دیکھا تو کلاہ میں سنجیہ ٹیڑھا کیا ہوا تھا

نقل ہے کہ آپ ایک روز ہمراہ یاران جنگل میں چلے جاتے تھے یکایک بارش ہونے لگی آپ نے دعا کی کہ الہی میرے یار نہ بھیگیں چنانچہ پانی برسا اور حضرت سعد یاروں کے خاقانہ تک خشک آئے۔ حضرت غلام علی شاہ سے نقل ہے کہ میں حاضر خدمت تھا ایک بوڑھا آیا اور بے ادبی سے کہنے لگا کہ میں آج دیکھنے آیا ہوں کہ جان جاناں کا مظنہ رحمانی ہو یا شیطانی حضرت کو یہ کلام ناگوار خاطر گذرا اُس کو تیز نظر سے دیکھا اُسی وقت وہ زمین پر گر پڑا اور مثل ماہی بے آب کے تر پنے لگا آخر باواز بلند کہا کہ میں توبہ کرتا ہوں حضرت نے اٹھ کر دست حق پرست اس کے سر پر رکھا فوراً اچھا ہو گیا۔

نقل ہے کہ دو تھان زلفیت والی اودھ بنارس میں عمدہ تیار کر کے حضور حضرت عالی کو ہر شاہ عالم بادشاہ پیشکش کئے حضور نے ایک تھان میں سے کلاہ ہائے درویشانہ ہر قسم کی تیار کر کے فقر کو بھجوا دیں اور ثابت ایک تھان مرزا صاحب کے پاس بھیجا اور اُنے شیعوں کو ناگوار گذرا اور اپنے علماء کو قہر دی کہ اس طرح کا ایک تھان بیش قیمت بادشاہ نے مرزا جان جاناں کو دیا ضرور وہ اُس کو برائے خوشنودی بادشاہ زیب تن کریں گے اس وقت گفتگو کا موقع ملیگا اور حجب وہ تھان آیا آپ اُس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے

اور خیاط کو طلب فرما کر قبائیل کا حکم دیا، اس نے قبائلی گروہ پر دھڑلنا بھول گیا، جب کٹر جکاغر  
 کیا کہ حضرت مجھ سے بڑا قصور ہوا، آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے عرض کیا کہ پردہ نہیں جو، فرمایا کہ بازار منگنا  
 جس قدر ضرورت ہو الغرض تمام شاہجہان آباد میں دریافت کیا اس شکل کا زریفت نہ ملا، آپ نے فرمایا کہ  
 زریفت اس کے خلاف دوسری قسم کا نکایا تو وہ چلی کھائیگا، کیوں بے فائدہ پیسہ خرچا فرش کے ٹاٹ  
 میں سے پردہ کاٹ کر لگائے، چنانچہ اسی جمعہ کو بعد نماز جمعہ جو غلط کہنے بیٹھے تو قبائلی زریفتی زیب تن تھی،  
 پردہ اس میں پڑنے ٹاٹ کا تھا، معاذ ان کی کیفیت دیکھ کر نہایت شرمندہ ہوئے۔ نقل ہو کر محمد قاسم مرید پک  
 عظیم آباد گیا ہوا تھا ایک روز اس کا برادر آیا اور کہا کہ سنا جاتا ہے کہ محمد قاسم عظیم آباد میں قید ہے اس کی مائی  
 کے واسطے دعا کیجئے، آپ نے تھوڑی دیر سکوت کر کے فرمایا کہ دلائوں کے کچھ تکرار ہو گئی تھی اور سب طرح خبریت ہی  
 کل تھا ہے پاس خط آجائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہتے ہیں کہ نواب مصطفیٰ خاں زریفتی کی مریدیں ہر روز حاضر  
 نہ ہو سکتیں تھیں صرف مراقبہ کرتیں، حضرت کا تصور کر کے توجہ تیں مگر آدمی کے ہاتھ روز کیفیت کھلا کر بھیجی تھیں  
 کہ آپ مجھ کو توجہ دیں۔ ایک روز بے اذن یکم نواب کے خادم نے عرض کیا کہ بی بی صاحبہ منتظر استعاذہ کی ہیں  
 آپ نے فرمایا کہ بی بی ابھی متوجہ نہیں ہوئیں تو اپنی طرح کہتا ہے، خادم شرمندہ ہوا اور غدر تفسیر چاہا۔  
 ایک روز ایک منکر حالات ادا کیا آپ کے ہمراہ قبرستان میں گذرا اور عرض کیا کہ یہ قبر میرے دوست کی ہے  
 اس کا حال تو دریافت کیجئے آپ نے اس طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ قبر عدت کی ہے تیرے دوست کی نہیں ہے  
 تو خلاف کہتا ہے، یہ کراست دیکھ کر وہ قدس ہوس ہوا اور عرض کیا کہ برائے امتحان عرض کیا تھا معاف فرمائیے  
 آخر مرید ہوا۔ نقل ہے کہ آپ کی جوبلی کے سامنے بھڑ بھڑ کی دوکان تھی، اول وقت جب آپ بڑے نماز  
 صبح جامع مسجد میں تشریف لے جاتے اس کو جگا کر اس کی چار پائی سیدی کر آتے۔ ایک روز اس نے عرض کیا  
 کہ تمام دن آدمی رات تک زوری کر کے سوتے ہیں تھوڑی دیر بعد آپ جگا لیتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ٹیڑھی چار پائی  
 دیکھ کر دل تنگ ہوتا ہے، اس نے عرض کیا کہ نیند کے غلبہ میں کس کو اسان چار پائی سیدی کرنے کا ہوتا ہے  
 جیسی بھی ہوئی ہوئی اس پر پڑ رہتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ آج سے میں تیری چار پائی بچھا جایا کر دوں گا، چنانچہ  
 اس روز سے ہمیشہ خود اس کی چار پائی بچھا جایا کرتے تھے۔ نواب عسکری خاں کے والد آپ کے مرید تھے، ایک روز  
 بعد مراقبہ کے انہوں نے حضرت کا دامن بچھڑا اور کہا کہ جب تک میری دختر کو فرزند نہ عطا کیجیگا دامن چھوڑ  
 اپنے قدمے تال کو کے فرمایا کہ تسلی رکھو اس کے بیٹا ہوگا۔ چنانچہ بعد نو ماہ کے اس کے گھر فرزند پیدا ہوا

اور اکثر حضرت فرمایا کرتے تھے کہ انعام الہی سحر ادا کئے دینی دنیوی صورتی معنوی حاصل ہوئیں، مگر شہادت ظاہری کہ قرب الہی میں اس کا مرتبہ زیادہ ہو باقی ہو، اللہ تعالیٰ کوئی سبب پیدا کرے کہ یہ مراد بھی ملے پس ایام شہادت نزدیک پہنچے تمام دوستوں و مریدوں کو خطوط بمضون اوداعی لکھے اور حاضر مریدیوں سے فرمایا کہ سفر آخرت میں از نزدیک ہر تم صبر کرنا ہمت کو کام فرماتا، آخر شب چہار شبہ ہر محرم ۱۱۹۵ھ میں بملصفت شہ کے کئی مرد و دکنے اور درخانقاہ والا جاہ پر دستک دی۔ خادم نے عرض کی کہ کئی شخص بجا زیارت حاضر ہیں۔ آپ نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ بلالو! ان میں سے تین اندر گئے، ایک نے پوچھا کہ مرزا جان کون سے ہیں، دو نے کہا کہ یہی ہیں، اُس بدکردار ناہنجار نے پستول مارا کہ کوئی پہلوئے چپ پر لگی عین قلب پر بیٹھی، آپ بسبب ضعف پیری کے زمین پر گرے اور قاتل بھاگے، آخر جراح حاضر ہوا۔ صبح کو مرزا جان شاہی نامی گرامی اور ایک ڈاکٹر کو لیکر نواب بخت خاں آیا۔ حضرت نے ارشاد کیا کہ شفا قبضہ قدرت خداوند تعالیٰ میں ہو، جراح کی کچھ حاجت نہیں، اور جنہوں نے یہ کام کیا ہے میں نے اُن کو معاف فرمایا اور اپنا خون بخشا، پس تین روز اور حیات ہے اور بعد نماز جمعہ دو نو لاکھ اٹھاکر فاتحہ پڑھی اور الحمد کہتے ہوئے بوقت شام جان بحق تسلیم کی۔ یعنی شہادت حضرت کی نویں محرم ۱۱۹۵ھ میں ہوئی، مادہ تاریخ یہ ہے۔ عاس حمیداً مات سیداً اور تاریخ پیدائش صاحب شرع ۱۱۹۵ھ ہے کہتے ہیں کہ وعظ حضرت کا باطل بے ریا اور پاک تھا، شیعہ آپ سے بہت عداوت رکھتے تھے، یہ فعل نہیں کا تھا، آپ کے مرید بہت بالکال گذرے ہیں اور تاحال آپ کے سلسلہ میں کرامت اور ولایت چلی آتی ہو۔

ذکر حضرت مولوی محمد امجد علی مدظلہ قدس سرہ

آپ نے ندولوی فنار اللہ پانی تہی کے اور خلیفہ مرزا جان جاناں کے تھے، علوم ظاہری اپنے والد سے حاصل کئے، بعد مرزا صاحب کے مرید ہو کر کارروائی تکمیل پہنچا کر تیس برس کی عمر میں ۱۲۹۸ھ میں انتقال فرمایا، مرزا پانی پت میں ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد احسان قدس سرہ

آپ خلیفہ مرزا جان جاناں کے اولاد شیخ عبدالحی محدث دہلوی کے نہایت عالی ہمت اور شجاع اور مستجاب الدعوات تھے، وفات آپ کی ۱۲۰۶ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت مولوی علیم اللہ گنگوہی

آپ مرید عاشق مرزا جان جاناں کے صاحب سکو

ذوق و شوق ہمیشہ اہل محبت کا ذکر کیا کرتے اور عاشقان الہی کے ذکر پر بہت روتے، وفات آپ کی ۱۲۱۸ھ میں ہوئی

آپ دلا سے کبیر لادیا پانی پانی کی اور  
**ذکر حضرت مولوی شہداء الدہ پانی تی قدس سرہ**  
 مرید مرزا جان جانا کے عالم متبر ممتاز

وقت شیخ عہد کہ نقہ اور اصل میں مرتبہ جہاد پایا تھا، چند روز علم تصوف کی تحقیق کر کے شیخ محمد عابد نقشبندی کے مرید ہوئے اور مرتبہ خانے قلبی حاصل کیا، بعدہ جبل مرشد خود مرزا جان جانا کے مرید ہو کر کارہ بکمال پہنچا یا اور مرزا صاحب نے علم اہد خطاب دیا اور روحانیت اپنے جد سے بھی فیضان حاصل کیا، چنانچہ مرزا صاحب نے آپ کے حق میں فرمایا کہ اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے بوجہ گناہ کبائہ بخشے لایا تو عرض کر دوں کہ مولوی شہداء الدہ پانی تی کو لایا ہوں مصلحتاً صلیف کثیرہ اقوال سمیعہ گذرے ہر صاحب سلسلہ وفات حضرت کی سلسلہ میں ہے، مرزا پانی تی

آپ مرید سلسلہ محمد زبیر کے تھے، ہمیشہ استعزان رہتا تھا اور توجہ الہی تیز تھی کہ نظر پڑتے ہی ہزاروں ہوش ہو جاتے تھے، آپ کی مادر زاد بھئی ہزاروں کرتیں آپ سے ظاہر ہوئیں اور غیب کی خبر دیتے تھے، خیر و شر سے جو فرماتے معاً اس کی ظہور ہوتا، وفات آپ کی ۱۲۲۶ھ میں ہوئی مزار رامپور میں ہے۔

آپ دلا سے خواجہ محمد معصوم سرہندی کے کالات ظاہری اور باطنی میں  
**ذکر حضرت مولوی صفی الدین صفی القدر قدس سرہ**

قدم بر قدم اپنے جد کے شب روز عبادت میں مصروف رہتے، یہاں تک کہ نواب نصرت اللہ خاں مکمل لکھنؤ کی بخشی گیری نہ کی وفات آپ کی ۱۲۳۸ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ اعظم صاحب بجا  
**ذکر حضرت شاہ عبداللہ غلام علی شاہ بلوی قدس سرہ**  
 مرزا جان جانا کے تھے، کہتے

ہیں کہ آپ کے والد عبد اللہ عبد اللطیف، مرید شاہ ناصر الدین قادری کے تھے، بہت بڑے عابد اور زاہد اور بجا کے طعام بقولات پر اکتفا کرتے تھے، اکثر جنگل میں جا کر عبادت کیا کرتے تھے، قبل از ولادت سید غلام علی شاہ ان کے والد نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں عبد اللطیف اللہ تعالیٰ کو سپر عطا فرمائے اس کا نام میرے نام پر رکھنا، بعدہ انہیں نوں میں حضرت غوث پاک کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ اپنے پسر کا نام میرے نام پر رکھنا، پس قصبہ پٹار میں جب آپ تولد ہوئے آپ کی والدہ نے نام نہی عبد اللہ

آپ کے چچا عبداللہ کے نام پر رکھا، جب بڑے ہوئے اپنے کو غلام علی مشہور کیا۔ جب عمر شریف تیرہ برس کی ہوئی آپ کے والد نے آپ کو دہلی میں بلایا کہ ان کو بھی اپنے پیر کا مرید کرادوں مگر آپ کے پیچھے سے پہلے شاہ ناصر الدین فوت ہوئے، آپ کے والد نے اجازت دی کہ جہاں تم جا ہو مرید ہو کہ اسلئے کہ مرید صاحبی مریدی کے لئے تم کو بلایا تھا اب تم مختار ہو۔ پس حضرت نے اول شاہ ضیاء الدین و شاہ عبدالعزیز خلیفہ خواجہ محمد زبیر مجددی و خواجہ میر درد و فرزند خواجہ شاہ ناصر الدین حضرت مولانا فخر الدین فخر جہاں پلوی و شاہ غلام سادات سبیری و والد سید صابر علی شاہ مشائخ دہلی کی صحبت میں حاضریہ کر بہت کچھ استفادہ اٹھایا، بعدہ ۲۲ سال ۵۸۰ھ میں بخدمت مرزا جان جاناں حاضر ہو کر بیعت کی، بتکمیل کار مجددیہ کے خرقہ خلافت پایا اور بعد شہادت پیر روشن ضمیر کے صاحب سجادہ ہوئے، آپ کے مریدوں سے ہزار ہا آدمی اکمال ہوئے، آپ کی کرامتیں جیسا کہ ہیں۔ حضرت مولانا حاجی حافظ محمد حسین کیرانوی مجددی کہ آپ کے خلیفہ اور راقم کے استاد تھے، فرماتے ہیں کہ حضرت کی خانقاہ گویا نیلگر کا ماٹ تھا، کسی رنگ کا آدمی حاضر خدمت ہوتا رنگین ہو کر نکلتا تھا، اپنا اگلا رنگ بھول جاتا تھا۔ ایک بار بقال کے بہت سے دام ہو گئے تھے کہ وہ مودی تھا ایک روز حضرت وضو فرما رہے تھے کہ وہ بقال آیا اور عرض کی کہ خراج ملنا چاہیے تاکہ بازار سے سود والا ورنہ مساکین اور طلبائے خانقاہ کو دقت ہوگی، آپ نے فرمایا کہ اسد مالک ہے اس وقت جا پہنچاتا ہوں وہ لوگ آیا، آپ وضو سے فارغ ہوئے کہ ایک شخص نے رامپور کے چھ سو پوئے کی ہنڈی لاکر پیش کی مجھ سے فرمایا کہ مولانا یہ لیکر اس بقال کو دے آؤ وہ فرماتے ہیں کہ جس وقت آپ مریدوں کو توجہ دیتے تھے تمام مکان انوار و برکات سے معمور معلوم ہوتا تھا، فیضان عام ہوتا تھا، جس کسی مسئلہ میں ہم کو دقت ہوتی تھی اس وقت خود بخود حل ہو جاتا تھا۔ ایک بار برادر مولوی کرامت علی درویشات الحنب میں مبتلا ہوئے۔ حضرت نے ان کے پہلو پر دست حق پرست رکھا اسی وقت درد جاتا رہا اور فرماتے ہیں کہ امرائے شاہی سے ایک شخص نے حضرت کے امداد چاہی کہ میرا عہدہ بڑھے، آپ نے فرمایا کہ تین روز بعد نماز عشا کھڑے ہو کر ام اسد لٹھ چڑھا، چنانچہ اسی شب اُس نے پڑھا اور صبح کو تقریباً ہی حاصل ہوا وہ ان کو شکوہ ہوا۔ اپنے فرمایا کہ میں ناجیز ہوں یہ برکت اسد کے نام کی تھی جو تو نے صدق دل سے پڑھا تھا، بعد ایک مدت آپ کے کچے واسطے اس سے فرمایا کہ اس کو نوکر رکھا دو، وہ غرور امارت میں آ گیا تھا اس کی طرف متوجہ نہوا، اُس نے حضرت کے کہا کہ میں سب کا پاس آ گیا تھا، اُس نے میرا سلام بھی نہ دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کا سلام کبھی نہ لے لے گا، چنانچہ اسی ہفتہ میں مجرم قلعہ فیصل درخار ہوا اسی طرح

حکیم رکن الدین خاں حضرت کی دعا سے وزیر ہو کر رکن الدولہ ہوئے، حضرت نے ایک عزیز کے واسطے کہا انہوں نے کچھ خیال نہ کیا، آپ کو ناگوار گذرا، اس کا ثمرہ یہ ہوا کہ وہ خود موقوف ہو کر خانہ نشین بنے۔  
 میاں الف شاہ فادم حضرت سے نقل ہے کہ میں ایک جنگل میں راستہ بھول گیا، ناگاہ ایک بزرگ پیدا ہوا اور مجھ کو راہ راست پر لگا دیا۔ جب میں اُس کو اچھی طرح دیکھا تو حضرت تھے، آپ کے مُردے میں ایک احمد یار تھے، کہتے ہیں کہ میں برائے تجارت جاتا تھا، جب ایک جنگل میں پہنچا دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور فرمایا کہ بیل کو تیز بانٹو کہ رہزن اس قافلے کو تباہ کریں گے، پس جو بھی ہم قافلہ سے جدا ہوئے تمام قافلہ خوب ٹٹا۔ حاجی صاحب مذکور فرماتے ہیں کہ ایک بار موسم برہنگال میں کہ دربارِ رور پر تھا، برائے تفریح طبع مسجد گھاٹ پر تشریف لائے، میں بھی حاضر تھا کہ ایک کشتی دھار پر زور سے چلی آتی تھی، حضرت نے اُس کی طرف توجہ فرمائی، معاً ساکن ہو گئی۔

نقل ہے کہ حضرت برائے تعزیت ایک مُردہ کے گھر تشریف فرما ہوئے، اُس کی جان دختر مری تھی و بہت روئی، آپ نے فرمایا کہ صبر کر اللہ تجھ کو بیٹا دیگا، اُس نے عرض کیا کہ میں درمیرا شوہر و بیٹے ہیں یہ خلاف عقل ہے، فرمایا کہ اسد فار ہے اُس کے کام کس کی عقل میں آتے ہیں، چنانچہ بعد نو ماہ کے اُس کے پسر پیدا ہوا، ایک عورت آئی اور بیمار کی شفا کے واسطے عرض کیا، آپ نے تبرک میں اُس کو مانا اور کباب دیا وہ لے کر گھر گئی، اُس کو کھول کر جو دیکھا تو وہ علوا ہو گیا تھا، یقین ہے کہ وہ بیمار نہ ہو چکا، چنانچہ وہ میرا کبر علی آپ کے مُردے نے کسی عورت بیمار کی شفا کے واسطے تین بار عرض کیا، آخر فرمایا کہ اُس کی زندگی پندرہ روز کی ہے، چنانچہ بعد چودہ روز کے وہ مر گئی، آپ بھی اُس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے، اکبر علی سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے تو نے اُس کی طرف توجہ کی ہے، انہوں نے عرض کیا کہ ایک بار توجہ کی ہے۔ فرمایا کہ انوار و برکات اُمّی کی وجہ سے ہیں۔

والد کا تباہی و موت سے روایت ہے یعنی وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار کلامی کے بلغ میں کہ جو میری والد کا زفر خید ہے گیا تھا، وہاں سے آتے وقت درگاہ حضرت خواجہ باقی باسدر رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوا بعد ازلے فاتحہ کے پینے حراقہ کیا اور روحانیت حضرت کی زیارت سے مشرف ہوا، اس وقت میں نے عرض کیا کہ فیضانِ چشتیہ اور قادریہ تو میں طفیل اپنے بیروشن ضمیر کے بہرہ مند ہو چکا ہوں، مہدار ہوں کہ فیضانِ نقشبندیہ بھی مشرف ہوں یہ عرض کر کے وہاں سے سوار ہو کر مکان پر آیا، شکر



معاہدہ میں دیکھا کہ خواجہ شریف لائے اور کلاہ اپنے سر مبارک کی مجھ کو عطا کی اور کچھ پڑھنے کو فرمایا۔ سچ جمعہ تھا۔ بعد نماز جمعہ دربارِ ان ڈیوٹرھی نے خبر کی کہ حضرت سید غلام علی شاہ شریف لائے ہیں، اٹھ کر بیٹھ کر کے حضرت کو لایا، بعد نماز پرسی کے بیٹے کہا کہ آپ نے قدم رنج فرمایا نہایت عنایت کی کچھ خدمت فرمائی تاکہ بجالاؤں، آپ نے قسم کر کے فرمایا کہ میں اپنے پیروں کی خدمت کرنے کو آیا ہوں کل آپ روضہ حضرت خواجہ باقی بالہ پر حاضر ہوئے اور کسی امر کے واسطے آپ نے استدعا کی تھی، چنانچہ نسب کو مجھ کو حکم ہوا کہ دارِ آنحضرت کل اگر فیضانِ نقشبندیہ کا طلبگار ہوا، اُس کو ہم سے بہت محبت ہو تم خود جا کر ہمارے تبرکات میں سے ہماری ٹوپی اُس کو دے آنا باقی ہم مجھ لیں گے، یہ فرما کر رومال میں سے نکال کر کلاہ مجھ کو عنایت کی، بیٹے بھی اپنی وارداتِ عرض کی اور مجھ سے فرمایا کہ آپ بعد نماز تہجد اہم بار سورہ یسین شریف پڑھا کریں، چنانچہ بیٹے وہ کلاہ لیکر اُس کو اپنے سر پر رکھا اور اُس کلاہ کو تلج شاہی سے بہتر سمجھا، چنانچہ دیگر تبرکات کے ہمراہ بیٹے بھی اس کلاہ کی زیارت کی ہو اور اُس روز سے خاندانِ نقشبندیہ میں ہی مرید کرنے لگے تھے۔ نقل ہے کہ قریب خانقاہ کے ایک شیعہ عورت کا مکان تھا، حضرت چاہتے تھے کہ اس کو لیکر شالِ خانقاہ کریں تاکہ خدام کی تنگی رفع ہو مگر وہ نہ دیتی تھی، چنانچہ حکیم شریف خاں صاحب کو بھیجا انہوں نے بھی جا کر اُس کو کہا اُس نے جواب میں حضرت کی نسبت سخت کلمات کہے اور مکان فروخت کرنے سے قطعی انکار کیا۔ ایسا کچھ کہا تھا کہ وہ حکیم صاحب موصوف کو بھی ناگوار گذرا، وہ اسے آکر جہنم سب بیان کیا، آپ آسمان کی طرف منہ کر کے کہا کہ یا حضرت اس عورت کے کلام آپ نے منے اب میں نہ لگا جب تک وہ بدعت نہ دے گی چنانچہ اسی عرصہ میں اُس سے گھر میں موتیں ہوتی شروع ہوئیں، وہ عورت اور ایک لڑکا بچا باقی سب مر گئے، ایک دن وہ لڑکا بھی بیمار ہوا وہ سمجھی کہ یہ میری شامت اعمال ہے کہ میں نے خاصانِ خدا کو برا کہا، اُس لڑکے کو لیکر حاضر خدمت ہوئی اور عفو تصور چاہا حضرت نے دست مبارک اُس کے سر پر رکھا اُس لڑکے کو شفا ہوئی اور اس عورت نے مذہب حق اختیار کیا اور مرید ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک شخص کابل سے آنا تھا، دریائے سندھ میں شتر اُس کے اسبابِ ڈوب گیا، اُس نے نذر قبولی کہ اگر شتر میرے اسباب کے دریائے نکل آیا تو روغنی روٹی شاہ غلام علی بھوی کی نذر کرونگا۔ قدرت سے اسی وقت وہ شتر دکھائی دیا اور میرے اسباب کنارہ پر آیا، پس جب وہ دہلی میں آیا یہ واقعہ بیان کیا اور روغنی روٹی نذر کی، ایک روز ایک برہمن نوعمر فرہو حاضر ہوا تمام اہل مجلس اُس کی دیکھنے لگے حضرت بھی

چشمِ رحمت سے اُس کی دیکھا، اُس نے اُسی وقت جنیو ٹوڑا اور سلمان ہو کر ٹریہ ہوا۔ مولانا حاجی محمد حسین کیرالوی مجددی فرماتے ہیں کہ حضرت کی کلمات اور خوارقِ عادات زیادہ حد بیان سے ہیں ذاتِ بابر کا سعد بن فیوض ربانی منبعِ الزوار تجلیاتِ رحمانی جامعِ الکمالات مشکاکشائے حاجات صوری و معنوی اور ریاضے پاک تھے امیرِ غریب کو ایک نکتہ سے دیکھتے تھے، جس نے بصدق ل آپ کی غلامی قبول کی گئی تھی۔ نقل ہے کہ ایک شخص خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا پسر درواہ سے گم ہے اُس کی کچھ خبر نہیں آپ توجہ کیجئے کہ وہ آجائے آپ نے فرمایا کہ وہ تیرے گھر میں ہی یہ سن کر وہ متعجب ہوا جب اپنے گھر آیا پسر کو موجود پایا۔ ایک روز ایک مفید حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا پسر سپاہِ بادشاہی میں لڑ رہا تھا تو کڑی جھوڑ کر لنگوٹ باندھ لیا ہے، بھنگ چرس پیتا ہے، یہ سن کر ایک سافت متوجہ ہوئے کہ اسی وقت وہ شخص آیا اور نشہ سے توبہ کی اور مرید ہو کر عاشقِ اللہ ہوا۔

کئی صاحبِ میدان حضرت سے آپ کی خدمت میں آتے تھے راستہ میں باہم کہنے لگے کہ جو حضرت کی خدمت میں جاتا ہے حضرت اُس کو کچھ نہ کچھ تبرک عنایت کرتے ہیں، ایک نے کہا کہ مجھ کو خواہش ہے کہ میری خدمت میں آجائے کہ میں کلام چاہتا ہوں، چنانچہ جیٹا حاضر ہوئے ہر ایک کو حسبِ درخواست اُس کے تبرک عنایت فرما کر کہا کہ تمہارا مدعا حاصل ہوا اور حضرت کا قاعدہ تھا کہ امیر و غریب جو آتا تھا تفاوتِ امر و نہی میں فرما دیتے تھے، چنانچہ جب شیر بہادر والی ریاست باندھ لکھنؤ کی سرپرستی کے حاضر خدمت ہوئے آپ نے کچھ فرمائے ہوئے اور منع فرمایا، اُس نے بڑا مانا اور کھڑے ہو کر کہا کہ اب آؤں گا، آپ نے فرمایا کہ اس صورت سے کھلائے۔ جب الان سے نیچے اُترا خود بخود ٹوپی زمین پر گر پڑی وہ پھر آکر نائب ہوا اور حلقہٴ ارادت میں آیا۔

نقل ہے کہ پسر مولوی فضل احمد امام جامع مسجدِ علی علیل تھے، ایک شب اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور پسر کو کچھ کھلا یا صبح جو اُسے پسر کو صحت ہوئی، مولوی صاحب کچھ نقد کچھ جنس برائے نذر لائے اور قبولیت چاہی، حضرت نے قسم فرما کر ارشاد کیا کہ اُجرتِ خدمت کی ہے اُنہوں نے عرض کیا کہ رات کی عنایت کا شکر ادا ہے، حضرت فرماتے ہیں کہ طریقِ نقشبندیہ عبادت چار چیزیں ہے بے خطرگی دوامِ حضوری و جذباتِ ارادت آپ نے فرمایا کہ بیعت کی چار قسم ہیں ایک برائے توسل پیرانِ کمال کے دوم بمرادِ توبہ از عھدیاں سوم برائے کسبِ بیعت اور فرمایا کہ مرد بھی چار قسم ہیں طالبِ دنیا نامرد طالبِ عقبی مرد طالبِ عقبی و مولوی جو انمرد طالبِ مولیٰ خرد اور ایک بار ارشاد کیا کہ فقیر کے چار حرف ہیں توفیق

وقت سے فادق سے قناعت سی سے یاد آگئی اسے ریاضت جو بجا لیا وہ آت سے فاضل و فائز ہوا  
 ق سے قرب اور قبولیت پائی، سی سے یاری اور اسے رحمت پائی فقیر ہوا ورنہ ق سے فضیحت سی  
 سے قہر سی سے یاری اسے رسوائی ہوئی۔ فرماتے تھے کہ طالب حق کو چاہیے کہ ایک لمحہ بھی یاد مطلوب سے  
 غافل نہ رہے، بعض وقت ارشاد کیا کرتے تھے یہ اس شربت عاشقی است خرد و بخون جگر چشید نتوان  
 اور اکثر فرماتے تھے یہ اہل دنیا کا فران مطلق اندو، روز و شب در رزق اندو، بق اندو، جب دنیا دار  
 کل خطیہ یعنی دوستی دنیا کی سر ہے ہر گناہ کا جب دنیا کی دوستی ہے دل میں جگہ پائی اس کے متعلقہ گناہ  
 ضرور سرزد ہوں گے، دوسرے یہ کہ دل لیک ہے جب محبت دنیا کی اس میں گمائی ہو پھر حسب کی کہاں۔  
 نقل ہے کہ جب ایام وفات نزدیک پہنچے چند روز عارضہ بواسیر میں مبتلا رہے، اور مولانا حاجی حافظ  
 محمد حسین کیرانوی کو بلا کر علاوہ خاندان مجددیہ کے دیگر سلاسل میں اجازت دی اور ایک کلاہ حاصل ور  
 ایک مصلیٰ عنایت فرمایا اور بتا سچ ۲۴ ماہ صفر ۱۲۸۵ھ بعد نماز اشراق انتقال فرمایا اور قبل انتقال کے  
 وصیت کی تھی کہ باغی شاہ بہاؤ الدین نقشبندی کی میرے جنازہ کے ہمراہ پڑھی جائے، پھر فلسفہ ختم کر کے توڑ  
 شیخا شد و جہاں سے توڑ دست بکشا جانب زنبیل ما، آخر میں در دست قبر بازے توڑ۔

آخر خانقاہ شریف میں پہلوئے پیر و شہنشاہ میں مدفون ہوئے۔ مرزا حضرت کا خانقاہ میں حاجت روا  
 خلق ہے۔ اب تک مرزا حضرت سے بانیضان تعلیم و تلقین زندہ نہیں ہے مثل حیات کے فیضان جاری ہے  
 مگر طالب صادق چاہیے۔ تھوڑا عرصہ گزرا کہ ماہ صیام میں تذکرۃ الفقرا جو اس ناکارونے جمع کیا تھا طبع  
 ہو رہا تھا۔ مرزا محمد بیگ صاحب خوشنویس دہلوی کہ جو مرید مولوی ولی النبی رامپوری ثم دہلوی کے  
 ہیں اسکی کتابت کر رہے تھے۔ یہ فقیر اور وہ دونوں ہمراہ چلے آتے تھے چلتی قبر کے پاس ایک سجد میں روزہ  
 انظار کیا۔ بعد نماز مغرب انہوں نے کہا کہ یہ وقت حلقہ میں حاضر ہونیکا ہے وہاں سے اگر غلطیاں بنا دوں گا۔  
 میں بھی ان کے ہمراہ خانقاہ میں آیا وہاں حلقہ ہو رہا تھا۔ وہ تو جا کر حلقہ میں شریک ہوئے جناب مولانا سنہ پر  
 رد مال ڈالے مریدوں کو توجہ دے رہے تھے میں ان سے بہت دور بیٹھا۔ چونکہ خالی بیٹھا تھا میں بھی متوجہ  
 ہوا اور میرے دل میں خطرہ گزرا کہ مولانا زبردست شخص ہے۔ اول تو توبہ مایہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ جو  
 تو نے قلیل ہے وہ بھی جمیں جائے اور میں نے گردن اٹھا کر ادھر ادھر دیکھا پھر خیال آیا کہ تجھ کو مولانا  
 کیا غرض تو اپنا قلب مولانا کے قلب کے کیوں ملائے، تو اپنے حضرت شاہ صاحب کی طرف توجہ کر۔ چنانچہ

خیال کر کے پھر میں متوجہ ہوا۔ مگر حضرت مرزا صاحب شاہ صاحب شاہ ابوسعید صاحبان کی زیارت مشرف ہوا، میں نے پہلے کسی کتاب میں حلیہ حضرات کے نہ دیکھے تھے، کبھی پہلے مولانا سے نیاز حاصل کیا تھا جب حلقہ ہو چکا میں نے مولانا سے مصافحہ کیا، اور قریب بیٹھا، مولانا نے میرا حال مرزا احمد یگ حسب سے دریافت کیا۔

انہوں نے میری تمام کیفیت بیان کی، مولانا نہایت جہربانی سے پیش آئے، میں نے حلیہ تینوں حضرات کے بیان کر کے تصدیق چاہی، مولانا نے فرمایا کہ حلیہ درست ہیں تم نے کس کتاب میں دیکھے ہیں، میں نے عرض کیا کہ کسی کتاب میں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا فرمایا پھر کیونکر معلوم ہوئے میں نے عرض کیا کہ اس وقت آپ کا فیضان جاری تھا، میں بھی آپ کی توجہ سے اس دولت سرمدی بہرہ مند ہوا، یہ سن کر دوبارہ کھڑا ہو کر حضرت مولانا نے مصافحہ کیا اور فرمایا کہ آپ کو معیت کس خاندان میں ہے، عرض کیا کہ شعیبہ اور قادریہ میں، مگر سلسلہ حضرت سید غلام علی شاد رحمۃ اللہ علیہ میں حضرت مولانا حاجی محمد حسین کیرانوی خلیفہ شاہ صاحب نے تبرکاً ازراہ جہربانی اجازت دی تھی اور طریقہ احمدیہ کا کچھ کسب بھی بتایا تھا، ایک صاحب کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ اُسی کا باعث ہے۔

آپ عالم متبحر و درویش عالی قدر گذرے ہیں  
**ذکر حضرت مولانا خالد مجددی قدس سرہ**  
 ان کے حق میں حضرت سید غلام علی شاہ نے فرمایا ہے کہ مولانا خالد جامی وقت و خسرو جہد تھے اور آپ کے مرید بھی تھے، بیت اللہ میں رہتے تھے وہیں شاہ ابوسعید جی بھی ملے تھے، وفات آپ کی ۱۲۴۸ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ و صاحب سجادہ سید غلام علی شاہ  
 دہلوی کے تھے بن صفی القدر بن عزیز اللہ  
**ذکر حضرت شاہ ابوسعید مجددی قدس سرہ**

بن محمد عیسیٰ بن سیف الدین بن خواجہ محمد معصوم بن شیخ احمد سرہندی کہ علوم ظاہری و سولانا رفیع الدین محدث دہلوی بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی میاں سراج احمد صاحب و مفتی شرف الدین شاہی سے حاصل کیا، پہلے کمالات باطنی اپنے والد سے حاصل کر کے شاہ درگا ہی خرقہ خلافت حاصل کیا، بعد حسب صلاح قاضی ثناء اللہ بانی تہی حضرت غلام علی شاہ دہلوی کے مرید کے زہد اور عبادت میں مشغول ہو کر مدارج سلوک حسب طریقہ مجددیہ ملے کر کے خرقہ خلافت حاصل کیا، نقل

کہ شہزادہ مرزا ملہا سب کے ہاں ایک بار قلعہ میں درویشوں کی دعوت تھی اور شہزادے بھی تھے ایک صاحب نے کہا کہ صاحب کرامت بزرگ اب نہیں ہیں آپ کے ایک نعرہ مارا تمام اہل محاس بہوش ہوئے، یہ کرامت سب معتقد ہوئے۔ وفات حضرت کی بروز عید ۱۲۰۸ھ میں ہوئی بمقام ٹونک اور آپ کے جد مبارک کو دہلی میں لاکر حلقہ شریف میں مدفون کیا۔

آپ جامع ملفوظات دارالمعارف تھے، آپ بہت صاحب تالیف گذرے ہیں اور شاہ عربی تھے یا فاضل

### ذکر حضرت شاہ رؤف قدس سرہ

کرتے تھے۔ وفات حضرت کی حج کو جاتے ہوئے عین دریا میں ۱۲۰۸ھ میں ہوئی۔

آپ علم شریعت و طریقت جامع کرامت گذرے ہیں وفات حضرت کی ۱۲۰۸ھ

### ذکر حضرت شاہ احمد سعید بن شاہ ابوسعید قدس سرہ

میں ہوئی۔

### نقشہ باقی بزرگان مشہور مجذبیہ

نمبر	اسم	نام مرشد	سند وفا	نمبر	اسم	نام مرشد	سند وفا
۱	شیخ محمد ہنفر	غلام علی شاہ	۱۲۰۵ھ	۸	مولانا محمد جان بیگ	غلام علی شاہ	۱۲۶۶ھ
۲	شاہ عبد الرحمن	مرزا جان جاناں	۱۲۰۵ھ	۹	یلد امام علی شاہ	سیران شاہ حسین	۱۲۸۲ھ
۳	مولوی کریم الدین	غلام علی شاہ	۱۲۰۵ھ	۱۰	مولانا حاجی حافظ	غلام علی شاہ	۱۲۸۳ھ
۴	ملا عبد الغفور جرجوری	"	۱۲۰۶ھ	۱۱	مولوی کیرانوی	"	"
۵	مرزا رحیم الدین بیگ	"	۱۲۶۰ھ	۱۲	مولوی النبی بیگ	"	"
۶	سید نور شاہ لاہوری	سید صابر	۱۲۶۳ھ		مولوی محمد غوث	شاہ احمد سعید	"
۷	مولوی خلیل احمد	شاہ رؤف	۱۲۶۴ھ		در پنجاب		

### ذکر حضرت شیخ شہاب الدین ابوصفی ہمدانی قدس سرہ اعز زین شیخ محمد قریشی

یہ حضرت جھوٹے بھائی شیخ ضیاء الدین ابونجیب ہمدانی تھے کہتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین عالم خردی

خاندان ہمدانی

سے حضرت پاک کی صحبت میں رہو اور غوث پاک بھی نہایت مہربانی فرماتے تھے علاوہ بریں اور نیرنگوں سے استفادہ کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کے پاس آتے تھے۔ یہ حضرت اپنے وقت میں شیخ شیوخ بغداد تھے جنہوں کی تصنیفات سے تاقیامت علماء و فقرا فیض اٹھاتے رہیں گے۔ آپ کی تصنیفات کو عارف شریف، بیعت الابرار، بکرت کتابیں ہیں شیخ محمد صادق شیبانی نادری سے روایت ہے کہ والد شیخ شہاب الدین سہروردی لا ولد تھے۔ انکی اپنی خدمت غوث پاک میں عرض کی کہ دے دیکھئے اللہ تعالیٰ مجھ کو اولاد سے حضرت غوث پاک نے مراقبہ فرما کر ارشاد کیا کہ اللہ تعالیٰ تم کو فرزند سعادتمند عطا کرے گا۔ اسی شب کو وہ پاک دامن حاکم ہوئیں بعد از مہینے کے لڑکی پیدا ہوئی غوث پاک کو خبر دی آپ نے فرمایا کہ لڑکی نہیں ہے لڑکا ہے اور نام اس کا میں نے شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رکھا۔ اسکی عمر دراز ہوگی اور ابروں کے بال اور پستان دراز ہونگے اور دلی بلند مرتبہ ہوگا۔ یہ سنکر انکی بیوی نے جوابی لڑکی کو آکر دیکھا تو علامت سب مرد کی پائی اور شکر پروردگار بجالائیں۔ چنانچہ انکی بیوی کے بال ایسے تھے کہ پلوں کے نیچے پڑتے تھے اور پستان بھی دراز تھے۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علوم سے فراغت پائی اور اشتیاق علم الہی کا ایسا پیدا ہوا کہ شب و روز اسی میں مستغرق رہتے تھے۔ اگرچہ شیخ البوخیب آپ کے علم نصیحت فرماتے تھے کہ ابھی اس کا وقت نہیں ہو مگر آپ نہ مانتے تھے۔ آخر ان کو ایک روز لیکر غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یہ برغور دانشائے علم الہی کا ہے۔ اگرچہ فارغ التحصیل ہو چکا ہے۔ میں جاننا ہوں کہ کچھ اور پڑھے۔ مگر یہ اس میں دل نہیں لگاتا ہے۔ یہ سنکر غوث پاک نے اپنا ہاتھ بڑھا کر شیخ شہاب الدین کے سینہ پر ملا اور فرمایا کہ اے پسر علم کلام سے کیا تجھ کو یاد ہے انہوں نے جو خیال کیا تو کچھ یاد نہ تھا۔ سب بھول گئے بلکہ کتابوں کے نام بھی یاد نہ آئے۔ اس وقت غوث پاک نے قسم کھالی فرمایا کہ علم کلام تیرے سینہ سے بھلا کر علم معرفت دیدیا اس روز سے یہ تحصیل علم باطن میں مصروف ہوئے۔ میاں شیخ نجم الدین خلیفہ شیخ شہاب الدین کے فرماتے ہیں۔ ایک بار میں حضرت کے پاس چلے میں تھا۔ واقعہ میں میں نے دیکھا کہ شیخ ایک پہاڑ پر تشریف رکھتے ہیں اور جواہرات کے ڈھیر آپ کے آگے لگے ہوئے ہیں اور پہاڑ کے نیچے کی خلقت کو جو آپ سے مانگ رہی ہے دے رہے ہیں۔ باوجود تقسیم کثیر کے وہ ڈھیر کم نہیں ہوتے۔ جب میں فارغ ہوا شیخ کی خدمت میں آیا رہا ہوتا تھا کہ واقعہ کا حال عرض کروں کہ شیخ نے فرمایا کہ جو کچھ تو نے دیکھا سو درست دیکھا۔ یہ برکت عنایت غوث پاک کی ہے۔ ایک بار واحد الدین آپ کے پاس آئے آپ نے بہت تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے

سماع چاہا۔ آپ نے قوالوں کو بلایا۔ ان کو سماع میں مشغول کر کے آپ کو نے میں جا کر تلاوت قرآن میں مشغول ہوئے۔ صبح کو خادم خانقاہ نے عرض کیا کہ درویشوں نے تمام رات سماع سنا۔ اب ان کے واسطے نہاری چاہیئے۔ شیخ نے فرمایا کہ مجھ کو معلوم نہیں کہ کب سماع ہوا۔ سبحان اللہ تلاوت قرآن میں ایسے مشغول و متفرق ہوئے کہ سماع کی آواز بھی کان میں نہ آئی۔

فائدہ الفوائد سے نقل ہے کہ ایک فلسفی حکیم خلیفہ بغداد کے پاس آیا اور ایک کتاب دکھائی کہ خلیفہ کویدین کرے اور خلیفہ بھی اُس کے جال میں ایسا پھنسا کہ اس کو اپنا ہم نشین بنا کر رات دن اُس سے باتیں کیا کرتا تھا۔ یہ خبر شیخ شہاب الدین کو ہوئی۔ فرمایا کہ خلیفہ اس حکیم سے ملکر خلقت کو ظلمت و کفر میں ڈالے گا۔ اپنی جگہ سے اٹھ کر خلیفہ کے پاس آئے۔ قدرت خدا سے وہ حکیم بھی حاضر تھا۔ فیض نے حکیم سے پوچھا کہ اس وقت کیا بحث تھی کہا کہ یونہی کچھ باتیں کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں فقط اس واسطے آیا ہوں کہ تہمدی باتوں کو دریافت کروں اور آپ نے بہت کچھ زور دیا۔ ناچار حکیم نے کہا کہ ہم اس وقت یہ بحث کر رہے تھے کہ حرکت تین طرح کی ہوتی ہے۔ حرکت طبعی۔ حرکت ارادی۔ حرکت قہری۔ حرکت طبعی وہ ہے کہ کوئی چیز خود حرکت کرے اور دوسرا اس کا کوئی متکفل نہ ہو۔ حرکت ارادی وہ ہے کہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے جس طرف چاہے اور حرکت قہری وہ کہ دوسرا اس کو حرکت دے۔ ہم اس بحث میں تھے کہ حرکت ملکی بھی حرکت طبعی ہے کہ خود بخود اس کو گردش ہے۔ دوسرا اس کو کوئی گردش نہیں دیتا۔ شیخ نے فرمایا کہ حرکت ملکی حرکت قہری ہے حکیم نے کہا کیونکہ شیخ نے فرمایا کہ فرشتے اس شکل و صورت کے اس طرح پر بحکم خدا حرکت دیتے ہیں اور ایک حدیث پڑھی اس پر وہ حکیم قہقہہ مار کر نہا شیخ کو ناگوار گزار چنانچہ خلیفہ اور حکیم کا ہاتھ بکڑ کر صحن مکان میں لائے اور فرمایا کہ الہی جو کچھ اپنے خاص بندوں کو دکھاتا ہے ان دونوں کو بھی دکھلا اور کہا آسمان کی طرف دیکھو جب انہوں نے آسمان کو دیکھا معلوم کیا کہ فرشتے آسمان کو حرکت دے رہے ہیں یہ کرامت دیکھ کر حکیم اور خلیفہ باعتماد تمام تائب ہو کر کہتے ہیں کہ دس بارہ ہزار روپے کا فتوحات ہو رہا تھا مگر جو آتا شام تک لقمہ مساکین ہوتا۔ دوسری صبح کی واسطے ایک ملکاروٹی کا بھی نہ رہتا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سب نعمتیں دیں مگر ذوق سماع نہ دیا۔ اسوجہ سے نہیں سنتا جبے وقت آپ کا قریب پہنچا تو صاحبزادہ شیخ عماد الدین کی عمر تیس برس کی تھی مگر راحت پیری سے محروم تھے عین وقت انتقال پر خزانہ کی کنجیاں طلب کیں۔ خادم نے کہا کہ یہ وقت شیخ کے انتقال کا ہے اس وقت مناسب نہیں یہ آواز شیخ کے

کان میں پہنچی۔ آپ نے خادم کو بلا کر کہا کہ اسکو کبھی دیدے۔ صاحبزادہ نے جو خزانہ کھول کر دیکھا تو چھ دینار سے زیادہ نہ تھا جو شیخ کی تبہیز و تکفین میں خرچ ہوا اور حضرت ہر سال زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوتے رہے۔ ولادت حضرت کی ۵۳۵ھ میں اور وفات ۵۳۳ھ میں ہوئی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی خلیفہ شیخ ضیاء الدین البونجیب سہروردی اور حضرت غوث پاک کے تھے

## شجرہ شیخ شہاب الدین

نمبر	اسم بزرگ	ماہ و سنہ وفات	مزار	کیفیت
۱	شیخ ضیاء الدین البونجیب سہروردی	۵۶۲ھ	بغداد	
۲	شیخ وجیہ الدین سہروردی	۵۶۶ھ	"	
۳	شیخ ابو عبد اللہ	۵۳۱ھ	شیراز	
۴	شیخ اسود احمد دنیوری	۵۶۶ھ	دنیور	
۵	شیخ ممتاز علی دنیوری	۲۴ محرم ۵۶۹ھ	"	
۶	خواجہ جنید بغدادی	۲۴ رجب ۵۳۰ھ	بغداد	
۷	خواجہ سری سقطی	۳ رمضان ۵۵۲ھ	"	
۸	خواجہ معروف کرخی	۲ محرم ۵۲۰ھ	کرخ	
۹	خواجہ داؤد طائی	۱۶۲ھ	بغداد	
۱۰	خواجہ حبیب عجمی	۳ ربیع ۱۵۶ھ	"	
۱۱	حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	ربیع الاول ۵۵۵ھ	مدینہ منورہ	
۱۲	حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۱۰ رمضان ۵۲۰ھ	نجف اشرف	
۱۳	جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۱۱ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ شریف	

خلفاء آپ کے یہ ہیں۔ شیخ محمد غنی۔ شیخ بہاء الدین ثانی سید نور الدین مبارک شمس العارفین شاہ ترکان بیابانی۔ قاضی حمید الدین دہلوی۔ شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی۔ شیخ نجیب الدین علی برکش۔ شیخ فرید الدین عطار۔



ذکر حضرت سید نور الدین مبارک غزنوی قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کے تھے۔ بعد تکمیل فرقہ خلافت سے مشرف ہو کر دہلی میں آئے۔ سلطان شمس الدین نے آپ کو شیخ الاسلام دہلی کیا بلکہ دہلی میں اسکا باراں تھا۔ لوگوں نے شیخ نظام الدین ابوالموید کو آکھیرا کہ آپ برائے باران رحمت دعا کیجئے آپ اُسی وقت اٹھکر مزار سید نور الدین پر گئے اور کہا کہ یا سیدی میری آپ کی جن نزاع تھی اسکو مٹا فرما کر آشتی کیجئے کہ پانی برسے۔ تمام شہر پانی کا خواہاں ہے۔ آواز ہوئی کہ میں نے تجھ سے سلوک کیا دعا کر پانی برسے گا۔ بعدہ مکان پر آکر تمام خلق کے روبرو دعا کی کہ الہی باران رحمت کو بھیج ورنہ میں حیات آبادی میں نہ جاؤں گا۔ اس وقت پانی برسنا۔ قطب الدین آپ کے خادم نے عرض کیا کہ بندہ کو پروردگار سے ایسا زور کے ساتھ عرض کرنا چاہیے اس میں کیا بھید تھا۔ شیخ نے فرمایا کہ دوست دوست سے جو کہتا ہے وہ ضرور قبول کرتا ہے۔ دوسرا امر یہ کہ سید نور الدین کی رنجش تھی۔ آج صفائی ہوئی انہوں نے بھی واسطہ دے کر فرمایا۔ حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی سے روایت ہے کہ سید نور الدین اول نعمت شیخ اجل شیرازی سے خلافت پائی بعدہ شیخ شہاب الدین سہروردی کے مرید ہو کر فرقہ خلافت حاصل کیا۔ وفات شیخ نور الدین مبارک کی عکسہ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

حضرت خلیفہ شیخ شہاب الدین سہروردی

ذکر حضرت شمس العارفین شاہ ترکان بیابانی دہلوی قدس سرہ

کے تھے۔ صاحب عظمت دستان پر جلال کہ ترک تجرید میں یگانہ عصر تھے۔ علاقہ خیوہ سے وارد دہلی ہو کر باہر شہر کے مقیم ہوئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ حضرت خواجہ کے دیکھنے کو جاتے تھے۔ اور حضرت خواجہ بھی آپ سے ملنے ایک دوبار تشریف لائے ہیں۔

نقل ہے کہ ایک بار حضرت شاہ ترکان حضرت خواجہ کے جہان تھے۔ ایک وقت میں دونوں بزرگ ایک طباق میں دلیا نوش فرما رہے تھے۔ اور شیخ فرید الدین گنج شکر گس رانی کر رہے تھے۔ حضرت شاہ ترکان کا یہ تاخذہ تھا کہ ہر رقمہ کھا کر اپنی نعل میں ہاتھ دیتے۔ پھر دوسرا رقمہ اٹھاتے۔ یہ دیکھ کر شیخ فرید الدین کے چہرہ سے آثار ناگواری کے معلوم فرما کر حضرت خواجہ نے اشارہ سے منع فرمایا مگر ان سے ضبط نہ ہو سکا۔ آخر کہا کہ حضرت کھانا کھانے میں نعل میں ہاتھ دینا خلاف تہذیب ہے۔ آپ شکر

چپ ہو رہے۔ حضرت خواجہ نے پھر اشارہ سے منع فرمایا مگر شیخ فرید الدین نے بھر کہا۔ دوبارہ کہنے سے آپ کو جلال آیا۔ حضرت بہت قوی ہو چکے اور زبردست تھے۔ شیخ فرید الدین کا بازو پکڑ کر کھینچا اور اپنا ہاتھ ادبھا کر کے فرمایا کہ دیکھ میں بوجہ ترک ادب کے قطب الاقطاب کے ہمراہ کھانا کھا رہا ہوں ہر قسم پر ہاتھ دھولیتا ہوں جو اس وقت موجود تھے سب نے دیکھا کہ زیر نعل دریا بہا جلاتا ہے۔

نقل ہے کہ ایک قلندر آپ کے پاس آئے اُن کے ہمراہ دو شیر مہر تھے انہوں نے حضرت سے کہا کہ اُن کے کہاں باندھیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری بکریوں میں چھوڑ دو۔ اُس قلندر نے کہا کہ ان کو شیر کھا جائینگے آپ نے فرمایا کہ اللہ کے نام پر چھوڑ دو۔ اُس قلندر نے دونوں شیر بکریوں میں چھوڑ دیئے۔ قدرتِ خدا سے اُن بکریوں نے شیروں کو ایسا تنگ کیا کہ وہ شور کر کے باہر نکل آئے۔

نقل ہے کہ ایک ساہوکار دہلی سے کہیں جاتا تھا۔ اُس کے دشمن اُس کے پیچھے ہوئے۔ جب اُس نے دشمنوں کو آتے دیکھا ڈر کے حضرت کے پاس آیا اور کہا مجھے امان دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ صحن میں بیٹھ گیا۔ اتنے میں وہ لوگ بھی آگئے۔ حضرت سے کہا کہ ایک شخص ابھی آپ کے پاس آیا ہے۔ وہ کہاں ہے آپ نے فرمایا کہ دیکھ لو۔ انہوں نے آپ کی جھونپڑی اور اس کے اُس پاس خوب دیکھا کہیں نہ پایا۔ ناچار واپس چلے گئے۔ وہ مہاجن سب کو دیکھا کیا اور وہ کسی کی نظر میں نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ مہاجن مسلمان ہوا اور ترک مال و منال کر کے فقیر ہوا۔

نقل ہے کہ سلطان شمس الدین نے ایک بار حضرت سے کہا کہ شہر میں قیام فرمائیے۔ ویرانہ میں آپ کیوں رہتے ہیں۔ آبادی میں رہنے سے برکت انفاس حضرت سے خلائی کو نفع ہو گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر خدا کو منظور ہو گا تو یہیں آبادی ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل فیروز شاہ نے اس جگہ آبادی کی اور مسجد بنائی کہ جو موجود ہے۔ پھر گردِ روضہ عالیہ کے چار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنی ترکمان دروازہ آپ کے نام سے مشہور ہوا۔ وفات حضرت کی رضیہ بیگم کے عہد میں ہوئی۔ مزار پر انوار سے فیض عام جاری ہے۔ شب کو صراحی بانی کی لاکر مزار پر رکھتی ہیں۔ صبح بجا کر مریضوں کو بلاتے ہیں۔ انکو صحت ہوتی ہے۔ آپ کے ہاں جو نسبت ہوتی تھی شب کو بھی میلہ رہتا تھا۔ جب تک دارالقصا دہلی ہو جاتا رہا تو حرام کاری کا بھی علانیہ چرچا ہوا کسی نصیر نے حضرت کے میلہ میں کسی طوائف کو حرام کیا اس وقت دونوں کو کسی اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ یہ دونوں چار بانی پر پڑ کر اپنے گھر گئے۔ اور تمام میلہ میں دبا پڑی

تمام خلقت وہاں سے بھاگی۔ آپ نے خدام کو بشارت دی کہ رات کو ہمارے یہاں میلہ نہ رہا کرے اُس روز سے بعد دوپہر کے میلہ شروع ہوتا ہے اور پہر رات گئے ختم ہو جاتا ہے۔ درگاہ شاہ ترکمان شاہجہاں آباد میں حاجت روائے خلق ہے۔ حضرت صاحب سلسلہ بھی ہیں۔ آپ کے اکثر فقیر بیاروں میں رہتے ہیں۔ ان میں ایک بزرگ صاحب الکیر بھی دیکھے ہیں۔

آپ خلیفہ شیخ شہاب الدین

## ذکر حضرت شیخ بہاء الدین ذکر یکتائی قدس

سہروردی کے ہیں۔ اعظم

اولیائے ہند سے گذرے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہری و باطنی تھے۔ آپ کے دادا اکمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے چلکے خوارزم میں آ رہے۔ بعد اس کے ملتان میں تشریف لائے۔ آپ کے والد شیخ جلال الدین کی شادی دختر شیخ حسام الدین ترمذی سے ہوئی۔ ششہ میں شیخ بہاء الدین پیدا ہوئے۔ بارہ برس کی عمر میں حافظ و قاری ہوئے۔ بعد وفات اپنے والد کے خراسان میں جا کر کسب علوم کیا۔ بہت بزرگوں کی زیارت کی بعد اُس کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور پانچ سال مدینہ میں رہ کر کمال الہی محکم مبینی محدث سے حدیث صحیح کی بعد اس کے زیارت بیت المقدس سے مشرف ہوئے وہاں سے چلکے بغداد میں آ کر شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں شرف ارادت حاصل کر کے اٹھارہ دن میں کمال دلالت کو پہنچے۔ منتظر خلافت کے تھے کہ ایک شب واقعہ میں دیکھا کہ ایک مکان پر نور ہے اُس میں رسول خدا ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور شیخ شہاب الدین دہنی جانب دست بستہ کھڑے ہیں اور وہاں چند خرقہ ٹنگے ہوئے ہیں۔ جناب سرور کائنات انکو بلا کر اپنے ہاتھ سے شیخ شہاب الدین کے سپرد کر کے فرمایا۔ ان خرقوں میں سے ایک خرقہ بہاء الدین کو پہنا دے۔ چنانچہ انہوں نے خرقہ پہنایا۔ صبح کو شیخ شہاب الدین نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور فرمایا کہ رات کو جو خرقہ تجھ کو عنایت ہوا اٹھالے اور فرمایا کہ حسب الارشاد رسول مقبول یہ خرقہ تجھ کو دیا گیا۔ اس خرقہ کے ملنے سے اور درویش کہ جو سالہا سال سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی خانقاہ میں بڑی سچے مجاہدہ اور ریاضت کر رہے تھے اور خرقہ خلافت نہیں پایا تھا ان لوگوں کو خیالات پیدا ہوئے کہ ان کو اٹھارہ دن میں خلافت ملی ہم پر سوں کے پڑے ہیں اب تک محروم ہیں۔ شیخ غیاث الدین نے نوباطن سے ان کا خطرہ معلوم کر کے مریدوں سے فرمایا کہ تم تشویش نہ کرو۔ تم مثل لکڑی تر کر کے ہو۔ آگ چوب تر کو بیکہ نہیں جلاتی۔ اور

بہاؤ الدین ذکر یا مثل چوب خشک کے تھا کہ یکایک اس میں آگ نے اتر کیا۔ علاوہ بریں جتنی باتیں ہیں سب فضل الہی پر منحصر ہیں۔ پس خرقہ خلافت حاصل کر کے حسب اجازت پیر ملتان میں آکر رہا۔ خلق میں مشغول ہوئے بہت کچھ رجوعات خلایق ہوئی۔ ملتان کے مشائخوں کو آپ سے حد پیدا ہوا اور اشارتاً ایک دودھ کا بھرا ہوا پیالہ بھیجا۔ آپ نے اُن کا اشارہ معلوم کر کے ایک گلاب کا بھول اُس کوڑے میں ڈال دیا۔ نفل ہے کہ سید جلال الدین شریف اللہ سرخ بخاری حضرت کی خانقاہ میں آکر بیٹھے۔ صحن میں بیٹھے تھے کوجل رہی تھی۔ شیخ حجرو میں تھے سید صاحب کو اپنے ٹلک کی سروی یاد آئی۔ شیخ الاسلام نے نذر باطن سے معلوم کر کے حجرو سے باہر آکر فرمایا کہ بوریئے صحن خانقاہ کے اٹھا کر بھاڑ دے کہ کچھ کڑا نہ رہے۔ ایک خادم نے بھاڑ و ردی۔ اسی وقت ایک ٹکڑا ابر کا آیا اور گرج و چک ہونے لگی اور اولے مثل بیضہ مرغ کے صحن خانقاہ میں برسنے لگے کہ تمام صحن چر ہو گیا۔ خانقاہ کے باہر کہیں ایک اولہ بھی بڑا سید جلال الدین اند دوسرے درویشوں نے خوب اولے کھائے اور برتنوں میں بھر کر رکھے۔ جب واسطہ نماز ظہر کے شیخ باہر آئے۔ سید جلال الدین سے فرمایا کہ یا سید برف بخارا کی بہتیرا اولے ملتان کے۔ سید نے عرض کیا کہ ملتان کے اولے ہزار درجہ بہتر ہیں۔ اسی روز مرید ہو کر کئی سال میں مرتبہ ولایت حاصل کر کے اوج کو رخصت ہوئے۔

نفل ہے کہ مولانا فخر الدین عراقی بھانجے شیخ شہاب الدین ہروردی کے کہ بہت بڑے عالم اور شاعر تھے۔ دمشق میں رہ کر مدرسہ بنا کر درس میں مشغول ہوئے۔ ایک فقیر لڑکے پر عاشق ہو گئے اور ڈاڑھی مونچھیں منڈا کر قلندروں میں مل گئے۔ انہی کے ہمراہ سفر کرتے ہوئے ہمدان و خراسان ہونے ہوئے ملتان میں آئے۔ خانقاہ شیخ میں شب باش ہوئے۔ شیخ الاسلام نے مولانا فخر الدین کو پہچان کر کشش باطن سے اپنے پاس بلا کر تمام شب اپنے پاس رکھا صبح کو وہ قلندر اٹھ کر چلے۔ یہ بوجہ شوق و محبت کے دوڑے تمام دن انکو ڈھونڈا اور شام کو اپنے ٹٹیں ملتان میں در خانقاہ پر پایا۔ شیخ نے مولانا کو اندر بلا کر گلے لگایا اور ان کو توجہ دی۔ ران کے دل سے محبت اس لڑکے کی محو ہوئی اور محبت الہی پیدا ہوئی۔ شیخ نے اپنا ملبوس خاص عنایت کیا اور اپنی لڑکی سے ان کا نکاح کر دیا۔ ایک مرید شیخ کا لاہور میں رہتا تھا اسکو شیخ زندہ دل بھی کہتے تھے۔ بروز عید ہمراہ خلق گئے تھے۔ آسمان کی جانب دیکھ کر کہا کہ آج عید کا دن ہے دوست اپنے دوستوں سے ملتے ہیں۔ میں سوائے تیرے کسی کو دوست نہیں رکھتا تو

اپنے خزانہ سے مجھ کو عیدی دے اُسی وقت پرچہ کاغذ بخط سبز نوشتہ اُن کے ہاتھ آگیا اس میں لکھا تھا کہ آگ دوزخ کی تجھ پر حرام کی۔ یہ مرید حاضر تھا اُس نے شیخ سے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے عیدی دی۔ آپ ہمارے خواجہ ہیں مجھ کو عیدی دیجئے۔ شیخ نے بسم کر کے وہ کاغذ آزلونی دوزخ کا اس مرید کو بخشا اور فرمایا کہ قیامت کے دن آگ دوزخ کی جانے یا میں جانوں۔

نقل ہے کہ بعد سلطان شمس الدین التمش و عاصرت خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے ولیہد سلطان قطب الدین جب بادشاہ ہوا اور مرید قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا ہوا تمام ایشیائی سلطنت اُس کے قبضہ میں آئی۔ تباچہ بیگ ترک ملتان اوج اور سندھ کا حاکم ہوا۔ اُس نے فساد برپا کرنا چاہا۔ شیخ بہاء الدین اور قاضی ملتان نے بادشاہ کو اُس کے ارادے آگاہ کیا۔ ان کا خط تباچہ بیگ کے آدمیوں کے ہاتھ آیا۔ اس خط کو دیکھتے ہی تباچہ بیگ بہت غصہ ہوا اور محض تیار کیا۔ قاری شرف الدین قاضی ملتان کو بلا کر دونوں خط کہ جو اسکی شکایت میں بادشاہ کے پاس جاتے تھے دکھلائے۔ قاضی کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا۔ تباچہ بیگ نے جلا دو حکم دیا کہ اسکو قتل کرادو دوسرا خط شیخ بہاء الدین کو بلا کر دیا۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ خط میرا ہے جو میں نے لکھا ہے بادشاہ کے حق میں لکھا ہے تو کیا کر سکتا ہے۔ یہ سنتے ہی اُس کا بدن کانپ اٹھا۔ قدموں پر گر کر عفو قصور چاہا اور رخصت کیا۔

نقل ہے کہ عبداللہ ذوالجداد سے حضرت گنجشکر کی خدمت میں اجودھن آیا۔ وہاں سے ملتان جانا چاہا۔ چونکہ راہ پر خوف تھی ان سے دعا چاہی کہ میں وہاں سلامت پہنچوں۔ آپ نے فرمایا بعد تک سلامت پہنچے گا۔ جب عبداللہ علاقہ ملتان میں قریب حوض کے آیا وہاں قزاقوں کو دیکھا کہ وہ قصد لوٹنے کا کرتے ہیں۔ اُسے باز ملند پکار کر کہا یا شیخ بہاء الدین سرحد فرید الدین میں سے سلامت آیا۔ اب تمہاری پناہ میں ہوں۔ اس وقت ایک سوار پیدا ہوا اور لیٹروں کو اس کے پاس سے ہٹا دیا۔ صحیح سلامت ملتان میں پہنچا۔ ایک دوزیہ ذوال سرخ کبیل اڑھے شیخ کے روپ رو گیا۔ شیخ نے فرمایا یہ نڈا وٹھنا چاہیے۔ کہ سرخ لباس شیطان کا ہے۔ اُس نے گستاخی اور زبان درازی سے کہا کہ تمہارے پاس یہ قیاس خزانہ ہے اُس کا خیال نہیں کرتے۔ میرے پڑا لے کبیل کو دیکھ کر طعن کرتے ہو۔ یہ سنکر شیخ نے فرمایا کہ ہر شیار ہو بے ادب مت ہو۔ حق احسان مت بھول یاد کر کہ حوض پر تو نے مجھ کو آواز ملند پکارا اور میں نے پہنچ کر تیرا جان و مال بچایا۔ یہ سنکر عبداللہ متفعل ہوا۔

اور قصور معاف کر دیا شیخ صدر الدین کرخی نقل کرتے ہیں کہ مولانا نجم الدین سے میں تفسیر پڑھتا تھا شیخ بہار الدین نے مجھ سے پوچھا کہ کیا پڑھتا ہے، میں نے عرض کیا کہ تفسیر کشاف و ایجاو و عمدتہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ کر اور مشغول ہو، میں نے یہ ذکر استاد سے کیا، انکو ناگوار گذرا۔ انکو میں نے دیکھا کہ تینوں کتابیں میرے پاس رکھی تھیں دو اسمیں سے جل گئیں کہ جن کی نسبت شیخ نے فرمایا تھا، بلکہ جو اوپر تھی وہ سلامت رہی، خواجہ کمال الدین شیرازی کہ حضرت کے مرید تھے جواہر نامہ کی سوداگری کرتے تھے، عدن سے جہاز میں بیٹھے، ان کے پاس بہت مال تھا اور سوداگر بھی ہمراہ تھے تھوڑی دور جہاد گیا تھا، بوجہ مخالفت ہوا کہ جہاز بھنور میں آگیا، سب کو گمان موت کا ہوا اور درود کرب لوگ دعائیں مانگنے لگے۔ کمال الدین مذکور نے فریاد کر کے کہا یا مخدوم بہار الدین ذکر کیا وقت ہے، اسی وقت سب نے دیکھا کہ حضرت کشتی میں تشریف لائے ہیں اور آپ کی برکت سے وہ طوفان رفع ہو گیا۔ تمام سوداگروں نے قیصر حصہ مال اپنا حضرت کی نذر کیا آخر سب نے مقام مقصود پر پہنچ کر شیخ فخر الدین گیلانی کے ہاتھ حضرت کی خدمت میں نذرانہ بھیجا۔ اگرچہ شیخ فخر الدین نے سوائے روزانہ دو کے کبھی شیخ کو نہیں دیکھا تھا مگر بروقت پہنچنے کے پہچان لیا، قدمبوس ہوا اور سات لاکھ اشرفی نذرانہ سوداگران شکر بخش کیا۔ آپ نے قبول فرما کر اسی وقت براہ خدا تقسیم کر دیا۔ یہ سخاوت و کرامت دیکھ کر شیخ فخر الدین صاحب اپنا کل مال براہ مولا دیکر حضرت کے مرید ہوئے اور فقیری اختیار کی۔ چنانچہ مزار شیخ فخر الدین گیلانی کا جدہ میں ہے۔

نقل ہے کہ شب ماہ رمضان سے ایک شب شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا۔ میرا وہ دوست ہے جو تمام رات میں دو رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں ایک قرآن شریف ختم کرے۔ چنانچہ حضرت نے خود امام ہو کر دونوں رکعت ادا کیں اور چار سیپارہ اور پڑھے اور ہمیشہ حضرت بعد نماز تہجد کے تانماز صبح تک قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ لکھا ہے کہ ایک روز آپ اپنے حجرہ شریف میں مشغول تھے اور صدر الدین آپ کے پس پردہ حجرہ پر بیٹھے تھے کہ یکایک ایک شخص پیدا ہوا اُس نے ایک لفافہ سر بہر شیخ صدر الدین کو دیکر کہا کہ یہ اپنے مخدوم کو دیدو کہ اتنے میں شیخ باہر آئے انہوں نے وہ خطاں کے ہاتھ میں دیا اس خط کو دیکھتے ہی اللہ کہا اور جان بحق تسلیم ہوئے حجرہ میں سے آواز آئی کہ دوست بد دوست پیوست و وفا حضرت کی شہادت میں ہوئی مزار ملتان میں ہے۔ آپ کے جد و پدر اور بی بی رستی آپ کی والدہ ان صاحبوں کے مزار

ملتان میں ہیں۔ آپ کے دادا کے مزار پر ایک درخت ہے جو دیوانہ اس کے پتے کھاتا ہے اچھا ہو جاتا ہے۔ خلیفہ آپ کے بہت سے ہیں۔ چنانچہ شیخ فخر الدین عراقی دمشق میں اور شیخ نجم الدین علی برعشی شیرازی بغداد میں اور جوہندوستان میں ہیں ان کا ذکر آگے آئیگا۔

## ذکر حضرت صدر الدین عارف بن شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا ملتانی قدس

آپ خلیفہ اعظم و صاحب سجادہ شیخ کے تھے علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے اور خوارق و کرامات بے اندازہ رکھتے تھے اور قطب تھے۔ آپ سات بھائی تھے۔ شیخ صدر الدین، شیخ برہان الدین و شیخ ضیاء الدین و شیخ علاء الدین و شیخ شہاب الدین۔ شیخ قدرت الدین و شمس الدین بعد انتقال پدر کے جب ترکہ تقسیم ہوا تو شیخ صدر الدین کے حصہ میں سات لاکھ اشرفی سوائے اوچاؤ و منقولہ اور غیر منقولہ کے آئیں اسی وقت سب کو راہِ خدا میں تقسیم کیا۔ کچھ اپنے پاس نہ رکھا۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے والد نے راہِ خدا میں بھی صرف کیا اور خزانہ معمول کر گئے تم نے اتنا مال جو میراث پدری سے ملا تھا ایک دن میں برباد کیا۔ کل کے واسطے کوڑی بھی نہ رکھی بڑا کیا۔ آپ نے ہنس کر فرمایا کہ میرے والد دنیا پر غالب تھے۔ دنیا ان کو فریب نہ دیکھتی تھی۔ میں ابھی اس درجہ پر نہیں پہنچا۔ اگرچہ کبھی کبھی میں بھی غالب آگیا ہوں مگر ڈرتا ہوں کہ کہیں دنیا غالب ہو کر مجھ کو راہِ مولا سے پھیرے۔ اس واسطے اسکو جدا کیا کہ تسلی دل کے ساتھ یاد خدا کر دوں حصہ پدری رکھنے کو میرے بھائی کافی ہیں۔ ساتواں حصہ رہا رہا نہ رہا۔ ایک روز شیخ صدر الدین دریائے کنارہ پر دھوکہ کر رہے تھے۔ شیخ رکن الدین ان کے فرزند مفت سالہ ان کے ہمراہ تھے کہ ایک غول ہرنوں کا سامنے آیا انہیں ایک بچہ پر شیخ رکن الدین کا دل مائل ہوا۔ جانتے تھے کہ اسکو بکڑیں مگر باپ کے ڈر سے نہ اٹھ سکے ادھر شیخ نے وضو کر کے فرزند کو اپنے پاس بٹھا کر قرآن شریف پڑھوانا شروع کیا۔ انکا قاعدہ تھا کہ ہر روز چار دفعہ کے پڑھنے میں ایک سیپارہ حفظ کر لیا کرتے تھے اُس روز سات بار پڑھا اور حفظ نہ ہوا۔ شیخ نے اسکا سبب پوچھا۔ خدام نے عرض کیا کہ ہرنوں کی ڈار سامنے سے نکلتی تھی اُن میں بچے بھی تھے شاید انکا دل اس طرف گیا ہو۔ شیخ نے فرزند سے پوچھا کہ بابا ہرن کدھر گئے ہیں انہوں نے کہا دریا سے جانبِ غرب گئے ہیں اور بچے بھی خوبصورت تھے۔ شیخ نے تھوڑی دیر مائل کیا دیکھا کہ ہرنی بچوں

کو ایسے مذہبی چلی آتی ہے اور شیخ کے آگے اکھڑی ہوئی۔ شیخ رکن الدین نے بچہ کو پکڑ کر گود میں لیا۔ اُسی وقت دو جُز یاد کئے اور ہر فی بچہ کو لیکر اپنے گھر آئی۔ یہ حضرت جامع الکرامات منبع الحسان قطب الوقت شیخ المشائخ ہند گزرے ہیں۔ کرامات آپ کی بے انتہا مشہور ہیں وفات حضرت کی ۶۳۲ ذی الحجہ ۸۸۷ھ میں ہوئی۔ مزار ملتان میں ہے نزد مزار والد۔

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے  
**ذکر حضرت شیخ جمال خندان رو قدس سرہ**  
تھے بہت با کمال و با عظمت گزرے

ہیں۔ وفات حضرت کی ۷۶۶ھ میں ہوئی۔

آپ خلیفہ شیخ بہاء الدین ذکر یا ملتان کے  
**ذکر حضرت شیخ حسن افغان قدس سرہ**  
تھے۔ صاحب ذوق شوق عالم علوم باطنی

آپ محض امی تھے مگر امتحاناً کسی قسم کا کتبہ آپ کے سامنے آتا اُس کے معنی مطلب سب بیان فرمادیا کرتے تھے، ان کے پیر کہا کرتے تھے کہ اگر خدا قیامت کو مجھ سے سوال کرے گا کہ میرے واسطے کیا تحفہ لایا۔ عرض کروں گا کہ حسن افغان کی مشغولی عبادت جس زمانہ میں آپ دہلی آتے تھے راستہ میں دیکھا کہ ایک مسجد بناتے ہیں اور بہت سے عالم قبلہ درست کر رہے ہیں یہ بھی وہاں کھڑے ہو گئے آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ جدہ میرا منہ ہے اور ہر محراب درست کر دو۔ لوگوں کو انکار ہوا۔ آپ نے انکشت شہادت قبلہ کی طرف اٹھا کر فرمایا اگر میرے کہنے کا اعتبار نہیں تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ غرض کل حاضرین زیارت کعبہ سے مشرف ہوئے۔ ایک روز آپ جماعت سے نماز پڑھ رہے تھے کہ امام کے دل میں کچھ خطرے گزرے۔ بعد نماز کے آپ نے امام کا ہاتھ پکڑ کر علیحدہ لیجا کر کہا کہ آپ دہلی سے افغانستان میں جاتے تھے وہاں سے بردہ خرید کر ملتان میں لاتے تھے۔ انکو بچکر نفع کثیر اٹھاتے تھے۔ بیچارہ حسن دست بستہ نینگے پاؤں تمہارے پیچھے حیران بھرتا تھا۔ اس نماز کو کیا نماز کہوں غی دل درکار و تن با خدا ہو۔ الغرض ایسی ایسی بہت سی کرامتیں آپ سے ظاہر ہوئی ہیں، وفات حضرت کی ۷۶۹ھ میں ہوئی۔ مزار ملتان بائیں مزار مرشد ہے۔

**ذکر حضرت سید جلال الدین منیر شاہ میر سخ بخاری قدس سرہ**  
آپ خلیفہ شیخ بہاء الدین ذکر یا ملتان کے تھے جو سید بخاری کہلاتے ہیں وہ سب آپ کی اولاد



سے ہیں۔ نسب نامہ آپ کا یہ ہے، سید جلال الدین بن سید ابوالموید علی بن سید جعفر بن سید محمد سید محمود بن سید احمد بن سید عبداللہ بن سید علی اصغر بن سید جعفر ثانی بن سید امام نقی رض۔ جاننا چاہیے سید علی اصغر کے دبئیٹے تھے سید عبداللہ سے سادات بخاری اور سید اسماعیل سے سادات چاکری سید صاحب کے بہت سے لقب ہیں۔ جلال الدین شیر شاہ ابوالبرکات والوالصمد و میر بزرگ مخدوم عظیم و جلال اکبر و عظیم اللہ اور آپ نوا سے سلطان محمود و بادشاہ توران کے تھے۔

منظر جلالی میں لکھا ہے کہ حضرت مادر زاد ولی تھے۔ لڑکپن میں لڑکوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے شہر سے باہر آئے۔ وہاں ایک جنازہ کی نماز تیار تھی۔ آپ نے پوچھا چار پائی پر جو پڑا ہے اُس کا کیا حال ہے۔ کسی نے کہا فلاں شخص مر گیا اُس کے جنازہ کی نماز پڑھیں گے۔ آپ نے کہا پھر کیا کرو گے اُس نے کہا کہ زمین میں دفن کر دینگے۔ یہ سنکر آپ کا بدن کانپا اور اللہ اکبر کہہ کر سر ہالے مردے کے جا کر تم باذن اللہ فرمایا وہ مردہ فوراً زندہ ہو گیا اور اپنے پاؤں چلا گیا۔ چالیس برس اور زندہ رہا۔ جب آپ کے والد کو یہ خبر ہوئی انہوں نے بہت کچھ دھمکایا اور منع فرمایا کہ پھر ایسی حرکت نہ کرنا شرع میں رخنہ پڑتا ہے۔ پہلے گھر سے سفر کر کے آپ نجف اشرف آئے چندے وہاں رہ کر مدینہ میں آئے وہاں سے بیت المقدس کو گئے پھر مدینہ میں آئے وہاں کے سادات نے آپ سے سند سادات چاہی۔ آخر یہ امر طے ہوا کہ مزار رسول مقبول پر چلکر دریافت کریں سید جلال الدین نے روضہ عالیہ کے روبرو کھڑے ہو کر کہا السلام علیک یا والدی روضہ کے اندر سے آواز آئی و علیکم السلام یا لدی قرۃ عینی و سراج کل امتی انت متی و من اہل بیت۔ یہ سنکر تمام سادات انکی توقیر اور تعظیم بجالائے۔ بعد کعبہ میں آنکر جگہ کیا۔ وہاں سے چلکر ریح مسکون کی سیر کی۔ ہزار ہا مخلوق کو ہدایت فرمائی اور ملک پنجاب میں آنکر شہر جننگ سیلان آباد کیا۔ ایک روز آپ حجرہ میں نہ تھے اور دروازہ بند تھا۔ حاضرین مسجد کے کان میں ذکر نفی اثبات کی آواز آتی تھی۔ آپ کے مبروں میں سے شیخ غار نے پوچھا کہ آپ توحجرہ میں نہ تھے وہ کون تھا جو حجرہ میں ذکر کر رہا تھا۔ فرمایا کہ پیالہ جو بی ذکر کرتا تھا ایک تعلق نام افغان کہ درویش کامل تھا سندھ سے چلکر اوج میں آیا۔ راستہ میں جو فقیر اسکو ملا اسکی ولایت کو سلب کیا۔ انج میں آکر سید صاحب کو بھی بلوایا۔ اسوقت آپ مشغول تھے۔ تعلق کا خادم ہیبت کی وجہ کچھ عرض نہ کر سکا۔ اور وہاں جا کر تعلق سے حال شیخ بیان کیا وہ خود سوار ہو کر مسجد کے دروازہ پر آیا۔ اندر

آنا چاہا مگر نہ آسکا۔ آخر کار کہا کہ یہ سید کامل ہو مگر فرسوس ہے کہ عیالدار ہے یقین ہے کہ تمام عالم میں اسکی اولاد بھر جاوے گی۔ کہیں آواز آپ کے کان میں پہنچی آپ کو غصہ آیا اور اسکو نظر حلال سے دیکھا اسی وقت وہ جھک کر گیا۔ لکھا ہے کہ جب یسنا راسے بھکس میں آئے ہیں تو سید بدر الدین نے اپنی دختر کا نکاح آپ سے کیا۔ چندے وہاں رہ کر پھر راج میں آئے تھے۔ آپ کے بانچے لڑکے پیدا ہوئے۔ وفات حضرت کی ہجری ۹۰ سال ۷۹۹ھ میں ہوئی۔ مزار ادرج میں ہے۔

آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے ہمیشہ

### ذکر حضرت شیخ احمد مشوق قدس سرہ

مغمور رہتے تھے۔ قندھار میں سوداگری کی دکان

تھی ملتان میں واسطے تجارت کے آتے تھے۔ ایک دن راستہ میں شیخ صدر الدین کو دیکھا۔ شیخ نے ان کو اپنے پاس خانقاہ میں بلا کر قدرے شربت اپنا چھوٹا پلایا اسکے پیٹے ہی ان کا دل روشن ہو گیا اور مرید ہوئے تمام مال و متاع خیرات کر کے فقیر ہوئے۔ ایک دن یہ نہا رہے تھے کہ دعا کی آہی تو بادشاہ ہے اپنے بندوں کو اپنی عنایت سے نوازتا ہے جب تک مجھکو اپنے قرب و اپنے مرتبہ سے کہ میرا بھیکو کتنا مال ہے نہ آکا کہ کریگا میں پانی سے پاؤں باہر نہ رکھوں گا۔ اسوقت آواز غیب ہوئی کہ تیرا مرتبہ ہماری درگاہ میں بہت ہے کہ تیرے وسید سے خلقت کو آتش و دوزخ سے بچا کے بہشت میں بھیجوں گا عرض کیا کہ الہی تیری نعمت کی حد اور تیری رحمت کی گنتی نہیں۔ اسپر اکتفا نہ کرو نکا۔ پھر آواز ہوئی کہ تجھ کو اپنا محبوب اور مشوق کیا۔ تاکہ طالبوں کو تو میرا عاشق کرے۔ یہ سنکر بانی سے نکلے۔ آخر بوجہ جذبہ عشق کے جہاں اور اہل جہاں سے پیغمبر ہو کر مست و مدہوش ہو گئے تھے۔ آخر علمائے ان کو اکڑا کہ فرض کیوں نہیں ادا کرتا۔ ورنہ تجھ پر حد جاری کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ میں قوت نماز پڑھنے کی نہیں رکھتا ہوں خیر تمہارے کہنے سے نماز تو پڑھتا ہوں مگر سورہ فاتحہ نہ پڑھوں گا۔ انہوں نے کہا بے فاتحہ کے نماز نہیں ہوتی کہا کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین نہ کہوں گا۔ انہوں نے کہا کہ بے اس کے فاتحہ نہیں ہوتی۔ آخر علماء نے نماز پر ان کو کھڑا کیا جسوقت ایاک نعبد و ایاک نستعین پڑھیں پھر ٹنگے سے خون ٹپکنے لگا کہ کپڑے تر ہو گئے رکعت تو ذکر اپنے علماء سے فرمایا کہ میں زن حائضہ ہوں نماز مجھکو محاف ہے۔ وفات حضرت کی ۷۷۷ھ میں ہوئی۔

ذکر حضرت شیخ ضیا الدین دمی قدس سرہ آپ خلیفہ شہاب الدین بہروری

کے تھے۔ سلطان علاء الدین خلجی آپکا مرید تھا۔ وفات حضرت کی ۷۲۰ھ میں ہوئی، مزار دہلی میں ہے۔

حضرت صاحب کمالات ظاہری  
و باطنی اور صحیح النسب سادات

## ذکر حضرت لال شہباز سندھی سہانی قدس سرہ

حسینی اور خلیفہ شیخ بہا الدین ذکر کیا ملتانی کے تھے۔ بوجہ جذب اور مستی کے طریقہ آپکا ملامتیہ تھا۔ سرخ کپڑے پہنتے تھے۔ آپکے مرید بہت تھے ہنوز آپ کے مزار سے کرامتیں ظہور میں آتی ہیں۔ آپ کو اپنے جدی خاندان میں بھی حضرت امام جعفر صادق سے اجازت ہو، وفات حضرت کی ۷۲۰ھ میں ہوئی مزار پرنوار حضرت کا ملک سندھ میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی بن شیخ صدر الدین عارف قدس سرہ

آپ صاحب سجادہ اپنے والد کے تھے۔ عالم علوم غماہری و باطنی تھے اور ہر روز ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے۔ نقل ہے کہ انکی سات بیہینے کی عمر تھی۔ انکی والدہ صاحبہ چاند رات کے سلام کو اپنی خضر شیخ بہا الدین ذکر کیا کی خدمت میں گئیں وہ دیکھتے ہی تعظیم کو کھڑے ہوئے یہ بیوی نہایت متعجب ہوئیں اور تعظیم کی کیفیت دریافت کی۔ شیخ نے فرمایا کہ یہ تعظیم تیری نہ تھی بلکہ اُس لڑکے کی ہے جو میرے خاندان کا چراغ ہے۔ ایک روز شیخ بہا الدین چار پائی پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور دستار پائے پر رکھی تھی اور شیخ صدر الدین نیچے فرش پر بابت بیٹھے تھے شیخ رکن الدین کہ عمر انکی چار برس کی تھی چار پائی کی پٹیاں بکڑے کھیل رہے تھے یکایک دستار اپنے دادا کی اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ شیخ صدر الدین نے یہ دیکھ کر کہا کہ بابو رہو۔ شیخ بہا الدین نے فرمایا کہ منع نہ کرو یہ میری دستار کا حق دار ہے میں نے اسکو عطا کی۔ چنانچہ جب یہ صاحب سجادہ ہوئے تو وہی دستار اپنے دادا کی سر رکھی نقل ہے کہ شیخ رکن الدین فیض الہی کے ایک دریلے تھے جو شخص اپنی مراد حضرت کے پاس لاتا گوہر مراد سے دامن پر کرتا۔ اسوجہ سے آپکو قبلہ حاجات کہتے تھے۔ چنانچہ مخدوم جہانیاں اور شیخ عثمان ساج اور دیگر ہزاروں مشائخ آپ کی توجہ سے اولیا ہوئے یہ حضرت سلطان علاء الدین کے عہد میں دوبار اور سلطان قطب الدین کے عہد میں تین بار رونق افروز دہلی ہوئے ہیں سلطان علاء الدین اگرچہ تکبر تھا مگر آپ کی پیشوائی کو ہمیشہ سوار ہوتا تھا اور دو لاکھ آٹے وقت اور پانچ لاکھ جاتے وقت پیش کرتا تھا۔ حضرت اسکو قبول کر کے مساکین کو تقسیم

کر دیتے تھے اور حضرت نظام الدین اولیاء سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو برادر نظام الدین کی محبت دہلی لاتی ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نظام الدین اولیاء و شیخ رکن الدین مسجد کیلو کہری میں جمع تھے اور شیخ علاؤ الدین اسماعیل برادر شیخ رکن الدین بھی حاضر تھے ان کے دلیس گذرا کہ اس وقت اس جگہ پر قرآن السعدین واقع ہے۔ اگر ان دونوں بزرگوں میں کچھ نکتہ علم درمیان میں آجائے تو خالی از لطف نہ ہو گا۔ انہوں نے دونوں صاحبوں کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا حکمت الہی تھی کہ حضرت رسول مقبول نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی۔ شیخ رکن الدین نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بعضے کمالات باطنی حضرت شاہ رسالت کے موقوف اوپر ہجرت کے تھے کہ جب مکہ سے مدینہ میں آدیں تب انکی تعمیل ہو۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے فرمایا کہ میرا خیال اس کے خلاف ہے۔ یعنی بعض ناقصان اہل مدینہ بہ سبب نقصان ظاہری و باطنی اپنے کے استطاعت انکی نہ رکھتے تھے کہ مدینہ سے مکہ پہنچ کر حاصل کریں اللہ جل شانہ نے کمال فضل و کرم اپنے سے حضرت رسول خدا کو مکہ سے مدینہ میں بھیجا تا کہ وہ نقص کمال کو پہنچے اور دولت لازوال بے طلب و سوال ان کو حاصل ہو۔ الغرض ایسے کلام شیریں دونوں بزرگوں میں واقع ہوئے۔ نقل ہے کہ شیخ رکن الدین واسطے دیکھنے بادشاہ کے جب تشریف لے گئے اس وقت بادشاہ تخت رواں پر سوار باہر دیوان خاص کے کھڑا تھا اور خلعت عرض محروض کر رہی تھی کہ شیخ بادشاہ کے قریب پہنچے اور خادم سے اشارہ کیا کہ پہلے اہل حاجت کی عرضیاں پیش کرو۔ بادشاہ نے انکو مطالعہ کر کے ہر ایک پر دستخط کیے۔ جب عرض پیش ہو چکے اس وقت بادشاہ دیوان خاص کو پھرے۔ فقط آپ کا تشریف لیجانا کار براری اہل حاجت کے لئے تھا کہ واسطے کہ دوستان خدا کی نیت ہر وقت کار خیر میں رہتی ہے۔ نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بعد فتح دکن کے دہلی آیا اس وقت شیخ رکن الدین بھی دہلی میں تشریف رکھتے تھے۔ بادشاہ کو شک سلطانی میں قیام پذیر ہوا۔ شیخ رکن الدین بھی تشریف لے گئے۔ سلطان اور شیخ اور دیگر امرا باہم کھانا کھا رہے تھے کہ شیخ نے سلطان سے فرمایا کہ یہ عمارت نئی ہے۔ صلاح یہ ہے کہ جلدی اس میں سے باہر ہو جاؤ۔ سلطان نے کہا بعد تناول طعام کے۔ اس طرح تین بار شیخ نے تکرار کی۔ بادشاہ نے وہی جواب دیا۔ آخر شیخ بغیر ہاتھ دھو کر وہاں سے اٹھ کر دہلیز میں آئے تھے کہ چھت اس مکان کی گری اور بادشاہ اس صدمہ سے مر گیا۔ یہ ذکر ۷۵۰ھ

کا ہے۔ ایک روز سلطان غیاث الدین نے مولانا ظہیر الدین سے پوچھا کہ شیخ رکن الدین کی کوئی کرامت دیکھی۔ مولانا نے عرض کیا کہ جمعہ کے دن میں نے دیکھا کہ خلق کثیر برائے قدمبوسی شیخ رکن الدین جمع ہے۔ میرے دلیس گذرا کہ شیخ کے پاس عمل تنجیر ہے حالانکہ میں مولوی ہوں مگر میری طرف کوئی توجہ نہیں کرتا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ استنشااق اور مضمنہ دریافت کروں گا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نے میرے منہ میں حلو دیا جب بیدار ہوا تو منہ میٹھا تھا سمجھا کہ شیطان نے شیخ کی شکل میں دھوکا دیا۔ جب شیخ کی خدمت میں صبح پہنچا فوراً شیخ نے فرمایا کہ: مولانا خوش آمدی منتظر شما بودم کہ کب مولانا آویں اور میں اُن کا مسئلہ کہوں۔ جان لو کہ جنابت دو نوع ہے ایک جنابت دل دوم جنابت تن۔ جنابت تن قریب جوت اور جنابت دل صحبت مردمان بدکار و نالایق سے جیسا کہ بدن پانی سے پاک ہوتا ہے ایسا ہی دل زیارت مرد نیک سے پاک ہوتا ہے۔ اور کلی اور ناک میں پانی دینا سنت ہے۔ اسکی وجہ سے حدت عضو دور ہوتی ہے اور جس طرح شیطان رسول خدا کی صورت نہیں بنا سکتا اسی طرح دوستان خدا کی بھی صورت نہیں بنا سکتا۔ اگرچہ تمام عالم ہو مگر وقالی کہ جان بکھالی ہو پس میں نے اپنے سوال کا جواب فی منکر و حیث نقل ہے کہ جب دن وفات کے نزدیک پہنچے خلق سے گوشہ کیا۔ حجرہ میں سے باہر نہیں آتے تھے سوائے ادا سے نماز کے آخر تباریح ۱۶ رجب ۵۵۸ھ ہجری میں بعد نماز عصر کے مولانا ظہیر الدین کو حجرہ میں بلا کر فرمایا کہ تجھ پر تکفین کا بندوبست کر اور بعد نماز مغرب نوافل ادا بین پڑھ کر سرسجدہ میں رکھا۔ اور جان بحق تسلیم کی۔ بعد آپ کے فرزند محمد اسمعیل صاحب سجادہ ہوئے۔

آپ کا نسب نامہ

## ذکر حضرت شیخ حمید الدین ابوالحاکم قریشی الہنکاری قدس سرہ

سلطان بہا الدین بن سلطان قطب الدین۔ بن سلطان رشید الدین بن سلطان ابوعلی بن شیخ موسیٰ ہنکاری بن شیخ ابوالطاہر بن شیخ ابراہیم بن شیخ محمد بن شیخ یوسف بن شیخ شریف عمر بن شیخ عبدالوہاب بن ابوالسفیان بن حارث۔ لکھا ہے کہ حضرت ۱۲ ربيع الاول ۵۸۵ھ میں طبن بی بی حاج بنت شہزادہ بہا الدین بن سلطان قطب الدین سے تولد ہوئے تین برس کے تھے کہ ان کے دادا فوت ہوئے۔ ان کے

والد بادشاہ ہوئے۔ دس برس سلطنت کر کے فقیر ہو کر حرمین میں آئے اور تجرید و تفرید کے ساتھ چودہ برس یاد خدا میں مشغول رہے شیخ حمید الدین بادشاہ ہوئے۔ بعد ایک سال کے ترک لباس کر کے معہ اپنی بی بی کے لاہور میں آئے۔ اور سید احمد تختہ ترمذی اپنے جد و مادری کے مرید ہو کر کار فقر کو پورا کر کے خرقہ خلافت طریقہ شطاریہ میں حاصل کیا۔ جب سید احمد کا وقت قریب آیا انہوں نے فرمایا کہ تیرا حصہ شیخ رکن الدین کے پاس ہے۔ انکی خدمت میں جا اور اپنا حصہ لے۔ یہ وہاں سے چل کر ملتان میں آئے اور شیخ رکن الدین کے مرید ہو کر کبکال ولایت پہنچے۔ نقل ہے کہ ایک دن وزیر سلطان غیاث الدین تغلق کا آپ کی خدمت میں آکر ایک کونے میں بیٹھا اور اس کے دل میں گذرا کہ جو تعریف میں نے اس فقیر کی سنی تھی ویسا نہ پایا۔ یہ ایک مینو ہے۔ اپنا خرقہ آپ سنبھالے۔ حضرت نے نور باطن سے معلوم فرما کر اپنی ٹوپی کو ٹیڑھا کیا اُسی وقت وزیر اور اُس کے خدام کے چہرے ٹیڑھے ہو گئے۔ پس اُس نے عذر تقصیر چاہا اور پاؤں پر گرا۔ شیخ نے ازراہ ترجمہ اپنی ٹوپی کو سیدھا کیا اُسی وقت اُن کے چہرے بھی سیدھے ہو گئے۔ شیخ جمال الدین ادچی رسالہ حمیدیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک روز آپ کے خادموں میں سے ایک کو باؤ لے کتے نے کاٹا تھا۔ اس صدمہ سے وہ لب دم تھا۔ شیخ اسکو پوچھنے آئے۔ ایک فقیر کے دل میں خیال آیا باوجودیکہ شیخ ایسے بالکمال ہیں اور اُن کا خادم لب دم ہے۔ آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ارشاد کیا کہ اپنا تھوک زخموں پر بنگا۔ اور میں خدا سے جانتا ہوں کہ جس کتے کے کاٹے پر تیرا تھوک لگے اُسکو شفا ہو۔ اُس خادم نے بموجب ارشاد والا اپنا تھوک زخموں پر بنگایا اور اچھا ہوا۔ وفات حضرت کی ۲۲ ربیع الاول ۷۳۵ھ میں بمصر ۱۶ برس ہوئی۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔

## ذکر حضرت شیخ وجیہ الدین عثمان سیاح سامی قدس سرہ

آپ مرید شیخ رکن الدین ابو الفتح کے اور بیٹے قاضی حمید الدین منہاج کے تھے۔ سن ۸۵۰ھ دہلی میں آکر دفتر سلطان میں نوکر ہوئے۔ ایک روز دریا کی طرف گذر ہوا۔ وہاں دیکھا کہ شیخ رکن الدین نماز پڑھ رہے ہیں دیکھتے ہی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ شیخ کی قد مبوسی کی اور مرید ہوئے۔ نوکری چھوڑ کر شیخ کے ہمراہ ملتان میں آئے۔ بعد تکمیل کار درویشی کے خرقہ خلافت حاصل

کر کے اولیائے وقت ہو کر تمام روئے زمین کی سیاحت کی۔ سوائے ایک تہہ بند کے دوسرے کپڑا نہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ طواف کعبہ میں کہ موسم گرمی کا تھا آپ نے دیکھا کہ خضر علیہ السلام آپ پر سایہ کئے ہوئے ہیں اور خضر نے آپ کو بمنت کپڑے پہنائے اور فرمایا کہ دہلی جا۔ نظام الدین اولیا تجھ کو امانت دیگے۔ آپ حسب الامر خضر دہلی آکر سلطان جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر فیضانِ چشتیہ بھی حاصل کر کے صاحبِ جد و سماع ہوئے۔ نقل ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق بعد قتل خسرو تخت دہلی برہنچا۔ سماع کی اس نے مانت کی اور حکم دیا کہ کوئی گانے والا کسی صوفی کے رو برو نہ آئے۔ درنہ گدھی کے پیچے زبان کھنچوائی جائیگی اور ایک محضر بر اعراض سماع برائے سلطان المشائخ تیار کروایا۔ اسوجہ سے سماع بند تھا۔ ایک روز امیر حسن قوال آپ کی خدمت میں آیا۔ شیخ نے فرمایا کچھ کہہ اُس نے آہستہ آہستہ یہ بیت گائی شروع کی ۵

زاہد زویر برآمد ملاز اعتقاد : کافر محمدی شد صوفی چنانچہ ہمت

یہ بیت سنتے ہی شیخ کو جد ہوا اور کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور باواز بلند گاؤ۔ سماع سنکر ہزاروں اہل سماع آگئے اور ایک شور و غل ہونے لگا یہاں تک کہ بادشاہ کو بھی خبر ہوئی اور خواصوں نے یاد دلایا کہ خسرو خان نمکھرام نے بعد قتل سلطان قطب الدین خزانہ سلطانی صوفیوں کو تقسیم کر دیا تھا۔ کئی لاکھ روپے شیخ سیاح کو بھی دیئے تھے اب ان سے واپس لینا چاہیے۔ بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ شیخ سیاح نے کچھ نہیں لیا تھا۔ اسپر سلطان بہت خوش ہوا اور شیخ کی دعوت کی اور پہلے جو یہ بیت سماع اور غنائے حلاوت برہمی پیدا ہوئی تھی اس کا عند چاہا اور اپنی دعوت میں قوالوں کو طلب کر کے شیخ کی دعوت میں محفل سماع گرم کی وفات حضرت کی ۷۳۵ھ میں فرار دہلی میں

آپ خلیفہ شیخ صد الدین کے تھے اور حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کو بھی فیضانِ چشتیہ

## ذکر حضرت شیخ صلاح الدین قدس سرہ

حاصل کیا تھا سلطان محمود بن غیاث الدین تغلق کو جو فقیر کش تھا آپ اسکو کبھی خیال میں نہیں لاتے تھے اور سختی سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز ایک جوان گھوڑے پر سوار جاتا تھا اُس نے ایک تالیف گھوڑیکے مارا۔ شیخ نے تیز نظر سے اسکو دیکھا اسی وقت پہنچا کہ گھوڑا سو گر پڑا۔ یہ دیکھ کر لوگ دڑی دیکھا تو اسکو چتر دس پرتا زبانا نہ کا نشان پایا۔ وفات حضرت کی ۷۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے متصل درگاہ چراغ دہلی نالہ سے پار آپ کا مقبرہ عالی زیارت نگاہی وہاں جابادی ہو اسکو شیخ پورہ کہتے ہیں۔

**ذکر حضرت شیخ علاء الدین ملتانی قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ صدر الدین عارف کے تھے علوم ظاہری اور باطنی اور کرامت میں مشہور تھے اور مخاطب بہ محبوب الدین محمد جہانیا نامی ایک بہت محبت تھی۔ وفات حضرت کی سن ۷۸۵ھ میں تھی۔

**ذکر حضرت سید میراہ سہروردی بن سید نظام الدین قدس سرہ** آپ مرید اپنے والد کے اور وہ بڑے

شیخ شہاب الدین سہروردی کو تھے اور سید اشرف جہانگیری سے بھی فیض حاصل کیا تھا۔ وفات حضرت کی سن ۷۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار بزرگچ میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ حاجی چراغ ہند قدس سرہ** آپ خلیفہ شیخ رکن الدین ملتانی کے تھے بعد عطاء خرقہ خلافت ظہر آباد میں محمود ہو کر ہدایت خلق میں مصروف رہے وفات حضرت کی سن ۷۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار ظفر آباد میں ہے۔

**ذکر حضرت میر سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہان گشت بخاری قدس سرہ** آپ پوتے سید جلال شمرخ اوچی کے تھے اور بیٹے سید احمد کبیر کے تھے۔ یہ حضرت دلی مادر زاد تھے۔ بچپن سے آثار بزرگی کے جلوہ نما تھے۔ کہتے ہیں کہ انکی سات برس کی عمر تھی کہ ان کے والد کو شیخ جمال الدین خندان رو کے روبرو لے گئے اسوقت ان کے پاس ایک طباق کھجوروں کا بھرا رکھا تھا۔ فرمایا کہ حاضرین کو تقسیم کر دو۔ مخدوم جہانیاں نے اپنا حصہ مع گٹھلیوں کے کھانا شروع کیا۔ شیخ جمال نے دیکھ کر تبسم کناں فرمایا کہ سید مع گٹھلیوں کے کیوں کھاتے ہو۔ مخدوم نے باوجود خرد سالی کے جواب دیا کہ یہ کھجوریں آپ کے ہاتھ سے نصیب ہوئی ہیں ان کی گٹھلیاں بھی فیض سے خالی نہیں۔ اسواسطے نہیں پھینکتا۔ یہ سنکر شیخ جمال بہت خوش ہوئے۔ ادا ان کے حق میں دعا کی۔ لکھا ہے کہ مخدوم نے پہلے بیعت سلسلہ سہروردیہ میں اپنے والد سے کی۔ بعدہ اپنے چچا شیخ صدر الدین محمد عیوف سے خرقہ بزرگ حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ رکن الدین ملتانی سے خرقہ خلافت پایا۔ بعد اس کے شیخ السلام شیخ عقیف الدین عبداللہ متھری سے مکہ معظمہ میں حاصل کیا اور دوسری انکی خدمت میں رہ کر عارف اور دوسری کتابیں سلوک میں پڑھیں۔ شیخ عقیف نے ان کو گارزون میں جانے کا حکم دیا۔ جب یہ گارزون میں پہنچے شیخ امام الدین برادر شیخ امین الدین گارزونی نے فرمایا کہ تمہارے دادا نے مجھ سے ملنے کا قصد کیا تھا مگر شیطان نے میرے مرنے کی خبر جھوٹی ان کو دی اور



وہ مکہ معظمہ کو چلے گئے۔ اب تو میرا سجادہ ہے۔ اور مقرض ان کو دیکر فرمایا کہ یہ حق تیرا ہے پس ان سے خرقہ خلافت حاصل کر کے چندے انکی خدمت میں رہ کر مصر اور شام، عراق بلخ اور خراسان وغیرہ ممالک کا سفر کرتے ہوئے چھ جگہ کر کے ہندوستان میں آئے اور بیت اللہ شریف میں امام عبداللہ یافعی کی خدمت میں رہے اور بحکم امام دہلی میں آ کر حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی کے مرید ہو کر چندے انکی خدمت میں رہے اور فیضانِ چشتیہ حاصل کیا۔ جاننا چاہیے کہ مخدوم جہان چودہ خانوادہ کے خلیفہ ہیں اور تمام جہان کی سیر کی۔ تمام اولیائے وقت سے ملے۔ اور حضرت غوث پاک سے نہایت عقیدت تھی۔ سید اشرف جہانگیری تحریر فرماتے ہیں کہ جس قدر خوارق اور کرامت مخدوم جہانیاں سے صادر ہوئے۔ اولیائے متاخرین میں سے ایک کو بھی حاصل نہیں ہوئی چنانچہ جس روز میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اسی روز اطوار قطبیت و غوثیت سے مشرف ہوا۔ چنانچہ شیخ علاء الدین چشتی قطب بنگالی نے وقت انتقال کے فرمایا تھا کہ میرے جنازہ کی نماز مخدوم جہانیاں پڑھائیں گے اور کوئی نہ پڑھائے۔ یہ سنکر تمام مرید حیران تھے کہ مخدوم اوج میں ہیں کیونکر آپ کے جنازہ کی نماز کے وقت حاضر ہوں گے۔ چنانچہ جب ان کا انتقال ہوا تو لوگوں نے مخدوم جہانیاں کو وہاں حاضر دیکھا اور جنازہ کی نماز پڑھائی اور چند روز رہ کر خود قطب عالم کو ترسیت کیا اور سجادہ پر بٹھایا۔ وہاں پر بہت سے اکابر حضرت کے مرید ہوئے۔ انوارِ عالمیہ سے نقل ہے کہ ایک روز مخدوم اپنی خانقاہ میں بیٹھے تھے کہ یکایک گھاس کی گھڑی میں آگ لگی اور اُس میں سے شعلہ اٹھا۔ مخدوم نے ایک ٹکڑی خاک کی اٹھا کر یا شیخ عبدالقادر محی الدین جیلانی با دواز بلند پڑھ کر اس طرف پھینکی مگر آگ بجھ گئی۔ ایک وزیر خانبہاں مرزا وزیر سلطان فیروز شاہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اُس نے ایک منشی کے لٹکے کو قید کیا تھا۔ اُس لٹکے نے آپ کی طرف توجہ کی۔ آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کر وزیر سے فرمایا کہ اس مظلوم کو چھوڑ دے اس میں تیری خیر ہوگی۔ وزیر نے بموجب حکم عالی رہا کیا۔

اخبار الاولیاء سے نقل ہے کہ شبِ عید کو مخدوم جہانیاں روضہ شیخ الاسلام بہار الدین پر جا کر مسدعی عیدی کہے ہوئے مزار سے آواز ہوئی کہ تیری عیدی یہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تجھ کو مخدوم جہانیاں کیا۔ بعد اُس کے شیخ صدر الدین عارف کے مزار پر عیدی کی التجا کی۔ وہاں سے کبھی جواب باصواب پایا۔ خزینہ جلالی میں لکھا ہے کہ ایک بار شیخ ابو الفتح ملتانی زمینہ پرسی اُترتے تھے

مخدوم نے دوڑ کر اپنے کو زیر زمین ڈالا اس مراد سے کہ قدم میرے پیر کا سینہ پر پڑے۔ یہ دیکھ کر شیخ ڈکھایا سید مرتبہ ولایت تمہارا اپنے مرتبہ کو پہنچ چکا ہے۔ تم مخدوم جہانیاں ہو گئے اور اپنے ہاتھ سے اٹھ کر سینہ سے لگایا اور بہت نعمتیں عطا کیں اُس روز سے مخاطب بمخاطب مخدوم جہانیاں ہو ایک بار مخدوم جامع مسجد ادرج میں مع چند علماء و درویشوں کے متکلف تھے۔ حاکم ادرج واسطے زیارت حضرت کے آیا۔ حضرت کے گرد ہجوم درویشوں کا دیکھ کر کئی درویشوں کو جھٹک کر مسجد سے باہر نکالا۔ مخدوم نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے بد بخت تو دیوانہ ہوا ہے کہ درویشوں کو تکلیف پہنچاتا ہے۔ یہ فرماتے ہی حاکم دیوانہ ہو گیا۔ کپڑے پہاڑے مسجد سے نکل کر لوگوں کو پھیر مارتا ہوا باہر پھرنے لگا۔ آخر بمشکل اس کو پایہ زنجیر کر کے بعد بہت دنوں کے اُس کا بوڑھا باپ حضرت کی خدمت میں آیا اور اس کی شفاعت چاہی۔ آپ نے ازراہ رحم فرمایا کہ اس کو لا کر غسل دو اور نئے کپڑے پہناؤ۔ اور زیارت مزار شیخ جمال الدین خندہ رو کر اگر میرے پاس لاؤ۔ پس بعد زیارت مزار کے وہ حضرت کے پاس آئے ہی اچھا ہوا اور مرید ہو کر واصلاح حق سے ہوا۔ مولانا شمس الدین ادرجی سے نقل ہے کہ آپ کے سفر آخری حرمین میں مخدوم کے ہمراہ میں بھی تھا جب جہاز پر سوار ہوئے درویشوں کے دل میں آیا کہ مجھلی ہاتھ آجائے تو اس کے کباب کھائیں۔ مخدوم نے نور باطن سے معلوم کر کے فرمایا کہ مجھلی انشاء اللہ تمہارے پاس آوے گی۔ اُسی وقت ایک مجھلی بہت بڑی کو درجہ جہاز میں آ پڑی۔ اُس کے کباب تیار ہوئے۔ سب کو تقسیم کیے گئے۔ پس جب جدہ میں آئے واسطے زیارت مزار حضرت حوا علیہا السلام کے تشریف لے گئے۔ فقہار اُسی روز ایک تابوت دفن کر نیکو لائے مخدوم نے بوجھا کہ یہ جنازہ کس کا ہے لوگوں نے کہا کہ شیخ بدر الدین مینی جو تیس برس سے کعبہ میں تھے اور اب جدہ میں آئے تھے بعد نماز عصر کے تلاوت قرآن میں انتقال کیا۔ یہ سن کر مخدوم نے فکر کیا اور فرمایا کہ ان بزرگ کو ابھی دفن نہ کر دینا شاید ابھی زندہ ہوں۔ پس اس جنازہ کو شہر میں لا کر کنارہ دریا کے ایک مسجد میں رکھا۔ نقش کو تابوت میں سے نکال کر لوریتے پر لٹایا۔ مخدوم نے تمام آدمیوں کو لٹا کر دروازہ مسجد کا بند کر کے پہلو دو گناہ ادا کیا بعد اُس کے تلاوت قرآن میں مصروف ہوئی جب آیت یٰٰھنّٰجِ الْحٰی مِنَ الْمَتِّیتِ وَھٰیْجِ الْمَتِّیتِ مِنَ الْحٰی پر پہنچے تو شیخ بدر الدین کی نقش کو حرکت ہوئی اور اٹھ کر مخدوم کے دست و پا چومے۔ مخدوم نے اپنے کپڑے اُن کو عطا کئے اور دروازہ مسجد کا کھول دیا۔ شیخ بدر الدین

ظہر کی نماز پڑھائی۔ یہ کرامت دیکھ کر تمام اہل جدہ مرید ہوئے وہاں سے آ کر حج کیا۔ مدینہ میں جا کر روضہ رسول مقبول پر تباہ و برباد کیا۔ السلام علیکم یا جد امجد۔ روضہ منورہ سے آواز ہوئی علیکم السلام یا لدی قرۃ العینی۔ یہ سن کر تمام اہل مدینہ آپ کی شرافت اور کرامت کے معتقد ہوئے۔ اور کتب تواریخ صوفیہ سے ثابت ہے کہ حضرت مخدوم کو خسروؒ خلافت حضرت شاہ بدیع الدین مدراسی سے بھی پہنچا تھا ولادت حضرت کی ۷۷۷ھ میں اور وفات ۸۷۷ھ میں ہوئی۔ مزار اوج میں ہے۔

### ذکر حضرت شاہ کرک سہروردی قدس سرہ

آپ مرید شیخ اسماعیل قریشی کے وہ مرید اپنے شیخ بہار الدین ذکر کیا

ملتان کے عالم متبحر و سالک مجذوب حسب الحکم مرشد کے قصبہ کڑہ میں مقیم ہوئے۔ بوجہ جذبہ باطنی کو طریقہ ملائکہ کر لیا تھا انرا دروں کرامتیں آپ سے وقوع میں آئیں خلق آپ سے رجوع کرتی۔ آپ متفکر رہتے تھے کبھی شعر بھی فرماتے تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۷۷۷ھ اندر طلب دوست جو مردانہ شدم ہا اول قدم اس بود کہ میگاہ شدم ہا اور ملک علاء الدین آپ کی دعا سے بادشاہ دہلی ہوا تھا۔ وفات حضرت کی ۷۷۷ھ میں ہوئی۔ مزار قصبہ کڑہ میں ہے۔

### ذکر حضرت مخدوم شیخ انجی جگری قدس سرہ

آپ خلیفہ مخدوم جہانیاں کے تھے۔ یہ حضرت عین جوانی میں موضع زہر

علاقہ دریا آباد سے آ کر مخدوم کے مرید ہو کر سالہا سال پیر کی تربیت میں رہ کر فرقہ خلافت حاصل کر کے قنوج کے شاہ ولایت ہو کر حضرت ہوئے چند سے قنوج میں رہ کر از دھام خلافت سے متفکر ہو کر موضع راجگیر کنارہ گنگا پر آ کر ہدایت خلق میں مشغول ہوئے۔ لکھا ہے کہ پہلے بروز شنبہ تباریخ ۱۰۱۷ھ ارشوال ۱۷۷۷ھ میں وفات پائی۔ جب غسل و کفن مل چکا تو لوگ رونے لگے کسی نے کہا کہ انجی جمشید ولی تھے اور نامبارک دن وفات کی۔ اسی وقت آپ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر یہ دن محسوس ہے تو آج نہیں مریا۔ کل مرونگا چنانچہ ایک روز اور جی کر گیا رہوئیں تاریخ کو وفات پائی۔

### ذکر حضرت سید علم الدین بلا میں قدس سرہ

آپ امیری میں فقیری کرتے تھے اور مرید مخدوم جہانیاں کے اور محبت

انجی راجگیر کے اولاد سے سادات ترمذی کی تھے۔ حسب الحکم پیر کے جو پور میں آ کر سلطان ابراہیم کے

لازم ہو کر بیٹہ پلاؤن جاگیر میں پا کر وہیں سکونت اختیار کی۔ وہاں ہندوؤں کا غلبہ تھا۔ آپ نے وہاں ایک قلعہ بنوایا اور دعا کی کہ الٰہی سادات پلاؤن قیامت تک اس جگہ رہو اور سید اشرف جہانگیر ہی سے بہت اتحاد رہا کیونکہ یہ دونوں بزرگ ایک ہی علاقہ میں تھے۔ وفات حضرت کی مشیت میں ہوئی۔

پوتے اور مرید مخدوم جہانگیر  
**ذکر حضرت شیخ کبیر الدین اسماعیل سہروردی قدس سرہ** کے تھے اور چند خدمت

مخدوم میں حاضر رہ کر ولایت اور کرامت میں مشہور ہوئے اور آدھی رات سے روضہ مخدوم پر صبح تک عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ وفات حضرت کی مشیت میں ہوئی۔

آپ مرید اپنے والد  
**ذکر حضرت سید صدر الدین راجو قنطال قدس سرہ** کے اور برادر خورد

مخدوم جہانیاں کے اور اُنسے تعلیم یافتہ بھی تھے۔ یہ حضرت جو کچھ زبان سے فرماتے اسی طرح اسکا ظہور ہوتا تھا۔ چنانچہ مخدوم فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھکو ساتھ خلق کے مشغول کیا۔ عزیز صدر الدین کو اپنے ساتھ مشغول فرمایا۔ ہمیشہ مستغرق بنجدا رہتے۔ دوسرے سے کام نہ رکھتے تھے۔ سلسلہ سہروردیہ مخدوم کا آپ سے اور سلسلہ قادریہ ناصر الدین محمود فرزند مخدوم سے جاری ہے۔ ایک بار ان کے فرزند نے اپنے خادم کی ڈاڑھی کسی جبرم میں منڈوا دی۔ خادم نے حضرت سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا خاطر جمع رکھ وہ اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے مونڈے گا۔ آخر انہوں نے اپنی ڈاڑھی اپنے ہاتھ سے مونڈی۔ لکھا ہے کہ جب مخدوم مرض موت میں مبتلا ہوئے تحصیلدار اورچ مخدوم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحت دے۔ آپ خاتم الاولیا میں مخدوم نے اپنے بھائی راجن قنطال سے کہا کہ تو نے سہنا یہ کیا کہتا ہے۔ اسوقت اقرار ختم رسالت کا کیا ہے پھر مرتد نہ ہو ورنہ واجب القتل ہو گا۔ راجن قنطال نے کہا کہ میں نے مسنا اور تمام حاضرین گناہ میں اور اس تحصیلدار سے فرمایا کہ اب مسلمان ہونا تجھ پر لازم ہے کیونکہ تو نے اقرار کیا کہ رسول مقبول خاتم الانبیاء تھے اسی طرح قبول تیرے مخدوم خاتم الاولیا ہوئے۔ چونکہ اسکو مسلمان ہونا منظور نہ تھا اسی شب کو بھاگ کر سلطان فیروز شاہ کی خدمت میں عرض کیا۔ سلطان نے بھی اسکو ہدایت اسلام کی مگر وہ مسلمان نہوا۔ بعد ایشغال مخدوم کے شیخ صدر الدین دہلی میں آئے سلطان نے حضرت کی میثوائی کی اور

بہ اعزاز دہلی میں رکھا۔ تمام عاید دہلی حلقہ ارادت میں آئے۔ وفات حضرت کی ۸۲ھ میں ۱۶ رجمادی الآخر کو ہوئی۔ مزار دہلی میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ سراج الدین حافظ قدس سرہ** آپ خلیفہ مخدوم جانیان کے تھے اور عالم متبحر اور مفسر صاحب

کرامت اور کئی سال مرشد کی مسجد میں امامت کی۔ وفات حضرت کی ۸۳ھ میں ہوئی۔ مزار کالجی میں ہے۔ صاحب اخبار الاخیار نے جو ایک نقل شاہ مدار اور شیخ سراج اور قادر شاہ کی لکھی ہے اُس کے دیکھنے سے تعجب ہوا کہ مدار صاحب ان کے دادا پیر تھے یہ اُن کے برخلاف کیونکر کر سکتے تھے۔ والہد علم۔

**ذکر حضرت سید برہان الدین قطب عالم بن سید ناصر الدین محمود بن سید جہانیاں قدس سرہ**

ذکر سید ناصر الدین کا سلسلہ قادریہ میں ہو چکا ہے۔ سید برہان الدین علوم ظاہری اور باطنی سے آراستہ دہلی تھے جب بکرات میں پہنچے سلطان احمد دہلی گجرات آپکا مرید ہوا۔ وفات حضرت کی ۸۵ھ میں ہوئی مزار احمد آباد میں

**ذکر حضرت شاہ موسیٰ سہاگ قدس سرہ**

آپ مرید شاہ سکندر ربوہ کے اور وہ مرید شاہ جیوالا قلندر کے۔ وہ مرید شاہ جنال مجرد کے۔ وہ مرید شاہ ابراہیم گرم سیل کے۔ وہ مرید شیخ ابو نجیب مہروردی کے۔ شہر احمد آباد میں مقیم تھے۔ بیچڑوں کے ہمراہ گاتے بجاتے تھے۔ آپ مستور اولیاء اللہ سے ہیں۔ کل زمانہ لباس رکھتے تھے۔ نقل ہے کہ احمد آباد میں اسکا باراں ہوا۔ بادشاہ نے قاضی شہر کو کہلا بھیجا کہ دعا کیجئے۔ قاضی روشن ضمیر تھا بادشاہ کو جواب دیا کہ میری دعا سے کچھ نفع نہ ہوگا اگر شاہ موسیٰ صاحب کو فلاں محلہ سے بلا کر عرض کرو گے تو ضرور پانی برسے گا۔ الغرض بادشاہ اور قاضی دونوں بیچڑوں کے مکان پر پہنچے۔ آپ کو تلاش کیا۔ آپ مکان سے باہر آئے۔ بادشاہ اور قاضی نے عرض کیا کہ بارش کے واسطے دعا کیجئے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ گنگہ گار بندی ہے اس طاقت میں اپنا گذر کرتی ہے۔ شاہ موسیٰ کوئی اور ہونگے۔ جب بادشاہ اور قاضی نے بہت اصرار کیا آپ نے چشم پیر آب کر کے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا کہ میرے خاوند تو اگر ابھی بانی پنہر سلسلے گا تو میں ابھی اپنا سہاگ بھڑتی ہوں یہ کہہ کر قریب تھا کہ آپ جوڑیاں اپنی شکستہ کریں

کہ یکایک ابر پیدا ہوا اور ایسا پانی برسا کہ لوگ بیزار ہو گئے۔ پس یہ کرامت دیکھ کر بادشاہ اور تمام خلایق متعجب ہوئی۔

نقل ہے کہ علمائے شہر نے آپ کو جامع مسجد میں بلا کر نماز کے واسطے کہا۔ حضرت اپنا معمولی لباس پہنے ہوئے تھے اُن صاحبوں نے وہ لباس اُتروا کر سفید لباس پہنوا یا۔ آپ نے وضو کیا اور نماز میں شامل ہوئے۔ جب التذکرہ کہا وہ تمام لباس سُرخ ہو گیا۔ بعد نماز کے فرمایا۔ میاں میر اکہتا ہے کہ تو سہاگن رہ اور یہ موئے مجھے کہتے ہیں کہ رانڈ ہو جا۔ تمام اہل اسلام یہ کرامت دیکھ کر متعجب ہوئے۔ علماء نے عفو قصور چاہا۔ وفات حضرت کی دسویں رجب ۸۵۳ھ مقام احمد آباد ہوئی۔ اس وقت شاہ عالم کہ احمد آباد میں مشہور مشائخ تھے انہوں نے اپنے کشف سے حضرت کی وفات کا حال معلوم کر کے اپنے خلیفہ قاضی میاں مخدوم سے کہا کہ تم جلد جا کر شاہ موسیٰ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہو اور خبردار رہنا کوئی آپ کی جوڑی نہ آتا رہے وہ جس رنگ میں ہیں اسی میں دفن کرنا۔ چنانچہ آپ اسی طرح دفن ہوئے اور تمام مشائخ احمد آباد مثل مولانا سید عماد الدین جگڑت شاہ وجیبہ الدین گجراتی اور قاضی اور علماء سب شامل تھے۔ بھولوں کے روز تمام مشائخ جمع ہوئے اور شاہ موسیٰ کے بالکلے کو سید عماد الدین نے اپنے ہاتھ سے جوڑی اور دیگر زنانہ لباس دیا اور سُرخ اور ہنئی اڑھائی۔ اُس روز سے آپ کے سلسلہ میں جوڑی اور دیگر زنانہ لباس جاری ہے۔ آپ کے فقیر سدا سہاگن کہلاتے ہیں اور مجالس فقر میں رقص کرتے ہیں اور زبان سے کہتے جاٹے ہیں لا الہ اللہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اکثر با کمال ہوتے ہیں۔

فرزند قطب عالم برہان الدین

**ذکر حضرت ابوالبرکات سید شاہ عالم قدس سرہ**

علیہ آپ کا مطابق حلیہ شریف رسول مقبول کے تھا اور اپنے باپ کے منجھلے بیٹے تھے اسوجہ سے منجھلے پیر مشہور ہیں۔ نہایت رحمدل اور مستجاب الدعوات اور عابد و زاہد تھے ولادت حضرت کی ۸۳۵ھ میں اور وفات بروز شنبہ ۸ جمادی الاول ۸۸۸ھ میں ہوئی۔ مزار احمد آباد میں زیارت گاہ خلایق ہے۔

**ذکر حضرت شیخ عبد اللطیف اور الملک بن محمود قریشی قدس سرہ**

آپ خلیفہ شاہ عالم احمد آبادی کے تھے کہتے ہیں کہ پہلے یہ امرای سلاطین ہی تھے بعد ترک دنیا کر کے

شاہ عالم کے مرید ہوئے۔ جو مجذوم یا مبروص حضرت کے پاس آتا چند قطرہ آپ کے آب وضو کے پیتے ہی اچھا ہو جاتا تھا۔ آخر قصبہ موزنی علاقہ گجرات میں باہر ذیقعد ۸۸۹ھ میں شہادت پائی مزار مرجع خلافت ہے۔

آپ مرید خاندان مخدوم جہانیاں کے تھے۔

### ذکر حضرت سید کبیر الدین حسن قدس سرہ

آپ کی ۱۸ برس کی تھی اور صاحب خوارق اور کرامت تھے جو مرتد اور کافر آپ کے روپروانا مسلمان ہوتا وفات حضرت کی ۸۹۶ھ میں ہوئی۔ مزار اوج میں ہے۔

آپ اولاد سے شیخ بہار الدین

### ذکر حضرت شاہ عبداللہ قریشی ملتانی قدس سرہ

بزرگ دہلی میں آ رہے تھے۔ یہ حضرت قدم بقدم اپنے دادا کے تھے آخر سلطان سکندر لودھی نے اپنی دختر کا نکاح حضرت سے کیا۔ اوائل میں ہزار نفل روز پڑھتے اور تین ختم کرتے تھے بعدہ کبھی جذب بھی ہو جاتا تھا۔ ایک روز حالت جذب میں بالاخانہ پر سے گرے مگر کچھ آسیب نہ پہنچا۔ اسی طرح ایک بکری کے بچہ کو حالت جذب میں زمین پر دے مارا وہ مر گیا ایک شخص نے کہا کہ یہ بچہ افسوس آپ کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ اگر مارا ہے تو زندہ کرنا بھی مناسب تھا۔ یہ سنکر اٹھے اور اُس مردہ کو اٹھا کر فرمایا۔ کہ جل بھیج بدنام نہ کر۔ وہ اُسی وقت چلنے پھرنے لگا۔ ایک روز خدام کو حکم دیا کہ جو کچھ میرے گھر میں ہو سب کو باہر رکھو اس میں آگ دیدو۔ شاہ احمد آپ کے پیسہ خرچہ سال تھے وہ بھی موجود تھے کہنے لگے کہ بدلیک ایک چیز باہر لا کر آگ لگانے میں تو بہت دیر ہوگی حکم دیجئے تو سارے گھر میں آگ لگا دیں کہ سب ایک بار جل جائے۔ یہ سنکر آپ خوش ہوئے اور اُن کے حق میں دعائے خیر کی ونا حضرت کی نصیحتیں سن رہی تھیں

آپ خلیفہ سید کبیر الدین اسماعیل

### ذکر حضرت شیخ سماء الدین سہروردی قدس سرہ

نبیرہ مخدوم جہانیاں کے علوم ظاہری و باطنی میں جامع تھے۔ نہایت متقی اور متوکل۔ آخر دہلی میں متمکن ہوئے۔ آپ کی تصنیفات سے مصلح الاسرار وغیرہ کتب ہیں اور حاشیہ لمعات عراقی لکھا۔ بعدہ نابینا ہو گئے تھے۔ لکھا ہے کہ شہادت فرماں نویس سلطان پہلولی کا پسر شیخ محمد فسق و فجور میں مشہور تھا۔ ایک بار شیخ کی مجلس میں آیا۔ خدام نے اسکو نکالتا چاہا کہ یہ جگہ ایسے شخص کی نہیں ہے۔ آپ نے معلوم فرما کر کہا ہاں

طالب دیدار چہ ہشیار چہ مست ہا ہمہ جاخانہ عشق چہ مسجد چہ کنشت ہا یہ سنتے ہی شیخ محمد کھلت ہوئی اور مرید ہوا۔ بعد اس کے کوئی اور خلاف شرع عمل پھرنہ کیا۔ آپ کے بھائی سے روایت ہے کہ بارہ برس کی عمر سے کبھی نماز تہجد فوت نہ ہوئی اور ایک ستارہ کا اندازہ کر رکھا تھا۔ تمام شب تا وقت فجر روشن دان حجرے سے اُس تارہ کو شوق تہجد میں دیکھا کرتے تھے۔ ناگور کے علاقہ میں ایک نیک بی بی آپ کی مرید تھی۔ اُس کے یہاں ایک گائے تھی وہ اُسکا دودھ دہی شیخ کی نذر کیا کرتی تھی۔ اتفاقاً جب وہ گجرات کو چلی گائے بھی اُس کے ہمراہ تھی۔ راستے میں چوروں نے یلیں۔ اس نے اکر شیخ سے عرض کی کہ میری گائے چوروں سے منگو کر مجھے دیجئے۔ یہ کہہ کر نماز میں مشغول ہوئی کہ خادم شیخ نے آواز دی کہ بی بی تمہاری گائے حاضر ہے۔ بی بی نے نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو اپنی گائے پائی۔ بعد انتقال لودھی کے شیخ اُس کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے۔ بعدہ مراقبہ کر کے لٹے اور فرمایا کہ اس مرد نے دنیا میں بھی عیش کیا اور اہل اللہ کی محبت کے تصدق سے بعد مرنے کے بھی رتبہ بلند پایا۔ ایک روز کسی مریض نے عین انقضا تہمدانی کا مکتوب شیخ کے نام پیشکش کیا۔ آپ نے دقت میں درق پڑھ کر فرمایا کہ عین انقضا مرو بزرگ صاحب کرامات تھا۔ ایک روز اسکی بیس جگہ دعوت تھی۔ ایک وقت میں بیس جگہ کھانا کھایا اور اپنی خانقاہ میں بھی فقروں کے ساتھ کھایا یہ سنکر ایک فقیہ کے دلیس خطو گذرا کہ ایک تن واحد بیس جگہ کیونکر گیا ہوگا اور خانقاہ سے بھی باہر نہ نکلا اور سب جگہ جا کر باہر کھانا کھایا۔ سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فہد باطن سے معلوم فرما کر بعد نماز مغرب حجرہ میں جا کر باؤز بلند اسکو بکارا۔ اُس نے اندر جا کر دیکھا کہ شیخ پانچ تن سے حجرہ میں موجود ہیں۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا اور سمجھا کہ میرے خطرہ کو معلوم کر کے مجھکو پانچ صورتیں دکھلائیں۔ معاً شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں کو ایسی قوت دی ہو کہ سوجھ جاویں اور گھڑی باہر قدم نہ رکھیں۔ وفات حضرت کی تاریخ، اجماعی الاول ۹۵۵ھ میں مزار علی میں

## ذکر حضرت شیخ عبد الجلیل قطب عالم جوہری

فرزند شیخ ابو الفتح بن شیخ عبدالعزیز بن شیخ شہاب الدین بن شیخ نور الدین

بن سلطان التارک بن حمید الدین حاکم صاحب کرامت اور قطب وقت تھے مرید اپنے والد کے بعد سیاحی بسیار قصبہ موکہ مزار شیخ حمید الدین حاکم پر چندے رکھ کر حکم الہی روانہ بطرف لاہور ہوئے راستہ میں خواب میں دیکھا کہ بابا فرید راتے ہیں کہ میرے مزار پر آنکر اپنا حصہ لے۔ بعد اُسکے لاہور جائیو



آپ نے اجو بھن پہنچ کر وہاں ایک چلہ کیا اور فیضان حاصل کر کے لاہور میں آکر مقیم ہوئے ایک روز سیر کرتے ہوئے کنارہ دریا کے پہنچے دیکھا کہ ایک عورت دہی بیچتی لاہور کو آتی ہے۔ آپ نے وہ دہی اُس سے مول لیا اور فرمایا کہ اس برتن کو زمین پر توڑ دے۔ جب اُس نے توڑا تو اُس دہی میں سے مرا ہوا سانپ نکلا وہ عورت متعجب ہو کر اپنے گھر آئی۔ راموں اپنے پسر اور انجو شوہر سے کہ جو گھاؤں کا نمبر دار تھا یہ کیفیت بیان کی۔ صبح دونوں باپ بیٹے حضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہوئے اور مرید ہو کر دیا ہوئے۔ راموں کا نام شیخ جلال رکھا۔ تذکرہ عبد الجلیل میں شیخ ابابکر لکھتے ہیں کہ ایک دہریہ شیخ کی خدمت میں حاضر تھا میرے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ میرے دلیں گذرا کہ اگر یہ سبزیو جائے میں بھی حضرت کا مرید ہوں۔ شیخ نے نور باطن سے معلوم فرما کر ہنسر کہا کہ اللہ قادر ہے چوب کو دراز کر سکتا ہے۔ اسی وقت وہ لکڑی کئی بالشت بڑھ گئی۔ میں قدموں پہ گرا اور مرید ہوا لکھا ہے کہ شیخ دلائل الخیرات بہت پڑھتے تھے اور جس پر مہربان ہوتے تھے دلائل الخیرات پڑھنے کی ہدایت فرماتے تھے لکھا ہے کہ غرہ رجب ۱۰۹۷ھ میں آپ کے یہاں ایک مجلس تھی اور شیخ یونس ابو شیخ بیٹھا سیہ پوش شیخ موسیٰ آہنگر ملا قرن شیخ جلال شکرین العابدین۔ مولانا بخاری خلفائے عالی حضرت کے بھی حاضر تھے کہ یکا یک شیخ نے سر سجدہ میں رکھا اور انتقال کیا۔ وقت غسل کے سلطان سکندر کہ اس وقت لاہور میں تھا غسل میں شامل ہوا جب غسل سے فارغ ہوئے شیخ کی زبان سے اسمِ باری تین دفعہ سرزد ہوا۔ یہ سنکر بعض نے جانا کہ ابھی زندہ ہیں اور دو گھنٹی تک ہوش رہے۔ آخر شہر سے باہر لاکر دفن کیا۔ آپ مرید شاہ عالم گجراتی کے تھے۔

### ذکر حضرت قاضی نجم الدین گجراتی قدس سرہ

اور احکام شریعہ کے جاری کرنے میں بہت کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سنار کے پاس بادشاہ کا تلجہ دیکھ کر اسکو چھین کر ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ یہ مقدمہ سلطان محمود والی گجرات کی حضوری میں پہنچا۔ بیاضی صبر کیا اور کہا کہ قاضی شریعت میں راسخ ہے۔ شاہ عالم کو منرا میر سننے سے کیوں نہیں روکتا۔ قاضی نے شاہ سنکر چند مسائل حرمت نماز وغیرہ میں بروز جمعہ شاہ عالم کی خانقاہ میں لے آیا۔ شاہ عالم کو دیکھتے ہی اس کے دل پر رعب چھا گیا۔ بات کرتے ہی طاقت نہ رہی۔ شاہ عالم نے فرمایا کہ قاضی تیرے ہاتھ میں کیسا کاغذ ہے قاضی نے کاغذ آپ کے ہاتھ میں دیا اسی وقت وہ سفید ہو گیا کل حرف اُڑ گئے۔ شاہ عالم نے وہ کاغذ قاضی دیکر

کہا دیکھ یہ کاغذ اس میں کیا لکھا ہوا تھا۔ قاضی نے جو اپنا کاغذ لیکر دیکھا تو اس میں حرفوں کا نام بھی نہ تھا یہ کرامت دیکھ کر اس کےמוש جاتے رہے اور با اعتقاد تمام اسی وقت مرید ہوا۔ وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی۔ مزار گجرات میں ہے۔

### ذکر حضرت سید عثمان شاہ جوہا بخاری لاہوری قدس سرہ

یہ حضرت سادات اوج کی اولاد سے تھے۔ جب لاہور میں آئے مرجع خلائق ہوئے کو تمام علماء آپ کے متفقد رہے۔ آپ اولاد سے مخدوم خٹاں کی ہیں۔ وفات حضرت کی ۱۸ ربیع الاول ۹۱۲ھ میں ہوئی۔ مزار قلعہ لاہور میں ہے۔ جب اکبر اعظم نے قلعہ بنوایا مزار اندر آگیا۔ پنج پیر مشہور ہیں۔

### ذکر حضرت علیم الدین قدس سرہ

آپ خلیفہ شیخ عبد الجلیل جوہر قطب عالم لاہوری کے تھے۔ صاحب ذوق شوق اور صاحب باطن گذرے ہیں ہمیشہ اپنے پیر کے کپڑے دھونے میں مصروف رہتے تھے اسوجہ سے حضرت علیم الدین گافر مشہور ہیں۔ بعد تکمیل کار درویشی خرقہ خلافت باکر حبیبہ پٹیالہ کی طرف رخصت ہوئے اور ۹۶۶ھ میں وفات پائی۔ مزار موضع جوبی میں ہے۔ ہر سال عرس میں ہزاروں دہوبی جمع ہوتے ہیں۔

### ذکر حضرت قاضی محمود گجراتی قدس سرہ

آپ خلیفہ شاہ عالم گجراتی کے تھے خوب شعر فرماتے تھے۔ لکھا ہے کہ جب آپ انتقال ہوا اور قبر میں لٹایا تو آپ کے والد نے آپ کا کفن اٹھا کر منہ دیکھنا چاہا۔ آپ آنکھ کھل کر دیکھ کر باپ کی طرف تبسم کیا انہوں نے کہا کہ بابا محمود یہ کیا لڑکپن کی باتیں ہیں اسوقت آنکھیں بند کر لیں وفات حضرت کی ۱۰۱۲ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت موسیٰ آہنگر لاہوری قدس سرہ

آپ اولیائے نامدار و خلفاء باوقار شیخ عبد الجلیل کے تھے۔ پہلے شیخ بہار الدین کے صاحب کلام ہوئے بعد شیخ شہر اللہ سے بیعت کی بعد ان کے انتقال کے شیخ عبد الجلیل کی خدمت میں کار فقر کی تکمیل کی تذکرہ عبد الجلیل میں لکھا ہے کہ شیخ شہر اللہ کا جب وقت آخیر پہنچا شیخ موسیٰ نے عرض کی کہ میری تکمیل پوری نہیں ہوئی میں کیا کروں۔ فرمایا کہ عبد الجلیل لاہوری کی خدمت میں جا اور اپنا نصیبہ لے لو۔ بعد وفات شیخ کے بیرون خانقاہ عبد الجلیل کا موشر فقیروں میں بیٹھ کر شیخ نے بعد باطن پر معلوم کر کے حجرہ میں سے فرمایا کہ ملتان سے جو

موسیٰ آیا ہے اسکو میرے پاس لاؤ۔ خدام نے دریافت کیا کہ شیخ موسیٰ کہاں ہیں۔ آخر ان کو لیکر شیخ کی خدمت میں گئے۔ شیخ نے دو بیگہ زمین فریب خانقاہ کے واسطے رہتی ہوئی۔ یہ وہاں مکان بنا کر انہار کا کام کرنے لگے۔ ایک روز ایک خوبصورت عورت نکلا درست کر دے آئی اور اسکی مزدوری بھیر کر نکلا آپ کو دیا۔ آپ نے نکلا اہرن میں دیا۔ ایک ہاتھ سے کہلات دھونکئی شروع کی۔ ایک ہاتھ میں سہنی لی اور آپ اس کے حسن و جمال کے مشاہدہ میں صنعت کا ملہ پروردگار عالم کو دیکھنے لگے۔ کچھ دیر گزر گئی اس عورت نے خفا ہو کر کہا کہ یہ تیری کیا دوکانداری ہے کہ پرانی عورت کو دیکھتا ہے خدا سے نہیں ڈرتا نکلا بنا چھوڑ کر میرا ہی دیوانہ ہو گیا۔ یہ سنا آپ کا دل بیدار ہوا اور اس تکلی کو آگ میں سے نکال کر اپنی آنکھ میں بھیرا اور کہا کہ اسے مادر اگر تجھے دیکھا ہو تو آنکھیں جل جاویں اور اگر تیرے بنانیوالے کو دیکھا ہو تو یہ سونا ہو جائے۔ اسی وقت وہ نکلا سونے کا ہو گیا۔ یہ کرامت دیکھ کر اس کا دل بھر گیا ستانہ جام عشق ہو کر دیوانہ وار بھرنے لگی۔ اہل خانہ اسکو قید کرتے تھے مگر بہر صورت قید سے جھٹ کر دیوانہ وار بھرنے لگتی تھی آخر اسی حالت میں ایک روز مرگئی۔ شیخ موسیٰ نے اس کے مرنے کا حال معلوم فرما کر اس کے پاس جا کر اس کے گھروالوں سے کہا کہ جہیز و تکفین اس کشتہ عشق الہی کا ابھی نہ کر دیا یہ زندہ ہو۔ یہ کہتے ہی اس عورت نے حرکت کی اور زندہ ہو گئی اور تاحیات شیخ کی خدمت میں رہی بعد انتقال کے وہ بالکل ارجح حرکت پاس میں خون نکالنے لگی۔ شیخ موسیٰ نے چاہا کہ اپنا مقبرہ تیار کر دیں۔ اتفاقاً تیاری میں چند معمار ہند بھی تھے انہوں نے گنگا کے نہان کی آپ سے رخصت چاہی۔ آپ نے رخصت نہ دی جب وہ بہت مصر ہوئے فرمایا کہ جب وہ دن آئے مجھے خبر دینا میں گنگا پر تمہیں پہنچا دوں گا۔ آخر جب وہ دن آیا ان لوگوں نے عرض کی کہ آج دن مخان کا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خانقاہ کے باہر جو حوض ہو اس میں غوطہ لگاؤ گنگا میں نکلو گے جب تک کہ جا کر غوطہ مارا اور پھر جب سر نکالا تو اپنے آپ کو گنگا میں پایا بہت خوش ہوئے اور تمام رسوم اپنی ادا کر پھر دیا میں غوطہ مارا اور پھر جب سر نکالا تو اپنے آپ کو شیخ کے حوض میں پایا۔ وفات حضرت کی ۹۲۵ھ میں ہوئی۔

### ذکر حضرت سید حاجی عبدالواہب قیس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف اللہ کی تھے اور ملتان میں رہتے تھے۔ دو بار

زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ سلطان سکندر لودھی کو آپ سے بہت محبت اور ارادت تھی۔ آپ کی توجہ سے اسکو مرتبہ فنا فی الشیخ حاصل ہوا آپ صاحب تفسیر قرآن بھی ہیں۔ وفات

حضرت کی بمقام دہلی سلسلہ میں ہوئی۔

یہ حضرت ممتاز

دہلوی اور تاجر دہلی

## ذکر حضرت شیخ عبد البیابانی قدس سرہ من مولانا سماء الدین

تفرید تھے اور اپنی ہستی کو بالکل گم کر چکے تھے۔ اپنی نیت جو کلمہ فرماتے وہ صیغہ غائب کا ہوتا تھا۔ برائے ہر نادر غسل تازہ فرما کر دھوئے ہوئے کپڑے پہن کر نازاوا کرتے اور جوار ردضہ حضرت سلطان المشائخ میں مشغول رہتے حضرت ہمایوں بادشاہ نے کئی بار بہت کچھ پیش کیا۔ آپ نے قبول نہ فرمایا بلکہ عدالت کے بارہ میں ہدایت فرماتے تھے۔ وفات حضرت کی ۹۳۷ھ میں ہوئی۔

آپ مرید مولانا سماء الدین کے اور شاعری میں استاد

## ذکر حضرت شیخ جمالی قدس سرہ

دقت تھے۔ نام جمال خاں اور خلیص جمالی تھا دوبار زیارت حرمین سے مشرف ہوئے اور بابر دہلیوں دونوں بادشاہ آپ کی عزت کرتے تھے۔ مولانا جامی اور مولانا روم سے بھی ہم صحبت رہے ہیں۔ لغت میں آپ فرماتے ہیں سے موسیٰ زہوش رفت بیکت تو صفات با تو عین ذات مے نگری در تبسے یہ وفات حضرت کی دسویں ذیقعد ۹۳۶ھ میں ہوئی عہد ہمایوں بادشاہ میں مقبرہ عالی دہلی میں بمقام بہر دلی جوار ردضہ حضرت خواجہ قطب الدین نجفیا کا کی جانب مشرق متصل باغ محمد شاہی کہ باغ ناظر مشہور ہے زیارت گاہ خلائق جمالی کمالی مشہور ہے ہمایوں بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

جد مادری شیخ عبد الحق

محدث دہلوی اور مرید

## ذکر حضرت شیخ اودھن بنین العابدین دہلوی قدس سرہ

مولانا سماء الدین کے صائم الدھر قائم اللیل کہ مزاج میں نہایت انکسار تھا۔ متواضع متوکل متقی اور مرجع خلائق تھے وفات حضرت کی ۹۳۶ھ میں ہوئی مزار دہلی میں ہے۔

آپ مرید قطب الاقطاب سید عبدالوہاب

دہلوی کے اولاد سید شریف اللہ کی تا آخر

## ذکر حضرت سید جمال الدین قدس سرہ

کشمر میں آکر ہدایت خلق میں مصروف ہوئے اور سلسلہ بہر دلیہ میں شیخ ہزہ کشمیری کے مرید ہوئے بعد عطاء خرقہ خلافت کے پھر دہلی میں آئے اور ۹۳۶ھ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت ملا فیروز مفتی کشمیری قدس سرہ** آپ عین جوانی میں زیارت حرمین

مشرق ہوئے بعد ہند میں اگر تحصیل علوم میں مصروف ہو کر اور حضرت علیہ السلام سے تعلیم پائی اور دہلی میں مرجع خلافت ہوئے۔ اکبر اعظم نے ہر چند آپ کو دہلی میں رکھنا چاہا مگر واپس کشمیر میں تشریف لیا کر سترہ سالہ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت مخدوم سلطان شیخ حمزہ کشمیری قدس سرہ** آپ سرعقہ مشائخان کشمیر و مرجع خلافت تھے

کہ عالم خود دسالی میں شہر کشمیر میں اگر عبادت مشائخ میں مشغول ہوئے اور روحانیت حضرت سرور عالم کی تربیت پائی بعد حاجی عہدہ نو باب بخاری دہلوی سے بیعت کر کے چھ ماہ میں مدارج درویشی طے کر کے فرقہ خلافت لیا۔ شبہ روز نالہ گریہ و زاری میں رہتے بسبب بیداری اور کثرت اذکار کے مغز سرگرداں ہو گیا تھا اور مریدوں کے عقدے جلد حل فرماتے تھے۔ آپ کے خلیفہ شیخ بابا داؤد خاکی دروالمردین میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت کو کل سلسلوں میں اجازت تھی اور مرتبہ ابدالیت رکھتے تھے۔ مزار میر بالکل نہیں سنتے تھے جس قسم کا میر آپ کی خدمت میں آتا تھا شفا پاتا تھا۔ وفات حضرت کی سترہ سالہ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ نور زبیدی کشمیری قدس سرہ** حضرت پہلے امرت کشمیر میں تھے۔ بڑی ظالم اور جابر مشہور تھے۔ ایک روز بڑے شکار شیر

جنگل میں پہنچے ناگاہ شیخ نیک زبیدی کہ اولیاء کبریہ سے تھے انکو دیکھ کر اپنے ملازمان سے کہا ہو کر ان درویش کے پاس آکر دیکھا کہ درویش کے آگے دسترخوان بچھا ہوا اور جانور ان صحرائی کھارے ہوئے۔ اتفاقاً ایک بچھنے ایک گیدڑ کے حصہ دست دراز کیا اس نے اس درویش سے استغاثہ کیا۔ شیخ نے فرمایا کہ اے بچھنے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو روز ظالم کا سایہ تجھ پر پڑا کہ گیدڑ کے حصہ پر تھنے دست دراز کیا۔ یہ سن کر بچھنے ڈرا شیخ نور زبیدی نے یہ سن کر اپنے کپڑے پہنا کر نہایت متوجہ سے ان درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر مقامات سلوک طے کئے۔ وفات ۹۹۸ھ میں ہوئی۔ مزار کشمیر میں ہے۔

**ذکر حضرت بابا داؤد خاکی کشمیری قدس سرہ** آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے۔ مشہور اولیاء کشمیر سے گذرے ہیں۔ نہایت بابر

تھے۔ دستورالسا لکین و قصیدہ حبلا لہ تالیف فرمایا۔ آخر فرقہ خلافت حاصل کر کے سید احمد کرمانی و مولانا شیخ محمد مخدوم قاری و میر سید اسماعیل شامی قادیان سے فیضان حاصل کئے۔ جب بد مذہبی سلاطین چکان کی دیکھی ہندوستان میں آئے چندے لشکر اکبر اعظم میں رہے

بعد ہوا قاسم خان میزبانی کشمیر میں تشریف لائے اور ۹۹۴ھ میں انتقال فرمایا۔

**ذکر حضرت سید جھولن شاہ گھوڑی بخاری لاہوری بن سید شاہ محمد بن سید عثمان جھول بخاری لاہوری قدس سرہ**

آپ اولاد سے محذوم جہانیاں کے تھے۔ پانچ برس کی عمر سے ظہور کرامت ہونے لگے تھے وفات حضرت کی دسویں ربیع الاول ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت سید شاہ محمد والد سید جھولن شاہ گھوڑی قدس سرہ**

حضرت بعد انتقال اپنے پدر کے اوج میں آئے وہاں سے بہ اجتماع کثیر موضع چک سرودہ علاقہ کلاڑو میں آئے۔ وہاں کا زمیندار آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مرید ہوا اور ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کے فرزند یہ تھے: سید عبدالملک سید بہاء الدین جھولن شاہ مشہور گھوڑی شاہ سید شاہ عالم بہاء الدین شاہ۔ نونگ شاہ کہ مظہر کرامت تھے مزار موضع بلکھا علاقہ لاہور میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ حسن کنجدی لاہوری قدس سرہ** آپ خلیفہ شاہ جمال لاہوری کے تھے پہلے غلہ فروشی کرتے

تھے۔ جب شاہ جمال کے مرید ہوئے حسب الحکم ان کے اپنے ہاتھ سے ٹولنا موقوف کیا۔ خریدار تو لکر خود لیجا یا کرتے تھے جو زیادہ تول کر لیجا یا کرتا تھا اس کے گھر جا کر کم ہو جایا کرتا تھا۔ جو پورا لیجا یا تھا زیادہ ہوتا تھا چند سال اسی طرح گزرتے بہانتک دولت بڑھی کہ تولنے کا باٹ سنہری کر دیا اور پیر کا شکرانہ ادا کیا آپ کی عنایت سے یہاں تک نوبت پہنچی۔ پیر نے فرمایا کہ اسکو دریا میں ڈال۔ آپ نے جا کر دریا میں ڈال دیا وہ ایک شخص کو ملا اس نے لا کر ان کو دیا۔ انہوں نے پھر پیر سے عرض کیا کہ میں نے دریا میں ڈال دیا تھا مگر پھر وہ میرے پاس آ گیا۔ شیخ جمال نے فرمایا کہ تولنے جو کم ٹولنا چھوڑا یہ اسکی برکت ہے جو مال جو حلال سے پیدا ہوتا ہے وہ منافع نہیں ہوتا میں نے تیری راستی کا امتحان کیا تھا۔ یہ سنتے ہی آپ نے تمام مال و اسباب راہِ خدا میں دیکر ریا اور عبادت میں مشغول ہو کر کارِ تکمیل پہنچایا۔ چنانچہ جب تک آپ کی کرامت بن نہ رہی ہوئی ہے۔ وفات حضرت کی ۱۰۰۰ھ میں ہوئی۔ مزار پیر انوار لاہور میں ہے۔

## ذکر حضرت میران محمد شاہ موج دریا بخاری قدس سرہ

آپ اولاد سے سید جلال الدین شریف تھے۔ سرخ بخاری ادچی کے تھے۔ اور اپنے وقت میں مقتدائے زمانہ ہوئے ہیں حسب الطلب اکبر اعظم عین معرکہ چٹوڑ میں ہینچکر بادشاہ کی فتح کے واسطے دعا کی اور چٹوڑ فتح ہوا۔ بادشاہ نے معتقد ہو کر بہت جاگیر علاقہ پرگنہ پٹالہ میں عطا کی اور بعض گھاؤں عند قہ لاہور میں بھی ہیں۔ لاہور میں ہدایت خلق اور نفع رسانی مساکن میں مصروف رہتے تھے۔ لنگو خانہ جاری تھا۔ ایک روز آپ کی مجلس میں کسی نے کہا کہ سید سندی نہیں جو سندی سید ہوتے ہیں آگ میں اُن کا بال تک نہیں جلتا۔ ایسے سید کہاں پیدا ہوتے ہیں یہ سنکر آپ کو جلال آیا اور کاٹ کی ایک ہانڈی منگو کر اس میں چاول بچا کر اس منگر کو دکھائے اور فرمایا کہ تو نے دیکھا کہ سید سندی ہے یا نہیں۔ وفات حضرت کی سن ۱۳۱ھ میں ہوئی عمر آپ کی ۳۷ برس کی تھی

## ذکر حضرت سید سلطان جلال الدین حیدر بن سید صفی الدین بخاری برادر میران محمد شاہ موج قدس سرہ

حضرت کمال ظاہری اور باطنی اور ترک و تجرید میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ گویا مخزن الکرامات تھے بلکہ بوجہ جائزہ عطا اکبر اعظم اپنے بھائی سے بھی نہ ملتے تھے۔ وفات حضرت کی سن ۱۳۱ھ میں ہوئی مزار لاہور میں پاس مقبرہ بی بی بلخ تاج ہے عوام لوگ آپ کے مٹو کھا سنا حضرت بی بیان کہتے ہیں۔ اولاد آپ کی موضع بھوگی وال متصل لاہور کے سکونت پذیر ہے

## ذکر حضرت خواجہ مسعود کشمیری قدس سرہ

آپ اول پیشہ بخاری کا کرتے تھے۔ یکایک تمام تعلقات چھوڑ کر جنگل میں جا کر تین مہینے بے غور و خواب عبادت میں بسر کیے بعدہ باشارہ حضرت خضر بابا داؤد کی خدمت میں حاضر ہو کر کار درویشی تکمیل پہنچایا اور بان پور کہ جہاں زعفران پیدا ہوتی ہے وہاں تشریف رکھتے تھے اور بوجہ جلال ایام گذاری کر کے سن ۱۳۱ھ میں وفات پائی۔

## ذکر حضرت بابا ربی رشتی کشمیری قدس سرہ

آپ مرید شیخ حمزہ کے تھے عمر آپ کی ۳۰ برس کی ہوئی سو برس صائم الدہر سے سوا ایک کپڑا

پیشینہ کے دوسرے رکھتے تھے سنہ ۲۴ھ میں حالتِ روزہ میں وفات پائی مزار کشمیر محلہ کدل میں ہے۔

آپ اولیاءِ اولیاء  
سے گزرے ہیں

## ذکر حضرت سید عادی الملک بن سید شاہ محمد جوہر لاہجاری

ایکے وز ایک شخص نے پارس آپ کی نذر کیا۔ فرمایا میرے سجادہ کے بچے رکھ دے چند سال کے بعد وہ شخص آیا کہ جس نے پارس دیا تھا اسکو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا کہ جہاں تو نے رکھا تھا وہاں سے ہی لے لے اُس نے مصللاً اٹھا کر دیکھا تو پارس موجود پایا اور حیران رہا۔ اور اس شکل کے اور بھی پتھر رکھے دیکھے حضرت نے خاص اُس کا پتھر اٹھا کر اسکو دیدیا اور فرمایا کہ فقیر کو سوائے نام خدا کے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اور خاصانِ خدا جس پتھر پر نظر ڈالتے ہیں وہ ہی پارس ہو جاتا ہے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ مُرید ہوا۔ وفات حضرت کی سنہ ۳۹ھ میں ہوئی۔ پہلے مزار آپ کا سید جھولن شاہ گھوڑی کے مزار کے سامنے تھا۔ بعد اُس کے آپ کی نقش متصل مزار شاہ بلادل کے علیحدہ چبوترے پر دفن کی گئی۔ کہتے ہیں کہ سکھوں کی عداوت میں آپ کا مقبرہ مسمار ہوا دیکھا تو نقش بدستور رکھی کھتی کفن بھی میلانہ ہوا تھا۔

آپ مرید شیخ  
بہلول دریائی

## ذکر حضرت شاہ ازانانی قادری سہروردی مینوی قدس سرہ

کے تھے۔ بعد انتقال شیخ بہلول کے خاندان سہروردیہ سے فیضیاب ہوئے۔ رگویا ذاتِ بابرکات مجمع البحرین بخئی مقتدائے قادریہ پیشوائے سہروردیہ گزرے ہیں۔ آپ کا قاعدہ تھا کہ تمام بیٹہ کے جنگل میں بعبادت حق مصروف رہتے تھے۔ رات کو تمام مسجدوں میں پانی بھرا کرتے تھے کہتے ہیں کہ کئی بار اچانک اموات حضرت سونگھار ہوئے۔ حضرت شاہجہاں کو عہد شہزادگی سے آپ سے بہت اعتقاد تھا۔ جب شاہجہاں بادشاہ ہو کر آپ کی خانقاہ تعمیر کرائی اس کے خرچ کے واسطے بہت کچھ معاف فرمایا۔ چنانچہ آج تک اُس خانقاہ سے فیض عام اور مسافر نوازی جاری ہے۔ وفات حضرت کی سنہ ۱۱۷ھ میں ہوئی۔ مزار شہر بیٹہ میں ہے۔

آپ مرید بابا داؤد کشمیری کے تھے۔ آپ کو  
لو کہیں سے عبادت کا شوق تھا سو اُنک

## ذکر حضرت بابا نصیر الدین کشمیری قدس سرہ

روٹی جو کے دوسری چیز نہ کھاتے تھے۔ تمام مشائخین وقت آپ کا اعزاز کرتے تھے اور حضرت ہمیشہ مذمتِ مسافران و مسکینان میں کمر بستہ رہتے تھے۔ ایک بار آپ کا ایک مرید بت میں بہت قتل گزرتا رہا کہ قریب تھا کہ



مارا جائے۔ شیخ نے نوابین سے معلوم فرما کر بزور کرامت بوقت نیم شب تبت میں پہنچ کر اسکو چھوڑ دیا اور فراتہ العین میں کشمیر لائے۔ وفات حضرت کی مسکنہ میں ہوئی۔ مزار قصبہ سہارہ علاقہ کشمیر میں ہے۔

## ذکر حضرت سید شہاب الدین نہرا بن میران محمد شاہ موج دریا قدس سرہ

آپ صاحب ولایت موروثی اور قطب الوقت صاحب فوق و شوق اور صاحب ہدایت و کرامت و خوارق تھے مکمل ہے کشمیر شاہ حاکم پنجاب سوائے اپنے دوسرے کو سید صبیح النسب نہیں جانتا تھا اور غرور سے برائے امتحان سادات ایک شیر کو پتھر میں بند کیا اور ایک تنو آہنی اور ایک زنجیر آہنی بنوائی اور سادات پنجاب کو جمع کر کے کہا کہ جو کوئی اس گرم تنور میں بیٹھے یا شیر کو زنجیر سے باندھے وہ سید ہے۔ ورنہ میں قید کر دوں گا۔ آخر بہت سیدوں کو قید کیا۔ جب یہ خبر سید شہاب الدین کو ہوئی بیٹا لہ سے معہ ایک خادم کے موضع چند میں کہ جہاں شیر شاہ حاکم تھا پہنچ کر شیر کے پتھر سے آگے جا کر شیر کو باہر نکال کر اُس کے کان پکڑ کر فرمایا کہ تو اپنی جگہ جا بعد اس کے لکڑی کا تیر لیکر بروز کرامت زنجیر آہنی کو چھیدا یہ خبر شیر شاہ کو پہنچی اُسی وقت دوڑا آیا اور عرض کی کہ دو نشانیاں تو ظاہر ہوئیں ایک باقی ہے۔ آپ نے اپنا رد مال اپنے خادم محمد اشغی آہنگر کو دیکر ارشاد کیا کہ بسم اللہ کہہ کر تو تنور میں جا کر بھج آ یہ کرامت دیکھ کر شیر شاہ بے عجز تمام مرید ہوا اور تمام اپنا مال اُن سیدوں کو جن کو قید کیا تھا دیکر رخصت کیا اور خود ترک دنیا کی۔ وفات حضرت سید شہاب الدین کی مسکنہ میں ہوئی۔

## ذکر حضرت سید عبدالرزاق مکی قدس سرہ

آپ مرید میران شاہ موج دریا کے تھے تارک الدنیا جامع الکملات ظاہری و باطنی یہ حضرت غنی سے اگر چندے پشاور میں قیام پذیر رہے۔ بعد اس کے دہلی آکر نزد کان راقم کی ملازمت میں رہے آخر دنیا اور اہل دنیا سے متنفر ہو کر شب و روز عبادت میں مصروف رہے مسکنہ میں لاہور میں وفات پائی آنکلا نیا لہ ہے

## ذکر حضرت شاہ جمال قادری سہروردی قدس سرہ

آپ مرید شیخ گلرا بیگ کے تھے یعنی شاہ جمال مرید شیخ گلرا بیگ کے وہ مرید شاہ شرف کے وہ مرید شاہ معروف کے وہ مرید جعفر الدین کے وہ مرید رفیع الدین سہروردی کے وہ مرید شیخ جمال کے وہ مرید شیخ صدر الدین عارف کے وہ مرید شیخ بہاء الدین ملتانی کے یہ حضرت سادات صالحین

آپ کی اولاد تاحال سیالکوٹ میں موجود ہے۔ انہوں نے لاہور میں آکرسات منزلی خانقاہ بنائی۔  
نواب سلطان بیگم دختر اکبر اعظم کا باغ اور تالاب کہ نزدیک خانقاہ کے تھا گنگنا گوار گذران کو کھلا بھیجا کہ  
تم فقیر اور ہمارے دعا گو ہو حلاف ادب ہو کہ تمہارا مکان ہمارے مکان سے بلند ہو اگر بطور خود اس دمدمہ کو  
نیچا کر لو تو بہتر ہے ورنہ منہدم کر دیا جائیگا۔ یہ سنکر آپ نے ہنسر فرمایا کہ بہتر ہے یہ دمدمہ آجکی رات بیت  
ہو جائے گا اور گھر فقیر کا قیامت تک رہیگا۔ باغ چند روزہ ہی جب رات ہوئی اپنے سماع (گانا) کرایا اور  
حالات وجد میں کھڑے ہوئے اور زمین پر ایک لات ماری تمام منزلیں اُسکی غرق زمین ہوئیں بالائے  
زمین ہنوز موجود ہیں مشہور ہے کہ تعمیر دمدمہ کیواسطے معمار نہ ملتے تھے کیونکہ شاہجہانی عمارتیں تیار ہو رہی  
تھیں چند معماروں کو آپ نے بلا کر فرمایا کہ ہمارا کام بھی کرو انہوں نے عذر کیا کہ دن کو فرصت نہیں۔ آپ نے  
فرمایا کہ رات کو ہمارا کام کرو اور دن کے برابر مزدوری لو۔ پس بہت سے معمار مشعل کی روشنی میں رات کو کام کیا  
کرتے تھے۔ ایک دن تریل نہ تھا۔ آپ نے فرمایا کہ چراغوں میں پانی ڈال کر روشن کرو تمام شب وہ پانی مثل تریل کے جلا  
دو دل کھتری کہ لاؤ لہ تھا کبھی کبھی آپ کی خدمت میں آتا تھا مدعا اس کا یہ تھا کہ میرے اولاد پیدا ہو۔ ایک دن  
اُس نے کئی خرپے لا کر بند کیے آپ نے وہ خرپے اسکو دیے اور نماز عصر میں مشغول ہو کر وہ سمجھا کہ شاید بعد  
نماز کے نوش کریں گے مجھکو تریشنے کو دیو میں چنانچہ ایک خرپہ اُس نے تراشا تھا کہ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر  
اس سے فرمایا کہ تولے کیا کیا میں نے وہ خرپے اسواسطے دیئے تھے کہ تم دونوں میاں بیوی ملکر کھاؤ اور  
تیرے واسطے اللہ سے دو فرزند مانگے تھے۔ اچھا ہوا کہ ایک ہی تراشا۔ ایک فرزند ہندو اور ایک مسلمان  
ہوگا۔ مسلمان میرا میرا اور ہندو تیرا۔ پس وہ دونوں خرپے لیکر گھر آیا اور دونوں میاں بیوی نے  
ملکر کھائے اُسی شب کو وہ حاملہ ہوئی۔ بعد نو مہینے کے دو لڑکے پیدا ہوئے ایک مخطون دوسرا  
غیر مخطون۔ دو دل مخطون لڑکے کو آپ کی خدمت میں لیکر آیا۔ آپ نے فخر الدین اسکا نام رکھ کر اپنے پاس  
رکھا اور بعد آپ کے ہی صاحب سجادہ ہوا۔ چنانچہ فخر الدین کی اولاد ہنوز موجود ہیں اور وہ مکان کہ  
شاہ جمال نے محلہ چوڑی موڑی میں خرید ا تھا فخر الدین کے واسطے اب تک وہ شاہ جمال کا مکان مشہور ہے  
ایک روز شاہ جمال فخر الدین کے گھر میں آئے اور فخر الدین سے فرمایا کہ اپنے عیال و اطفال اور سب  
اسباب باہر لا چنانچہ فخر الدین نے فیصل حکم کی۔ جب کچھ چیز اس میں نہ رہی وہ مکان گر پڑا۔ آپ نے فرمایا کہ  
میں صرف تیری جان و مال کی حفاظت کیواسطے آیا تھا الحمد للہ کہ تو نے اس بلا سے خلاصی پائی۔ ایک روز

آپ اپنے اس حجرہ میں کہ تاحال نزد مزار موجود ہے بہت خوشنظر تھے۔ یہ حجرہ وہ ہے کہ آپ اس میں بند ہو کر جلہ کیا کرتے تھے۔ اور بعد جلہ کے خدام دروازہ حجرہ کا کھولا کرتے تھے۔ ابکی بار در حجرہ کھولا جاتے تھے کہ آپ کو باہر لائیں۔ حاضرین کے کان میں ایک آواز پہنچتی کہ اب تک جو ہونا تھا وہ ہوا۔ میری قبر اوپر اس حجرہ کے تعمیر کرو۔ یہ میز مدفون ہے۔ اس روز سے نشان قبر کا اوپر حجرہ کے بنوایا گیا ہے۔ یہ واقعہ ہم سب نے سنا ہے۔ میں ہوا مگر جسم مبارک کو کسی نے نہ دیکھا کہ کیونکر زمین میں سمایا۔ کیا ہوا حجرہ خالی تھا کن لوگوں نے مدفون کیا۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ نے دفن کیا۔ آپ کی وفات کے تیس برس بعد بروز عرس بعد تقسیم کھانے کے ایک قلندر دریدہ دہن آیا۔ صاحب سجادہ نے دوروٹی اسکو دیں۔ اس نے کہا کہ مزار شاہ جمال کا عجیب جال ہے کہ روٹی بے کفن میسر ہوتی ہیں۔ صاحب سجادہ نے کہا کہ اگر تیری یہی مرضی ہے تو تجھ کو کفن اسی جگہ ملیگا۔ چنانچہ اُس کے بدن میں لرزہ پیدا ہوا اور مر گیا۔ قبر اس قلندر کی قریب خانقاہ کے عبرت گاہ خلق ہے۔

آپ پستونجم شاہ محمد بن عثمان لاہوری کے تھے اور فقہ و تجربہ میں شان عالم رکھتے تھے۔

### ذکر حضرت سید محمد شاہ نورنگ بخاری قدس سرہ

تھے دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز طالبان حق سے متوجہ اور طالبان غیر حق سے متنفر تھے آپ کی دعا درد مندوں کے حق میں مثل کسیر تھی۔ ایک مزار شاہ فرمایا کہ جو کوئی میری قبر کی خاک کا تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اسکو شفا دیگا۔ چنانچہ اہل لاہور آپ کے مزار سے سنگریزے لیکر بیماریوں کے گلے میں ڈالتے ہیں۔ وفات حضرت کی میں ہوتی مزار موضع محمو بونی میں ہے کہ آپ کے نام پر مشہور ہے۔ آپ کو بعض فقیر خاندان قادر یہی تصور کرتے ہیں۔

آپ مرید خواجہ عبدالعزیز اعزاری کے تھے۔

### ذکر حضرت مولانا جید کشمیری نقشبندی سہروردی قدس سرہ

ایک مرید خواجہ سے عرض کی کہ میری چار لڑکیاں ہیں لڑکا نہیں ہے۔ مجھے بہت رنج ہے خواجہ نے ان کے حق میں دعا کی۔ بعد نو مہینے کے مولانا جید پیدا ہوئے یہ ولی مادر زاد تھے۔ سات برس کی عمر میں حافظ قرآن ہوئے گیارہ برس کی عمر میں حدیث و فقہ سے ماہر ہوئے۔ پابند سنت بہت تھے۔ پہلے خاندان نقشبندیہ میں اپنے والد کے مرید ہوئے اُن کے انتقال کے بعد دہلی میں تکمیل دین کی اور صاحب فتویٰ ہو کر کشمیر میں آکر سلسلہ سہروردیہ بابا تنقیب الدین کے مرید ہو کر تکمیل کی۔ تین بار حاکم کشمیر نے آپ کو چھٹی بنانا چاہا۔ آپ نے منظور نہ کیا۔ وفات حضرت کی سلسلہ میں بمقام کشمیر ہوئی۔

## ذکر حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی پنجابی قدس سرہ

آپ مرید سید ناصر  
مست کے وہ

مرید شاہ مونگا کے وہ مرید شاہ کبیر کے وہ مرید شیخ شہر اللہ کے۔ وہ مرید شیخ یوسف کے وہ مرید پیر  
برہان الدین کے۔ وہ مرید صدر الدین کے وہ مرید بدر الدین کے۔ وہ مرید اسماعیل قریشی کے۔ وہ مرید  
شاہ صدر الدین راجن کے قتال کے۔ وہ مرید شیخ رکن الدین ابوالفتح ملتانی کے۔ وہ مرید شیخ  
صدر الدین عارف کے۔ وہ مرید شیخ بہار الدین ملتانی کے۔ لکھا ہے کہ آپ اولاد سے بہلول ہوئی  
کے تھے۔ اور خاندان چشتیہ سے بھی فیضیاب تھے۔ خورد سالی میں ان کے ماور اور پدر نے انتقال  
کیا۔ بعض بد معاشوں نے آپ کو ایک ہندو کے ہاتھ بیچا۔ آپ ہمیشہ اپنے مالک کی خدمات بجالا کر  
اُسکو خوش رکھتے تھے۔ ایک روز اُس نے آپ کو آزاد کیا۔ اتفاقاً آپ سیالکوٹ میں آکر سید  
تائمر مست کے مرید ہو کر چند مدت اُنکی خدمت میں رہے۔ جب شیخ کا وقت قریب پہنچا۔ شیخ  
نے اپنے دوسرے مرید کو بلایا اُس کا نام بھی دولہ تھا۔ وہ موجود نہ تھا۔ آپ گئے۔ شیخ نے فرمایا کہ  
تیری ضرورت نہیں۔ آپ واپس آئے۔ شیخ نے پھر دولہ کہہ کر آواز دی وہ حاضر نہ تھا۔ شیخ دولہ  
ہی حاضر ہوئے۔ شیخ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا کہ ہرگز مولا بدہشاہ دولہ اگر وہ تمام نعمت معرفت الہی  
انکو دیکر انتقال کیا۔ بعد اس کے شاہ دولہ کو ایک مدت جذب اور سکر ہا۔ مست جام وحدت رہے  
جنگلوں میں شیر اور پلنگوں سے محبت رکھتے تھے بعد مدت کے جب ہوش میں آئے باب فتوح ظاہری  
اور باطنی کھلا۔ ہزاروں کرامت اور خوارق ظاہر ہوئے۔ ہزاروں آدمی آپ کی خدمت میں ملا دیں  
لیکر جاتے اور حسب دلخواہ اپنی مرادیں پاتے اور ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ غیب سے عطا کرتا آپ  
ہر روز مساکین کو تقسیم فرماتے اور اکثر جگہ عمارات عالی چاہ و مسافر خانہ پل و مسجد تیار کرائے کہ آپ  
گجرات اور سیالکوٹ میں موجود ہیں اور جاتے تعجب ہے کہ وحوش و طیور درندے اور گزندے آپ کی  
خدمت میں حاضر ہوتے۔ سرکار حضرت کی مثل بادشاہوں کے تھی۔ ہر وقت شہود ذات میں مستغرق رہتے تھے  
اور شادی نہ کی مجبور ہے۔ آپ کے زمانہ میں اسقدر فتوح ظاہری اور باطنی دوسرے کو نہ تھا اور کچھ  
زبان ہی نکلتا تھا تیر بہدف تھا۔ آپ کی مجلس کسی وقت سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ آپ کو وجد ہوتا  
تھا۔ اگر کسی کے واسطے دعائے فرزند کرتے اُس سے اقرار فرمالتے تھے کہ جو پہلا لڑکا ہو گا وہ

میری نذر کرنا۔ تجھ کو اللہ اور دیگا اور پہلا لڑکا جو ہوگا اسکی چند علامات ہو گئی۔ کوتاہ سر گنگ ملسوٹا لچس۔ چنانچہ پہلا لڑکا اس قسم کا ہوتا اور اس کے والدین بخوشی نذر کرتے تھے یہی طرح سینکڑوں لڑکے آپ کی خدمت میں دولا شاہی جو ہے مشہور تھے۔ چنانچہ یہ کرامات ہنوز آجکے مزار سے جاری ہے۔ جو کوئی آپ کے مزار پر آتا ہے خواستگار سی اولاد کرتا ہے اُس کے گھر پہلا جو لڑکا پیدا ہوتا ہے وہ اس شکل کا ہوتا ہے۔ ایک بار پٹنمان درویشان نے آپ کی ایذا رسانی کے واسطے ایک محضر تیار کیا اور شاہجہاں بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ شاہجہاں محرم سر درویشاں تھا اسپر کار بند نہ ہوا۔ حضرت کے ساتھ عقیدت بدستور رہی۔ وفات حضرت کی شہنشاہ میں ہوئی۔ مزار آپ کا گجرات پنجاب میں زیارت گاہ ہے۔

آپ فاضل اور جامع الکلمات تھے۔ لاہور سے باہر ایک

### ذکر حضرت شیخ جان سہروردی لاہوری قدس سرہ

مسجد میں واعظ فرمایا کرتے تھے اور مرید شیخ اسماعیل مدرس کے تھے مگر کسی سے کچھ نہ لیتے تھے۔ بوجہ حلال یتیم گذاری کرتے تھے۔ ایک بار ان کے پیر نے بوجھا کہ گذر کیونکر ہوتی ہے۔ عرض کیا مہر حال شکر ہے بآرام تمام بسر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو معلوم کرایا ہے کہ واسطے قوت لایموت کے چکی پیسا کروں ان کے مرشد نے ازراہ عنایت ایک تعویذ عطا کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنے گھر میں رکھ۔ جب نعمت دنیا سے سیر ہو جائے مجھ کو واپس دیجیو۔ انہوں نے اس تعویذ کو لیکر اپنے گھر میں رکھا۔ استفادہ ہو ا کہ تین روز میں بہت کچھ جمع ہو گیا۔ آپ نے شکر نعمت الہی بجا لا کر وہ تعویذ سیر کو دیا اور عرض کیا کہ میں مستغنی ہوا۔ مگر مجھ کو اس تعویذ کی اجازت ہوتا کہ اوروں کو نفع پہنچے۔ چنانچہ وہ تعویذ آج تک آپ کے صاحب سجادہ کے عمل میں ہے وہ یہی بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵۵۵۵ لے لے مھھھھ

۸۶  
۵۵۵۵  
۵۵۵۵

ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کی کہ بوجہ تنگ دستی کے میں بہت پریشان ہوں

میرے واسطے دعا فرمائیے۔ آپ نے ارشاد کیا کہ بعد ہر نماز کے رو قبیلہ کر کے سو بار سبحان اللہ پڑھا کر ایک ہفتہ کے بعد پھر مجھ سے ملنا چنانچہ اسی ہفتہ میں تنگ دستی اسکی دور ہوئی اُس نے عرض کیا کہ اب بہت خوش ہوں آپ نے فرمایا ایک ہفتہ اور پڑھ۔ پھر اُس نے آکر کہا کہ اب میں دنیا سے بالکل مستغنی ہوا۔ اب میں جانتا ہوں کہ مال عقبی جمع کروں۔ چنانچہ تارک الدنیا ہو کر مرید ہوا اور کمالات ظاہری و باطنی سے فائز ہوا۔

رفات حضرت کی سزا میں ہوئی۔ مزار آپکا بیرون شہر لاسو متصل مسجد قضا خانہ قدیم کے ہے۔

ذکر حضرت شیخ محمد امین ربیعان کلاں قدس سرہ

ذکر حضرت شیخ محمد امین ربیع کلاں قدس سرہ

کے۔ وہ مرید مخدوم حسین کے۔ وہ مرید شیخ سیلون کے۔ وہ مرید شیخ حسام الدین متقی ملتانی کے۔ وہ مرید

سید شاہ عالم کے۔ وہ مرید سید بہان الدین کے۔ وہ مرید سید ناصر الدین محمد بک کے۔ وہ مرید مخدوم جہانپا

کے کہ بیٹے عبداللہ قوم کو کہہ کر اس کن موضع جنبہ لب دریائے چناب کے تھے۔ لکھا ہے کہ ۹۹۹ھ میں پیدا ہوئے۔

نبدین تیز شیخ عبدالکریم کی خدمت میں حاضر ہو کر آٹا پیسنے پر مجبور ہوئے۔ ایک روز وقت پر آٹا نہ پہنچا دیا

کیا تو معلوم ہوا کہ شیخ اسماعیل اپنے حجروں میں مشغول بہ حق ہیں اور چکی خود بخود پھر رہی ہے۔ یہ حال اُن کے

پیر سے عرض کیا انہوں نے خود آکر دیکھا اُن کو مطلق خبر تھی۔ واپس چلے گئے۔ جب شیخ اسماعیل کو

ہوش آیا، اما جمع کر کے لنگر خانہ میں پہنچایا۔ ان کے پیر نے کہا کہ آج سے آنا پینا تیرا موقوف کیا۔

نقل ہے کہ بعد حصول علم باطنی شیخ سے دس کوس کے فاصلہ پر کنارہ جناب پر درخت شیشم کے

نیچے قیام کیا کئی مہینے میں کئی سو آدمی آپ کی خدمت میں آکر باکمال ہوئے بعد ۴۵ برس کی عمر

میں لاہور میں بہ محلہ نیل پورہ آکر تعلیم و تلقین میں مصروف ہوئے۔ ایک جائے قیام مخدوم علی سہویری

گنج بخش پر کیا۔ تمام اہل اسلام رجوع لائے۔ ایک مسجد پرانی اُس محلہ کے نزدیک تھی اور ایک ہندو فقیر

کہ صاحب کشف تھا اس مسجد میں رہتا تھا کوئی مسلمان اسکو نکال نہ سکتا تھا۔ ایک روز یہ اس جوگی کے

پاس گئے اور فرمایا کہ یہ عبادت گاہ مسلمانانِ ہے تم کو یہاں رہنا حرام ہے۔ میں یہاں رہوں گی۔ تم یہاں سے

چلے جاؤ اُس نے انکار کیا آپ نے جھڑکا اُس جو گی نے کہا اگر میں جاؤنگا تو مسجد میرے ساتھ جائے گی چنانچہ

اُس نے قدم مسجد کے باہر رکھا کہ مسجد خلیش میں آئی۔ قریب تھا کہ جوگی کے پیچھے چلے کہ آہٹے ایک عصا

دیوار مسجد پر مار کر فرمایا کہ ساکن رہ وہ اسی وقت ٹھہر گئی۔ جو گئی نے یہ کرامات دیکھ کر آپ سے غدر تقصیر ہوا۔

اور کسی طرف نہ چلا گیا۔ آپ اس مسجد میں درس قرآن فرمانے لگے۔ چنانچہ اس مسجد میں اب تک دس قرآن

آپ ہمیشہ خود قرآن پڑھایا کرتے تھے اور شاگرد مہینوں میں حافظہ ہوتے تھے۔

ایک روز ایک شخص نے عرض کیا کہ بیوی میری حافظ قرآن ہے اور میں اُمی ہوں۔ محض اس لئے مجھ کو

اپنی قربت سے منع کرتی ہے اور کستی ہے کدیری قربت سے بے ادبی و قرآن کی میرے دل میں تصدیق ہے۔

میں آپ سے ملتی ہوں کہ میرے واسطے دعا کیجئے کہ میں بھی حافظ ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ جینے میرے پاس رہو تو حافظ ہو جائیگا۔ یہ سنکر وہ رویا اور عرض کیا کہ مجھ کو اپنی زوجہ کی جدائی ایک دم کی بھی شاق ہے چھ مہینے کیونکر گزریں گے۔ یہ سنکر ازراہ رحم فرمایا کہ وقت سلام نماز صبح کے میری داہنی طرف آئیو۔ انشاء اللہ تیرا مقصد حاصل ہوگا چنانچہ وہ حسب فرمودہ جناب عمل میں لایا۔ اسی وقت نظر پڑتے ہی حافظ ہو گیا۔ بلکہ جتنے آدمی راست میں امی تھے سب حافظ ہوئے۔ یہ شخص مرید ہوا۔ آپ بار بار اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ فیض قرآن بعد مرنے کے میری قبر کی خاک سے جاری رہیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا حافظ الہی بخش آپ کے خلیفہ کہ جسم سے بہت فربہ تھے اور پستان بہت کلاں تھیں جب مرید ہونے آئے آپ نے انکو دیکھ کر قسم فرمایا اور کہا کہ حافظ الہی بخش شیردار ہے۔ یہ فرماتے ہی انکی پستان شیردار ہو گئیں اور اسی خطاب سے منسوب رہو۔ چنانچہ ایک گاؤں حافظ صاحب کے نام پر موضع لوبرہ آباد ہے۔ لوبرہ پنجابی زبان میں شیردار کو کہتے ہیں۔ خلیفہ آپ کے یہ ہیں: شیخ محمد صالح برادر ہم جد حضرت میاں جان محمد لاہوری و جان محمد ثانی شیخ محمد ہاشم و شیخ عبد الحمید و عبد الکریم قصوری و اخوند محمد عثمان و محمد عمر و امانت خاں حافظ عبد اللہ حافظ محمد فاضل و حافظ الہی بخش لوبرہ و حافظ محمد صہین و حافظ فتح محمد و مولوی تیمور لاہوری و فات حضرت کی ۵ ر شوال ۸۵۰ سنہ میں ہوئی مزار لاہور میں مشہور و معروف ہے۔

**ذکر حضرت شیخ حسن لاکو کشمیری قدس سرہ**  
آپ مرید سید جمال الدین بخاری دہلوی کے تھے اور شیخ حمزہ کشمیری اور بابا نصیب الدین سے بھی فیض حاصل کیا۔ تفرید اور تجرید کے ساتھ ایام گزاری کی۔ تمام عمر عبادت حق میں مصروف رہ کر ۹۹۰ سنہ میں وفات پائی۔

**ذکر حضرت شیخ بہرام کشمیری قدس سرہ**  
آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے۔ ترک تجارت کر کے زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے اور بوجہ زہد کے اس قدر ضعیف تھے کہ سوائے پوست اور استخوان کے گوشت کا نام نہ تھا۔ انہار کرامات سے بہرہ ور کرتے تھے۔ ہمیشہ سرد پانی سے وضو کرتے تھے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان میں ایسا چشمہ جاری فرمایا کہ جاؤ سے میں اس کا پانی گرم اور گرمی میں سرد ہا کرتا تھا۔ لکھا ہے کہ شیخ مرگد آپ سے ملنے آئے اور اسنے میں خیال کیا کہ اگر حاجی بہرام میرے واسطے کھانا موجود کرے تو ہم دونوں ساتھ کھائیں

بجید انکلی کرامات سے نہیں ہے۔ جب یہ پاس پہنچے آپ نے کھانا طلب کیا۔ اور دونوں بزرگوں نے ساتھ کھانا شروع کیا اسوقت آپ نے تبسم کناں فرمایا کہ آج کیا اچھا دن ہے کہ تمہاری حسب دلخواہ کھانا ہو اور میں بھی تمہارے شریک ہوں۔ وفات حضرت کی سالۃ اللہ میں ہوئی۔ مزار خطہ کشمیر میں ہے۔

**ذکر حضرت شیخ یعقوب کشمیری قدس سرہ** آپ مرید بابا نصیب الدین کے تھے۔ چند عبادت میں رہے۔ بعدہ مست الفت ہو کر الیہ مستغرق ہوئے

کہ اپنے کو بھی بھول گئے۔ ایک بار آپ کسی پہاڑ کی کھوہ میں پڑے تھے۔ ڈیڑھ مہینے بے حور و خواب ہوئے۔ ایک شب کسی زمیندار کے ہاں تشریف لائے۔ رات زیادہ جا چکی تھی دروازہ کسی نے نہ کھولا صبح تک برف میں بیٹھے رہے۔ مگر جب آپ پر پڑتی تھی حرارت عشق سے وہ حضرت نہ کر سکتی تھی مستی و مدہوشی یہاں تک ہو گئی تھی کہ پاؤں میں گھونگر باندھ کر سر پر مرغ رکھ کرنا چتے پھرا کرتے تھے۔ وفات حضرت کی سالۃ اللہ میں ہوئی۔ مزار اسلام آباد کے قریب ہے۔

**ذکر حضرت سید علی بن سید**

آپ مرید اپنے والد کے تھے۔

اُس نواح کے رہنے

جہانگیر الیہ۔

ذکر



بہت شوق تھا۔ مساجد اور پل اور مسافر خانہ اکثر تعمیر کرائے وفات حضرت کی سال ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ جان محمد لاہوری قدس سرہ** آپ مرید شیخ اسماعیل میاں کلاں لاہوری کے تھے علوم ظاہری

اور باطنی میں یکجا عصر۔ اور لاہور میں یہ محلہ بردہ منکلا کہ شہر سے باہر ہے تعمیر تھے۔ لڑکپن میں شیخ عبد الحمید غلیفہ شیخ اسماعیل سے تحصیل علوم ظاہری کیا تھا۔ اور بعد ازاں کے قیام گاہ پر دفن ہوئے۔ اسی شب کو خادم کو بشارت ہوئی کہ میری نعش کو یہاں سے نکال کر میاں کلاں کے مزار کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وفات حضرت کی سال ۱۱۸۷ھ میں ہوئی۔

**ذکر حضرت شیخ حامد قاری قدس سرہ** آپ عالم علم شریعت و طریقت و ماہر قراوت تھے۔ لاہور

میں طلباء کو درس کراتے تھے۔ اور مرید مولوی تیمور

رکے تھے اور اپنے وقت میں استاد زمانہ اور مرجع خلافت تھے۔ وفات حضرت کی سال ۱۱۹۶ھ میں ہوئی۔

یہ شاہ ابوالفتح اپنے والد کے تھے۔ مثل اپنے

سرمدا بیت خلق میں مصروف رہی۔ آغاز

کے جد مادر می تھے جنہ

سب۔

وقال اور

نہ والد کے





